ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف

www.KitaboSunnat.com

علوم القرآن

۲

دار القرآن والسنۃ

ہوسئی ○ شہباز گڑھی ○ مردان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علوم القرآن

۲

ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف

www.KitaboSunnat.com

دار القرآن والسنۃ
ہوسئ ○ شہباز گڑھی ○ مردان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نام کتاب: علوم القرآن، جلد دوم

مصنف: ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف
آنرز اِن عریبک، فاضل وفاق المدارس الاسلامیۃ
پی ایچ ڈی [علوم اسلامیہ]

اشاعت اول: ۱۴۳۶ھ = ۲۰۱۵ء
ہدیہ [دونوں جلد]: 1000 روپے

دار القرآن والسنة
ہوسن ۰ شہباز گڑھی ۰ مردان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ!

إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَآءُكَ .

اَللّٰھُمَّ!

إِنِّي أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ أَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِي وَنُوْرَ صَدْرِي وَجَلآءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي.

اے اللہ!

میں تیرا غلام، تیرے غلام کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم جاری ہے۔ میرے بارے میں تیرا فیصلہ حق ہے۔

اے اللہ!

میں تجھ سے تیرے ہر اُس نام کے واسطہ سے جو تیرا ہے، جس سے تو نے اپنے آپ کو پکارا ہے، یا جس کو تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے، یا جس کو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا اپنے علم غیب میں جس کو تو نے اپنے لیے مخصوص کیا ہے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار، میرے سینہ کا نور، میرے غم کا مداوا اور میرے فکرو پریشانی کا علاج بنا دے۔

وأنا عبدُ الضعيف النحيف

ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف

تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ وَرِضْوَانِهٖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرسِ مضامین

فصل ۱۶: قرآن مجید میں معرب: ۲۱

– قرآن مجید میں مُعَرَّب؟	۲۳
– اس فن میں لکھنے والے	۲۶
۱– جوالیقی: موہوب بن احمد بن محمد بن خضر بن حسن بن منصور جوالیقی	۲۶
۲– ابن الجوزی: عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، القرشی، البغدادی	۲۶
۳– بدرالدین زرکشی: محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی، ابوعبداللہ	۲۸
۴– تاج الدین اَلسُّبکِي: عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی، ابونصر	۲۹
۵– جلال الدین سیوطی: عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین، خضیری	۳۰
۶– خفاجی: احمد بن محمد بن عمر، شہاب الدین خفاجی مصری	۳۰
۶– حمزہ فتح اللہ مصری	۳۰
۷– ڈاکٹر محمد السید علی بلاسی	۳۱

قرآن مجید میں معرب الفاظ: ۳۱

– الآخرة	۳۱	– اِبْلَعِي	۴۲
– آدم علیہ السلام	۳۱	– اِبْلِيس	۴۳
– آزر	۳۲	– اَخْلَدَ	۴۵
– انٌ /انِيَة	۳۷	– اِدریس علیہ السلام	۴۶
– اَبٌّ	۳۷	– اَرَائِك	۴۷
– اَبارِيْقُ	۴۰	– اَسَاطِير	۴۸
– اِبراهيم علیہ السلام	۴۱	– اَسْبَاطٌ	۴۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– اِسْتَبْرَق	۵۰	– جَالُوت	۶۷
– اسحاق عليه السلام	۵۱	– جِبْتٌ	۶۷
– اسرائیل عليه السلام	۵۲	– جُنَاحٌ	۶۷
– الاَسْفَارُ	۵۳	– جُنْدٌ	۶۸
– اِسماعیل عليه السلام	۵۴	– جَهَنَّم	۶۸
– اِصْرِیٰ	۵۵	– حِرْم	۶۹
– اَکْوَابٌ	۵۵	– حَصَبٌ	۷۰
– اَلِیْم	۵۶	– حِطَّةٌ	۷۰
– الاِلُّ	۵۶	– حَوارِیُّوْن	۷۱
– اِنْجِیل	۵۷	– حُوبٌ	۷۳
– اَوَّابٌ	۵۸	– دَاود عليه السلام	۷۳
– اَوَّاهٌ	۶۱	– دَرَسْتَ	۷۴
– الْاُولٰی	۶۱	– دِرْهَمٌ	۷۴
– بُرْهَانٌ	۶۲	– دُرِّيٌّ	۷۵
– بَطَائِنُهَا	۶۲	– دِيْنَارٌ	۷۵
– بَعِیر	۶۳	– رَاعِنَا	۷۶
– بَیْعٌ	۶۴	– رَبَّانِيُّوْن	۷۷
– تَتْبِیْرٌ	۶۵	– رِبِّيُّوْن	۸۰
– تَحْتٌ	۶۵	– الرَّسُّ	۸۱
– تَنُّوْرٌ	۶۵	– الرَّقِيْمُ	۸۱
– تَوْرَاة	۶۶	– رَمْزٌ	۸۲
– التِّیْن	۶۶	– رَهْوٌ	۸۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– الرُّوْمُ	۸۳	– سَيِّدَهَا	۹۷
– زَبَانِيَةٌ	۸۴	– سِيْنِيْنَ	۹۸
– زَرَابِيٌّ	۸۵	– سِيْنَاءَ	۹۸
– زَكَرِيَّا عليه السلام	۸۶	– شَطْرٌ	۹۹
– زَمْهَرِيْرٌ	۸۷	– شَهْرٌ	۱۰۰
– زَنْجَبِيْلٌ	۸۷	– صِرَاطٌ	۱۰۰
– سُجَّدًا	۸۸	– صُرْهُنَّ	۱۰۱
– السِّجِلُّ	۸۸	– صَلَوَاتٌ	۱۰۱
– سِجِّيْلٌ	۸۹	– صَنَمٌ	۱۰۲
– سِجِّيْنٌ	۸۹	– ضَنْكٌ	۱۰۳
– سَرَابٌ	۹۰	– طَاغُوْتٌ	۱۰۴
– سِرَاجٌ	۹۰	– طَالُوْتٌ	۱۰۵
– سُرَادِقٌ	۹۱	– طٰهٰ	۱۰۶
– سَرْد	۹۱	– طُوْبٰى	۱۰۷
– سَرِيٌّ	۹۲	– طُوْر	۱۰۷
– سَفَرَةٌ	۹۲	– طُوًى	۱۰۸
– سَقَرٌ	۹۳	– عَادٌ	۱۰۸
– سَكَرٌ	۹۳	– عَبَدْتَّ	۱۰۹
– سَلْسَبِيْلٌ	۹۴	– عَدْلٌ	۱۰۹
– سُلَيْمَانُ عليه السلام	۹۵	– الْعَرِمُ	۱۱۱
– سَنَا	۹۶	– عِيْسٰى عليه السلام	۱۱۲
– سُنْدُسٌ	۹۷	– غَسَّاقٌ	۱۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– غِيضَ	۱۱۴	– كَفِّرْ	۱۲۸
– فَرْثٌ	۱۱۴	– كِفْلَيْنِ	۱۲۹
– فِرْدَوْسٌ	۱۱۵	– كَنْزٌ	۱۳۰
– فِرْعَوْنُ	۱۱۶	– كُوِّرَتْ	۱۳۰
– فُومٌ	۱۱۷	– اَلْكَيْلُ	۱۳۱
– اَلْفِيْلُ	۱۱۷	– لوط علیہ السلام	۱۳۱
– قَارُون	۱۱۸	– لِيْنَةٌ	۱۳۲
– قَاسِيَةٌ	۱۱۹	– مَأجوج	۱۳۲
– قِرطَاسٌ	۱۲۰	– مَاروت	۱۳۲
– اَلْقِسْطُ	۱۲۱	– مُتَّكَأً	۱۳۲
– اَلْقِسْطَاسُ	۱۲۲	– اَلْمَجُوسُ	۱۳۳
– قَسْوَرَةٌ	۱۲۳	– مِحْرَابٌ	۱۳۴
– قِسِّيْسٌ	۱۲۳	– مَدْيَن	۱۳۵
– قِطَّنَا	۱۲۴	– مَرْجَانٌ	۱۳۵
– قُفْلٌ	۱۲۴	– مَرْقُوْمٌ	۱۳۶
– قَلَمٌ	۱۲۵	– مَرْيَمُ	۱۳۶
– اَلْقُمَّلُ	۱۲۶	– مُزْجٰةٌ	۱۳۷
– قَمِيصٌ	۱۲۶	– مِسْكٌ	۱۳۷
– قِنْطَارٌ	۱۲۶	– اَلْمَسِيحُ علیہ السلام	۱۳۸
– قَيُّوْمٌ	۱۲۷	– مِشْكٰوةٌ	۱۳۸
– كَأْسٌ	۱۲۷	– مَقَالِيْدُ	۱۳۹
– كَافُوْرٌ	۱۲۸	– مَلَكُوْتٌ	۱۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– مَنَاص	۱۴۰	– وَرَآءَ	۱۵۴
– مِنسَاۃٌ	۱۴۰	– وَرْدَۃٌ	۱۵۵
– مُنفَطِرٌ	۱۴۱	– وَزَرَ	۱۵۵
– الْمُهْلُ	۱۴۱	– يَأْجُوجَ مَأْجُوجَ	۱۵۵
– مُوسٰی علیہ السلام	۱۴۲	– يَاقُوتٌ	۱۵۷
– میکال علیہ السلام	۱۴۳	– يَحُورَ	۱۵۷
– نَاشِئَةٌ	۱۴۴	– يحيى علیہ السلام	۱۵۷
– نَمَارِقُ	۱۴۴	– يٰسٓ	۱۵۸
– نُوح علیہ السلام	۱۴۵	– اليَسَعُ علیہ السلام	۱۵۸
– نُون	۱۴۷	– يَصُدُّوْنَ	۱۵۸
– هَارُوت وَمارُوت	۱۴۸	– يَصْهَرُ	۱۵۹
– هَارُون علیہ السلام	۱۵۲	– يَعْقُوبُ علیہ السلام	۱۵۹
– هَامان	۱۵۲	– يَمّ	۱۶۰
– هُدْنَا	۱۵۲	– يوسُف علیہ السلام	۱۶۰
– هُوْدٌ علیہ السلام	۱۵۳	– يونُس علیہ السلام	۱۶۱
– هَوْنًا	۱۵۳	– يَهُود	۱۶۱
– هَيْتَ لَكَ	۱۵۴		

فصل ۱۷: أشباہ ونظائر: ۱۶۲

– أشباہ و نظائر کا مفہوم	۱۶۲	– ۳: یحییٰ بن سلام	۱۶۸
– اس فن میں لکھنے والے	۱۶۵	– ۴: ابن قتیبۃ	۱۶۸
– ۱: مقاتل بن سلیمان	۱۶۵	– ۵: المبرد	۱۷۳
– ۲: ہارون بن موسیٰ الاعور	۱۶۷	– ۶: حکیم ترمذی	۱۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۷:ابن فارس	۱۷۴	-۱۶:سید عبدالسلام رستمی	۱۷۶
-۸:الثعالبی	۱۷۴	-۱۷:سراج الاسلام حنیف	۱۷۷
-۹:الحِیَری الضریر	۱۷۵	اشباہ ونظائر کے چند نمونے	۱۷۷
-۱۰:الدّ امغانی	۱۷۵	-آخرة	۱۷۷
-۱۱:راغب اصفہانی	۱۷۵	آخرة کے قرآنی استعمالات	۱۷۷
-۱۲:ابن الجوزی	۱۷۵	-آوی	۱۷۸
-۱۳:سمین نحوی	۱۷۶	-أبٌ	۱۷۸
-۱۴:مجدالدین فیروزآبادی	۱۷۶	-بابٌ	۱۷۹
-۱۵:ابن العماد	۱۷۶	-الدِّین	۱۸۱

فصل ۱۸: قرآن مجید میں حروف اَضداد: ۱۸۵

-ضِدٌّ کے معنی	۱۸۵	-ابوالبرکات الانباری	۱۹۰
-ابومحمد ابن دُرُستَوَیہ کی رائے	۱۸۷	-ابن الدہان البغدادی	۱۹۰
اس فن میں لکھنے والے	۱۸۷	-الصغانی	۱۹۰
- قطرب	۱۸۷	**قرآن مجید میں حروف اَضداد**	۱۹۱
-ابوعبیدة	۱۸۷	-أحویٰ	۱۹۱
-اصمعی	۱۸۸	-إذْ	۱۹۲
-التوزی	۱۸۸	-إذا	۱۹۴
-ابوزکوان	۱۸۸	-أکمه	۱۹۶
-ابن السکیت	۱۸۸	-الأُمَّة	۱۹۷
-ابوحاتم سجستانی	۱۸۹	أُمَّةٌ کا ایک اور استعمال	۱۹۸
-ابوبکر ابن الانباری	۱۸۹	-أمرٌ	۱۹۹
-ابوالطیب اللغوی	۱۸۹	-إنْ[المکسورة]	۲۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-أو	۲۰۲	-الشِّراء	۲۳۳
-الأيِّمُ	۲۰۲	-صَوِرَ	۲۳۵
-بعد	۲۰۴	-الصَّلاة	۲۳۶
-بعض	۲۰۵	-الظلم	۲۳۶
-بين	۲۰۶	-الظنُّ	۲۳۷
-توّابٌ	۲۰۷	-ظهري	۲۴۲
-الجِنُّ	۲۰۸	-عاصِم	۲۴۳
-حَسِبَ	۲۱۱	-عسعس	۲۴۴
-الحشر	۲۱۳	-عَسٰى	۲۴۵
-الحقُّ	۲۱۵	-فَرِحَ	۲۴۷
-الحنف	۲۱۶	-فرط	۲۴۸
-خَبُت	۲۱۷	-فرغ	۲۵۰
-خوف	۲۱۸	-فزع	۲۵۱
-راغ	۲۲۰	-فوق	۲۵۳
-رَجاء	۲۲۱	-قسط	۲۵۴
-الرديُ	۲۲۳	-القانع	۲۵۵
-رهو	۲۲۴	-القُرءُ	۲۵۶
-زوجٌ	۲۲۵	-قَضٰى	۲۵۸
-السَّاحرُ	۲۲۶	-كانَ	۲۵۹
-السَّبيلُ	۲۲۸	-لَا	۲۵۹
-سَجَرَ	۲۲۹	-مِنْ	۲۶۱
-سِرٌّ	۲۳۰	-مولٰى	۲۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-البِدُّ	۲۶۳	-وزع	۲۶۶
-النسیان	۲۶۴	-وعد	۲۶۷
-وراءٌ	۲۶۵	-ھل	۲۶۸

فصل ۱۹: تأویل وتفسیر: ۲۷۰

-تأویل	۲۷۰
- تفسیر	۲۷۲
- تفسیر کا لغوی معنیٰ	۲۷۲
- تفسیر کا اصطلاحی مفہوم	۲۷۲
- تفسیر اور تأویل میں فرق	۲۷۳
- تفسیر کا ارتقاء	۲۷۷
-۱: تفسیر عہدِ رسالت میں	۲۷۷
-۲: تفسیر عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں	۲۷۷
-۱: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۷۸
-۲: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۲۸۰
-۳: سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۲۸۴
-۴: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۸۴
-۵: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۸۶
-سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفسیری اَقوال کے طرق واسانید	۲۸۷
-۶: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ	۲۸۸
-سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تفسیری اَقوال کے طرق واسانید	۲۸۹
-۷: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	۲۹۳
-سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اَقوال کے تفسیری اَقوال کے طرق واسانید	۲۹۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۲۹۴
۹: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۲۹۴
۱۰: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	۲۹۵
۳: تفسیر عہد تابعین رحمہم اللہ میں	۲۹۵
مکہ مکرمہ کا مدرسہ تفسیر	۲۹۵
۱: سعید بن جبیر	۲۹۵
۲: مجاہد بن جبر	۲۹۵
مجاہد اور تفسیر عقلی	۲۹۶
۳: عکرمہ بربری	۳۰۰
۴: طاوس بن کیسان	۳۰۰
۵: عطاء بن ابی رباح	۳۰۱
مدینہ منورہ کا مدرسہ تفسیر	۳۰۲
۱: ابو العالیۃ	۳۰۲
۲: محمد بن کعب قُرظِی	۳۰۳
۳: زید بن اسلم عَدَوِی	۳۰۳
کوفہ کا مدرسہ تفسیر	۳۰۴
۱: علقمہ بن قیس	۳۰۴
۲: مسروق بن اَجدع	۳۰۵
۳: اسود بن یزید نخعی	۳۰۶
۴: مُرّۃ ہمدانی	۳۰۷
۵: شعبی: عامر بن شراحیل	۳۰۷
۶: حسن بصری	۳۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶: قتادة	۳۰۸
تنبیہ	۳۰۹

فصل ۲۰: تفسیر کی قسمیں: ۳۱۰

تفسیر بالماثور	۳۱۰
۱: تفسیر القرآن بالقرآن	۳۱۰
تفسیر القرآن بالقرآن کی مثالیں	۳۱۱
۲: تفسیر القرآن بالسنۃ والحدیث	۳۱۷
تفسیر القرآن بالسنۃ والحدیث کی مثالیں	۳۱۸
تنبیہ	۳۱۹
۳: تفسیر القرآن بآثار الصحابۃ	۳۱۹
تفسیر القرآن بآثار الصحابۃ کی مثالیں	۳۲۴
۴: تفسیر القرآن بآثار التابعین	۳۲۶

فصل ۲۱: تفسیر بالماثور پر مشتمل منتخب تفاسیر: ۳۲۸

۱: تفسیر عبدالرزاق	۳۲۹
قصہ ہاروت و ماروت	۳۳۰
قصہ سیدنا داود علیہ السلام	۳۳۴
۲: تفسیر ابن ماجۃ	۳۳۶
۳: جامع البیان في تأویل القرآن = تفسیر ابن جریر	۳۳۹
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں	۳۴۸
سیدنا یوسف علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں	۳۴۹
زلیخا سے سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح	۳۵۳
سیدنا داود علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں	۳۵۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں	۳۵۸
سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں	۳۵۹
۴: تفسیر القرآن = تفسیر ابن المنذر	۳۶۱
۵: تفسیر ابن ابی حاتم = تفسیر القرآن العظیم	۳۶۳
۶: تفسیر السمرقندي = بحر العلوم	۳۶۶
اسرائیلیات اور تفسیر بحر العلوم	۳۷۰
۷: الکشف و البیان = تفسیر الثعلبی	۳۷۳
۸: التفسیر البسیط = تفسیر الواحدی	۳۸۲
تفسیر القرآن بالقرآن اور امام واحدی	۳۸۲
تفسیر القرآن بالحدیث اور امام واحدی	۳۸۲
تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ اور امام واحدی	۳۸۳
التفسیر البسیط میں ضعیف اَحادیث	۳۸۵
واقعہ غرانیق	۳۸۸
آیت کی صحیح تاَویل	۳۹۷
۹: التفسیر البغوي = معالم التنزیل	۴۰۲
تفسیر معالم التنزیل کے مآخذ	۴۰۴
تفسیر کا منہج	۴۱۰
تفسیر کا عموی انداز	۴۱۱
قرآن مجید سے قرآن مجید کی تفسیر	۴۱۱
اَحادیث نبویہ سے قرآن مجید کی تفسیر	۴۱۴
اَقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید کی تفسیر	۴۲۲
اِسرائیلیات سے قرآن مجید کی تفسیر	۴۲۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کی آراء	۴۲۴
— ۱۰: المُحَرَّرُ الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز = تفسیر ابن عطیہ	۴۲۵
ابن عطیہ کے تفسیری مصادِر	۴۲۷
تفسیر ابن عطیہ میں ضعیف احادیث	۴۲۸
امام ابن عطیہ اور تفسیر بالاشارۃ	۴۳۵
— ۱۱: تفسیر القرآن العظیم = تفسیر ابن کثیر	۴۳۸
اس تفسیر کے مصادر	۴۳۹
قرآن مجید سے قرآن مجید کی تفسیر	۴۴۴
اَحادیث نبویہ سے قرآن مجید کی تفسیر	۴۴۶
اِسرائیلیات اور حافظ ابن کثیر	۴۴۸
— ۱۲: الدُّرُّ المنثور في التفسیر بالماثور = تفسیر درمنثور	۴۵۰
— ۱۳: التَّفسیر المظهري = تفسیر مظہری	۴۵۸
نمونہ تفسیر	۴۶۲
— ۱۴: تفسیر فتح القدیر	۴۶۶
قاضی شوکانی اور ضعیف احادیث	۴۶۶
— سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا	۴۶۶
— حدیث غدیر خم	۴۶۷
— کُنّا نقرأ علی عهدِ رسول اللہ ﷺ: یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ	۴۶۸

فصل ۲۲ : تفسیر بالرّأي پر مشتمل منتخب تفاسیر : ۴۷۰

— تفسیر بالرأي —	۴۷۰
— تفسیر بالرائی کی قسمیں	۴۷۴
— پسندیدہ اور عمدہ رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کے شرائط	۴۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور کتب تفسیر بالرأی المحمود	۴۸۱
۱: تأویلات أهلِ السُّنَّةِ = تفسیر الماتریدی	۴۸۱
چند تفسیری نکات	۴۸۲
امام ماتریدی اور احادیث	۴۸۴
۲: مفاتیح الغیب = التفسیر الکبیر	۴۹۴
التفسیر الکبیر کا بنیادی مصدر	۴۹۸
امام رازی اور مسئلہ عصمۃ الانبیاء	۵۰۱
امام رازی اور اسرائیلیات	۵۰۳
امام رازی اور حدیث کذبات سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۵۰۶
۳: انوار التنزیل واَسرار التأویل = تفسیر البیضاوی	۵۱۰
ہر درست و نادرست میں علامہ زمخشری کی اِتباع	۵۱۱
تفسیر البیضاوی اور ضعیف و موضوع اَحادیث	۵۱۷
۴: مدارک التنزیل = تفسیر النَّسَفِي	۵۱۹
امام نسفی کا عقیدہ	۵۲۰
کرامیہ کا رد	۵۲۱
معتزلہ کا رد	۵۲۳
جہمیہ کا رد	۵۲۵
مرجئہ کا رد	۵۲۷
روافض کا رد	۵۲۸
۵: لباب التأویل في معاني التنزیل = تفسیر الخازن	۵۳۰
تفسیر الخازن اور اسرائیلی روایات	۵۳۲
قصہ ہاروت و ماروت	۵۳۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصہ سیدنا داود علیہ السلام	۵۳۳
قصہ سیدنا سلیمان علیہ السلام	۵۳۶
عصمۃ الانبیاء علیہم السلام	۵۳۷
قصہ سیدنا زینب رضی اللہ عنہا	۵۳۹
قصہ غرانیق	۵۴۱
۶: البحر المحیط	۵۴۳
۷: غرائب القرآن ورغائب الفرقان=تفسیر نیشا پوری	۵۴۵
تفسیر کا انداز	۵۴۵
تنبیہ	۵۴۹
۸: تفسیر الجلالین	۵۵۱
تفسیر الجلالین کا قضیہ	۵۵۲
تفسیر الجلالین اور اسرائیلی روایات	۵۵۳
انبیاء علیہم السلام اور تفسیر الجلالین	۵۵۷
سیدنا یوسف علیہ السلام	۵۵۷
زلیخا سے سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح	۵۵۸
سیدنا داود علیہ السلام	۵۵۸
۹: روح المعانی	۵۶۱
تفسیر بالرأي المذموم	۵۷۱
امام ابن قتیبہ اور معتزلہ	۵۷۲
معتزلہ کی تفاسیر	۵۷۵
۱: ابوبکر اصم	۵۷۵
۲: ابن عُلَیَّہ	۵۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔۳:ابوالقاسم بلخی	۵۷۷
۔۴:ابوعلی جبائی	۵۷۷
۔۵:ابومسلم اصفہانی	۵۷۷
۔۶:ابوالحسن رُمّانی	۵۷۸
۔۷:عبداللہ اسدی	۵۷۸
۔۸: قاضی عبدالجبار	۵۷۹
۔۹:تفسیر الکشاف	۵۷۹
تفسیر الکشاف میں اعتزالی عقائد	۵۸۳
اہل السنّت والجماعت پر زمخشری کا طعن	۵۸۷

فصل ۲۳:تفسیر فقہی۔احکام القرآن:۵۹۰

۔فقہاء کرام کی تفسیری خدمات	۵۹۵
۔فقہائے اَحناف۔	۵۹۵
۔۱:امام طحاوی	۵۹۵
۔۲:امام ابوبکر جصاص	۵۹۶
۔امام ابوبکر جصاص،معتزلی عقاید سے متاثر تھے۔	۵۹۷
۔سیدنا معاویہ ﷛ پر جصاص کا حملہ	۶۰۱
۔ابوبکر جصاص،امام شافعی کے بارے میں بڑی سخت زبان استعمال کرتے تھے۔	۶۰۵
۔۳:ملاجیون	۶۰۶
۔۴:مولانا اشرف علی تھانوی	۶۰۶
۔فقہائے شافعیہ۔	۶۰۷
۔۱:امام شافعی	۶۰۷
۔۲:امام الکیاہَراسی	۶۰۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-امام ابوبکر جصاص پر تنقید	۶۰۹
-فقہائے مالکیہ-	۶۱۰
-۱: امام ابن العربی	۶۱۰
-ابن العربی کی انصاف پسندی	۶۱۰
-امام ابن العربی کا تعصب	۶۱۱
-اسرائیلیات سے نفرت	۶۱۲
-ضعیف احادیث سے شدید نفرت	۶۱۳
تنبیہ	۶۱۵
-۲: امام قرطبی	۶۱۷
تفسیر کا انداز	۶۱۸

فصل ۲۴: تفسیر بالإشارة: ۶۲۷

- تفسیر اشاری کا معنی اور مفہوم	۶۲۷
- تفسیر بالاشارۃ کے متعلق علماء کی رائے	۶۲۹
- تفسیر بالاشارۃ کی قبولیت کے شرائط	۶۳۱
- تفسیر بالاشارۃ پر مشتمل اہم کتب	۶۳۳
-۱: تفسیر القرآن العظیم = تفسیر تُسترِي	۶۳۳
-۲: حقائق التفسیر = تفسیر السُّلَمِي	۶۳۸
-۳: تفسیر ابن عربی صوفی	۶۴۲
- ابن عربی کا اپنا کلام بھی کچھ ایسا ہی ہے۔	۶۵۰

-علمی فہارس: ۶۵۹-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوِ الْعَقِيْقِ فَيَأْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَّ لَا قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُوْ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ أَوْيَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلٰثٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلٰثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَ مِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ .

[صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا[۶] باب فضل قراءۃ القرآن فی الصلاۃ وتعلمہ [۴۱] حدیث:۲۵۱-۸۰۳، سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ[۲] باب فی ثواب قراءۃ القرآن[۳۴۹] حدیث:۱۴۵۶]

''نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصبح بازار بطحان یا عقیق میں جائے اور دو اُونٹنیاں عمدہ سے عمدہ بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ لائے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس کو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کرے گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو آیتوں کو پڑھنا یا پڑھا دینا دو اُونٹنیوں سے اور تین آیات کا تین اُونٹنیوں سے اسی طرح چار کا چار سے افضل ہے اور ان کے برابر اُونٹوں سے افضل ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۱۶

قرآن مجید میں مُعَرَّب (۱)

اہل عرب پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وعنایت ہے کہ اُس نے قرآن مجید کو عربی زبان میں اُتارا تا کہ اُن کو اِس کلام کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے' اس لیے اُس نے یہ اعلان فرمایا کہ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. [سورۃ یوسف ۱۲:۳]

''ہم نے اِس کو عربی قرآن بنا کر اُتارا تا کہ تم سمجھو۔''

یہ خطاب اہل عرب سے عموماً اور قریش سے خاص طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر عظیم احسان ہوا ہے کہ اُس کی یہ سب سے بڑی نعمت تمہاری عربی زبان میں نازل ہوئی ہے تا کہ تم اس کو سمجھو' اس کی قدر کرو اور اس کو دوسروں تک پہنچاؤ اور اُن کو سمجھاؤ' یہ اس کتاب کے کتاب مبین ہونے کا ایک پہلو ہے اور اس میں قریش کے لیے ایک دھمکی بھی ہے کہ اگر تم نے اس نعمت کی قدر نہ کی تو تم سے بڑا بد قسمت بھی کوئی اور نہ ہوگا' یہ جتنی بڑی نعمت ہے اُتنی ہی بڑی قسمت کے مستحق ٹھہرو گے اگر تم نے اس کی قدر نہ کی۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. [سورۃ حٰم السجدۃ ۴۱:۳]

''یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کی تفصیل عربی قرآن کی صورت میں اُن لوگوں کے لیے کی گئی ہے جو جاننا چاہیں۔''

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۳]

''ہم نے اِس کو عربی قرآن بنا کر اُتارا ہے تا کہ تم سمجھو۔''

قرآن مجید کا عربی میں اُتارا جانا اہلِ عرب پر ایک عظیم احسان بھی تھا اور ایک فیصلہ کن اِتمامِ حجت بھی۔ احسان کا پہلو تو بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل ہدایت اُن کی زبان میں

---

(۱) اسم صفت ہے' وہ لفظ جسے عربی بنایا گیا ہو اور دراصل وہ لفظ کسی دوسری زبان کا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُتاری کہ وہ بلاواسطہ غیراس سے کسبِ فیض کر سکیں، دوسروں کی تعلیم وتبلیغ کا اُنہیں رہینِ احسان نہ ہونا پڑے بلکہ دوسرے اُن کے زیرِ احسان بنیں۔ اِتمامِ حجت کا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اپنی زبان میں اپنی ہدایت نازل کر کے اُن کا ہر عذر ختم کر دیا ہے اور اب وہ عنداللہ یہ عذر نہیں کر سکتے کہ مخاطَب عربی اور کلام عجمی!

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ. [سورۃ حم السجدۃ ۴۱:۴۴]

''اور اگر ہم اِس قرآن کو عجمی قرآن کی شکل میں اُتارتے تو یہ لوگ یہ اعتراض اُٹھاتے کہ اس کی آیات کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی! کلام عجمی اور مخاطَب عربی!''

قرآن مجید سے اِعراض وفرار کے یہود مختلف بہانے پیدا کرتے تھے، جن میں سے بعض کو سورۃ حم السجدۃ میں نقل کر کے اُن کی لغویّت واضح کی گئی ہے۔ اہل کتاب یہ اعتراضات مشرکین مکہ کو بھی اِلقاء کیا کرتے تھے جو بنواسماعیل کو قرآن مجید کی نعمت سے محروم کرنا چاہتے تھے اور قریش کے نادان لیڈر اُن کے حسد اور اُن کے چالوں سے بے خبر ہونے کے باعث محض رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے جوش میں اُن کے اِلقاء کیے ہوئے شبہات واعتراضات نقل کرنا شروع کر دیتے تھے۔ یہود کے سکھائے ہوئے متعدد اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ وحی کی مخصوص زبان تو اب تک عبرانی رہی ہے، جن میں وہ تمام صحیفے نازل ہوئے جن کے آسمانی ہونے کا اِقرار قرآن مجید کو بھی ہے تو اَب اللہ تعالیٰ نے اپنی زبان کیوں بدل لی اور یہ نئی وحی عربی میں کیوں نازل ہوئی؟

قرآن مجید نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان لوگوں کا یہ اِعتراض محض برائے اِعتراض اور قرآن مجید کی مخالفت کے لیے ایک بہانہ ہے۔ اگر قرآن مجید کسی عجمی زبان میں اترتا تو یہی لوگ یہ اِعتراض اُٹھاتے کہ اس کی آیتوں کی ہماری زبان میں اچھی طرح وضاحت کیوں نہیں کی گئی لیکن جب ہم نے قرآن مجید کو عربی زبان میں اُتار کر اُن کے لیے اچھی طرح کھول دیا تو بجائے اِس کے کہ اللہ تعالیٰ کے اِس فضل واِحسان کے شکر گزار ہوتے یہ دشمنوں کا سکھایا ہوا یہ اِعتراض لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے سابق روایت کے خلاف اپنی یہ وحی عربی زبان میں کیوں اُتاری،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم احسان اِن نادانوں کے لیے وجہ اِعتراض بن گیا۔

ءَ اَعۡجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ والا فقرہ اُن کے اعتراض ہی کا حصہ ہے کہ اس وقت یہ لوگ یہ بات بناتے کہ پیغام عجمی اور مخاطَب عربی!! یعنی یہ کیا بے تکا پن ہے کہ جو لوگ اس کتاب کے سب سے پہلے مخاطَب ہیں وہ اس کی زبان سے بالکل نابلد ہیں!!

قرآن مجید میں مُعَرَّب؟

قرآن مجید میں مُعَرَّب الفاظ کے وقوع میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ زیادہ تر ائمہ جن میں امام شافعیؒ مفسر ابن جریرؒ قاضی ابو بکر اور ابن فارس بھی شریک ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ قرآن مجید میں عربی زبان سے باہر کا کوئی لفظ واقع نہیں ہوا ہے اور وہ اس کی دلیل میں یہ آیات پیش کرتے ہیں:

-اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا. [سورۃ یوسف ۱۲:۳] ''ہم نے اِس کو عربی قرآن بنا کر اُتارا۔''

-اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا. [سورۃ الزخرف ۴۳:۳] ''ہم نے اِس کو عربی قرآن بنا کر اُتارا ہے۔''

اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ: بانّ الكلمات اليسيرة بغير العربية لاتُخرجهُ عن كونه عربياً، والقصيدة الفارسية لاتخرج عنها بلفظة فيها عربيةٌ.

[الاتقان فی علوم القرآن ۱:۱۷۸، نوع: ۳۸]

''تمام قرآن مجید عربی اَلفاظ سے بھرا پڑا ہے اس لیے اس میں معدودے چند غیر زبانوں کے الفاظ کا آجانا اسے عربی کلام ہونے سے خارج نہیں بنا سکتے۔ ایک فارسی قصیدہ جس میں دو ایک عربی لفظ آئے ہوں فارسی ہی کہلائے گا اور ان چند لفظوں کی وجہ سے عربی قصیدہ نہ ہو جائے گا۔''

-وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡلَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ءَ اَعۡجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ. [سورۃ حم السجدۃ ۴۱:۴۴]

''اور اگر ہم اِس قرآن کو عجمی قرآن کی شکل میں اُتارتے تو یہ لوگ یہ اعتراض اُٹھاتے کہ اس کی آیات کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی! کلام عجمی اور مخاطَب عربی!''

اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ: بأن المعنى من السياق أكلامٌ أعجميٌ ومخاطَبٌ عربي. [الاتقان فی علوم القرآن ۱:۱۷۸، نوع: ۳۸]

''یہاں سیاقِ کلام سے یہ معنی بنتے ہیں کہ آیا کلام تو عجمی ہے اور اس کا مخاطب عربی ہو؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبیدۃ اس بات کے سختی سے منکر ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی مُعرّب ہو' چنانچہ ابو منصور جوالیقی (۱) نے اُن کے حوالے سے لکھا ہے: مَن زعمَ أنَّ في القرآن لساناًسِوَی العربیۃِ فقدأعظَمَ علی اللّٰہ القول' واحتج بقولہ تعالی: إِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا. [سورۃ الزخرف ۴۳:۳]

[المُعرّب' جوالیقی: ۹۲' فنون الافنان' ابن جوزی: ۱۱۵' البرہان' زرکشی ۱: ۲۸۷]

''جس کا خیال ہو کہ قرآن مجید میں عربی کے سواء دوسری زبانوں کے حروف پائے جاتے ہیں تو بے شک اُس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہایت بڑی بات کی ہے' اس لیے کہ قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے۔''

لیکن ابوعبیدۃ کہتے ہیں: وروي عن ابن عباس ﷺ ومجاھد وعکرمۃ وغیرھم في أحرف کثیرۃ أنہ من غیرلسان العرب مثل سجیل والمشکاۃ والیَمّ والطور وأباریق وغیر ذلک. [المُعرّب' جوالیقی: ۹۲' فنون الافنان' ابن جوزی: ۱۱۵]

''سیدنا ابن عباس ﷺ' مجاہد وعکرمۃ اور اُن کے علاوہ دوسرے علماء سے قرآن مجید کے بہت سے اَلفاظ کے بارے میں منقول ہے کہ اُن کی اصل عربی نہیں' جیسے: سِجّیلٌ' مِشْکَاۃٌ' یَمٌّ' طُوْرٌ اور اَبَارِیْقُ وغیرہ۔''

جوالیقی اور اُن کے حوالے سے حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں:

فھؤلاء أعلم بالتاویل من أبي عبیدۃ' ولکنھم ذھبوا إلی مذھب' وذھب ھذا إلی غیرہ' وکلاھما مصیبٌ إن شاء اللّٰہ ' وذلک أن ھذہ الحروف بغیر لسان العرب في الأصل فقالوا أولئک علی الأصل' ثم لفظت بہ العرب بألسنتھا فعربتہ فصار عربیًّا بتعریبھا إیَّاہُ فھي عربیۃ في الحال' أعجمیۃ الأصل. فھذا القول یصدق الفریقین جمیعاً.

[المُعرّب' جوالیقی: ۹۲' فنون الافنان' ابن جوزی: ۱۱۵]

''یہ سارے [سیدنا ابن عباس ﷺ' مجاہد اور عکرمۃ] ابوعبیدۃ کی بنسبت تفسیر قرآن کے زیادہ جاننے والے ہیں' لیکن اُن کا مسلک الگ ہے اور ابوعبیدۃ کا الگ' اور میرے نزدیک اِن شاء اللہ دونوں

---

(۱) ان کا ترجمہ آگے متن میں ذکر کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول درست ہیں' ان دو بظاہر متضاد اَقوال میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ دراصل بعض حروف غیر عربی ہیں' پھر آپس میں میل جول ہونے کے بعد یہ اَلفاظ عربی زبان میں دَر آئے اور عربوں نے ان پر تکلم شروع کیا اور انہیں اتنی کثرت سے استعمال کیا کہ یہ عربی بن گئے' جو فی الحال تو عربی کے الفاظ ہیں مگر اصل میں دوسری زبانوں کے ہیں' اس قول سے دونوں آراء کی آپس میں تطبیق ہو سکتی ہے۔''

ابو عبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں: والصواب عندي مذهبٌ فيه تصديق القولين جميعاً وذلك أنّ هذه الأحرف أصولها أعجمية كما قال الفقهاء ولكنها وقعت للعرب فعربتها بألسنتها وحولتها عن ألفاظ العجم إلى ألفاظها فصارت عربية' ثم نزل القرآن وقد اختلطت هذه الحروف بكلام العرب' فمن قال: إنها عربية فهو صادقٌ' ومَن قال: عجميةٌ فصادقٌ ومالَ إلى هذا القول الجواليقي وابن الجوزي وآخرون.

[البرہان فی علوم القرآن ا:۲۹۰' نوع:۱۷' الاتقان فی علوم القرآن ا:۱۷۹-۱۸۰' نوع:۳۸' تاج العروس ا:۹' مقدمہ' مقصد:۶]

''میرے نزدیک وہ رائے درست ہے جس میں دونوں قولوں کی بتمامہ تصدیق ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ علماء کے حسب بیان اِن اَلفاظ کی اصل عجمی زبانیں ہیں مگر بات یہ ہوئی کہ اہلِ عرب کو اِن کلمات کے استعمال کی ضرورت پڑی اور اُنہوں نے اِن کلمات کو مُعَرَّبُ بنا کر اپنی زبان سے ادا کرنے کے قابل بنایا' پھر عجمی اَلفاظ کی صورت سے ان کی صورت بھی بدل کر انہیں اپنی زبان کے اَلفاظ سے مشابہ بنالیا اور اسی طرح یہ کلمات عربی زبان کے جز وہو گئے' چنانچہ جس وقت قرآن مجید کا نزول ہوا ہے اُس وقت یہ اَلفاظ عربی کلام میں ایسے مل جل گئے تھے کہ ان کا امتیاز کرنا مشکل تھا لہٰذا اِس لحاظ سے جو لوگ ان کو عربی زبان میں شامل بتاتے ہیں وہ بھی اور جو لوگ ان کلمات کو عجمی قرار دیتے ہیں وہ بھی' دونوں بجائے خود سچے ہیں۔ جوالیقی' ابن جوزی اور بہت سے دیگر علماء بھی اس قول کی طرف مائل ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فن میں لکھنے والے

جوالیقی

موہوب بن احمد بن محمد بن خضر بن حسن بن منصور جوالیقی۔ ۴۶۶ھ=۱۰۷۳ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ ادب ولغت کے بہت بڑے عالم تھے۔ مقتفی باللہ عباسی کے امام تھے۔ مقتفی باللہ نے اُن سے کچھ کتابیں بھی پڑی ہیں۔ بوریاں بنانے اور بیچنے والے کو فارسی میں گووال کہتے ہیں' جسے عربی میں جُوَالِقِیْ کی شکل دے دی گئی اور آپ اسی کاروبار کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

آپ مدرسہ نظامیہ میں اپنے استاذ اور علم الالسنۃ کے شعبے کے صدر التبریزی کے دوسرے جانشین ہوئے۔ پکے سُنّی حنبلی تھے اور اُنہیں علی بن زید کی جگہ جو حد سے زیادہ بدنام شیعہ تھا اور جس سے زبردستی استعفا دلوایا گیا تھا' مقرر کیا گیا۔

الجوالیقی نہایت فرض شناس معلم تھے اور سوالات کے جواب بہت احتیاط کے ساتھ سوچ سمجھ کر دیتے تھے۔ اُن کی خوش نویسی کی بہت تعریف کی جاتی تھی۔ اُن کی تصانیف اِس بناء پر التبریزی کی تصانیف کی ہم پلہ سمجھی جانے کی مستحق ہیں کہ اُنہوں نے عربی زبان کا صحافتی درجہ اس پستی سے جس میں وہ سلجوقیوں کے زمانے میں جاپڑی تھی نکال کر بلند کیا۔ آپ نے ۵۴۰ھ=۱۱۴۵ء کو بغداد میں وفات پائی۔

[معجم الادباء ۱۹: ۲۰۵' وفیات الاعیان ۵: ۳۴۲' ترجمہ: ۷۵۱' شذرات الذہب ۴: ۱۲۷' الاعلام ۷: ۳۳۵]

ہماری اس موضوع سے متعلق اُن کی تصنیف کا نام کِتَابُ الْمُعَرَّبِ مِنَ الْكَلَامِ الْعَجَمِيِّ عَلٰى حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ ہے' جو ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی تحقیق کے ساتھ دار القلم دمشق نے ۱۴۱۰ھ=۱۹۹۰ء کو پہلی بار شائع کی ہے۔ کتاب میں اُن ۷۳۲ عجمی الفاظ سے بحث کی گئی ہے' جنہیں عربی زبان نے ہضم کر کے عربی بنا دیا' یہ کتاب ۶۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

ابن جوزی' وفات: ۵۲۷ھ

حافظ ابن جوزی کا ترجمہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ حافظ صاحب موصوف بہت تیز فہم شخص تھے' چنانچہ جب اُن کے ایک استاذ ابن الزَّاغونی [وفات: ۵۲۷ھ] نے وفات پائی تو اُنہوں نے استاذ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسندِ وعظ وتذکیر پر متمکن ہونا چاہا' لیکن نوعمری کی وجہ سے یہ شرف اُنہیں حاصل نہ ہوسکا مگر اِس کے بعد جب لوگوں نے اُن کے وعظ کا نمونہ دیکھا تو اُنہیں جامع المنصور میں وعظ کرنے کی اجازت مل گئی۔ اب ابن جوزی نے اپنی تحصیل علم کی سعی کو پہلے سے زیادہ تیز کر دیا' چونکہ اُن کے نزدیک سب سے اچھی نافلہ عبادت تحصیلِ علم تھی' اس لیے زُہد کی طرف چنداں مائل نہ تھے' بلکہ کھانے پینے اور خصوصاً ایسی غذاؤں کا اِہتمام کرتے تھے جن سے قوتِ حافظہ قوی ہو اور لباس پر بھی خاص توجہ دیتے تھے۔ [سیر أعلام النبلاء ۲۱:۳۶۵]

حافظ ابن جوزی نے اپنی کتاب فنون الافنان میں اس سے بحث کی ہے' اُنہوں نے جوالیقی سے یہ علم حاصل کیا ہے کہ وہ بھی اُن کے استاذ رہے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے اپنی کتاب فنون الافنان میں ذِکر اللغات فی القرآن کے تحت معرب سے بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے:

فهذه جملة ماقرأناعلى شيخناأبي منصوروهو كل ماذكره في كتابه المعرب.

[فنون الافنان:۱۱۶]

''یہ سارے کے سارے وہ حروف ہیں جو ہم نے اپنے استاذ ابو منصور سے سنے ہیں اور ان سب کا ذِکر اُنہوں نے اپنی کتاب اَلْمُعَرَّبُ میں بھی کیا ہے۔''

حافظ ذہبی نے موفق عبداللطیف کے حوالے سے لکھا ہے: قرأتُ بخطِ محمدبن عبدالجليل الموقاني : أنّ ابن الجوزي شرب البلاذر فسقطت لحيته ' فكانت قصيرة جِدًّا' وكان يخضبها بالسواد إلى أن مات ' قال:و كان كثيرالغلطِ فيمايُصنِّفُهُ'فإنه كان يفرغ من الكتاب و لايعتبره. **قلتُ**:هكذا هو له أوهامٌ وألوانٌ مِن تَرك المراجَعةِ' وأخذِالعلمِ من صُحُفٍ' وصَنّفَ شيئاً لوعاشَ عمراًثانياً لمالَحِقَ أن يُحَرِّرَهُ ويُتقِنَه.

[سیر أعلام النبلاء ۲۱:۳۷۸]

''میں نے محمد بن عبدالجلیل کے خط میں لکھا ہوا پڑھا ہے کہ ابن جوزی نے بلاذر (۱) پی لیا تھا'

(۱) بَلاذُر فارسی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں حَبُّ الفَھمِ اور حَبُّ القَلبِ جب کہ انگریزی میں MarkingNuts کہلاتا ہے' یہ ایک پہاڑی درخت کا پھل ہے' جو بیر سے چھوٹا ہوتا ہے' اس......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے باعث اُن کی داڑھی کے بال گر گئے اور اُن کی داڑھی بہت چھوٹی رہ گئی' جسے آپ اپنی وفات تک کالے خضاب سے رنگ لیا کرتے تھے۔ یہ بھی کہا کہ آپ اپنی کتابوں میں بکثرت غلطیاں کرتے ہیں' اس لیے کہ آپ جب کتاب سے فارغ ہوجاتے تو اُس پر نظرِ ثانی کرنے کی آپ کو عادت نہیں تھی۔ میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں کہ اُن کے کئی اَوہام اور کئی رنگ ہیں' جس کی وجہ علماء اور کتابوں کی طرف عدم مراجعت ہے اور اسی طرح صرف کتابوں سے حصول علم بھی اس کا سبب ہے کہ اِنسان خطاء کا شکار ہوجاتا ہے۔ اگر آپ کو مزید عمر ملتی اور ان کتابوں پر نظرِ ثانی کرلیتے تو ان میں سے بہت سی چیزوں کو وہ دوبارہ نہ لکھتے۔"

بدرالدین زرکشی' وفات: ۷۹۴ھ

دیارِ مصر میں رئیس الشافعیہ جمال الدین اِسنوی تھے [۱] جو مدرسہ کاملیہ میں بلامدافعت امام حدیث تھے۔ زرکشی نے اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور بہت جلد اُن کے صفِ اول کے تلامذہ میں اُن کا شمار ہونے لگا۔ حلب میں شیخ شہاب الدین ازرعی [۲] سے فقہ اور اصول کا علم حاصل کیا

...... کے سر پر ایک ٹوپی سی لگی ہوتی ہے جس کو کلاہ بلادر کہتے ہیں۔ بلادر کو دبانے سے شہد کی مانند سیاہ رنگ کی گاڑھی رطوبت نکلتی ہے جس کو عسل بلادر کہتے ہیں' یہ پھل کسی قدر گول اور چپٹا سا ہوتا ہے اس لیے اس کو عربی میں حَبُّ القلب کہتے ہیں۔ یہ محلل اور مقوی اعصاب ہے اور نامردی کے علاج کے لیے کئی دوائیوں میں استعمال کیا جاتا ہے' لیکن اس کا استعمال نقصان سے خالی نہیں۔ بعض مزاجوں میں اس سے گرمی زیادہ ہوجاتی ہے۔ [المفردات: ۱۲۸-۱۲۹]

(۱) عبدالرحیم بن حسن بن علی اسنوی شافعی' ابومحمد' جمال الدین۔ فقہ' اصول اور عربی کے ماہر عالم تھے۔ ۷۰۴ھ = ۱۳۰۵ء کو اِسناء میں پیدا ہوئے۔ ۷۲۱ھ کو قاہرہ چلے گئے۔ بیت المال کے وکیل رہے ہیں۔ ۷۷۲ھ = ۱۳۷۰ء کو فوت ہوئے۔ [البدر الطالع ۱: ۳۵۲' الاعلام ۳: ۳۴۴]

(۲) احمد بن حمدان بن احمد بن عبدالواحد' ابوالعباس' شہاب الدین الاذرعی۔ شافعی فقیہ تھے۔ ۷۰۸ھ = ۱۳۰۸ء کو شام کے أذرعات میں پیدا ہوئے۔ شیخ' امام اور علامہ تھے۔ قاسم بن عساکر' حافظ مزی اور حافظ ذہبی سے علم حاصل کیا۔ آخری عمر میں آنکھوں اور کانوں سے معذور ہوئے۔ ۷۸۳ھ = ۱۳۸۱ء کو حلب میں وفات پائی۔ [الدرر الکامنہ ۱: ۱۲۵' الاعلام ۱: ۱۱۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر دمشق جا کر حافظ ابن کثیر سے علم حدیث پڑھا' جس کے بعد آپ قاہرہ واپس لوٹ آئے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: و كان منقطعاً في منزله' لا يتردد إلى أحد إلاّ إلى سوق الكتب' وإذا حضره لا يشتري شيئاً' وإنما يطالعُ في حانوت الكتبي طول نهاره' ومعه ظهور أوراق يعلِّقُ فيها ما يعجبه' ثم يرجع فينقله إلى تصانيفه. [الدرر الکامنۃ ۳:۳۹۸]

''لوگوں سے الگ اپنے گھر میں رہا کرتے تھے۔ کسی سے ملتے ملاتے نہ تھے۔ باہر نکلتے تو کتابوں کی دوکانوں کا رُخ کرتے' وہاں بھی کچھ خرید و فروخت نہ کرتے بلکہ کتبی کی دوکان پر بیٹھ کر سارا سارا دن مطالعہ کرتے' اور جو لطیفہ اور نکتہ اُن کے سامنے آتا اُسے اوراق میں لکھ لیتے اور جب گھر لوٹ آتے تو اُن کو اپنی تصانیف میں شامل کر لیتے۔''

آپ اپنی کتابیں خود لکھتے۔ کسی وراق سے نہ لکھواتے۔ چونکہ نہایت بدخط تھے اس لیے بعد میں اُن کی کتابوں کو نقل کرنے والوں کو سخت دقت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ رجب ۷۹۴ھ=۱۳۹۲ء کو مصر میں وفات پائی۔ [الدرر الکامنۃ ۳:۳۹۷' شذرات الذہب ۶:۳۳۵' الاعلام ۶:۶۰-۶۱]

اُنہوں نے اس موضوع پر اگرچہ کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی لیکن اپنی کتاب البرہان کے جلد اول:۲۸۷' نوع:۱۷ میں معرفة ما فيه مِن غير لغة العرب کے عنوان کے تحت سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآنی معرب کی مثالیں پیش کی ہیں۔

تاج الدين اَلسُّبکِي' وفات:۷۷۱ھ (۱)

ہماری اس موضوع سے متعلق اُن کی کتاب کا نام مُعِيدُ النِّعَمِ وَمُبِيدُ النِّقَمِ ہے' جو ۱۴۷ صفحات پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب ہے' جس میں اُن کا موضوع قرآنی معرب نہیں' بلکہ بنیادی پر یہ

(۱) عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی' ابو نصر۔ ۷۲۷ھ = ۱۳۲۷ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے ساتھ دمشق منتقل ہوئے۔ اَلسُّبك کی طرف منسوب ہو کر اَلسُّبکِي کہلائے جو مَنُوفِس کے علاقے مَنُوف کے ضلع اَلْمَنُوفِيَّة میں ایک جگہ کا نام ہے۔ شافعی علماء کے خاندان اَلسُّبکِي سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاج الدین دمشق اور قاہرہ میں استاذ' مفتی' قاضی' حاکم اور جامع اموی کے خطیب رہے ہیں۔ ۷۶۹ھ کو ۸۰ دن کے لیے جیل کی ہوا کھانی پڑی اور پھر اپنے منصب پر بحال ہوئے۔ ۷۷۱ھ = ۱۳۷۰ء کو بعارضہ طاعون وفات پائی۔

[الدرر الکامنۃ ۲:۴۲۵' الاعلام ۴:۱۸۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب سیاسی، سماجی اور عسکری معرب مصطلحات کی ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر صلاح الدین ہواری کی تحقیق کے ساتھ المکتبۃ العصریۃ بیروت سے شائع ہوگئی ہے۔

جلال الدین سیوطی، وفات: ۹۱۱ھ

ان کا ترجمہ اس کتاب میں پہلے گزر چکا ہے۔

ہماری اس موضوع سے متعلق انہوں نے الاتقان فی علوم القرآن کے جلد اول: ۱۷۸، نوع: ۳۸ میں فیما وقع فیه مِن غیر لغة العرب اور جلد دوم: ۱۷۵، نوع: ۶۹ میں فیما وقع في القرآن مِن الأسماء والكُنى والألقاب کے عنوان کے تحت سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآنی معرب کی ان گنت مثالیں پیش کی ہیں، اس جزوی مباحث کے علاوہ اس موضوع سے متعلق ان کی ایک نہایت نفیس کتاب بھی ہے، جو عام اور متداول ہے جس کا نام اَلْمُهَذَّبُ لِمَا فِي الْقُرْآنِ مِنَ الْمُعَرَّبُ ہے، جس میں ۱۲۵ مُعَرَّبُ الفاظ سے بحث کی گئی ہے۔

خفاجی، وفات: ۱۰۶۹ھ

ہماری اس موضوع سے متعلق ان کی نہایت باوقار اور تحقیقی کتاب کا نام شِفَاءُ الغَلِيْل فيما في كلام العربِ مِنَ الدَّخِيل ہے، جو جوالیقی کی کتاب کے بعد کا درجہ رکھتی ہے اور ڈاکٹر محمد کشاش کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۲۱۶ صفحات میں شائع ہوگئی ہے۔

حمزۃ فتح اللہ مصری، وفات: ۱۳۳۶ھ (۱)

اس فن سے متعلق ان کی کتاب کا نام الأصلُ والبيان في مُعَرَّبِ القرآن ہے۔ مصنف علام نے حافظ سیوطی کی کتاب کو محض مکرر کیا ہے، اور اس میں کوئی مزید اضافہ نہیں کر سکے۔

[المعرب فی القرآن الکریم، ڈاکٹر محمد سید علی بلاسی: ۱۲]

---

(۱) حمزۃ فتح اللہ۔ اسکندریہ میں ۱۲۶۶ھ = ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے۔ قاہرہ منتقل ہوئے۔ ازہر میں تعلیم حاصل کی وہاں سے تیونس چلے گئے اور وہاں الرائد التونسی کے نام سے ایک جریدہ جاری کیا۔ آٹھ سال وہاں اقامت پذیر رہے، وہاں سے اسکندریہ تشریف لے گئے اور تقریباً تیس سال تک وزارت معارف سے منسلک رہے۔ ۱۳۳۶ھ = ۱۹۱۸ء کو وفات پائی۔ [الاعلام ۲: ۲۸۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد السید علی بلاسی

ان کی کتاب ۳۸۰ صفحات پر مشتمل ہے جو نہایت عمدہ ہے' جس میں ۱۶۱ قرآنی معرب الفاظ سے بحث کی گئی ہے۔ اسے ۱۳۶۹ھ = ۲۰۰۱ء کو جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ لیبیا نے شائع کیا ہے۔

الآخرة

قرآن مجید میں ہے: مَاسَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الآخِرَةِ. [سورۃ ص: ۳۸:۷]

''ہم نے تو یہ بات پچھلے مذہب میں نہیں سنی۔''

امام بدرالدین زرکشی لکھتے ہیں: الْمِلَّةُ الآخِرَةُ: أي الأولی' بالقبطیة' والقبط یسمون الآخرة الأولی' والأولی: الآخرة. [البرہان ۱:۲۸۸' الاتقان ۱:۱۸۰' المعرب والدخیل: ۱۹۱]

'' قبطیۃ میں الْمِلَّةُ الآخِرَةُ کے معنی الْمِلَّةُ الأُولٰی [پچھلا مذہب] کے ہیں۔

آدم علیہ السلام

امام ابوالمنصور جوالیقی اور ابن جوزی نے تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اسماء عجمی ہیں البتہ چار نام: آدم' صالح' شعیب اور محمد علیہم الصلوات والسلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

[المعرب: ۱۰۲' فنون الافنان: ۱۱۵]

امام زمخشری لکھتے ہیں کہ: واشتقاقهم آدم من الأدمة' ومن أديم الأرض' نحو اشتقاقهم يعقوب من العقب' وإدريس من الدرس' وإبليس من الإبلاس' وماآدم إلّا إسمٌ أعجميٌّ وأقرب أمره أن يكون على فاعِل كآزر' وعازر' وعابر' وشالخ' وفالغ وأشباه ذلك.

[الکشاف ۱:۱۲۵' سورۃ البقرۃ ۲:۳۱]

''لوگوں کا آدم کو اُدمَةٌ یا اَدِیْمُ الأرض سے مشتق بتانا ایسا ہے جیسا کہ یعقوب کو عَقِب سے اِدریس کو دَرْسٌ سے اور اِبلیس کو اِبْلَاسٌ سے مشتق بتانا' حالانکہ آدم قطعی عجمی نام ہے جس کا فَاعَلَ کے وزن پر ہونا زیادہ قرین قیاس ہے جیسے کہ آزر' عازر' عابر' شالخ اور فالغ وغیرہ (۱)۔''

---

(۱) خیال رہے کہ ادریس اور ابلیس کے غیر منصرف ہونے کی جو دلیل زمخشری نے پیش کی ہے وہ یہاں نہیں چلتی' کیونکہ ادریس وابلیس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو ان کے غیر منصرف ہونے کے لیے صرف ایک سبب یعنی ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بیضاوی لکھتے ہیں: و آدم إسمٌ أعجميٌ كآزر' وشالح' واشتقاقه من الأدمة [بالفتح] بمعنى الأسوة' أو من أديم الأرض' أو من الأدم أو الأدمة بمعنى الألفةِ تعسُّفٌ' كإشتقاق إدريس من الدرس' ويعقوب من العقب وإبليس من الإبلاس.

[تفسیر بیضاوی ۱:۶۹' سورۃ البقرۃ ۲:۳۱]

''آدم عجمی نام ہے' جیسے آزر اور شالخ' اسے اَدَمَۃ بمعنی اُسوہ ونمونہ یا اَدِیمُ الْأَرضِ [روئے زمین سے لینے کی نسبت سے] یا اَدم واُدمۃ بمعنی اُلفت ومحبت سے ماخوذ ماننا اس طرح ہے جیسا کہ اِدریس کو درس سے' یعقوب کو عقب سے اور ابلیس کو اِبلاس سے ماننا تَعَسُّفُ (۱) ہے۔''

آزَر

یہ اسم عجمی ہے۔ [المُعَرَّب' جوالیقی: ۱۰۸]

بروزنِ فَاعَلَ عابرٗ فالغ اور شالخ کی طرح عبرانی لفظ ہے اور عجمیت وعلمیت کے سبب غیر منصرف ہے: والأقرب أن يكون وزن آزَرَفاعَلَ مثل: تارَح وعابَرَ وعازَرَو شالخَ وفالغَ وما أشبهها من أسمائهم. [الكشاف ۲:۳۹]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: ''سفر تکوین ۱۱/ ۲۶ میں اس کا نام تیرح ہے' جس میں سے ح کو حذف کر کے تَرَّا پڑھا گیا اور غیجر [Geiger] کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تَرَّا میں قلب مکانی ہو کر پہلے آتَر اور پھر آزر بنا۔'' [اَلْمُعَرَّب: ۱۳۵]

...... عَلَمِیَّتُ باقی رہ جاتا ہے جو غیر منصرف ہونے کے لیے کافی نہیں' اس لیے ان کا غیر منصرف ہونا اُن کے عجمی ہونے کی دلیل ہے لیکن آدم میں ایسا نہیں کیونکہ اگر اس کو عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے کہ اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے اس میں عَلَمِیَّتُ کے علاوہ وزنِ فعل موجود ہے' اس صورت میں آدم دراصل اُأدَم تھا جس میں دو ہمزہ ہیں' پھر چونکہ ہمزہ ثانیہ ساکن ہے' جس کا ماقبل مفتوح ہے' اس لیے اسے الف سے تبدیل کر دیا گیا' ہاں آدم کی جمع اَوَادِم اور تصغیر اُوَیْدَم کے ساتھ آنا زمخشری کے خیال کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر آدم اُأدَم ہوتا تو اس کی جمع بھی أاَدِم اور تصغیر بھی اُؤَیْدَم ہمزہ کے ساتھ ہوتی۔

[لغات القرآن ۱:۵۷' عبدالرشید نعمانی]

(۱) تَعَسُّفَ فِي القَولِ: بے راہ روی کرنا' ایسے معنی پر حمل کرنا جس پر دلالت ظاہر نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ تورات اور تاریخ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور قرآنِ عزیز میں آزر آیا ہے' اس لیے علماء اور مفسرین نے اس مسئلہ کی تحقیق میں دو رائیں قائم کیں۔

[۱] ایسی صورت اختیار کی جائے کہ دونوں ناموں کے درمیان مطابقت ہو جائے اور یہ اختلاف جاتا رہے۔

[۲] تحقیق کے بعد فیصلہ کن بات کی جائے کہ ان دونوں میں کون سی بات صحیح اور کون سی غلط ہے' یا دونوں باتیں صحیح ہیں مگر یہ دو جدا جدا ہستیوں کے نام ہیں۔

پہلے خیال کے علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخصیت سے وابستہ ہیں اور تارَخ علَمِ اسمی [اسمی نام] ہے' جب کہ آزر علَم وصفی [وصفی نام] ہے:

وقيل: العَلم تارَخ و آزر وصفٌ' معناه: الشيخ أو المعوج. [تفسیر بیضاوی ۱:۳۱۷]

ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ آزر عبرانی زبان میں محبّ صنم کو کہتے ہیں اور تارخ میں چونکہ بت تراشی اور بت پرستی دونوں وصف موجود تھے اس لیے آزر کے لقب سے مشہور ہوا اور بعض علماء کا خیال ہے کہ آزر کے معنی أعرج یعنی کم فہم' بے وقوف اور پیر فرتوت کے ہیں:

كلمة ذم في بعض اللغات أي: ياأعرج' قال السهيلي: وفي التكملة: ياأعرج' أو كأنه قال وإذ قال ابراهيم لأبيه الخاطئ' وفي التكملة: يا مخطئ' ياخَرِف' وقيل معناه: يا شيخ' أو هي كلمة زجرٍ ونهي عن الباطل. [تاج العروس ۳:۱۲]

چونکہ تارخ میں یہ سب باتیں موجود تھیں اس لیے اس وصف سے یاد کیا گیا۔ قرآنِ عزیز نے اس کے مشہور وصفی علَم کو بیان کیا۔

دوسرے خیال کے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ آزر اس بت کا نام ہے' جس کا تارخ پجاری تھا جیسا کہ مجاہد کا خیال ہے: إن آزر إسم صنم' وكان إسم أبيه تارخ.

[تفسیر الماوردی ۲:۱۳۴' لسان العرب ۱:۱۳۲]

ابن جریر لکھتے ہیں: عربیت کے لحاظ سے یہ قطعاً درست نہیں' بلکہ صحت سے بہت بعید ہے' اس لیے کہ عرب حرف استفہام کے بعد کسی اسم کو فعل سے منصوب نہیں کرتے' وہ '' أخاك أكلمت '' نہیں کہیں گے بلکہ '' أكلمت أخاك '' کہیں گے: فأما الذي ذُكر أنّ آزر إسم صنم' وإنما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصبه بمعنى: أتتخذ آزر أصناماً آلهة' فقولٌ من الصواب من جهة العربية بعيدٌ' و ذلك أن العرب لا تنصب إسماً بفعلٍ بعد حرف الإستفهام' لا تقول: أخاك أكلمت' وهي تريد: أكلمت أخاك. [تفسير ابن جریر ۵: ۲۴۰]

مزید ارشاد فرماتے ہیں: میرے نزدیک اُن لوگوں کی بات اقرب الی الصواب ہے جو کہتے ہیں کہ آزر اُن کے باپ کا نام تھا' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آزر کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کہتے ہیں۔

اہل علم کا یہی قول محفوظ ہے' اور وہ قول غیر محفوظ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ یہ وصفی نام تھا: فأولى القولين بالصواب منهما عندي قولُ من قال: هو اسم أبيه' لأن الله تعالى ذِكرَه أخبر أنه أبوه' وهو القول المحفوظ من قولي أهل العلم دون القول الآخر الذي زعم قائله أنه نعتٌ. [تفسیر ابن جریر ۵: ۲۴۰]

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی (۱) لکھتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک یہ تمام تکلفات باردہ ہیں' اس لیے کہ ''قرآنِ عزیز نے جب صراحت کے ساتھ آزر کو اَبِ ابراہیم [علیہ السلام] کہا ہے تو پھر محض علماءِ انساب اور بائبل کے تخمینی قیاسات سے متاثر ہو کر قرآنِ عزیز کے یقینی تعبیر کو مجاز کہنے یا اس سے آگے بڑھ کر خواہ مخواہ قرآنِ عزیز میں نحوی مقدرات ماننے پر کون سی شرعی اور حقیقی ضرورت مجبور کرتی ہے؟'' [قصص القرآن ۱: ۱۵۳]

مولانا عبدالماجد دریابادی (۲) فرماتے ہیں کہ: ''آزر'' عربی' توریت میں اس نام کا املا تارح

---

(۱) حفظ الرحمٰن بن مولوی شمس الدین صدیقی۔ ۱۹۰۱ء کو سیوہارہ' ضلع بجنور [ہند] میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیوہارہ کے مدرسہ ''فیض عام'' میں حاصل کی اس کے بعد مشہور علمی درس گاہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے جہاں آپ کو علامہ انور شاہ محدث کشمیری' علامہ شبیر احمد عثمانی' مفتی عزیز الرحمٰن اور میاں اصغر حسین جیسے نادرہ روزگار اساتذہ سے استفادے کا موقع ملا۔ بڑے پائے کے عالم تھے۔ ۲-اگست ۱۹۶۲ء کو کینسر کے مرض سے وفات پائی۔ نماز جنازہ قاری محمد طیب نے پڑھائی۔ [شاہ کار اسلامی انسائیکلو پیڈیا ۲: ۸۷۵]

(۲) عبدالماجد' ۱۸۹۲ء کو قصبہ دریا آباد [ہند] میں عبدالقادر کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ کینگ کالج لکھنؤ سے گریجویشن کیا۔ ۱۹۱۳ء میں فلسفہ پڑھنے کی خاطر علی گڑھ کالج کا رخ کیا لیکن ایم اے کے امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے استفادہ شروع کیا۔ ۱۹۶۷ء میں فوت ہوئے۔ [مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا: ۴۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتا ہے اور انگریزی میں تیرا [Terah] اور تالمود میں تراء' جو لوگ علم اللسان کے مبادی سے بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک ہی نام مختلف زبانوں میں جا جا کر کیسے کیسے عجیب تلفظ اختیار کر لیتا ہے' فلسطین کے قدیم مسیحی مؤرخ یوسیبیس [Eusebius[1]] کے ہاں آشریا ہاتھر آیا ہے' ان دونوں تلفظوں کی مشابہت ومماثلت آزر سے بالکل ظاہر ہے اور آزر وزارہ بھی اگر ایک ہی مادہ سے مشتق ہوں تو کچھ بعید نہیں۔"

[تفسیر عبدالماجد دریابادی: ۲۹۷' حاشیہ ۱۱۳' بذیل تفسیر سورۃ الاعراف ۷:۷۴]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر تھا' آزر ہی نے ان کی تربیت کی تھی اور انہیں اپنی اولاد کی طرح پالا تھا' اس لیے قرآن عزیز نے آزر کو اَب ابراہیم کہہ کر پکارا جیسا کہ روایت میں ہے: العم صنو أبيه' چچا باپ ہی کی طرح ہے اور قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا.

[سورۃ البقرۃ ۲:۱۳۳]

یہ بات ظاہر ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا یعقوب علیہ السلام کے دادا' سیدنا اسماعیل علیہ السلام ان کے تایا اور سیدنا اسحاق علیہ السلام ان کے والد ہیں مگر ان سب پر مجازی طور پر "اَبٌ" کا اطلاق کیا گیا ہے اسی طرح: وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ [سورۃ الانعام ۶:۷۵] میں بھی آزر کو مجازاً ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہا گیا ہے۔

مصر کے سید رشید رضا[2] نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے: "یہ بات درست ہے کہ عربی

---

(۱) یوسیبیس قریباً ۲۶۰ء میں پیدا ہوئے اور قریباً ۳۴۰ء میں فوت ہوئے۔ ۳۱۵ء میں قیصریہ کا بشپ بنے۔ ۳۲۵ء میں کونسل آف نیقیا' ۳۳۵ میں کونسل آف طائر میں شرکت کی۔ [EcclesiasticaHistory] تاریخ کلیسیا دس جلدوں میں ان کی مشہور کتاب ہے جو چوتھی صدی عیسوی کے ربع اول تک عیسائیت کی ایک مسلمہ تاریخ ہے۔ [دی آکسفورڈ ڈکشنری آف کرسچین چرچ: ۴۸۱]

(۲) محمد رشید رضا بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد بہاء الدین بن منلا علی خلیفہ القلمونی' بغدادی الاصل اور الحسینی النسب ہیں۔ طرابلس [شام] میں ۱۲۸۲ھ = ۱۸۶۵ء کو القلمون میں پیدا ہوئے۔ وہاں پلے بڑھے اور وہیں اور طرابلس میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۱۵ھ میں مصر جا کر شیخ محمد عبدہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر لیے۔......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان میں چچا اور دادا کو بھی مجازاً باپ کہا جاتا ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر مقام پر اَبٌ سے مراد چچا یا دادا ہی لیا جائے' جہاں اس کا استعمال مجازی معنوں میں ہوتا ہے وہاں اس کے لیے کوئی دلیل اور قرینہ صارفہ موجود ہوتا ہے جب کہ یہاں کوئی ٹھوس دلیل' شرعی ضرورت اور قرینہ صارفہ موجود ہی نہیں' اس لیے آزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہی کے والد کا نام تھا: واضعف ماقالوہ في الجمع بین القولین:أن آزر اسم عمه ' بِناءً علی أن العرب تسمی العم أباً مجازاً وھذا الدعوی لاتصحّ علی إطلاقھاو إنمایصحّ ذلك حیث توجد قرینة یُعلم منھاالمراد' ولا قرینة ھنا' ولافي سائرالآیات التي ذکرفیھامن غیر تسمیة.[تفسیر المنار۷:۵۳٦]

نیز قرآن کریم میں ۱۳ مقامات پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا تذکرہ کیا گیا ہے اور کسی بھی مقام پر اَبٌ کے برخلاف عَمٌّ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

[۱] یَا اَبَتِ: ''اے میرے ابا جان'': [سورۃ مریم ۱۹: ۴۲' ۴۳' ۴۴' ۴۵]۔

[۲] اَبِیہِ: ''اپنے باپ سے'': [سورۃ الانعام ٦: ۷۴' سورۃ التوبۃ ۹: ۱۱۴' سورۃ مریم ۱۹: ۴۲' سورۃ الانبیاء ۲۱: ۵۲' سورۃ الشعراء ۲٦: ۷۰' سورۃ الصافات ۳۷: ۸۵' سورۃ الزخرف ۴۳: ۲٦' سورۃ الممتحنۃ ٦۰: ۴]۔

[۳] اَبِی ''میرا باپ'': [سورۃ الشعراء ۲٦: ۸٦]۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ قرآن ان ۱۳ مقامات میں صرف اَبٌ کا لفظ استعمال کرتا ہے اور عَمٌّ کا لفظ قصداً عمداً چھوڑ دیتا ہے۔ اگر کسی ایک آیت کی بات ہوتی تو اس میں یہ تاویل مناسب سمجھی جاتی لیکن ان سب آیات میں بغیر کسی شرعی برہان اور قرینہ صارفہ کے مجازی معنی لینا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ نیز صحیح بخاری[کتاب احادیث الانبیاء[٦۰] باب قول اللہ تعالی: واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً [٦۰] حدیث: ۳۳۵۰] میں اُن کے والد کا نام آزر ہی اختیار کیا گیا ہے' اب اسی صورت میں بغیر کسی قرینہ اور ثبوت کے آزر کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا بتا دینا قرین انصاف نہیں کیونکہ اس دعویٰ کے ثبوت میں نہ تو کوئی آیت موجود ہے اور نہ کوئی صحیح حدیث یا کوئی صحیح و مستند تاریخی روایت۔

...... ہند' حجاز مقدس اور یورپ کے سفر کیے۔ مصر میں رہائش اختیار کی۔ ۱۳۵۴ھ = ۱۹۳۵ء کو سویس سے قاہرہ واپس لوٹتے ہوئے اچانک موٹر میں وفات پائی۔ [الاعلام ٦: ۱۲٦]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انٌ /انِیَۃٌ

حافظ جلال الدین سیوطی اور ڈاکٹر تونجی لکھتے ہیں: هو الذي انتهٰى حره، بِلُغةِ البَربَر.

[الاتقان فی علوم القرآن ۱: ۱۸۰، المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب: ۲۵، المعرب والدخیل: ۱۹۱]

''بربری زبان میں نہایت گرم آگ کو کہا جاتا ہے۔''

-يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ انٍ. [سورۃ الرحمٰن ۵۵: ۴۴]

''وہ [جہنمی] اس کے اور نہایت گرم پانی کے درمیان چکر کاٹتے ہوں گے۔''

-تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ انِيَةٍ. [سورۃ الغاشیۃ ۸۸: ۵]

''اُنہیں گرمی سے کھولتے ہوئے چشمہ سے پلایا جائے گا۔''

مکتبہ دار العلوم المحمدیہ

اَبٌّ

قرآن مجید میں وارد ہے کہ: وَفَاكِهَةً وَّ اَبًّا. [سورۃ عبس ۸۰: ۳۱]

حافظ سیوطی نے علامہ شیذلہ کے البرہان کے حوالے سے لکھا ہے: الأَبُّ: الحشيشُ بلُغَةِ أهل المغرب. [الاتقان ۱: ۱۸۰، المہذب فی ما وقع فی القرآن من المعرب: ۳۴]

''اہل مغرب کی بول چال میں [جانوروں کے کھانے کے] گھاس [اور چارے] کو کہتے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الابُّ: المرعَى، وماتعتلفه الأنعامُ، والكلمةُ بربريّةٌ.

[المعرب والدخیل: ۱۹۲]

''اَبٌّ چراگاہ اور جانوروں کے چارے کو کہا جاتا ہے اور یہ بربری زبان کا لفظ ہے۔''

جانوروں کے کھانے کے گھاس اور چارہ کو اَبٌّ کہتے ہیں: المَرعٰی، وقیل: الأَبُّ للبهائم كالفاكهة للناس. [الغریبین: ۳۷]

یہ کس زبان زبان سے معرب ہے، اس بارے میں امام بدر الدین زرکشی لکھتے ہیں:

الأَبُّ : الحشيش، بِلُغَةِ أهل المغرب. [البرہان ۱: ۲۸۹]

''الأَبُّ اہل مغرب [بربری] زبان کا لفظ ہے جسے ''چارہ'' کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ حمزہ فتح اللہ بھی اسے بربری زبان کا لفظ بتاتے ہیں۔ [الاصل والبیان فی معرب القرآن: ۵]
جب کہ ڈاکٹر عبدالنعیم محمد حسنین اسے فارسی کے ''بے آب'' سے معرب کہتے ہیں، جس کے معنی بلا رونق اور خشک کے ہیں۔ [قاموس الفارسیہ: ۱۱۰]

لیکن وہ کون سی گھاس اور کون سا چارہ ہے اور اس کی شکل وصورت کیا ہے؟ اس کے تعیین میں اہلِ لغت کے متعدد اقوال ہیں۔

مجاہد، حسن بصری، قتادہ اور ابن زید کہتے ہیں: الأبُّ للبهائم كالفاكهة لِبَني آدم.
[تفسیر ابن کثیر ۱۴: ۲۵۲]

''اِنسانی غذا میں فَوَاكِهُ [میوے] کا جو درجہ ہے چرندوں کی خوراک میں وہی حیثیت اس کی ہے۔''
کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب اس کے تعیین کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:
اَيُّ سَمِاءٍ تُظِلُّني وَاَيُّ ارضٍ تُقِلُّني إن قلتُ في كتاب الله مالاأعلم.
[الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع: ۳۵۷ شعب الایمان ۲: ۴۲۴، القرطبی ۱: ۶۹، ۲۰: ۱۹۳، تفسیر ابن کثیر ۱۲: ۲۵۳، روح المعانی ۲۸: ۳۱۱]

''کون سا آسمان مجھ پہ سایہ فگن ہوگا اور کون سی زمین مجھے اپنے اوپر رہنے دے گی جب کہ میں کتاب اللہ کی تفسیر میں ایسی بات کہہ دوں جس کا مجھے علم نہیں۔''
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: اس کی سند میں انقطاع ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ۱۲: ۲۵۳]
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی وارد ہے یہ روایت زبان زد ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ: قد عَلِمنَا ما الفاكهة فما الأبُّ؟ ثم أحسبُه قال: إنَّ هذا لهو التكلف.
[تفسیر ابن جریر طبری ۱۲: ۴۵۱، المستدرک ۲: ۵۱۴، شعب الایمان ۲: ۴۲۴، قرطبی ۲۰: ۱۹۴]

''ہم فَاكِهَةٌ تو جانتے ہیں مگر یہ اَبٌّ کیا ہے؟ پھر خود فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کے تعیین کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ حکم دیا ہے۔''

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: هو إسنادٌ صحيحٌ، وقد رَواه غيرواحد عن أنس رضی اللہ عنہ به، وهذا محمولٌ على أنه أراد أن يعرف شكله و جنسه وعينه وإلَّا فهو كل من قرأ هذه الآية

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم أنه من نبات الأرض. [تفسیر ابن کثیر ۱۲: ۲۵۳]

''اس کی سند صحیح ہے اور اسے کئی لوگوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی شکل وصورت اور اس کی تعیین معلوم نہیں' ورنہ اتنا تو صرف آیت کے پڑھنے سے ہر ایک قاری کو صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ زمین سے اُگنے والی کوئی چیز ہے۔''

مولانا حمید الدین فراہی (۱) لکھتے ہیں: ''یہ بات کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما' جیسا کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے' اِس لفظ سے ناواقف تھے۔ اس روایت کا پہلا حصہ منقطع ہے اور دوسرا حصہ مضطرب اور مندرجہ ذیل وجوہ سے ہمارے نزدیک یہ روایت بالکل ضعیف ہے' اس لیے کہ:

[۱] یہ سورۃ مکی ہے۔ مکی زندگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اصلی مشغلہ قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا ہی تھا' اگر یہ لفظ اُن کو معلوم نہ تھا تو دن رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے سہنے کے باوجود انہوں نے اِس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں دریافت کیا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو کیوں نہیں بتایا؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید سے اس قدر بے پروا تھے کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی' تب اُنہیں معلوم ہوا کہ یہ لفظ بغیر تحقیق کے رہ گیا ہے اور اُس وقت اُن کو اِس کے عدم علم کا اعتراف کرنا پڑا۔

[۲] قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی زبان نہایت واضح اور سہل ہے۔ عرب کے اشعار اور خطبات کی جو عام زبان تھی اُسی زبان میں وہ نازل ہوا ہے۔ عکاظ میں جو کلام پیش ہوتے اُن کے حُسن وقبح کا فیصلہ قریش ہی کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شمار عرب کے مشہور سرداروں اور خطیبوں میں ہوتا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو گویا قریش کی زبان اور اُن کے ترجمان تھے۔ کلام پر اُن کی تنقیدیں اہل علم سے مخفی نہیں ہیں' اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ زبان کے معاملہ میں اُن

---

(۱) برعظیم کے ممتاز سکالر اور عالم دین' ضلع اعظم گڑھ [U.P' بھارت] کے ایک گاؤں پھریہا میں ۱۲۸۰ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ مولانا شبلی نعمانی کے ماموں زاد بھائی تھے اور مولانا شبلی اُن سے چھ سال بڑے تھے۔ علوم کو اپنے دور کے بڑے علماء سے حاصل کیا۔ مولانا عبدالحی لکھنوی کے شاگرد بھی رہے ہیں۔ نہایت فطین اور ذکی تھے۔ عربی زبان میں مہارت کے ساتھ ساتھ عبرانی زبان پر بھی عبور رکھتے تھے۔ مسلم علی گڑھ کالج کے پروفیسر رہے ہیں۔ ۱۳۴۹ھ کو وفات پائی۔ [شاہ کار اسلامی انسائیکلوپیڈیا ۲: ۱۲۴۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا رُتبہ کس قدر بلند تھا۔ پھر حیرت یہ ہے کہ ماہرین ادب ولغت قرآن مجید کے ایک لفظ سے بالکل بے خبر رہ گئے۔

[۳] قرآن مجید عرب کی نہایت معروف اور کھلی ہوئی زبان میں اُترا تا کہ لوگوں کو اس کے ذریعہ سے دین کی دعوت دی جائے اور لوگ اِس کی تعلیمات آسانی سے سمجھ لیں' اِس بات کو خود قرآن مجید نے مختلف موقعوں پر مختلف انداز سے بیان کیا ہے' مثلاً فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ. [سورۃ ابراہیم۱۴:۴]

''ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اُس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ انہیں خوب وضاحت کرے۔''

ایک دوسری جگہ فرمایا: اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. [سورۃ یوسف۱۲:۲]

''ہم نے اِس کو بنایا عربی قرآن تا کہ تم اِس کو سمجھ سکو۔''

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید ایسے لفظ استعمال کرے جن کے معنی بڑے بڑے صحابہ کو بھی معلوم نہ ہوں؟ یہ بات تو اِس کے عربی مبین ہونے کی صریح خلاف ہوگی۔

[۴] جن لوگوں نے یہ روایت گھڑی ہے اُنھوں نے اِس کو اکابر صحابہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ جو لوگ صحابہ ﷺ کو بدنام کرنے کے شائق تھے وہ بیش تر بڑے صحابہ ﷺ ہی کو نشانہ بناتے تھے۔'' [مجموعہ تفاسیر فراہی: ۲۷۰' تفسیر سورۃ عبس]

اَبَارِيْقُ

اِبْرِيْقٌ کی جمع ہے' جس کے معنی لوٹے' صراحی' جگ اور آب خورے کے ہیں۔ فارسی کے آب ریز کا مُعرّب ہے۔ پانی کا راستہ' ٹھہر ٹھہر کر پانی گرانا۔

[الصحاح ۶:۱۴۴۹' الاشتقاق:۶:۴۴۶' المحکم والمحیط الاعظم ۶:۴۰۱' لسان العرب ۱:۳۸۳' القاموس المحیط ۲:۱۱۵۲' تاج العروس ۶:۲۸۶' المفصل فی الالفاظ الفارسیۃ المعربۃ: ۸۳ (۱)]

(۱) مجدالدین فیروز آبادی نے اسے ''آب ری'' کا معرب مانا ہے' جو غلط ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ہے کہ: يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۞ بِأَكْوَابٍ وَّ أَبَارِيقَ وَ كَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ۞ [سورۃ الواقعہ ۵۶: ۱۷-۱۸]

''اُن کی خدمت میں غِلمان' جو ہمیشہ غِلمان ہی رہیں گے' پیالے جگ اور شرابِ خالص کے جام لیے ہوئے گردش کر رہے ہوں گے۔''

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت میں ہے کہ: إنَّ أمَامَكُم حَوضاً كما بَيْنَ جَرْبَاً و أذْرُحَ' فيه أبارِيقَ كنجوم السماء' مَن وَرَدَهُ فشرب منه لم يَظْمَأْ بعدها أبداً.

[صحیح مسلم ۴: ۱۷۹۸' کتاب الفضائل [۴۳] باب اِثبات حوض نبینا ﷺ وصفاتہ [۹] حدیث: ۳۵-[۲۲۹۹]]

''[حشر میں] تمہارے سامنے حوض [کوثر] ہوگا جس کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ جربا اور اَذرُح میں' اُس پر آسمان کے ستاروں کے مانند آب خورے ہیں' جو اس کے پاس آ کر پانی پیئے گا اس کے بعد وہ کبھی تشنہ نہیں ہوگا۔''

جَربَا اور اَذرُح ملک شام میں دو گاؤں کے نام ہیں' جن کے درمیان تین منزل کا فاصلہ ہے' یہاں یہودی آباد تھے' جن کے نام رسول اللہ ﷺ نے امن نامہ لکھا تھا۔ [النہایہ ۱: ۲۴۶]

لحیانی [(۱)] کہتے ہیں: اِبْرِيقٌ: إذا كانت برَّاقَةً. [تہذیب اللغۃ ۹: ۱۱۶]

''یہ برق سے ہے اور ہر چمک دار اور خوب صورت چیز کے لیے بولا جاتا ہے۔''

اِبراھیم علیہ السلام

جوالیقی لکھتے ہیں: أسماءُ الأنبياءِ كلها أعجميةٌ نحو: إبراهيم' وإسمٰعيل' وإسحٰق' وإلياس وإدريس وإسرائيل وأيوب إلّا أربعة أسماء وهي: آدم وصالح وشعيب ومحمد عليهم السلام. [المعرب: ۱۰۲]

''سارے انبیاء کے نام عجمی ہیں' جیسے سیدنا ابراہیم' سیدنا اسماعیل' سیدنا اسحاق' سیدنا ادریس' سیدنا

(۱) علی بن مبارک — اور ایک روایت کے مطابق: ابن حازم — ابوالحسن لحیانی۔ بنولحیان بن ہذیل بن مدرکہ کی نسبت سے لحیانی کہلائے۔ بعض کا خیال ہے کہ لمبی داڑھی رکھنے سے لحیانی کہلائے۔ امام کسائی کے شاگرد رہے ہیں۔ تاریخ تولد اور تاریخ وفات دستیاب نہیں۔ [بغیۃ الوعاۃ ۲: ۱۸۵' ترجمہ: ۱۷۵۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل اور سیدنا ایوب علیہم السلام' البتہ چار انبیاء کے نام عربی ہیں: سیدنا آدم' سیدنا صالح' سیدنا شعیب اور سیدنا محمد علیہم السلام۔"

اِبْلَعِیْ

قرآن مجید میں ہے: وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ. [سورۃ ہود ۱۱:۴۴]

"اور حکم ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی اُتار دیا گیا اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور کشتی کوہِ جودی کو جا لگی۔"

اِبْلَعِيْ: تو نگل جا [باب فتَحَ] بَلْعٌ سے جس کے معنی نگلنے کے امر کا صیغہ ہے۔ واحد مونث حاضر۔

وہب بن منبہ (۱) سے منقول ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم ۶:۲۰۳۶]

ڈاکٹر تونجی لکھتے ہیں کہ: اِبلعي: اِزْدَرِدِيْ. قيل: هي حبشية' وقيل: هندية. [المعرب والدخیل: ۱۹۲]

"اِبلعی کے معنی اِزدرِدی کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ ہندی زبان کا قول ہے۔"

سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: وَقِيْلَ: يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ أي: إنشفي' استُعير من: ازدراد الحيوان ما يأكله للدلالة على أن ذلك ليس كالنشف المعتاد التدريجي...... و أخرج ابن المنذر عن وهب بن منبه أنّ البلعَ: الإزدراد' لغة حبشية' و أخرج أبو الشيخ عن جعفر بن محمد عن أبيه أنه بمعنى الشرب لغة هندية. [الاتقان ۱:۱۸۰' روح المعانی ۱۱:۴۶۵]

"وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ میں ابْلَعِيْ کے معنی اِنْشَفِي [خشک کرنے/نگل جانے] کے ہیں' یہ استعارہ ہے کیونکہ یہ لفظ حیوان کے لیے مستعمل ہے اس کو زمین کے چوس لینے میں استعارہ فرمایا' اس معنی میں کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ زمین کا یہ چوس لینا ویسا تدریجی نہ تھا جیسا کہ ازراہِ عادت دیکھا جاتا ہے

---

(۱) وہب بن منبہ الابناوی الصنعانی الذماری ابو عبداللہ' ۳۴ھ=۶۵۴ء کو صنعاء میں پیدا ہوئے۔ مؤرخ اور اسرائیلیات کے بہت بڑے عالم ہیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اُنہیں صنعاء کا قاضی مقرر کیا تھا۔ ۱۱۴ھ=۷۳۲ء کو صنعاء میں وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۶:۳۵-۳۶' الاعلام ۸:۱۲۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن المنذر رنے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ حبشی زبان سے ماخوذ اس لفظ کے معنی حیوان کی مانند نگل لینے کے ہیں اور ابو الشیخ (۱) نے جعفر بن محمد عن ابیہ کے سند سے نقل کیا ہے کہ ہندی زبان میں اس کے معنی چوس لینے اور پی جانے کے ہیں۔''

اِبلِیس

شیطان کا نام ہے بروزن اِفعیل' اِبلاس سے مشتق ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں: الإبلاس: الحُزنُ المُمتَرِضُ مِن شِدَّةَ الیَأس' ومنه اشتُقَّ إبلیس فیما قیل. [المفردات:۶۰]

''الإبلاس کے معنی سخت نا اُمیدی کے باعث غمگین ہو کر شش درو متحیر ہو جانے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ چونکہ شیطان حق تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہے اس لیے اس کا نام ابلیس ہوا۔''

ابن عرفہ (۲) کی رائے بھی یہی ہے کہ: الإبلاس: الحیرة و الیأس' ومنه سُمِّيَ إبلیس' لأنه أبلس عن رحمة اللّٰهِ أي: أیِس منها و تَحَیَّرَ. [الغریبین فی القرآن والحدیث:۲۱۰]

''إبلاس کے معنی حیرت و یاس کے ہیں' ابلیس کا نام بھی اسی سے مشتق ہے' کیونکہ وہ رحمت الٰہیہ سے نا امید ہو گیا ہے۔''

لیکن زمخشری نے اپنی تفسیر میں لفظِ ادریس پر بحث کرتے ہوئے تصریح کی ہے: و کذلك إبلیس أعجمي' ولیس من الإبلاس کمایزعمون ولایعقوب من العقب ولا إسرائیل بإسرالّ کما زعم ابن السِّکِّیت' ومن لم یتحقق ولم یتدرب بالصناعة کَثُرَتْ منه أمثال هذه الهنات. [الکشاف۳: ۲۳-۲۴' بذیل سورۃ مریم ۱۹:۵۶]

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان الاصبہانی ابو محمد/ ابو الشیخ ۔۲۷۴ھ = ۸۸۷ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ حدیث اور رجالِ حدیث کے بڑے عالم تھے۔ اپنے دادا حبان کی نسبت سے حِبّانی کہلاتے ہیں۔ حصول علم کے لیے موصل' حران' حجاز مقدس اور عراق کے سفر کیے ۳۶۹ھ = ۹۷۹ء کو وفات پائی۔ [العبر ۲: ۱۳۲' الاعلام ۴: ۱۲۰]

(۲) علی بن المظفر بن ابراہیم بن عمر بن یزید الوداعی الکندی الاسکندرانی ثم الدمشقی ۔ ۶۴۰ھ = ۱۲۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ ادیب' متفنن' شاعر اور حدیث و قراآت کے بڑے عالم تھے۔ ۲۰۰ کے قریب اَساتذہ سے کسب فیض کیا اسکندریہ سے تعلق تھا۔ رہائش دمشق میں تھی اور وہیں ۷۱۶ھ = ۱۳۱۶ء کو وفات پائی۔

[الدرر الکامنۃ ۳: ۱۳۰' الاعلام ۵: ۲۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابلیس عجمی لفظ ہے اور اس کا اشتقاق اِبْلَاسٌ سے بتانا صحیح نہیں' اس لیے کہ یہ غیر منصرف ہے [1] اور غیر منصرف ہونے کے لیے تو اسباب منع صَرف میں سے کم از کم دو سبب یا وہ ایک سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو' پایا جانا ضروری ہے اور اِبلاسٌ سے مشتق ہونے کی صورت میں اس میں بجز عَلَمِیَّت کے کوئی دوسرا سبب پایا نہیں جاتا' اس لیے غیر منصرف ہونا اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔''

اور ابن جریر طبری لکھتے ہیں: فإن قال قائلٌ: فإن كان إبليس كماقلتَ إفعيل من الإبلاس فهلاصُرِّف وأُجرِيَ؟ قيل: تُرك إجراؤه استثقالاً' إذ كان اسماًلانظيرَله من أسماء العربِ فشَبَّهَتْه العرب - إذ كان كذلك - بأسماء العجم التي لاتُجرَى' وقدقالوا: مررتُ بإسحاق' فلم يُجروه' وهومن: أسحقه الله إسحاقاً' إذ كان وقع مبتدأً إسماًلغيرالعرب ثم تسمت به العرب فجرى مجراه' وهومن أسماء العجم' في الإعراب فلم يصرف وكذلك أيوب' إنماهوفيعول' مِن آبَ يئوبُ. [تفسیر طبری ۱:۲۶۵' فقرہ: ۷۰۴]

''اگر کوئی سوال اُٹھائے کہ جب تمہارے قول کے مطابق اِبلیس بروزن اِفعیل اِبلاس سے مشتق ہے تو یہ غیر منصرف کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عربی لفظ ہے' لیکن استثقال کے سبب یہ غیر منصرف ہے اور عربی اَسماء میں اس کی نظیر و مثال نہ ہونے کی وجہ سے عربوں نے اس سے عجمی اسم کا سا سلوک کر دیا اور اس کے قوانین و احکام اس پر لاگو کر دیئے' اس طرح اِسحاق جو أَسحَقَهُ اللّٰه سے اور ایوب جو آبَ یَئُوبُ سے فیعول کے وزن پر ہے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: وإبليس ليس بعربي وإن وافقَ أَبْلَسَ الرَّجلُ إذاانقطعت حجته إذ لو كان منه لصُرِفَ. ألا ترى أنك لوسميت رجلاً بـ إخريط وإجفيل لصرفته في المعرفة' ومنهم من يقول: هوعربيٌّ ويَجعَلُ اشتقاقه مِنْ أَبْلَسَ يُبْلِسُ أي: يَئِسَ' فكأنه أَبْلَسَ مِن رحمة اللّٰهِ أي: يَئِسَ منها' والقول هوالأول. [المعرب: ۱۲۲]

''اِبلیس عربی زبان کا لفظ نہیں اگر چہ اَبْلَسَ الرَّجلُ سے موافقت و مطابقت رکھتا ہے' اس لیے کہ

---

(۱) وہ اسم ہے جو تنوین [دو زبر' دو زیر اور دو پیش] قبول نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی ہونے کی صورت میں منصرف ہوتا جیسا کہ کسی کا نام اگر اِخریط یا اِجفیل ہے تو معرفہ ہونے کی صورت میں یہ نام منصرف ہوتے ہیں' جب کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جو اَبلَسَ یُبلِسُ بمعنی نا امیدی سے مشتق ہے اور ان کے خیال میں اس لفظ کو شیطان کے لیے اس لیے استعمال کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور نا امید ہو گیا ہے' لیکن پہلا قول درست ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔''

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ابلیس عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ [فنون الافنان:۱۱۵]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں:

هو يوناني وأصله دِيَابُلُس' و معناه: النَّمَّامُ والعَدُوُّ والشيطان . [المعرب' ہامش:۱۲۲]

''یہ یونانی زبان کا لفظ ہے جس کی اصل دِیَابُلُس ہے اور اس کے معنی چغلی کھانے والا' دشمن اور شیطان کے آتے ہیں۔''

اَخۡلَدَ

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ. [سورۃ الاعراف ۷:۱۷۶]

''اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو اُن آیات کے ذریعہ سے بلند کرتے لیکن وہ زمین ہی کی طرف جھکا اور اپنی خواہشوں ہی کا پیرو بنا رہا۔''

سیوطی لکھتے ہیں: قال الواسطي في الإرشاد: اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ: رَکَنَ' بالعبرية.

[الاتقان ۱:۱۸۰' المہذب فی المعرب:۳۵]

''واسطی نے الارشاد میں فرمایا ہے کہ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡض کے معنی رَکَنَ [جھک جانے] کے ہیں اور یہ عبری زبان کا لفظ ہے۔''

اصل میں اَخۡلَدَ اِلَی الشیء کے معنی کسی شے کی طرف اس طرح جھک جانے اور مائل ہو جانے کے ہوتے ہیں کہ آدمی بس اُسی کا ہو کر رہ جائے۔ یہ اُس سنت الٰہی کا بیان ہے جو اُس نے ہدایت و ضلالت کے معاملے میں پسند فرمائی ہے' وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن کو اپنی آیات سے نوازتا ہے اگر اُن کی عقل کو اُن سے رفعت اور اُن کی روح کو اُن سے معراج حاصل ہوتی ہے لیکن جو لوگ ان آیات کے پانے کے بعد بھی اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے اور کتے کی طرح زمین کو سونگھتے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے چلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اُن کی خواہشوں ہی کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ شیطان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔

اِدریس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی تھے' اُن کا نام قرآن عزیز میں دو بار آیا ہے:

– وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. [سورۃ مریم۱۹:۵۶]

– وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَاالْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ. [سورۃ الانبیاء۲۱:۸۵]

مجدالدین فیروز آبادی لکھتے ہیں: واسمه بالسريانية خنوخ' ويقال: أخنوخ' ومعناه: كثير العبادة.

[بصائر ذوی التمیز ۶:۵۱]

''ان کا نام سریانی میں خنوخ یا اخنوخ ہے جس کے معنی بہت زیادہ عبادت گزار ہونے کے ہیں۔''

یہ بھی کہا گیا ہے کہ: مشتقٌ من الدرس والدراسة بمعنى: القراءة' سمي به لكثرة مادرس من كتب الله عزوجل. [بصائر ذوی التمیز ۶:۵۱' لسان العرب۴:۳۲۹]

''[عربی ہونے کی صورت میں] اس کا اِشتقاق دِرَاسَتُ سے ہے جس کے معنی پڑھنے' یاد کرنے کے ہیں۔ صحف الٰہیہ کے مطالعہ اور کثرت درس وتدریس کی وجہ سے آپ کو ادریس کہا گیا۔''

لیکن زمخشری اسے نادرست کہتے ہیں۔ [الکشاف۳:۲۳]

فیروز آبادی کو بھی اعتراف ہے کہ: وأماإدريس فإسمٌ عجميٌّ غيرُ منصرِفٍ.

[بصائر ذوی التمیز ۶:۵۱]

''ادریس عجمی نام اور غیر منصرف ہے۔''

یہ بھی لکھتے ہیں: إدريس النبي عليه السلام ليس مِنَ الدِّرَاسَةِ كما توهَّمَه كثيرون' لأنه أعجمي.

[القاموس المحیط ۱:۴۲۸]

''سیدنا ادریس علیہ السلام کا نام دِراسة [پڑھنے پڑھانے] کی وجہ سے نہیں' جیسا کہ بہت سے لوگوں کو وہم ہوا ہے' اس لیے کہ یہ عجمی لفظ ہے [نہ کہ عربی]۔''

زمخشری کہتے ہیں کہ: وهو غير صحيح لأنه لو كان إفعيلاً من الدرس لم يكن فيه إلَّا سببٌ واحدٌ' وهو العَلَمِيَّة فكان منصرفاً' فامتناعُه من الصَّرف دليلُ العُجْمَةِ. [الکشاف ۳:۲۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر ادریس کو بوزن افعیل درس سے مشتق مانا جائے تو اسے منصرف ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں اس میں ایک سبب یعنی علمیت باقی رہتی ہے حالانکہ یہ منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے اس لیے اس کا غیر منصرف ہونا اس کی عجمیت کی دلیل ہے۔''

زمخشری نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ: ویجوز أن یکون معنی إدریس في تلك اللغة قریباً من ذلك فحسبه الراوي مشتقاً من الدرس. [الکشاف ۳:۲۳؛ تفسیر القرطبی ۱۱:۱۰۸]

''ممکن ہے ادریس جس زبان کا لفظ ہو اسی زبان میں اس کے معنی درس و دِراست سے ملتے جلتے ہوں، جس سے راوی نے اس کو درس سے مشتق خیال کر لیا ہو۔''

اَرَائِك

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ. [سورۃ یٰس ۳۶:۵۶]

''وہ بھی اور اُن کے جوڑے بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔''

أَرَآئِك أَرِيكَةٌ کی جمع ہے۔ تخت، چارپائی اور مسہری کو کہتے ہیں جس پر پردے پڑے ہوئے ہوں اور ہر وہ چیز جس پر ٹیک لگائی جائے۔

راغب لکھتے ہیں کہ: الأریکۃُ حَجَلَةٌ علی سریرٍ جمعها أرائك، وتسمیتها بذلك إمّا لکونها في الأرض مُتَّخَذَةً مِن أراكٍ و هو شجرةٌ أو لکونها مکاناً للإقامة، مِن قولهم: أَرَكَ بالمکانِ أُرُوکاً، وأصل الأُروك: الإقامة علی رَعْيِ الأراكِ، ثم تُجُوِّزَ به في غیره.

[المفردات: ۱۶]

'' مسہری اور چھپر کھٹ کو أَرِیکَةٌ کہتے ہیں، اس لیے کہ وہ بالعموم أَرَاك [پیلو] کی لکڑی سے بنایا جاتا تھا اور یا اس لیے کہ یہ أَرَكَ بالمکان أُرُوکاً سے مشتق ہے جس کے اصل معنی الأُروك کے ہیں یعنی کسی جگہ پر أَرَاك [پیلو] کے پتے چرنے کے لیے ٹھہرنے کے ہیں، پھر مطلق ٹھہرنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے۔''

رہی یہ بات کہ یہ کس زبان سے آیا؟ سو ابن جوزی لکھتے ہیں:

وبِلُغَةِ الحَبَشِ:......الأرائك: السُّرُر. [فنون الافنان: ۱۱۸]

''حبشی زبان میں أرائك کے معنی تختوں کے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیوطی لکھتے ہیں: حکی ابن الجوزي فی فنون الأفنان أنها السُّرُرُ بالحبشية. [الاتقان ۱:۱۸۰]
''ابن جوزی نے فنون الافنان میں نقل کیا ہے حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تخت کے ہیں۔''

خطیب شربنی لکھتے ہیں: روی ابو عبیدة في الفضائل عن الحسن قال: کُنَّا لا ندري ما الارائك حتی لقینا رجلٌ من أهل الیمن فأخبرنا أن الأریکة عندهم الحجلة فیها السریر وهذا جزاءٌ لما کانوا یلزمون المساجد ویغُضُّون أبصارهم و یضعون نفوسهم لأجلنا.
[تفسیر سراج المنیر ۳:۴۳۵]

''ابو عبیدۃ نے ''فضائل'' میں حسن بصری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ہم ارائک کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ ہمارے پاس ایک یمنی شخص آیا اُس نے ہمیں بتایا کہ اُن کے ہاں حجلہ عروسی میں بچھی ہوئی پلنگ کو اَریکہ کہا جاتا ہے اور یہ اُن لوگوں کی جزاء ہے جو بکثرت مساجد میں آتے جاتے اور اپنی نگاہوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

ثعلب کہتے ہیں کہ: الأریکة لا تکون إلّا سریراً مُتَّخَذاً في قُبَّةٍ علیه شَوارُهُ و نَجَدُهُ.
[مجمل اللغۃ: ۵۰]

''الأریکة کے معنی مزین تخت کے ہیں جو قُبَّۃ [حجلہ عروسی] کے اندر ہو اور جس پر پردہ لٹکا ہوا ہو۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: واحدها أریکةٌ وهي السریر المُنَجَّدُ' الفرش الجمیل. و الکلمة فارسیةٌ مرکبة مِن آرا: زینة' و نیك: جمیل' و یلفظونها: اورنك. [المعرب والدخیل: ۱۹۲]
''اس کا مفرد اَرِیکَۃٌ ہے' جو آراستہ و پیراستہ چھپر کھٹ کو کہتے ہیں' جس پر خوب صورت مسہری ہو' جو آرا اور نیک سے مرکب ہے' وہ اورنگ سے اس کا تلفظ کرتے ہیں۔''

اَسَاطِیرٌ

سَطَرَ یَسْطُرُ سَطْراً سے ہے۔ اہل لغت نے اس کے بنیادی معنی یہ کیے ہیں:

السطرُ: الصَّفُّ من الشيء کالکتاب و الشجر و النخل. [تاج العروس ۳:۲۶۶]
''کسی شے کا صَف بند [سیدھی لائنوں میں] ہونا' جیسے کتاب کی سطور اور درختوں اور کھجوروں کی لائن۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لفظ جمع کی صورت میں قرآن مجید میں نو جگہ مستعمل ہے۔ سورۃ الانعام ۶:۲۵‘ سورۃ الانفال ۸:۳۱‘ سورۃ النحل ۱۶:۲۴‘ سورۃ المؤمنون ۲۳:۸۳‘ سورۃ الفرقان ۲۵:۵‘ سورۃ النمل ۲۷:۶۸‘ سورۃ الاحقاف ۴۶:۱۷‘ سورۃ القلم ۶۸:۱۵ اور سورۃ المطففین ۸۳:۱۳۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: واحدها أُسطورَةٌ بمعنى القصة و الحكاية‘ من اليونانية Histori أي: تاريخ‘ و عربت بالأباطيل من الأحاديث. [المعرب والدخیل: ۱۹۲]

’’اس کا واحد اُسْطُوْرَۃٌ ہے‘ جس کے معنی حکایت‘ قصہ اور کہانی کے ہیں۔ یونانی زبان کے Histori سے ہے جس کے معنی تاریخ کے ہیں‘ لیکن یہ معرب ہو کر اپنے معنوں میں نہ رہا بلکہ عربی زبان میں یہ جھوٹے واقعات‘ کہانیوں اور افسانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔‘‘

اَسْبَاطٌ

اس مادہ کے بنیادی معنی کسی چیز کے دراز ہونے کے ہیں‘ چنانچہ اہل لغت نے لکھا ہے:

أسبَطَ الرجلُ إسباطاً: إذا امْتَدَّ و انبسطَ على الأرضِ من الضَّربِ.

[تہذیب اللغۃ ۱۲: مجمل اللغۃ: ۳۶۶]

’’أسبطَ الرجلُ إسباطاً: اُس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی زمین پر کسی کے مارنے سے لیٹ کر دراز ہو جائے۔‘‘

مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں: السِّبْطُ: الشجرةُ لها أغصانٌ كثيرةٌ و أصلها واحدٌ‘ و منه اشتقاق الأسباط‘ كأنَّ الوالد بمنزلة الشجرة و الأولاد بمنزلة أغصانها. [تاج العروس: ۱۴۸]

’’السِّبْطُ ایک درخت یا جھاڑی کو کہتے ہیں جس کی جڑ تو ایک ہوتی ہے لیکن شاخیں بہت پھیلی ہوئی ہوتی ہیں‘ یہیں سے اس کے معنی نسل او خاندان کے ہو گئے ہیں۔ یعنی باپ بمنزلہ جڑ کے ہے اور اولاد بمنزلہ شاخوں کے۔‘‘

أَسْبَاطٌ سِبْطٌ کی جمع ہے۔ پوتے اور نواسے دونوں کو کہتے ہیں مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

ازہری لکھتے ہیں کہ: أنَّ الأسباطَ في ولد إسحٰق علیہ السلام بمنزلة القبائل في ولد إسمٰعيل علیہ السلام فولد كل ولد من أولاد إسحٰق علیہ السلام سِبطٌ و ولد كل ولد من أولاد إسمٰعيل علیہ السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبیلۃ‘ وإنما سُمُّوا ھؤلاءِ بالأسباط وھؤلاء بالقبائل لیُفَصل بین ولد إسمٰعیل وولد إسحٰق علیھما السلام. [تہذیب اللغۃ۱۲: ۲۴۰]

’’سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اَولاد کے لیے اَسباط کا لفظ اس طرح مستعمل ہے جیسا کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لیے قبائل کا لفظ مستعمل ہے۔عربوں نے یہ تخصیص اس لیے رکھی تھی کہ محض ایک لفظ سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کی دونوں شاخوں: بنواسحاق اور بنواسماعیل میں امتیاز ہو جائے۔‘‘

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں کہ اَسباط عبرانی زبان کا لفظ ہے۔[المعرب والدخیل:۱۹۲]

قرآن مجید میں یہ لفظ اِن مقامات میں وارد ہے: سورۃ البقرۃ ۲: ۱۳۶‘ ۱۴۰‘ سورۃ آل عمران ۳: ۸۴‘ سورۃ النساء ۴: ۱۶۳ اور سورۃ الاعراف ۷: ۱۶۰۔

اِسْتَبْرَق

یہ لفظ قرآن مجید میں چار مقامات پر آیا ہے: سورۃ الکہف ۱۸: ۳۱‘ سورۃ الدخان ۴۴: ۵۳‘ سورۃ الرحمٰن ۵۵: ۵۴ اور سورۃ الدہر ۷۶: ۲۱۔

جوالیقی لکھتے ہیں کہ:و الإستبرقُ: غلیظ الدیباج‘ فارسيٌّ معرَّبٌ‘ و أصله :إِسْتَفْرَه. [المعرب:۱۰۸]

’’ریشم کا دبیز کپڑا اِستبرق کہلاتا ہے‘ یہ فارسی سے عربی میں در آیا ہے‘ اس کی اصل اِستفرہ ہے۔‘‘

ابن جوزی‘ زرکشی‘ سیوطی اور ڈاکٹر صلاح الدین منجد اسے فارسی سے معرب مانتے ہیں۔

[فنون الافنان:۱۱۸‘ البرہان فی علوم القرآن ۱: ۲۸۸‘ الاتقان ۱: ۱۸۰‘ المہذب فی المعرب: ۱۰۶‘ المفصل فی الالفاظ الفارسیۃ المعربۃ: ۸۳-۸۴]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں کہ:أصله بالفارسیة الجدیدة سِتَبْر أو اِسْتَبْر‘ و معناه الغلیظ‘ ثم خُصَّ بغلیظ الدیباج‘ و هو بالفهلویة:Stawr‘ Stapr[1]. [المعرب:۱۰۸]

---

(۱) ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: نری هؤلاء السّادة العلماء لایتقبّلون کلمة دیباج أن یکون أصلها البهلوي مرکباً من: دیو:الشیطن‘ و باف:نسج من المصدر بافتن‘ و المعنی الأصلي هو نسج الشیطن‘ ثم صار المعنی : نوعٌ من الحریر الفاخر ‘ والتي عربت بمعنی الحریر الغلیظ‘ و اشتق منها الفعل......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جدید فارسی میں اس کی اصل سِتَبْر یا اِسْتَبْر ہے' جس کے معنی سخت ودبیز ہونے کے ہیں' پھر دبیز ریشم کے لیے اس کا استعمال ہونے لگا۔ پہلوی زبان میں اسے Stawr' Stapr کہتے ہیں۔''

اسحاق علیہ السلام

جوالیقی لکھتے ہیں: و إسحق أعجميٌّ و إن وافقَ لفظَ العربيِّ. و يُقالُ: أسحقه الله يُسْحِقُهُ إسْحَاقاً. [المعرب:۱۰۶]

''اِسحاق عجمی ہے اگرچہ عربی سے موافق ومشابہ ہے۔ کہا جاتا ہے: أسحقه الله يُسْحِقُهُ اِسْحَاقاً [عربی کے اسحاق کے معنی دور کرنے اور ہلاک کرنے کے ہیں]۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: هو بالعِبرية "يِصحاق" و ورد في التوراة بالسين أيضاً' و معناه: يضحك. و جعله بعضهم إنشاءً بمعنى: لِيَبْتَسِمْ' بتقدير إيل. [المعرب:۱۰۶]

''عبری میں یہ "یِصحاق" ہے اور توراۃ میں اسحاق بھی وارد ہے' اس کے معنی خوش وخرم کے ہیں کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ اِنشائی نام ہے' یعنی اللہ تعالیٰ اسے خوش وخرم رکھے۔''

آپ یہ بھی لکھتے ہیں: و الهمزة في أول الكلمة بدلاً من الياء كمافي العبرية تدلُّ على كونها دخلت في العربية من السريانية فهي فيها إسحاق. [المعرب:۱۰۶]

''اس کی ابتداء میں یاء کی بجائے ہمزہ کی موجودگی اس بات کی غماز ہے کہ یہ سریانی سے عربی میں در آیا ہے' اس لیے کہ سریانی میں اس کی اِملاء اِسحاق ہے۔''

سیوطی نے ابوعلی مسکویہ (۱) کی کتاب ندیم الفرید کے حوالے سے لکھا ہے:

......دَبَّج بمعنى: نَقَشَ' والديباجة: المقدمة الادبية للرسائل و بعض الموضوعات.
[المعرب والدخيل:۶۵]

''بعض علماءِ اعلام کو اس میں تامل ہے کہ دیباج کو پہلوی زبان کے دیوباف کا معرب مانا جائے' جس کے معنی ہیں: شیطان کا بُنا ہوا اور پھر اسے قیمتی ریشم کے لیے استعمال کیا گیا ہو اور اس سے دَبَّجَ بمعنی نَقَشَ اور دیباجہ نکلا ہو جسے کتابوں اور رسالوں کی ابتداء میں لکھنے کا رواج ہے۔''

(۱) احمد بن محمد بن یعقوب مسکویہ' ابوعلی۔ مؤرخ اور باحث تھے۔ ''رے'' سے تعلق تھا۔ اصفہان میں رہائش تھی =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أنّ معنى إسحاق بالعبرانية: الضحّاك. [الاتقان فی علوم القرآن۲:۱۷۶' نوع:۶۹]

''عِبری میں اِسحاق کے معنی ضَحّاكُ [ہنسنے والا/خوش وخرم] کے ہیں۔''

اسحاق کے غیر منصرف ہونے کی ایک وجہ عَلَمِيَّتُ ہے دوسرے عُجْمَه.

اسرائیل علیہ السلام

سیدنا یعقوب علیہ السلام کا عبرانی نام تھا' اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے یہود کے ایک گروہ سے پوچھا تھا کہ: هل تعلمون أن إسرائيل يعقوب؟ [مسند احمد ۱:۲۷۳' مسند ابی داود طیالسی:۳۵۶' حدیث:۲۷۳۱]

''کیا تم جانتے ہو کہ اسرائیل یعقوب ہی تھے۔''

امام سہیلی لکھتے ہیں: وسمي إسرائيل لانه أسري ذات ليلة حين هاجر الى الله سبحانه فسمي إسرائيل: أي: سري الله' فيكون بعض الإسم عبرانيا وبعضه سريانياً.

[التعریف والاعلام:۲۰]

''اسرائیل کے معنی ہیں: رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے ہجرت کرنے والا' اس نام کا ایک حصہ عبرانی ہے اور دوسرا سریانی۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: هو بالعبرية "يِسرائيل" قيل معناهُ: يحاربُ الله وقال فيليب حِتّي في تاريخ سورية ولبنان وفلسطين [۱:۱۹۱] إنَّ معناهُ: لِيَحْكُمُ إيل' او إيل يَحكُمُ. ووُجود الهمزة في أول الكلمة بدلاً من الياء في العبرية يدلُّ على كونه دخلَ في العربية عن طريق السريانية فهو فيها إسرائيل. [المعرب:۱۰۷]

''یہ عبری زبان میں یِسرَائِیل پڑھا جاتا ہے' جس کے معنی یُحارب اللہ کے ہیں۔ فلپ حِتّی [Phillippe] نے تاریخ سوریا' لبنان اور فلسطین میں لکھا ہے کہ ''اس کا معنی لِیَحْکُمُ اِیل یا' ایل

......اور وہاں ۴۲۱ھ = ۱۰۳۰ء کو وفات پائی۔ کافی عرصہ تک فلسفہ' کیمیاء اور منطق سے شغل رکھا۔ پھر تاریخ' ادب اور اِنشاء کی طرف متوجہ ہوئے۔ [معجم الادباء۵:۵' ترجمہ:۱' الاعلام ۱:۲۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَحکُمُ ہے۔" اس کی ابتداء میں یاء کی بجائے ہمزہ کی موجودگی اس بات کی غماز ہے کہ یہ سریانی سے عربی میں درآیا ہے' اس لیے کہ سریانی میں اس کی اِملاء اِسرائیل ہے۔"

الاَسفَارُ

مَثَلُ الَّذِینَ حُمِّلُوا التَّورٰاۃَ ثُمَّ لَم یَحمِلُوھَا کَمَثَلِ الحِمَارِ یَحمِلُ اَسفَارًا. [سورۃ الجمعۃ ۶۲:۵]

"اُن لوگوں کی تمثیل جن پر تورات لادی گئی پھر اُنہوں نے اِس کو نہ اُٹھایا اُس گدھے کی ہے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہو۔"

ابن ابی حاتم ضحاک کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: "اَسفَارٌ کے معنی نبطی زبان میں کتابوں کے ہیں۔" [تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰:۳۳۵۵' روایت:۱۸۸۹۳]

کرمانی لکھتے ہیں: جمعُ سِفرٍ' وھو الکتابُ یکشف عن المعنی کما تسفر المرأۃ وجھھا وھو نَبَطِیٌّ' وھو قول الضحاك. [غرائب التفسیر ۲:۱۲۱۱]

"اَسفَارٌ سِفرٌ کی جمع ہے۔ کتاب کو کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ مطالب و معانی اور حقائق کو ظاہر کرتی ہے جیسا کہ عورت اپنا چہرہ ظاہر [کر کے اپنا حسن و جمال ظاہر] کرتی ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ یہ نبطی زبان کا لفظ ہے۔"

سیوطی نے واسطی کی کتاب الارشاد کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ سریانی زبان میں کتاب کو کہا جاتا ہے۔ [الاتقان ۱:۱۸۰' المہذب:۳۹]

اس آیت نے یہود کے پندار پر ضرب لگائی ہے کہ اگر وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ کتاب و شریعت کے حامل وہی ہو سکتے ہیں' کوئی دوسرا اس شرف میں اُن کا حریف نہیں ہو سکتا' تو یہ گھمنڈ اب وہ اپنے دماغ سے نکال دیں۔ اب اُن کی مثال اُس گدھے کی ہے جو کتابوں کا بوجھ تو اُٹھائے ہوئے ہے لیکن اُسے کچھ خبر نہیں کہ اِن کتابوں میں کیا ہے۔

حُمِّلُوا التَّورٰاۃَ ثُمَّ لَم یَحمِلُوھَا: یعنی اس میں تو شبہ نہیں کہ ایک زمانے میں ان کے اوپر تورات کا بوجھ لادا گیا لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ہے کہ اُنہوں نے اِس بارِ گراں کو اُٹھایا نہیں' اس نہ اُٹھانے کی وضاحت کَذَّبُوا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ کے اَلفاظ سے فرما دی گئی کہ تورات کی تعلیمات اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احکام پر ان کا ایمان باقی نہیں، عملاً اُنہوں نے اُن کی تکذیب کر دی۔ ظاہر ہے کہ جب ان کتابوں کے احکام کی اُنہوں نے تکذیب کر دی تو اُن کے اجر سے تو وہ محروم ہو گئے، صرف اُن کا وِزر و گناہ اُن کے سر پر باقی رہا اور وہ اس مثل کے مَصداق ہیں کہ

چار پائے بر و کتابے چند

اِسماعیل علیہ السلام

جوالیقی لکھتے ہیں: وإسمعيل فيه لغتان: إِسمعيل وإسمعينُ. [المعرب: ۱۰۵]

''اس میں دو لغتیں ہیں: اسماعیل اور اسماعین۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: وإسمعين -بالنون- هي اللغةُ الجاريةُ على ألسِنة أهل مصر الآن. [المعرب: ۱۰۵]

''اہل مصر کے ہاں اسماعین آج کل زبان زد ہے۔''

خفاجی لکھتے ہیں: قال السبكي أن معناهُ: عطيّةُ الله، وقال صاحب القاموس إنّ معناهُ: مُطيعُ الله، وليسا صحيحين. [شفاء الغليل فيما في كلام العرب من الدخيل: ۳۳]

''سبکی نے کہا ہے کہ اس کے معنی عطیۃ اللہ کے ہیں، صاحب قاموس [مجد الدین فیروز آبادی] نے [القاموس المحیط ۲: ۱۳۴۳ میں] کہا ہے کہ اس کے معنی مطیع اللہ ہیں، مگر یہ دونوں قول نادرست ہیں۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: أصله يِشمَع إيل، وهو مكونٌ من يشمع أي: يسمع، وإيل: الله. [المعرب: ۱۰۵]

''اس کی اصل یِشمَع اِیل ہے، یِشمَع کے معنی سننے اور فرمان برداری کرنے کے ہیں، جب کہ ایل کے معنی اللہ کے ہیں۔''

جوالیقی نے لکھا ہے کہ اس کی اصل اَشماویل ہے۔ [المعرب: ۹۵]

مگر ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ قول صحیح نہیں، یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے، جس میں عین کے بعد ہمزہ ہے...... اور عربی میں یہ لفظ سریانی کے راستے داخل ہوا ہے۔ [المعرب: ۱۰۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِصْرِیْ

قرآن مجید میں وارِد ہے:قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ. [سورۃ آل عمران ۳:۸۱]

''پوچھا کہ بھلا تم نے اِقرار کیا اور اس اِقرار پر میرا ذمہ لیا [یعنی: مجھے ضامن ٹھہرایا]۔''

ابن جریر نے إصري کا ایک معنی عَھْدِی کیا ہے۔[تفسیر ابن جریر ۳:۳۳۲]

سیوطی لکھتے ہیں کہ:قال أبو القاسم في لغات القرآن:معناهُ عهدي'بالنبطية.

[الاتقان فی علوم القرآن ۱:۱۸۰'المہذب:۴۰]

''ابوالقاسم نے لغات القرآن میں کہا ہے کہ نبطی زبان میں اِصْر عہد کے معنی میں ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:یہ نبطی لفظ ہے۔[المعرب والدخیل:۱۹۳]

اَکْوَابٌ

قرآن مجید میں ہے:یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ وَّاَکْوَابٍ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۷۱]

''اُن پر سونے کی پرچوں اور پیالوں کا دور چلے گا۔''

کُوْبٌ کی جمع ہے'ایسا پیالہ ہے جس کا دستہ نہ ہو۔مفسر ابن جریر نے ضحاک کے حوالے سے لکھا ہے کہ:الأکوابُ جرار لیست لھا عُرئً'وھي بالنبطیة کوبا.

[تفسیر ابن جریر ۱۱:۶۳۰'تفسیر سورۃ الواقعہ ۵۶:۱۸'نص:۳۳۳۰۴]

''اَکواب ایسے پیالے ہیں جن کے دستے نہ ہوں'نبطی میں اسے کوبا کہتے ہیں۔''

ابن جوزی نے اس کی اصل نبطی زبان کی اَکواز تسلیم کیا ہے۔[فنون الافنان:۱۱۷'الاتقان ۱:۱۸۰]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:واحدھا کوبٌ'وھو الکوز المستدیر الرأس'لاعُروۃَ له.فارسیةٌ.

[المعرب والدخیل:۱۹۳]

''اس کا واحد کوب ہے'اُس بے دست کوزے کو کہا جاتا ہے'جس کا سرا گول ہو'یہ فارسی لفظ ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:واختلفوا في أصلھا فمنھم مَن رآھا یونانیة من Kybos'أو لاتینیة من Kupa.[المعرب والدخیل:۲۰۳]

''اس کے اصل کے بارے میں محققین کے مابین اختلاف ہے۔بعض کا خیال ہے کہ یونانی زبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی اصل Kybos ہے جب کہ بعض کے نزدیک یہ لاطینی زبان کے Kupa سے ماخوذ ہے۔"

اَلِیْمٌ

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اَلَمْ سے ماخوذ یہ لفظ درد کے معنی میں مستعمل ہے' جوزنج سے زبان سے تعلق رکھتا ہے۔[فنون الافنان:۱۱۸]

سیوطی نے بھی ابن جوزی کے حوالے سے یہ بات لکھ کر شیدلة کے حوالے سے اسے عبرانی زبان سے ماخوذ تسلیم کیا ہے۔[الاتقان ۱:۱۸۰' المھذب:۴۰]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: وَنُرَجِّحُ عربیتھا. [المعرب والدخیل:۱۹۳]

"ہمارے نزدیک اس کا عربی ہونا راجح ہے۔"

الإلُّ

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: الإلُّ ھو اللہ عزوجل' وعن أبي بکر الصدیق رضی اللہ عنہ أنه لما سمع ھذیان مسیلمة قال: إنَّ ھذا الکلام لم یخرج من إلٍّ. [التفسیر الکبیر ۵:۵۳۲]

"یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمة الکذاب کا ہذیان آپ کے گوش گزار ہوا تو فرمایا: یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں۔"

اور یہ مجاہد کی رائے بھی ہے: الإلُّ ھو اللہ تعالی' قال مجاھد في قوله سبحانه: لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً. [سورۃ التوبة ۹:۱۰] [تاویل مشکل القرآن:۴۴۹]

لیکن: وطعن الزجاج في ھذا القول وقال: أسماء اللہ معلومةٌ من الأخبار و القرآن' ولم یسمع أحد یقول: یا إلُّ. [التفسیر الکبیر ۵:۵۳۲]

"زجاج نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے ذریعہ معلوم ہیں' جن میں یہ نام مذکور نہیں' نیز ہم نے کسی شخص کو یا اِلُّ کہتے نہیں سنا گیا۔"

امام رازی نے ازہری کے حوالے سے لکھا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أيل من أسماء الله عزوجل بالعبرانية فجائز أن يكون عُرِّبَ. [التفسیر الکبیر ۵:۵۳۲]

''عبرانی زبان میں ''أیل'' اسماءِ الٰہیہ میں سے ہے' اس لیے اس کا معرب ہونا درست ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الإِلُّ: الله تعالى عبرية و نبطية' و EL: الله في معظم الساميات.

[المعرب والدخیل: ۱۹۳]

''عبری اور نبطی زبان میں اللہ تعالیٰ کے لیے الإِلُّ استعمال کیا جاتا ہے اور اکثر سامی زبانوں میں EL: اللہ تعالیٰ کے لیے مستعمل ہے۔''

اِنْجِیل

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ہے' جس کا ذکر قرآن مجید میں بارہ مقامات پر کیا گیا ہے: سورۃ آل عمران ۳:۳' ۴۸' ۶۵؛ سورۃ المائدۃ ۵:۴۶' ۴۷' ۶۶' ۶۸' ۱۱۰؛ سورۃ الاعراف ۷:۱۵۷؛ سورۃ التوبۃ ۹:۱۱۱؛ سورۃ الفتح ۴۸:۲۹؛ سورۃ الحدید ۵۷:۲۷۔

جوالیقی لکھتے ہیں: والإنجيل أعجمي معرب. وقال بعضهم: إن كان عربيًّا فاشتقاقه من النَّجْلِ' وهو ظهور الماء على وجه الأرض واتساعه. ونَجَلْتُ الشيءَ: إذا استخرجتَهُ وأظهرتَهُ. فالإنجيلُ مستخرجٌ به علوم و حكم. وقيل: هو إفعيل' من النَّجْلِ' وهو الأصل' فالإنجيلُ أصل لعلومٍ وحِكَمٍ. [المعرب: ۱۲۳]

''انجیل عجمی اور معرب ہے۔ بعض اہل لغت کا خیال ہے کہ عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق النَّجْلُ سے ہے' جس کے معنی روئے زمین پر پانی ظاہر ہو جانے اور اس کے پھیلنے کے ہیں اور نَجَلْتُ الشَّيْءِ کے معنی کسی چیز کو ظاہر کرنے کے ہیں۔ علم و حکمت کا خزانہ اور اس کی اصل واساس ہونے کی بنا پر یہ آسمانی کتاب انجیل کہلاتی ہے۔''

ابن فارس کہتے ہیں: والإنجيلُ: هذا الكتابُ' قيل: هو من نَجَلْتُ' أي: استخرجتُ.

[مجمل اللغۃ: ٦٨٨]

''انجیل' نَجَلْتُ الشَّيْءِ سے ہے' جس کے معنی ہیں: میں نے اسے نکال لیا' یعنی واضح کر دیا۔''

ابن سیدہ اور ابن منظور افریقی نے ''قِیلَ'' کہہ کر اس کا اشتقاق نجل سے مان کر اس کے معنی اصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کیے ہیں۔[المحکم ۷:۴۲۶'لسان العرب ۱۴:۵۸]

ابن منظور نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عبرانی یا سریانی کا لفظ ہے۔[لسان العرب ۱۴:۵۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: هو يوناني......ومعناه اللغوي: البُشرىٰ'ومنه بالإيطالية Evangelio وبالألمانية: Evanglium.[المعرب'ہامش:۱۲۴]

''یہ یونانی لفظ وَنجِليُوُنْ کا معرب ہے'جو اِٹالین زبان میں Evangelio اور المانی میں Evanglium ہے۔''

بعض کا خیال ہے کہ انجیل عربی زبان کا لفظ ہے۔زمخشری نے ان کے جواب میں لکھا ہے:

إسمان أعجميانِ'وتُكُلِّفَ اشتقاقهما من الوري والنَّجلِ'ووزنهمابتفعلة وأفعيل إنما يصحُّ بعد كونهماعربيين'وقرأالحسن: الَانجيل'بفتح الهمزة'وهودليلٌ على العُجمةِ' لأنَّ أفعيل-بفتح الهمزة-عديمٌ في أوزان العرب.

[الكشاف ۱:۳۳۵-۳۳۶'بذیل سورۃ آل عمران ۳:۳]

''توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں۔تکلف سے کام لے کر ان کا اِشتقاق وَرْيٌ اور نَجلٌ سے بتانا اور ان کا وزن تَفعِلَةٌ اور اِفعِيلٌ بیان کرنا اُس وقت صحیح ہوسکتا ہے جب کہ یہ دونوں لفظ عربی ہوں۔حسن بصری نے اس کی قراءت اَنجِيلٌ کی ہے جس میں فتحہ کو ہمزہ ہے یہ اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اَفعِيلٌ کا فتح ہمزہ کے ساتھ سرے سے اَوزانِ عرب میں وجود ہی نہیں ہے۔''

اَوَّابٌ

ابن ابی حاتم نے عمرو بن شرحبیل (۱) کے حوالے سے لکھا ہے کہ حبشی زبان میں اس کے معنی اَلْمُسَبِّحُ [تسبیح بیان کرنے والے] کے ہیں۔[تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰:۳۲۲۷'روایت:۱۸۲۳۸]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الأوَّابُ'المُسَبِّحُ بلسان الحبشةِ.أو من الأوّابِ.

[المعرب والدخیل:۱۹۳]

---

(۱) عمرو بن شُرَحبِیل بن سعید بن سعد بن عُبادۃ انصاری خزرجی مدنی۔ثقہ ہیں۔امام نسائی نے اُن کی روایت لی ہے۔[تہذیب الکمال ۲۲:۵۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الأوّابُ: حبشی زبان میں اس کے معنی تسبیح پڑھنے والے کے ہیں۔''

قرآن مجید میں سیدنا داودؑ' سیدنا سلیمان اور سیدنا ایوب علیہم السلام کے حق میں اَوّابٌ استعمال کیا گیا ہے۔ [سورۃ ص ۳۸: ۱۷' ۳۰' ۴۴]

عربی ہونے کی صورت میں اس کا مصدر اَوْبٌ ہوگا جس کے معنی بار بار رجوع کرنے کے ہیں۔ اکثر مفسرین اسے معرب اور دخیل نہیں تسلیم کرتے۔

راغب لکھتے ہیں: الأوبُ ضربٌ من الرجوعِ' وذلك أنّ الأوّابَ لايُقالُ إلّافي الحيوان الذي له إرادةٌ' والرُّجوعُ يقالُ فيه وفي غيره. [المفردات: ۳۰]

''الأوْبُ کے معنی رجوع ہونے کے ہیں لیکن رجوع کا لفظ عام ہے جو حیوان اور غیر حیوان دونوں کے لوٹنے پر بولا جاتا ہے مگر اَوّابٌ کا لفظ خاص کر حیوان کے ارادۃً لوٹنے پر بولا جاتا ہے۔''

ابن جریر لکھتے ہیں: الأوّابُ: التوّابُ الذي يَئُوبُ إلى طاعةِ اللّٰه ويرجِعُ إليها' وذلك الأوّابُ' والأوّابُ: المُطيعُ. [تفسیر ابن جریر ۱۰: ۵۶۲' روایت: ۲۹۸۸۰]

''الأوّابُ وہ ہے جو بکثرت اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرتا ہے' یہ مطیع اور فرمان بردار کے لیے بھی مستعمل ہے۔''

حدیث میں ہے کہ: لايُحافِظُ على صلاة الضُّحى إلّا أوّابٌ قال: وهي صلاة الأوّابين. [المستدرک ۱: ۳۱۴]

''چاشت کی نماز کی محافظت اَوّابُ ہی کرے گا' اور یہی اَوّابِین کی نماز ہے۔''

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: صلاة الأوّابين حين ترمض الفصال' وفي روايةٍ: صلاة الأوابين إذا رمضت الفصال. [صحیح مسلم' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا [۶] باب صلاۃ الاوابین حین ترمض لفصال [۱۹] حدیث: ۱۴۳' ۱۴۴- [۷۴۸]' مسند احمد ۴: ۳۶۶' ۳۶۷' ۳۷۲' ۳۷۵]

''اوابین کی نماز اس وقت ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں ریت میں گرم ہونے لگتے ہیں۔''

امام ہروی [وفات: ۴۰۱ھ] اور امام ابن اثیر [وفات: ۶۰۶ھ] لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وهي أن تَحْمَى الرَّمْضاء،وهي الرمل،فتبْرك الفصال من شدة حرها،وإحراقها أخفافها.

[الغريبين في القرآن والحديث ۳:۸۷۷،النهایہ ۲:۲۳۹-۲۴۰،مادہ: رمض]

''یہ نماز اس وقت پڑھی جاتی ہے جب ریت گرم ہو جاتی ہے اور اس تپتی ریت میں اونٹ کے بچے شدت گرمی اور پاؤں کے گرم ہونے کی وجہ سے بیٹھ جاتے ہیں۔''

امام نووی لکھتے ہیں: والرمضاء: الرمل الذي اشتدت حرارته بالشمس،أي: حين تحترق أخفاف الفصال،وهي الصِّغار من أولاد الإبل،جمع فصيل،من شدة حر الرمل،والأوَّابُ المطيع،وقيل: الراجع إلى الطاعة،وفيه فضيلة الصلاة هذا الوقت،قال أصحابنا: هو أفضل وقت صلاة الضحى،وإن كانت تجوز من طلوع الشمس إلى الزوال.

[شرح صحیح مسلم ۶:۳۰]

''رَمضاء شدید گرم ریت کو کہا جاتا ہے اور فصال فَصِیل کی جمع ہے۔ اونٹ کے چھوٹے بچے کو کہا جاتا ہے۔ اَوّاب کے معنی مطیع وفرمان بردار کے ہیں، یہ چاشت کی نماز کا دوسرا نام ہے، مگر اتنی دیر تک اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے جس وقت اونٹ کے بچے شدت گرمی کے سبب چرنے سے بیٹھ جاتے ہیں۔''

شیخ عبدالقادر جیلانی[1] لکھتے ہیں: فصلاة الضحى هي صلاة الأوّابين.

[الغنیۃ لطالبی طریق الحق ۲:۹۵]

''پس صلاۃ اوابین چاشت کی نماز کا دوسرا نام ہے۔''

اور اس کا افضل ترین وقت زوال سے تھوڑا آگے ہے اور یہی وہ وقت ہے جس میں اونٹوں کے بچے گرم ریت میں شدت گرمی کے باعث چرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

(۱) عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ بن جنگی دوست، حسینی، ابومحمد۔ ۴۷۱ھ = ۱۰۷۸ء کو گیلان [طبرستان سے آگے] میں پیدا ہوئے۔ عالم دین اور ولی اللہ تھے۔ ۴۸۸ھ کو بغداد منتقل ہوئے اور وہیں ۵۶۱ھ = ۱۱۶۶ء کو وفات پائی۔

[طبقات کبریٰ، شعرانی: ۱۸۱، الاعلام ۴:۴۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوَّاہٌ

ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے مجاہد اور عکرمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور مُوْقِنٌ [یقین رکھنے والا/مؤمن] کے معنوں میں مستعمل ہے۔

[تفسیر ابن ابی حاتم ۶:۱۸۹۶' روایت: ۱۰۰۶۵' تفسیر ابن جریر ۶:۴۹۶' روایت: ۱۷۴۰۶]

عمرو بن شرحبیل سے اس کا معنی ''رحیم'' منقول ہے۔ [تفسیر ابن جریر ۶:۴۹۶' روایت: ۱۷۴۰۳]

قرآن مجید میں دو جگہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

–اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ. [سورۃ التوبۃ ۹:۱۱۴]

–اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ. [سورۃ ہود ۱۱:۷۵]

اَوَّاہٌ کے معنی كَثِيْرُ التَّاَوُّهِ' یعنی دردمند' غم خوار اور رقیق القلب کے ہیں اور حَلِيْمٌ کے معنی بُردبار کے ہیں۔ ان الفاظ سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعریف اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے باپ کے معاملہ میں دردمندی اور بردباری بہت پسند آئی۔ آزر نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نہایت سنگ دلانہ برتاؤ کیا تھا لیکن سعادت مند بیٹے نے حلم و بردباری سے نہ صرف باپ کی جھڑکی اور دھمکی برداشت کی بلکہ غایتِ دردمندی کے ساتھ اُس کے لیے دعاء و استغفار کا وعدہ بھی کر لیا۔

الْاُوْلٰى

پہلی' اگلی۔ عربی ہونے کی صورت میں اَوَّلُ کا مؤنث۔

زرکشی' سیوطی اور تونجی لکھتے ہیں: و القبط یسمون الآخرة الأولی' و الأولی: الآخرة.

[البرہان ۱:۲۸۸' الاتقان ۱:۱۸۰' المعرب والدخیل: ۱۹۱]

''قبطی میں الآخِرَۃُ کو الْاُوْلٰی کے معنی میں اور الْاُوْلٰی کو الآخرۃ کے معنی میں لیتے ہیں۔''

مَاسَمِعْنَابِهٰذَافِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ. [سورۃ ص ۳۸:۷]

''ہم نے تو یہ بات پچھلے مذہب میں نہیں سنی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُرْهَانٌ

ڈاکٹر تونجی لکھتے ہیں: الکلمۃُ حبشیۃٌ، مشتقۃٌ عندھم من "بَرَہ": اتَّضَحَ و أنَارَ، و أضاف العربُ علیھا نوناً و اشتقوا منھا. [المعرب والدخیل: ۱۹۳]

"بنیادی طور پر یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ "بَرَہ" سے مشتق ہے، جس کے معنی واضح اور ظاہر ہونے کے ہیں۔ عربوں نے اس میں نون کا اضافہ کیا اور اسے مصدر بنا کر اس سے اشتقاق کیا۔"

راغب نے اسے "بَرَہ" کے ذیل میں لکھ کر فرمایا ہے:

البُرھانُ بیانٌ للحجۃِ، و ھو فعلانٌ مثل الرُّجحان و الثُّنیان. و قال بعضھم: ھو مصدر بَرِہَ یَبْرَہ: إذا ابْیَضَّ، و رجُلٌ أَبْرَہُ، و امْرَأَۃٌ بَرْھَاءُ و قومٌ بُرْہٌ و بَرَھْرَھَۃٌ: شابّۃٌ بیضاء. و البُرْھَۃُ: مُدَّۃٌ من الزمانِ، فالبرھانُ أوکدُ الأدلۃِ، و ھو الذي یقتضي الصدق أبداً لا محالۃ.

[المفردات: ۴۵]

"البُرھانُ کے معنی دلیل اور حجت کے ہیں اور یہ رُجحان اور ثُنیان کی طرح فُعلَان کے وزن پر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ بَرِہَ یَبْرَہُ کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور چمکنے کے ہیں۔ صفت اَبْرَہُ اَلْبَرَہُ: گورے پن کے ساتھ گدازی بدن، اَلْبَرَھْرَھَۃُ: سفید نوجوان حسینہ، جو حسن و نزاکت کی وجہ سے چمکتی ہو، رنگ کی صفائی کے باعث جس کی جلد چمک رہی ہو، تنعم و آسودگی کی وجہ سے جو تر و تازہ ہو۔ اَلْبُرْھَۃُ: وقت کا کچھ حصہ اور بُرْھَان دلیلِ قاطع کو کہتے ہیں جو تمام دلائل سے زوردار ہو اور ہر حال میں ہمیشہ سچی ہو۔"

قرآن مجید میں ہے: قُلْ هَاتُوا بُرْهٰنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۱۱]

"کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔"

بَطَائِنُهَا

بَطَائِنُهَا: ظواھرھا، بالقبطیۃ. [البرہان فی علوم القرآن ۱: ۲۸۹]

"قبطی زبان میں بَطَائِنُهَا کے معنی ظواھرھا [اس کا ظاہر] کے ہیں۔"

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: "قبطی زبان میں اس کے معنی ظواھرھا کے ہیں اور اگر اسے البطن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابل قرار دیا جائے تو پھر یہ عربی ہے۔'' [المعرب والدخیل:۱۹۴]

قرآن مجید میں ہے: مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ. [سورۃ الرحمٰن۵۵:۵۴]

''وہ ٹیک لگائے ایسے بچھونوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے استر استبرق کے ہوں گے۔''

بَعِيْرٌ

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: البعيرُ: الدابة الذي يحمل الأحمال أو يجر العربة. قيل: هي عبرية. وقيل: آرامية. [المعرب والدخیل:۱۹۴]

''البعیر اُس جانور کے لیے بولا جاتا ہے جس پر بوجھ لادا جائے' باربرداری کا جانور' بتایا گیا ہے کہ یہ عبری یا آرامی زبان کا لفظ ہے۔''

ابن جریر نے مجاہد کے حوالے سے وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ [سورۃ یوسف۱۲:۶۵] کے تحت لکھا ہے:

حِمل حمارٍ' قال هي لغةٌ' وقال القاسم: يعني مجاهد: أنَّ الحمارَ يقال له في بعض اللغاتِ بعيرٌ. [تفسیر ابن جریر ۷:۲۴۷' روایت:۱۹۴۸۴]

''گدھے کا بار' یہ بھی ایک لغت ہے۔ قاسم نے فرمایا ہے کہ مجاہد کا مطلب یہ ہے کہ بعض لغات میں گدھے کے لیے بَعِيْرٌ مستعمل ہے۔''

ابن عطیہ بھی مجاہد کے حوالے سے لکھتے ہیں: أرادَ كيلَ حمارٍ' قال: و بعض العربِ يقول للحمار بعيرٌ' و هذا شاذٌ. [المحرر الوجیز۳:۲۶۱]

''مراد گدھے کا بار ہے۔ بعض عرب گدھے کو بَعِيْرٌ کہتے ہیں' لیکن یہ [قول] شاذ ہے۔''

مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں: وفي زبور داؤد: أنَّ البعير كل مايحملُ' و يقال لكل مايحملُ بالعبرانية بعير' و هاتان اللغتان عن ابن خالويه. قال ابن بري' وفي البعير سؤالٌ جرى في مجلس سيف الدولة بن حمدان و كان السائل ابن خالويه و المسئول المتنبي. قال ابن خالويه: و البعير أيضاً الحمارُ' وهو حرفٌ نادرٌ ألقيته على المتنبي بين يدي سيف الدولة' و كانت فيه خنزوانةٌ و عنجهيةٌ فاضطرب' فقلتُ: المراد بالبعير في قوله تعالى: وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ [سورۃ یوسف۱۲:۷۲] الحمارُ' و ذلك أن يعقوب عليه السلام و إخوة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يوسف عليه السلام كانوا بأرض كنعان وليس هناك إبلٌ' وإنما كانوا يمتارون على الحمار' كذلك ذكره مقاتل بن سليمان في تفسيره. [تاج العروس ۵۲:۳]

''سیدنا داود علیہ السلام کے زبور میں ہر بار برداری کرنے جانور کے لیے بعیر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور عبرانی زبان میں بھی ایسا ہی ہے۔ان دونوں لغتوں کو ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے۔ابن بری کہتے ہیں: بعیر کے بارے میں ابن خالویہ اور متنبّی کے مابین سیف الدولہ بن حمدان کی مجلس میں ایک سوال و جواب کا تبادلہ ہوا ہے' جس میں سائل ابن خالویہ تھے۔ابن خالویہ نے کہا کہ گدھے کے لیے بَعِیرٌ کا استعمال بھی کیا جاتا ہے' جو ایک نادر لغت ہے' میں نے اسے متنبّی کے سامنے بیان کیا۔متنبّی۔جو مغرور و متکبر اور بد اخلاق تھا۔کھسیانا سا ہو گیا تو میں نے کہا کہ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ [سورۃ یوسف ۱۲:۷۲] میں بَعِیْرٌ سے مراد گدھا ہے' اس لیے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام اور برادرانِ یوسف کی رہائش کنعان میں تھی جہاں آمد و رفت اور بار برداری کے کام گدھوں سے لیے جاتے تھے اور جہاں اونٹ نہیں تھے۔یہ بات مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔''

بِيَعٌ

بِيَعٌ: عبادت خانے' بِيْعَةٌ کی جمع ہے' جس کے معنی یہود و نصاریٰ کے عبادت خانہ اور گرجا کے ہیں۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: البِيعةُ: الكنيسةُ' والكلمة آراميةٌ أصلها' ومعناها البيضة. والآراميون يلفظون الضاد عيناً' وهي اسم لِمَعبدِ النَّصارىٰ واليهود. [المعرب والدخيل:۱۹۴]

''کنیسہ کو بِیْعَةٌ کہتے ہیں۔اصل میں یہ آرامی زبان کا لفظ ہے' جس کے معنی بِيْضَةٌ [انڈے] کے ہیں۔آرامی لوگ ضاد کی جگہ عین پڑھتے ہیں۔یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے کو کہا جاتا ہے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: والبِيعَةُ والكنيسةُ جعلهما بعض العلماءِ فارسيينِ معرَّبَينِ.

[المعرب:۲۰۷]

''بِیْعَةٌ اور کَنِیْسَةٌ کو بعض علماء نے فارسی سے معرب جانا ہے۔''

ڈاکٹر عبد الرحیم نے کنیسہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اسے فارسی میں کُنِشْت کہا جاتا ہے' جو فارسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آرامی زبان سے در آیا ہے' جو اصل میں کنوشتا ہے' جب کہ عربی زبان میں کنیسة کلدانی زبان سے آیا جو اصل میں کَنِیْشَةٌ ہے۔ [ہامش المعرب:۲۰۸]

تَتْبِیْرٌ

ہلاک کرنا' ویران کرنا' بروزنِ تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷]

''تاکہ جس چیز پر اُن کا زور چلے اُسے تہس نہس کر ڈالیں۔''

ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: تبّرنا: دمّرنا' بالنبطية. [تفسیر ابن ابی حاتم ۷:۲۳۱۸' نص:۱۳۱۹۴]

''تبّرنا کے معنی دمّرنا کے ہیں اور یہ نبطی زبان کا لفظ ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: والكلمة نبطيةٌ أصلها آراميٌّ. ومن الطريف أنّ تبَر بالفارسية بمعنى الفأس الذي تكسّر به الأشجار. [المعرب والدخیل:۱۹۴]

''تتبیر' نبطی کلمہ ہے' جو آرامی الاصل ہے۔ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ فارسی زبان میں تبَر درخت کاٹنے والے کلہاڑی کو کہا جاتا ہے۔

تَحْتٌ

شیخ محمود بن حمزۃ کرمانی نے فَنَادٰھَا مِنْ تَحْتِھَا [سورۃ مریم ۱۹:۲۴] کے تحت لکھا ہے:

الغريب: مؤرج: مِنْ تَحْتِهَا' أي: من بطنها - بالنبطية - وهو بعيدٌ. [عجائب القرآن ۱:۶۹۲]

''مِنْ تَحْتِھَا کا ایک نہایت ضعیف معنیٰ مؤرج سدوسی سے مِنْ بَطْنِھَا [اُس کے پیٹ میں سے] کے نقل ہیں' جو نبطی زبان کا لفظ ہے' لیکن اس یہ معنیٰ بعید ہے۔''

تَنُّوْرٌ

تَنُّوْرٌ کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔

۱: یہ فارسی سے عربی میں داخل ہوا ہے۔ ابن درید' جوالیقی اور ابن جوزی کی یہی رائے ہے۔

[جمہرۃ اللغۃ ۲:۱۴' ۳:۵۰۲' المعرب:۲۱۲' نص:۱۳۵' فنون الافنان:۱۱۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲:ابن قتیبة نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے:

التَّنُّوْرُ بكل لسان، عربي و عجمي. [ادب الکاتب:۳۸۴، المعرب:۲۱۳]

''عربی اور عجمی ساری زبانوں میں تنور مستعمل ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: ''اسے عبری میں تنور پڑھا جاتا ہے، جب کہ آرامی اور سریانی زبانوں میں تنورا ہے۔ البستاقیہ اور پہلوی میں Tanura ہے۔'' [ہامش المعرب:۲۱۴]

ڈاکٹر عبدالرحیم یہ بھی لکھتے ہیں: وفي الأردية تَنْدُور بقلبِ إحدَى النُّونين دالًا، وهو محرَّفٌ من الكلمة العربية. [ہامش المعرب:۲۱۴]

''اردو میں تندور عربی کلمہ میں تحریف کرکے بنایا گیا ہے۔ [عربی کے تنُّور: ت، ن، و، ر] میں ایک نون کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔''

قرآن مجید میں ہے: وَفَارَ التَّنُّوْرُ. [سورۃ ہود ۱۱: ۴۰، سورۃ المومنون ۲۳: ۲۷]

''اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا۔''

فَارَ يَفُوْرُ کے معنی جوش مارنے والے کے ہیں۔ یہ لفظ پکتی ہوئی ہانڈی کے جوش مارنے اور ابلنے کے لیے بھی آتا ہے اور بھڑکتے ہوئے تنور کے جوش مارنے کے لیے بھی۔ یہاں فَارَ التَّنُّوْرُ کا محاورہ بطریق استعارہ اس سائیکلونی طوفانی کی تعبیر کے لیے استعمال ہوا ہے جو قومِ نوح پر آیا جس سے سخت بارش بھی ہوئی اور آس پاس کے سمندروں کا پانی بھی اُبل پڑا۔

تَوْرَاة

اس آسمانی کتاب کا نام ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ یہ معرب ہے اور اس کی تفصیل اس مضمون میں ''انجیل'' کے تحت کی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

التِّيْن

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: ''یہ آرامی النسل کلمہ ہے۔'' [المعرب والدخیل:۱۹۴]

قرآن مجید میں ہے: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۞ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۞ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۞

[سورۃ التین:۱-۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شاہد ہیں جبلِ تین اور کوہِ زیتون اور طورِ سینین اور یہ پُرامن سرزمین۔''

جَالُوت

جَالُوت کا نام قرآن مجید میں دوبار آیا ہے: سورۃ البقرۃ ۲: ۲۴۹، ۲۵۰۔

جوالیقی لکھتے ہیں: جالوت: أعجميٌ، وقد جاءَ في القرآن. [المعرب: ۲۴۵]

''جالوت عجمی ہے اور قرآن مجید میں آیا ہے۔''

راغب اصفہانی لکھتے ہیں: ذلك أعجمي، لا أصل له في العربية. [المفردات: ۹۵]

''یہ عجمی ہے۔ عربی میں اس کا کوئی اصل نہیں۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں کہ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ [ہامش المعرب: ۲۴۵]

جِبْتٌ

ابن ابی حاتم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے:

الجبتُ: اسم الشيطانِ بالحبشية. [تفسیر ابن ابی حاتم ۳: ۹۷۴، نص: ۵۴۴۴]

''حبشی زبان میں شیطان کا نام جِبْتٌ ہے۔''

ابن جریر اور ابن جوزی نے ابوالعالیہ، ابن زید اور سعید بن جبیر کے حوالے سے لکھا ہے:

الجبتُ: الساحرُ بلسان الحبشة. [تفسیر ابن جریر ۴: ۱۳۵، نص: زادالمسیر ۱: ۴۱۹]

''حبشی زبان میں جِبْتٌ ساحر کو کہتے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الجبتُ: اسم الشيطان، كما تُطلقُ على الصنم، والكاهنِ والسَّاحِرِ.

قيل: هي حبشية. [المعرب والدخیل: ۱۹۴]

''جِبْتٌ شیطان کا نام ہے اور بت، کاہن اور ساحر کے لیے بھی یہ لفظ مستعمل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔''

جُنَاحٌ

گناہ، جُنُوحٌ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں اس لیے وہ گناہ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو حق سے مائل کر دے اور دوسری طرف جھکا دے جُنَاحٌ سے موسوم ہوا اور پھر ہر گناہ کے لیے اس کا استعمال ہونے لگا۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: بمعنی الإثم و الذنب، مِن ''گناہ'' الفارسیة، وقیل: العکس.

[المعرب والدخیل:۱۹۵]

''جُنَاحٌ' گناہ کے معنی میں مستعمل ہے۔ فارسی کے ''گناہ'' سے ماخوذ ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ فارسی والوں نے جُنَاح سے گناہ بنالیا ہے۔''

جُنُدٌ

لشکر، فوج، جَنَدٌ سے ماخوذ ہے۔ جَنَدٌ اُس سخت زمین کو کہتے ہیں جس میں پتھروں کا ڈھیر ہو، پھر ہر گروہ اور جماعت کو جُنُدٌ کہنے لگے۔

ابن فارس لکھتے ہیں: ''اس کے بنیادی معنی اکٹھا ہونے اور مدد کرنے کے ہیں۔ غلاظت اور سختی کی وجہ سے لشکر کو جُنُدٌ کہتے ہیں، اس کی جمع جُنُودٌ آتی ہے اور جمع ہو جانے کے اعتبار سے ہر جماعت اور انصار کو جُنُدٌ کہتے ہیں۔'' [معجم مقاییس اللغۃ:۳۰۹-۳۱۰]

جَهَنَّم

جوالیقی لکھتے ہیں: قیل: إنه عربيٌّ، ولم يُجرَ للتأنيث والتعريف، وحكي عن رؤبة أنه قال: رَكِيَّةٌ جِهِنَّامٌ: بعيدة القعر. [المعرب:۲۴۹]

''کہا گیا ہے کہ یہ عربی کلمہ ہے اور مؤنث و معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ رؤبہ سے مروی ہے کہ رَكِيَّةٌ جِهِنَّامٌ کے معنی ہیں: ''گہری تہ والا کنواں۔''

اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہے: جَهَنَّم اسمٌ للنار التي يعذِّبُ بها الله في الآخرة، وهي أعجمية، لاتجري للتعريف والعجمة. [المعرب:۲۴۹]

''جَهَنَّم اُس آگ کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ [مجرموں کو] آخرت میں عذاب دے گا۔ یہ عجمی کلمہ ہے۔ معرفہ اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔''

ابن جوزی لکھتے ہیں: وأكثر النحويين والعلماء على أنَّ جَهَنَّمَ أعجمية. [فنون الافنان:۱۱۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اکثر نحویین اور علماء کے نزدیک جہنم عجمی کلمہ ہے۔''

-راغب اور جوہری کہتے ہیں: يُقالُ هو فارسي معربٌ' وهو جِهنامٌ.

[المفردات:۱۰۲' الصحاح ۵:۱۸۹۲]

''کہا جاتا ہے کہ یہ فارسی سے عربی میں داخل ہوا ہے' جو اصل میں جہنام ہے۔''

-ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: و قيل: هو تعريب كِهِنَّام بالعِبرانية. [لسان العرب ۲:۴۰۴]

''کہا گیا ہے کہ یہ عبرانی زبان کے کِهِنَّام کا معرب ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: و الصحيح أنه عِبري' و أصله: كِي هِنَّوم و كِهِنَّام.

[ہامش المعرب:۲۵۰]

''صحیح بات یہ ہے کہ یہ عبرانی کا کلمہ ہے جو اصل میں كِي هِنَّوم یا كِهِنَّام ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الكلمة عبرية' أصلها هِنُّومٌ' وهو اسم واد قرب القدسِ' جعل مزبلة ومحرقة. [المعرب والدخیل:۱۹۵]

''یہ عبرانی کلمہ ہے' جس کی اصل هِنُّومٌ ہے۔ قدس کے قریب ایک وادی کا نام ہے جہاں کوڑا کرکٹ جمع کر کے جلایا جاتا تھا۔''

حِرْم

راغب لکھتے ہیں: الحرامُ: الممنوع منه إمَّا بتسخيرٍ إلٰهيٍّ' وإمَّا بمنعٍ قهريٍّ' وإمَّا بمنعٍ مِن جهةِ العقلِ أو مِن جهةِ الشرعِ أو مِن جهةِ مَن يَرْتَسِمُ أمرَهٗ. [المفردات:۱۱۴]

''جس چیز سے منع کر دیا جائے وہ حرام ہے' خواہ بہ تسخیر الٰہی ممنوع ہو یا بہ منع قہری یا عقل کی رو سے یا شرع کی طرف سے یا اُس شخص کی وجہ سے جس کا حکم مانا جاتا ہے۔''

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۹۵]

''اور ہم جس بستی کو ہلاک کر دیتے ہیں ناممکن ہے کہ وہ لوگ پھر لوٹ کر آئیں۔''

ابن ابی حاتم نے عکرمہ کی سند سے لکھا ہے:

و حِرْمٌ: وَجَبَ' بالحبشية. [تفسیر ابن ابی حاتم ۸:۲۴۶۷' نص:۱۳۷۲۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حبشی زبان میں حِرْمٌ کے معنی لازم ہونے کے ہیں۔''

ابن قتیبة لکھتے ہیں:أي:حرامٌ علیهم أن یرجعوا،وقیل:حرامٌ:واجبٌ.

[غریب القرآن:۲۸۸،القرطبین۲:۲۶]

''اُن کا واپس لوٹنا ممکن نہیں،یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں حرام کے معنی واجب[لازم] کے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:علی قراءة"وحِرْم".حرمٌ:کلمةٌ آرامیةٌ بمعنی طرد الکنیسة شخصاً من شرکة المؤمنین.[المعرب والدخیل:۱۹۵]

''وحِرْم کی قراءت کے مطابق،حِرْم آرامی زبان کا کلمہ ہے،جس کے معنی ہیں کنیسہ کا کسی شخص کو مومنوں کے ساتھ شرکت کرنے کی وجہ سے جلاوطن کرنا۔''

حَصَبٌ

اَلْحَصَبَة: کنکری،پتھر،اَلْحَصَبُ:ایندھن،ہر وہ چیز جس سے آگ بھڑکائی جائے۔لکڑی کو بھی اُس وقت حَصَبٌ کہہ سکتے ہیں جب اُس سے آگ کو بھڑکایا اور روشن کیا جائے۔

قرآن مجید میں ہے:اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ.[سورۃ الانبیاء۲۱:۹۸]

''تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو،جہنم کا ایندھن ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:حَصَب:حطبٌ بالحبشیة.[المعرب والدخیل:۱۹۵]

''حبشی زبان میں حَصَبٌ کے معنی حَطَبٌ[ایندھن] کے ہیں۔''

حِطَّةٌ

سیوطی حِطَّةٌ کو معرب تسلیم کرتے ہیں۔[المہذب:۵۴]

وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ:وینبغي أن یکون معرباً مصرّحاً به،ففي تفسیر الأصبهاني مانصُّهٗ:إن هذه اللفظةُ من ألفاظ أهل الکتاب،لایُعرفُ معناها في العربیة.[المہذب:۵۴]

''یہ صریحی طور پر معرب ہے۔تفسیر اصبہانی میں ہے کہ یہ اہل کتاب کی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی عربی زبان میں معلوم نہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:عبریّةٌ،لفظها عندهم"حِطًّا".[المعرب والدخیل:۱۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’عبری زبان کا کلمہ ہے‘ جو اُن کے ہاں ’’حِطَّا‘‘ پڑھا جاتا ہے۔‘‘

راغب لکھتے ہیں: كَلِمَةٌ أُمِرَ بهابني إسرائيل‘ ومعناه: حُطَّ عَنَّاذُنوبنا‘ وقيل معناه: قولوا صواباً. [المفردات:١٢٢]

’’بنی اسرائیل کو اس کلمہ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا‘ جس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے گناہ ہم سے اُتار دے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں: درست اور ٹھیک بات کہا کرو۔‘‘

حَوارِيُّون

یہ کلمہ سورۃ آل عمران ٣:٥٢‘ سورۃ المائدۃ ٥:١١١‘١١٤ اور سورۃ الصف ٦١:١٤ میں وارد ہے۔

حَوارِيٌّ کی جمع ہے۔ راغب نے لکھا ہے:

حَوَّرتُ الشَّيءَ: بَيَّضتُهُ و دَوَّرتُهُ‘ ومنه الخُبزُالحُوَّار‘ والحواريُّونَ أنصارُ عيسى عليه السلام‘ قيل: كانوا قَصَّارِينَ‘ وقيل: كانوا صَيَّادِينَ‘ وقال بعض العلماء: إنَّما سُمُّوا حوارِيِّين لأنهم كانوا يُطهِّرون نُفوسَ الناسِ بإفادتهم الدين والعلمَ المشارَ إليه بقوله تعالى: اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهِيرًا قال: وإنماقيل كانواقَصَّارِينَ على التَّمثِيلِ والتَّشبِيهِ‘ وتُصُوِّرَ منه مَن لم يتخصَّصْ بمعرفته الحقائق المَهِنَةَ المُتَداوَلَة بين العامَّةِ‘ قال: وإنما كانوصَيَّادينَ لاصطيادهم نفوس الناس من الحَيرَةِ و قَودِهِم إلى الحقِّ‘ قال ﷺ: الزُّبيرُابنُ عمتي و حوارِيَّ. وقوله ﷺ: لكل نبي حوارِيٌّ و حوارِيَّ الزُّبيرُ‘ فتشبيهٌ بهم في النُّصرةِ حيثُ قال: مَن اَنصَارِيٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الحَوارِيُّونَ نَحنُ اَنصَارُ اللّٰهِ. [المفردات:١٣٥]

’’حَوَّرتُ الشَّيءَ: کسی چیز کو گھمانا‘ [کپڑے کا] سفید کرنا اسی سے اَلخُبزُ الحَوَّار ہے جس کے معنی میدے کی روٹی کے ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اَنصار واَصحاب کو حَوارِيِّين کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ قَصَّار یعنی دھوبی تھے جب کہ بعض نے کہا ہے کہ وہ صَيَّاد یعنی شکاری تھے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ان کو حَوارِيِّين اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو علمی اور دینی فائدہ پہنچا کر گناہوں کی میل سے اپنے آپ کو پاک کرتے تھے‘ جس پاکیزگی کی طرف آیت کریمہ: اِنَّمَايُرِيدُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا [سورۃ الاحزاب ۳۳:۳۳] میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ اس بنا پر انہیں تمثیل اور تشبیہ کے طور پر قصار کہہ دیا گیا ہے ورنہ اصل میں وہ دھوبی پن کا کام نہیں کرتے تھے۔ اس سے وہ شخص مراد لیا جاتا ہے جو معرفتِ حقائق کی بنا پر عوام میں متداول پیشوں میں سے کوئی پیشہ اختیار نہ کرے' اسی طرح ان کو صیّاد اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو حیرت سے نکال کر حق کی طرف لا کر گویا ان کا شکار کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

الزُّبیرُ ابنُ عمتِي و حوارِيَّ من أمتي. [مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷:۱۵۲' حدیث: ۳۲۸۲۶]

''زبیر میرا پھوپھی زاد بھائی اور حواری ہے۔''

نیز فرمایا: إِنَّ لکل نبي حواريٌّ و حوارِيَّ الزُّبیرُ بن العوم.

[صحیح بخاری' کتاب الجهاد والسیر [۵۶] باب هل یبعث الطلیعة وحده [۴۱] حدیث: ۲۸۴۷]

''بے شک ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری رہا ہے اور میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔''

اس روایت میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو حواری کہنا محض نصرت اور مدد کے لحاظ سے ہے' جیسا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:

مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ. [سورۃ الصف ۶۱:۱۴]

''بھلا کون ہیں جو اللہ کی طرف [بلانے میں] میرے مددگار ہوں۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: بالنبطیة: هواري' و بالعربیة: المُحَوِّر.

[تفسیر ابن ابی حاتم ۲:۶۵۹' نص: ۳۵۶۹]

''نبطی زبان میں ''ہواری'' عربی میں ''اَلۡمُحَوِّر'' [سفید کرنے والا] ہوا۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: هم الغسّالون بالسریانیة من ''حورا'' أي: الأبیض' لأنَّ أصحاب المسیح کانوا یغسلون الثیاب و یبیِّضونها. و هي کذلك بالنبطیة من ''هَواري''.

[المعرب والدخیل: ۱۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سریانی زبان میں ''حورا'' بمعنی سفید سے نکلا ہوا ہے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے ساتھی دھوبی کا کام کرتے اور کپڑوں کو سفید کرتے تھے' جب کہ نبطی زبان میں یہ ''حواری'' ہے۔''

حُوبٌ

ابن فارس لکھتے ہیں: الحاء والواو والباءُ أصلٌ واحدٌ يتشعَّبُ إلى إثم أو حاجةٍ أو مَسكنةٍ.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۲۶۸]

''ح' و' ب کے بنیادی معنی گناہ' حاجت یا مَسکنت کے ہیں۔''

راغب لکھتے ہیں: الحَوبة أي المسكنةَ والحاجةَ وحقيقتها هي الحاجة التي تحمِلُ صاحِبَها على ارتكابِ الإثم. [المفردات: ۱۳۴]

''الحَوبة کے معنی مسکنت وحاجت کے ہیں' ایسی حاجت جو محتاج کو ارتکابِ جرم پر آمادہ کرے۔''

قرآن مجید میں یتیم کا مال کھانے کو حُوبًا کَبِیرًا [سورۃ النساء ۴: ۲] کہا گیا ہے۔

حافظ سیوطی نے مسائل نافع بن ارزق کے حوالے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے:

حوبًا: إثماً بلغة الحبشة. [مسائل نافع بن أزرق: ۱۲۷' سوال: ۱۳۷' الاتقان فی علوم القرآن ۱: ۱۸۱]

''حُوبٌ کے معنی حبش کی لغت میں گناہ کے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: ''حوب کے معنی گناہ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حبشی زبان کا کلمہ ہے اور یہ بھی کہ یہ عربی کلمہ ہے۔'' [المعرب والدخیل: ۱۹۵]

داود علیہ السلام

جوہری لکھتے ہیں: داود عجمی نام ہے۔ [الصحاح ۲: ۴۷۱]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: ''یہ عبری میں داوِد اور داوِید ہے' جب کہ سریانی میں دَوِید اور داوید ہے۔ تعریب کے وقت ''دَ'' کو پیش دیا گیا۔ عبری میں اس کے معنی محبوب کے ہیں۔''

[ہامش المعرب: ۳۰۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَرَسْتَ

وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ. [سورۃ الانعام۶:۱۰۵]

''اور اسی طرح ہم اپنی دلیلیں مختلف اسلوبوں سے پیش کرتے ہیں [تاکہ ان پر حجت قائم ہو] اور تاکہ وہ بول اٹھیں کہ تم نے اچھی طرح پڑھ کر سنا دیا۔''

سیوطی لکھتے ہیں: دَارَسْتَ معناہُ: قارأتَ' بلغة اليهود. [الاتقان فی علوم القرآن۱:۱۸۱]

''دَارَسْتَ کے معنی یہود کی لغت میں قارأتَ کے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: دَرَسْتَ: من الدِّراسةِ العِبرية بمعنى: قرأتَ. و المِدراشُ عندهم: المدرسة التي تدرس فيها التوراة' وشِينهم سينٌ عربيةٌ. [المعرب والدخیل:۱۹۶]

''دَرَسْتَ عبری کے دِراسَة سے ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں اُن کے نزدیک المِدراشُ وہی ہے جو ہمارے ہاں مدرسہ ہے۔ المِدراشُ میں توراۃ پڑھائی جاتی اور اُن کا ''ش'' عربی کا ''س'' ہے۔''

اور مولانا اصلاحی صاحب کا نقطہ نظر ہے کہ: ''دَرَسَ کے اصلی معنی تو گھسنے اور مٹانے کے ہیں۔ دَرَسَ الرَّسْمَ کے معنی ہوں گے: مَحَاہُ' نشان کو مٹا دیا۔ آدمی جب کسی چیز کو کثرت سے بار بار پڑھتا ہے' بالخصوص جب اس پر انگلی رکھ کر ایک ایک حرف کو متعین کر کے پڑھتا ہے' جیسا کہ مذہبی صحیفوں کی تلاوت کے لیے رواج ہے تو بالعموم وہ نسخے گھس جاتے ہیں۔ اس وجہ سے لفظ دَرَسَ کسی کتاب کو اچھی طرح بار بار' کرات و مرات پڑھنے کے لیے استعمال ہونے لگا۔ لغت میں اس بات کو یوں تعبیر کرتے ہیں: دَرَسَ الْكِتَبَ: أَقْبَلَ عليه يحفظه. [تدبر قرآن۳:۱۳۳]

دِرْهَمٌ

چاندی کے ایک سکہ کا نام ہے' اس کی جمع دَرَاهِمُ ہے۔ یہ عربی لفظ نہیں۔ بعض نے اس کی اصل فارسی قرار دی ہے اور بعض نے یونانی۔

جوہری لکھتے ہیں: الدِرْهَمُ فارسي معرب' وكسر الهاء لغة' وربماقالوا: دِرْهَامٌ...... و جمع الدرهم: دراهم و جمع الدراهم: دراهيم. [الصحاح۵:۱۹۱۸-۱۹۱۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''دِرْهَم فارسی سے معرب ہے'اسے دِرْهِم بھی پڑھا جاتا ہےاور کبھی کبھی دِرْهَام بھی کہتے ہیں۔ دِرْهَم کی جمع دَرَاهِم اور جمع الجمع دَرَاهِيم ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: وهو بالفارسية الحديثة "درم" وبالفهلوية Dirm [درم] و Diraxm [دِرْخَم] و Dirham [درهم] ويبدو أنه دخل في العربية من الفهلوية و عُرِّبَ من الصيغة الأخيرة. [ہامش المعرب:۳۰۷]

''جدید فارسی میں اسے درم پڑھا جاتا ہے۔ پہلوی میں دِرَمْ' دِرْخَمْ اور دِرْهَم ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی زبان میں پہلوی زبان سے در آیا ہے' بالخصوص آخری کلمہ سے۔''

قرآن مجید میں ہے: وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ. [سورۃ یوسف۱۲:۲۰]

''اور اُنہوں نے اُس کو ایک حقیر قیمت' چند درم کے عوض بیچ دیا۔''

دُرِّيٌّ

سیوطی لکھتے ہیں: دُرِّيٌّ معناه: المضيئ بالحبشية' حكاه شيدلة و أبو القاسم.

[الاتقان فی علوم القرآن ۱:۱۸۱]

''دُرِّيٌّ کے معنی روشن کے ہیں' یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ شیدلہ اور ابوالقاسم نے بھی ایسا کہا ہے۔''

قرآن مجید میں ہے: اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ. [سورۃ النور۲۴:۳۵]

''شیشہ ایک چمکتے تارے کی مانند ہو۔''

دِيْنَارٌ

ابن درید اور جوالیقی لکھتے ہیں: و الدِينارُ فارسي معرب. وأصله دِنَّارٌ' وهو وإن كان معرَّباً فليس تعرف له العَرَبَ اسماً غير الدينار فقد صار كالعربي. ولذلك ذكره الله تعالى في كتابه لأنه خاطَبَهُم بما عرفوا. [جمہرۃ اللغۃ ۲:۲۵۸' المعرب:۲۹۰]

''دینار فارسی سے معرب ہے' جس کی اصل دِنَّار ہے' یہ اگرچہ معرب ہے لیکن عرب اس کے لیے کوئی دوسرا نام نہیں جانتے اس لیے یہ عربی زبان کا لفظ ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے اسی نام کو اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ اس نے عربوں کو اُن کے مانوس کلام سے مخاطب کیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ اصل میں لاتینی ہے جس کی اصل Denarius ہے جس کے معنی ''دس آسات'' کے ہیں' جب کہ آس [As] پیتل کا ایک سکہ ہے۔ لاتینی سے یہ سریانی میں آیا اور وہاں سے پہلوی میں۔ پہلوی میں اسے Denar پڑھا جاتا ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ یہ عربی میں پہلوی کے راستے آیا ہے۔'' [ہامش المعرب:۲۹۰]

قرآن مجید میں ہے: وَمِنۡهُم مَّنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ اِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآئِمًا.

[سورۃ آل عمران ۳:۷۵]

''اور ان میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر تم اُن کی امانت میں ایک دینار بھی رکھو تو وہ اس وقت تک اُس کو لوٹانے والے نہیں ہیں جب تک تم اُس کے سر پر سوار نہ ہو جاؤ۔''

رَاعِنَا

ابونعیم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے:

لَاتَقُولُوارَاعِنَا' و ذلك أنهاسُبَّةٌ بِلُغَةِ اليهود. [دلائل النبوۃ:۴۴' روایت:۶' الاتقان ۱:۱۸۱]

''یہود کی زبان میں رَاعِنَا ایک گالی کے معنوں میں مستعمل ہے۔''

مگر اس کی سند شدید ضعیف ہے' اس لیے کہ: اس کا ایک راوی موسیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی صنعانی ہے' جس کے بارے میں امام ابن حبان نے لکھا ہے: شیخ اور دجال ہے۔ احادیث وضع کرتا ہے۔ اس نے کلبی اور مقاتل بن سلیمان کی کتابوں سے ایک تفسیر جمع کی اور پھر ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے اس کی روایت کرنے لگا۔ [المجروحین ۲:۲۵۰]

حافظ ابن عدی (۱) نے لکھا ہے: منکر الحدیث ہے۔ [الکامل فی الضعفاء ۸:۲۶]

---

(۱) عبداللہ بن عدی بن عبداللہ بن محمد ابن مبارک بن قطان جرجانی۔ ۲۷۷ھ = ۸۹۰ء کو پیدا ہوئے۔ علم کے حصول کے لیے دمشق' صیدا' القدس' کوفہ' بغداد' شام' مصر اور عراقین کا سفر کیا۔ ایک ہزار سے زیادہ اساتذہ سے کسب فیض کیا جن میں امام بغوی اور امام ابن صاعد جیسے اساطین علم بھی ہیں۔ اپنے گاؤں میں ابن القطان اور بیرونی دنیا میں ابن عدی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ عربیت میں ذرا کمزور تھے۔ لحن کا شکار ہوا کرتے تھے لیکن حدیث کے معاملے میں نہایت ثقہ مانے گئے ہیں۔ ۳۶۵ھ = ۹۷۶ء کو وفات پائی۔

[سیر اعلام النبلاء ۱۶:۱۵۴' الاعلام ۴:۱۰۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی نے لکھا ہے: ثقہ نہیں۔ [میزان الاعتدال ۴: ۲۱۱]

ھَالِكٌ ہے۔ [المغنی فی الضعفاء ۲: ۶۸۴]

ڈاکٹر محمد تو نجی لکھتے ہیں: ''عبری زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی سب و تنقیص کے ہیں۔''

[المعرب والدخیل: ۱۹۶]

قرآن مجید میں ہے: يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا. [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰۴]

''ایمان والو! رَاعِنَا مت کہو اور اُنْظُرْنَا کہو۔''

رَاعِنَا کو ذرا نیچے کی طرف دبا کر ادا کیجیے تو بڑی آسانی سے رَاعِيْنَا بن جائے گا جس کے معنی ہمارے چرواہے کے ہیں۔ یہود کی اس شرارت کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ. [سورۃ النساء ۴: ۴۶]

''یہود میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلام کو اس کے موقع و محل سے ہٹاتے ہیں اور اپنی زبانوں کو لچکا کر کہتے ہیں: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا دین پر طنز کرنے کے لیے۔''

رَبَّانِيُّوْنَ

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ. [سورۃ آل عمران ۳: ۷۹]

''کسی بشر کی شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو کتاب، قوتِ فیصلہ اور منصبِ نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں کو دعوت دے کہ لوگو! اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو لوگوں کو یہ دعوت دے گا کہ لوگو! اللہ والے بنو۔''

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ. [سورۃ المائدۃ ۵: ۴۴]

''اسی کے مطابق انبیاء جو [اللہ کے] فرمان بردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں اور مشائخ و علماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ. [سورۃ المائدۃ ۵:۶۳]
''ان کے علماء اور فقہاء ان کو گناہ کی بات کہنے اور ان کو حرام کھانے سے روکتے کیوں نہیں؟''

امام بخاری نے لکھا ہے کہ: الرباني: الذي يربّي الناس بصغار العلوم قبل كباره.
[صحیح بخاری ۱:۲۹، کتاب العلم [۳] بذیل ترجمۃ الباب [۱۱]، تہذیب اللغۃ ۱۵:۱۲۹-۱۳۰]
''ربانی وہ [عالم] ہے جو لوگوں کو ابتداء میں چھوٹے علوم سکھاتے ہیں اور [تدریجاً] اُنہیں بڑے علوم کی طرف لے جاتا ہے۔''

راغب اصفہانی لکھتے ہیں: والرَّبَّانِي قيل منسوبٌ إلى الرَّبَّان، ولفظُ فَعلانَ مِن فَعِلَ يُبْنَى نحو عَطْشَان وسَكران، وقلَّمَا يُبْنَى مِن فَعَلَ وقد جاء نَعسانُ. وقيل: هو منسوبٌ إلى الرَّبِّ الذي هو المصدر، وهو الذي يَرُبُّ العلمَ كالحكيم، وقيل: منسوبٌ إليه و معناه: يَرُبُّ نفسَه بالعلمِ، وكِلاهما في التحقيق مُتلازِمانِ، لأنَّ مَن رَبَّ نفسَهُ بالعلمِ فقد رَبَّ العلمَ، ومَن رَبَّ العلمَ فقد رَبَّ نفسَهُ به. وقيل: هو منسوبٌ إلى الرَّبِّ أي: اللّٰه تعالى فالرَّبَّانِيُّ كقولهم إِلٰهِيٌّ، وزيادة النونِ فيه كزيادته في قولهم: لَحْيَانِيٌّ و جِسمانِيٌّ. قال عليﷺ: أنا رَبَّانِيُّ هذه الأمةِ، والجمع: ربَّانِيُّون...... وقيل: رَبَّانِيٌّ لفظٌ في الأصل سريانيٌّ وأُخلِقَ بذلك قَلَّمَا يُوجَدُ في كلامهم. [المفردات: ۱۸۴]

''رَبَّانِيٌّ کے متعلق بعض کا قول ہے کہ وہ رَبَّانٌ کی طرف منسوب ہے اور لفظِ فَعْلَان فَعِلَ [بکسر العین] سے بنایا جاتا ہے جیسے عَطْشَانٌ اور سَكْرَانُ اور قلت کے ساتھ فَعَلَ [بفتح العین] سے بنتا ہے جیسے نَعسان آیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ رَبٌّ کی طرف منسوب ہے جو مصدر ہے اور رَبَّانِيٌّ وہ ہے جو علم کی پرورش کرے جیسے کہ حکیم ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ منسوب تو اسی کی طرف ہے جو مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں اُس شخص کے جو اپنے نفس کی علم کے ذریعہ تربیت کرے اور حقیقت میں یہ دونوں معنی باہم متلازِم ہیں کیونکہ جس نے بذریعہ علم اپنے نفس کی پرورش کی اور جس نے علم کی پرورش کی اس نے اس کے ذریعہ اپنے نفس کی پرورش کی۔ بعض کا قول ہے کہ یہ رَبٌّ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، پس جیسے اِلٰهِيٌّ ہے اسی طرح رَبَّانِيٌّ ہے اور نون کا اضافہ اس میں ایسا ہی ہے جیسا کہ اہلِ عرب لِحْيَانِيٌّ اور جِسْمَانِيٌّ کے بولتے وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔سیدنا علیؓ کا ارشاد ہے: میں اسی امت کا رَبَّانِیُ ہوں۔اس کی جمع رَبَّانِیُّوْنَ ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ لفظ رَبَّانِيٌّ اصل میں سریانی ہے اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ اہل عرب کے کلام میں قلیل الوجود ہے۔"

اَزہری لکھتے ہیں: روي عن علي رضي الله عنه أنه قال: الناسُ ثلاثةٌ: عالمٌ ربَّانيٌّ، ومتعلمٌ على سبيل النجاة، وهمجٌ رَعاعٌ أتباع كل ناعق. قال: والرَّبَّانِيُّ: العالي الدرجةَ في العلم.

[تہذیب اللغۃ ۱۵: ۱۳۰]

"سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں: ربانی عالم، متعلم جو نجات کی راہ پر گامزن ہے اور باقی لوگ رذیل اور بازاری ہیں جو ہر پروپیگنڈہ کرنے والے کی پیچھے لگ جاتے ہیں۔پھر فرمایا رَبَّانِي وہ ہے جو علم میں سب سے بڑا ہو۔"

جوالیقی لکھتے ہیں: والرَّبَّانِيُّوْنَ، قال أبو عبيد: أحسب الكلمة ليست بعربية، إنما هي عبرانيةٌ أو سريانيةٌ. [المعرب: ۳۳۰]

"ابوعبید کہتے ہیں کہ میرے نزدیک رَبَّانِيٌّ بنیادی طور پر عربی کلمہ نہیں ہے، بلکہ یہ عبرانی یا سریانی زبان کا لفظ ہے۔"

خفاجی لکھتے ہیں: رَبَّانِيُّوْنَ: أي علماء. قيل: هي عبرانيةٌ معربةٌ لأن العرب لا تعرفها.

[شفاء الغلیل: ۱۶۰]

"رَبَّانِيُّوْنَ کے معنی علماء کے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ یہ عبرانی زبان سے معرب ہوا ہے۔بنیادی طور پر عرب اس سے واقفیت نہیں رکھتے۔"

ابن تیمیہ کو اس رائے سے اختلاف ہے کہ یہ سریانی یا عبرانی لفظ ہو، چنانچہ لکھتے ہیں:

قلتُ: اللفظةُ عربيةٌ منسوبةٌ إلى رَبَّانِ السفينةِ الذي ينزلها ويقوم لمصلحتها، ولكن العرب في جاهليتهم لم يكن لهم ربانيون، لأنهم لم يكونوا على شريعةٍ منزّلةٍ من الله.

[مجموع الفتاویٰ ۱: ۸۲]

"میں [حافظ ابن تیمیہ] کہتا ہوں کہ یہ عربی زبان کا لفظ اور رَبَّانُ السفينةِ [کشتی کا ناخدا] کی طرف منسوب ہے، جو کشتی کو بخیر و خوبی اپنے منزل کی طرف لے جاتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ زمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت میں عربوں کا کوئی رَبّان نہیں تھا اس لیے کہ وہ کسی منزل من اللہ شریعت پر نہیں تھے۔''

رِبِّیُّوْنَ

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ. [سورۃ آل عمران۳:۱۴۶]

''اور کتنے انبیاء گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی۔''

راغب لکھتے ہیں: فَالرِّبِّيُّ كَالرَّبَّانِيِّ. [المفردات:۱۸۴]

''رِبِّيٌّ رَبَّانِيٌّ کی طرح ہے۔''

امام بخاری لکھتے ہیں: رِبِّيُّوْنَ الجميعُ، و الواحدُ: رِبِّيٌّ. [صحیح بخاری ۵:۱۹۵، تفسیر سورۃ آل عمران]

''رِبِّيُّوْنَ کے معنی جماعتوں کے ہیں، جس کا واحد رِبِّيٌّ ہے۔''

ابن حجر لکھتے ہیں: یہ معنی اصل میں ابو عبیدہ سے منقول ہیں۔ [فتح الباری ۸:۲۰۸]

بیضاوی لکھتے ہیں: الرِّبِّيُّ منسوبٌ إلى الرِّبَّةِ، و هي الجماعةُ، للمبالغةِ. [تفسیر بیضاوی ۲:۴۱]

''رِبِّيٌّ رِبَّةٌ کی طرف بطورِ مبالغہ منسوب ہے جس کے معنی جماعت کے ہیں۔''

حافظ سیوطی نے ابو حاتم (۱) کی کتاب الزینۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ سریانی لفظ ہے۔

[الاتقان فی علوم القرآن ۱:۱۸۱، نوع: ۳۸]

اس کی ایک قراءت رُبِّيُّوْنَ ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

الرُّبِّيُّوْنَ نُسِبُوْا إلى الرُّبَّةِ، و الرُّبَّةُ: عشرةُ آلافٍ. [تہذیب اللغۃ ۱۵:۱۳۰]

''رُبِّيُّوْنَ رُبَّةٌ کی طرف منسوب ہے۔ رُبَّةٌ کا لفظ دس ہزار کے لیے بولا جاتا ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: رُبِّيُّوْنَ بمعنى الألوف و الجماعة الكثيرة، و هو بهذا المعنى ماخوذٌ من الرُّبَّةِ و معناها عشرةُ آلاف. [المعرب، ہامش: ۳۳۲]

---

(۱) احمد بن حمدان بن احمد ورسا ی لیثی ابو حاتم رازی۔ اسماعیلیہ کے زعماء اور مصنفین میں سے تھا۔ ابن بابویہ نے تاریخ الرے میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اَن گنت کتابیں لکھیں۔ اہل فضل و ادب میں سے تھا۔ لغوی تھا۔ بکثرت حدیثیں سنیں۔ الحاد کی طرف مائل ہو گیا اور اسماعیلی داعی بنا۔ ۳۲۲ھ=۹۳۴ کو اس دنیا سے چل بسا۔

[لسان المیزان ۱:۱۶۴، ت: ۵۲۳، الاعلام ۱:۱۱۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کے معنی ہزاروں اَفراد پر مشتمل ایک بڑی جماعت کے ہیں۔ یہ رُبَّۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی دس ہزار کے ہیں۔''

اَلرَّسُّ

قرآن مجید میں دو جگہ: سورۃ الفرقان ۲۵:۳۸، سورۃ ق ۵۰:۱۲ میں یہ لفظ مستعمل ہے۔

رَسٌّ کے معنی کنویں کے ہیں۔ مجاہد نے اس کا یہی معنی کیا ہے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم ۸:۲۶۹۵]

امام بخاری لکھتے ہیں: الرَّسُّ: اَلْمَعْدِنُ، جمعه: رِسَاسٌ. [صحیح بخاری ۶:۱۶، تفسیر سورۃ الفرقان]

''رَسٌّ کے معنی مَعْدِنٌ [کان] کے ہیں اور اس کی جمع رِسَاسٌ ہے۔''

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: یہ ابوعبیدۃ کا قول ہے، جب کہ خلیل کہتے ہیں کہ:

الرَّسُّ كلُّ بئرٍ تكون غير مطوية. [فتح الباری ۸:۴۹۱]

''ہر وہ کنواں جس کی کوٹھی پختہ تعمیر نہ کی جائے رَسٌّ کہلاتا ہے۔''

محمود بن حمزۃ کرمانی لکھتے ہیں: الرَّسُّ عجمی نام ہے۔ [غرائب التفسیر ۲:۸۱۶، الاتقان ۱:۱۸۱]

اَلرَّقِیْمُ

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا. [سورۃ الکہف ۱۸:۹]

''کیا تم نے کہف و رقیم والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کچھ بہت عجیب خیال کیا!''

ابن دُرَید نے رَقِیْمٌ کے معنی دوات کے کیے ہیں۔ [الاشتقاق: ۴۴۰]

سیوطی نے شیدلہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ رومی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی لوح یعنی تختی کے ہیں۔ [الاتقان ۱:۱۸۱]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: رقیم کے معنی: تختی یا دوات کے ہیں یا یہ کسی گاؤں یا پہاڑ کا نام ہے اور یہ رومی زبان کا لفظ ہے۔ [المعرب والدخیل: ۱۹۶]

اصحابِ کہف کو اصحابِ کہف و رقیم اس لیے کہا گیا کہ عرب کے اہلِ کتاب میں یہ لوگ اسی لقب سے معروف تھے۔ غار میں پناہ لینے کی وجہ سے اُن کی نسبت اس کی طرف کی گئی۔ رہی رقیم کی طرف نسبت، سو اس کے بارے میں مفسرین کے ہاں کئی قول ہیں۔ کعب الاحبار کا خیال تھا کہ رقیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس بستی کا نام ہے جس سے نکل کر اصحاب کہف نے غار میں پناہ لی۔ رقیم وادی کو بھی کہتے ہیں۔ جدید اکتشافات کی بنیاد پر دورِ حاضر کے بعض اہل علم محققین نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ رقیم وہی شہر ہے جسے پیٹرا کے نام سے شہرت ملی اور عرب اسے بطرا کہتے ہیں۔

رَمْزٌ

ابن فارِس لکھتے ہیں: الرَّاءُ والمِيمُ والزَّاءُ أصلٌ واحدٌ يدُلُّ على حركةٍ واضطراب.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۴۰۲]

''الرَّمْزُ کے اصلی معنی جنبش، حرکت اور اضطراب کے ہیں۔''

راغب لکھتے ہیں: الرَّمزُ: إشارةٌ بِالشَّفَهِ، والصَّوتُ الخَفِيُّ، والغَمزُ بالحاجِبِ، وعُبِّرَ عن كلِّ كلامٍ كإشارةٍ بالرَّمزِ كما عُبِّرَ عن الشِّكايةِ بالغَمزِ. [المفردات: ۲۰۳]

''رَمْزٌ کے معنی ہیں: لبوں سے اشارہ کرنے، مخفی آواز اور ابرو کے ذریعہ ایماء کے، نیز ہر وہ بات جو اشارہ کی طرح ہو اُسے رَمْزٌ سے تعبیر کیا گیا ہے جس طرح شکایت کی تعبیر غَمْزٌ سے کی گئی ہے۔''

ابن جوزی لکھتے ہیں: بِلُغَةِ النَّبط: الرَّمزُ: الإيماءُ. [فنون الافنان: ۱۱۷]

''نبطی زبان میں رَمْزٌ کے معنی اشارہ کے ہیں۔''

سیوطی لکھتے ہیں: عَدَّهُ ابن الجوزي في فنون الأفنانِ من المعرب، وقال الواسطي: هو تحريك الشفتين بالعِبرِيَّةِ. [الاتقان ۱: ۱۸۱]

''ابن جوزی نے فنون الافنان میں اس لفظ کو معرب میں شمار کیا ہے اور واسطی کہتے ہیں: عبری زبان میں اس کے معنی ہونٹ ہلانے کے ہیں۔''

قرآن مجید میں ہے: قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا. [سورۃ آل عمران ۳: ۴۱]

''فرمایا: تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ تو تین دن لوگوں سے بات نہ کر سکے گا مگر اشارے سے۔''

رَهْوٌ

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ. [سورۃ الدخان ۴۴: ۲۴]

''اور دریا کو ساکن چھوڑ دو، یہ ڈوبنے والی فوج بنیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن فارس لکھتے ہیں: اس لفظ کے بنیادی طور پر دو معنی ہیں: يدُلُّ أحدهما على دَعَةٍ و خَفْضٍ و سُكُون، و الآخرُ على مكان قد ينخفض و يرتفع. [معجم مقاییس اللغۃ: ۴۰۴]

''جن میں سے ایک اطمینان و سکون پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا معنی اُس جگہ پر جو کبھی بلند ہو جاتی ہو اور کبھی پست۔''

سیوطی لکھتے ہیں: قال أبو القاسم في قوله تعالى: وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا أي: سهلًا دمثًا، بِلُغَةِ النَّبط، و قال الواسطي: أي ساكنًا بالسُّيانية. [الاتقان ۱:۱۸۱]

''ابو القاسم نے فرمانِ الٰہی: وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ نبطی زبان میں اس کے معنی اُس دریا کے ہیں جو ساکن اور جوش و خروش کے بغیر ہو جب کہ الواسطی کہتے ہیں کہ سریانی میں اس کے معنی ساکن دریا کے ہیں۔''

مفسر قرطبی لکھتے ہیں: هو من نعتِ البحرِ، أي: أتركهُ ساكنًا كما هو قد انفرق، فلا تأمره بالإنضمام حتى يدخل فرعون و قومه. [تفسیر القرطبی ۱۶:۱۲۰]

''رَهْوٌ یہاں دریا کی صفت کے طور پر واقع ہوا ہے یعنی دریا [کے پانی] کو ویسا ہی کھڑا رہنے دیجیے اور اسے پہلے کی طرح منضم اور باہم دگر پیوست ہو جانے کا حکم نہ دیں یہاں تک کہ فرعون اور اس کا لشکر اس میں داخل ہو جائے۔''

الرُّوم

روم کے نام سے قرآن مجید میں ایک سورۃ ہے، جس میں مذکور ہے کہ:

الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۞ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ. [سورۃ الروم ۳۰: ۱-۴]

''الف، لام، میم۔ رومی پاس کے علاقے میں مغلوب ہوئے اور وہ اپنی مغلوبیت کے بعد عن قریب چند سالوں میں غالب آ جائیں گے۔''

اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد یہاں شام و فلسطین کی سرزمین ہے جو عرب کی سرزمین سے بالکل متصل تھی۔ اس علاقے پر اس زمانے میں رومیوں کی حکومت تھی لیکن وہ اس وقت سخت اندرونی خلفشار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا تھے اس سے فائدہ اُٹھا کر ایرانیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان علاقوں سے ان کو بے دخل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۴ء یعنی نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے چھٹے یا ساتویں سال پیش آیا۔

غَلَبَ اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے۔ یہ قرآن مجید نے پیشین گوئی فرمائی کہ اگر چہ رومی اس وقت مغلوب ہو گئے ہیں لیکن یہ مغلوبیت اُن کی عارضی ہے۔ بہت جلد وہ ایرانیوں پر غالب ہو جائیں گے اور اس انقلاب میں جس کی قرآن مجید خبر دے رہا ہے، زیادہ دن نہیں لگیں گے، صرف چند سالوں کے اندر اندر یہ واقع ہو جائے گا۔

جوالیقی لکھتے ہیں: الرُّومُ: هذا الجيلُ من الناسِ. أعجَمِيٌّ، وقد تكلمت به العربُ قديماً و نطق به القرآن. [المعرب:۳۳۵]

''روم: عجمی لفظ ہے۔ انسانوں کے خاندان اور نسل کے لیے مستعمل ہے۔ عرب زمانہ قدیم سے اس سے آشنا ہیں اور اسے قرآن مجید نے بھی استعمال کیا ہے۔''

جوہری لکھتے ہیں: و الرُّوم هم من ولد الرُّوم بن عِيصُو. يقال: رُومِيٌّ و رُومٌ، مثل زنجي و زنج، فليس بين الواحد و الجمع إلَّا الياء المشددة. [الصحاح ۵:۱۹۳۹]

''روم بن عیصو کی اولا د روم کہلاتی ہے، جب کہ ان میں سے واحد کے لیے رومی کا لفظ مستعمل ہے جیسا کہ زنجی اور زنج مستعمل ہے، ان میں واحد اور جمع میں جدائی کے لیے یائے مشدد استعمال کیا جاتا ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: هو باللاتينية Roma اسم رومية. سمي باسم مؤسسها الأسطوري وأولِ ملوكها Romulus. [المعرب، ہامش:۳۳۶]

''لاطینی زبان میں اسے Roma کہا جاتا ہے، اس کے افسانوی بادشاہ کے نام پر اس کا نام رکھا گیا، اس کے بادشاہِ اول کا نام Romulus تھا۔''

زَبَانِيَّة

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ. [سورة العلق ۹۶:۱۸]

''ہم مؤکلانِ دوزخ کو بلائیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اُن سرکشوں کو چیلنج ہے کہ اگر کسی کو اپنی قوت وجمعیت پر بڑا ناز ہے تو وہ اپنی ٹولی کو بلائیں ہم بھی اپنی ٹولی کو بلائیں گے اور دیکھیں گے کہ اُن کے اندر کتنا زور ہے۔ اس چیلنج کا عملی مظاہرہ سب سے پہلے معرکہ بدر میں ہوا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی ٹولی کے آگے قریش کی پوری قوت و جمعیت کس طرح غبار بن کر اُڑ گئی۔

ڈاکٹر عبدالرحیم تونجی لکھتے ہیں: واحدھا زِبْنِیَۃٌ' وھُم الملائکۃ الغِلاظُ. وقیل: المتمردون من الإنسِ والجن' وسُمُّوا الشُّرَطَ زَبانیۃ' واحدھم زَابِنٌ...... ذلك کلہ من: "زَبان: اللسان" بالفارسیۃ. [المعرب والدخیل: ۱۹۷]

"اس کا واحد زِبْنِیَۃٌ ہے' جس کے معنی سخت اور درشت خو ملائکہ کے ہیں۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ جن وانس میں متمردین اور سرکشوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پولیس اور پیادوں کے لیے بھی یہ لفظ مستعمل ہے' جس کا واحد زَابِنٌ ہے اور یہ سب فارسی کے "زبان" سے ماخوذ ہیں۔"

زَرَابِيُّ

قرآن مجید میں ہے: وَزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ. [سورۃ الغاشیۃ ۱۶:۸۸]

"اور غالیچے ترتیب سے لگے ہوئے۔"

زَرَابِيُّ زُرْبِيَّۃٌ کی جمع ہے۔ یہ تکیوں اور نہالچوں کے معنی میں آتا ہے یعنی قالینوں پر تکیے اور نہالچے ہر طرف بکھرے پڑے ہوں گے۔ بیٹھنے والا جہاں بیٹھے وہ اس کے لیے آسائش کا باعث ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: ھي الطَّنَافِسُ الْفَاخِرَۃُ' واحدھا زُرْبِیَّۃٌ' من الفارسیۃ زَر: ذَھَبٌ و بافتہ منسوجٌ. [المعرب والدخیل: ۱۹۷]

"یہ نہایت قیمتی غالیچوں [بچھونا یا قالین] کو کہا جاتا ہے' اس کی واحد زُرْبِیَّۃٌ ہے۔ فارسی زبان کے زربفت کا معرب ہے۔ یعنی سونے سے بنی ہوئی۔ زر بمعنی: سونا اور بافتہ کے معنی منسوج یعنی بُنی ہوئی۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زَكَرِيَّا علیہ السلام

ابن درید، جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں: إسم أعجمي، وهو معربٌ.

[جمہرۃ اللغۃ ۲:۳۲۴، المعرب:۳۴۹، شفاء الغلیل:۱۶۷]

''عجمی نام اور معرب ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: عبرانی میں اس کی اصل زَخَرْیَاہ اور سریانی میں زَخَرْیَا ہے۔

[المعرب، ہامش:۳۴۹]

قرآن مجید نے سورۃ الانعام ۶:۸۵ میں انبیائے بنی اسرائیل کے ضمن میں سیدنا زکریا علیہ السلام کا نام بھی لیا ہے۔ ان کے متعلق سورۃ آل عمران ۳:۳۷-۴۱، سورۃ مریم ۱۹:۱-۱۵ اور سورۃ الانبیاء ۲۱:۸۹-۹۰ میں مذکور ہے کہ وہ خود عمر رسیدہ تھے اور اُن کی بیوی عَاقِر، لیکن اُن کی بیوی میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کر دی گئی، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۞ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۸۹-۹۰]

''اور زکریا [پر بھی فضل کیا] کہ جب اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے رب! تو مجھے تنہا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تُو ہے تو ہم نے اُس کی دعاء قبول کی اور ہم نے اُس کو یحییٰ عطا کیا اور اُس کی بیوی کو اس کے لیے سازگار کر دیا۔''

زَمْهَرِيرٌ

قرآن مجید میں جنت کے بارے میں ہے:

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيرًا. [سورۃ الدہر ۷۶:۱۳]

''اس میں نہ تو سخت گرمی دیکھیں گے اور نہ سخت سردی۔''

سورج اور زَمْهَرِيْر نہ دیکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ جنتی گرمی اور سردی دونوں کی اذیتوں سے بالکل محفوظ اور جنت کے تختوں پر براجمان ہوں گے۔ ان کے سورج میں روشنی اور قوت بخشی تو ہوگی مگر اس میں حدّت وتمازت نہ ہوگی۔ اسی طرح وہاں کا موسم ہمیشہ خوش گوار، معتدل اور پُر بہار رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خزاں کی نحوست اور بادِ زمہریر کے آزار سے ان کو کبھی سابقہ پیش نہیں آئے گا۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: المعنى: شدةُ البرودة، من الفارسية "زَم: الريح الباردة، وهري: مكانٌ يُروَى بماء المطر. [المعرب والدخیل: ۱۹۷]

''زمہریر کے معنی سردی کی شدت کے ہیں۔ فارسی زبان سے ماخوذ ہے۔ زَم کے معنی یخ بستہ ہوا کے ہیں اور ہری ایسی جگہ ہے جہاں بکثرت بارش برستی ہو۔''

زَنْجَبِیْلٌ

ایک قسم کی جڑ ہے جو زمین میں ہوتی ہے۔ عربی میں زَنْجَبِیْلْ سندھی میں سنڈھ اور انگریزی میں Ginger کہلاتا ہے۔ اردو میں تر کو ادرک اور خشک کو سونٹھ کہتے ہیں۔

[کتاب المفردات المعروف خواص الادویہ، حکیم مظفر حسین اعوان: ۲۸]

جوالیقی لکھتے ہیں: والعربُ تصفه بالطيبِ. [المعرب: ۳۵۵]

''عربوں کے ہاں یہ اعلیٰ درجہ کی خوش بودار چیز شمار ہوتی ہے۔''

قرآن مجید میں ہے: وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا. [سورۃ الدہر ۷۶: ۱۷]

''اور وہ اس میں ایک اور شراب بھی پلائے جائیں گے جس میں ملونی چشمہ زنجبیل کی ہوگی۔''

خفاجی لکھتے ہیں: مُعَرَّبٌ، وهو عروقٌ في الأرضِ، وليس شجراً ولا نبتاً كما ظَنَّهُ الدينوري وقيل: هو عربي منحوتٌ مِن: زَنَأَ في الجبلِ إذا صعده، وهو بعيدٌ. [شفاء الغلیل: ۱۶۸]

''معرب ہے۔ زمین کے اندر ایک جڑ کو کہتے ہیں۔ شجر و نبات کا نام نہیں جیسا کہ دینوری کا خیال ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور زَنَأَ في الجبلِ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں، لیکن یہ قول بعید ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ فارسی لفظ شَنْگبیل، یا شنگویر، یا شنگبیر یا شنگویل کا معرب ہے۔

[المعرب، حاشیہ: ۳۵۵]

موجودہ فارسی میں اسے شَنگویر [ش ن گ و ی ر] کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُجَّدًا

قرآن مجید میں ہے کہ: وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا. [سورۃ البقرۃ ۲:۵۸]

''اور دروازے میں سر جھکائے ہوئے داخل ہو جاؤ۔''

سجدہ کے اصل معنی سر جھکانے کے ہیں۔ اس سر جھکانے کے مختلف درجے ہو سکتے ہیں۔ اس کی کامل شکل زمین پر پیشانی رکھ دینے کے ہیں جو ہم نماز میں اختیار کرتے ہیں۔ اس آیت میں اس سے مراد صرف سر جھکانا ہے۔ موقع کلام اس کی دلیل ہے۔

سیوطی نے واسطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

سُجَّدًا أي: مُقنعي الرء وس' بالسريانية. [الاتقان ۱:۱۸۱]

''سریانی زبان میں سُجَّدًا کے معنی ہیں: سر جھکائے ہوئے یا سر چھپائے ہوئے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی کی بھی یہی رائے ہے۔ [المعرب والدخیل: ۱۹۷]

السِّجِلُّ

سِجِلٌّ اس دفتر' یا طومار یا فائل کو کہتے ہیں جس میں لکھے ہوئے اَوراق محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ اس کی جمع سِجِلَّاتٌ ہے۔

قرآن مجید میں ہے: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۱۰۴]

''[اُس دن کا خیال رکھو] جس دن ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے جس طرح طومار میں اَوراق لپیٹتے ہیں۔''

راغب اصفہانی لکھتے ہیں: السِّجِيلُ حَجَرٌ وَطِينٌ مُخْتَلِطٌ' وأصله فيما قيل فارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ' والسِّجِلُّ قيلَ حجرٌ كان يُكتَبُ فيه ثم سُمِّيَ كُلُّ مايُكتَبُ فيه سِجلًا. [المفردات: ۲۲۴]

''السِّجِيلُ سنگِ گل کو کہتے ہیں اور اصل میں جیسا کہ کہا گیا ہے یہ لفظ فارسی سے معرب ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اَلسِّجِلُّ کے اصل معنی اُس پتھر کے ہیں جس پر لکھا جاتا تھا۔ بعد میں ہر اس چیز کو جس پر لکھا جاتا ہے سِجِلٌّ کہنے لگے۔''

سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: واختُلِفَ في أنه عربيٌّ أو معربٌ' فذهب البصريون إلى أنه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربي، وقال أبو الفضل الرازي: الأصحُّ أنه فارسي معربٌ. [روح المعانی ۱۷:۲۱۰]

''اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لفظ عربی ہے یا معرب ہے۔ بصرہ والے تو اس طرف گئے ہیں کہ یہ عربی لفظ ہے اور ابوالفضل رازی نے کہا ہے کہ اصح یہ ہے کہ یہ فارسی سے معرب ہے۔''

ابن جریر لکھتے ہیں: السِّجِلُّ في هذا الموضع: الصحيفة، لأن ذلك هو المعروف في كلام العرب، ولم يعرف لِنَبِيِّنَا ﷺ كاتب اسمه السِّجِلُّ، ولا في الملائكة ملك ذلك اسمه.

[تفسیر ابن جریر ۹:۹۵، فقرہ: ۲۴۸۵۳]

''یہاں سِجِلٌّ کا معنی صحیفہ ہے، اس لیے کہ کلامِ عرب میں یہی مشہور و معروف ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کا سِجِلٌّ نامی کوئی کاتب معروف نہیں اور نہ ملائکہ میں اس نام کا کوئی ملک موجود ہے۔''

سِجِّيْلٌ

قرآن مجید میں ہے: تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ. [سورۃ الفیل ۱۰۵:۴]

''وہ اُن کو سنگِ گل کے قسم کے پتھروں سے مارتے تھے۔''

یہ بھی وہی فارسی سے معرب اور وہی سنگِ گل ہے جو عربی میں آ کر سِجِّيْلٌ بن گیا۔ ابن قتیبہ، جوالیقی اور فریابی نے اسے فارسی کا سنگ گل ہی تسلیم کیا ہے۔

[ادب الکاتب: ۳۸۴، المعرب: ۲۶۵، الاتقان ۱:۱۸۱]

سِجِّيْنٌ

كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۞ وَمَا أَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ ۞ [سورۃ المطففین ۸۳:۷-۸]

''ہرگز نہیں، فاجروں کے اعمال نامے سجین میں ہوں گے اور تم کیا جانو کہ سجین کیا ہے؟''

سجین یہاں اپنے لغوی مفہوم میں نہیں بلکہ ایک نام کے طور پر آیا ہے۔ وَمَا أَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ کا اسلوب سجین کے ہول کو ظاہر کرنے کے لیے اختیار فرمایا گیا ہے کہ تم کیا سمجھے کہ سجین کیا ہے! اس کو کوئی معمولی چیز نہ سمجھو۔ وہ تباہ ہوا جس کا نام یا جس کے اعمال اس میں درج ہوئے۔

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ: وہ لکھا ہوا دفتر ہے یعنی اس میں تمام مجرموں کا سارا ریکارڈ بشکلِ تحریر محفوظ کیا جاتا ہے۔ ''بشکلِ تحریر'' کی قید سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ نہ اس میں کسی سہو و نسیان کا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِمکان ہے اور نہ اس کے حجت ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش۔

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: ذکر أبو حاتم في كتاب الزينة أنه غير عربي. [الاتقان ۱:۱۸۱]

''ابو حاتم نے کتاب الزینۃ میں لکھا ہے کہ یہ غیر عربی لفظ ہے۔''

سَرَابٌ

وہ چمکتی ہوئی ریت ہے جو صحرا میں بہتے پانی کی طرح دکھائی دیتا ہے اور جوں جوں پیاسا اس کی طرف بڑھتا ہے وہ آگے آگے سرکتی چلی جاتی ہے۔ پیاسا چلتے چلتے تھک جاتا ہے لیکن اُسے پانی کا گھونٹ تک نہیں ملتا۔

قرآن مجید میں ہے: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ.

[سورۃ النور ۲۴:۳۹]

''اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے اعمال کی تمثیل یہ ہے کہ جیسے چٹیل صحرا میں سراب ہو جس کو پیاسا پانی گمان کرے یہاں تک کہ جب اُس کے پاس آئے گا تو وہاں کچھ نہ پائے گا البتہ اس کے پاس اللہ کو پائے گا بس وہ اس کا حساب چکا دے گا اور اللہ جلد حساب چکانے والا ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:

الكلمة فارسيةٌ مركبةٌ من: سَر: رأس، و آب: ماءٌ. [المعرب والدخیل: ۱۹۸]

''فارسی کلمہ سَر آب ہے، جو سَر اور آب سے مرکب ہے۔''

سِرَاجٌ

قرآن مجید میں ہے: وَجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا. [سورۃ الفرقان ۲۵:۶۱]

''اور اس میں ایک چراغ اور ایک منور چاند بنایا۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الكلمة فارسية "چراغ" وقيل: سنسكريتية مِن: سورَج: الشمس.

[المعرب والدخیل: ۱۹۸]

''سراج اصل میں فارسی کا چراغ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سنسکرت کے سورَج سے ماخوذ ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُرَادِقٌ

قرآن مجید میں ہے: اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا. [سورۃ الکہف ۱۸:۲۹]

''ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں اُن کو گھیر لے گی۔''

جوالیقی لکھتے ہیں:

والسُّرادقُ: فارسيٌّ معربٌ، وأصله بالفارسيةِ: سَرَادَر، وهو الدهليز. [المعرب:۳۹۸]

''یہ فارسی ہے، معرب، اصل میں سرادر تھا بمعنی دریسرا اور دہلیز کے۔''

خفاجی لکھتے ہیں: مُعَرَّبُ سَرَاپَرْدَه وهو مايمدُّ فوق صحن الدار والبيت. [شفاء الغليل:۱۷۵]

''سراپردہ کا معرب ہے۔ مکان اور صحن پر جسے کھینچ کر پھیلایا جاتا ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الكلمة فارسية بمعنى الدهليز، الرواق، الحاجز حول الخيمة، مركبةٌ مِن: ''سَر: رأسٌ، و پرده: سَتَّارةٌ''. [المعرب والدخيل:۱۹۸]

''فارسی کلمہ ہے جس کے معنی دہلیز، سائبان اور اُس پردہ کے ہیں جو خیمے کے اردگرد ڈالا جاتا ہے۔ سر پردہ سے مرکب ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: الصواب: أنه معرب Srada بالفارسية القديمة وهو بالفارسية الحديثة سَرَا و سَرَايُ بمعنى البيت والقصر والبناء العالي. [المعرب، ہامش:۳۹۹]

''درست بات یہ ہے کہ یہ قدیم فارسی Sarda کا معرب ہے جو جدید فارسی میں سرا اور سرائے ہے جس کے معنی گھر، قصر و بنگلہ اور اونچی عمارت کے ہیں۔''

اور ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے مار افرام کے حوالے سے لکھا ہے: إنها سريانيةٌ، وليست معربةٌ عن الفارسية وأصلها: Sarodhiqo. [المفصل فی الالفاظ الفارسیۃ المعربۃ:۸۶]

''یہ سریانی ہے۔ فارسی سے معرب نہیں، اس کی اصل Sarodhiqo ہے۔''

سَرْدٌ

قرآن مجید میں ہے: وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِى السَّرْدِ.

[سورۃ سبا ۳۴:۱۰-۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے اُس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا کہ ڈھیلی ڈھالی زرہیں بناؤ۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: السَّردُ: الدِّرعُ، والكلمة فارسيّة أصلها: زِرَه. [المعرب والدخیل:١٩٨]

''السَّردُ: الدِّرعُ کے معنی میں ہے۔ یہ فارسی کلمہ ہے جو اصل میں زِرہ ہے۔''

سَرِيٌّ

قرآن مجید میں ہے: قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا. [سورۃ مریم ١٩:٢٤]

''تمہارے پائیں سے تمہارے پروردگار نے ایک چشمہ جاری کر رکھا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

سریانی میں نہر کو سَرِيٌّ کہا جاتا ہے اور سعید بن جبیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ قبطی زبان میں نہر کو سَرِيٌّ کہتے ہیں۔ [تفسیر ابن ابی حاتم ٧: ٢٤٠٥، فقرات: ١٣١٠٤، ١٣١٠٥]

حافظ ابن جوزی نے ابو صالح اور ابن جریج کے حوالے سے لکھا ہے:

هو الجَدْوَلُ بالسريانية. [زاد المسیر ٣:١٢٦]

''سریانی زبان میں یہ جَدْوَل کو کہا جاتا ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: السَّرِيُّ: الجَدْوَلُ، النَّهرُ الصغيرُ، السيد. والكلمة سريانيّةٌ، أصلها: سَرِيُوْ. [المعرب والدخیل، ١٩٨]

''السَّرِيُّ کے معنی جدول، چھوٹے نہر اور سردار کے ہیں۔ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے، جس کی اصل سَرِيُوْ ہے۔''

سَفَرَةٌ

قرآن مجید میں ہے: بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ [سورۃ عبس ٨٠:١٥-١٦]

''معزز باوقار کاتبوں کے ہاتھوں میں۔''

سیوطی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبطی زبان میں قراء کو سَفَرَةٌ کہا جاتا ہے۔ [الاتقان ١:١٨١]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: السَّفَرَةُ: الملائكةُ الكاتبونَ، وهم مَن ينسخون من اللوح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحفوظ'وهم القُرَّاءُ بالنبطيةِ'من الآرامية:Soforo بمعنى الكاتب.

[المعرب والدخیل:۱۹۸]

''السَّفَرَةُ: لکھنے والے ملائکہ' جولوح محفوظ سے لکھتے ہیں۔نبطی زبان میں اس کا استعمال قاریوں کے لیے کیا جاتا ہے جو دراصل آرامی زبان کا Soforo ہے جس کے معنی کاتب ومنشی کے ہیں۔''

سَقَرٌ

قرآن مجید میں ہے:سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۞ وَمَآاَدْرٰكَ مَاسَقَرُ۞ لَاتُبْقِيْ وَلَاتَذَرُ۞ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ۞

[سورۃ المدثر۷۴:۲۶-۲۹]

''میں اس کو عن قریب دوزخ میں داخل کروں گا۔اور کیا سمجھے کہ دوزخ کیا ہے؟ نہ ترس کھائے گی اور نہ چھوڑے گی۔ چمڑی کو جھلس دینے والی۔''

جوالیقی لکھتے ہیں:و سقر:اسمٌ لنار الآخرةِ'أعجميٌّ'ويقال:بل هو عربيٌّ'من قولهم:سَقَرَتْهُ الشَّمسُ إذاأذابتهُ. سميت بذلك لأنها تذيب الأجسام.[المعرب:۳۹۵]

''سقر: آخرت کے آگ کا نام ہے جو عجمی ہے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور سَقَرَتْهُ الشَّمسُ کے معنی میں مستعمل ہے'یعنی سورج نے اُسے پگھلا دیا۔دوزخ کا یہ نام اس لیے پڑا کہ وہ بھی اجسام کو پگھلا دیتی ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: درست یہ ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔[المعرب'ہامش:۳۹۵]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:سقر:اسم النارالآخرة'من الآرامية Chagar:الإحراق.

[المعرب والدخیل:۱۹۹]

''سقر: آخرت کے آگ کا نام ہے جو آرامی زبان میں Chagar ہے جس کے معنی جلانے کے ہیں۔''

سَكَرٌ

قرآن مجید میں ہے:وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًاوَّرِزْقًاحَسَنًا.

[سورۃ النحل۱۶:۶۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور کھجوروں اورانگوروں کے پھلوں سے بھی' تم ان سے نشہ کی چیزیں بھی بناتے ہو اور کھانے کی اچھی چیزیں بھی۔''

اس آیت میں رِزْقًا کے ساتھ حَسَنًا کی صفت لگا کر ضمناً اسی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ کھجور اور انگور اور اس طرح کی دوسری چیزوں سے نشہ آور چیزیں تیار کرنا ان کا صحیح استعمال نہیں ہے بلکہ یہ ان چیزوں کا غلط استعمال ہے۔ان کا صحیح استعمال یہی ہے کہ ان سے پاکیزہ اور صحت بخش غذا حاصل کی جائے جس سے جسم اور عقل دونوں کو توانائی حاصل ہو نہ کہ ان کو ایسی شکل میں تبدیل کر دیا جائے کہ وہ عقل اور دل کو ماؤف کر دینے والی بن جائیں۔

سیوطی لکھتے ہیں: أخرج ابن مردويه من طريق العوفي عن ابن عباس ﷺ قال: السكر بلسان الحبشةِ: الخَلُّ. [الاتقان ۱:۱۸۱]

''ابن مَردَوَیہ نے عوفی کی سند سے سیدنا ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں السکر سرکہ کو کہا جاتا ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: من الآرامية: Chakro. أو الخَلُّ بالحبشية. [المعرب والدخیل:۱۹۹]

''آرامی زبان کے Chakro سے ہے' یا حبشی زبان سے' جس کے معنی سرکہ کے ہیں۔''

سَلْسَبِيلٌ

قرآن مجید میں ہے: عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا. [سورۃ الدہر۷۶:۱۸]

''[یہ] اس میں ایک چشمہ ہے جو سلسبیل سے موسوم ہے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: هو اسم عجمي نكرةٌ......قال الزجاج: هو في اللغة صفةٌ لما كان في غاية السلاسة فكأنّ العين سميت بصفتها. [المعرب:۳۸۰]

''یہ عجمی نام اور نکرہ ہے۔زجاج کے نزدیک سلسبیل کے معنی رواں دواں کے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ نام بھی محض اس کی روانی کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔''

فخر الدین رازی نے لکھا ہے: قال ابن الأعرابي: لم أسمع السلسبيل إلّا في القرآن' فعلى هذا لا يُعرفُ لها اشتقاقٌ. وقال الأكثرون: يُقال شرابٌ سلسلٌ و سلسالٌ و سلسبيلٌ أي:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذبٌ سهل المساغ ' و قد زيدت الباء في التركيب حتى صارتِ الكلمة خماسية' و دلّت على غايةِ السلاسة. [التفسیر الکبیر۱۰:۷۵۲]

''ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ میں نے سلسبیل کو قرآن مجید کے سوا اور کہیں نہیں سنا۔اس صورت میں اس کے اشتقاق کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا۔اکثروں کا خیال ہے کہ شرابٌ سلسلٌ' سلسال اور سلسبیلٌ بولا جاتا ہے' اس میں ترکیب کے اندر ''باء'' زائد کر دی گئی ہے جس سے کلمہ خُماسی [پانچ حرفوں والا] ہو گیا ہے اور انتہائی خوش گواری پر دلالت کرتا ہے۔''

رازی نے جو کچھ لکھا ہے' صاحب کشاف زمخشری کی پیروی میں نقل کیا ہے' جسے الکشاف ۴:۶۷۲ میں پڑھا جا سکتا ہے۔ابوحیان اندلسی ، زمخشری کے بیان کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

فإن كان عنى أنه زِيدَ حقيقةً فليس بِجَيِّدٍ لأن الباء ليست من حروف الزيادة المعهودة في علم النحو وإن عنى أنها حرفٌ جاء في سنخ الكلمة وليس في سلسل ولا في سلسال فيصح 'ويكون مما اتفق معناه و كان مختلفاً في المادة. [البحر المحیط ۸:۳۹۸]

''اگر زمخشری کی مراد یہ ہے کہ باء حقیقت میں زائد کر دی گئی تو درست نہیں کیونکہ علم نحو کے اندر ''ب'' ان حروف میں سے نہیں ہے جو زیادت کے لیے مقرر ہیں اور اگر یہ مطلب ہے کہ حرف باء اَثناءِ کلمہ میں آ گیا ہے اور سلسل اور سلسال میں نہیں ہے تو صحیح ہے اور یہ اُن میں سے ہو گا جو کہ معنی میں متفق ہیں اور مادہ میں مختلف ہیں۔''

سُلَيْمَانُ عليه السلام

انبیائے بنی اسرائیل میں سیدنا سلیمان علیہ السلام خاص شوکت وحشمت کے مالک تھے۔آپ سیدنا داود علیہ السلام کے فرزند اور وارث و جانشین تھے۔[سورۃ النمل ۲۷:۱۶' سورۃ ص ۳۸:۳۰]

آپ کو علم اور قوتِ فیصلہ کی فراوانی عطا ہوئی تھی۔[سورۃ النمل ۲۷:۱۵]

جوالیقی لکھتے ہیں: سُليمان عليه السلام اسم النبي عبراني' وقد تكلمت به العربُ في الجاهلية.

قال المعري: و لا أعلم أنهم سَمُّوا به...... وإنما سُمِّي الناسُ بهذا الإسم لما شاع الإسلامُ ونزل القرآن. [المعرب:۳۸۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سلیمان علیہ السلام نبی کا نام ہے۔عبرانی ہے اور عرب کے جاہلیت کے زمانے میں مستعمل ہے۔ معری کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ زمانہ جاہلیت میں کسی کا یہ نام رہا ہو البتہ جب اسلام کا نور پھیل گیا اور قرآن مجید نازل ہوا تو لوگوں نے یہ نام اپنے بچوں کے لیے رکھنا شروع کیا۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم نے جفری کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نام کی اصل عبری میں سلومون' سریانی میں شلیمو یا شلیمون اور یونانی میں سلومون ہے اور بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ سریانی سے عربی میں آیا ہے۔[المعرب' ہامش:۳۸۲]

سَنَا

قرآن مجید میں ہے: يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ. [سورۃ النور۲۴:۴۳]

''اس کی بجلی کی کوند' معلوم ہوتا ہے کہ نگاہوں کو اُچک لے گی۔''

ابن فارس نے لکھا ہے: و أمّا الذي يدُلُّ على الرفعةِ فَالسَّنَاءُ' ممدودٌ' و كذلك إذا قصرته دَلَّ على الرفعةِ' إلّا أنه مخصوصٌ' وهو الضوءُ. [معجم مقاییس اللغۃ:۱۷۴]

''سَنَاءٌ [ممدود] بلندی اور ارتفاع پر دلالت کرتا ہے اور سَنَا [مقصور] مخصوص بلندی اور ارتفاع پر یعنی روشنی کی بلندی پر۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک نظم کہی ہے جن میں ان الفاظ کو شمار کیا ہے جن کو معرب بتایا گیا ہے' اس میں سَنَا بھی مذکور ہے۔

صُرهُنَّ اِصْرِيْ وِ غِيْضَ الْمَاءُ مَعَ وِزْرٍ
ثُمَّ الرَّقِيْمُ مَنَاصٍ و السَّنَا النُّوْرُ

[فتح الباری ۸:۲۵۳]

مگر حافظ سیوطی لکھتے ہیں: عَدَّهُ الحافظ ابن حجر في نظمه ولم أقف لغيره. [الاتقان۱:۱۸۱]

''حافظ ابن حجر نے اسے معرب میں شمار کیا ہے لیکن مجھے نہیں معلوم کہ کسی اور نے بھی ایسا کہا ہو۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: و الكلمة حبشيةٌ' معناها: حَسَنٌ. [المعرب والدخیل:۱۹۹]

''حبشی زبان کا کلمہ ہے جس کا معنی حَسَنٌ [نہایت اچھے اور عمدہ] کے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُنْدُسٌ

قرآن مجید میں اس کا ذکر تین مقامات پر ہوا ہے:

يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ. [سورۃ الکھف ۱۸:۳۱]

''وہ سندس اور استبرق کی سبز پوشاک پہنیں گے۔''

يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ. [سورۃ الدخان ۴۴:۵۳]

''وہ سندس اور استبرق کی پوشاک پہنیں گے۔''

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ. [سورۃ الدہر ۷۶:۲۱]

''اُن کے اوپر سندس کا سبز اور استبرق کا لباس ہوگا۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: السُّنْدُسُ: رقيقُ الديباج، لم يختلف فيه المفسرون. [المعرب:۳۶۱]

''باریک دیبا کو سندس کہا جاتا ہے، اس میں مفسرین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

خفاجی بھی اسے معرب ہی مانتے ہیں۔ [شفاء الغلیل:۱۷۵]

ڈاکٹر عبدالرحیم نے مستشرق Dvork کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ یونانی زبان کے سَنْدِکُس سے معرب ہے۔ [المعرب:۳۶۱]

اور معجم یونانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ کلمہ آشوری زبان کے Sadu'Samutu سے ماخوذ ہے۔ [المعرب:۳۶۲]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: ضربٌ من الثياب الخضر من رقيق الديباج. فارسية. [المعرب والدخیل:۱۹۹]

''باریک سبز دیبا کا لباس ہے اور فارسی سے معرب ہے۔''

سیوطی نے شیدلہ کے حوالے سے لکھا ہے: یہ ہندی زبان کا لفظ ہے۔ [الاتقان ۱:۱۸۲]

سَيِّدَهَا

قرآن مجید میں ہے: وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۵]

''اور دونوں نے اُس کے شوہر کو دروازے پر پایا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز بن عبدالسلام سلمی اور سیوطی لکھتے ہیں:

أي: زوجها' بلسان القبط. [تفسیر العز بن عبدالسلام ۱: ۳۰۰' الاتقان ۱: ۱۸۲]

''یعنی اُس [عورت کا] شوہر۔ قبطی زبان کا لفظ ہے۔''

سِينِينَ

قرآن مجید میں ہے: وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ. [سورۃ التین ۹۵: ۲] ''اور طورِ سینین۔''

مولانا حمید الدین فراہی لکھتے ہیں: ''قرآن نے اس کو ایک جگہ طُوْرِ سَيْنَآءَ [سورۃ المؤمنون ۲۳: ۲۰] بھی کہا ہے' یعنی ایک جگہ وہ مؤنث کی صورت میں ہے اور دوسری جگہ جمع سالم کی شکل میں' اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس کی تانیث اس وجہ سے ہے کہ یہ جمع کی صفت ہے۔ جیسے عربی میں جَمْعًا اور اَجْمَعُوْنَ مستعمل ہیں۔ تورات میں کہیں سینا آیا ہے' کہیں سینیم' اور معلوم ہے کہ عبرانی میں یم جمع کی علامت ہے۔'' [مجموعہ تفاسیر فراہی: ۳۱۲-۳۱۳]

ابن جریر، عکرمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: هو الحسن' وهي لغة الحبشة' يقولون للشيء الحسن: سينا سينا...... وسينين: حسن بالحبشية. [تفسیر ابن جریر ۱۲: ۶۳۳]

''خوب صورت کے معنوں میں ہے۔ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ وہ خوب صورت چیز کو سینا سینا کہتے ہیں۔ سینین بھی حبشی زبان میں خوب صورت ہی کو کہتے ہیں۔''

جوالیقی بھی اسے معرب تسلیم کرتے ہیں۔ [المعرب: ۳۹۲]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: عبری میں یہ سینای' یونانی میں سیناوسینین اور سریانی میں طورِ سینَیٰ ہے۔

[المعرب' حاشیہ: ۳۹۲]

سِينَاءَ

قرآن مجید میں ہے:

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ. [سورۃ المؤمنون ۲۳: ۲۰]

''اور [وہ] درخت [بھی اُگایا جو] طور سینا میں پیدا ہوتا ہے' وہ روغن اور کھانے والوں کے لیے سالن کے ساتھ اُگتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: والأكثرون على أنه ليس بعربي بل هو إمّا نبطيٌّ أو حبشيٌّ، و أصل معناهُ: الحسن أو المبارك، وجوز بعضٌ أن يكون عربياً من السناءِ بالمد، وهو الرفعة أو السَّنا بالقصر وهو النور . وتعقبه أبو حيان بأنّ المادّتين مختلفتان لأن عين السناء أو السَّنا نونٌ، وعين سنا ياءٌ، وردٌّ بأنّ القائل بذلك يقول : إنه فيعالٌ، ويجعل عينه النون و ياءه مزيدةٌ وهمزته منقلبةٌ عن واوٍ . [روح المعانی ۱۸:۵۱]

''اکثر اس پر ہیں کہ سیناء عربی نہیں ہے بلکہ یا تو نبطی ہے یا حبشی اور اس کے اصل معنی اچھے یا مبارک کے ہیں، بعض اس کا عربی ہونا بھی تجویز کرتے ہیں، یا تو سَنَـآءٌ بالمد سے جس کے معنی رفعت کے ہیں یا سَنَـا بالقصر سے جس کے معنی نور کے ہیں۔ ابو حیان نے اس پر یہ ریمارکس کیا ہے کہ دونوں مادے مختلف ہیں کیونکہ سَنَآء [مد کے ساتھ] ہو یا سَنَا [قصر کے ساتھ] دونوں کا عین کلمہ نون ہے اور سِیْنَـآءٌ کا عین کلمہ یاء ہے، مگر یہ اس طرح رد کیا گیا ہے کہ جو اس کا قائل ہے وہ اس کا وزن فیعال بتاتا ہے۔ عین کلمہ نون، یاء کو زائد اور ہمزہ کو واو سے تبدیل شدہ قرار دیتا ہے۔''

شَطْرٌ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۴۴]

''تو تم اپنا رُخ مسجدِ حرام کی طرف کرو اور جہاں کہیں بھی تم ہو تو اپنے اُسی کی طرف کرو۔''

شَطْر کے معنی جہت، جانب اور طرف کے ہیں۔ مسجدِ حرام سے مراد وہ مسجدِ محترم ہے جو بیت اللہ کو اس کی ہر جہت سے ہالہ کی طرح اپنے آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ قبلہ تو دراصل بیت اللہ ہی ہے چنانچہ مسجدِ حرام کے اندر لوگ ہر چہار طرف سے بیت اللہ ہی کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں لیکن باہر والوں کے لیے یہ مسجد بھی قبلہ ہی کے حکم میں داخل ہے۔ اسی طرح امت کے لیے قبلہ کے معاملہ میں تھوڑی سی وسعت اور آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔

سیوطی نے ابن ابی حاتم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے رفیع کے حوالے سے بتایا کہ حبشی زبان میں شَطْرٌ کے معنی تِلْقَاءٌ [سمت اور جہت] کے ہیں۔ [الاتقان ۱:۱۸۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَہرٌ

ابن فارس لکھتے ہیں: یَدُلُّ علی وُضُوحِ الأمرِ وإضاءَۃٍ.[معجم مقاییس اللغۃ:۵۱۸]

”اس کے بنیادی معنی کسی معاملہ کا واضح ہونا اور روشن ہونا ہوتے ہیں۔“

قرآن مجید میں ہے: شَھرُ رَمَضانَ الَّذِیْ اُنزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِلنَّاسِ.[سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۵]

”رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر۔“

جوالیقی نے ثعلب کے حوالے سے لکھا ہے: سُمِّيَ شھرًالشھرتہ وبیانہ لأنَّ النَّاسَ یَشْھَرُونَ دخولَہ وخروجَہ.[المعرب:۴۱۰]

”مہینہ کا نام شَہرٌ اس لیے ہوا کہ لوگوں میں اس کے شروع ہونے اور گزر جانے کی شہرت ہوتی ہے۔“

جوالیقی لکھتے ہیں: بعض اہل لغت کے نزدیک شَہرٌ سریانی زبان کے کلمہ سَہرٌ کا معرب ہے۔ [المعرب:۴۱۰]

صِراطٌ

قرآن مجید میں ہے: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ.[سورۃ الفاتحۃ ۱:۶]

”چلا ہمیں سیدھی راہ۔“

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: الصِّرَاطُ لاتینيٌّ وأصلہ [Via]، Starta أي: الطریق المبلط. [المعرب، ہامش:۱۵۵]

”صراط لاطینی زبان کا لفظ ہے، جس کی اصل Strata ہے، جس کے معنی ہموار راستہ کے ہیں۔“

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الصراط: الطریقُ والشارعُ، والکلمۃ یونانیۃٌ من: Strata، استخدمھا العرب مجازًاللمنھج، والحق، والوسط.[المعرب والدخیل:۲۰۰]

”صراط کے معنی شارع اور راستہ کے ہیں۔ یہ یونانی کلمہ Strata سے ہے۔ اہل عرب نے اسے مجازاً منہج، حق اور وسط کے لیے استعمال کیا ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صُرۡهُنَّ

قرآن مجید میں ہے:فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَیۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا.[سورۃ البقرۃ٢:٢٦٠]

''تو چار پرندے لے لو اور اُن کو اپنے سے ہلا لو پھر ان کو ٹکڑے کر کے ہر پہاڑی پر اُن کا ایک ایک حصہ رکھ دو۔''

صَوَرٌ کے معنی میلان اور جھکاؤ کے ہیں۔صُرۡتُ الشَّیۡءَ یاأَصَرۡتُ الشَّیۡءَ کے معنی ہوں گے: میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرلیا' جھکالیا' اپنے سے اس کو ہلالیا۔اسی سے فَصُرۡهُنَّ ہے یعنی ان پرندوں کو اپنے سے ہلالو۔

مفسر ابن جریر لکھتے ہیں: یہ لفظ صار یصورُ اور صار یصیرُ دونوں سے پڑھا گیا ہے اور لفظ مشترک ہے بمعنی: مائل کرنا اور ہلانا اور اور پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور بعض نے کہا ہے کہ بالکسر بمعنی قطع کرنا اور بالضم بمعنی مائل کرنا اور بعض نے کہا ہے کہ بالضم تو دونوں معنوں میں مشترک ہے اور بالکسر فقط بمعنی قطع کرنا ہے۔[تفسیر ابن جریر٣:٥٣-٥٥]

اسی لحاظ سے یہ لفظ عربی ہے۔

ابن جریر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ نبطی زبان سے معرب ہوا ہے جس کے معنی قطع کرنے [یعنی: کاٹ ڈالنے] کے ہیں۔[تفسیر ابن جریر٣:٥٥]

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ذكر صاحب المغرب أن هذه اللفظة بالسريانية وقيل بالنبطية لكن المنقول أولاً يدلُّ على أنها بالعربية. [فتح الباری٨:٢٠١'تفسیر سورۃ البقرۃ]

''صاحبِ ''مغرب'' نے ذکر کیا ہے کہ یہ لفظ سریانی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ نبطی ہے لیکن سابق میں جو نقل ہوا وہ اس کو بتاتا ہے کہ یہ عربی ہے۔''

صَلَوٰتٌ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا.[سورۃ الحج٢٢:٤٠]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کرتا رہتا تو تمام خانقاہیں' گرجے' کنیسے اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے ڈھائے جا چکے ہوتے۔''

مَسَاجِد' مَسجِد کی جمع ہے' جو مسلمانوں کی مساجد کے لیے معروف ہے۔

صَوَامِع' صُومَعَۃ کی جمع ہے۔ اصلاً یہ لفظ اُن بلند پہاڑوں اور مکانوں کے لیے آتا ہے جہاں عیسائی راہب عبادت کے لیے خلوت اور گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے ہیں' اس وجہ سے اس کا ترجمہ خانقاہیں زیادہ موزوں ہے۔

بِیَعٌ' بِیعَۃٌ کی جمع ہے۔ یہ یہود اور نصاریٰ دونوں کے عبادت خانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن آگے یہود کے عبادت خانوں کے لیے الگ لفظ آیا ہے اس لیے اقرب یہ ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ کے گرجے ہیں۔ ان کے ہاں رہبانیت کے نظام کی وجہ سے خانقاہوں اور گرجوں دونوں کو یکساں اہمیت حاصل رہی ہے۔

صَلَوَاتُ' صَلَاۃٌ کی جمع ہے۔ یہ لفظ یہود کے کنیسوں کے لیے آتا ہے۔ عبرانی میں اس کی اصل صَلُوتَا ہے۔ جوالیقی کی یہی رائے ہے۔ [المعرب: ۴۱۹]

زمخشری لکھتے ہیں: سُمِّیَتِ الکنیسةُ صلاة لأنه یُصَلّٰی فیها' وقیل: هي کلمةٌ معربةٌ' أصلها بالعبرانیة صلوثا. [تفسیر کشاف ۳: ۱۶۰]

''کنیسہ کو صلاۃ اس لیے کہا گیا کہ وہاں بھی عبادت کی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ معرب ہے' جس کی اصل عبرانی میں صلوثا ہے۔''

صَنَمٌ

راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الصَّنَمُ جُثَّةٌ مُتَّخَذَةٌ مِن فِضَّةٍ أو نُحاسٍ أو خَشَبٍ کانوا یعبدونها متقربین به إلی اللّٰه تعالی' وجمعه أصنامٌ...... قال بعضُ الحکماء: کُلُّ ماعُبِدَ من دون اللّٰه' بل کلُّ مایُشغِلُ عن اللّٰه تعالی یُقال له صَنَمٌ' وعلی هذا الوجهِ قال إبراهیم علیه السلام: وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ' فمعلومٌ أنَّ إبراهیم علیه السلام مع تحققه بمعرفة اللّٰه تعالی واطلاعه علی حکمته لم یکن ممن یخاف أن یعود إلی عبادة تلك الجُثَثِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التي كانوا يعبدونها فكأنه قال:اجنبني عن الاشتغال بمايَصرِفُني عنك.

[المفردات:٢٨٦]

''اَلصَّنَمُ کے معنی بُت کے ہیں جو چاندی' پیتل یا لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا ہو۔لوگ ان چیزوں کے مجسمے بنا کراُن کی پوجا کرتے تھے اورانہیں تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔صَنَمٌ کی جمع اَصنَامٌ ہے ......بعض حکماء نے کہا ہے کہ ہروہ چیز جسے اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جائے بلکہ ہروہ چیز جوانسان کو اللہ تعالیٰ سے بےگانہ بنادے اوراس کی توجہ کوکسی دوسری جانب منعطف کردے صَنَمٌ کہلاتی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعاء مانگی تھی:وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ.

[سورۃ ابراہیم۱۴:۳۵]

''مجھےاورمیری اولاد کواس سے محفوظ رکھنا کہ ہم اَصنام کی عبودیت اختیار کریں۔''

تواس سے مرادایسی ہی چیزوں کے پیچھے لگ جانا تھا کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کواس کا اندیشہ نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ اوراُن کی اولاد بت پرستی شروع کرے گی۔''

امام رازی لکھتے ہیں:إنهم وضعواهذه الأصنام والأوثان على صورأنبيائهم وأكابرهم'و زعمو أنهم متى اشتغلوابعبادة هذه التماثيل'فإنّ أولئك الأكابر تكون شفعاء لهم عند الله تعالى و نظيره في هذا الزمان اشتغال كثير من الخلق بتعظيم قبور الأكابر على اعتقادأنهم إذاعَظَّموا قبورهم فإنهم يكونون شفعاء لهم عندالله تعالى.

[التفسیرالکبیر۶:۲۲۷'تفسیرسورۃ یونس۱۰:۱۸]

''ان مشرکوں نے یہ اَصنام واَوثان اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی صورتوں پر بنائے تھے اورانہوں نے یہ خیال کیا تھا کہ جب وہ اُن کی مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اَکابراور بزرگ اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرتے ہیں اوراس کی نظیراس زمانہ میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ بزرگوں کی قبروں کی اس اعتقاد کے تحت تعظیم کرتے ہیں کہ اس طریقہ سے وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی سفارش کرتے ہیں۔''

خفاجی لکھتے ہیں:صنم:معرب شَمَن'وهو الوثن.[شفاءالغلیل:۱۹۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"شَمَن کا معرب ہے جس کے معنی بت کے ہیں۔"

ضَنْكٌ

ارشادِ ربانی ہے: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ [سورۃ طٰہٰ ۲۰:۱۲۴]

"اور جو میری یاددہانی سے منہ اعراض کرے گا تو اس کے لیے ضیق کی زندگی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔"

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: اَلضِّيقُ و الضَّعف من الفارسية تنگ۔ [المعرب والدخیل: ۲۰۰]

"تنگی اور ضعف کو کہتے ہیں فارسی کے "تنگ" سے معرب ہے۔"

طَاغُوْتٌ

قرآن مجید میں ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ۔ [سورۃ النساء ۴:۵۱]

"ذرا ان کو تو دیکھو جنہیں کتابِ الٰہی کا ایک حصہ ملا۔ یہ جبت اور طاغوت پر عقیدہ رکھتے ہیں۔"

زمخشری لکھتے ہیں: الطَّاغوتُ: فعلوتٌ من الطُّغيان كالملكوت و الرحموت، إلّا أنّ فيها قلباً بتقديم اللام على العين، أطلقت على الشيطان أو الشياطين لكونها مصدراً و فيه مبالَغاتٌ: وهي التسمية بالمصدر، كأنّ عين الشيطان طغيانٌ، و أنّ البناء بناء مبالغة، فإنّ الرحموت: الرحمة الواسعة، و الملكوتُ: الملك المبسوط، و القلبُ، وهو للاختصاص، إذ لا تُطلقُ على غير الشيطان. [تفسیر الکشاف ۴:۱۲۰، تفسیر سورۃ الزمر ۳۹:۱۷]

"ملکوت اور رحموت کی طرح فعلوت کے وزن پر طغیان سے ہے لیکن اس میں قلب کر کے لام کلمہ کو عین پر مقدم کیا گیا ہے، یہ لفظ شیطان یا شیاطین کے لیے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ یہ مصدر ہے اور اس میں کئی مبالغے ہیں۔ [۱] مصدر سے موسوم کرتا گویا کہ شیطان کی ذات خود طغیان ہے۔ [۲] صیغہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے کیوں کہ رَحَمُوت کے معنی وسیع رحمت اور مَلَكُوت کے معنی فراخ ملک کے ہیں۔ [۳] قلب جو اختصاص کے لیے ہے کہ غیرِ شیطان کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیوطی لکھتے ہیں: حبشی زبان میں کاہن کو طاغوت کہا جاتا ہے۔ [الاتقان ۱:۱۸۲]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: و الکلمة أعجمية و لعلها سريانيةٌ لوزنها بمعنی: رئیس عقیدة الضلال. [المعرب والدخیل: ۲۰۰]

''یہ عجمی کلمہ ہے اور اس کے وزن کے پیش نظر شاید سریانی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی عقیدۂ ضلال کے رئیس کے ہیں۔''

طَالُوتُ

قرآن مجید میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۴۷]

''اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو امیر مقرر کر دیا ہے۔''

ابوالبقاء العکبری [1] لکھتے ہیں: هو اسمٌ عجميٌّ معرفةٌ فلذلك لم ينصرف و ليس بمشتق من الطولِ كما أن إسحاق ليس بمشتق من السحق و إنما هي ألفاظٌ تقاربُ ألفاظ العربية. [التبیان فی اعراب القرآن: إملاء ما مَنَّ به الرحمن: ۱۴۷-۱۴۸]

''طالوت عجمی نام ہے، معرفہ ہے اور اسی بناء پر غیر منصرف ہے اور طول سے مشتق نہیں ہے جس طرح کہ اسحاق س ح ق سے نہیں بنا ہے بلکہ یہ وہ الفاظ ہیں جو عربی الفاظ سے ملتے جلتے ہیں۔''

سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: و طالوت فيه قولان: أظهرهما أنه عَلَمٌ أعجميٌّ عبريٌّ كداود و لذلك لم ينصرف و قيل: إنه عربيٌّ من الطُّولِ و أصله طولوت كرَهَبُوت و رَحَمُوت فقلبت الواوُ أَلِفاً لتحركها و انفتاح ما قبلها و منع صرفه حينئذ للعَلَمِيَّةِ و شبه العُجمة لكونه ليس من أبنيةِ العرب و أمّا إدِّعاءُ العدلِ عن طويلٍ و القول بأنه عبرانيٌّ وَافقَ العربي فتكلُّفٌ. [روح المعانی ۲:۳۶۱]

''طالوت کے بارے میں دو قول ہیں، ان دونوں میں ظاہر تر یہ ہے کہ یہ عجمی اور عبری نام ہے جیسے

---

(۱) ایوب بن موسیٰ حسینی قریمی کفوی ابوالبقاء، حنفی قاضیوں میں سے تھے۔ کفۃ [ترکی] القدس اور بغداد میں عہدۂ قضاء پر فائز رہے ہیں۔ استانبول واپس لوٹ آئے اور وہاں ۱۰۹۴ھ=۱۶۸۳ء کو وفات پائی۔ تربۃ خالد میں دفن کیے گئے۔ [ایضاح المکنون ۲:۳۸۰، الاعلام ۲:۳۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ داود ہے اور اسی لیے غیر منصرف ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ عربی ہے۔طول سے بنا ہے'اس کی اصل طَوُلُوتٌ ہے جیسے کہ رَهَبُوتٌ اور رَحَمُوتٌ ہیں پھر چونکہ واو متحرک تھا اور اس کا ماقبل مفتوح'اس لیے واو الف سے بدل لیا گیا اور اس صورت میں اس کا غیر منصرف ہونا عَلَمِيَّتْ اور شِبہ عَجَمِيَّةْ کی بناء پر ہے کیونکہ یہ اَوزانِ عرب پر نہیں ہے لیکن اس کے متعلق طویل سے عدل کا دعویٰ کرنا یا یہ کہنا کہ یہ عبرانی ہے اور عربی کے موافق ہو گیا ہے تکلف ہے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: وطالوت اسمٌ أعجميٌ'قال الله تعالى:فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ فتركُ صرفه دليلٌ على أنه أعجميٌ'إذلو كان فَعَلُوتاً من الطُّولِ كالرَّغَبُوتِ والرَّهَبُوتِ والتَّرَبُوت لصُرِفَ. [المعرب:۴۴۷]

''طالوت عجمی نام ہے۔فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ میں اس کا غیر منصرف ہونا اس کے عجمہ کی دلیل ہے اس لیے کہ اگر یہ فَعَلُوت کے وزن پر ہوتا جیسا کہ رَغَبُوتْ رَهَبُوت اور تَرَبُوت ہیں تو یہ منصرف ہوتا۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: سریانی ہے اور اسم عَلَم مذکر ہے' جو اصل میں شاؤل ہے جو بن یامین بن سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نسل میں سے تھے۔[المعرب والدخیل:۲۰۰]

طٰہٰ

قرآن مجید میں ہے: طٰهٰ ۞ مَا اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۞ [سورۃ طٰہٰ۲۰:۱]

''طٰہٰ' ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہیں اُتارا ہے کہ تم مصیبت میں پھنس جاؤ۔''

ابن ابی شیبۃ لکھتے ہیں: حبشی/نبطی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی یا رجل کے ہیں۔

[مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۵:۴۴۸'۴۵۰'احادیث:۳۰۵۸۹'۳۰۵۹۶'۳۰۵۹۷]

حاکم نے عکرمہ از سیدنا ابن عباس علیہ السلام کے سند سے لکھا ہے:طه:هو كقولك يامحمد بلسان الحبش. [المستدرک۲:۳۷۸'تفسیر سورۃ طٰہٰ]

حاکم اور ذہبی دونوں نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طُوبٰی

قرآن مجید میں ہے: طُوبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ. [سورۃ الرعد ۱۳:۲۹]

''اُن کے لیے خوش خبری ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔''

سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن جبیر سے مروی ہے کہ حبشی زبان میں طوبیٰ جنت کا نام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندی میں اس کے معنی جنت کے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: اسمُ الجنةِ من الطيبِ لكن هذاالشكل لم يستخدمه العرب فعدُّوهاأعجميةً. وهي من الآرامية Toubo أي:السعادةُ، والعبرية : Tovأي:طيب. و قيل:هي حبشيةٍ على معنى اسم الجنة. [المعرب والدخیل:۲۰۰]

''جنت کا نام ہے۔ طِیب سے ہے لیکن عربوں نے اسے اس شکل میں استعمال نہیں کیا تو لوگوں نے اسے عجمی کلمہ سمجھا۔ آرامی زبان میں یہ Toubo ہے یعنی سعادت اور نیک بختی۔ عبری زبان میں یہ Tov ہے جس کے معنی مزیدار کے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حبشی زبان میں جنت کا نام ہے۔''

طُورٌ

قرآن مجید میں ہے: وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۶۳]

''اور ہم نے تمہارے اوپر طور کو اُٹھایا۔''

ابن قتیبہ اور جوالیقی لکھتے ہیں: طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔

[ادب الکاتب: ۳۸۴، المعرب: ۴۳۵]

ابن درید کہتے ہیں: طور معروف پہاڑ ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ ایک مخصوص پہاڑ کا نام ہے جب کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سریانی میں ہر پہاڑ کو طور ہی کہا جاتا ہے۔ [جمہرۃ اللغۃ ۲:۳۷۶]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: طورِ سیناء شام میں ایک پہاڑ ہے۔ سریانی میں اسے طوری کہتے ہیں۔ طورِی اور طورانی اس کی طرف نسبتیں ہیں، بعض لوگوں نے سریانی میں اس کی اصل طورا بتائی ہے

[المعرب، ہامش: ۴۳۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاقوت حموی لکھتے ہیں: و الطورُ في كلام العربِ: الجَبَلُ و قال بعض أهل اللغة: لا يُسَمّى طوراً حتى يكون ذَاشَجَرٍ و لايُقالُ للأجردِ طورٌ. [معجم البلدان ۴: ۴۷]

"طور عربی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ بعض اہلِ لغت نے بیان کیا ہے کہ جب تک پہاڑ میں درخت نہ ہوں اُس کو طور سے موسوم نہیں کیا جاتا چنانچہ خشک پہاڑ کو جو درختوں سے خالی ہو طور نہیں کہتے۔"

طُوًی

قرآن مجید میں ہے: اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی. [سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۱۲]

"تم طوٰی کی مقدس وادی میں ہو۔"

یاقوت لکھتے ہیں: هو إسمٌ أعجميٌّ للوادي المذكور في القرآن الكريم. [معجم البلدان ۴: ۴۴]

"یہ اس وادی کا عجمی نام ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔"

محمود بن حمزہ کرمانی لکھتے ہیں: طُوًى: ليلاً و قيل: معربٌ و من العجيب: ابن عباس علیہ السلام طوًى: رجلٌ بالعبرانية أي: يارجل. [غرائب التفسیر ۱: ۷۱۲]

"طُوًی کے معنی رات کے ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ معرب ہے۔ سیدنا ابن عباس علیہ السلام سے طُوًی کی یہ عجیب تفسیر بیان کی گئی ہے کہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی یَـارَجُل [اے شخص] کے ہیں۔"

عَادٌ

عاد سے مراد اولادِ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ہے اور یہی سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم ہے۔ یہ اپنے باپ کے نام سے موسوم ہیں جس طرح بنو ہاشم ہاشم کے نام سے۔ اور باپ کا نام اس کی قوم پر بولا جانا مجازاً شائع وذائع ہے یہاں تک کہ بعضوں نے تو اسے حقیقت ہی قرار دے دیا ہے۔ ان کے اگلوں کو عادِ اولیٰ اور پچھلوں کو عادِ آخرۃ کہا جاتا ہے۔

[تفسیر کشاف ۴: ۷۴۷، تفسیر سورۃ الفجر ۸۹: ۶، روح المعانی ۱۱: ۵۲۲-۵۲۳، تفسیر سورۃ ہود ۱۱: ۶۰]

ابن زید کہتے ہیں: قيل لها عاداً الأولى لأنهم أول أمةٍ أهلكت بعد نوح علیہ السلام.

[فتح القدیر ۲: ۹۱۰، تفسیر سورۃ النجم ۵۳: ۵۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگلوں کو عادِ اولیٰ اس لیے کہا جاتا ہے کہ سیدنا نوح ؑ کے بعد پہلی ہلاک ہونے والی قوم یہی ہے۔''

اور صالحین قومِ ہود ؑ کو جنہوں نے ایمان کی بدولت نجات پائی تھی اور اُن کی اولاد عادِ ثانیہ کہلاتی ہے۔[تفسیر خازن ۴:۲۱۵]

عاد عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

عَبَدْتَّ

قرآن مجید میں ہے: وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَدْتَّ بَنِيٓ اِسْرَاءِ يْلَ. [سورة الشعراء ۲۶:۲۲]

''اور یہ احسان ہے جو تم مجھے جتا رہے ہو جس کے عوض تم نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔''

یہ سیدنا موسیٰ ؑ نے فرعون کے اُس اظہارِ احسان کا جواب دیا ہے کہ ''کیا ہم نے تجھ کو بچپن میں اپنے اندر نہیں پالا؟'' یہ نہایت بلیغ جواب ہے۔ فرمایا کہ تم اپنا یہ احسان مجھے اپنے اس ظلمِ عظیم کو جائز ثابت کرنے کے لیے جتا رہے ہو کہ تم نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے! مطلب یہ ہے کہ یہ احسان ہے تو سہی' اس کا شکریہ! لیکن اس احسان کے بدلے میں تمہیں یہ حق تو حاصل نہیں ہوسکتا کہ تم تمام بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھو اور میں اس کے خلاف کوئی آواز نہ اُٹھاؤں۔

سیوطی نے ابوالقاسم کے لغات القرآن کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

معناهُ: قَتَلْتَ' بلغةِ النبطِ. [الاتقان ۱:۱۸۲]

''نبطی زبان میں عَبَدْتَّ کے معنی قَتَلْتَ کے ہیں۔[یعنی: تو نے قتل کیا ہے]۔''

لیکن ابوالقاسم کے علاوہ کسی عالم کا قول اس بارے میں مجھے نہ مل سکا کہ یہ لفظ معرب ہو بلکہ سارے مفسرین اسے عربی جانتے ہیں یہ تَعْبِيْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے جس کے معنی کسی کو غلام بنانے اور اپنی بندگی میں رکھنے کے ہیں۔ ابن زید کہتے ہیں تَعْبِيْدٌ کے معنی ہیں: کسی کو اتنا عاجز و ناچار کرنا کہ وہ غلاموں کے سے کام کرنے لگے۔

عَدْنٌ

قرآن مجید میں ہے: خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ. [سورة التوبة ۹:۷۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کے لیے ابد کے باغوں میں۔''

مفسر ابن جریر لکھتے ہیں: أنّ ابن عباس رضی اللہ عنہ سأل کعباً عن جَنّٰتِ عَدْنٍ، فقال: هي الكروم و الأعناب، بالسريانية. [تفسیر ابن جریر ۶:۴۱۷، تفسیر الماوردی ۲:۳۸۱]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جناب کعب الاحبار سے جَنّٰتُ عَدْنٍ کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ سریانی زبان میں اس کے معنی انگور کے ہیں۔''

یاد رہے کہ یہاں عدن کی دو تفسیریں ہیں، جو سید آلوسی بغدادی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، قيل: هو عَلَمٌ لمكانٍ مخصوصٍ بدليلِ قوله تعالى: جَنّٰتُ عَدْنٍ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ [سورۂ مریم ۱۹:۶۱] حيث وصف فيه بالمعرفة، ولِما أخرجه البزار و الدارقطني في المختلف و المؤتلف و ابن مردويه من حديث أبي الدرداء رضی اللہ عنہ قال رسول الله ﷺ: عدنٌ دارُاللّٰهِ تعالى لم ترها عينٌ و لم تخطر على قلب بشر، لايسكنها غير ثلاثة: النبيون و الصديقون و الشهداء، يقول الله سبحانه: طوبَى لمن دخلك (1) و روي عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: أنّ في الجنة قصراً له خمسة آلاف باب، عند كل بابٍ خمسة آلاف حيَرة (2) لا يدخله إلّا نبي أو صديقٌ أو شهيدٌ أو إمام عادلٌ، و قيل: العدنُ في الأصل الإستقرارُ و الثباتُ، و يقالُ: عدنَ بالمكانِ إذا أقام، و المراد به هنا الإقامة على وجه الخلود

---

(۱) البحر الزخار ۱۰:۱۷، مسند سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ عنہ حدیث: ۴۰۷۹، المعجم الاوسط طبرانی ۶:۸۶۵۵، حدیث: ۸۶۳۵، مختصر قیام اللیل: ۹۴

اس کی سند شدید ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا ایک راوی زیادۃ بن محمد انصاری ہے، جس کے بارے میں بخاری، نسائی، عقیلی اور ابو حاتم فرماتے ہیں: منکر الحدیث تھا۔ [التاریخ الکبیر ۶:۴۴۲، ترجمہ: ۱۴۹۰، الضعفاء والمتروکون، ترجمہ: ۲۲۱، الضعفاء الکبیر ۲:۹۱، الجرح والتعدیل ۳:۶۲۰، ترجمہ: ۲۸۰۶]

(۲) عند كل بابٍ خمسة آلاف حيَرة اور إمام عادلٌ کے الفاظ روح المعانی میں نہیں ہیں۔ میں نے البحر الزخار [۶:۴۴۹، حدیث: ۲۴۸۷] سے یہ اضافہ کیا ہے۔

اس کی سند میں عبداللہ بن مسلم بن ہرمز مکی ہے جو ضعیف ہے۔

[تقریب التہذیب: ۳۵۷، ترجمہ: ۳۶۱۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لأنه الفرد الكامل المناسب لمقام المدح أي : في جناتِ إقامةٍ و خلودٍ، و على هذا الجناتُ كلها جناتُ عدن. [روح المعانی ١٠: ٤١٥-٤١٦]

''کہا جاتا ہے کہ عدن ایک مخصوص مکان کا اسمِ عَلَم ہے جس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ [سورۃ مریم ١٩: ٦١] کیونکہ یہاں معرفہ کو اس کی صفت لایا گیا ہے، نیز بزار، دارقطنی نے مؤتلف ومختلف اور ابن مردویہ سے سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ عدن اللہ تعالیٰ کا [بنایا ہوا] گھر ہے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال آیا اس میں انبیاء، صدیقین اور شہداء کے علاوہ اور کوئی نہ رہنے پائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے عدن! جو تجھ میں داخل ہو جائے اُس کے لیے خوبی ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنت میں ایک قصر [بنگلہ] ہے، جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازہ پر پانچ ہزار حور ہیں، اس میں انبیاء، صدیقین اور شہداء اور عادل حکمران کے علاوہ اور کوئی نہ رہنے پائے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عدن کے معنی اصل میں استقرار اور ثبات کے ہیں۔ محاورہ ہے: عَدَنَ بِالْمَکَانِ یعنی اُس نے اس جگہ قیام کیا اور یہاں عدن سے مراد اقامت علی وجہ الخلود ہے [یعنی دائمی طور پر رہنا بسنا] اور عدن کے یہی معنی وہ فردِ کامل ہیں جو مقامِ مدح کے مناسب ہیں یعنی: جناتِ إقامةٍ و خلودٍ، اس معنی کے لحاظ سے تمام جنتیں جناتِ عدن ہیں۔''

اَلْعَرِمُ

قرآن مجید میں اہل سبا کے بارے میں مذکور ہے کہ: فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰھُمْ بِجَنَّتَیْھِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ. [سورۃ سبا ٣٤: ١٦]

''تو اُنھوں نے سرتابی کی تو ہم نے اُن پر بند کا سیلاب بھیج دیا اور اُن کے باغوں کو دو ایسے باغوں سے بدل دیا جن میں بدمزہ پھل والے درخت اور جھاؤ اور بیری کی کچھ جھاڑیاں رہ گئیں۔''

عَرِمٌ کے معنی بعض اہلِ لغت نے زوردار بارش کے لکھے ہیں اور بعض نے اس کو عَرِمَةٌ کی جمع بتایا ہے جو تہ بہ تہ اکٹھا کیے ہوئے پتھروں کے لیے آتا ہے(١) پھر یہیں سے یہ اس سد یا بند کے لیے

(١) قال ابن الأعرابي: العَرِمُ: السَّیْلُ الذي لایُطاق.......قال أبو عبیدة: العَرِمُ جمعُ العَرِمَة وهي السِّکْرُ والمُسَنَّاةُ. [تہذیب اللغۃ ٢: ٢٣٧]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی استعمال ہونے لگا جو کسی وادی کے درمیان پانی کو روکنے کے لیے بنایا جائے۔

سیوطی نے ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی اس بند کے ہیں جو بارش کا پانی پہاڑ کی گھاٹیوں میں روکنے کے لیے بنائے جاتے ہیں اور پھر ان کے پیچھے پانی جمع ہو کر آب شار کی طرح گرتا اور بالائی زمینوں کو سیراب کرتا ہے۔[الاتقان ١:١٨٢]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: یہ حبشی یا حمیری زبان کا لفظ ہے۔[المعرب والدخیل:٢٠١]

عِیسیٰ علیہ السلام

ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: عيسى اسمٌ عجميٌّ عَلَمٌ لايُصرفُ للعُجمة و العَلَمِيَّةِ، ووزنه عند سيبويه فِعْلَى، و الياءُ فيه ملحقة ببناتِ الأربعة بمنزلة ياء مِعزَى، يعني بالياءِ الألفَ سمَّاهاياءً لكتابتهم إياها ياءً. قال أبو علي: وليست للتانيث كالتي في ذِكرَى بدلالةِ صرفهم له في النكرة، وذهب الحافظ أبو عمرو عثمان بن سعيد الداني صاحب التصانيف في القراآت و عثمان بن سعيد الصيرفي وغيره إلى أنَّ وزنه فِعْلَلٌ، وردَّ ذلك الأستاذ أبو الحسن الباذش بأنَّ الواو والياءَ لايكونانِ أصلًا في بِنات الأربعة. قال بعض أصحابنا: وهذه الأسماءُ عجميةٌ، وكل أعجمي استعملته العرب فالنحويون يتكلمون على أحكامه في التصريف على الحَدِّ الذي يتكلمون في العربي، فعيسى من هذا الباب، انتهى كلامه. ومَن زعمَ أنه مشتقٌ من العيسِ وهو بياضٌ يخالطُ شقرة فغير مصيب، لأنَّ الإشتقاق العربي لايدخل على الأسماء الأعجمية.

[البحر المحیط ١:٢٩٧، بذیل سورۃ البقرۃ ٢:٨٧]

"عیسیٰ عجمی نام ہے جو عَلَمِیّت اور عجمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ سیبویہ کے نزدیک اس کا وزن فِعْلَی ہے اور اس میں یاء وہ ہے جو رباعی کے ساتھ ملحق ہوتی ہے جیسا کہ مِعْزَی کی یَاء ہے اور یَاء سے مراد یہاں الف ہے، چونکہ اس کی کتابت بشکلِ یَاء ہوتی ہے اس لیے اس کو یَاء کہتے ہیں۔ ابو علی نے کہا ہے کہ یہ تانیث کی یَاء نہیں ہے جس طرح ذِکرَی میں ہے کیونکہ جب یہ نکرہ ہوتا ہے تو اس کو منصرف کر لیتے ہیں۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن سعید دانی۔ جو فنِ قراءت میں صاحبِ تصانیف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اور عثمان بن سعید صیرفی وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ اس کا وزن فِعْلَلٌ ہے لیکن استاذ ابو الحسن الباذش نے اس کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ یاء اور واو رباعی میں اصلی نہیں ہوا کرتے' ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہ عجمی نام ہے اور جس عجمی نام کو اہلِ عرب استعمال کرتے ہیں تو نحوی اس کے احکامِ تصریفی پر اسی حد تک کلام کیا کرتے ہیں کہ جس حد تک عربی زبان سے اس کا تعلق ہوتا ہے' چنانچہ عیسیٰ بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ عَیَسٌ سے مشتق ہے اور عَیَس اس سپیدی کو کہتے ہیں جو مائل بسرخی ہو اُس نے غلطی کی ہے کیونکہ عربی اشتقاق عجمی ناموں میں نہیں چلا کرتا۔''

جوہری لکھتے ہیں: وعيسى اسمٌ عبراني أو سرياني' والجمعُ: العِيسَون بفتح العين و النسبة إليه عِيسَوِيٌّ و عِيْسِيٌّ. [الصحاح ٣: ٩٥٥]

''عیسیٰ عبرانی یا سریانی نام ہے اس کی جمع عیسَون [سین کے زبر کے ساتھ] ہے اور اس کی طرف نسبت عِیسَوِيٌّ اور عِیْسِيٌّ ہے۔''

جوالیقی اسے عبرانی زبان کا لفظ کہتے ہیں۔ [المعرب: ٤٥٢]

زمخشری لکھتے ہیں: عیسیٰ سریانی میں یشوع ہے۔ [تفسیر الکشاف ١: ١٦١' بذیل سورۃ البقرۃ ٢: ٨٧]

غَسَّاقٌ

قرآن مجید میں ہے: لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ۝ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝

[سورۃ النبا ٧٨: ٢٤-٢٦]

''نہ اس میں کوئی ٹھنڈک نصیب ہوگی' نہ گرم پانی اور پیپ کے سوا کوئی پینے کی چیز' بدلہ اُن کے عمل کے موافق۔''

جوالیقی اور ابن جوزی لکھتے ہیں: أنّ الغَسَّاقَ: البارِدُ المُنتِنُ بلسان الترك. وقيل: هو فَعَّالٌ مِن غَسَقَ يَغْسِقُ' فعلى هذا يكون عربياً. [المعرب: ٤٦١' واللفظ له' فنون الافنان: ١١٦]

''ترکی زبان میں غَسَّاقٌ کے معنی ٹھنڈے اور بدبودار پانی کے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ غَسَقَ یَغْسِقُ سے فَعَّالٌ کے وزن پر ہے' اسی بنیاد پر یہ عربی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خفاجی لکھتے ہیں: غَسَّاقٌ: بارِدٌ مُنتِنٌ. قیل: هو عربيٌّ، وقیل معرَّبٌ. [شفاء الغلیل: ۲۲۱]

''غَسَّاق کے معنی ٹھنڈے اور بدبودار پانی کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عربی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ معرب ہے۔''

غِیضَ

قرآن مجید میں ہے: وَقِيلَ يٰٓأَرْضُ ابْلَعِى مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ أَقْلِعِى وَغِيضَ الْمَآءُ وَقُضِىَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ. [سورۂ ہود ۱۱: ۴۴]

''اور حکم ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی اُتار دیا گیا اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور کشتی کوہِ جودی کو جا لگی۔''

اِقلَاعٌ کے معنی کسی کام سے رک جانے کے بھی ہیں۔ يٰسَمَآءُ أَقْلِعِى أي: إمسكي من المطر.

وَغِيضَ الْمَآءُ، یعنی چڑھا ہوا پانی نیچے اُتر گیا۔ غَاضَ يَغِيضُ لازم اور متعدی دونوں آتا ہے۔

غَاضَ الْمَآءُ: پانی اتر گیا۔ غَاضَ الْمَآءَ: پانی کو اُتار دیا۔ یہاں متعدی استعمال ہوا ہے۔

اَلْجُودِيُّ: کوہستانِ اَراراط کی ایک چوٹی کا نام ہے۔

سیوطی لکھتے ہیں: قال أبو القاسم: غِيضَ: نَقَصَ، بلغة الحبشة. [الاتقان ۱: ۱۸۲]

''ابو القاسم کا قول ہے کہ غِیضَ حبش کی زبان میں کم کر دینے کے معنی میں آتا ہے۔''

فَرْثٌ

ارشادِ ربانی ہے: نُسْقِيكُم مِّمَّا فِى بُطُونِهِ مِنۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِينَ.

[سورۃ النحل ۱۶: ۶۶]

''ہم اُن کے پیٹوں کے اندر کے گوبر اور خون کے درمیان سے تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں، پینے والوں کے لیے نہایت خوش گوار۔''

فَرْثٌ: واحد ہے، وہ گوبر جو جانور کی آنتوں کے اندر ہو۔ اس کی جمع فُرُوثٌ ہے اسی کو فُرَاثَةٌ بھی کہتے ہیں۔ فَرِثَ فَرْثًا: سیر ہو گیا۔ فَرِثَ الْقَوْمُ: قوم منتشر ہو گئی۔ [القاموس المحیط ۱: ۱۷۵]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ [المعرب والدخیل: ۲۰۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِردَوس

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا. [سورۃ الکہف۱۸:۱۰۷]

''بے شک جولوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک کام کیے اُن کے لیے فردوس کے باغوں کی ضیافت ہے۔''

ابومنصوراز ہری لکھتے ہیں: قال الزجاج: الفردوسُ أصله روميٌّ أعربَ، وهو البستانُ، كذلك جاء في التفسير، وقد قيل: الفردوس تعرفه العرب، ويسمّى الموضعُ الذي فيه كرمٌ فردوساً. [تہذیب اللغۃ ۱۳:۱۰۴]

''زجاج کہتے ہیں: فردوس کی اصل رومی زبان سے ہے، جسے معرب کیا گیا ہے۔ باغ کو کہا جاتا ہے۔ تفسیر میں ایسا ہی آیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرب فردوس کو جانتے ہیں اور جس جگہ انگور ہوں اسے فردوس کہتے ہیں۔''

خفاجی لکھتے ہیں: اسم الجنّةِ، عربيةٌ، وقيل: معربةٌ. [شفاء الغلیل:۲۲۹]

''عربی میں جنت کا نام ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ معرب ہے۔''

فیروز آبادی لکھتے ہیں: الفِردوس: بالكسرِ، الأوديةُ التي تُنبتُ ضُروباً من النبتِ، والبستان يجمعُ كل مايكون في البساتين، تكون فيه الكروم، وقد يؤنّثُ، عربيّةٌ أو روميّةٌ نُقِلَتْ أو سريانيّةٌ. [القاموس المحیط ۱:۷۷۰]

''فِردوس [فاء کے زیر کے ساتھ] اس باغ کو کہتے ہیں جس کے اندر انگور اور ہر طرح کے پھل پھول ہوں، اسے مؤنث بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عربی ہے یا رومی اور یا سریانی سے عربی میں در آیا ہے۔''

جوالیقی کی بھی یہی رائے ہے۔ [المعرب:۴۷۰]

ابن درید لکھتے ہیں: من الفَرْدَسَةِ بمعنى السعةِ. [جمہرۃ اللغۃ ۲:۳۲۳]

''فَرْدَسَةِ سے ہے جس کے معنی سعت وفراخی کے ہیں۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: والصوابُ أنه معربٌ من اليونانية وأصله بَرَادِيْسُسْ، والسين في آخره أداة الرفع، وبحذفها يبقي بَرَادِيْس فصادَفَ بناؤه بناء الجمع، فعدُّوهُ جمعاً، و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قالو اللمفرد فرْدَوْسٌ. [المعرب' ہامش: ۴۷۰]

''درست بات یہ ہے کہ یہ یونانی سے معرب ہے۔ یونانی زبان میں اس کی اصل بَرَادِیْسُسْ ہے جس کے آخر میں سین حرف رفع ہے' اس کے حذف کرنے سے بَرَادِیْس ہوا جو عربی زبان میں جمع کا وزن ہے' اس لیے اسے جمع کے لیے استعمال کرنے لگے اور واحد کو فردوس کہنے لگے۔''

آگے لکھتے ہیں: یونانی کلمہ بَرَادِیْس قدیم فارسی سے ماخوذ ہے جس کی اصل Pairidaeza ہے جسے زنفون یونانی نے یونانی لغت میں داخل کیا اور ملوکِ فارس کے باغوں کے لیے اسے استعمال کیا۔ مستشرق جفری نے مقدمہ برہان کے صفحہ: ۱۴ میں لکھا ہے کہ قدیم فارسی میں اس کا تلفظ بالیز ہے۔ یہ لفظ یونانی کلمہ سے فَرْدِیْسَا بن کر سریانی میں داخل ہوا اور وہیں سے اکثر یورپی زبانوں میں Paradise بن کر شامل ہوا۔ [المعرب' ہامش: ۴۷۰-۴۷۱]

فِرْعَوْنُ

ابن درید اور جوالیقی لکھتے ہیں: یہ عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ [جمہرۃ اللغۃ: ۷۶۷' المعرب: ۴۷۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ فرعون عبری میں برعوہ ہے۔ [المعرب' ہامش: ۴۷۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم یہ بھی لکھتے ہیں: وأصله بالسريانية برعون' وهو من بَرْعُوه بالعبرية' والكلمة من اللغة القبطية بمعنى البيت العظيم' وكان يُطلقُ أوّلاً على مجلس الملك' ثم على الملك نفسه' ومن الكلمة العبرية نفسها Paraoh.

[الاعلام باصول الاعلام فی قصص الانبیاء علیہم السلام: ۱۴۰]

''سریانی میں اس کی اصل برعون ہے' جو عبری کے برعوہ سے ماخوذ ہے۔ اس کلمہ کا تعلق قبطی [مصری] زبان سے ہے جس کے معنی بڑے گھر کے ہیں۔ ابتداء میں بادشاہ کے دربار پر اس کا اطلاق کیا جاتا تھا پھر اس سے مراد شاہِ مصر کی ذات ہوتی تھی۔ عبری میں اس کا تلفظ Paraoh ہے (۱)۔''

---

(۱) اصل میں فاراہ اَوہ تھا۔ مصری زبان میں فارا کے معنی محل اور اَوہ کے معنی اونچا اور بڑا تھا' یعنی محل کبیر وعالی۔ اس سے مراد شاہِ مصر کی ذات ہوتی تھی جیسے خلافتِ عثمانی کے زمانہ میں بابِ عالی سے مراد خلیفہ کی ذات ہوتی تھی۔ [لغات القرآن' عبدالرشید نعمانی ۵: ۴۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُوْمٌ

ارشادِ ربانی ہے: يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا. [سورۃ البقرۃ ۲:۶۱]

''ہمارے لیے اُن چیزوں میں سے نکالے جو زمین اُگاتی ہے اپنی سبزیوں، ککڑیوں اور لہسن میں سے۔''

ابن قتیبہ لکھتے ہیں: هو الثوم، والعرب تبدل الثاءَ بالفاءِ فيقولون جَدَث و جَدَف، و المَغَاثِير و المَغَافِير. وهذا أعجب الأقاويل إليَّ. [غریب القرآن:۵۱]

''فُوم اصل میں ثُوم [تھوم] تھا ثاء کو فاء سے بدل دیا جیسا کہ عرب جَدَث کو جَدَف اور مَغَاثِیر کو مَغَافِیر کہتے ہیں اور یہ قول مجھے بہت پسند ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ قدیم سامی زبان کا لفظ ہے، جس کا استعمال گیہوں، مسور کی دال اور سارے غلے دانوں کے لیے کیا جاتا ہے اور یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ ثُوم میں ایک لغت ہے۔ [المعرب والدخیل:۲۰۱]

الْفِيْلُ

ارشادِ ربانی ہے: أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ. [سورۃ الفیل ۱۰۵:۱]

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا [معاملہ] کیا؟''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: و الفيل تعريبُ پيل بالفارسية. [المعرب، ہامش:۳۶۰]

''عربی کا فِیلٌ فارسی کے پیل کا معرب ہے۔''

فیروز آبادی لکھتے ہیں: الزندبيل: الفيل العظيم معرب. [القاموس المحیط ۲:۱۳۳۶]

''زندبیل بڑے ہاتھی کو کہتے ہیں۔ معرب ہے۔''

مرتضٰی زَبیدی لکھتے ہیں: الزندبيل: معربُ زنده پيل، ومعناهُ بالفارسية: الفيلُ الحيُّ.

[تاج العروس ۷:۳۶۲]

''زندبیل: زندہ پیل کا معرب ہے اور فارسی میں اس کے معنی زندہ ہاتھی کے ہیں۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: هذا ليس بصحيح، لأنَّ زنده بمعنى الحي بكسر الزاي، و زَنده

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بفتحها الضخم......وضبط صاحب البرهان زِنده بيل بكسر الزاي، وهذا خطأ إذ أصله بالفهلوية Zandakpil بالفتح. [المعرب، ہامش: ۳۵۹-۳۶۰]

"یہ بات نادرست ہے اس لیے کہ جب یہ لفظ زندہ کے معنوں میں آتا ہے اُس وقت اس کے حرف ز کا زیر پڑھا جاتا ہے، جب کہ زَندبیل میں ز مفتوح ہے۔ صاحب برہان نے اسے زِندہ بیل ضبط کیا ہے، یہ اس لیے نادرست ہے کہ یہ پہلوی زبان میں Zandakpil ہے جس میں ز کا فتحہ پڑھا جاتا ہے۔"

قَارُون

ابوحیان لکھتے ہیں: قارون اعجمی نام ہے۔ عُجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

[البحر المحیط ۷: ۱۳۱]

بائبل کا قورح ہی قرآن کا قارون ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی پہلی صدی عیسوی کے ممتاز مورخ یوسفوس "Josephus" کی کتاب "Antiquities of the Jews iv 2:2" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قورح ایک ممتاز حیثیت کا یہودی تھا۔ اپنی خاندانی حیثیت سے بھی اور اپنی دولت کے سبب سے بھی۔ اُس نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو انتہائی بلند عظمت حاصل تھی۔ وہ اس بات سے ناخوش تھا اور اس وجہ سے اُس نے حسد کرنا شروع کیا [وہ موسیٰ علیہ السلام کے قبیلے ہی سے تھا اور اُن کا قرابت دار تھا] اُس کو خاص طور پر شکایت تھی کہ وہ اپنی بے انتہا دولت کے سبب اور اس وجہ سے بھی کہ وہ خاندانی وجاہت میں موسیٰ علیہ السلام سے کم نہ تھا، اس معزز منصب کا زیادہ مستحق تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا۔" [تفسیر ماجدی انگریزی ۳: ۳۵۳]

جہاں تک قارون کے خزانوں کی کنجیاں لادنے کا تعلق ہے تو یہودی دائرۃ المعارف "Jewish Encyclopaedia" [جلد ۷: ۵۵۶] میں مذکور ہے کہ:

"قورح کے خزانوں کی کنجیاں تین سو خچروں پر لادی جاتی تھیں۔"

[تفسیر ماجدی انگریزی ۳: ۳۵۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَاسِيَةٌ

ارشادِ ربانی ہے:فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً.[سورۃ المائدۃ۵:۱۳]

’’پس اُن کے اپنے عہد کو توڑ دینے کے سبب سے ہم نے اُن پر لعنت کر دی اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا۔‘‘

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:علی قراءۃ قَسِيَّةٍ أي:رديئةٍ،وھي أعجمية من غير أن يُحددوا.

[المعرب والدخیل:۲۰۲]

’’اس کی ایک قراءت قَسِيَّة ہے،جس کے معنی ردی اور بے کار کے ہیں،اس اعتبار سے یہ عجمی ہے مگر انہوں[اہل زبان] نے اس کی تحدید نہیں کی[یعنی یہ نہیں بتایا کہ کس زبان سے معرب ہے]۔‘‘

ابوحیان لکھتے ہیں:قال ابن عباس ﷺ:جافيةٌ جافةٌ،وقيل:غليظةٌ لاتلينُ،وقيل:منكرةٌ لا تقبل الوعظ،و كل ھذا متقاربٌ،وقسوة القلبِ غلظه وصلابته حتى لاينفعل الخير،و قرأ الجمهور من السبعةِ قٰسِيَةً اسم فاعل من قَسٰى يَقْسُو،و قرأ عبدالله و حمزة و الكسائی قَسِيَّةً بغير ألف و بتشديد الياء وھي فعيلٌ للمبالَغةِ كشاھد و شهيد......قال الفارسي: ھذه اللفظة معربة وليست بأصل في كلام العرب.[البحر المحیط۳:۴۴۵]

’’سیدنا ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں:ان کو دلوں کو سخت کیا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے دل ایسے سخت و غلیظ ہوئے کہ نرم نہ ہو پاتے تھے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ حق کو برا جان کر اسے قبول نہیں کرتے تھے اور یہ ساری چیزیں متقارِب ہیں اور دل کی سختی یہی تو ہے کہ وہ اتنے سخت ہو جائیں کہ حق کے لیے اُن میں نرمی نہ رہے۔قراءِ سبعہ میں سے جمہور نے اسے قَسٰی یَقْسُو سے اسم فاعل قَاسِيَةً پڑھا ہے،جب کہ عبداللہ،حمزۃ اور کسائی نے اسے بغیر الف اور یاء کے تشدید کے ساتھ قَسِيَّةً پڑھا ہے جو فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے جیسا کہ شاہد اور شہید...... فارسی کہتے ہیں:اس دوسری صورت میں یہ لفظ معرب ہے اور بنیادی طور پر عربی لفظ نہیں ہے۔‘‘

زمخشری لکھتے ہیں:و قرأ عبدالله:قَسِيَّةً،أي:رديةً مغشوشةً،من قولهم:دِرهَمٌ قسِيٌّ،و ھو من القسوةِ،لأنّ الذھب و الفضة الخالصَين فيهما لِيْنٌ،و المغشوش فيه يبسٌ و صلابةٌ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[تفسیر الکشاف ۱:۶۱۵]

''عبداللہ نے اسے قَسِیَّۃً پڑھا ہے' یعنی ردی اور کھوٹ بھرا۔ عرب کہتے ہیں: دِرهَمٌ قَسِيٌّ یعنی کھوٹ بھرا درہم' یہ قسوت [سختی] سے ہے اس لیے کہ سونا چاندی خالص ہونے کی صورت میں نرم ہوتے ہیں اور ملاوٹ کی صورت میں سخت اور خشک۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: و درهمٌ قَسِيٌّ وإنما هو تعريب قاش' ويقال: هو فعيلٌ من القسوة أي: فضّةٌ رديئةٌ صُلبةٌ ليست بلينةٍ. [المعرب:۴۹۶]

''درهمٌ قسيٌّ میں قسيٌّ قاش سے معرب ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قَسوَۃٌ سے ہے یعنی ایسی بے کار اور ردی چاندی جو سخت ہو اور نرم نہ ہو۔''

ابن قتیبہ بھی دِرهَمٌ قَسِيٌّ میں قَسِيٌّ کو قاش سے معرب کہتے ہیں اور ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ قَسوَۃٌ سے فَعِیلٌ کے وزن پر ہے۔ [ادب الکاتب:۳۸۹]

قِرطَاسٌ

ارشادِ ربانی ہے: وَلَوۡ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ كِتَٰبٗا فِي قِرۡطَاسٖ فَلَمَسُوهُ بِأَيۡدِيهِمۡ لَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّا سِحۡرٞ مُّبِينٞ. [سورۃ الانعام ۶:۷]

''اور اگر ہم تم پر کوئی ایسی کتاب اُتارتے جو کاغذ میں لکھی ہوئی ہوتی اور یہ اس کو اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے جب بھی یہ کفر کرنے والے یہی کہتے کہ بس یہ تو ایک کھلا ہوا جادو ہے۔''

قرآن مجید میں ہے: قُلۡ مَنۡ أَنزَلَ ٱلۡكِتَٰبَ ٱلَّذِي جَآءَ بِهِۦ مُوسَىٰ نُورٗا وَهُدٗى لِّلنَّاسِۖ تَجۡعَلُونَهُۥ قَرَاطِيسَ تُبۡدُونَهَا وَتُخۡفُونَ كَثِيرٗاۖ. [سورۃ الانعام ۶:۹۱]

''ان سے پوچھو وہ کتاب کس نے اُتاری جس کو موسیٰ [علیہ السلام] روشنی اور لوگوں کی ہدایت کے لیے لے کر آئے' جس کو تم ورق ورق کر کے کچھ کو ظاہر کرتے ہو اور زیادہ کو چھپاتے ہو۔''

قَرَاطِیس قِرطَاسٌ کی جمع ہے۔ قِرطَاسٌ لکھنے کے صحیفہ اور ورق کو کہتے ہیں' عام اس سے کہ وہ کسی چیز سے بھی بنایا گیا ہو۔ اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہوں گی جو اس زمانے میں لکھنے کے کام آتی تھیں۔ یہ بات یہاں ملحوظ رہے کہ یہود نے تورات کو اس شکل میں جمع نہیں کی تھی جس شکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلمانوں نے قرآن مجید کو مابین الدفتین [ددگتوں کے درمیان] جمع کیا بلکہ اُنہوں نے اس کو مختلف اَجزاء میں تقسیم کرلیا تھا اور ہر جزو کو الگ الگ قلم بند کیا تھا' اس طرح ان کو اس کی ان تعلیمات اور پیشین گوئیوں کے چھپانے کا آسانی سے موقع مل جاتا تھا جن کو وہ اپنی خواہشات اور مصالح کے خلاف پاتے۔ جب ایک کتاب کے اَجزاء الگ الگ گرّاسوں کی شکل میں ہوں اور اس پراجارہ داری بھی ایک مخصوص گروہ کی ہو تو وہ بڑی آسانی سے یہ کرسکتا ہے کہ اس کے جس جزو کو چاہے اپنے مخصوص حلقے سے باہر کے لوگوں کے علم میں نہ آنے دے۔ قرآن مجید نے یہود پر کتابِ الٰہی کے اِخفاء کا جو جرم عاید کیا ہے اُس کی ایک نہایت سنگین شکل یہ بھی تھی۔

جوالیقی لکھتے ہیں: قد تكلموا به قديماً' ويُقال: إنَّ أصله غير عربي. [المعرب:۵۲۹]

''عربوں کے کلام میں قدیم سے اس پر تکلم چلا آرہا ہے' کہا گیا ہے کہ اس کی اصل غیر عربی ہے۔''

خفاجی اسے معرب جانتے ہیں۔ [شفاء الغلیل:۲۴۳]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: قرطاس صحیفہ اور خارطہ کے معنوں میں یونانی زبان میں مستعمل ہے۔

[المعرب والدخیل:۲۰۱]

اَلْقِسْطُ

اسمِ مصدر ہے۔ قرآن مجید میں ہے: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ. [سورۃ آل عمران۳:۱۸]

''اللہ' فرشتوں اور اہل علم کی گواہی ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عدل وقسط کا قائم رکھنے والا ہے۔''

قرطبی مفسر اور خطیب شربینی نے مجاہد کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

القِسطُ: العدلُ' بالرُّومية. [تفسیر القرطبی ۱۷:۱۳۶' سراج المنیر ۴:۱۶۱' تفسیر سورۃ الرحمٰن ۵۵:۹]

''رومی زبان میں قسط کے معنی عدل کے ہیں۔''

امام بخاری لکھتے ہیں: يقالُ: القِسطُ: مصدر المُقسِط' وأما القاسط: فهو الجائر.

[صحیح بخاری ۸:۲۷۴' کتاب التوحید [۹۸] باب قول اللہ تعالیٰ: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ [۵۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہا گیا ہے کہ قِسط مُقسِطُ بمعنی عادل کے لیے مصدر ہے اور قَاسِطُ کے معنی جائر یعنی ظالم کے ہیں۔''

اَصمعی، ابن السکیت اور ابن الانباری لکھتے ہیں:

قَسَطَ: جَارَ، و أَقْسَطَ، بالألف: عَدَلَ، لاغیر، قال اللہ جل ثناؤہ: وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ [سورۃ المائدۃ ۵:۴۲] أي: العادلین، وقال في الجائرین: وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا. [سورۃ الجن ۷۲:۱۵]

[الاضداد، اصمعی: ۱۹، برقم: ۲۱، الاضداد، ابن السکیت: ۱۷۴، برقم: ۲۹۳، الاضداد، ابن الانباری: ۵۸، برقم: ۲۷]

''قَسَطَ جَارَ کے معنوں میں مستعمل ہے، اُس نے ظلم کیا اور اَقْسَطَ عَدَلَ کے معنوں میں، یعنی اُس نے انصاف کیا۔ قرآن مجید میں ہے: وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ.

[سورۃ المائدۃ ۵:۴۲]

اس میں اَلْمُقْسِطِیْنَ کے معنی اَلْعَادِلِیْنَ کے ہیں اور جائرین [ظالموں] کے بارے میں وارِد ہے کہ: وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا. [سورۃ الجن ۷۲:۱۵]۔''

ابن فارِس نے بھی اس لفظ کو اَضداد میں سے شمار کیا ہے۔ [معجم مقاییس اللغۃ: ۸۵۶]

اَلْقِسْطَاسُ

ارشادِ ربانی ہے: وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳۵، سورۃ الشعراء ۲۶:۱۸۲]

''اور وزن صحیح ترازو سے کرو۔''

امام بخاری اور ابن ابی شیبہ (۱) لکھتے ہیں: قال مجاهد: القسطاسُ: العدلُ بالرومیةِ.

[صحیح بخاری ۸:۲۷۴، کتاب التوحید [۹۸] باب قول اللہ تعالی: وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطِ [۵۸] مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵:۴۴۹، روایت: ۳۰۵۹۳]

(۱) عبداللہ بن محمد بن قاضی ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان بن خُواستی العبسی، مولاہم الکوفی، ابوبکر ۱۵۹ھ = ۷۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ حدیث اور حنفی فقیہ تھے۔ ۲۳۵ھ = ۸۴۹ء کو وفات پائی۔ امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ اور امام علی ابن المدینی کے اَقران میں سے تھے۔ [سیر أعلام النبلاء ۱۱:۱۲۲، الاعلام ۴:۱۱۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجاہد نے قسطاس کے بارے میں فرمایا ہے کہ رومی زبان میں عدل کو کہتے ہیں۔''

ثعالبی' ابن قتیبہ اور فیروز آبادی بھی اسے رومی سے معرب جانتے ہیں۔

[فقہ اللغۃ:۳۱۸' باب:۲۹ فصل:۵' ادب الکاتب:۳۸۴' القاموس المحیط ۱:۷۷۵]

ڈاکٹر عبدالرحیم نے فلیشر Fleischer کے حوالے سے لکھا ہے کہ لاطینی میں اس کی اصل Constans ہے' جس کے معنی مستقیم اور سیدھے کے ہیں۔[المعرب' ہامش:۴۸۸]

قَسْوَرَةٌ

ارشادِ ربانی ہے: کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۞ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۞[سورۃ المدثر ۷۴:۵۰-۵۱]

''گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہوں جو شیر سے ڈر کے بھاگے ہوں۔''

مفسر ابن جریر سیدنا ابن عباس ﷺ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

هو بالعربية: الأسد' و بالفارسية: شار' و بالنبطية: أريا' و بالحبشية: قسورةٌ.

[تفسیر ابن جریر ا:۳۱' ۱۲:۳۲۲-۳۲۳]

''عربی میں اسے اسد' فارسی میں شار' نبطی میں اریا اور حبشی میں قسورۃ کہتے ہیں۔''

قِسِّيْسٌ

ارشادِ ربانی ہے: لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ. [سورۃ المائدۃ ۵:۸۲]

''تم ایمان والوں کی دشمنی من سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے' اور اہلِ ایمان کی دوستی سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنھوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کے اندر عالم اور راہب ہیں اور یہ تکبر نہیں کرتے۔''

قِسِّيْسٌ اور رُهْبَانٌ کے اَلفاظ عرب کے نصاریٰ اپنے علماء اور زاہدوں کے لیے بولتے تھے جس طرح یہود اپنے علماء اور فقہاء کے لیے رِبِّیٌّ' رَبَّانِیٌّ اور اَحْبَارٌ استعمال کرتے تھے۔ یہ اَلفاظ اہلِ کتاب ہی کے واسطہ سے عربی میں آئے۔ چونکہ عرب کے یہود و نصاریٰ کی عام زبان عربی تھی'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں بڑے شاعر اور ادیب تھے اس وجہ سے ان کی یہ دینی اصطلاحیں عربی ادب میں معروف و مقبول ہو گئیں۔

سیوطی اسے معرب تسلیم کرتے ہیں۔[المہذب:۱۰۷]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: اَلْقِسُّ و القِسِّيْسُ: الشيخ بالسُّريانية، مرتبته بين الشَّمَّاس و الأسقف. [المعرب والدخیل:۲۰۲]

''قس اور قسیس سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی شیخ [بڑے استاذ] کے ہیں، جس کا رُتبہ شماس اور اُسقف کے درمیان ہے۔''

لیکن راغب کے کلام سے اس کا عربی ہونا مترشح ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

وأصلُ القَسِّ: تَتَبُّعُ الشيء و طلبه بالليل، يقالُ: تَقَسَّسْتُ أصواتَهم بالليل أي: تتبَّعتُها، و القَسقَاسُ و القَسقَسُ: الدليل بالليل. [المفردات:۴۰۳]

''اصل میں قَسٌّ کے معنی رات کے وقت کسی چیز کی جستجو کرنے کے ہیں، چنانچہ محاورہ ہے کہ: تَقَسَّسْتُ أصواتهم بالليل یعنی: میں نے رات کے وقت اُن کے آوازوں کی جستجو کی۔ قَسقَاسٌ اور قَسقَسٌ کے معنی رات کے وقت رہنمائی کرنے والے کے ہیں۔''

قِطَّنَا

قرآن مجید میں ہے: وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ. [سورۃ ص ۳۸:۱٦]

''اور اُنہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہمارا حساب روزِ حساب سے پہلے ہی چُکا دے۔''

ابن حسنون لکھتے ہیں: يعني: كتابنا بلغةٍ توافق لغة النبط. [لغات القرآن:۱۰]

''یعنی ہمارا اعمال نامہ، نبطی لغت کے موافق ہے۔''

سیوطی نے بھی ابوالقاسم اور واسطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ نبطی زبان کا لفظ ہے۔

[الاتقان ۱:۱۸۲، المہذب:۱۰۹]

قُفْلٌ

ارشادِ ربّانی ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا. [سورۃ محمد ۴۷:۲۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں۔''

راغب لکھتے ہیں: القُفْلُ جمعهُ أقفالٌ...... والقَفِيْلُ: اليابسُ من الشيء إمّا لكون بعضه راجعاً إلى بعضٍ في اليبوسةِ، وإمّا لكونه كالمُقْفَلِ لصلابته، يُقال: قَفَلَ النبَاتُ وقَفَلَ الفَحلُ، وذلك إذا اشتدَّ هَيَاجُهُ فَيَبِسَ من ذلك وهَزُلَ. [المفردات:۴۰۹]

''القُفْلُ تالا، اس کی جمع أقفالٌ ہے...... القَفِيْلُ خشک چیز کو کہتے ہیں اس لیے کہ خشک ہونے کی وجہ سے اس کے اجزاء ایک دوسرے کی طرف لوٹ آتے ہیں اور یا اس لیے کہ صلابت کی وجہ سے گویا اس پر قفل لگ جاتا ہے۔ محاورہ ہے: قَفَلَ النبَاتُ یعنی نباتات خشک ہو گئی اور قَفَلَ الفَحلُ یعنی سانڈھ مستی سے دبلا پتلا ہو گیا۔''

جوالیقی نے ابو ہلال کا قول نقل کیا ہے کہ یہ فارسی سے معرب ہے جو اصل میں کُوفَل تھا۔

[المعرب:۵۲۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: والصواب ماقاله أبو هلال وهو فارسي معربٌ وأصله كُوبَلة بالباء الفارسيةِ، ومنه بالسريانية: قُوفلا. [المعرب، حاشیہ:۵۲۹]

''درست بات ابو ہلال کی ہے کہ یہ فارسی سے معرب ہے، اور اس کی اصل کُوپلہ ہے جو سریانی میں قوفلا ہوا۔''

قَلَمٌ

قرآن مجید میں ہے: وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. [سورۃ القلم ۶۸:۱]

''قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: هو قلم الكتابةِ، والكلمةُ يونانيةٌ، ووردت جمعاً على معنى أسهم القمار في قوله تعالى: وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ.

[المعرب والدخیل:۲۰۲]

''یہ لکھنے ہی کا قلم ہے۔ یونانی کلمہ ہے اور اس کا استعمال جمع کی صورت میں قرعے کے تیروں کے لیے سورۃ آل عمران ۳:۴۴ میں ہوا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَقلام سے مراد قرعے کے تیر ہیں۔ جوئے کے تیروں کا استعمال تو شریعت میں حرام ہے لیکن قرعے کے لیے تیروں کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔ حقوق مُساوی ہونے کی صورت میں تصفیہ نزاع کے لیے قرعے کا طریقہ بالکل جائز ہے۔

اَلْقُمَّلُ

قرآن مجید میں ہے: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ. [سورۃ الاعراف ۷:۱۳۳]

''تو ہم نے ان پر بھیجے طوفان' ٹڈیاں' جوئیں' مینڈک اور خون' تفصیل کی ہوئی نشانیاں۔''

جمہور مفسرین کے نزدیک قُمَّل عربی لفظ ہے لیکن سیوطی نے واسطی کے حوالے سے قُمَّل کو عبرانی یا سریانی کا کلمہ قرار دیا ہے۔ [الاتقان ۱:۱۸۲]

قَمِيْصٌ

قرآن مجید میں ہے: وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۵]

''اور اُس [عورت] نے اُس [یوسف علیہ السلام] کا کرتا پیچھے سے پھاڑ دیا اور دونوں نے اس کے شوہر کو دروازے پر پایا۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: قَمِيْص یونانی زبان کا لفظ ہے۔ [المعرب والدخیل: ۲۰۲]

لیکن مجھے اُن کے قول کی تائید کہیں اور جگہ سے نہیں ملی۔

قِنْطَارٌ

ارشادِ ربانی ہے: وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ. [سورۃ آل عمران ۳:۷۵]

''اور اہلِ کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر اُن کے پاس امانت کا ڈھیر بھی رکھو تو مانگنے پر لوٹا دیں گے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: میں اسے معرب خیال کرتا ہوں۔ [المعرب: ۵۱۶]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: مختلف زمانوں میں اس کی مقدار میں اختلاف ہوتا رہا ہے۔ آج کل دمشق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ۲۵۶ کلوگرام کو قنطار کہا جاتا ہے۔ یہ یونانی زبان کا کلمہ ہے۔ کچھ لوگ وہم کا شکار ہو کر اسے سریانی کا کلمہ قرار دیتے ہیں۔ [المعرب والدخیل: ۲۰۲]

قَيُّوْمٌ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں وارد ہے:

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۵۵، سورۃ آل عمران ۳: ۲]

''زندہ، سب کا تھامنے والا۔''

اَلْقَيُّوْمُ: مبالغہ کا صیغہ مرفوع، قَائِمٌ سے قَيَّامٌ [بروزنِ فَيعال] اور قَيُّوْمٌ [بروزنِ فَيْعُوْل] مبالغہ کے صیغے ہیں۔ یعنی وہ ذات جو خود رہنے والی اور دوسروں کو رکھنے والی ہے۔ خود موجود و باقی ہے اور دوسروں کو ضروریاتِ ہستی و درستی عطا کرنے والی ہے۔ [المفردات: ۴۱۷]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: القَيُّوْمُ: القائمُ بذاته، فلابدءَ لهٗ، وهو اللّٰه، واللفظ سريانيةٌ: Gayomo. [المعرب والدخیل: ۲۰۳]

''القَيُّوْمُ: وہ ہے جو قائم بالذات ہے اور اُس کی ابتداء نہیں، جو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ لفظ سریانی زبان میں Gayomo ہے۔''

كَأْسٌ

ارشادِ ربانی ہے: يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ. [سورۃ الصافات ۳۷: ۴۵]

''اُن کے لیے شرابِ مَعین کے جام گردش میں ہوں گے۔''

كَأْسٌ: اصل لغت کے اعتبار سے اگر جام میں شراب یا شربت نہ ہو تو اُس کو كَأْسٌ نہیں کہا جاتا بلکہ كُوْبٌ یا اِبْرِيْقٌ کہا جاتا ہے لیکن توسیعِ استعمال کے بعد كَأْسٌ کا اِطلاق دونوں چیزوں پر ہونے لگا، ظرف پر بھی اور مظروف پر بھی۔ [المفردات: ۴۴۳-۴۴۴]

مَعِيْنٌ: خالص اور بے آمیز کو کہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: الكأسُ: فارسيّةٌ، أصلها: كاسَهْ، وهو إناءٌ مادام فيه السائل، على المعنى المعرب، وإلّا فهو قدحٌ. [المعرب والدخیل: ۲۰۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’کأسٌ: فارسی زبان کا لفظ ہے‘ جو اصل میں کاسہ ہے۔ معرب ہونے کی صورت میں اس سے مراد وہ برتن ہے جس میں کوئی پینے والی چیز ہو ورنہ اسے قدح کہا جاتا ہے۔‘‘

کَافُوْرٌ

قرآن مجید میں ہے: اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا.

[سورۃ الدہر ۷۶:۵]

’’وفادار [بندے] ایسی شراب کے جام نوش کریں گے جس میں چشمہ کافور کی ملونی ہوگی۔‘‘

ابن درید لکھتے ہیں: أمّا الكافور المشمومُ من الطيبِ فأحسبه ليس بعربي محضٍ لأنهم ربما قالوا: القَفُّوْرُ. [جمہرۃ اللغۃ ۲:۴۰۱]

’’کافور وہ خوش بو جو سونگھی جاتی ہے‘ میں سمجھتا ہوں کہ خالص عربی نہیں اس لیے کہ عرب بسا اوقات قَفُّوْر بھی کہتے ہیں۔‘‘

جوالیقی نے بھی ابن درید کی رائے لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ [المعرب: ۵۴۴]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ فارسی میں کافور اور پہلوی میں Kapur ہے۔ یہ بنیادی طور پر ہندی لغات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تاملی زبان میں کربورم اور سنسکرت میں کرپُور ہے۔ سریانی میں قفورا اور قفور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافور فارسی سے در آیا ہے اور قفور سریانی سے۔ عربی سے یہ لفظ لاطینی میں نون کے اضافے کے ساتھ Camphora بن کر منتقل ہوا۔ وہاں سے یہ فرانسیسی زبان میں Camphre بنا‘ جو انگریزی میں Camphor بن کر منتقل ہوا۔‘‘

[المعرب‘ ہامش: ۵۴۴]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: نباتٌ طيبُ الراحةِ‘ و الكلمة هندية. [المعرب والدخیل: ۲۰۳]

’’ایک خوش بودار گھاس ہے۔ اور یہ ہندی کلمہ ہے۔‘‘

کَفِّرْ

قرآن مجید میں ہے: وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا. [سورۃ آل عمران ۳:۱۹۳]

’’اور ہمارے برائیوں کو ہم سے دور کر دے۔‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جوزی لکھتے ہیں: كَفِّرْ عَنَّا، بِلُغَةِ النَّبَطِ: امحُ عَنَّا. [فنون الافنان: ۱۱۷]

"كَفِّرْ عَنَّا: نبطی زبان میں اس کے معنی ہیں: ہم سے دور کر دے۔"

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: أي: امحُ، واللفظةُ نبطيةٌ فظنها بعضهم آراميةٌ، والأنباطُ عربٌ.

[المعرب والدخیل: ۲۰۳]

"دور کر دے۔ یہ نبطی زبان کا لفظ ہے جسے بعضوں نے آرامی خیال کیا ہے۔ اَنباط عرب ہیں۔"

كِفْلَيْنِ

ارشادِ ربّانی ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ. [سورۃ الحدید ۵۷: ۲۸]

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے! اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ تم کو اپنی رحمت میں سے دو حصے دے گا اور تمہارے لیے روشنی بنائے گا جس کو تم لے کر چلو گے اور تمہاری مغفرت فرمائے گا۔"

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا سے خطاب نصاریٰ سے ہے جن کا ذکر اس سے پہلی آیت میں موجود ہے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دے دی گئی ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے، یعنی سیدنا مسیح علیہ السلام پر، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُس کے رسول سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھی ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے دے گا۔ اُن کی اسی اجر ان اَلفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے:

أُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا. [سورۃ القصص ۲۸: ۵۴]

"یہ لوگ ہیں کہ ان کو دُہرا اجر ملے گا بوجہ اس کے کہ وہ ثابت قدم رہے۔"

ابن ابی شیبہ نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے:

كِفْلَيْنِ: أجرينِ، بلسان الحبشة. [مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵: ۴۴۹، روایت: ۳۰۵۹۱]

"كِفْلَيْنِ کے معنی حبشی زبان میں دُہرے اجر کے ہیں۔"

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: أي: ضعفينِ، نصيبَينِ بالحبشية أو النبطية. [المعرب والدخیل: ۲۰۳]

"یعنی دو چند، دو حصے، حبشی یا نبطی زبان میں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَنْزٌ

ارشادِ ربّانی ہے: فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ. [سورۃ ہود ۱۱:۱۲]

''شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے چھوڑ دو اور اس [خیال] سے تمہارا دل تنگ ہو کہ [کافر] یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہ ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: والكنز: فارسي معرب، واسمه بالعربية: مَفْتَحٌ. [المعرب: ۵۶۰]

''کَنز فارسی سے معرب ہے، جسے عربی میں مَفْتَحٌ [خزانہ، دفینہ] کہا جاتا ہے۔''

خفاجی لکھتے ہیں: مُعَرَّبُ كَنج. [شفاء الغليل: ۲۵۷]

''گنج [فارسی] کا معرب ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: فارسيةٌ أصلها كنج. [المعرب والدخيل: ۲۰۳]

''فارسی میں اس کی اصل گنج [خزانہ] ہے۔''

ڈاکٹر عبد الرحیم لکھتے ہیں: بنیادی طور پر یہ فارسی زبان کا لفظ گنج ہے اور بہت سی زبانوں مثلاً یونانی، آرامی، سنسکرت اور ارمنی زبانوں میں فارسی سے داخل ہو گیا ہے۔ سریانی میں اسے كَنْزَا اور كَزَّا پڑھا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں یہ سریانی کے راستے سے داخل ہوا ہے۔

[المعرب، ہامش: ۵۶۰]

كُوِّرَتْ

قرآن مجید میں ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. [سورۃ التکویر ۸۱:۱]

''جب سورج کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔''

تَكْوِيْرٌ کے معنی کسی شے کو لپیٹ دینے یا ایک گٹھڑ کی صورت میں باندھ لینے کے ہیں۔ كَوَّرَ الْعِمَامَةَ عَلٰى رَأْسِهٖ کے معنی ہیں: اُس نے عمامہ اپنے سر پر لپیٹ لیا۔ قیامت کے ظہور کے وقت آسمانوں بلکہ اس پوری کائنات کی سب سے نمایاں اور شان دار چیز — سورج — کا جو حال ہوگا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تصویر ہے کہ اُس کی بساط بالکل لپیٹ دی جائے گی۔ظاہر ہے کہ جب سورج کی بساط ہی لپیٹ دی جائے گی تو وہ سارا عالَم تیرہ وتار ہوجائے گا جو اس کی تابانی سے روشن ہے۔

جوالیقی لکھتے ہیں: کُوِّرَتْ:هو بالفارسية: كُور بُور. [المعرب:۵۴۵]

''کُوِّرَتْ: فارسی میں کُور بُور یا کور تکور ہے۔''

لیکن کُور بُور اور کور تکور تصحیف ہے اس لیے کہ فارسی میں اس قسم کا کوئی کلمہ موجود نہیں۔خفاجی کا قول درست ہے جو لکھتے ہیں: أنه معرب كُور بُود. [شفاء الغلیل:۲۵۵]

''یہ کور بود کا معرب ہے۔''

فارسی میں کور بود کے معنی ہیں: وہ اندھا ہے اور یہاں یہی معنی درست ہے۔سیوطی بھی اسے فارسی سے معرب تسلیم کرتے ہیں۔[الاتقان ۱:۱۸۳]

اَلْکَیْلُ

ارشادِ ربانی ہے: فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ. [سورۃ الاعراف ۷:۸۵]

''تو ناپ تول پوری کرو۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: إناءٌ بحجم مُعيَّنٍ يُكالُ به. والكلمة آرامية. [المعرب والدخیل:۲۰۴]

''معین حجم کا برتن ہے جس سے چیزوں کو ماپا جاتا ہے۔یہ آرامی زبان کا کلمہ ہے۔''

لُوطٌ علیہ السلام

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے کا نام سیدنا لوط علیہ السلام تھا جو نبی تھے۔تفسیر اور لغت کی کتابوں میں عموماً یہی صراحت ہے۔آپ کو بحرِ مردار کی ساحلی بستیوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا جن میں سب سے بڑی بستی سدوم تھی۔عموماً لوگ اِغلام، رہزنی اور ناپ تول کی کمی میں مبتلا تھے لوگوں نے تصدیق نہ کی، ایمان نہ لائے، سرکشی کی، حجت تمام ہوگئی، عذابِ الٰہی نازل ہوا، آبادیوں کو الٹ دیا گیا، اوپر سے نوکیلے کنکروں کی بارش ہوئی۔سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی بھی بدکیش تھی، وہ بھی ماری گئی۔عربی میں لوط اسی معنی میں مستعمل ہے اور منصرف ہے۔

لیکن خفاجی لکھتے ہیں کہ لوط معرب ہے۔[شفاء الغلیل:۲۶۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيۡنَةٌ

قرآن مجید میں ہے:مَاقَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ اَوۡ تَرَكۡتُمُوۡهَاقَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوۡلِهَافَبِاِذۡنِ اللّٰهِ.

[سورۃالحشر۵۹:۵]

''کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جو سلامت چھوڑ دیے تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا۔''

لِيۡنَةٌ: کھجور کے مثمر درخت کو کہتے ہیں۔راغب لکھتے ہیں:مَاقَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ :أي من نخلةٍناعمةٍ ومخرجه مَخرَجُ فِعۡلَةٍ'نحو حِنطةٍ' ولايَختَصُّ بنوعٍ منهُ دونَ نوعٍ. [المفردات:۴۵۷]

''مَاقَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ میں لِيۡنَةٌ کے معنی نرم ونازک کھجور کے درخت ہیں۔یہ فِعۡلَةٌ کے وزن پر ہے جیسے حِنطَةٌ تاہم یہ مختلف اَنواع میں سے ایک نوع کے لیے مخصوص نہیں ہے۔''

سیوطی لکھتے ہیں:في الإرشادللواسطي:هي النخلة.قال الكلبي:لاأعلمهاإلّا بلسان يهود يثرب. [الاتقان۱:۱۸۳'المہذب:۱۱۸]

''واسطی کے ارشاد میں ہے کہ یہ کھجور ہے۔کلبی کہتے ہیں: مجھے یہ لفظ یثرب کے یہودیوں کی زبان کے سوا کہیں اور معلوم نہیں۔''

مَاُجُوۡجُ

خفاجی لکھتے ہیں:معرب ہے۔[شفاءالغلیل:۲۷۵]اس کی تفصیل آگے یاجوج کے تحت ملاحظہ ہو۔

مَارُوۡتُ

خفاجی لکھتے ہیں:معرب ہے۔[شفاءالغلیل:۲۷۵]اس کی تفصیل ہاروت کے تحت ملاحظہ ہو۔

مُتَّكَاً

قرآن مجید میں ہے:فَلَمَّاسَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ سِكِّيۡنًاوَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ. [سورۃیوسف۱۲:۳۱]

''جب اُنھوں نے اُن عورتوں کی [گفتگو جو حقیقت میں دیدار یوسف کے لیے ایک] چال [تھی] سنی تو اُن کے پاس [دعوت کا] پیغام بھیجا اور اُن کے لیے ایک محفل مرتب کی اور [پھل تراشنے کے لیے]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک کو ایک ایک چھری دی اور [یوسف سے] کہا کہ ان کے سامنے باہر آ جاؤ۔''

مُتَّكَأً: اسم مکان' سہارا لگانے کی جگہ جس پر ٹیک لگائی جائے' گاؤ تکیہ' مسند وغیرہ' مجاز اً مراد کھانا۔

امام بخاری لکھتے ہیں: عن مجاهد: مُتْكاً الأُترُجُّ' قال فضيل: الأُترُجُّ بالحبشية مُتْكاً.

[صحیح بخاری ۴:۲۵۶' کتاب التفسیر [۶۵] تفسیر سورۃ یوسف [۱۲]

''مجاہد کہتے ہیں: مُتْكاً اُترُجّ کو کہتے ہیں۔ فضیل کہتے ہیں: حبشہ کا اُترُجّ مُتْكاً ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: مُتَّكَأً: من الإتِّكاءِ عربيةٌ. وقُرِأت: مُتْكاً' فهي قبطية بمعنى الأُترُجِ من الحمضيات. [المعرب والدخیل:۲۰۴]

''مُتَّكَأً: الإتِّكاءِ سے ہے' اس صورت میں یہ عربی ہے۔ اس کی ایک قراءت مُتْكاً ہے' جس کے معنی ترنج اور ترش میوے ہیں۔''

اَلْمَجُوْسُ

قرآن مجید میں ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ.

[سورۃ الحج ۲۲:۱۷]

''جو لوگ ایمان لائے' جنہوں نے یہودیت اختیار کی اور صابئین' نصاریٰ' مجوس اور جنہوں نے شرک کیا۔ اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر واقف ہے۔''

مجد الدین فیروز آبادی لکھتے ہیں: مجوس' کصبور: رجلٌ صغیرُ الأذنینِ' وضعَ دیناً و دَعا إلیه' معرب مِنج کوش. رجلٌ مجوسيٌّ' والجمع مجوس' کیهودي ویهود.

[القاموس المحیط ۱:۷۸۵]

''مجوس' صبور کے وزن پر اسم ہے۔ مجوس اصل میں چھوٹے کانوں والا ایک آدمی تھا۔ دین مجوسیت کا یہی مؤسس تھا۔ یہ لفظ معرب ہے۔ اصل میں منج گوش تھا۔ مجوسی کی جمع مجوس ہے جیسا کہ یہودی کی جمع یہود ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خفاجی لکھتے ہیں: معناه: صغير الأذن في الأصل، معرب منج كوش. [شفاء الغليل:۲۷۳]

''اس کے معنی ہیں: چھوٹے کانوں والا، یہ منج گوش کا معرب ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: مجوس فارسی نام ہے، ان سے مراد زردشتی ہیں جو آتش پرست تھے۔

[المعرب والدخیل:۲۰۴]

مِحْرَابٌ

ارشادِ ربانی ہے: كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا. [سورۃ آل عمران۳:۳۷]

''جب جب زکریا محراب میں اُس کے پاس جاتا وہاں رزق پاتا۔''

محراب سے مراد یا تو معبد کا وہ حصہ ہو جو عورتوں کی عبادت اور اعتکاف کے لیے مخصوص تھا یا کوئی خاص گوشہ اور حجرہ جو سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے خاص کیا گیا ہو۔ بیت المقدس میں اس طرح کے حجرے اور گوشے عبادت گزاروں کے لیے بنے ہوئے تھے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ سے بیک وقت دو باتیں نکلتی ہیں ایک یہ کہ سیدنا زکریا علیہ السلام سیدہ مریم علیہا السلام کی دیکھ بال کے لیے اکثر اُن کے پاس جاتے رہتے تھے، دوسری یہ کہ سیدہ مریم علیہا السلام اپنا سارا وقت محراب میں ذکر و عبادت میں گزارتی تھیں۔

محراب اسم مفرد ہے، اس کی جمع محاریب ہے۔ کمرہ، بالا خانہ اور کوٹھی کے معنوں میں مستعمل ہے۔

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: و الكلمة حبشية، أصلها مكراب. [المعرب والدخیل:۲۰۴]

''یہ حبشی کلمہ ہے، جس کی اصل مِکراب ہے۔''

المكتبة الشاملة میں ڈاکٹر جواد علی کے المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام کے حوالے سے لکھا ہے کہ: وقد عبر عن المعبد بلفظة مكربن أي: المِكرب أو المِكراب...... ومن هذا الأصل أخذت كلمة مِكراب في الحبشية ومعناها المعبد.

''عبادت خانہ کو مِکرَبُن کہنے لگے، یعنی مِکْرَبْ اور مِکْرَابْ اور اسی اصل سے حبشی زبان کا مِکْرَابْ ہے جس کے معنی عبادت خانہ کے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَدْيَن

اسم معرفہ اور علم ہے۔سیدنا شعیب علیہ السلام کا قبیلہ اور اس کی بستی جس کا محل وقوع عقبہ سے شرقی جانب تھا۔آج کل اس کو معان کہتے ہیں۔اہلِ تاریخ جزیرۂ سینا سے حدودِ فرات تک پورے علاقہ کو مدین سے موسوم کرتے ہیں۔یہ لوگ تجارت پیشہ تھے۔مصر،فلسطین اور لبنان سے تجارت کرتے تھے۔[لغات القرآن،عبدالرشید نعمانی ۵:۳۴۵-۳۴۶]

جوالیقی لکھتے ہیں:ومدين إسمٌ أعجمي،فإن كان عربياً فالياء زائدة،من قولهم:مَدَنَ بالمكان إذا أقام به.[المعرب:٦٠٠]

''مدین عجمی نام ہے اور عربی ہونے کی صورت میں اس میں یاء زائد ہوگا اور مَدَنَ بالمَكانِ تب بولیں گے جب کہاں اقامت پذیر ہو جائے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم اسے عبری اور سریانی زبان سے معرب کہتے ہیں۔[المعرب،ہامش:٦٠٠]

مَرْجَانٌ

قرآن مجید میں ہے:يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ.[سورة الرحمٰن ۵۵:۲۲]

''ان دونوں ہی سے نکلتے ہیں موتی اور مونگے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں:بعض اہلِ لغت نے کہا ہے کہ یہ اعجمی اور معرب ہے۔[المعرب:٦٠٢]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:المرجان:صغار اللؤلؤ أو البُسَّد،والكلمة فارسيةٌ،أصلها:مُرواريد،و قيل:يونانية.[المعرب والدخيل:٢٠٤]

''مرجان:کے معنی چھوٹے موتی کے ہیں،یہ فارسی کلمہ ہے،جس کی اصل مروارید ہے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ یونانی ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں:وهو من السريانية"مركانيثا"ومعناهُ:كبار اللؤلؤ،وهي من اليونانية بمعنى اللؤلؤ،ومنه العَلَم الإنكليزي:Margaret.[المعرب،ہامش:٦٠٢]

''سریانی زبان میں یہ''مرکانیثا''ہے جس کے معنی بڑے موتی کے ہیں۔یونانی میں یہ موتی ہی کے معنوں میں ہے اور اسی سے انگریزی میں اسم علم Margaret ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَرْقُوْمٌ

قرآن مجید میں ہے: كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ. [سورۃ المطففین ۸۳:۹،۲۰]

''لکھا ہوا دفتر۔''

سیوطی لکھتے ہیں: قال الواسطي في قوله تعالى: كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ أي: مكتوب، بلسان العبرية.

[الاتقان ۱:۱۸۳، المہذب:۱۲۰]

''واسطی نے كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے معنی مکتوب کے کیے ہیں اور کہا ہے کہ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔''

ڈاکٹر محمد تونجی بھی مَّرْقُوْمٌ کے معنی مکتوب کے لکھتے ہیں مگر بتاتے ہیں کہ:

والكلمة رومية، ووهم السيوطي فقال: عبرية. [المعرب والدخیل:۲۰۴]

''یہ رومی کلمہ ہے۔ سیوطی وہم کا شکار ہو کر اسے عبرانی زبان کا لفظ کہتے ہیں۔''

مَرْيَمُ

ابن درید لکھتے ہیں: ومريم إسمٌ أعجميٌّ، وليس في كلام العرب فَعْيَلٌ بفتح الواو والياء.

[الاشتقاق:۳۴۷]

''مریم عجمی نام ہے اور عربی زبان میں فَعْيَلٌ کے وزن پر کوئی کلمہ نہیں۔''

ابن خالویہ حسین بن احمد لکھتے ہیں: ليس في كلام العرب فَعْيَلٌ إلّا حرفين: ضَهْيَدٌ: الرَّجُلُ الصُّلبُ، وصَهْيَدٌ: موضِعٌ. [لیس فی کلام العرب:۲۹۳، باب:۱۴۶]

''کلامِ عرب میں فَعْيَلٌ کے وزن پر صرف دو کلمے ہیں: ضَهْيَدٌ جس کے معنی مضبوط آدمی کے ہیں اور صَهْيَدٌ جو ایک موضع کا نام ہے۔''

خفاجی لکھتے ہیں: معربٌ على الصّحيح. [شفاء الغلیل:۲۷۵]

''صحیح قول کے مطابق یہ معرب ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُزْجٰۃٌ

قرآن مجید میں ہے: وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ. [سورۃ یوسف۱۲:۸۸]

''اور ہم تھوڑی سی پونجی لے کر حاضر ہوئے ہیں۔''

بِضَاعَةٌ مُزْجٰةٌ: ایسی پونجی جس کو کوئی قبول نہ کرے۔ حقیر، غیر مطلوب۔ اس لفظ کے استعمال سے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ وہ قیمت ادا کرنے کے لیے نقد کے بجائے کوئی ایسی جنس لے کر گئے تھے جس کی کوئی خاص مانگ نہیں تھی۔

سیوطی واسطی کے حوالے سے لکھتے ہیں: قبطی زبان کا کلمہ ہے، جس کے معنی قلیل، حقیر اور معمولی کے ہیں۔ [الاتقان ۱:۱۸۳، المہذب:۱۲۱]

ڈاکٹر محمد تونجی نے بھی اسی طرح لکھا ہے، مگر ساتھ یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ بعض علماء اس کو عربی کلمہ تسلیم کرتے ہیں۔ [المعرب والدخیل:۲۰۴]

مِسْكٌ

ارشادِ ربّانی ہے: خِتٰمُهٗ مِسْكٌ. [سورۃ المطففین ۸۳:۲۶]

''جس پر مشک کی مہر ہوگی۔''

جوہری اور جوالیقی لکھتے ہیں: والمِسكُ من الطِّيبِ فارسيٌّ معربٌ، وكانت العرب تُسَمِّيهِ المَشمومُ. [الصحاح ۴:۱۶۰۸، واللفظ لہ، المعرب:۵۹۸]

''المِسكُ خوش بو ہے۔ فارسی سے معرب ہے۔ عرب اسے مَشْمُومٌ کہتے تھے۔''

ڈاکٹر صلاح الدین المنجد لکھتے ہیں: مِسکٌ فارسی کے مُشک کا معرب ہے۔ مشہور خوش بو ہے۔

[المفصل فی الالفاظ الفارسیۃ المعربۃ:۳۔۱۴۸،۲۶۰،۶۷]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ کلمہ فارسی میں سنسکرت سے آیا ہے۔ یہ کلمہ لاطینی میں Mucus، انگریزی میں Musk، فرانسیسی میں Mucu، اٹالین میں Muschio اور المانوی زبان میں Moschus ہے۔ [المعرب، الہامش:۵۹۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَسِیْحُ علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔

زمخشری اور بیضاوی لکھتے ہیں: المسیحُ لقبٌ من الألقاب المشرفة كالصديق و الفاروق، و أصله مشيحا بالعبرانية و معناها: المبارَك.

[تفسیر الکشاف ۱:۳۶۳، تفسیر بیضاوی ۲:۱۷، تفسیر سورۃ آل عمران ۳:۴۵]

''مسیح شرف و عزت کے اَلقاب میں سے ہے جیسا کہ صدیق و فاروق۔ عبری زبان میں اس کی اصل مشیحا ہے، جس کے معنی مبارَک [جسے برکت دی گئی ہو] کے ہیں۔''

فیومی (۱) لکھتے ہیں: و المسیحُ: عیسی بن مریم علیہ السلام معرب و أصله بالشين معجمة.

[المصباح المنیر: ۲۱۸]

''مسیح سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا لقب ہے۔ معرب ہے، جس کی اصل ''ش'' کے ساتھ ہے۔''

مِشْکٰوۃٌ

قرآن مجید میں ہے: مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ. [سورۃ النور ۲۴:۳۵]

''اُس کے نورِ [ایمان کی] تمثیل [یوں ہے کہ] ایک طاق ہو جس میں ایک چراغ ہو۔''

ابن ابی شیبہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے مِشْکٰوۃٌ کے معنی کُوَّۃٌ [طاق] کے لکھے ہیں۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵:۳۰۵۸۸]

ابن قتیبۃ اور جوالیقی لکھتے ہیں: حبشی زبان میں مِشْکٰوۃٌ کے معنی کُوَّۃٌ [طاق] کے ہیں۔

[ادب الکاتب: ۳۸۴، المعرب: ۵۶۸]

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم ۸:۲۵۹۵، نص: ۱۴۵۶۹]

---

(۱) احمد بن محمد بن علی الفیومی الحموی ابوالعباس۔ لغوی تھے۔ مصر کے فیوم میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے۔ سالِ ولادت معلوم نہیں۔ ۷۷۰ھ = ۱۳۶۸ء کے لگ بھگ وفات پائی۔ سوریہ کے جامع الدہشۃ میں عرصے تک خطیب رہے ہیں۔ [الدرر الکامنۃ ۱:۳۱۴، الاعلام ۱:۲۲۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: بلسان الحبشة' و نطقها عندهم:Maskot.
[المعرب والدخیل:۲۰۵]

''حبشی زبان کا لفظ ہے اور وہ اس کا تلفظ Maskot سے کرتے ہیں۔''

مَقَالِیدُ

قرآن مجید میں ہے: لَهٗ مَقَالِیدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. [سورۃ الزمر۳۹:۶۳]

''اُسی کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔''

ابن درید' جوالیقی اور زمخشری مَقَالِیدُ کو فارسی سے معرب بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مفرد اِقْلِیدُ ہے۔ [جمہرۃ اللغۃ ۲:۲۹۲' المعرب:۱۱۶' الکشاف ۴:۱۴۰]

خفاجی لکھتے ہیں: مِقْلِیدٌ اَقْلِیدٌ میں ایک لہجہ ہے۔ معرب ہے۔ [شفاء الغلیل:۲۷۲]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ فارسی میں کلید ہے جو یونانی سے فارسی میں داخل ہوا ہے۔ یونانی میں یہ کلیس ہے جو اضافت کے وقت کلیدس بن جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ عربی میں یونانی سے داخل ہوا ہے' جس کی دلیل یہ ہے کہ عربوں نے اس کے شروع میں ہمزہ کا اِضافہ کیا ہے اور وہ ایسے کلمہ میں ایسا اضافہ کرتے ہیں جس کی ابتداء کسی ساکن حرف سے ہو جب کہ فارسی زبان میں اس کا پہلا حرف متحرک ہے۔ [المعرب' ہامش:۱۱۶]

فیومی لکھتے ہیں: الإقليدُ: المفتاحُ' لغةٌ يمانيةٌ' وقيل: معرَّبٌ' و أصله بالرومية إقليدس' و الجمع: أقاليد' و المقاليدُ: الخزائنُ. [المصباح المنیر:۱۹۶]

''الاقلیدُ کے معنی کنجی کے ہیں۔ یمنی لغت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ معرب ہے' جس کی اصل رومی میں إقلیدس ہے' اس کی جمع أقالید اور مقالید ہے' جس کے معنی خزانے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: مقالید کے معنی مَفاتیح کے ہیں' جس کا معرب مفرد إقلید اور مِقلید ہے جو یونانی میں Klidha ہے۔ فارسی میں یہ مفرد یعنی کِلید کی شکل میں منتقل ہوا اس لیے کچھ لوگوں کو اس کا فارسی ہونے کا وہم ہوا۔ [المعرب والدخیل:۲۰۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَلَکُوتٌ

قرآن مجید میں ہے: وَ کَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ. [سورۃ الانعام ۶: ۷۵]

"اور اسی طرح ہم ابراہیم [علیہ السلام] کو آسمانوں اور زمین میں ملکوتِ الٰہی کا مشاہدہ کراتے تھے تاکہ [وہ اپنی قوم پر حجت قائم کرے] اور کاملین یقین میں سے بنے۔"

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: و اللفظة آرامية: Malkouto. ولعلها من الألفاظ السامية القديمة. [المعرب والدخیل: ۳۰۵]

"یہ آرامی زبان کا لفظ Malkouto ہے اور شاید قدیم سامی الفاظ میں سے ہے۔"

مَنَاصٌ

مصدر میمی مجرور باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے: بھاگنا' پناہ لینا۔ مَنَاصٌ اسم ظرف بھی ہے: پناہ گاہ' جائے خلاص یا جائے گریز۔

قرآن مجید میں ہے: كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ.

[سورۃ ص ۳۸: ۳]

"ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قومیں ہلاک کردیں تو اُنہوں نے اُس وقت ہائے پکار کی جب کوئی مَفَر [بھاگنے کی جگہ] باقی نہ رہا۔"

سیوطی نے ابوالقاسم کے حوالے سے لکھا ہے: یہ نبطی زبان کا لفظ ہے' جس کے معنی فرار کے ہیں۔

[الاتقان ۱: ۱۸۳]

مِنْسَاۃٌ

قرآن مجید میں ہے: مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ. [سورۃ سبا ۳۴: ۱۴]

"اُن [جِنّات] کو اس [سیدنا سلیمان علیہ السلام] کی موت سے نہیں آگاہ کیا مگر زمین کے کیڑے نے جو اُس کے عصا کو کھاتا تھا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی موت اس طرح واقع ہو کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام جو ہوا اور جنات پر تصرف رکھتے تھے وہ بھی اپنے آپ کو مرگِ ناگہانی سے نہ بچا سکے اور جنات کے دماغ سے بھی یہ خبط نکل جائے کہ وہ غیب جانتے یا جان سکتے ہیں ان حقائق کو واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی موت کو یہ شکل دی اور اللہ تعالیٰ جس کام کو جس طرح چاہے کر سکتے ہیں۔

ابن جوزی لکھتے ہیں: بلغة الزنج: المِنْسَاَةُ: العصا . [فنون الافنان: ۱۱۸]

'' لغتِ زنج میں سے ہے، جسے عربی میں عَصَا [لاٹھی] کے لیے استعمال کیا گیا۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: المِنْسَاَةُ: العصا العظيمة تكون مع الراعي بلسان الحبشة.

[المعرب والدخیل: ۲۰۵]

''مِنْسَاَةُ کے معنی بڑی لاٹھی کے ہیں جو گلہ بانوں کے پاس ہوتی ہے۔ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔''

مُنْفَطِرٌ

اسمِ فاعل واحد مذکر۔ اِنْفِطَارٌ مصدر، باب انفعال: پھٹ جانے والا، یعنی: پھٹ جائے گا۔ اسم فاعل بمعنی مستقبل۔

قرآن مجید میں ہے: فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝ [سورۃ المزمل ۷۳: ۱۷-۱۸]

''تو اگر تم نے بھی کفر کیا تو اس دن کے عذاب سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ آسمان اس کے بوجھ سے پھٹا پڑ رہا ہے اور اللہ کا وعدہ شدنی ہے۔''

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے: حبشی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی مُمْتَلِئَةٌ [بھر جانے، پھٹا پڑنے] کے ہیں۔

[تفسیر ابن جریر ۱۲: ۲۹۲، فقرہ: ۳۵۲۸۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰: ۳۳۸۱، نص: ۱۹۰۲۴]

اُلْمُهْلُ

قرآن مجید میں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهُ. [سورة الکھف ۱۸:۲۹]

''اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ چہروں کو بھون ڈالے گا۔''

اَلْمُهْل: تیل کی چھٹ' بعض مفسرین نے اس جگہ بھی تلچھٹ ترجمہ کیا ہے۔ اَلْمُهْل: ہر معدنی چیز کو بھی کہتے ہیں جیسے تانبا' لوہا' سونا' چاندی اور پگھلے ہوئے لوہے کے پانی کو بھی اَلْمُهْل کہتے ہیں۔

سیوطی لکھتے ہیں: قيل: هو عكر الزيت' بلسان أهل المغرب' حكاه شيدلة. وقال أبو القاسم بلغة البربر. [الاتقان ۱:۱۸۳]

''شیدلہ کہتے ہیں کہ: اہلِ مغرب کی زبان میں یہ کلمہ تلچھٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ابو القاسم کہتے ہیں کہ بربری زبان میں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: عكر الزيت' أو ما أذيب من المعادن' من لغة البربر.

[المعرب والدخیل: ۲۰۵]

''تلچھٹ یا پگھلے ہوئے معدنیات کو کہا جاتا ہے۔ بربری زبان کا لفظ ہے۔''

مُوسَى علیہ السلام

جوالیقی لکھتے ہیں: موسى اسم النبي ﷺ على نبينا أفضل الصلاة والسلام: أعجمي معربٌ' وأصله بالعبرانية: مُوشَا. فـ: مُوْ هو الماء' وشا: هو الشجر' لأنه وجد عند الماء والشجر.

[المعرب: ۵٦٧]

''موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی کا نام ہے' جو عجمی نام اور معرب ہے۔ عبرانی زبان میں اس کی اصل مُوشَا ہے' پس مُو کے معنی پانی اور شَا کے معنی درخت کے ہیں' چونکہ آپ پانی میں درختوں کے درمیان پائے گئے تھے اس لیے یہ نام ٹھہرا۔''

ابن جوزی لکھتے ہیں: و مُوسَى: قبطيٌّ معربٌ. [فنون الافنان: ۱۱۸]

''موسیٰ قبطی زبان سے معرب ہے۔''

خفاجی لکھتے ہیں: معرب موشى' أي: ماءٌ وشجرٌ. قال أبو العلاء: لم يُسَمَّ به قبل نزول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن ثم سمي به تيمناً. [شفاء الغليل:۲۷۳]

''مُوْشي سے معرب ہے،جس کے معنی مَآءٌ وَشَجَرٌ [پانی اور درخت] کے ہیں۔ابوالعلاء کہتے ہیں:نزولِ قرآن سے پہلے یہ نام رکھنے کا رواج نہ تھا۔نزولِ قرآن کے بعد حصولِ برکت کے لیے یہ نام رکھنا شروع ہوا۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں:''یہ قبطی لغت سے ہے جو Mo بمعنی پانی اور Use بمعنی نجات وخلاصی سے مرکب ہے اور اسی معنی کے لحاظ سے یہ عبرانی زبان کا لفظ نہیں جیسا کہ جوالیقی کا خیال ہے بلکہ یہ قبطی زبان کا لفظ ہے اس لیے کہ شَا یا سَا کے معنی درخت یا ساج [ساگوان] کے نہیں۔

[المعرب، ہامش:۵٦۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم یہ بھی لکھتے ہیں:إنه من الكلمة القبطية:Mesأو : Mesu بمعنى الطفل.

[المعرب، ہامش:۵٦۸]

''یہ قبطی کلمہ:Mes یا:Mesu سے معرب ہے،جس کے معنی بچے کے ہیں۔''

مِیکَال علیہ السلام

مشہور فرشتہ کا نام ہے۔اصلاً یہ لفظ عبرانی ہے۔میکائل اور میکائیل بھی مستعمل ہے۔قرآن مجید میں ہے:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ.

[سورۃ البقرۃ ۲:۹۸]

''جو اللہ،اس کے فرشتوں،اس کے رسولوں اور جبرئیل ومیکائیل کے دشمن ہوئے تو ایسے کافروں کا اللہ دشمن ہے۔''

جوالیقی نے کسائی کے حوالے سے لکھا ہے:جبرئیل ومیکائیل دونوں ایسے نام ہیں جنہیں عرب نہیں جانتے تھے اور جب انہیں اس کی معرفت ہوئی تو انہوں نے ان کو معرب کیا۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں:

وهو بالعبرية،وهو مركب من:مِي،أي:مَنْ،وكَ أي:كَ أداة التشبيه و إيل:الله،فمعناه:مَن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كاالله؟أو: مَنُ يُشْبِهُ الله؟ وهو إستفهامٌ إنكاريٌّ. [المعرب ہامش:٦٠٠]

''یہ عبری زبان کالفظ ہے۔مِيْ بمعنی مَنُ [کون]كَ' کاف تشبیہ بمعنی: کی طرح اور ایل بمعنی اللہ سے مرکب ہے' جس کے معنی ہیں: مَن کا اللہ؟ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کون ہے؟ یا مَنُ يُشْبِهُ الله؟ یعنی کون اللہ تعالیٰ کے مشابہ ہے؟ اور یہ استفہامِ انکاری ہے'یعنی کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی طرح نہیں۔''

نَاشِئَةٌ

مصدر بروزنِ اسمِ فاعل: رات کو خواب سے بیدار ہو کر اُٹھ کھڑا ہونا۔

قرآن مجید میں ہے: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيُلِ هِيَ اَشَدُّ وَطًا وَّاَقُوَمُ قِيُلًا. [سورۃ المزمل ۷۳:۶]

''بے شک رات میں اُٹھنا دل جمعی اور فہمِ کلام کے لیے نہایت خوب ہے۔''

ابن ابی شیبہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيُلِ 'هو بلسان الحبشةِ قيام الليل. [مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵:۴۴۹' روایت:۳۰۵۹۲]

''حبشی زبان میں نَاشِئَةَ الَّيُلِ کے معنی قیام اللیل کے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد تونجی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ [المعرب والدخیل:۲۰۵]

نَمَارِقُ

قرآن مجید میں ہے: وَنَمَارِقُ مَصُفُوُفَةٌ. [سورۃ الغاشیۃ ۸۸:۱۵]

''اور غالیچے ترتیب سے لگے۔''

نَمَارِقُ: نُمُرُقَةٌ کی جمع ہے۔قالینوں اور غالیچوں کے معنی میں آتا ہے۔یعنی ان کی ہر نشست گاہ میں قالین اور غالیچے ترتیب سے باہم دگر پیوستہ بچھے ہوں گے۔کوئی جگہ خالی نہیں ہو گی۔

عبدالقادر رازی لکھتے ہیں: وربما سَمُّوا الطِّنُفِسَةَ الَّتي فوق الرَّحل نُمُرُقَةً.

[مختار الصحاح:۳۰۷]

''وہ بسا اوقات اُس نمدہ وغیرہ کو نُمُرُقَة کہتے ہیں جسے سوار کجاوہ کے نیچے اونٹنی کے پشت پر بچھاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوالیقی لکھتے ہیں: النَّرمَقُ فارسي معرب، ومعناه: نرم. [المعرب: ۶۰۹]

''نَرْمَقُ فارسی سے معرب ہے اور نرم و گداز کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: أصله بالفارسية الحديثة: نَرْم، ومعناه: اللين الناعم، واللفظ المعرب من الصيغة الفهلوية المنتهية بالكاف. [المعرب، ہامش: ۶۱۰]

''جدید فارسی میں اس کی اصل نَرْم ہے جس کے معنی نرم و ملائم اور گداز کے ہیں۔ یہ لفظ پہلوی صیغہ سے معرب بنا ہے جس کے آخر میں کاف ہے، یعنی: نَرْمَك۔''

آگے لکھتے ہیں: واللفظ الفارسي نَرْم صيغته القديمة نَمْر بتقديم الميم على الراء فهو بالأبستاقية Namra ومن هذه الصيغة جاء نُمْرُق وورد في القرآن الكريم في قوله تعالى: وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ. [المعرب، ہامش: ۶۱۰]

''فارسی کا لفظ نَرْم پرانے فارسی میں نَمْر ہے، جس میں میم راء سے مقدم ہے، جو ابستاقیہ میں Namra ہے اور اسی صیغہ سے نُمْرُق ہے جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔''

نُوح علیہ السلام

جوالیقی لکھتے ہیں: نوح علیہ السلام: اسم النبي أعجمي معربٌ. [المعرب: ۶۰۳]

''نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا نام ہے۔ اعجمی اور معرب ہے۔''

جوہری لکھتے ہیں: ونُوحٌ ينصرف مع العجمة والتعريف، وكذلك كل اسم على ثلاثة أحرف أوسطه ساكن مثل لوط. [الصحاح ۱: ۴۱۳]

''نوح عجمہ اور معرفہ ہونے کے باوجود منصرف ہے اور اسی طرح ہر سہ حرفی اسم جس کا درمیانی حرف ساکن ہو، جیسے لوط، منصرف ہوتا ہے۔''

سہیلی اور مناوی لکھتے ہیں: واسمه عبدالغفار، وسمي نوحًا لِنَوحه على ذنبه.

[الروض الانف ۱: ۳۹، فیض القدیر ۳: ۹۶، بذیل حدیث: ۲۸۴۵]

''ان کا نام عبدالغفار تھا۔ اپنے گناہ پر بکثرت رونے کی وجہ سے نوح لقب پڑ گیا۔''

بدرالدین زرکشی لکھتے ہیں: وحيث ذكر الله نوحًا سماه به، واسمه عبدالغفار، للتنبيه على كثرة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوحه على نفسه في طاعة ربه. [البرہان فی علوم القرآن ۱:۱۶۱]

''اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام جہاں بھی لیا ہے نوح ہی لیا ہے اگر چہ اُن کا نام عبدالغفار تھا۔ یہ سب کچھ اس تنبیہ کے لیے ہو رہا ہے کہ وہ اپنے رب کی طاعت میں اپنی کوتاہی پر نوحہ کیا کرتے تھے۔''

بعض علماء نے یزید رقاشی کے حوالے سے لکھا ہے: إنما سمي نوح لكثرة ما ناحَ على نفسه.

[زاد المسیر ۱:۲۷۴، النکت والعیون ۴:۹۸، ابن کثیر ۲:۲۹۸، درمنثور ۳:۴۳۵]

''اپنے آپ پر بکثرت نوحہ [واویلا] کرنے کی وجہ سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔''

جمال الدین القاسمی لکھتے ہیں: وفيه نَظَرٌ لأنه إنما يصح ماذَكَرَهُ لو كان نوح لقباً مع وجود اسم له غيره، و اللفظ عربياً لمناسبة الإشتقاق، أمّا وهو اسمه الوضعي و اللفظ غير عربي فلا. [محاسن التاویل ۳:۵۷۷، تفسیر سورۃ الاعراف ۷:۵۹]

''اس میں کچھ کلام ہے اور ان [یزید رقاشی] کا قول تب صحیح ہو سکتا ہے جب نوح اُن کا لقب ہو، ان کا اصلی نام بھی موجود ہو اور یہ نام عربی بھی ہو تاکہ اِشتقاق میں مناسبت ہو اور اگر نوح اُن کا وضعی نام ہو اور یہ لفظ عربی نہ ہو تو پھر یہ قول نادرست ہے۔''

بدرالدین محمود بن احمد عینی (۱) لکھتے ہیں: يُقال: أنه نظر يوماً إلى كلبٍ قبيح المنظر فقال: ماأقبح صورة هذا الكلب، فأنطقه الله عز و جل وقال: يامسكين! أعلى مَن عِبتَ؟ على النقش أو النقاش؟ فإن كان على النقشِ فلو كان خلقي بيدي حَسَّنْتُهُ وإن كان على النَّقَّاشِ فالعيب عليه اعتراضٌ في ملكه فعَلِمَ أنّ الله تعالى أنطقه فناحَ على نفسه و بكى أربعين سنة. قاله السدي عن أشياخه. [عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۱۵:۲۱۷، کتاب احادیث الانبیاء [۶۰] باب قول اللہ: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ [۳]

''کہا جاتا ہے کہ اُنہوں نے ایک روز ایک قبیح المنظر کتا دیکھا تو فرمایا: کتنی قبیح شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ

---

(۱) محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد، ابو محمد، بدرالدین، عینی، حنفی۔ مؤرخ، علامہ اور بہت بڑے محدث تھے۔ ۷۶۲ھ = ۱۳۶۱ء کو عین تاب میں پیدا ہوئے۔ حلب، مصر اور دمشق میں رہائش پذیر رہے ہیں۔ قاہرہ میں ۸۵۵ھ = ۱۴۵۱ء کو وفات پائی۔ [الضوء اللامع ۱۰:۱۳۱-۱۳۵، الاعلام ۷:۱۶۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کتے کو گویائی دی اور وہ اُن سے مخاطِب ہو کر کہنے لگا اے مسکین! تو نقش کی عیب بیان کرتا ہے یا نقاش کی؟ اگر نقش کی عیب بیان کرتا ہے تو اگر میری پیدائش کا اختیار میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اپنے آپ کو بہت ہی خوب صورت بناتا اور اگر نقاش کی عیب بیان کرتا ہے تو اس کی مخلوق کے بارے میں اُس کی عیب بیان کرنا اُس پر اعتراض ہے۔ وہ سمجھ گئے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے گویائی دی اس لیے آپ چالیس سال تک روتے رہے۔ اسے سدی نے اپنے اساتذہ سے بیان کیا ہے۔''

یہ روایت قطعاً غلط اور نا قابل قبول ہے' اس لیے کہ اس کا راوی سدی ہے جو اپنے اساتذہ کے نام نہیں لیتا کہ کون تھے؟ اُن کی وثاقت بھی معلوم نہیں۔

نیز سدی خود بھی متہم بالکذب ہے۔ [تقریب التھذیب:۵۳۵' ترجمہ:۶۲۸۴]

حافظ سیوطی اور سید آلوسی نے لکھا ہے: قال الحاكم في المستدرك: إنما سمي نوحاً لكثرة بكائه على نفسه' واسمه عبد الغفار.

[الاتقان ۲:۱۷۵' نوع:۶۹' روح المعانی ۸:۸۴' سورۃ الانعام ۶:۸۴]

''حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ اپنے آپ پر بکثرت رونے کی وجہ سے اُن کا یہ نام پڑ گیا۔ اُن کا نام عبد الغفار ہے۔''

مجھے تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت مستدرک حاکم میں نہ مل سکی۔ پھر یہ بھی ہے کہ آلوسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ: والأول أثبت عندي. [روح المعانی ۸:۸۴]

''اس کا معرب ہونا جو پہلے مذکور ہوا میرے نزدیک زیادہ درست ہے۔''

نُوْن

ارشادِ ربّانی ہے: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. [سورۃ القلم ۶۸:۱]

''نون' قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں۔''

محمود بن حمزۃ کرمانی لکھتے ہیں: العجيب: الضحاك: هو فارسي أنون فترجم بعضهم: اصنع ماشئت. والظاهر أنه من حروف التهجي كأخواته.

[غرائب التفسیر وعجائب التاویل ۲:۱۲۳۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ضحاک سے نون کی یہ عجیب وغریب معنی منقول ہیں کہ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے، جس کا ترجمہ کچھ لوگوں نے اِصْنَعْ مَاشِئْتَ [جو چاہو سو کرو] کیا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ حروف تہجی میں سے ہے۔''

هَارُوْت وَمَارُوْت

قرآن مجید میں ہے: وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۰۲]

''اور اُس چیز میں پڑ گئے جو بابل میں دونوں فرشتوں۔ہاروت وماروت۔پر اُتاری گئی تھی۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: ہاروت و ماروت دو ملائکہ کا اسم علم ہے۔ یہ دونوں ممنوع من الصرف ہیں اس لیے کہ اعجمی ہیں۔ بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ ہاروت سریانی کا هَـرْتَا ہے جس کے معنی خصومت کے ہیں، جب کہ ماروت سریانی کا مَرُوثَا ہے جس کے معنی سیادت اور تسلط کے ہیں۔

[المعرب، حاشیہ: ٦٢٩]

بعض روایات میں ہے کہ: ''ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے انسانوں کے بارے میں پوچھا کہ یہ اُس آدم علیہ السلام کی اولاد ہے جنہیں ہم نے سجدہ کیا تھا۔ یہ تو روز و شب گناہوں میں ملوث رہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا: تم اپنی مرضی سے ایسے دو ملائکہ کا انتخاب کرو جو تقویٰ، پارسائی اور للّٰہیت میں سب سے آگے ہوں۔ انہوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواہشاتِ نفسی اور اسم اعظم کی تعلیم دے کر زمین پر بھیجا، انہوں نے یہاں زمین پر آ کر زہرہ نامی کنجری کے ورغلانے پر بُت کو سجدہ کیا۔ شراب نوشی کی۔ ایک آدمی کو ناحق قتل کیا اور زہرہ کو اسم اعظم کی تعلیم اس شرط پر دی کہ وہ اُن کے ساتھ منہ کالا کرے گی۔ منہ کالا کرنے کے بعد اُس نے اسم اعظم پڑھا۔ اپنے گناہ سے توبہ کیا اور آسمانوں پر چلی گئی۔ ادھر ہاروت و ماروت کو ارشاد ہوا کہ اپنے لیے یا تو دنیاوی عذاب کا انتخاب کریں یا آخروی عذاب کا، انہوں نے دنیاوی عذاب کو ترجیح دی اور اب شہر بابل کے ایک کنوئیں میں اُنہیں زبانوں سے الٹا لٹکا کر عذاب دیا جا رہا ہے۔'' ۔اس کہانی کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کیا گیا ہے۔

[مسند احمد ۲:۱۳۴، مسند بزار، حدیث: ۲۹۳۸، موارد الظمآن، حدیث: ۱۷۱۷، الاحسان بتقریب صحیح ابن حبان حدیث: ٦١٨٦، السنن الکبریٰ، بیہقی ۱۰:۵، شعب الایمان، بیہقی، احادیث: ۱٦۲-۱٦۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں دو اِسنادی خرابیاں ہیں:

اول: اس کا ایک راوی موسیٰ بن جبیر[جبر] انصاری مدنی ہے جو بنو سلمہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔

ابن حبان لکھتے ہیں: یُخطئ و یُخالف. [الثقات ۷:۴۵۱]

''غلطیاں کرتا ہے اور ثقہ راویوں کے برخلاف الفاظِ حدیث نقل کرتا ہے۔''

ابن حجر لکھتے ہیں: مستور ہے۔ [تقریب التہذیب:۵۷۹' ترجمہ:۶۹۵۴]

ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ مستور الحال راوی اس روایت کو نافع سے نقل کرنے میں منفرد ہے۔

[تفسیر ابن کثیر ا:۱۹۳]

جب کہ جمہور محدثین کے نزدیک مستور راوی غیر مقبول ہوتا ہے: المستور غیر مقبول عند الجمھور. [فتح المغیث' عراقی:۳۸]

دوسری خرابی یہ ہے کہ اس کا ایک راوی زہیر بن محمد مروزی تمیمی عنبری ہے' جس کے بارے میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: سچا تھا لیکن اس کا حافظہ کمزور تھا اور اس نے شام میں جتنی روایتیں بیان کی ہیں وہ سرتا پا ضعیف ہیں اس لیے کہ شام ہی میں اس بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔

[الجرح والتعدیل ۳:۵۹۰' ترجمہ:۲۶۷۵]

امام بخاری لکھتے ہیں: اس نے شامی محدثین سے منکر روایات نقل کی ہیں۔ [التاریخ الکبیر ۳:۴۲۷]

-سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی کو منسوب کر کے ایک مرفوع روایت ابن جریر نے تفسیر [ا:۵۰۴' فقرہ:۱۶۹۱] میں اور خطیب بغدادی نے [تاریخ بغداد ۸:۴۲-۴۳] میں نقل کیا ہے جس میں بھی دو اِسنادی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔

-ا: اس کا ایک راوی سنید بن داؤد ہے جنہیں خطیب بغدادی لَیسَ بِشَيء کہتے ہیں۔

[تاریخ بغداد ۸:۴۳]

ذہبی لکھتے ہیں: اس کا نام حسین تھا' حافظ حدیث تھا' اس نے ایک تفسیر بھی لکھی ہے جس کی اکثر روایات منکر ہیں' جن میں سے زیر بحث روایت بطور مثال پیش کی ہے۔

[میزان الاعتدال ۲:۲۳۶' ترجمہ:۳۵۶۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲:اس کا ایک راوی فرج بن فضالہ ہے، جس کے بارے میں ابن حبّان لکھتے ہیں: كان ممن يقلب الأسانيد ويلزق المتون الواهية بالأسانيدالصحيحة لايحل الاحتجاج به.

[المجروحین۲:۲۰۷، ترجمہ:۸۶۲]

''اسانیدِ حدیث میں قلب [ہیر پھیر] کیا کرتا تھا اور صحیح اسانید کے ساتھ واہی [کمزور] متون لگا کر نقل و روایت کیا کرتا تھا اس لیے اس کی روایت نا قابل استدلال ہوتی ہے:

ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ روایت شدید ضعیف ہے: غریبٌ جِدًا. [تفسیر ابن کثیر۱:۱۹۴]

— اس قسم کی ایک روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے جسے ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ [صفحہ:۲۰۸، باب:۲۰۲، حدیث:۶۵۴] میں اور سیوطی نے [تفسیر درمنثور۱:۲۱۵] میں نقل کیا ہے جس کا دارومدار جابر بن یزید جعفی پر ہے، جس کے بارے میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا ہے۔ [میزان الاعتدال۱:۳۸۰]

زائدۃ فرماتے ہیں: رافضيٌّ يشتم أصحاب النبي ﷺ. [میزان الاعتدال۱:۳۸۱]

''جابر جعفی رافضی تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔''

جوزجانی فرماتے ہیں: کذاب تھا۔ [احوال الرجال:۵۰، ترجمہ:۲۸]

ابن حبان فرماتے ہیں: عبداللہ بن سبا کے عقیدے پر تھا۔ کہا کرتا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دنیا کو واپس لوٹ کر آئیں گے۔ [المجروحین۱:۲۴۵، ترجمہ:۱۷۶]

اس اسنادی کمزوری کے باعث ابن کثیر لکھتے ہیں: لا يصح، وهو منكر جِدًا. [تفسیر ابن کثیر۱:۱۹۴]

''یہ روایت صحیح نہیں بلکہ شدید منکر ہے۔''

— ایک روایت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، جسے طبرانی نے معجم اوسط [۲:۷۸-۷۹، حدیث:۲۵۸۳] میں، منذری نے [ترغیب وترہیب۴:۴۵۷-۴۵۸] میں اور سیوطی نے [تفسیر درمنثور ۱:۲۲۴] میں نقل کیا ہے۔

ہیثمی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس کا راوی سلام بن سلیم طویل متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ [مجمع الزوائد۱۰:۳۱۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حبان لکھتے ہیں: یروی عن الثقات الموضوعات کأنه کان المُتَعَمِّدُ لَهَا.

[المجروحین ١: ٤٢٦' ترجمہ: ٤٢٢]

''ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روایات بیان کرتا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا گھڑنے والا یہی ہے۔''

امام بخاری فرماتے ہیں: محدثین نے اس سے روایت لینا چھوڑ دیا ہے۔ [التاریخ الکبیر ٤: ١٣٣]

- اس قسم کی ایک اور روایت حاکم کی المستدرک ٤: ٦٠٧ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے جس کی سند میں یحییٰ بن سلمۃ بن کہیل ہے جس کے متعلق نسائی فرماتے ہیں: متروک ہے۔

[الضعفاء والمتروکین' ترجمہ: ٦٣١]

ابوحاتم فرماتے ہیں: منکر الحدیث اور ضعیف الحدیث ہے۔ [الجرح والتعدیل ٩: ١٥٤]

- اسی طرح کا ایک عجیب وغریب واقعہ' جس میں ہاروت و ماروت کی سزا مذکور ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف موقوفاً منسوب ہے' جسے حاکم نے المستدرک ٤: ١٥٥ میں' طبری نے تفسیر ١: ٥٠٦' اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ١: ١٩٩ میں نقل کیا ہے۔

سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: والإقدام علی تکذیب مثل هذه الامرأة الدُّوْ جَنْدِيَّة أولی من اتهام العقل في قبول هذه الحكاية التي لم يصح فيها شئ عن رسول رب البرية ﷺ ويا ليت كتب الإسلام لم تشتمل على هذه الخرافات التي لا يصدقها العاقل ولو كانت أضغاث أحلام. [روح المعانی ٢: ٣٥٧]

''اس کی راویہ دومۃ الجندل کی ایک نامعلوم اور گم نام عورت ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم خود پر جبر کر کے اس کو ماننے کے لیے تیار ہو جائیں' اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم اس عورت کو جھوٹا قرار دیں' کیونکہ اس بارے میں ربِ کائنات کے نبی معصوم ﷺ کی کوئی صحیح حدیث صحیح سند کے ساتھ موجود نہیں۔ کاش ہمارا دینی لٹریچر اس قسم کی خرافات سے یکسر خالی ہوتا۔''

اِن اسنادی کمزوریوں کے باعث ابن ابی حاتم فرماتے ہیں:

هذا حديث منكر. [علل الحدیث ٢: ٦٩]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ روایت منکر ہے۔"

هَارُون علیہ السلام

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی اور بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ جوالیقی لکھتے ہیں: ہارون عجمی نام ہے۔ [المعرب: ۶۲۹]

ازہری لکھتے ہیں: واسم هارون معربٌ لااشتقاق له في اللغة العربية.

[تہذیب اللغۃ ۶: ۱۴۷]

"ہارون معرب نام ہے اور کسی عربی کلمہ سے مشتق نہیں ہے۔"

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ عبرانی نام ہے جس کی اصل اَہارون ہے۔ [المعرب، ہامش: ۶۲۹]

هَامَان

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرعونِ مصر کا وزیر اعظم جو سیدنا موسیٰ کا سخت ترین دشمن تھا اور فرعون کا بڑا معتمد۔ ہامان کا ذکر قرآن مجید میں چھ مقامات پر آیا ہے: سورۃ القصص ۲۸: ۶، ۸، ۳۸، سورۃ العنکبوت ۲۹: ۳۹، سورۃ المؤمن ۴۰: ۲۴، ۳۶۔

جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں: ہامان عجمی نام ہے اور معرب ہے۔ [المعرب: ۶۳۷، شفاء الغلیل: ۳۰۵]

ہامان کی شخصیت کے بارے میں مستشرقین کو اعتراض ہے جسے ڈاکٹر عبدالرحیم ان الفاظ میں لکھتے اور اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں: یقول المستشرقون: إنّ القرآن أخطأ وجعل هامان بن همداثاالأجاجي الذي كان وزيرالملك الإيراني أحشويروش وزيرفرعون، كأن لم يكن في العالم هامان غيره. [المعرب، ہامش: ۶۳۷]

"مستشرقین کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے [والعیاذ باللہ تعالیٰ] غلطی کی ہے کہ ہامان بن ہمداثا اجاجی ۔ جو ایرانی بادشاہ اسویرس کا وزیر تھا۔ کو فرعون کا وزیر بنایا؟ ان کے خیال میں گویا کہ ساری دنیا میں کوئی دوسرا ہامان نہیں گزرا ہے۔"

هُدْنَا

جمع متکلم ماضی معروف کا صیغہ ہے۔ هَوْدٌ [باب نصر] ہم نے توبہ کی۔ ہم نے تیری طرف رجوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اَلْھَوْدُ: نرمی اور سہولت کے ساتھ حق کی طرف رجوع کرنا۔

قرآن مجید میں ہے: وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ.

[سورۃ الاعراف ۷:۱۵۶]

''اور تو ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم نے تو تیری طرف رجوع کیا۔''

سیوطی لکھتے ہیں: کہا گیا ہے کہ عبرانی زبان میں اس کے معنی تُبْنَا کے ہیں [یعنی: ہم نے رجوع کیا] یہ بات شیدلہ نے بیان کی ہے۔ [الاتقان ۱:۱۸۳]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: عبرانی زبان میں اس کے معنی تُبْنَا کے ہیں اور شاید یہ قدیم سامی زبان کا لفظ ہو۔ [المعرب والدخیل: ۲۰۶]

هُوْدًا

قرآن مجید میں ہے: وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۳۵]

''اور کہتے ہیں کہ یہود یا نصرانی بنو تو ہدایت پاؤ گے۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: ہوذ یہودی ہے اور اعجمی معرب ہے۔ [المعرب: ۶۳۸]

یہود سے متعلق تحقیق یہود کے عنوان کے تحت لکھی جائے گی۔

هَوْنًا

ارشاد ربانی ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا. [سورۃ الفرقان ۲۵:۶۳]

''اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں۔''

ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران کے حوالے سے لکھا ہے کہ هَوْنًا سریانی میں حِلْمًا کے معنی میں آتا ہے اور ابو عمران جوانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ هَوْنًا عبرانی میں حِلْمًا کے معنی میں آتا ہے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم ۸:۲۷۲۰، نص: ۱۵۳۳۹]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: سریانی یا عبرانی میں حُلَمَاءُ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور شاید یہ بنیادی طور پر عربی ہو اَلْهَوْنُ سے ماخوذ ہو جس کے معنی تَرَفُّقٌ [نرمی، آہستگی] ہے۔

[المعرب والدخیل: ۲۰۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَيْتَ لَكَ

قرآن مجید میں ہے:وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ.[سورة یوسف۱۲:۲۳]

''اور بولی کہ بس آ جاؤ۔''

هَيْتَ لَكَ کی ایک قراءت هِيْتَ لَكَ ہے،جو سریانی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی ہیں:آ جاؤ۔

[تفسیر ابن کثیر۲:۶۲۲]

ابن جوزی لکھتے ہیں:وبلُغةِ القبط:هِيتَ لك:هَلُمَّ.[فنون الافنان:۱۱۸]

''قبطی زبان میں هِيتَ لك کے معنی ہیں:هَلُمَّ یعنی:آ جا۔''

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں:هِيتَ لك،هَلُمَّ کے معنی میں ہے۔نبطی یا سریانی زبان کا لفظ ہے۔

[المعرب والدخیل:۲۰۶]

ابن ابی شیبہ نے سیدنا ابن عباس کے حوالے سے لکھا ہے کہ هَيْتَ لَكَ نبطی زبان میں هَلُمَّ لَكَ کے معنی میں ہے۔[مصنف ابن ابی شیبہ۱۵:۴۵۱،روایت:۳۰۵۹۹]

وَرَآءَ

قرآن مجید میں ہے:وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا.[سورة الکہف۱۸:۷۹]

''اور اُن کے پرے ایک بادشاہ تھا جو تمام کشتیوں کو زبردستی ضبط کر رہا تھا۔''

سیوطی نے شیدلہ اور ابوالقاسم کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبطی زبان میں اس کا معنی أمامٌ [آگے] کا ہے۔[الاتقان۱:۱۸۳]

لیکن درست بات یہ ہے کہ وَرَآءَ حروف اَضداد میں سے ہے،چنانچہ ابن الانباری لکھتے ہیں:

ووراءَ من الأضداد.يُقالُ للرجل:وراءَكَ،أي:خلفكَ،ووراءَكَ،أي:أمامكَ.قال الله عزّ وجلّ:مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ.[سورة الجاثیة۴۵:۱۰]فمعناه:مِن أمامِهِم.وقال:وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا[سورة الکہف۱۸:۷۹]فمعناه:وكان أمامهم.

[الاضداد:۶۸،برقم:۳۴]

''وَرَآءَ اَضداد میں سے ہے،جب کسی شخص سے وراءَكَ کہا جائے تو اس کا معنی آگے اور پیچھے دونوں ہوسکتے ہیں۔مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ کا معنی ہے:اُن کے آگے جہنم ہے اور وَكَانَ وَرَآءَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا کا معنی ہے: اُن کے آگے ایک بادشاہ تھا جو تمام کشتیوں کو زبردستی ضبط کر رہا تھا۔"

وَرْدَةٌ

اسم جنس، گلاب کا سرخ پھول۔ قرآن مجید میں ہے:

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ. [سورۃ الرحمٰن ۵۵:۳۷]

"پس جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا۔"

جوالیقی لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ یہ لفظ عربی الاصل نہیں ہے۔ [المعرب: ۶۲۵]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ لفظ فارسی الاصل ہے جو پہلوی میں Varda اور Varta ہے۔ البستاقیہ میں Varodha جب کہ ارمنیہ میں Vard ہے اور اسی سے یہ لفظ یونانی میں منتقل ہو کر رُوْدُوْن اور سریانی میں وَردا بنا۔ [المعرب، ہامش: ۶۲۶]

وَزَرَ

قرآن مجید میں ہے: كَلَّا لَا وَزَرَ ۞ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۞ [سورۃ القیامۃ: ۱۱-۱۲]

"ہرگز نہیں، کہیں پناہ نہیں! اُس دن تیرے رب ہی کی طرف ٹھکانا ہوگا۔"

سیوطی نے ابوالقاسم کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبطی زبان میں اس کا معنی جَبَلٌ وَمَلْجَأٌ [پہاڑ اور پناہ گاہ] کا ہے۔ [الاتقان ۱: ۱۸۳]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں کہ یہ سریانی یا جنوبی عربی کلمہ ہے۔ [المعرب والدخیل: ۱۰۶]

يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ

یاجوج و ماجوج کا ذکر سورۃ الکہف ۱۸:۹۴، سورۃ الانبیاء ۲۱:۹۶ میں کیا گیا ہے۔

اہل لغت نے یاجوج و ماجوج کا اشتقاق مادہ أَجّ سے کیا ہے جس کے معنیٰ آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے تموج و تلاطم کے ہیں۔ ان کے یہ نام ان کی شدت شورش کی بناء پر پڑے۔

[المفردات: ۱۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ بعض علماء نے ممنوع من الصرف ہونے کی وجہ سے یہ عجمی تسلیم کیے ہیں۔

[تفسیر الکشاف ۲:۶۴۶، سورۃ الکہف ۱۸:۹۴]

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: یہ دونوں عجمی نام ہیں۔ [لسان العرب ۱:۷۷، مادہ: اج ج]

جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں یہ معرب ہے۔ [المعرب: ۶۴۷، شفاء الغلیل: ۳۱۸]

مولانا محمد انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں: أما الكلام في ياجوج وماجوج فاعلم أنهم من ذرية يافث بإتفاق المؤرخين ويُقال لهم في لسان أروبا: "كاك ميكاك" وفي مقدمة ابن خلدون: غوغ ماغوغ. وللبريطانية إقرارٌ بأنهم من ذرية مأجوج، وكذا ألمانية أيضاً منهم، وأما الروس فهم من ذرية يأجوج وليس هولاء إلا أقوام من الإنس، والمراد من الخروج: حملتهم وفسادهم، وذلك كائنٌ لامحالة في زمانه الموعود.

[فیض الباری ۴:۳۵۴، کتاب احادیث الانبیاء [۶۰] باب قصۃ یاجوج وماجوج [۸] بذیل حدیث: ۳۳۴۶، الفائدةُ الثالثةُ في تحقيق يأجوج ومأجوج]

''رہی یاجوج وماجوج کے بارے میں بات، سو جان لو کہ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ یافث کی اولاد ہے، انہیں یورپ کی زبان میں گاگ میگاگ کہا جاتا ہے۔ مقدمہ ابن خلدون میں ان کا نام غوغ ماغوغ ہے۔ اہل برطانیہ کو اقرار ہے کہ وہ ماجوج کی اولاد میں سے ہیں، اسی طرح اہل المانیہ بھی ان ہی میں سے ہیں۔ روس کا تعلق یاجوج سے ہے۔ یہ سارے انسانی قوم ہیں اور ان کے خروج کا مطلب اُن کے حملے اور فساد ہیں جو وقتِ موعود پر ضرور ہوں گے۔''

مولانا ابوالکلام آزاد[1] سورۃ الکہف کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یاجوج اور ماجوج کے لیے یورپ کی زبانوں میں Gog اور Magog کے نام مشہور ہو گئے ہیں۔ [ترجمان القرآن ۲:۴۹۱]

---

(۱) ۱۳۰۲ھ = ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۷۷ھ = ۱۹۵۸ء کو وفات ہوئے۔ آپ کا نام احمد، کنیت محیی الدین، والد کا نام خیر الدین تھا جب کہ لقب ابوالکلام آزاد تھا۔ آپ کے والد ہندوستانی تھے اور والدہ کا تعلق عرب سے تھا، مکہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مکہ ہی میں حاصل کی۔ چودہ سال کی عمر میں جامعہ ازہر میں داخلہ لے لیا۔

[الاعلام ۱:۱۳۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَاقُوتٌ

یاقوت فارسی لفظ ہے۔عربی میں اسم جنس ہے۔یَاقُوتَۃٌ واحد یَوَاقِیتٌ جمع۔ایک قیمتی معدنی سرخ جوہر ہے۔کہا جاتا ہے کہ آگ کا کوئی اثر اس پر نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں ہے: كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ. [سورۃ الرحمٰن ۵۵:۵۸]

''گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں۔''

جوالیقی لکھتے ہیں: یاقوت جس کی جمع یواقیت ہے' معرب ہے۔[المعرب:۶۴۸]

جوہری لکھتے ہیں: فارسی معرب ہے۔فَاعُوْلٌ کے وزن پر ہے۔مفرد یَاقُوتَۃٌ مستعمل ہے اور جمع یواقیت۔[الصحاح ۱:۲۷۱' مادہ: ی ق ت]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ فارسی میں یاکند ہے اور فارسی میں یہ یونانی زبان سے آیا ہے جس کی اصل ھِیَاکِنْثُوسْ ہے۔سریانی میں یہ یَقُونْدَا اور یَاقُونْدَا ہے۔ظاہر ہے کہ معرب لفظ سریانی سے ماخوذ ہے جس میں سے نون حذف کیا گیا ہے۔[المعرب' ہامش:۶۴۸]

یَحُوْرُ

واحد مذکر غائب مضارع منفی منصوب کا صیغہ ہے۔حَوْرٌ مصدر ہے [باب نصر]: وہ ہرگز نہیں لوٹے گا۔ارشادِ ربّانی ہے: إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ. [سورۃ الانشقاق ۸۴:۱۴]

''اس نے گمان رکھا کہ اس کو کبھی لوٹنا نہیں ہوگا۔''

سیوطی نے داود بن ابی ہند کے حوالے سے لکھا ہے کہ حبشی زبان میں اس کا معنی يَرْجِعُ [واپس لوٹنے] کا ہے۔[الاتقان ۱:۱۸۴]

ڈاکٹر محمد تونجی نے بھی یہی لکھا ہے۔[المعرب والدخیل:۲۰۶]

يَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَام

خفاجی لکھتے ہیں: يحيى: عَلَمٌ أعجميٌّ' وقيل: عربيٌّ منقولٌ من الفعل' والأول أصح. [شفاء الغليل:۳۱۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عجمی اسم علم ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عربی ہے اور حَیاۃٌ سے واحد مذکر غائب مضارع مثبت کا صیغہ ہے[باب: سَمِعَ' یعنی جیتا رہے] پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔''

سیدنا یحییٰ علیہ السلام سیدہ مریم کے خالہ زاد بھائی' سیدنا زکریا علیہ السلام کے بیٹے اور نبی تھے جو سیدنا زکریا علیہ السلام کے بڑھاپے کے زمانہ میں محض عنایتِ الٰہی سے بغیر ظاہری اسباب کے پیدا ہوئے۔

یٰسٓ

قرآن مجید میں ہے: یٰسٓ ۞ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۞ [سورۃ یٰس ۳۶:۱-۲]

''یا سین' پُر حکمت قرآن شاہد ہے۔''

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ حروف مقطعات میں سے ہے' جب کہ کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے' جس کے معنی یَااِنْسَانُ [اے انسان!] اور یَارَجُلُ [اے مرد!] کے ہیں۔ یہ قول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔ [تفسیر ابن جریر ۱۰:۴۲۴' فقرہ: ۲۹۰۴۸' الاتقان ۱:۱۸۴]

اَلْیَسَعُ علیہ السلام

سیدنا اَلْیَسَعُ علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں دوبار آیا ہے: سورۃ الانعام ۶:۸۶' سورۃ ص ۳۸:۴۸۔

مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں: یَسَعُ' محرکۃٌ اسم نبيٍ' وقد ذکر في وسع' وھذا محل ذِکرہ لأنہ أعجميٌ' لیس بمشتقٍ مِن وَسَعَ. [تاج العروس ۵:۵۶۵]

''یَسَعُ' تحریک کے ساتھ' ایک نبی کا نام ہے۔[فیروز آبادی نے اسے] وَسَعَ کے تحت درج کیا ہے حالانکہ اس کے درج ہونے کی اصلی جگہ یہی [یَسَعُ] ہے' اس لیے کہ یہ عجمی نام ہے اور وَسَعَ سے مشتق نہیں ہے۔''

جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں: یہ عجمی نام ہے۔[المعرب: ۶۴۴' شفاء الغلیل: ۳۱۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: شاید اس کی اصل اَلْیَشَاعُ ہو جس کا معنی نصر اللہ ہے۔

[المعرب' ہامش: ۶۴۴]

یَصِدُّوْنَ

قرآن مجید میں ہے: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ ۞ وَقَالُوْٓا ءَ اٰلِھَتُنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَیرٌ اَمْ ھُوَ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۵۷]

''اور جب ابن مریم [علیہ السلام] کی مثال دی جاتی ہے تو تمہاری قوم کے لوگ اس پر چیخنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معبود اچھے ہوئے یا وہ؟''

مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری قوم کے سامنے انبیاءِ کرام کے سلسلے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی دعوت کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ وہ بھی دینِ توحید کے داعی بن کر آئے جس کی دعوت تمام انبیاء نے دی تو تمہاری قوم کے جھگڑالو مجرد اُن کے نام کے ذکر ہی کو فتنہ بنا لیتے اور چیخنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ لو! یہ شخص ہمارے بتوں کو تو برا کہتا ہے لیکن مسیح [علیہ السلام] کی تعریف کرتا ہے حالانکہ ہمارے معبود فرشتے ہیں اور مسیح [علیہ السلام] بہرحال مریم [علیہا السلام] کے بیٹے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن مجید سیدنا عیسیٰ [علیہ السلام] کا ذکر گویا ایک معبود کی حیثیت سے کرتا ہے اور یہ ایک سازش ہے۔ اس غرض کے لیے کہ ہمارے ذہنوں میں سے ہمارے آبائی دیوتاؤں کی عقیدت ختم کر کے اُن کی جگہ مسیح [علیہ السلام] کی اُلوہیت کا عقیدہ راسخ کیا جائے۔

ابن جوزی لکھتے ہیں: یَصِدُّوْنَ: بلغة الحبش: یَضِجُّوْنَ. [فنون الافنان: ۱۱۸]

''یَصِدُّوْنَ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ یَضِجُّوْنَ ہے یعنی شور مچاتے ہیں۔''

یُصْھَرُ

واحد مذکر غائب مضارع مجہول 'صَھْرٌ' مصدر [باب: فَتَحَ] پگھلا دیا جائے گا۔ گلا دیا جائے گا۔

قرآن مجید میں ہے: یُصْھَرُ بِہٖ مَافِیْ بُطُوْنِھِمْ وَالْجُلُوْدُ. [سورۃ الحج ۲۲:۲۰]

''اس سے جو کچھ ان کی پیٹوں میں ہے سب پگھل جائے گا اور اُن کی کھالیں بھی۔''

سیوطی نے شیدلہ کے حوالے سے لکھا ہے: اہل مغرب کی زبان میں اس کا معنیٰ یَنْضَجُ [پختہ ہونے] کا ہے۔ [الاتقان ۱:۱۸۴]

یَعْقُوْبُ علیہ السلام

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا اسحاق علیہ السلام اور سیدنا اسحاق علیہ السلام کے بیٹے سیدنا یعقوب علیہ السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر زمرہ انبیائے کرام میں کیا ہے۔ آپ کا لقب اسرائیل تھا اور اسی نسبت سے آپ کی اولاد اور اولاد در اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں: یہ عجمی نام ہے۔ [المعرب:٦٤٤' شفاء الغلیل:٣١٨]

یَمّ

قرآن مجید میں ہے: فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ. [سورۃ الاعراف ١٣٦:٧]

''تو ہم نے اُن کو کیفر کردار تک پہنچادیا اور اُنہیں سمندر میں غرق کردیا۔''

ابن قتیبہ' جوالیقی اور ابن جوزی لکھتے ہیں: یَمّ عبرانی میں دریا کو کہا جاتا ہے۔

[ادب الکاتب:٣٨٤' المعرب:٦٤٥' فنون الافنان:١١٨]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: یہ عبری میں یم' سریانی میں یما اور اکدیہ میں یموُ ''Iamu'' ہے اور علماءِ لغت کا خیال ہے کہ یہ غیر سامی کلمہ ہے۔ [المعرب' ہامش:٦٤٦]

ڈاکٹر محمد تونجی لکھتے ہیں: اليمُّ: البحرُ بالسريانيةِ' أصلها: Yammo' وكذافي العبرية.

[المعرب والدخیل:٢٠٦]

''سریانی میں یَمّ کا معنی دریا کا ہے جس کی اصل Yammo ہے۔ عبرانی زبان میں بھی ایسا ہی ہے۔''

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: اس کے معنی یَزِیْدُ [اس میں اضافہ ہوگا] کا ہے۔ [المعرب' ہامش:٦٤٤]

یُوْسُفْ علیہ السلام

جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں: یہ عجمی نام ہے۔ [المعرب:٦٤٤' شفاء الغلیل:٣١٨]

سیوطی لکھتے ہیں: والصوابُ أنه أعجميٌّ' لا إشتقاق له. [الاتقان فی علوم القرآن ١٧٢:٢' نوع:٦٩]

''درست بات یہ ہے کہ یہ عجمی ہے اور غیر مشتق ہے۔''

ماوردی لکھتے ہیں: یوسف کے بارے میں دو قول ہیں: پہلا یہ کہ یہ عجمی نام ہے اور دوسرا یہ کہ یہ عربی نام ہے اور اسف سے مشتق ہے' جس کے معنی لغت میں حزن وملال کے ہیں۔ [تفسیر الماوردی ٨:٣]

لیکن ابوحیان لکھتے ہیں: ومنعه الصرف دليل على بطلانِ قول مَن ذهب إلى أنه عربي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتق من الأسف. [البحر المحیط ۲۷۹:۵]

''اس کا ممنوع من الصرف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جو لوگ اس کو عربی جانتے ہیں اور اسے اسف سے مشتق تسلیم کرتے ہیں اُن کا قول باطل ہے۔''

یُونُس علیہ السلام

ابن متّی، مشہور اسرائیلی نبی۔ نینویٰ [عراق] میں ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ امت دعوت ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھی۔

جوالیقی اور خفاجی لکھتے ہیں: یہ عجمی نام ہے۔ [المعرب:۶۴۴، شفاء الغلیل:۳۱۸]

ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں: عبری میں اس کی اصل یُونَا ہے، جو یونانی میں یُونَس بنا۔ عربی میں یہ لفظ یونانی زبان سے داخل ہوا اور ''ی'' کلمہ کے پیش کو مدنظر رکھ کر ''ن'' کو بھی پیش دیا گیا یعنی عربی میں اس کو یُونُس بنایا۔ [المعرب، ہامش:۶۴۴]

یَهُود

اسم جمع، معرف باللام، یہودیوں کی جماعت۔ جوالیقی لکھتے ہیں: یَهُود: أعجمي معربٌ، وهم منسوبون إلى يهوذا بن يعقوب، فَسُمُّوا اليهود، وعُرِّبَتْ بالدَّال. [المعرب:۶۵۰]

''یہود: اعجمی معرب ہے، جو یہوذا ابن یعقوب کی طرف منسوب ہیں۔ عربوں نے یہوذا کے ''ذ'' کو ''د'' سے بدل ڈالا۔''

خفاجی لکھتے ہیں: معرب یهوذا، بذال معجمة، ابن یعقوب علیہ السلام [شفاء الغلیل:۳۱۸]

''یہوذا - ذال معجمہ کے ساتھ - کا معرب ہے جو سیدنا یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۱۷

اَشباہ ونظائر

قرآن مجید میں اکثر ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معانی میں آیا ہے۔علماءِ بلاغت ایسے لفظ کومشترک کہتے ہیں لیکن علومِ قرآن میں ان کونظائر کہا جاتا ہےاور بعض الفاظ ایسے ہیں جومتعدد مقامات پر بعینہ مستعمل ہوتے ہیں اور ہر جگہ اُن سے ایک ہی معنی مراد ہیں۔علماءِ قرآن مجیدان کووجوہ کہتے ہیں۔وجوہ ونظائر کی واقفیت فہمِ معانی قرآن مجید کے لیےنہایت ضروری ہے تاکہ معنی سمجھنے میں اشتباہ نہ ہو۔اس بناء پرعلماءِ اسلام نے مستقل تصانیف میں وجوہ ونظائر کی توضیح و تحقیق ضروری سمجھی۔

قرآن مجید میں الفاظ کےاستعمال میں وسعت لفظی موجود ہے۔ایک لفظ ایک جگہ ایک معنی میں استعمال ہوا ہےتو دوسری جگہ کسی اور معنی میں' اور یہ صرف سیاق سے ہی فیصلہ ہوسکتا ہے کہ کون سا معنیٰ کس جگہ مراد ہے' مثلاً کفار کا لفظ عموماً حق کا انکار کرنے والوں پر بولا گیا ہے' لیکن قرآن مجید میں ایک جگہ اس سے مزارعین مراد ہیں۔

اَصحَابُ الجَنَّةِ کا اطلاق عموماً جنتیوں پر ہی کیا جاتا ہےمگر ایک جگہ اس سے دنیا کے ایک باغ کے مالک بھی مراد لیے گیے ہیں'اس طرح اَصْحَابُ النَّارِ سے مرادعموماً دوزخی ہوتے ہیں جب کہ ایک جگہ اس سے مراد دوزخ کے داروغے بھی ہیں۔ان اِطلاقات واستعمالات کا اصطلاحی نام وُجوہُ الأشباه و النظائر ہے۔وُجُوہٌ'وَجْهٌ کی جمع ہےاوراُجُوہٌ بھی جمع آتا ہے: والجمع: أوجُهٌ و وُجُوهٌ'قال اللحياني وقد تكون الأوجه للكثير.[لسان العرب۱۵:۲۲۵مادۃ:وجہ]

''امام لحیانی فرماتے ہیں:اَوجُهٌ کا اِطلاق اکثریت پر کیا جاتا ہے۔''

''وَجهُ الكلام'' کلام کے مقصود کو کہا جاتا ہے:وجه الكلام : السبيل الذي تقصده به.

[لسان العرب۱۵:۲۲۵مادۃ:وجہ]

ابن فارس کہتے ہیں:الواو' والجيم' والهاء:أصلٌ واحدٌ'يدل على مقابلةٍ لشيئ والوجه مستقبلٌ لكل شيئ.[معجم مقاییس اللغۃ:۱۰۴۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ ایک اصل ہے اور کسی چیز کی مقابلت پر دلالت کرتی ہے اور ''وَجۃ'' ہر شے کے سامنے کا پہلو ہوتا ہے۔''

''نَظائِر'نَظِیر'' کی جمع ہے' بمعنی: مماثلت وتشبیہ۔ [جمہرۃ اللغۃ ۲:۹ ۳۷]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لقد عرفتُ النظائر التي كان النبي ﷺ يقرن بهن فذكر عشرين سورة من المفصل. [صحیح بخاری' کتاب الاذان[۱۰] باب الجمع بین السورتین فی الرکعۃ[۱۰۶] حدیث:۷۷۵' کتاب فضائل القرآن[٦٦] باب تالیف القرآن[٦] حدیث:۴۹۹٦]

''میں اُن سورِ متقاربہ کو جانتا ہوں' جن کو نبی ﷺ آپس میں ملاتے تھے' یعنی: جن میں سے دودو سورتوں کو آپ ﷺ ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ پھر مفصل (۱) میں سے بیس سورتیں نمونے کے طور پر ذکر کیں۔''

اس روایت کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں:

–۱: النَّظائِرُ جمع نظيرة' وهي السور التي يُشبه بعضها بعضاً في الطول و القصر.

[عمدۃ القاری ٦:۴۴]

''نظائر، نظیرۃ کی جمع ہے' اور اس سے مراد وہ سورتیں ہیں جو طول وقصر میں ایک دوسرے کے مماثل ہوں۔''

اس کے قائلین ابن ابی داؤد' از ہشام بن عبدالملک' از ابوعَوانہ (۲) از حصین (۳) از ابراہیم از

---

(۱) مختصر علیحدہ علیحدہ سورتیں' یہ تین اقسام پر مشتمل ہیں۔

–۱: طُوال مُفَصَّل: سورۃ ق تا سورۃ المرسلات: ۲۸ سورتیں

–۲: اَوساط مُفَصَّل: سورۃ النبا تا سورۃ الضحی: ۱۶ سورتیں

–۳: قِصار مُفَصَّل: سورۃ الانشراح تا سورۃ الناس: ۲۱ سورتیں

(۲) ابوعَوانۃ کا نام وضاح بن عبداللہ تھا اور: استقر الحال على أن أباعوانة ثقةٌ' وله أوهامٌ تَجانَب إخراجَها الشيخان. [سیر اعلام النبلاء ۸:۲۲۱]

''ثقہ ہونے کے باوجود اَوہام کا شکار ہوا کرتے تھے اس لیے شیخین نے اُس سے روایت لینے سے اجتناب کیا۔''

(۳) حصین اور ابراہیم کے بارے میں مجھے تلاش بسیار کے باوجود کچھ معلوم نہ ہوسکا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیک بن سنان سلمی (۱) از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔

[معانی الآثار ۱: ۳۴۵ باب جمع السورفی رکعۃ]

اس روایت کے پہلے راوی ابن ابی داؤد کے بارے میں علماءِ جرح وتعدیل کے اقوال مختلف ہیں اُن کے والد محترم امام ابوداؤد فرمایا کرتے تھے کہ میرا بیٹا کذاب ہے۔

[میزان الاعتدال ۲: ۴۳۳ ترجمہ: ۴۳۶۸]

حافظ ذہبی نے اُن کے والد کے اس قول کے بارے میں لکھا ہے: و أما قول أبيه فيه فالظاهر أنه إن صَحَّ عنه فقد عَنَى أنه كذابٌ في كلامه لا في الحديث النبوي و كأنه قال هذا و عبد الله شابٌ طريٌّ ثم كَبُرَ و سَادَ. [تذکرۃ الحفاظ ۲: ۷۷۲ طبقہ: ۱۰ ترجمہ: ۷۶۸]

"اُن کے والد نے اُن کے بارے میں جو فرمایا ہے تو ظاہر تو یہ ہے کہ اگر یہ قول واقعی اُن کا ہو کہ اُن کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں اور یہ اُس وقت کی بات ہوگی جب آپ نوخیز نوجوان تھے پھر آپ بڑے ہو کر سردار بنے۔"

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں: عبد الله بن سليمان السجستاني كذبه أبوه في غير الحديث و وَثَّقَه الناس. [المغنی فی الضعفاء ۱: ۳۴۱ ترجمہ: ۳۲۰۷]

"عبداللہ بن سلیمان بجستانی کو اُس کے والد نے روایات کے علاوہ جھوٹا مانا ہے اگرچہ دوسرے لوگ انہیں ثقہ کہتے ہیں۔"

حافظ ذہبی اُن کے ترجمہ کے آخر میں لکھتے ہیں: وَ ماذَكَرتُهُ اِلَّا لِأُنَزِّهَهٗ. [میزان الاعتدال ۲: ۴۳۶]

"میں نے اُن کا ذکر صرف اس لیے کیا ہے کہ اُن کی صفائی پیش کروں۔"

امام دارقطنی کہتے ہیں: ثقةٌ إلَّا أنه كثير الخطأ في الكلام على الحديث. [تاریخ بغداد ۹: ۴۶۸ تذکرۃ الحفاظ ۲: ۷۷۱ طبقہ: ۱۰ ترجمہ: ۷۶۸]

"ثقہ تھے لیکن حدیث پر کلام کرتے ہوئے بکثرت خطأ کا شکار ہوتے تھے۔"

---

(۱) نہیک بن سنان سلمی بجلی کوفی کا تذکرہ صرف ابن حبان نے ثقات ۵: ۴۸۰ میں کیا ہے جب کہ دوسرے محدثین نے اُن کا نام تک نہیں لیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عدی لکھتے ہیں: و هو مقبولٌ عند أصحاب الحديث، وأما كلام أبيه فلاأدري إيش تَبَيَّنَ له منه. [الکامل فی ضعفاء الرجال ۵: ۴۳۷، ترجمہ: ۱۳۴-[۱۱۰۱] میزان الاعتدال ۲: ۴۳۳]

''آپ اصحابِ حدیث کے نزدیک مقبول ہیں، رہا اُن کے بارے میں اُن کے والد کا کلام، سو میں نہیں جانتا کہ اُنہوں نے اپنے فرزند میں کون سی ایسی بات دیکھی ہے۔''

مگر اُن کی یہ روایت نا قابل استدلال ہے، اس لیے کہ اگر حدیث کے سلسلے میں دروغ گو ہیں، تب تو اُن کی یہ روایت موضوع ہے اور اگر عام بول چال میں کذاب ہیں تب بھی جھوٹ بولنے سے بدنام ہیں اور ایسے راوی کی روایت منکر ہوتی ہے جو مردود اور نا قابل قبول ہوتی ہے۔

۲- أي: السُّور المتماثلة في المعاني، كالموعظة، أو الحِكم، أو القصص، لا المُمَاثَلَةُ في الآي. [فتح الباری ۲: ۲۵۹]

''اس سے مراد سورتوں کے معانی، وعظ و نصیحت اور قصص و حِکم میں مماثلت ہے نہ کہ تعدادِ آیات میں مماثلت۔''

ایک ہی معنی والے مختلف الفاظ ''نظائر'' کہلاتے ہیں۔

اس فن میں لکھنے والے

چونکہ قرآن مجید دوسرے علوم و فنون کی طرح اس فن میں بھی اپنی مثال آپ ہے اس لیے علماء کرام نے اس فن کی طرف خصوصی توجہ دی، جن علماء نے اسی سلسلہ میں کتابیں لکھیں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی پیش کیے جاتے ہیں۔

[۱] مقاتل بن سلیمان بن بشیر اَزدی، خراسانی، بلخی، وفات: ۱۵۰ھ۔

ان کے حالات زندگی جلد اول میں لکھے جا چکے ہیں۔

بعض علماء کے نزدیک وہ عرب کے ''موالی'' میں سے تھے[1]۔ بعض جگہ ان کا نام مقاتل بن جَوال دُوز یا دَوال دُوز بھی لکھا گیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ دَوال دُوز اُن کے والد کا لقب

(۱) یہ امام ابن درید [۲۲۳-۳۲۱ھ] کا قول ہے۔ ملاحظہ ہو اُن کی تصنیف: الاشتقاق: ۵۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔[لسان المیزان ۶: ۸۳، ترجمہ: ۲۲۹۷، طبقات المفسرین، داوودی ۲: ۳۳۰، ترجمہ: ۶۴۲]

دَوال دُوز کے معنی خرّاز یعنی: موچی کے ہیں۔[تہذیب التھذیب ۱۰: ۲۵۰]

تمام مآخذ و مراجع اس بات پر متفق ہیں کہ وہ تجسیم و تشبیہ (۱) کے قائل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس زمانے میں بھی جب اس کی قطعی ممانعت تھی، مساجد میں جھوٹے سچے قصے بیان کیا کرتے تھے۔

[الجرح والتعدیل ۸: ۳۵۵، تہذیب التھذیب ۱۰: ۲۵۴]

سیاست میں وہ زیدیہ (۲) فرقے کے پیرو تھے اور دینی اعتبار سے مُرجیُ (۳) تھے۔

[الفہرست ابن ندیم: ۲۲۲]

مقاتل کی ادبی سرگرمیاں خاصی ہمہ گیر حیثیت رکھتی تھیں۔ ۱۹۱۲ء میں ان کی تفسیر قرآن [مخطوطہ عدد: ۶۳۳۳] برٹش میوزیم میں دستیاب ہوئی۔

[مقدمۃ الاشباہ والنظائر، طبع: قاہرہ: ۸۱، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۱: ۲۳۰]

---

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ایسا متضاد نظریہ جو صحیح العقیدہ مسلمانوں کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ تشبیہ ''nthropomorphism'' یعنی تمثیل اور تجسیم، جس سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کو انسان جیسا سمجھنا۔

(۲) زیدیہ: شیعوں کی ایک شاخ جسے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو امام تسلیم کرنے کی بناء پر شیعہ اثناعشریہ اور شیعہ سبعیہ سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

(۳) مُرجِئہ کا لفظ مادہ رَجَاءٌ [باب اِفعال] سے ہے، جس کے معنی مؤخر اور ملتوی کرنے کے ہیں، یہ مسلمانوں کا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ ایمان کا تعلق محض قول اور زبان سے ہے، عمل کو اس میں دخل نہیں، گویا کہ انہوں نے قول: اقرار ایمان کو مقدم کر دیا اور عمل کو مؤخر رکھا یہ اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ نماز نہ بھی پڑھیں اور روزہ نہ بھی رکھیں تو بھی اُن کا ایمان اُن کو نجات دلا دے گا اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت و گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے محض دعویٰ اطاعت: محض نیکی بلا عقیدہ راسخ کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا، وہ مرجئہ اس عقیدے کی بناء پر کہلائے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتے ہیں یا غفور و رحیم ہونے کی بناء پر گناہوں کی سزا ملتوی کرتے ہیں: والمرجئة طائفةٌ من المسلمين يقولون: الإيمانُ قولٌ بلا عملٍ، كأنهم قَدَّمُوا القولَ، وأرجَؤُا العملَ أي: أخّروه، لأنهم يرون أنهم لو لم يُصَلُّوا ولم يَصُومُوا لَنَجاهم إيمانهم.

[تاج العروس ۱: ۶۹، لسان العرب ۵: ۱۳۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے اصل ہونے کے متعلق ''Goldziher'' کو شبہ ہے۔

[مذاہب التفسیر الاسلامی، از گولڈزیہر، عربی ترجمہ: ڈاکٹر عبدالحلیم نجار، حاشیہ: ۷۶]

ابن ندیم کی الفہرست صفحہ: ۲۲۲ میں ان کی تصانیف کی فہرست درج ہے جن میں سے ایک کا نام کتاب الوجوہ والنظائر بھی ہے جو الأشباہ والنظائرفي القرآن الکریم کے نام سے ڈاکٹر عبداللہ محمود شحاتہ کے رشحات قلم کے ساتھ قاہرہ سے ۱۳۹۵ھ = ۱۹۷۵ء میں طبع ہو کر منصۂ شہود پر آ گئی ہے۔ ۳۴۸ صفحے کی ضخیم کتاب ہے۔

اس کا جدید اڈیشن ۱۴۲۹ھ = ۲۰۰۸ء میں احمد فرید المزیدی کی تعلیقات کے ساتھ دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

[۲] ہارون بن موسیٰ، اعور، ازدی، عتکی، وفات: ۱۰۷ھ۔

اُن کے اَحوالِ زندگی جلد اول میں لکھے جا چکے ہیں۔

انہوں نے سب سے اول شاذ قراءتیں (۱) جمع کیں۔ عامل بالحدیث تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے ان کی روایات لی ہیں۔ قدری اور معتزلی (۲) تھے۔

---

(۱) قرآن مجید کی متروک قراءتیں مراد ہیں۔

(۲) علم کلام کا ایک مدرسہ فکر جس نے عقل اور نقل کے مابین تطابق اور توافق کی کوشش کی۔ اعتزال کے معنی کسی شخص یا گروہ سے الگ ہو جانے کے ہیں۔ مشہور خیال کے مطابق معتزلہ کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ حسن بصری ایک دن اپنے حلقہ درس میں بیٹھے طلباء کو پڑھا رہے تھے کہ واصل بن عطا نے کھڑے ہو کر خوارج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ایک گروہ ایسا پیدا ہوا ہے جس کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے، اور مرجئہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر نہیں قرار دیا جا سکتا، ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایمان صحیح ہے تو گناہ کبیرہ سے کفر لازم نہیں آتا یعنی یہ لوگ فرد کو اس حد تک چھوڑ دیتے ہیں کہ گناہ سے کسی قسم کا نہ ایمان پر ضرر پڑتا ہے اور نہ ہی اس کے مستقبل پر، ان دونوں فرقوں میں برحق کون سا فرقہ ہے؟ حسن بصری اب جواب نہیں دے پائے تھے کہ اُس شخص نے خود ہی کہا: میری رائے میں ایسا شخص نہ کافر ہے، نہ مؤمن، بلکہ اس کے بین بین ہے اور اس کے ساتھ حسن بصری کے تلامذہ میں اس عقیدے کی تلقین بھی شروع کی، اس پر حسن بصری نے فرمایا:

اِعتَزَلَ عَنَّا واصِل: ''واصل ہم سے الگ ہو گیا ہے۔'' اس حوالے سے اس کا اور اس کے ہم خیالوں کا نام معتزلہ مشہور ہوا۔ [الملل والنحل: ۳۷-۳۸، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۱: ۳۰۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی کتاب الوجوہ والنظائر في القرآن الكريم کے نام سے بغداد کے دائرۃ الآثار نے ڈاکٹر محمود الجاد کے تحقیق کے ساتھ شائع کی ہے۔

[۳] یحییٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ' تیمی 'بصری' افریقی' وفات: ۲۰۰ھ۔

ان کے احوالِ زندگی جلد اول میں لکھے جا چکے ہیں۔

حدیث کے سلسلے میں اُنہیں ضعیف کہا گیا ہے۔[میزان الاعتدال ۴: ۳۸۱]

بعض نے لکھا ہے کہ کبھی کبھار خطاً کیا کرتے تھے۔[الثقات' ابن حبان ۹: ۲۶۱]

لیکن ضعیف ہونے کے باوجود ان کی حدیث لکھی جا سکتی ہے۔[الکامل فی ضعفاء الرجال ۹: ۱۲۵]

کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک کا تعلق زیر بحث مضمون سے ہے' ان کی یہ تصنیف التَّصَارِیف کے نام سے تیونس میں الشِّرْکَۃُ التُّونُسِیَّۃ نے ڈاکٹر ہند شبلی کے تحقیق کے ساتھ شائع کی ہے۔ کتاب پر سن طباعت درج نہیں۔

[۴] ابن قتیبہ: عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری' وفات: ۲۷۶ھ۔

اُن کے حالاتِ زندگی جلد اول میں لکھے جا چکے ہیں۔

امام موصوف نے اگرچہ اسی موضوع پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی تاہم ان کی عظیم' بے مثل اور نہایت مفید تصنیف تاویل مشکل القرآن میں انہوں نے ایسے [۴۵] الفاظ اور ان کے معانی لکھے ہیں جن کا تعلق اشباہ ونظائر سے ہے۔ میں نے اُلُّبَاب کے نقش اول میں اس کتاب سے استفادہ کیا تھا۔ ان کی یہ تصنیف بے بدل ۱۳۹۳ھ=۱۹۷۳ء کو السید احمد صقر کی تحقیق کے ساتھ دار التراث قاہرہ نے شائع کی ہے۔ بڑی مفید اور نہایت کارآمد کتاب ہے۔ قرآنی مشکلات پر کام کرنے والوں کے لیے خصوصی طور پر مفید ہے۔

امام ابن قتیبہ کے بارے میں علماءِ جرح وتعدیل کہتے ہیں:

کان ثقةً دَیِّناً فَاضِلاً. [تاریخ بغداد ۱۰: ۱۷۰' سیر اعلام النبلاء ۱۳: ۲۹۷]

''ثقہ' دین دار اور فاضل تھے۔''

مگر امام حاکم کے حوالے سے لکھا جاتا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا تھا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أجمعتِ الأمّةُ على أنّ القُتَبِي كَذّابٌ. [سیر اعلام النبلاء ۱۳: ۲۹۹؛ میزان الاعتدال ۲: ۵۰۳]

''امت کا اس بات پر اِجماع ہو چکا ہے کہ قتبی [ابن قتیبۃ] کذاب تھے۔''

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: قلتُ: هذه مجازَفَةٌ قبيحةٌ، و كلامُ مَنْ لم يَخِفِ اللّٰهَ.

[میزان الاعتدال ۲: ۵۰۳]

''میں کہتا ہوں: یہ قبیح اٹکل پچو ہے اور ایسے شخص کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھتا۔''

حافظ صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں: هذه مجازَفَةٌ وقِلّةُ وَرَعٍ، فما عَلِمتُ أحداً اتَّهَمَهُ بالكذبِ قبل هذه القولة. [سیر أعلام النبلاء ۱۳: ۲۹۹]

''یہ بات اَٹکل اور قلت تقویٰ سے کہی گئی ہے۔ [حاکم کے اس] قول سے قبل مجھے معلوم نہیں کہ کسی [محدث] نے اُنہیں جھوٹ بولنے سے مُتَّهَمْ [بدنام] کیا ہو۔''

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں: ومِن شَقاشِقِه قوله: أنّ الضبي كذابٌ، و قوله: إنّ المصطفى ﷺ وُلِدَ مسروراً مختوناً، قد تَوَاتَرَ هذا، و قوله: إنّ علياً رضی اللہ عنہ وصيي. [میزان الاعتدال ۳: ۶۰۸]

''اور ان کی بے اصل و اَساس اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ: الضبی کذاب تھا اور یہ کہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مسرور و مختون پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی تھے۔''

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں: عَهدِي بالحاكم يَميلُ إلى الكرامية، ثم ما رأيتُ لأبي محمد في كتاب مشكل الحديث ما يُخالِفُ طريقةَ المثبتةِ، و من أنّ أخبار الصِّفات تُمَرُّ ولا تُتأَوّلُ. [سیر اعلام النبلاء ۱۳: ۲۹۹]

''حاکم کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ کرامیہ (۱) کی طرف میلان رکھتے تھے، پھر یہ بھی ہے کہ

---

(۱) صوفی محمد بن کرام بن عراق بن حزابہ بن براء ابو عبداللہ سجستانی کے پیروکار جو ابراہیم بن یوسف بلخی، عبداللہ ابن مالک بن سلیمان ہروی اور احمد بن عبداللہ جویباری کا شاگرد تھا، اس کے بدعی عقائد یہ ہیں:

- معرفتِ قلبی کے بغیر بھی کوئی شخص مؤمن ہوتا ہے۔
- صرف زبانی ایمان سے بھی کوئی شخص مؤمن، ولی اللہ اور جنتی ہوتا ہے اگرچہ وہ دل میں کافر ہو۔
- اللہ تعالیٰ جسم رکھتا ہے۔

اُس نے ملکِ شام میں ۲۵۵ھ کو وفات پائی۔ [تاریخ اسلام، حافظ ذہبی ۶: ۱۵۷-۱۸۷، ترجمہ: ۸۰۱۷] ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے ابن قتیبۃ کی کتاب مشکل الحدیث میں یہ بات نوٹ کی کہ صفات الٰہیہ میں مثبتین اور حنابلہ کی پیروی نہیں کرتے [بلکہ صفات الٰہیہ میں تأویل کرتے ہیں] اور اس سے بھی [کتراتے نظر آتے ہیں کہ] صفات الٰہیہ کو بغیر کسی تأویل کے قبول کیا جائے۔''

امام ابن الجزری [1] نے حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھا ہے: هذا تصحيفٌ و إنما هو العتبي

......محمد بن کرام کے بارے میں حافظ ابن حبان نے امام عثمان بن سعید دارمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: میں سجستان کے والی ابراہیم بن حصین کی مجلس میں تھا کہ ایک طویل القامت شخص اندر داخل ہوا' جس کا لباس خستہ تھا۔ کسی نے کہا: یہ محمد بن کرام ہے۔ ابراہیم بن حصین نے اس سے پوچھا: تو کبھی اساتذہ کی مجلس میں گیا ہے؟ اُس نے نفی میں جواب دیا۔ والی نے پھر سوال کیا: عثمان بن عفان سجستانی کی مجلس میں گئے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں! والی نے پوچھا: یہ علم جو تم کہتے ہو' کہاں سے تمہیں ملا ہے؟ اُس نے کہا: یہ نور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوئی ہے۔ والی نے پھر پوچھا: ''تم تشہد سنا سکتے ہو؟ اُس نے پوچھا: تشہد کیا ہے؟ اُس نے کہا: نماز میں بحالت قعدہ کیا پڑھتے ہو' اُس نے تشہد کو اس طرح پڑھا: التَّهِيَّاتُ[التَّحيات] لِلّٰهِ و السَّلواتُ[الصلواتُ]و التَّيِّبَاتُ [الطيبَتُ]السلامُ اَلَيكَ[عليك] أيها النبي و رحمة الله و بركاته ' السلامُ اَلَينا[عَلينا]و اَلا اِبادِ[على عباد] الله السَّالحين [الصالحين] اَشوَدُ [أشهدُ] أن لا إله إلاّ الله و اشودُ [أشهدُ] اَنّ مهمَّداً [محمداً]اَبدُكَ[عبده] ورسولك[ورسوله] [المجروحین ۲:۳۲۷' تاریخ الاسلام ۱۹:۳۱۳]

اس شخص کے بارے میں حافظ ابن حبان اور حافظ ذہبی نے لکھا ہے:

و كان يزعمُ أن النبي ﷺ لم يكن بحجة لله على خلقه'إن الحجة لاتندرسُ و لاتموتُ.

[المجروحین ۲:۳۲۷' تاریخ الاسلام ۱۹:۳۱۳]

''رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لیے حجت نہیں تھے' اس لیے کہ حجت نہ تو پرانی ہو جاتی ہے اور نہ مرتی ہے۔''

ایسا لگتا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے یہ فقرات اُس کی جواب میں ہوں: ''اور پھر جس وجود کی سیرت و حیات قیامت تک کے لیے اس طرح محفوظ و ثبت کر دی گئی ہو' علاوہ اُن نقوشِ غیر فانی کے جو صفحہ عالم پر ثبت ہیں اور جس کی زندگی کے وقائع طیبہ کو اس طرح سورج کی دائمی روشنی اور ستاروں کی یکساں سیر و حرکت کے دامن سے باندھ دیا ہو کیوں نہ اس خاکدانِ جسم و زمان میں اُس کی موت و حیات یکساں ہو؟ اور کیوں اس کی دائمی حیات و قیام کے عقیدہ سے انسان کے تاریک دلوں کو انکار اور غافل روحوں کو گریز ہو۔'' [تذکرہ: ۲۰۸]

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف ابوالخیر' شمس الدین' العمری' الدمشقی ثم الشیرازی' الشافعی۔ اپنے زمانے میں شیخ الاقراء اور حافظ حدیث تھے۔ ۷۵۱ھ=۱۳۵۰ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے۔......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-بالعين- فإنهم أجمعوا على ضعفه ' و أما كونه ﷺ وُلِدَ مختوناً مسروراً فالخلاف فيه مشهور بين العلماء كما ذكرناه في غير هذا الموضع ' وأما قوله أن علياً رضی اللہ عنہ وصيي فهومِن زَلَّاته'فإنه لايجهل أنَّ هذاغيرصحيح لكنه كان شيعيًا مع حبه للشيخين .

[غایۃ النہایۃ ۲:۱۸۵' ترجمہ: ۳۱۷۸]

''یہ تصحیف ہے ۔اصل میں یہ عمّی ہے۔[قمی یا ضی نہیں] اس لیے کہ عمّی کے ضعیف ہونے پر [ائمہ جرح وتعدیل کا] اجماع ہو چکا ہے۔رہا رسول اللہ ﷺ کا مختون و مسرور پیدا ہونا (1) سو اس بارے

......دمشق میں دار القرآن کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔امیر تیمور لنگ کے ہمراہ ماوراء النہر کا سفر کیا۔شیراز میں قضا کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔وہیں ۸۳۳ھ = ۱۴۲۹ءکو وفات پائی۔جزیرۃ ابن عمر کی طرف منسوب ہو کر الجزری کہلاتے ہیں۔[الضوء اللامع ۹:۲۵۵' الاعلام ۷:۴۵]

(۱) نبی اکرم ﷺ کے ختنہ کے بارے میں تین قول ہیں:

-۱: آپ ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے اور امام حاکم کا دعویٰ ہے کہ:وقد تواترت الأخبار أن رسول اللهﷺ ولد مختوناً مسروراً.[المستدرک ۲:۶۰۲' البدایۃ والنہایۃ ۲:۲۷۹' الخصائص الکبری ۱:۵۳]

''آپ ﷺ کے مختون و مسرور پیدا ہونے کی احادیث متواتر ہیں۔''

لیکن حافظ ذہبی لکھتے ہیں:اِن ساری روایات پر جرح اور اِن میں کلام موجود ہے لہٰذا تواتر کا دعویٰ نادرست ہے۔[تلخیص المستدرک ۲:۶۰۲' میزان الاعتدال ۳:۶۰۸]

۞ اس قسم کی ایک روایت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اِن الفاظ میں مروی ہے کہ:

وُلِدَ رسول الله ﷺ مسروراً مختوناً. [عیون الاثر ۱:۸۷' الخصائص الکبری ۱:۵۳]

لیکن یہ روایت شدید ضعیف بلکہ موضوع ہے اس لیے کہ:

- اس کا ایک راوی جعفر بن عبد الواحد ہاشمی قاضی ہے'جس کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں:احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[الضعفاء والمتروکین' ترجمہ: ۱۴۴]

امام ابن حبان لکھتے ہیں:احادیث کا سرقہ اور روایات میں ہیر پھیر کیا کرتا تھا۔[المجروحین ۱:۲۵۳' ترجمہ: ۱۸۸]

حافظ ابن عدی فرماتے ہیں:ثقہ راویوں کے نام سے منکر روایات نقل کرتا اور احادیث کی چوری کرتا ہے' اور پھر اس کی باطل روایات میں زیرِ بحث روایت بھی لکھی ہے۔

[الکامل فی ضعفاء الرجال ۲:۳۹۶-۳۹۹' ترجمہ: ۲۲-[۳۴۷]' میزان الاعتدال ۱:۴۱۳' ترجمہ: ۱۵۱۱' لسان المیزان ۲:۱۱۸' ترجمہ: ۴۸۸]

......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-اس کا راوی ابن جریج [عبدالملک بن عبدالعزیز] مدلس ہے اور مجروح راویوں کے ناموں میں تدلیس کرتا ہے۔[تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس:۹۵' ترجمہ:۸۳-[۱۷]
اور اُس کی یہ روایت ''معنعن'' ہے' اس لیے بالاتفاق مردود ہے۔

❁ اس قسم کی ایک روایت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اِس طرح مروی ہے کہ:

وُلِدَ رسول الله ﷺ مختوناً مسروراً. [البدایة والنهایة ۲:۲۷۸]

اس کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: وهذا الحديث في صحته نظر. [البدایة والنهایة ۲:۲۷۸]
''اس حدیث کے صحیح ہونے میں کلام ہے۔''

وجہ اس کی یہ ہے کہ:

-اس کا ایک راوی سلیمان بن سلمہ خبائری ابوسلمہ حمصی ہے جو متروک الحدیث اور جھوٹا تھا۔
[میزان الاعتدال ۲:۲۰۹' ترجمہ:۳۴۷۲]

- اس کا ایک راوی عکرمہ بربری ہے جس کے بارے میں کچھ محدثین کی رائے تو اچھی ہے مگر حافظ ذہبی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فرزند کے حوالے سے لکھا ہے اُن کے والد کو منسوب کر کے جھوٹی روایات بیان کرتا تھا۔
[میزان الاعتدال ۳:۹۴' ترجمہ:۵۷۱۶]

❁ اس قسم کی ایک روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اِن الفاظ میں منقول ہے:

مِن كرامتي على الله أني ولدتُّ مختوناً ولم يَرَ سوأتي أحداً.

[دلائل النبوۃ' ابونعیم:۱۵۴' حدیث:۹۱' تاریخ بغداد ۱:۳۲۹' معجم صغیر' طبرانی ۲:۵۹' معجم اوسط ۴:۳۳۲' حدیث: ۶۱۴۸' البدایة والنهایة ۲:۲۷۸-۲۷۹ بحوالہ ابن عساکر]

''میرے رب نے مجھے یہ عزت عطا کی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں اور میری شرم گاہ کسی نے نہیں دیکھی ہے۔''

اس کا راوی سفیان بن محمد فزاری مصیصی ہے جو سارق حدیث تھا اور مسروقہ روایات کے لیے اسانید وضع کیا کرتا تھا۔ حافظ ذہبی نے اُس کی یہ روایت اسی سلسلے میں پیش کی ہے۔[میزان الاعتدال ۲:۱۷۲' ترجمہ:۳۳۲۹]

ابونعیم کی سند میں اگرچہ سلیمان بن محمد فزاری موجود نہیں لیکن اس کی سند میں نوح بن محمد ایلی نامی راوی ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے انہیں ثقہ کہا ہو: لم أرَ مَن وثّقه.
[لسان المیزان ۶:۱۷۵' ترجمہ:۶۱۴]

یہ بھی یاد رہے کہ اگر آپ ﷺ کا مختون و مسرور پیدا ثابت بھی ہو جائے تو اس میں:

ليس هذا من خواصه' فإن كثيراً من الناس يُولَدُ مختوناً. [زاد المعاد ۱:۸۱]

''پھر بھی آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں پائی جاتی اس لیے کہ بہت سے لوگ مختون پیدا ہوتے رہتے ہیں۔''

❁ مختون اور مسرور دونوں اسم مفعول کے صیغے ہیں جن کے معنی بالترتیب یہ ہیں: جس کا ختنہ کیا گیا ہو اور......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے ایک اور جگہ اس کا تذکرہ کیا ہے۔ امام حاکم کا یہ کہنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی تھے‘ تو یہ امام حاکم کی غلطیوں میں سے ایک ہے‘ اس لیے کہ انہیں اس کا غلط ہونا معلوم ہے لیکن چونکہ شیعہ تھے اور شیخین سے محبت رکھتے تھے اس لیے اس قول کو اختیار کیا۔‘‘

[۵] المبرد: محمد بن یزید بن عبدالاکبر‘ ثمالی‘ ازدی‘ وفات: ۲۸۶ھ۔

اُن کا ترجمہ پہلی جلد میں لکھا جا چکا ہے۔

لغت کو بیان کرنے کے سلسلے میں بعض لوگوں نے انہیں جھوٹ سے مُتَّھَم [بدنام] کیا ہے لیکن اکثر علماء نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ [لسان المیزان ۵: ۴۳۰-۴۳۱]

اس موضوع سے متعلق ان کی تصنیف: مَا اتَّفَقَ لَفْظُهٗ وَاخْتَلَفَ مَعْنَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ کے نام سے قاہرہ سے ۱۳۵۰ھ کو عبدالعزیز میمنی راج کوٹی کی سعی سے شائع ہو گئی ہے۔

......جس کی نال کاٹ دی گئی ہو: ومعنی مختوناً أي: مقطوع الختان‘ ومسروراً أي: مقطوع السرة من بطن أمه. [البدایۃ والنہایۃ ۲: ۲۷۹]

۲- : سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی ختنہ اُس وقت کی جب کہ آپ اُن کے دل کی تطہیر و صفائی کر رہے تھے۔

[معجم اوسط‘ طبرانی ۴: ۲۳۲‘ حدیث: ۵۸۲۱‘ البدایۃ والنہایۃ ۲: ۲۷۹]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ روایت شدید ضعیف ہے۔ [البدایۃ والنہایۃ ۲: ۲۷۹] اس کی وجہ یہ ہے کہ:

-اس کا ایک راوی علی بن محمد مدائنی مؤرخ احادیث کے معاملے میں قوی نہیں ہے۔

[میزان الاعتدال ۳: ۱۵۳‘ ترجمہ: ۵۹۲۱]

-ایک اور راوی سلمہ بن محارب ہے جس کا اسماء الرجال کی کتابوں میں کوئی اتا پتا نہیں کہ ثقہ تھے‘ یا غیر ثقہ۔

-ایک اور راوی مسلم بن زیاد ہے جس کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: اُس نے گردن کی مسح کے بارے میں موضوع حدیث نقل کی ہے۔ [میزان الاعتدال ۴: ۱۰۳‘ ترجمہ: ۸۴۸۶]

۳- : آپ ﷺ کے دادا نے ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کی تقریب میں آپ کا نام محمد [ﷺ] تجویز کیا اور آپ ﷺ کی ختنہ کرائی اور قریش کو اس کی خوشی میں کھانا کھانے کی دعوت دی۔

[زاد المعاد ۱: ۸۱‘ البدایۃ والنہایۃ ۲: ۲۷۹‘ فتح الباری ۷: ۱۶۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۶] حکیم ترمذی: محمد بن علی الحسن بن بشیر، ترمذی، وفات: ۲۵۵ھ یا ۲۸۵ھ یا ۳۱۸ھ۔

علم الاشباہ والنظائر میں ان کی لکھی ہوئی کتاب کا نام تَحصِیلُ نَظَائِرِ القُرآنِ ہے جو جامعہ از ہر کے فیکلٹی اصول الدین کے ماہر استاد حسن نصر زیدان کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۸۹ھ = ۱۹۶۹ء کو مَطبَعَةُ السَّعَادَةِ نے شائع کی ہے، میرے کے علم کے مطابق اس موضوع پر شاید یہ سب سے بہتر کتاب ہے کیونکہ مصنف ہر لفظ کا اَساسی معنی بیان کرتے ہیں اور پھر جو معنی مراد ہو اس کے لیے قرآن و حدیث اور ضرب الامثال سے مثالیں پیش کرتے ہیں۔

ان کی ایک اور مشہور کتاب "نوادر الاصول" کے نام سے ہے جس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱) نے لکھا ہے: ونوادر الاصول اکثر احادیث غیر معتبر دارد، واکثر جاہلان را اشتباہ می شود، حکیم ترمذی راہماں ترمذی خیال می کنند کہ در ترمذی است، دریں جا فرق کردن ضرور است۔

[بستان المحدثین: ۱۶۳]

"نوادر الاصول میں اکثر احادیث غیر معتبر ہیں، اکثر ناواقفوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی [سنن کے مصنف] ترمذی خیال کر کے اُن کی کمزور روایات کو ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے، اس لیے ان ہر دو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔"

[۷] ابن فارس: احمد بن فارس بن زکریا، قزوینی، رازی، ابوالحسین، وفات: ۳۹۵ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

امام زرکشی نے الاشباہ والنظائر سے متعلق ان کی ایک کتاب الأفراد کا ذکر کیا ہے۔

[البرہان فی علوم القرآن ۱: ۱۰۲]

[۸] الثعالبی: عبدالملک بن محمد بن اسماعیل، الثعالبی، وفات: ۴۲۹ھ یا ۴۳۰ھ

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

---

(۱) شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی، ۱۱۵۹ھ = ۱۷۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ غلام حلیم تاریخی نام ہے۔ ۱۵ سال کی عمر میں اپنے والد محترم سے تمام علوم دینیہ، عقلیہ اور آلیہ حاصل کیے۔ جامع عالم تھے۔ ۱۲۳۹ھ = ۱۸۲۴ء کو فوت ہوئے۔ [تذکرہ علمائے ہند: ۳۰۲، ترجمہ: ۳۱۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فن سے متعلق امام ثعالبی کی کتاب کا نام الأشْبَاهُ وَالنَّظَائِرِفِي الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ ہے جس کا مخطوطہ معهد المخطوطات في جامعة الدول العربية مصر میں محفوظ ہے۔ اس کا فلم برادرم ڈاکٹر معراج الاسلام صاحب ضیاء نے قاہرہ سے حاصل کیا تھا اس پر محترم صاحب اسلام صاحب نے تحقیق کر کے ۱۴۱۲ھ=۱۹۹۱ء کو شعبہ اسلامیات جامعہ پشاور سے ایم فِل کی ڈگری حاصل کی۔

[۹] الحیری الضریر: اسماعیل بن احمد بن عبداللہ وفات: ۴۳۰ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

ان کی کتاب وُجُوهُ الْقُرآن کے نام سے جَلَال الأسْيُوطِي کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۳۲ھ=۲۰۱۱ء کو کتاب ناشرون لبنان سے شائع ہوگئی ہے۔

[۱۰] الدّامغانی: حسین بن محمد بن ابراہیم بن عبداللہ دامغانی وفات: ۴۴۸ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

ان کی کتاب إصلاح الوجوه والنظائر کے نام سے عبدالعزیز سید الاہل کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۷۰ء میں دار العلم للملایین بیروت سے شائع ہوئی اور ۱۴۲۴ھ=۲۰۰۲ء کو عربی عبدالحمید علی کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے الوجوه و النظائر لألفاظ الكتاب العزيز کے نام سے شائع ہوئی۔

[۱۱] راغب اصفہانی: ابوالقاسم الحسین بن محمد بن مفضل وفات: ۵۰۲ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

انہوں نے اگرچہ اَشباہ ونظائر پر کوئی مستقل کتاب نہیں چھوڑی تاہم ان کی مایہ ناز قرآنی لغت اَلْمُفْرَدَاتُ فِي غَرِيْبِ الْقُرْآن میں انہوں نے اس فن کی خوب خوب خدمت کی ہے اور علوم قرآنی کا ذوق رکھنے والوں کے لیے علمی اثاثہ جمع کیا ہے۔

[۱۲] ابن الجوزی: عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابوالفرج وفات: ۵۹۷ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

امام ابن جوزی کی کتاب نُزْهَةُ الأعْيُنِ النَّوَاظِرِفِي عِلْمِ الْوُجُوهِ وَالنَّظَائِرِ کے نام سے محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالکریم کاظم الراضی کے رشحاتِ قلم کے ساتھ ۱۴۰۵ھ = 1985ء کو مؤسسۃ الرسالۃ بیروت کی مساعی جمیلہ سے منصۂ شہود پر آ چکی ہے۔ نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔

[۱۳] سمین نحوی حلبی: شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یوسف بن عبدالدائم بن محمد بن مسعود السَّمِين الحَلبي المصري الشافعي' وفات: ۷۵۶ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

ان کی کتاب عمدةُ الحُفَّاظ في تفسير أشرف ألفاظٍ ہے جو محمد باسل عیون السود کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں ۱۴۱۷ھ = ۱۹۹۶ء کو دار الكتب العلمية بیروت نے شائع کی ہے۔ بڑی مفید اور جامع کتاب ہے۔

[۱۴] مجدالدین فیروز آبادی: ابوطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم' مجدالدین' شیرازی' شافعی' وفات: ۸۱۷ھ۔

اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

ان کی تصنیف بَصَائِرُ ذَوِي التَّمييزِ فِي لَطَائِفِ الْكِتَابِ الْعَزِيزِ کے نام سے دار الباز مکۃ المکرّمۃ سے چھ ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد میں ساری سورتوں کا خلاصہ اور مقاصد بیان کیے گیے ہیں جب کہ آخری جلد قصص قرآنی کی تفصیلات پر مبنی ہے۔ علامہ مجدالدین شاید اپنی اس کتاب میں تحقیق و تدقیق کا پورا حق ادا نہ کر سکے ہیں' ان کی بعض عبارات لفظ بلفظ امام راغب کی المفردات سے ماخوذ ہیں لیکن بہت کم ان کا نام لیا گیا ہے۔

[۱۵] ابن العماد: محمد بن محمد بن علی' بلبیسی' قاہری' شمس الدین' وفات: ۸۸۷ھ۔

ان کی کتاب كَشْفُ السَّرَائِرِ فِي مَعْنَى الْوُجُوهِ وَالنَّظَائِرِ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ کے نام سے ڈاکٹر فؤاد عبدالمنعم احمد کی تحقیق کے ساتھ مؤسسۃ الشباب' الجامعۃ الاسکندریۃ نے شائع کی ہے۔

[۱۶] سید عبدالسلام رستمی

اس موضوع پر اُنہوں نے نيل الأماني کے نام سے ایک کتاب لکھی جو اُن کے الموسوعة القرآنية کی تیسری جلد میں شامل اشاعت ہے۔ ۱۳۳۱ صفحات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب عادت کسی ایک مرجع ومصدر کا نام نہیں لیا۔ اُن کا ترجمہ جلد اول میں لکھا جا چکا ہے۔

[۱۷] سراج الاسلام حنیف بن عبدالمعبود بن خیر محمد بن گل محمد۔

اس موضوع سے متعلق میری عربی کتاب کا نام اللباب في تأويل ألفاظ أشكلت في الكتاب اور اردو کتاب کا نام قاموس الکتاب ہے۔

اَشباہ ونظائر کے چند نمونے

طالبانِ تحقیق پر یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ اَشباہ ونظائر کی پوری بحث یہاں نہیں سمیٹی جا سکتی۔ پوری تفصیل مذکورہ کتابوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔ یہاں محض چند نمونے پیش کیے جا سکتے ہیں۔

آخرۃ

امام راغب لکھتے ہیں: آخِر: يُقابَلُ به الأولُ، وَآخَرُ يُقابَلُ به الواحد، ويُعَبَّرُ بالدَّار الآخرة عن النشأة الثانية وربما تُرِكَ ذِكرُ الدَّار. [المفردات:۱۳]

''آخِر اول کے مقابلہ پر ہے اور آخَر واحد کے مقابلہ پر اور الدَّارُ الآخِرَة سے مراد النَّشْأَةُ الثَّانِيَةُ یعنی دوسری زندگی ہے اور کبھی دار کا لفظ محذوف کر کے الآخرة سے مراد دارُ الآخرة ہوتا ہے۔''

آخرۃ کے قرآنی استعمالات

[۱] النَّشأَةُ الثانية: بعث بعد الموت: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۴]

''اور [متقی] روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

[۲] جنت: وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۰۲]

''اور ضرور یہ [یہودی] جانتے ہیں کہ جو شخص اس [سحر] کو اختیار کر لے، ایسے شخص کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔''

[۳] برزخ: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ.

[سورۃ ابراہیم ۱۴:۲۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات [کلمہ توحید] سے دنیا اور برزخ میں مضبوط رکھتا ہے۔''

[التصاریف' یحییٰ بن سلام: ۳۵۲' وجوہ القرآن' الحیری: ۲۵]

آوٰی

اَوَی کے معنی ہیں: ایک چیز کے ساتھ مل گیا' یعنی اس کی پناہ لی' اور آوٰی کے معنی ہیں: اسے پناہ دی اور آوَی کے معنی رَجَعَ [لوٹ آیا] بھی آتے ہیں اور مَاْوٰی اسی سے ہے جو مصدر بھی ہو سکتا ہے جیسے: جَنَّةُ الْمَاْوٰی. [سورۃ النجم ۵۳: ۱۵]

اور اسم مکان بھی جیسے: مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۹۷] [المفردات: ۳۴]

[۱] ٹھکانہ دینا: فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ. [سورۃ الانفال ۸: ۲۶]

''تو اللہ نے تم کو ٹھکانہ دیا اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی۔''

[۲] پاس ٹھہرانا: اٰوٰی اِلَيْهِ اَخَاهُ. [سورۃ یوسف ۱۲: ۶۹]

''اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس اتارا۔''

[۳] پناہ لینا: فَاْوٗا اِلَى الْكَهْفِ. [سورۃ الکہف ۱۸: ۱۶] ''سو غار میں چل کر پناہ لو۔''

اٰوَيْنٰهُمَا. [سورۃ المؤمنون ۲۳: ۵۰] ''ہم نے ان [عیسیٰ و مریم علیہما السلام] کو پناہ دی۔''

[الوجوہ والنظائر' مقاتل: ۱۳۲' وجوہ القرآن' حیری: ۱۰۰' الوجوہ والنظائر' دامغانی: ۸۱]

اَبٌ

[۱] اَسلاف: قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۳۳]

''وہ بولے: ہم تیرے معبود اور تیرے اسلاف ابراہیم' اسماعیل اور اسحاق [علیہم السلام] کے معبود کی عبادت کریں گے۔''

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا. [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۷۰]

''بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے اسلاف کو پایا۔''

[۲] باپ: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ. [سورۃ الانعام ۶: ۷۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ابراہیم [علیہ السلام] نے اپنے باپ آزر سے کہا۔''

[۳] پردادا: مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ. [سورۃ الحج ۲۲:۷۸]

''تم اپنے پردادا ابراہیم [علیہ السلام] کی [اس] ملت پر ہمیشہ قائم رہو۔''

[۴] علماء: اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا عَلٰى اُمَّةٍ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۲۲]

''ہم نے اپنے علماء کو ایک طریقے پر پایا۔''

[وجوہ القرآن حیری: ۰؍۷ الوجوہ والنظائر دامغانی: ۵۹-۶۰ المفردات: ۷ بصائر ذوی التمییز ۳:۱۱۴]

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: وَسُمِّيَ معلم الإنسان أباه، وقد حُمِل عليه قوله تعالى: وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى اُمَّةٍ ، على ذلك ، أي: علمائنا الذين رَبَّونا بالعلم بدلالة قوله: رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا. [المفردات فی غریب القرآن: ۷]

''کسی انسان کے معلم کو بھی اس کا باپ کہا جاتا ہے اور وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى اُمَّةٍ میں مراد وہ علماء ہیں جو علم کے ذریعے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں اور اس کی دلیل آیت کریمہ: رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا [سورۃ الاحزاب ۳۳:۶۷] ہے۔''

بَابٌ

داخل ہونے کی جگہ۔ دروازہ، کسی چیز کو پہنچنے کا ذریعہ: الباب: مَدخَلُ الشيء، ومنه باب الدار. و الباب أيضاً: مايُتَوَصَّلُ منه إلى غيره، ومنه تقول: هل هذاباب كذا.

[عمدۃ الحفاظ ۱:۲۴۱-۲۴۲]

اس کی جمع أبوابٌ ہے۔ قرآن مجید میں بَابٌ بھی مستعمل ہے اور أَبْوَابٌ بھی۔

[۱] شہر کا دروازہ/ پھاٹک: وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا. [سورۃ البقرۃ ۲:۵۸]

''اور داخل ہو دروازے سے سر جھکائے ہوئے۔''

اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ. [سورۃ المائدۃ ۵:۲۳]

''تم ان پر [چڑھائی کر کے شہر کے] پھاٹک میں گھس جاؤ۔''

[۲] گھر کا دروازہ: وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو۔''

[۳] جنت کے دروازے: جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ . [سورۃ ص ۳۸:۵۰]

''ہمیشہ کے باغ، جن کے دروازے ان کے لیے کھولے ہوئے ہوں گے۔''

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا . [سورۃ الزمر ۳۹:۷۳]

''اور اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔''

[۴] دنیاوی کامرانی، مال و دولت اور شہرت کے دروازے: فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ . [سورۃ الانعام ۶:۴۴]

''تو جب اُنہوں نے اُس چیز کو فراموش کر دیا جس سے اُن کو یاد دہانی کی گئی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔''

[۵] آسمان میں بندوں کے اعمال اوپر جانے کے لیے دروازے:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ . [سورۃ الاعراف ۷:۴۰]

''اُن کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔''

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ . [سورۃ الحجر ۱۵:۱۴]

''اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے جس میں وہ چڑھنے لگتے [تب بھی یہی کہتے: ہماری آنکھیں مدہوش کر دی گئی ہیں]۔''

[۶] کوچے، گلیاں: يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ .

[سورۃ یوسف ۱۲:۶۷]

''اے میرے بیٹو! سب ایک ہی گلی سے [شہر میں] داخل مت ہونا بلکہ مختلف گلیوں میں سے داخل ہو جاؤ۔''

[۷] جہنم کے دروازے: لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ . [سورۃ الحجر ۱۵:۴۴]

''اس [جہنم] کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے ان کا ایک مخصوص حصہ ہوگا۔''

[۸] عذاب کا دروازہ: حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ .

[سورۃ المؤمنون ۲۳:۷۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہاں تک کہ جب ہم ان پر ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو وہ اُس میں بالکل مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔''

[الوجوہ والنظائر' دامغانی: ۱۲۲' بصائر ذوی التمیز ۲: ۱۹۸]

الدین

دین کے اصل معنی طاعت و جزاء کے ہیں: الدین یقال للطاعة و الجزاء. [المفردات: ۵۵۳]

صحیح بخاری میں ہے: الدِّین: الجزاء فی الخیر و الشر .

[صحیح بخاری ۵: ۱۷۰' کتاب التفسیر [۶۵] باب ما جاء فی فاتحة الکتاب [۱]

روزِ قیامت کو یَوْمُ الدِّین اس لیے کہا گیا کہ اس دِن ہر کسی کو اپنے کیے کا بدلہ ملے گا۔ عرب کہتے ہیں: کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ یعنی: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے' چونکہ دین پر بھی جزاء ملتی ہے اس لیے اس نام سے موسوم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام دنوں کا مالک ہے' یہاں تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں کئی ایسے لوگ گزرے ہیں جو اس صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہونے کے دعوی دار تھے مثلاً نمرود و فرعون وغیرہ لیکن قیامت کے روز کوئی بھی اس صفت میں اس کا منازع نہیں ہوگا' جیسا کہ ارشاد ہے:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ [سورۃ حم المؤمن ۴۰: ۱۶]

[تفسیر القرطبی ۱: ۱۸۸' مسئلہ: ۱۸' وجہ: ۳]

دِین کے قرآنی استعمالات

استاذ محترم شیخ التفسیر سید محمد حسین شاہ صاحب نیلوی رحمه اللّٰہ رحمةً و اسعةً شاملةً کاملةً (۱)

---

(۱) شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد حسین شاہ صاحب نیلوی بن گل محمد شاہ بن قاری محمد افضل بن بدر الدین بن سلطان احمد بن غازی لطف اللہ بن نور محمد' ۱۳۴۱ھ = ۱۹۲۲ء کو نیلہ ضلع جہلم [اب ضلع چکوال] میں پیدا ہوئے۔ اُن کے چچا مولانا محمد شاہ صاحب جہلمی نے۔ جو شیخ حسین علی صاحب واں بھچراں کے شاگرد رشید و مرید اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کے شاگرد خاص تھے۔ آپ کی تربیت کی۔ آپ کو چکوال سے ملک وال اور وہاں سے ساہیوال ضلع سرگودہا لے گئے۔ ناظرہ قرآن مجید کے بجائے حفظ کروا کے یاد کرایا' پھر ابتدائی کتابیں......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دِین کے عربی استعمالات کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بدلہ' مجبوری' دعاء' طاعت' عبادت' حال چال
جرم و مذہب' غلبہ' عادت' مِلک و قدرت' حکم' دِین

جب کہ ''دین'' کا لفظ قرآن مجید میں درج ذیل معانی میں مستعمل ہے۔

[۱] جزا و سزا: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. [سورۃ الفاتحہ ۱:۳]

''جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔''

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ [سورۃ الذاریات ۵۱:۶]

''جس چیز کی تمہیں دھمکی سنائی جارہی ہے وہ سچ ہے اور جزا و سزا واقع ہو کر رہے گی۔''

[۲] عقیدہ: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۶]

''عقیدہ میں کوئی زبردستی نہیں [اس لئے کہ] ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے۔''

''دین'' کا تعلق اصلاً عقیدہ قلب سے ہے اور قلب پر جبر و اِکراہ کی گنجائش ہی نہیں ہے' اسی لیے یہاں گویا اس حقیقت کا اعلان ہے کہ ایمان کا تعلق اپنے ارادہ اور اختیار سے ہے' جبر و اِضطرار پر نہیں۔

[۳] شریعت: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. [سورۃ آل عمران ۳:۱۹]

''شریعت تو اللہ تعالی کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔''

......خود پڑھائیں اور نہایت تیز رفتاری سے آپ کے سلسلہ تعلیم و تعلم کو جاری رکھا یہاں تک کہ ہدایہ آخرین پڑھتے وقت اُن کی عمر صرف تیرہ سال تھی۔ فلسفہ' ریاضی' فلکیات' کتب تفسیر' منطق اور بعض دوسرے علوم کی تکمیل اپنے دور کے قابل ترین مدرس مولانا ولی اللہ صاحب سے اُنہی میں کی۔ اسی زمانہ میں آپ شیخ حسین علی صاحب سے بیعت بھی ہوئے۔ دورہ حدیث کے لیے مدرسہ امینیہ دہلی چلے گئے۔ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی اور مولانا خدا بخش نے حدیث کی کتابیں پڑھائیں اور ساڑھے سولہ سال کی عمر میں حصول علم کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ میں پڑھاتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد چوکیرہ بھیرہ اور سرگودہا کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے ہیں۔ ۱۹ فروری ۲۰۰۶ء کو وفات پائی اور راولپنڈی میں دفن کیے گئے۔ اس عاجز کو اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد طیب صاحب [ہومیو] سمیت جنازہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں اُن لوگوں کا رد ہے کہ ہر دین دینِ حق ہے اور ہر مذہب و مسلک اللہ ہی کی راہ ہے اور دَیر و حرم اور کفر و ایمان میں فرق صرف لفظی اور اصطلاحی ہے۔ خطِ مستقیم۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دو نقطوں کے درمیان صرف ایک ہی ممکن ہے اور باقی سب خطوط منحنی اور کج ہوں گے۔

اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ. [سورۃ آل عمران ۳:۸۳]

''کیا اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے سوا وہ کسی اور مسلک کے طالب ہیں؟''

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ.

[سورۃ آل عمران ۳:۸۵]

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور شریعت کو تلاش کرے گا' سو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔''

[۴] اطاعت: وَلَا یَدِیۡنُوۡنَ دِیۡنَ الۡحَقِّ. [سورۃ التوبۃ ۹:۲۹]

''اور نہ سچے دین کی اطاعت کرتے ہیں۔''

وَلَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَہُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا. [سورۃ النحل ۱۶:۵۲]

''اور اسی ہی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اُسی کی اطاعت ہمیشہ لازم ہے۔''

[۵] دین: ھُوَ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ.

[سورۃ التوبۃ ۹:۳۳' سورۃ الفتح ۴۸:۲۸' سورۃ الصف ۶۱:۹]

''وہ [اللہ] ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے' تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔''

[۶] قانونِ ملکی: مَا کَانَ لِیَاۡخُذَ اَخَاہُ فِیۡ دِیۡنِ الۡمَلِکِ. [سورۃ یوسف ۱۲:۷۶]

''اُس کو بادشاہ کے قانون کی رُو سے یہ حق حاصل نہ تھا کہ اپنے بھائی کو روک سکے۔''

[۷] شرعی حد کا نفاذ: اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡھُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِھِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ. [سورۃ النور ۲۴:۲]

''زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد' سو ان میں سے ہر ایک کے سو دُرّے مارو اور اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حد کے نفاذ میں تم لوگوں کو اُن دونوں پر ذرا رحم نہ آئے۔''

[۸]عبادت: فَاعْبُدِاللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ. [سورۃ الزمر۳۹:۲]

''سو اللہ کی عبادت کرتے رہو خالص کر کر اُس کے واسطے۔''

قُلْ اِنِّیٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ. [سورۃ الزمر۳۹:۱۱]

''کہو: مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لیے خاص کروں۔''

[۹]دعاء :فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. [سورۃ حم المؤمن۴۰:۱۴]

''پس تم [مصائب وحاجات میں غائبانہ صرف] اللہ ہی کو پکارو' اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار گزرے۔''

فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ. [سورۃ حم المؤمن۴۰:۱۴]

''سو تم اللہ ہی کو پکارو' خالصۃً اُسی کو پکارتے ہوئے۔''

[اللباب فی تأویل الفاظ أشکلت في الکتاب:۲۲۶-۲۲۷]

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۱۸

قرآن مجید میں حروف اَضداد

ضِدٌّ کے معنی

اَضداد مشترک لفظی کا ایک قسم ہے اس لیے ضروری ہے کہ اَضداد کی تعریف سے پہلے مشترک لفظی کا تعارف ہو۔ مشترک لفظی وہ کلمہ ہے جس کے حقیقی معنی [نہ کہ مجازی معنی] دو یا دو سے زیادہ ہوں مثلاً لفظ خال، جس کا استعمال ماموں کے لیے بھی کیا جاتا ہے اور چہرے پر تل کے لیے بھی۔ بادل، بڑی جسامت والے اونٹ اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کے لیے بھی عربی زبان میں خال کا لفظ مستعمل ہے۔ اسی طرح حُوبٌ کا اطلاق واستعمال گناہ، بہن، بیٹی، حاجت، مسکنت، حزن اور ہلاکت کے لیے ہوتا ہے۔

بعض باحثین عربی زبان میں مشرک لفظی کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے اور ایک سے زائد معنی والے الفاظ کی تأویل اس طرح کرتے ہیں کہ اُن میں سے ایک کو حقیقت اور باقی کو مجاز پر حمل کرتے ہیں لیکن حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ دنیا کی بہت ساری زبانوں میں اشتراک لفظی معروف ہے۔ عربی زبان میں اس کے وجود کا انکار محض تعسف ہے۔ اگر اشتراک لفظی نہ ہوتو توریہ (۱) استخدام (۲) اور جناس تام (۳) آخر کیا شے ہے؟ اور عربی میں اس کا وجود کیوں ہے؟

---

(۱) تَوْرِیَہ: ایسے لفظ کا استعمال جس کے دو معنی ہوں جن میں سے ایک قریب ہو اور کلام ظاہری طور پر اس پر دلالت کرتا ہو لیکن قائل کا قصد و ارادہ وہ ظاہری مفہوم مراد نہ ہو جب کہ اس کا بعید معنیٰ بھی ہو اور قائل کا مقصد وہی دور والا معنیٰ مراد ہو جیسا کہ کسی شاعر کا شعر ہے کہ:

فقالَتْ: رُحْ بِرَبِّكَ مِنْ أمَامِي فقلتُ لها: بِرَبِّكِ أنتِ رُوحِي

''اُس [محبوبہ] نے کہا: تجھے تیرے رب کی قسم! میرے سامنے سے ہٹو تو میں نے اسے جواب میں کہا کہ تیرے رب کی قسم! تو ہی میری روح ہے۔''

اس شعر میں کلمہ ''رُوحِي'' دو معنوں کا متحمل ہے جن میں سے ایک قریب معنیٰ ہے۔ شاعر کا مقصود وہ معنیٰ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے الفاظ جن کے عرب ماہرین لسانیات کی تعریف کے مطابق دو معنی ہوں جو ایک دوسرے کے برعکس ہوں، مثلاً بَاعَ، جس کے معنی بیچنا بھی ہیں اور خریدنا بھی۔ لفظ ضِدٌّ بھی الفاظ کے اسی زمرہ میں شامل ہے، کیونکہ لَاضِدَّلَهٗ جیسے جملوں میں اس کے معنی ''برعکس'' کے نہیں، بلکہ ''برابر'' کے ہیں۔

بالفاظ دیگر اَضداد وہ کلمات ہیں جس کے دو متضاد معنی ہوں جیسے کلمہ مولیٰ جس کے معنی غلام بھی ہیں اور آقا بھی، یا جیسے کلمہ حمیم جس کے معنی ہیں گرم اور سرد۔

علامہ ابن فارس لکھتے ہیں: المخالف و المثل، یقال: هو ضده، أي: مثله و مخالفه، و العدو، و

حواشی صفحہ سابقہ

نہیں۔ اس کا قریبی ظاہری معنیٰ ہے: ''تو دور ہو جا۔ پرے ہٹ''، لیکن یہ معنیٰ مقصود نہیں بلکہ اس کا بعید والا معنیٰ مراد ہے اور وہ ہے ''نَفْسِي'' یعنی تو ہی میری روح ہے۔

(۲) اِستخدام: کسی ایسے لفظ کا اِطلاق واستعمال جو دو معانی کے لیے مشترک ہو جس کے بعد دو ایسے لفظ یا ضمائر لائے جائیں جن میں سے ایک سے ایک معنیٰ اور دوسرے سے دوسرا معنیٰ مراد لیا جائے جیسا کہ معاویہ بن مالک اور بقول بعضے جریر کا شعر ہے کہ:

إذا نَزَلَ السَّحابُ بأرضِ قومٍ رَعَيْنَاهُ و إن كانوا غِضَاباً

''جب کسی قوم کی زمین پر بارش برسے تو ہم اس میں اپنے جانور چراتے ہیں اگرچہ وہ بہت غصہ ہو [اس لیے کہ کوئی ہمارے مقابلے کا نہیں]۔''

سَحَاب کے دو معنی ہیں جن میں سے ایک معنیٰ بارش ہے اور نَزَلَ میں ضمیر اس کی طرف عائد ہے اور اس کا دوسرا معنیٰ چراگاہ ہے، جس کی طرف رَعَيْنَاهُ میں ضمیر راجع ہے۔

(۳) الجناسُ التَّام: لفظاً کسی دو کلمات کا عدد حروف، اُن کی ترتیب، نوع اور حرکات میں متفق ہونا جب کہ ان کا معنیٰ ایک دوسرے سے مختلف ہو جیسا کہ اس آیت میں ہے: وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ. [سورة الروم ۳۰:۵۵]

''اور جس دن قیامت واقع ہوگی مجرم قسم کھا کر کہیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔''

یا جیسا کہ ابوالفتح البستی کے اس شعر میں ہے:

إذا لم يكُنْ مَلِكٌ ذَاهِبَةٍ فَدَعْهُ فَدَوْلَتُهٗ ذَاهِبَةٌ

''جب بادشاہ ہبہ دینے والا نہ ہو تو اسے چھوڑ دو اس لیے کہ اس کی حکومت ختم ہونے والی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الضد: كل شيئ ضاد شيئاً ليغلبه' وضد الشيئ : الذي يضاده ويخالفه' وجمعه: أضداد' و المتضادان: شيئان لايجتمعان كالليل و النهار. [معجم مقاییس اللغۃ:۴: ۵۷۴' مجمل اللغۃ:۲:۴۳۲]

''مخالف ومثل کو کہتے ہیں۔ھو ضده کے معنی ہیں: اُس کا مثل' مخالف اور دشمن۔ضد کسی چیز کا ایسا مقابل جس پر غلبہ پانے کی کوشش کرے' اُس کا مخالف' مقابل اور حریف' اس کی جمع اَضداد ہے' اور دو متضاد چیزیں وہ ہیں' جو کبھی آپس میں ملنے نہ پائیں' جیسے شب و روز۔''

ابومحمد' ابن دُرُستوَیہ' وفات:۳۴۷ھ (۱)

ابن درستویہ اس فن کے ناقدین میں سے تھے۔اُن کا خیال تھا کہ عربی زبان کا دامن الاضداد سے پاک ہے۔انہوں نے إبطالُ الأضداد کے نام سے کتاب لکھی جو اگرچہ ہم تک نہ پہنچ سکی مگر تراجم کی کتب میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

اس فن میں لکھنے والے

قطرب' وفات:۲۰۶ھ

ان کا ترجمہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ان کی کتاب ۱۸۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر حَنّا حَدّاد کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۵ھ=۱۹۸۴ء کو دارالعلوم' الریاض' سعودی عرب سے شائع ہوگئی ہے۔

ابوعبیدۃ' وفات:۲۱۰ھ

ان کا ترجمہ جلد اول میں ہو چکا ہے۔بروکلمان نے تاریخ الادب العربی ۲:۱۵۸ میں ان کی کتابُ الأضداد في اللُّغات کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا ایک خطی نسخہ مکتبہ عاشر افندی میں ۸۷۴ نمبر پر موجود ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ مذکورہ موجود نسخہ ابو حاتم سجستانی کا ہے جیسا کہ فہرست کتب خانہ عاشر افندی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ میں ہے۔بروکلمان غلطی سے اسے کبھی ابوعبیدۃ کی بتاتے

---

(۱) عبداللہ بن جعفر بن محمد بن درستویہ بن مرزبان' ابومحمد۔علماءِ لغت میں سے ہیں۔فارسی الاصل ہیں۔۲۵۸ھ =۸۷۱ء کو پیدا ہوئے۔بغداد میں رہائش تھی جہاں بڑی شہرت پائی۔بہت سی تصانیف چھوڑی ہیں۔اپنی وفات ۳۴۷ھ=۹۵۸ء تک بغداد ہی میں رہے۔[تاریخ بغداد ۹:۴۲۸' الاعلام ۴:۷۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور کبھی ابو حاتم بجستانی کی جیسا کہ تاریخ الادب العربی ۲:۱۶۰ میں ہے۔ ان کی یہ آخری نسبت درست ہے۔

یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی جب کہ ابن الدہان نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ دیکھئے الاضداد فی اللغۃ' ص:۵۔

اصمعی' وفات:۲۱۶ھ

ان کا تذکرہ جلد اول میں گزر چکا ہے۔ ان کی کتاب الاضداد بجستانی اور ابن السکیت کی الأضداد کے ساتھ المطبعۃ الکاثولیکیۃ للآباء الیسوعیین' بیروت سے ''Dr August Haffer'' کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔

التوزی' وفات:۲۳۳ھ (۱)

ان کے الاضداد کا ذکر حافظ سیوطی نے کیا ہے۔ [بغیۃ الوعاۃ ۲:۶۱]

ابوذکوان' وفات: (۲)

ان کے الاضداد کا ذکر حافظ سیوطی نے کیا ہے۔ [بغیۃ الوعاۃ ۲:۲۵۱]

ابن السکیت' وفات:۲۴۴ھ (۳)

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن ہارون' توزی [بفتح المثناۃ' و تشدید الواو المفتوحۃ' و بالزای] ابو محمد' مولی قریش۔ لغت کے بہت بڑے امام تھے۔ ۲۳۳ھ کو وفات پائی۔ [بغیۃ الوعاۃ ۲:۶۱]

(۲) قاسم بن اسماعیل' ابوذکوان الراویۃ۔ امام سیرافی کہتے ہیں کہ مبرد کے زمانہ میں ایک جماعت ایسی تھی' جنہوں نے سیبویہ کی کتاب پر [ناقدانہ] نظر ڈالی' لیکن انہیں اس فن میں مہارت و ملکہ حاصل نہیں تھا' جن میں سے ایک ابوذکوان بھی تھے' جو التوزی کے ربیب تھے۔ علامہ اور مؤرخ تھے۔ کئی اہل علم سے استفادہ کیا۔
[اخبار النحویین البصریین:۶۶' بغیۃ الوعاۃ ۲:۲۵۱]

(۳) یعقوب بن اسحاق' ابو یوسف' ابن السکیت' لغت و ادب کے امام تھے۔ خوزستان سے تعلق تھا جو بصرہ اور فارس کے درمیان میں واقع ہے۔ ۱۸۶ھ=۸۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ بغداد میں علم حاصل کیا۔ متوکل عباسی کے ندیم اور ان کی اولاد کے اتالیق رہے ہیں پھر اسے ایک مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے ۲۴۴ھ=۸۵۸ء کو قتل کیا۔
[وفیات الاعیان ۶:۳۹۵' ترجمہ:۸۲۷' الاعلام ۸:۱۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی کتاب الاضداد بجستانی اور اصمعی کی ''الأضداد'' کے ساتھ المطبعۃ الکاثولیکیۃ للآباء الیسوعیین' بیروت سے ''Dr August Haffer'' کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔

ابو حاتم بجستانی' وفات: ۲۴۸ھ

ان کا تذکرہ جلد اول میں گزر چکا ہے۔ان کی کتاب الاضداد اصمعی اور ابن السکیت کی الأضداد کے ساتھ المطبعۃ الکاثولیکیۃ للآباء الیسوعیین' بیروت سے ''Dr August Haffer'' کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔

ابو بکر ابن الانباری' وفات: ۳۲۸ھ

ان کا تذکرہ جلد اول میں گزر چکا ہے۔ان کی کتاب ۵۱۷ صفحات پر مشتمل ہے اور محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء کو المکتبۃ العصریۃ بیروت سے شائع ہوگئی ہے۔

علامہ یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ: مَا أُلِّفَ في الأضدادِ أكبرُ منه. [معجم الادباء ۱۸:۱۳]

''اَضداد سے متعلق اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔''

ابو الطیب اللغوی' وفات: ۳۵۱ھ (۱)

علامہ فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ: له التّصانيفُ الجليلةُ...... وقد ضاع أكثر مصنّفاته.

[البُلغة في تراجم أئمة النحو واللغة: ۱۹۰' ترجمہ: ۲۱۰]

''اُن کی تصانیف بڑی گراں قدر ہیں...... اُن کی اکثر کتابیں ضائع ہوگئی ہیں۔''

اُن کی تصنیف کتاب الأضداد في كلام العرب کے نام سے ۱۹۹۵ء میں ڈاکٹر عزۃ حسن کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ الاسد' دمشق سے شائع ہوگئی ہے جو ۶۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

---

(۱) عبد الواحد بن علی حلبی ابو الطیب اللغوی' ادیب تھے۔تاریخ ولادت معلوم نہیں۔عسکر محرم سے تعلق تھا۔حلب میں رہائش تھی۔۳۵۱ھ = ۹۶۲ء کو قتل کیے گئے۔کئی مفید کتابیں لکھیں۔[بُغیۃ الوعاۃ ۲:۱۲۰' الاعلام ۴:۱۷۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالبرکات الانباری' وفات: ۵۷۷ھ (۱)

ان کی الأضداد کا ذکر حافظ سیوطی نے کیا ہے۔[بغیۃ الوعاۃ ۲:۸۷]

ابن الدہان البغدادی' وفات: ۵۶۹ھ (۲)

کتاب الأضداد في اللغة لابن الدهان النحوي کے عنوان کے تحت نفائس المخطوطات' المجموعة الأولیٰ میں شامل اشاعت ہے جسے المكتبة الحيدرية و مكتبتها في النجف نے ۱۳۷۱ھ=۱۹۵۲ء کو شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ اکیس صفحات پر مشتمل ہے۔

الصغانی' وفات: ۶۵۰ھ (۳)

ان کی کتاب الاضداد اصمعی اور ابن السکیت کی ''الأضداد'' کے ساتھ المطبعة الكاثوليكية للآباء اليسوعيين' بیروت سے ''Dr August Haffer'' کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔

---

(۱) عبدالرحمٰن بن محمد بن عبیداللہ انصاری' ابوالبرکات کمال الدین الانباری۔ علماء لغت' ادب اور تاریخ در جال میں سے تھے۔ ۵۱۳ھ=۱۱۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ نہایت تنگ دستی کی زندگی گزارتے تھے۔ کسی سے کبھی کوئی چیز نہیں لی۔ بغداد میں رہائش تھی اور وہیں ۵۷۷ھ=۱۱۸۱ء کو وفات پائی۔[بغیۃ الوعاۃ ۲:۸۶]

(۲) سعید بن المبارک بن علی بن عبداللہ انصاری' ابومحمد المعروف بابن الدہان۔ ۴۹۴ھ=۱۱۰۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ موصل منتقل ہوئے۔ بغداد میں ان کا ایک بڑا کتب خانہ تھا۔ ان کے موصل جانے کے بعد سیلاب کے پانی نے اسے نقصان پہنچایا۔ کتابیں موصل لائی گئیں جنہیں خشک کرنے کے لیے آگ جلائی گئی۔ دھواں اٹھنے سے اُن کی آنکھیں متاثر ہو گئیں اور بینائی جاتی رہی۔ لغت وادب کے عالم تھے۔ موصل ہی میں ۵۶۹ھ=۱۱۷۴ء کو وفات پائی۔[بغیۃ الوعاۃ ۲:۵۸۷' الاعلام ۳:۱۰۰]

(۳) حسن بن محمد بن حسن بن حیدر العدوی العمری الصاغانی الحنفی' رضی الدین' اپنے زمانہ میں لغت کے سب سے ماہر عالم تھے۔ ۵۷۷ھ=۱۱۸۱ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ غزنہ میں پلے بڑھے۔ فقیہ اور محدث تھے۔ ۶۵۰ھ=۱۲۵۲ء کو فوت ہوئے۔ [نزہۃ الخواطر ۱:۱۵۶' الاعلام ۲:۲۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں حروف اَضداد

اَحۡوٰی

حُوَّۃٌ سے ماخوذ ہے۔سبزی مائل سیاہی' گہری سبزی' لوہے کے رنگ جیسا رنگ' یعنی سرخی جو مائل بہ سیاہی ہو۔اس کا مؤنث حَوَّاءٌ ہے[1]۔قرآن مجید میں ہے کہ:

وَالَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۞ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ۞ [سورۃ الاعلیٰ ۸۷:۴-۵]

''اور وہ جس نے چارہ نکالا پھر اُس کو خشک چُورا کر دیا۔''

اس آیت کریمہ میں اُحوی کا ترجمہ عام طور پر کالا کوڑا یا سیاہ خس وخاشاک سے کیا جاتا ہے لیکن عربی زبان میں یہ لفظ اَضداد میں سے ہے' جو سیاہی مائل سرخی یا سبزی کے لیے بھی آتا ہے' جو کسی شے پر اُس کی تازگی' شادابی' زرخیزی اور جوش نمو کے سبب سے نمایاں ہوتی ہے' یہ نباتات اور باغوں کی صفت کے طور پر بکثرت استعمال ہوا ہے اور اکثر وبیش تر اُن کی سر سبزی کی شدت اور گھنے پن کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور پھر یہیں سے یہ استعارہ کے طور پر کڑیل اور صحت مند گل تر کی صورت کھلے ہوئے جوان کے لیے بھی استعمال ہوا' اس کی وجہ یہ ہے کہ جن کی صحت بہت اچھی ہو اور اُن کے بدن میں خونِ وافر ہو اُن کے ہونٹوں پر سیاہی مائل سرخی نمایاں ہوتی ہے' چنانچہ ایک جاہلی شاعر تَأَبَّطَ شَرًّا[2] اپنے ممدوح کی تعریف میں کہتا ہے کہ:

مُسۡبِلٌ فِي الحَيِّ، أَحۡوَىٰ، رِفَلٌّ   وإذا يَغۡزوا فَسِمۡعٌ أَزَلُّ

[دیوان تابط شرا:۵۲' دیوان الحماسۃ ۱:۳۴۴]

---

(۱) علامہ جوہری لکھتے ہیں: والحُوَّةُ لونٌ يُخالط الكُمتة' مثل صدأ الحديد' وقال الأصمعي: الحُوَّةُ حُمرةٌ تضرب إلى السواد' والحُوَّةُ: سُمرةُ الشَّفة. يُقال: رجلٌ أحوى وامرأةٌ حَوَّاء' وقد حَوِيَتْ وبعيرٌ أحوى: إذا خالَطَ خُضرته سوادٌ و صُفرةٌ. [الصحاح ۶:۲۳۲۲]

(۲) ثابت بن جابر بن سفیان ابوزہیر فہمی۔قبیلہ مضر سے تعلق تھا۔عداوت پسند شاعر تھا۔زمانہ جاہلیت کے ظالم لوگوں میں سے تھا۔۸۰ قبل ہجری = ۵۴۰ء کو ہذیل کے علاقہ میں قتل ہوا اور اس کی لاش رخمان نامی غار میں پھینک دی گئی۔ایک عرصہ بعد اُس کی ہڈیاں ملیں۔[المحبر:۱۹۶' الاعلام ۲:۹۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یوں قبیلہ کے اندر تو وہ ایک خوش پوش: سرخ وسپید بانکا چھبیلا بنا رہتا ہے' لیکن جب میدان جنگ میں اترتا ہے تو شیر نیستاں بن جاتا ہے۔''

امام رازی لکھتے ہیں: في أحوى قولان' **أحدهما**: أنه نعت الغثاء أی: صار بعد الخضرة يابساً فتغيّر الى السواد...... و **القول الثاني**: وهو اختيار الفراء وأبي عبيدة' وهو أن يكون الأحوىٰ هو الأسود لشدة خُضرته' والتقدير: الذی أخرج المرعَی أحوَی فجعله غثاءً' كقوله: وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا قَيِّمًا [سورة الكهف ۱۸:۱-۲] أي: أنزل قيما' ولم يجعل له عوجاً.

[التفسير الكبير ۱۱:۱۲۹-۱۳۰]

''یہاں دو قول ہیں ایک یہ کہ اَحوىٰ غُثاءً کی صفت ہے' یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن نباتات کو خشک سیاہ کر دیا' خواہ یہ سیاہی بوجہ خشکی کے ہو' یا سیلاب یا غبار سے' دوم یہ کہ اَحوىٰ مقدم ہے' یعنی مَرعیٰ کو اَحوىٰ پیدا کیا' یعنی شدتِ سبزی سے سیاہی مائل ہے' پھر اُس کو غُثاءً [خشک] کر دیا(۱)۔''

مزید تفصیل ابن الانباری کی کتاب الاضداد ۳۵۲-۳۵۳' برقم: ۲۳۶' زمخشری کی کشاف ۴:۲۳۸ اور ابوحیان کی تفسیر البحر المحیط ۸:۴۵۸ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

إذْ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں کہ: إذْ و إذا حرفان من الأضداد' تكون إذْ للماضي' و إذا للمستقبل' وهذا هو المشهور فيهما' وتكون إذْ للمستقبل' و إذا للماضی إذا شُهِر المعنى ولم يقع فيه لَبسٌ. [الاضداد: ۱۱۸' برقم: ۶۲]

''إذ اور إذا اَضداد میں سے دو حرف ہیں' جن میں سے إذ ماضی اور إذا مستقبل کے لیے مستعمل ہے اور یہ ان دونوں کے بارے میں مشہور قاعدہ ہے البتہ کبھی کبھی جب معنی مشہور ہوں اور التباس کا کوئی موقع نہ ہو تو اس کے برعکس بھی [إذ مستقبل اور إذا ماضی کے لیے] استعمال کیا جاتا ہے۔''

---

(۱) الفراء لکھتے ہیں: إذا صار النبتُ يبساً فهو غثاء. والأحوىٰ: الذي قد اسودَّ عن العتق' ويكون أيضاً: أخرج المرعىٰ أحوىٰ' فجعله غثاءً' فيكون مؤخراً معناه التقديم.

[معانی القرآن' فراء ۳:۲۵۶' تہذیب اللغۃ' ازہری ۵:۱۹۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ازہری لکھتے ہیں کہ: العرب تضع إذ للمستقبل و إذا للماضی. [تہذیب اللغۃ ۱۵:۳۷]

''عرب اِذ کو مستقبل اور اِذا کو ماضی کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔''

اور یہ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

[۱] بمعنی ماضی: وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً. [سورۃ البقرۃ ۲:۶۷]

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔''

[۲] بمعنی مستقبل: اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ. [سورۃ المائدۃ ۵:۱۱۶]

''جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم!''

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ. [سورۃ سبا ۳۴:۵۱]

''اور اگر تم دیکھ پاتے جب اُن پر گھبراہٹ طاری ہوگی پس وہ کہیں نہ بھاگ سکیں گے۔''

وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ. [سورۃ سبا ۳۴:۳۱]

''اور اگر تم اُس وقت کو دیکھ پاتے جب کہ [یہ] ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے۔''

امام ابن ہشام انصاری کہتے ہیں کہ: اِذ کا استعمال کئی طرح پر ہے:

[۱] ماضی کا اسم ہو اس کا استعمال چار طرح پر ہوتا ہے:

—۱: جب یہ ظرف واقع ہوا ہو جیسے: فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا.

[سورۃ التوبۃ ۹:۴۰]

''اس کی مدد اللہ نے اُس وقت کی تھی جب کافروں نے اس کو اس حال میں نکالا۔''

—۲: جب مفعول بہ واقع ہوا ہو جیسے: وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ. [سورۃ الاعراف ۷:۸۶]

''یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے تو تم کو اللہ نے زیادہ کیا۔''

—۳: جب یہ مفعول کا بدل واقع ہوا ہو جیسے: وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا. [سورۃ مریم ۱۹:۱۶]

''اور کتاب میں مریم کی سرگزشت کو یاد کرو جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی جانب میں جا بیٹھی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ارشادِ باری تعالیٰ میں جو اِذْ واقع ہوا ہے اس میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ نعمت کا ظرف ہو اور دوسرا یہ کہ اُس کا بدل واقع ہوا ہو: اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَاءَ.

[سورۃ المائدۃ ۵:۲۰]

''اپنے اوپر اللہ کے فضل کو یاد کرو کہ اُس نے تم میں نبی اُٹھائے۔''

۴- اس کا مضاف الیہ کوئی ایسا زمانہ ہو جس میں اس سے استغناء کی صلاحیت ہو' جیسے:

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ. [سورۃ النساء ۴:۴۲]

''اُس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور جنھوں نے رسول کی نافرمانی کی تمنا کریں گے: کاش! اُن کے سمیت زمین برابر کر دی جائے۔''

یا اس کا مضاف الیہ کوئی ایسا زمانہ ہو جس میں اس سے استغناء کی صلاحیت نہ ہو' جیسے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا. [سورۃ آل عمران ۳:۸]

''اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ہدایت بخشنے کے بعد کج نہ کرو۔''

[۲] جب یہ زمانہ مستقبل کا اسم ہو' جیسے: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا. [سورۃ الزلزال ۹۹:۴]

''اُس دن وہ اپنا داستان کہہ سنائے گی۔''

[۳] تعلیلیہ' جیسے: وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ.

[سورۃ الزخرف ۴۳:۳۹]

''اور جب کہ تم نے اپنے اوپر ظلم ڈھائے تو یہ چیز آج تم کو ذرا بھی نافع نہیں ہوگی۔''

یعنی: ولن ينفعكم اليوم اشتراككم في العذاب' لأجل ظلمكم في الدنيا.

[مغنی اللبیب ۱:۹۴-۹۸]

''آج کے دن تمہارا عذاب میں اکٹھا ہونا تمہارے لیے مفید نہیں اس لیے کہ تم نے دنیا میں ظلم کیا ہے۔''

إِذَا

اس کا استعمال دو طور پر ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- مفاجاۃ کے لیے اس صورت میں جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ جواب کا محتاج نہیں ہوتا۔ مبتدا پر بھی واقع نہیں ہوتا اور اس کا معنیٰ حال ہوتا ہے استقبال نہیں ہوتا، جیسے:

خَرَجْتُ فإذا الأسَدُ بِالبَابِ.

''جوں ہی میں باہر نکلا تو شیر دروازے پر موجود تھا۔''

ان آیتوں میں بھی اِذَا مفاجاۃ ہی کے لیے ہے: اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا. [سورۃ یونس ۱۰:۲۱]

''تو وہ ہماری نشانیوں کے باب میں چالیں چلنے لگتا ہے۔''

فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى. [سورۃ طٰہٰ ۲۰:۲۰]

''تو وہ [لاٹھی] اچانک ایک رینگتا ہوا سانپ بن گئی۔''

۲- مفاجاۃ کے لیے نہ ہو، اس صورت میں اکثر حالات میں مستقبل کے لیے ظرف اور معنیٰ شرط کے لیے متضمن ہوتا ہے۔ نیز فجائیہ کے برخلاف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے۔ ان دونوں آیات میں یہ دونوں اکٹھے ہوئے ہیں: ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ.

[سورۃ الروم ۳۰:۲۵]

''پھر جب وہ تم کو زمین سے نکلنے کے لیے ایک ہی بار پکارے گا تو تم دفعۃً نکل پڑو گے۔''

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ. [سورۃ الروم ۳۰:۴۸]

''پس جب وہ اس کو نازل کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے تو وہ یکایک خوش ہو جاتے ہیں۔

اس صورت میں اس کے بعد اکثر ماضی استعمال ہوتا ہے اور مستقبل کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔

[مغنی اللبیب ۱:۱۰۲-۱۰۸، البرہان فی علوم القرآن ۴:۱۹۰]

زجاج کہتے ہیں: اِذَا ظرف زمان ہے جو زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور یہ ماضی کے لیے بھی مستعمل ہے۔ [القاموس المحیط ۲:۱۷۶۶]

معلوم ہوا کہ اِذَا حروف اَضداد میں سے ہے اور دو متضاد معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے:

[۱] ماضی کے لیے: وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ. [سورۃ آل عمران ۳:۱۵۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور جو اپنے بھائیوں کے بابت، جب کہ وہ [سفر یا جہاد میں] نکلتے ہیں، کہتے ہیں۔“

[۲] مستقبل کے لیے: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا. [سورۃ الجمعۃ ۶۲:۱۱]

”اور جب وہ کوئی تجارت یا دلچسپی کی چیز دیکھ پاتے ہیں تو اُس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔“

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. [سورۃ التکویر ۸۱:۱]

”جب سورج کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔“

۞ امام زرکشی لکھتے ہیں: قسم کے بعد حال کے لیے بھی واقع ہوتا ہے، جیسے اِن آیات میں:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى. [سورۃ النجم ۵۳:۱]

”ستارہ شاہد جب وہ گرتا ہے۔“

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۞ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۞ [سورۃ اللیل ۹۲:۱-۲]

”شاہد ہے رات جب چھا جاتی ہے اور دن جب چمک اُٹھتا ہے۔“

ان آیات میں عبارات کی تقدیر اِس طرح ہوگی: وَالنَّجْمِ هَاوِيًا، وَالَّيْلِ غَاشِيًا، وَالنَّهَارِ مُتَجَلِّيًا.

[البرہان فی علوم القرآن ۴:۱۹۱]

”گرتا ہوا ستارہ، چھا جاتی ہوئی رات اور روشن کرتا ہوا دن گواہ ہیں۔“

أكْمَهُ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الكاف والميم والهاء كلمةٌ واحدةٌ، وهو الكَمَه، وهو العمى يولد به الإنسان، وقد يكون من عرض يعرض. [معجم مقاییس اللغۃ: ۸۷۶]

”ک م ہ ایک ہی مصدر ہے۔ اندھا پن؛ پیدائشی اندھے کو اَلْاَکْمَہ کہتے ہیں اور کبھی غیر پیدائشی کے لیے بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔“

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: الأكمه مِن الأضداد، يُقال أكمه للذي تلده أمه أعمى، قال اللّٰہ عزوجل: وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ . قال أبو عبيدة: الأكمه الذي يُولَدُ أعمى، وقال مجاهد: الأكمه: الذي يُبصر بالنهار، ولا يُبصر بالليل. [الاضداد: ۳۷۷-۳۷۸، برقم: ۲۸۷]

”الأکمہ اضداد میں سے ہے۔ پیدائشی اندھے کو کہتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ أُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ. [سورۃ آل عمران۳:۴۹]

''اور میں [اللہ کے حکم سے] پیدائشی اندھے کو اچھا کرتا ہوں۔''

ابوعبیدۃ کہتے ہیں: مادرزاد نابینا کو اَکْمَہ کہتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں: اَکْمَہ وہ ہے جو دن کو دیکھتا ہے اور رات کو نہیں دیکھتا۔''

الأُمَّةُ

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الهمزة والميم أصلٌ واحدٌ يتفرع منه أربعة أبواب، وهي: الأصل، والمرجع، والجماعة، والدين، وهذه الأربعة متقاربة. [معجم مقاییس اللغۃ:۳۱]

''ہمزہ اور میم ایک اصل ہے جس پر چار اَبواب متفرع ہیں جو باہم متقارب ہیں: اصل، مرجع، جماعت اور دین۔''

اَضداد میں لکھنے والے علماء نے اس لفظ کو اَضداد میں سے شمار کیا ہے اس لیے کہ اس کے دو متضاد معنی ہیں: الواحد الصالح، والجماعة.

[الاضداد لابن الانباری:۶۹ برقم:۱۶۹۲، ذیل الاضداد للصغانی:۲۲۳، برقم:۳۸۱]

''صالح اور نیک فرد اور جماعت۔''

[۱] ایک صالح فرد: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا. [سورۃ النحل ۱۶:۱۲۰]

''بے شک ابراہیم [علیہ السلام] ایک امت تھا، اللہ کا فرمان بردار۔''

امام قرطبی لکھتے ہیں: والأمة: الرجل الجامع للخير. [تفسیر القرطبی ۱۰:۱۷۵]

''الأمة: وہ شخص ہے جو خیر کا جامع ہو۔''

حدیث میں وارِد ہے کہ: سُئِلَ عن زيد بن عمرو بن نُفَيل فقال: يُبْعَثُ يومَ القيامةِ أُمَّةً وحده. [مسند ابی یعلیٰ ۴:۴۱، حدیث:۲۸۱-[۲۰۴۷]

''[رسول اللہ ﷺ سے سیدنا] زید بن عمرو بن نُفَیل رضی اللہ عنہ (۱) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: روزِ

---

(۱) زید بن عمرو بن نُفَیل بن عبدالعزیٰ قرشی عدوی، زمانہ جاہلیت میں بہت بڑے حکیم اور عورتوں کے حقوق کے علم بردار تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے۔ اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ بتوں کی عبادت کے =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت اُسے ایک امت اُٹھایا جائے گا۔''

[۲] جماعت و گروہ: وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ. [سورۃ القصص ۲۸:۲۳]

''اُس نے اُس پر لوگوں کا ایک گروہ پایا۔''

اُمَّةٌ کا ایک اور استعمال

قرآن مجید لفظِ اُمَّةٌ کا استعمال ایک اور طریقہ پر بھی ہوا ہے۔

[۱] صحیح ملت: إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۹۲، سورۃ المؤمنون ۲۳:۵۲]

''بے شک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔''

امام قرطبی لکھتے ہیں: المعنى: هذا الذي تقدّم ذِكره هو دينُكم و ملتُكم فالتزموه و الأمة هنا الدِّين، أي: الملة الصحيحة. [تفسیر القرطبی ۱۲:۱۱۷]

''معنیٰ یہ ہے کہ پہلے جو مذکور ہوا وہی تمہارا دین اور تمہاری ملت ہے پس اسے لازم پکڑو۔ اُمَّةٌ یہاں دین یعنی صحیح ملت کے لیے مستعمل ہے۔''

[۲] باطل ملت: بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ.

[سورۃ الزخرف ۴۳:۲۲]

''[نہیں] بلکہ اُنہوں نے کہا: بلا شبہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا اور بے شک ہم تو اُن ہی کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔''

✿ امام ماوردی (۲) لکھتے ہیں: آیت کریمہ: كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً [سورۃ البقرۃ ۲:۲۱۳] میں دو

......مخالف تھے اور نذر لغیر اللہ کو حرام سمجھتے تھے۔ صحیح دین کی تلاش میں کافی سفر کیے۔ یہودیت اور نصرانیت نے انہیں کچھ بھی متاثر نہیں کیا۔ مکہ مکرمہ واپس آکر دین ابراہیمی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اُن سے ملاقات کی ہے۔ ۱۷ قبل ہجری = ۶۰۶ء کو وفات پائی۔

[اسد الغابۃ ۲:۲۰۳، ت: ۱۸۶۱، الاعلام ۳:۶۰]

(۱) علی بن محمد بن حبیب ابو الحسن الماوردی۔ اپنے زمانے میں سب سے بہتر اور مشہور چیف جسٹس تھے۔ عالم اور باحث تھے۔ بکثرت علمی اور مفید کتابیں لکھیں۔ ۳۶۴ھ = ۹۷۴ء کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ بغداد منتقل ہوئے۔ بہت سے شہروں میں عہدۂ قضا پر فائز رہے۔ عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ کے دور میں چیف جسٹس کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اِعتزال کی طرف میلان تھا۔ عرق گلاب کا کاروبار کرنے کی وجہ سے الماوردی سے شہرت پائی۔ ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتمال ہیں۔ کچھ مفسرین جیسے قتادۃ اور ضحاک وغیرہ کہتے ہیں کہ سارے لوگ مؤمن تھے جب کہ باقی مفسرین کہتے ہیں کہ سارے لوگ کافر تھے۔[التفسیر الماوردی ۱:۲۷۱]

علامہ ابن الانباری لکھتے ہیں: فالذين قالوا: الأمة هاهنا المؤمنون ذهبوا إلى أنّ الله عزو جل لمّا غرّق الكافرين من قوم نوح بالطوفان و نجّى نوحاً و المؤمنين كان الناسُ كُلُّهم من ذلك الوقت مؤمنين، ثم كفر بعضهم بعد ذلك الوقت فأرسل الله إليهم أنبياء يُبَشِّرُون و يُنذِرُونَ و يَدُلُّونَهُم على ما يَسعَدُونَ به ويَتَوَفَّرُ منه حَظُّهم. ومن قال: الأمةُ في الآيةِ معناها الكافرون قال: تأويل الآيةِ: كان الناسُ قبل إرسالِ الله نوحاً كافرين كلهم، فأرسل الله نوحا وغيره من النبيين المبعوثين بعده يُبَشِّرُونَ ويُنذِرُونَ و يَدُلُّونَ النَّاسَ على ما يَتَدَيَّنُونَ به مما لايقبل الله يوم القيامة غيرَه.[الاضداد: ۲۷۰-۲۷۱]

”جن مفسرین نے لوگوں کے مؤمن ہونے کا قول کیا ہے اُن کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کو طوفان سے غرق کر دیا اور اُنہیں اور اُن کے مؤمن ساتھیوں کو نجات دی اُس طوفان کے بعد سارے لوگ مؤمن تھے اور کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد کفر سرایت کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء اور رُسل بھیجے جو بشیر ونذیر تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کو سعادت اخروی کے حصول کی ترغیب دی اور جن مفسرین نے اس آیت میں لمۃ سے کفار مراد لیے ہیں اُن کی نزدیک اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے تشریف لانے سے قبل سارے لوگ کافر تھے تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے سیدنا نوح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو اُن چیزوں کی تعلیم دے جن کے علاوہ اللہ تعالیٰ روزِ آخرت کوئی دوسری چیز قبول نہیں فرمائیں گے۔“

أُمُرٌ

امام ابن فارِس کہتے ہیں: الهمزة والميم والراء، أصول خمسة: الأمر مِن الأمور، و الأمر ضِدُّ

......۴۵۰ھ = ۱۰۵۸ء کو بغداد میں فوت ہوئے۔[وفیات الاعیان ۳:۲۸۲، الاعلام ۴:۳۲۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النهي، والأمر النِّماء، والبَرَكة بفتح الميم، والمَعْلَم والعَجَب. [معجم مقاییس اللغۃ: ۷۳]

''ہمزہ، میم اور راء، پانچ بنیادی اصول کے لیے مستعمل ہے: کوئی سا کام، وہ امر جو نہی کا ضد ہو، مشورہ، برکت [کسی چیز کا بہت زیادہ ہونا] اور علامت و نشانی۔''

یہ لفظ قرآن مجید میں دو مختلف معنوں کے لیے مستعمل ہے۔

[۱] نصرت و مدد: يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ.

[سورۃ آل عمران ۳:۱۵۴]

''وہ کہتے ہیں: کیا اِس معاملے میں ہمارا بھی کوئی اختیار ہے؟ کہو سب اختیار اللہ ہی کا ہے۔''

امام ابن الجوزی لکھتے ہیں: المراد بالأمر: النصر والظفر. [زاد المسیر ۱:۳۳۷]

''[یہاں] امر سے مراد نصرت و کامیابی ہے۔''

امام قرطبی لکھتے ہیں: ليس لنا من الظَّفَر الذي وَعَدَنا به محمد ﷺ شيء. [تفسیر القرطبی ۴:۲۳۶]

''ہمیں اُس کامیابی میں کوئی اختیار حاصل نہیں جس کا وعدہ ہم سے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کرتے ہیں۔''

اسی معنیٰ میں اس آیت کریمہ میں بھی استعمال ہوا ہے:

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ. [سورۃ الروم ۳۰:۴]

''اِس سے پہلے اور اس کے بعد فتح و نصرت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

[۲] عذاب: وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ. [سورۃ ابراہیم ۱۴:۲۲]

''اور جب [عذاب کا] فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا۔''

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں: أي: وجب العذاب. [تأویل مشکل القرآن: ۵۱۴]

''یعنی: جب عذاب واقع ہو گا۔''

إِنْ [المكسورة]

یہ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] نافیہ: اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا. [سورۃ النساء ۴:۱۱۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ اُس کے سوا نہیں پکارتے مگر دیویوں کو اور یہ نہیں پکارتے مگر شیطان مردود کو۔''

اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی. [سورۃ التوبۃ ۹:۱۰۷]

''ہمارا ارادہ تو نہیں تھا مگر بھلائی کا۔''

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ. [سورۃ المجادلۃ ۵۸:۲]

''اُن کی مائیں تو نہیں ہیں مگر وہ جنھوں نے ان کو جنا ہے۔''

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ. [سورۃ الملک ۶۷:۲۰]

''نہیں ہیں کافر مگر دھوکے میں پڑے ہوئے۔''

[۲] لَقَدْ کے معنیٰ میں: وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ. [سورۃ یوسف ۱۲:۳]

''اگرچہ تم اِس سے پہلے ضرور بے خبر تھے۔''

علامہ ابن الانباری نے بعض علماءِ تفسیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ ذیل کی دو آیتوں میں بھی اِنْ، قَدْ کے معنیٰ میں ہے:

-وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَا اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ. [سورۃ الاحقاف ۴۶:۲۶]

''اور ہم نے اُن کے قدم ان رفاہیتوں کے اندر جمائے تھے جن کے اندر تمہارے قدم نہیں جمائے۔''

-فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی (1). [سورۃ الاعلیٰ ۸۷:۹]

''پس تم یاد دِہانی کرواگر یاد دِہانی کچھ نفع پہنچائے۔''

پھر امام فراء کے حوالے سے لکھتے ہیں: لا تكون "إنْ" بمعنى "قَدْ" حتى تدخُلَ معها اللام أو ألا؛ فإذا قالت العربُ: إن قامَ لَعبدُالله، و ألا إن قام عبدُالله، فمعناهُ: قد قام عبدُالله.

[الاضداد: ۱۸۹-۱۹۰]

---

(1) حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت لکھا ہے: أي: ذَكِّرْ حيثُ تنفعُ التذكرة. ومن هاهنا يؤخَذُ الأدبُ في نشر العلم فلا يضعه عند غير أهله. [تفسیر ابن کثیر ۱۴:۳۲۳]

''یعنی جب تک نصیحت مفید ہو تب تک نصیحت کرتے رہا کرو اور یہاں سے علم کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں یہ ادب ماخوذ ہے کہ اسے نااہلوں سے دور رکھا جائے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اِنْ، قَدْ کے معنیٰ میں تب آتا ہے جب اس کے ساتھ لام یا اَلا کو داخل کیا جائے پس جب عرب إن قامَ لَعبدُاللّٰہ اور ألا إن قام عبداللّٰہ کہیں گے تب اس کا معنیٰ ہوگا: عبداللہ کھڑا ہوا۔“

اَوْ

حرف ”اَوْ“ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] شک: لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۹]

”[بولا: اس حال میں] ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا۔“

لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ. [سورۃ الکہف ۱۸:۱۹]

”[وہ بولے] ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم ٹھہرے ہوں گے۔“

[۲] اِبہام: اَتٰھَا اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا. [سورۃ یونس ۱۰:۲۴]

”ہمارا عذاب اُن پر آیا رات کو یا دن کو۔“

یعنی: رات یا دن میں جس وقت بھی ہم نے چاہا اپنا عذاب بھیج دیا۔ کوئی ہمارا ہاتھ پکڑنے والا نہیں تھا۔

وَاِنَّا اَوْ اِیَّاکُمْ لَعَلٰی هُدًی. [سورۃ سبا ۳۴:۲۴]

”اور ہم [میں] اور تم [میں] کوئی ایک ہدایت پر ہے یا کھلی ہوئی گمراہی میں۔“

مطلب یہ ہے کہ ہماری دعوت کی بنیاد خالص توحید پر ہے۔ اگر تم اس پر ہم سے جھگڑ رہے ہو تو مزید کسی بحث و جدال کی ضرورت نہیں ہے، یا تو ہم ہدایت پر ہیں اور تم کھلی ہوئی گمراہی میں ہو یا تم ہدایت پر ہو اور ہم ضلالت پر ہوئے۔

الأَیِّمُ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الهمزة والیاء والمیم ثلاثة أصول متباینة: الدُّخان، والحَیَّة، والمرأة لازوج لها. [معجم مقاییس اللغۃ: ۸۴]

”ہمزہ، یاء اور میم تین مختلف اصول ہیں: دھواں، سانپ اور وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو۔“

اَلإِیَامُ دھوئیں کو کہتے ہیں اور آمَ یَئِیمُ ویَؤُومُ إِیَامًا کے معنی ہیں: اُس نے شہد کا چھتہ اُتارنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے شہد کی مکھیوں کو دھونی دی تا کہ مکھیاں اُڑ جائیں اور چھتہ خالی رہ جائے۔ اس سے اَلْأَيِّـمُ اُس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو۔

علامہ ابن الانباری اور امام صغانی نے اسے اَضداد میں سے تسلیم کیا ہے۔

[الاضداد لابن الانباری:۳۳۱، رقم:۲۲۱؛ ذیل الاضداد للصغانی:۲۲۳، برقم:۳۸۶]

قرآن مجید میں اس کا استعمال بغیر بیوی والے مرد اور بغیر شوہر والی عورتوں کے لیے ہوا ہے: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ.

[سورۃ النور۲۴:۳۲]

''اور اپنی رانڈوں اور رنڈوں اور ذی صلاحیت غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کر دو۔''

امام واحدی لکھتے ہیں: الأيامٰى هاهنا من الرجال والنساء الذين لاأزواج لهم كان تَزَوَّجَ قبل ذلك أولم يَتَزَوَّج. والأَيِّمُ في كلام العرب: كُلُّ ذكرٍ لاأنثى معه، وكلُّ أنثى لاذَكَرَ معها، ولذلك سُمِّيَتِ الحَيَّةُ أَيِماً بالتشديد و التخفيف لأنهالاتكادُ تكون في جُحْرِها إلّا وحدها. [التفسير البسيط ۱۶:۲۲۶]

''یہاں اَیامیٰ بغیر عورتوں والے مردوں اور بغیر شوہروں والی عورتوں کے لیے آیا ہے، خواہ انہوں نے پہلے سے نکاح کیا ہو یا نکاح نہیں کیا ہو۔ عربوں کے کلام میں اَیِم بے عورت مرد اور بے شوہر عورت کو کہتے ہیں۔ سانپ کو اَیِّماً اور اَیِماً اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے بل میں الگ تھلگ اور تنہا رہتا ہے۔''

امام قرطبی لکھتے ہیں: الأيامَى: الذين لازوج لهم من الرجال والنساء، واحدهم: أَيِّم.

[تفسیر القرطبی ۱۲:۲۱۸]

''ایامیٰ: مردوں اور عورتوں میں سے وہ ہیں جن کا جوڑا نہ ہو۔ اس کا واحد ''اَیِّم'' ہے۔''

اور حدیث میں ہے کہ: اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا. [صحیح مسلم، کتاب النکاح[۱۶] باب استئذان الثیب فی النکاح[۹] حدیث:۶۶ - [۳۱۲۱]]

''بیوہ عورت اپنے نکاح میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اُس کے نکاح میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت لی جائے اور اِجازت اُس کی چُپ رہنا ہے۔"

علامہ ابن الانباری لکھتے ہیں: إنّما لم یدخلوا الهاءَ في أيِّمٍ، وهو وصفٌ للمرأةِ لأنَّ النساءَ یوصَفْنَ بهذا أكثر من الرجال، فكُنَّ أغلب علیه، فأُجْرِيَ مُجْرَى حائضٍ وطالقٍ وطامثٍ مما لا یحتاجُ فیه إلی إدخالِ علامة تدُلُّ علی التأنیث. [الاضداد:٣٣٢-٣٣٣]

"اَیِّم کے آخر میں ہاءِ تانیث داخل نہیں کیا جاتا باوجود یہ کہ یہ عورت کی صفت ہے اس لیے کہ مردوں کے مقابلے میں اس کو عورتوں کے لیے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حائض، طالق اور طامث وغیرہ بھی علامتِ تانیث کے محتاج نہیں۔"

بَعد

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الباء والعین والدّال أصلان: خلاف القُرب، ومقابل قَبل.
[معجم مقاییس اللغۃ:١٢٤]

"بنیادی طور پر دو چیزوں کے لیے مستعمل ہے: قُرب کے خلاف اور قبل کے مقابل۔"

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: یکون بمعنی التّأخیر، وهو الذي یفهمه الناس، ولا یحتاج مع شهرته، ویکون بمعنی: قَبل. [الاضداد:١٠٧، برقم:٦٢]

"اس کا ایک معنیٰ "تاخیر" یعنی پیچھے کا ہے، جس سے لوگ واقف ہیں اور مشہور ہونے کی وجہ سے محتاجِ بیان نہیں اور یہ قبل [پہلے] کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔"

قرآن مجید میں یہ ان دونوں متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[١] تاخیر کے معنیٰ میں: اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ. [سورۃ البقرۃ٢:٢٧]

"جو اللہ کے عہد کو اس کے باندھنے کے بعد توڑتے ہیں۔"

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ. [سورۃ البقرۃ٢:٥٢]

"پھر ہم نے تم سے درگزر کیا اس کے بعد۔"

[٢] قبل [پہلے] کے معنیٰ میں: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ. [سورۃ الانبیاء٢١:١٠٥]

"اور بے شک ہم نے الزبور میں الذکر سے پہلے لکھا تھا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طبری اور بجستانی لکھتے ہیں: مِنۡ قَبۡلِ الذِّکۡرِ. [تفسیر طبری ۱۲: ۴۳۸، الاضداد بجستانی: ۱۴۶، برقم: ۲۴۲]

''الذِّکۡرِ سے پہلے۔''

حافظ ابن جوزی نے ارشاد باری تعالیٰ: وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا. [سورۃ النازعات ۷۹: ۳۰]

''اور زمین کو اس کے بعد ہموار کیا۔''

کے تحت لکھا ہے: أي: بعد خلق السماء، و بعضهم يقول إنّ الأرض خلقت قبل السماء يزعم أن بعد ههنا بمعنى: قبل، كقوله تعالى: وَ لَقَدۡ كَتَبۡنَا فِي الزَّبُوۡرِ مِنۡ بَعۡدِ الذِّكۡرِ، و بعضهم يقول: هي بمعنى: مع، كقوله تعالى: عُتُلٍّ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ. ولا يمتنع ان تكون الأرض خُلقت قبل السماء ثم دُحيت بعد كمال السماء. [زاد المسیر ۴: ۳۹۷]

''یعنی آسمان کے بنانے کے بعد۔ بعض کا خیال ہے کہ زمین کو آسمان سے پہلے بنایا گیا اور اسی وجہ سے اُن کا خیال ہے کہ بعد یہاں قبل کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِي الزَّبُوۡرِ مِنۡ بَعۡدِ الذِّكۡرِ. [سورۃ الانبیاء ۲۱: ۱۰۵] میں ہے جب کہ بعض کہتے ہیں کہ یہاں بعد، مع کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: عُتُلٍّ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ. [سورۃ القلم ۶۸: ۱۳]

یہ بھی ممکن ہے کہ زمین کو آسمان سے قبل پیدا کیا گیا ہو اور اُسے آسمان کو بنانے کے بعد ہموار کیا گیا ہو۔''

بعض

ہر چیز کا کچھ حصہ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، جیسا کہ اس آیت میں ہے:

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَ تَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۸۵]

''کیا تم کتاب [الٰہی] کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس کے دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو؟''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: يكون بمعنى: بعض الشيئ، و بمعنى: كله. [الاضداد: ۱۸۱، برقم: ۱۱۲]

''کسی چیز کے کچھ حصے کو اور کسی پوری چیز کے لیے اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔''

قرآن مجید میں یہ دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۱] بعض، کچھ حصہ: قُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ. [سورۃ البقرۃ ۲:۳۶]

''ہم نے کہا کہ اُترو! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔''

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. [سورۃ آل عمران ۳:۳۴]

''یہ ایک دوسرے کی ذریت ہیں۔''

[۲] کُل: وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۶۳]

''اور تا کہ میں تم پر واضح کر دوں بعض وہ باتیں جن میں تم نے اختلاف کیا ہے۔''

امام طبری اور امام قرطبی نے لکھا ہے کہ: وقد قيل: معنى البعض في هذا الموضع: الكُلُّ.

[تفسیر ابن جریر ۱۱:۲۰۷، نص: ۳۰۹۶۷، تفسیر القرطبی ۱۶:۹۴]

''کہا جاتا ہے کہ بعض کا معنیٰ یہاں پر ''کُل'' ہے۔''

یہ امام ابو عبیدۃ کا قول ہے۔ انہوں نے اس معنیٰ کی تائید میں یہ شعر بھی پیش کیا ہے:

تَرَّاكُ أَمْكِنَةٍ إِذَا لَمْ أَرْضَهَا أَوْ يَعْتَلِقْ بَعْضَ النُّفُوسِ حِمَامُهَا

[مجاز القرآن ۲:۲۰۵، التفسیر البسیط ۲۰:۷۱]

اس معنیٰ کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ.

[سورۃ المؤمن ۴۰:۲۸]

''اور اگر وہ سچا ہے تو تم کو وہ عذاب پہنچ کے رہے گا جس کی وہ تم کو وعید سنا رہا ہے۔''

بَيْن

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: یکون ''البین'': الفراق، ویکون ''البین'': الوصال.

[الاضداد: ۷۵، برقم: ۳۸]

''بین: جدائی اور وصال و پیوستگی کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔''

امام اصمعی، علامہ ابن السکیت اور امام صغانی نے بھی اس کو اضداد میں سے مانا ہے۔

[الاضداد اصمعی: ۵۲، برقم: ۸۱، الاضداد ابن السکیت: ۲۰۴، برقم: ۳۵۴، ذیل الاضداد صغانی: ۲۲۵، برقم: ۴۰۶]

قرآن مجید میں یہ دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۱] فراق' جدائی' الگ الگ کرنا یا ہونا: يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ.
[سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۵' سورۃ الحج ۲۲:۷۶]

''وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے۔''

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ. [سورۃ سبا ۳۴:۹]

''کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے، آسمان و زمین پر نظر نہیں ڈالی۔''

[۲] وصل و پیوستگی: لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ . [سورۃ الانعام ۶:۹۴]

''بے شک تمہارا رشتہ بالکل ٹوٹ گیا۔''

امام اصمعی لکھتے ہیں: يُرِيدُ: وَصْلَكم. [الاضداد:۵۲' برقم:۸۱]

''مراد قرب اور وصل ہے۔''

امام طبری لکھتے ہیں: "البين" تواصلهم' وقال: ما كان بينكم من الوصل' وقال: لقد تقطع وصلكم . [تفسیر طبری ۵:۲۷۴' فقرات:۱۳۵۷۸' ۱۳۵۸۱' ۱۳۵۸۴]

''البَیْن: آپس کے تواصُل' رشتہ اور تعلق کو کہتے ہیں یعنی: تمہارا آپ کا رشتہ اور تعلق وہ ٹوٹ گیا۔''

امام قرطبی نے بھی لکھا ہے کہ: لقد تَقَطَّعَ وصلكم بينكم. [تفسیر القرطبی ۷:۴۰]

''تمہارا آپس کا رشتہ ختم ہو گیا۔''

توّابٌ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: التاء' والواو' والباء: كلمةٌ واحدةٌ' تدل على الرجوع' يقال: تاب من ذنبه' أي: رجع عنه' يتوب إلى الله توبةً ومتاباً فهو تائبٌ. [معجم مقاییس اللغۃ:۱۰۸]

''کلمہ ت و ب واپس آنے پر دلالت کرتا ہے۔ تَابَ مِنْ ذَنْبِهٖ کا معنیٰ ہے: وہ اپنے گناہ سے تائب ہوا یعنی رجوع کیا۔ توبہ کرنے والا تائب کہلاتا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: "التواب": الله جَلَّ اِسمه' لأنه يتوب على عباده' و"التواب": الرجل الذي يتوب من ذنوبه. [الاضداد:۴۱۵' برقم:۳۳۸]

''توّاب: اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں اس لیے کہ وہ بندوں کا توبہ قبول فرماتے ہیں اور وہ شخص بھی توّاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلاتا ہے جو اپنی گناہوں سے توبہ کرے۔"

امام سجستانی' امام صغانی اور علامہ ابن منظور نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

[الاضداد:۱۳۱' برقم:۱۹۶' ذیل الاضداد:۱۳۱' برقم:۱۹۶' لسان العرب۲:۶۱]

قرآن مجید میں بھی اس کا استعمال اس طرح ہوا ہے:

[۱] اللہ تعالیٰ جو بندوں کا توبہ قبول کر کے انہیں معاف کر دیتے ہیں:

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. [سورۃ البقرۃ ۲:۵۴]

"بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

[۲] اپنی گناہوں سے توبہ کرنے والا شخص: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

[سورۃ البقرۃ ۲:۲۲۲]

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

الجِنُّ

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: أصل الجِنّ: ستر الشیئ عن الحاسَّةِ. [المفردات:۹۸]

"جنّ کی اصل کسی چیز کو آنکھ سے چھپالینا ہے۔"

آگے لکھتے ہیں: والجِنُّ یقالُ علی الوجهینِ: أحدُهما للروحَانِیّین المُستَتِرَةِ عن الحَواسِّ کلِّها بإزاء الإنس' فعلی هذا تَدخُلُ فیه الملائکةُ و الشیاطین فَکُلُّ ملائکةٍ جِنٌّ ولَیسَ کُلُّ جِنّ ملائکة' وعلی هذا قال أبوصالح: الملائکة کُلُّها جِنٌّ' وقیل: بل الجِنُّ بعض الروحانیین' وذلك أنَّ الروحانیین ثلاثةٌ: أخیارٌ' وهُم الملائکة' وأشرارٌ وهُم الشیاطین' و أوساطٌ فیهم أخیارٌ أشرارٌ' وهُم الجِنُّ' ویدُلُّ علی ذلك قوله تعالی: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ- إلی قوله تعالی- وَاَنَّا مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ. [المفردات:۹۸-۹۹]

"لفظِ "جنّ" کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے: ایک بمقابلہ انسان اُن تمام روحانیوں کے لیے جو حواس سے پوشیدہ ہیں اس صورت میں ملائکہ اور شیاطین بھی اس میں آ جاتے ہیں پس ہر فرشتہ جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن ہر جن فرشتہ نہیں اور اسی اعتبار سے ابو صالح نے کہا ہے کہ سب فرشتے جن ہیں اور بعض کا قول ہے کہ نہیں بلکہ ''جنّ'' روحانیوں کی ایک قسم ہیں کیوں کہ روحانیوں کی تین قسمیں ہیں: اخیار: یعنی نیک ہی نیک' یہ ملائکہ ہیں۔ اَشرار: یعنی سرتاسر بد' یہ شیاطین ہیں اور اوسط: یعنی درمیانی' ان میں نیک بھی ہیں اور شریر بھی' یہ ''جِنّ'' ہیں چنانچہ اس ارشادِ الٰہی میں اس بات کو بتلایا جارہا ہے:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ......وَاَنَّا مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ.

[سورۃ الجن۷۲:۱-۱۴]

''کہہ دو: مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے [قرآن کو] سنا......اور یہ کہ ہم میں فرمان بردار بھی ہیں اور بے راہ بھی۔''

اور قرآن مجید میں یہ ان ہی دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] جنّ: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا. [سورۃ الجن۷۲:۱]

''کہہ دو: مجھے وحی کی گئی ہے کہ جِنّوں کی ایک جماعت نے [قرآن کو] سنا تو اُنہوں نے [اپنی قوم کو] بتایا کہ ہم نے ایک نہایت دل پذیر قرآن سنا۔''

اِس آیت میں ''جِنّ'' سے مراد معروف جِنّات ہیں۔

[۲] ملائکہ: وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ.

[سورۃ الصافات۳۷:۱۵۸]

''اور انہوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان بھی رشتہ جوڑ رکھا ہے اور جنوں کو خوب معلوم ہے کہ وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔''

امام طبری نے مجاہد کی روایت سے لکھا ہے کہ: إن الجنة هي الملائكة.

[تفسیر ابن جریر۱۰:۵۳۵]

''اس آیت میں ''جِنّ'' سے مراد ملائکہ ہیں۔''

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں: أي علمت الملائكة إنهم' أي: هؤلاء المشركين لمُحضَرون النار. [زاد المسیر ۳:۵۵۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی ملائکہ کو معلوم ہے کہ مشرکین ضرور عذاب میں گرفتار ہوں گے۔''

امام ابن الانباری نے بھی ''جِنٌّ'' کو حروف اَضداد میں سے تسلیم کیا ہے۔[الاضداد:۳۳۴-۳۳۵]

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں: في القرآن الكريم تقديم الجن على الإنس في أكثر المواضع لأنَّ الجنَّ تشتمل على الملائكة وغيرهم مما اجتن عن الأبصار' قال تعالى: وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا [سورۃ الصافات ۳۷:۱۵۸]. وقال الأعشى:

وسَخَّر مِن جِنِّ الملائك شِيعةً

قِياماً لَّدَيْه يعملونَ بِلا أجر

وأما قوله: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ' وقوله: لَا يُسْاَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ' وقوله: لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ' وقوله: ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا' فإن لفظ الجن ههنا لا يتناول الملئكة بحال' لنزاهتهم عن العيوب' وأنهم لا يُتَوَهَّمُ عليهم الكذب ولا سائر الذنوب' فلما لم يتناولهم عموم لفظ لهذه القرينة بدا بلفظ الإنس لفضلهم و كمالهم. [بدائع الفوائد ۱:۶۳]

'' قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ''جِنٌّ'' کو ''اِنس'' سے پہلے ذکر کیا گیا ہے اس لیے کہ ''جِنٌّ'' کا استعمال ملائکہ اور دوسری غیر مرئی مخلوق کے لیے کیا جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے:

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا [سورۃ الصافات ۳۷:۱۵۸]

''اور اُنہوں نے اللہ اور جِنّوں کے درمیان بھی رشتہ جوڑ رکھا ہے۔''

اور اعشیٰ (۱) نے کہا ہے کہ:

وسَخَّر مِن جِنِّ الملائك تِسعَةً قِياماً لَّدَيْه يعملونَ بِلا أجر

---

(۱) میمون بن قیس بن جندل وائلی ابو بصیر اعشیٰ قیس' اعشیٰ کبیر۔ دورِ جاہلیت کے صف اول کے شاعر تھے۔ فارس اکثر و بیشتر آجایا کرتے تھے اس لیے اُن کے اشعار میں بکثرت فارسی اشعار موجود ہیں۔ اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام قبول نہیں کیا۔ اصحابِ معلقات میں سے ہیں۔ ۷ھ=۶۲۹ء کو وفات پائی۔

[خزانۃ الادب ۱:۱۷۵' الاعلام ۷:۳۴۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"[اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے] جنات میں سے نو ملائکہ کے گروہ کو اُن کے لیے مسخر کیا تھا جو اُن کے سامنے کھڑے ہو کر بغیر اُجرت کے کام کرتے تھے۔"

رہے اللہ تعالیٰ کے یہ فرمان:

–قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ.

[سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۸۸]

"کہہ دو کہ اگر تمام اِنس و جن اِس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اِس جیسا قرآن لا دیں تو وہ اِس جیسا نہ لا سکیں گے۔"

–لَا یُسْاَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ. [سورۃ الرحمٰن ۵۵:۳۹]

"کسی انسان اور جن سے اُس کے جرم کے باب میں نہ پوچھا جائے گا۔"

–لَمْ یَطْمِثْهُنَّ قَبْلَهُمْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ. [سورۃ الرحمٰن ۵۵:۷۴]

"اِن [لوگوں] سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا نہ کسی جن نے۔"

–ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا. [سورۃ الجن ۷۲:۵]

"ہم نے گمان کیا کہ انسان اور جن اللہ پر ہرگز کوئی جھوٹ نہیں باندھ سکتے۔"

سو اِن مقامات میں لفظِ جنّ کسی بھی طور پر ملائکہ کو شامل نہیں اس لیے کہ ملائکہ عیوب سے منزہ اور پاک ہیں اور اُن سے جھوٹ اور دوسری گناہیں صادِر نہیں ہوتیں۔ مذکورہ آیات میں اس قرینہ کی بنیاد پر ملائکہ داخل نہیں اس لیے فضل و کمال کی بنیاد پر انسانوں کا ذکر پہلے کیا۔"

حَسِبَ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: حَسِبْتُ حرفٌ من الأضداد، یکون بمعنی الشك، ویکون بمعنی الیقین. [الاضداد: ۲۱، برقم: ۳]

"حَسِبْتُ اَضداد میں سے ایک حرف ہے۔ کبھی شک اور کبھی یقین کے معنیٰ میں آتا ہے۔"

اور ان دو معنوں میں قرآن مجید میں مستعمل ہے:

[۱] یقین: وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا. [سورۃ المائدۃ ۵:۷۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اورانہوں نے گمان کیا کہ کوئی پکڑ نہیں ہوگی پس اندھے اور بہرے بن گئے۔''

امام ابوعلی الفارسی (۱) نے لکھا ہے کہ: ابوعمرو، حمزۃ (۲) اور کسائی (۳) نے یہاں وَحَسِبُوْٓا اَنْ لَّا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ پڑھا ہے۔ [الحجۃ للقراء السبعۃ ۲:۱۲۹]

اس قراءت کی وضاحت وتفسیر کرتے ہوئے امام مکی بن ابی طالب لکھتے ہیں: من رفع "تکونُ" جعل "أنْ" المخففة من الثقيلة، وأضمر معها "الهاء" وتكون خبر "أنْ" وجعل "وَحَسِبُوْٓا" بمعنى "أيقنوا" لأنّ "أنْ" للتأكيد، والتأكيد لا يجوز إلّا مع اليقين. [مشکل إعراب القرآن ۱:۲۴۶]

''جس نے "تَكُوْنُ" کو مرفوع پڑھا ہے اُس کے نزدیک "أنْ" مخفف من الثقیلۃ ہے اور اس کے ساتھ کو "ھاء" کو مضمر مانا ہے جو "أنْ" کے لیے خبر ہوگی۔ اس نے "وَحَسِبُوْٓا" کو "أیقنوا" کے معنیٰ میں لیا ہے اس لیے کہ "أنْ" تاکید کے لیے ہے جب کہ تاکید یقین کے بغیر درست نہیں۔''

حافظ ابن جوزی نے بھی نام لیے بغیر امام مکی بن ابی طالب کی تحقیق لکھ دی ہے۔

[زاد المسیر ۱:۵۷۰]

[۲] شک وگمان: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ [سورۃ العنکبوت ۲۹:۲]

---

(۱) حسن بن احمد بن عبدالغفار ابوعلی۔ فارسی الاصل ہیں۔ فارس کے ''فسا'' نامی گاؤں میں ۲۸۸ھ=۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۳۰۷ھ میں بغداد اور ۳۴۱ھ میں حلب کا سفر کیا جہاں کچھ عرصہ تک سیف الدولۃ کے پاس رہے۔ وہاں سے فارس لوٹ آئے۔ عضد الدولۃ بن بویہ کی صحبت اختیار کی اور انہیں علم نحو کی تعلیم دی۔ پھر بغداد آئے جہاں ۳۷۷ھ=۹۸۷ء کو وفات پائی۔ علم عربیت کے مانے ہوئے امام ہیں۔

[وفیات الاعیان ۲:۸۰، الاعلام ۲:۱۷۹]

(۲) حمزۃ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل التیمی الزیات۔ بنو تیم کے موالی میں سے تھے، اس نسبت سے تیمی کہلائے۔ ۸۰ھ=۷۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ قراءات میں نام پیدا کیا۔ قراءِ سبعہ میں سے ہیں۔ ۱۵۶ھ=۷۷۳ء کو حلوان میں وفات پائی۔ [معرفۃ القراء الکبار ۱:۲۵۰، ترجمہ: ۵۱، الاعلام ۲:۲۷۷]

(۳) علی بن حمزۃ بن عبداللہ اسدی بالولاء، ابوالحسن، کسائی۔ لغت، نحو اور قراءت کے امام ہیں۔ کوفہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں حاصل کی۔ بڑی عمر میں علم نحو حاصل کیا۔ بغداد میں رہائش اختیار کی۔ ۱۸۹ھ=۸۰۵ء کو ۷۰ سال کی عمر میں ''رے'' میں وفات پائی۔

[تاریخ بغداد ۱۱:۴۰۳، الاعلام ۴:۲۸۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ محض یہ کہہ دینے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔''

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا. [سورۃ العنکبوت ۲۹:۴]

''کیا جو لوگ برائیوں کا اِرتکاب کر رہے ہیں وہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر نکل جائیں گے۔''

اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰھُمْ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۸۰]

''کیا اُن کا گمان ہے کہ ہم اُن کے رازوں اور اُن کی سرگوشیوں کو نہیں سن رہے ہیں۔''

❁❁

قرآن مجید میں یہ ''مادہ'' دو اور متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] ثواب: اِنْ حِسَابُھُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ. [سورۃ الشعراء ۲۶:۱۱۳]

''ان کا حساب کرنا تو میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھو۔''

امام دامغانی لکھتے ہیں: ما جزاؤھم و ثوابھم. [الوجوہ والنظائر لالفاظ الکتاب العزیز: ۱۷۰]

''اُن کا بدلہ اور اُن کا ثواب نہیں ہے مگر میرے پروردگار پر۔''

[۲] عذاب: وَیُرْسِلَ عَلَیْھَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ. [سورۃ الکہف ۱۸:۴۰]

''اور اس پر آسمان سے عذاب نازل کرے گا۔''

اِنَّھُمْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا. [سورۃ النبا ۷۸:۲۷]

''بے شک یہ لوگ محاسبہ کا گمان نہیں کرتے تھے۔''

امام دامغانی لکھتے ہیں: أي: لَا یخافون عذاباً. [قاموس القران: ۱۷۱]

''یعنی عذاب سے نہیں ڈرتا۔''

الحشر

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الحاء، والشین والراء قریب المعنی من الذي قبله [أي: الحشد] و فیه زیادة معنیً، وھو السّوق والبعث والإنبعاث، واھل اللغة یقولون: الحشر: الجمع مع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَوْقٍ، و كل جمع حشر، و من أسماء رسول الله ﷺ: الحاشر، معناه: أنه يحشر الناس على قدميه كانه يَقدُمُهم يوم القيامة وهم خلفه. [معجم مقاییس اللغۃ: ۲۴۷]

''ح ش ر، ح ش د کے قریب المعنیٰ ہے البتہ اس میں ایک معنیٰ کا اِضافہ ہے۔ حشر: لوگوں کو جمع کر کے ہانک کر کے لے جانا اس کا بنیادی معنی ہے: ہانکنا، اُٹھانا، اُٹھ کھڑا ہونا اور چل پڑنا۔ اہل لغت کہتے ہیں: جمع کر کے ہانک کر لے جانا حشر کہلاتا ہے۔ جمع کرنے کو بھی حشر کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اَسماءِ مبارکہ میں سے ایک اسم مبارک الحاشر بھی ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ روزِ قیامت آپ سب سے آگے آگے ہوں گے اور دوسرے سارے لوگ اُن کے پیچھے۔''

امام ازہری لکھتے ہیں: الحشر: حشر يوم القيامة، و المحشر: المجمع الذي يحشر إليه القوم. [تہذیب اللغۃ ۴:۱۰۵]

''روزِ قیامت لوگوں کو جمع کرنے کو حشر کہتے ہیں۔ محشر اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لوگ اکٹھے کر دیے جاتے ہیں۔''

چونکہ اس میں دو متضاد معنوں کا احتمال ہے اس لیے امام سجستانی نے اسے اَضداد میں شمار کیا ہے۔

[الاضداد: ۱۴۷، برقم: ۲۴۴]

[۱] جمع کرنا، اکٹھا کرنا: وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّيْرِ. [سورۃ النمل ۲۷:۱۷]

''اور سلیمان کے [جائزے کے] لیے اُس کا سارا لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں میں سے اکٹھا کیا گیا۔''

[۲] موت: وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ. [سورۃ التکویر ۸۱:۵]

''اور جب کہ وحشی جانور اکٹھے ہو جائیں گے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِس آیت کی ایک تفسیر یوں نقل کی گئی ہے: حشرُ البهائم: موتُها، و حشر كل شيئٍ الموتُ غير الجن و الإنس. [التفسير البسيط ۲۳:۲۵۴]

''بہائم [جانوروں] کا حشر اور انسانوں اور جنات کے علاوہ دوسری مخلوق کا حشر اُن کی موت ہے۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: و الحشر في لسان الشريعة مقولٌ على معنيين: حشر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس إلى الشام، وهو واقعة قبل يوم القيامة حين يقِلُّ الناسُ على وجه الأرض يُحشرُ بعضهم بتقريباتٍ وبعضهم بنار تسوقهم، وحشرٌ هو البعث بعد الموت.

[حجۃ اللہ البالغۃ ۲:۲۱۳، کتاب الفتن]

''شریعت کی زبان میں حشر کے دو معنی ہیں۔ایک لوگوں کا ملکِ شام میں جمع ہونا۔قیامت سے پیش تر یہ واقعہ اُس وقت ہوگا جب زمین پر لوگوں کی قلت ہو جائے گی تو بعض لوگ مختلف تقریبوں کی وجہ سے اور بعض لوگ آگ کی وجہ سے وہاں جمع ہوں گے۔دوسرے حشر کے معنی ہیں: موت کے بعد زندہ ہونا۔''

الحقُّ

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الحاء والقاف أصلٌ واحدٌ، وهو يدل على إحكام الشيئ وصحته، فالحق نقيض الباطل، ثم يرجع كل فرعٍ إليه. [معجم مقاییس اللغۃ:۲۲۷]

''ح ق ایک ہی اصل ہے جو کسی چیز کے مضبوطی، صحت، واقعیت وثبات پر دلالت کرتی ہے۔پس حق، باطل کا نقیض ہے، پھر اس کے سارے فروع [مشتقات] اس کی طرف راجع ہوتے ہیں۔''

قرآن مجید میں یہ لفظ دو مختلف معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] حق: وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ. [سورۃ البقرۃ ۲:۴۲]

''اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو۔''

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۴۴]

''اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ ضرور جانتے ہیں کہ یہ [قرآن اور نبی ﷺ] اُن کے رب کی طرف سے حق ہے۔''

اس معنیٰ میں یہ قرآن مجید میں بکثرت وارد ہوا ہے۔

[۲] ظلم وجرم: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ.

[سورۃ البقرۃ ۲:۶۱]

''یہ اس سبب سے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جوزی لکھتے ہیں: معناہ: بغیر جرم. [زاد المسیر ۱:۷۲]
''اس کا معنیٰ ہے: بغیر کسی جرم کے۔''

الحنف

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الحاء و النون و الفاء أصلٌ مستقیمٌ، وهو المَیل، یقال للذي یمشي علی ظُهور قدمیه أَحْنَفُ، وقال قوم - وأراه الأصح - إن الحنف: إعوجاج في الرِّجل إلی داخلٍ، ورجُلٌ أحنف، أي: مائِل الرِّجلین، و الحنیف: المائل إلی الدین المستقیم، و الحنیف: الناسك، ویقال: هو المختون، ویقال: المستقیم الطریقة. [معجم مقاییس اللغۃ:۲۶۷]

''ح ن ف ایک مستقیم اصل ہے یعنی میلان۔ احنف اُس شخص کو کہتے ہیں جو انگلیوں کے بل چلتا ہو۔ ایک قوم کا خیال ہے —اور میں اسے زیادہ صحیح سمجھتا ہوں— کہ پاؤں کا اندر کی طرف ٹیڑھا ہونا حنف کہلاتا ہے۔ رجُلٌ أحنف اُس شخص کو کہیں گے جس کے دونوں پاؤں اندر کی طرف ٹیڑھے ہوئے ہوں۔ حنیف وہ ہے جو مستقیم دین کی طرف مائل ہو۔ عبادت گزار، مختون اور سیدھی راہ پر چلنے والے کو بھی حنیف کہتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ حنیف دو متضاد معنوں کے لیے مستعمل ہے: اِستقامت اور میلان۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے ان مقامات میں کیا گیا ہے: سورۃ البقرۃ ۲:۱۳۵، سورۃ آل عمران ۳:۶۷؛ ۹۵، سورۃ النساء ۴:۱۲۵، سورۃ الانعام ۶:۱۶۱، سورۃ یونس ۱۰:۱۰۵، سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۰؛ ۱۲۳۔

سید رشید رضا لکھتے ہیں: إنما أطلقَ علی إبراهیم لأنَّ الناس في عصره کانوا علی طریقةٍ واحدةٍ وهي الکفر، فخالَفهم کُلُّهم وتَنَکَّبَ طریقتهم ولا یُسَمَّی المائلُ حنیفاً إلَّا إذا کان المیلُ عن الجادة المعبدة. [التفسیر المنار ۱:۴۸۰]

''سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے اِس لفظ کا اِطلاق اِس لیے کیا گیا ہے کہ اُن کے زمانے میں لوگ ایک ہی طریقہ، طریقہ کفر کی پیروی کرتے تھے۔ اُنہوں نے ان سب کی مخالفت کی اور اُن کے طریقہ سے ہٹ کر دین مستقیم اختیار کر لیا۔ مائل کو حنیف تب کہیں گے جب وہ جادۂ مستقیم پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گامزن ہو۔“

حنیف میں بیک وقت دو متضاد معنی موجود ہوتے ہیں: میلان اور استقامت؛ اس لیے اسے حروفِ اَضداد میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اِن آیات میں:

—حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ. [سورۃ الحج ۲۲:۳۱]

”اللہ کی طرف یک سُو رہو، کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔“

قاضی شوکانی لکھتے ہیں: حنفاء، أي مستقيمين على الحق أو مائلين إلى الحق، ولفظ حنفاء من الأضداد، يقع على الإستقامة، ويقع على الميل. [فتح القدیر ۲:۱۸۴]

”حنفاء: یعنی حق پر ثابت قدم یا حق کی طرف مائل۔ حنفاء کا لفظ اَضداد میں سے ہے۔ استقامت اور میلان دونوں کے لیے مستعمل ہے۔“

—مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ. [سورۃ البینۃ ۹۸:۵]

”اُسی کی خالص اطاعت کے ساتھ یک سُو ہو کر۔“

قاضی شوکانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اس کا معنیٰ ہے: مائلين عن الأديان كلها إلى دين الإسلام. قال أهل اللغة: أصله أن يحنف إلى دين الإسلام، أي: يميل إليه.

[فتح القدیر ۲:۱۲۷]

”سارے اَدیان سے بے زار ہو کر دین اسلام کی طرف مائل ہونے والے۔ اہل لغت کہتے ہیں: اس کی اصل یہ ہے کہ دوسری مذاہب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف راغب ہو جائے۔“

خَبَتْ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: خبت، حرف من الأضداد، يقال: خبت النار، إذا سكنت، و خبت إذا حميت. [الاضداد: ۱۷۵، برقم ۱۰۸]

”خبت حروفِ اَضداد میں سے ہے۔ جب آگ ٹھنڈی پڑ جائے اُس وقت بھی خبت النارُ کہتے ہیں اور جب بھڑک اُٹھے تب بھی خبت النارُ کہتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۹۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب جب اُس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اِس کو مزید بھڑکا دیا کریں گے۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں:

[۱] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خَبَت کا معنی: سَکَنَتْ ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ:

أنها تأكلهم، فإذا لم تُبقِ منهم شيئاً، وصاروا فحماً، ولم تجد شيئاً تأكله، سكنت، فيُعادون خلقاً جديداً فتعود لهم. [زاد المسير ۳:۵۶]

''آگ ان کو کھائے گی یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور وہ کوئلہ ہو جائیں گے اور کھانے کو کچھ باقی نہ بچے گا تو آگ دھیمی پڑ جائے گی۔ جہنمیوں کو دوسری اجسام دی جائیں گی تو آگ ان پر دوبارہ حملہ کرے گی۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: والذين يذهبون إلى أن الخبو هو السكون يقولون: معنى قوله خَبَتْ: سَكَنَتْ، وليس في سكونها راحة لهم، لأن النار يسكن لهبها ويتضرَّم جمرُها، هذا مذهب أبي عبيدة. [الاضداد: ۱۷۶، برقم: ۱۰۸]

''جن مفسرین نے یہاں الخبو کو سکون کے معنیٰ میں لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ خَبَتْ: سَکَنَتْ کے معنیٰ میں ہے اور اُس کے سکون میں جہنمیوں کے لیے کوئی راحت نہیں اس لیے کہ آگ کے شعلے تو دھیمے پڑ جاتے ہیں لیکن اُس کے انگارے خوب گرم ہوتے ہیں۔ امام ابو عبیدۃ کی رائے یہ ہے۔''

[۲] اس کا معنیٰ حَمِيَت ہے۔ یہ ابو صالح کا قول ہے۔ [الاضداد: ۱۷۵، برقم: ۱۰۸]

خوف

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الخاء والواو والفاء أصل واحد يدل على الذعر والفزع.

[معجم مقاييس اللغة: ۳۱۷]

''خ و ف: ایک ہی اصل ہے، اندیشہ، خطرہ اور نقصان پر دال ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: خِفْتُ حرفٌ من الأضداد، يكون بمعنى الشك، ويكون بمعنى اليقين. [الاضداد: ۱۳۷، برقم: ۸۱]

''خِفْتُ اَضداد میں سے ایک حرف ہے۔ کبھی شک کے معنیٰ میں ہوتا ہے اور کبھی یقین کے معنیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں۔''

یہ لفظ قرآن مجید میں بھی دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] شک اور ظن: وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ.

[سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۹]

''اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اُس میں سے کچھ واپس لو مگر اس صورت میں کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ حدودِ الٰہی کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ پس اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدودِ الٰہی پر قائم نہیں رہ سکتے تو اُن پر اس چیز کے باب میں کوئی گناہ نہیں ہے جو عورت فدیہ میں دے دے۔''

امام طبری نے لکھا ہے کہ: وقد ذكر أنّ ذلك في قراءة أبي بن كعب ﷺ: اِلَّآ اَنْ يَّظُنَّآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ. [تفسیر الطبری ۲: ۴۷۴، نص: ۴۸۱۰]

''کہا جاتا ہے کہ سیدنا اُبی بن کعب ﷺ کی قراءت اَن یَخَافَا کے بجائے اَنْ يَّظُنَّآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ہے۔''

اور امام قرطبی لکھتے ہیں: المعنى: إن يظن كل واحد منهما بنفسه ألا يقيم حق النكاح لصاحبه. [تفسیر القرطبی ۳: ۱۳۱]

''معنیٰ یہ ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ہر ایک کا یہ گمان ہو کہ وہ اپنے شریکِ حیات کے حق کا خیال نہ رکھ سکے گا۔''

امام طبری نے یہ بھی لکھا ہے کہ: والعربُ قد تضعُ "الظَّنّ" موضع "الخوف" و"الخوف" موضع "الظَّنِّ" في كلامها لتقارُبِ مَعْنَيَيْهِمَا. [تفسیر الطبری ۲: ۴۷۴، نص: ۴۸۱۰]

''عرب کبھی کبھار ظن کو خوف اور خوف کو ظن کی جگہ استعمال کرتے ہیں اس لیے کہ یہ دونوں قریب المعنیٰ ہیں۔''

[۲] یقین: وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا. [سورۃ النساء ۴: ۱۲۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بے زاری یا بے پروائی کا اندیشہ ہو۔''

امام طبری نے اس آیت کے تحت لکھا ہے: یَقُوْلُ: عَلِمَتْ مِنْ زَوْجِهَا. [تفسیر الطبری ۴:۳۰۴]

''کہتا ہے کہ: اپنے شوہر کی طرف سے اسے یقین ہو۔''

رَاغَ

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الرَّوغُ: المیلُ علی سبیل الاحتیالِ، ومنه رَاغَ الثَّعلبُ یَرُوْغُ رَوَغَاناً، وطریقٌ رائغٌ: إذا لم یکن مستقیماً کأنه یراوغُ. [المفردات:۲۰۸]

''الرَّوغُ: کسی تدبیر کی خاطر ایک جانب مائل ہونے کا ہے۔ اسی سے رَاغَ الثَّعلبُ یَرُوْغُ رَوَغَاناً ہے یعنی لومڑ کا فریب دہی کے طور پر اِدھر اُدھر جانا گویا وہ اپنے پیچ وخم سے فریب دے رہا ہے اور کج راستہ کو طریقٌ رائغٌ کہا جاتا ہے گویا وہ اپنے پیچ وخم سے فریب دے رہا ہے۔''

امام قطرب نے لکھا ہے: ومنه أیضاً: راغ علیهم: أتاهم. وراغ عنهم: ذهب وتنحّی.

[الاضداد قطرب:۱۴۸، رقم:۱۹۸]

''حروفِ اَضداد میں سے رَاغَ بھی ہے۔ رَاغَ عَلَیْهِمْ کا معنٰی ہے: اُن کے پاس آیا اور رَاغَ عَنْهُمْ کا معنٰی ہے: اُن سے دور چلا گیا۔''

قرآن مجید میں یہ ان دونوں معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] الإقبال علی الشيئ: کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا: فَرَاغَ اِلٰی اٰلِهَتِهِمْ. [سورۃ الصافات ۳۷:۹۱]

''وہ نظر بچا کر اُن کے دیوتاؤں کی طرف گیا۔''

امام ماوردی نے لکھا ہے: أقبل علیهم. [النکت والعیون ۵:۵۷]

''اُن کی طرف متوجہ ہوا۔''

فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ. [سورۃ الصافات ۳۷:۹۳]

''پھر اُن پر قوت کے ساتھ جا پڑا اور مارنے لگا۔''

[۲] الذِّهابُ عن الشيئ: لوٹ کر واپس جانا: فَرَاغَ اِلٰی اَهْلِهٖ. [سورۃ الذاریات ۵۱:۲۶]

''پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر چلا گیا۔''

[الاضداد قطرب:۱۴۸، رقم:۱۹۸، الاضداد ابن الانباری:۱۹۲، رقم:۹۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَجاءٌ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الراء والجیم والحرف المعتل أصلان متباینان یدل أحدھما علی الأمل، والآخر علی ناحیة الشیئ. [معجم مقاییس اللغة:۴۲۴]

''راء، جیم اور حرف معتل دو الگ الگ اصل ہیں جن میں سے ایک امید پر اور دوسرا دور ہونے پر دلالت کرتی ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: رَجَوتُ: حرف من الأضداد، یکون بمعنی الشك والطمع، و یکون بمعنی الیقین. [الاضداد:۱۶، برقم:۲]

''رَجَوتُ: اَضداد میں سے ایک حرف ہے۔ شک اور طمع کے معنیٰ میں آتا ہے اور کبھی یقین کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔''

امام اصمعی لکھتے ہیں: یُقال: مارجوتُ فلاناً، أي: ماأمّلتُه، و: مارَجوتُه أي: ماخِفتُه، وقال اللّٰه عزّوجلّ: مَالَكُمْ لَاتَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا [سورة نوح ۷۱:۱۳] أي: لاتخافون لِلّٰهِ عظمةً.

[الاضداد:۲۳، برقم:۲۹]

''مارجوتُ فلاناً کا مطلب یہ ہے کہ ''مجھے اُس سے یہ امید نہ تھی جب کہ مارَجوتُہ کا معنیٰ یہ ہے کہ ''میں اُس سے نہیں ڈرتا۔'' ارشاد ربانی: مَالَكُمْ لَاتَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا [سورة نوح ۷۱:۱۳] کا معنیٰ ہے: تم اللہ تعالیٰ کی عظمت سے خوف کیوں نہیں کھاتے؟''

علامہ ابن السکیت نے بھی یہی فرمایا ہے۔ [الاضداد:۱۷۹، برقم:۳۰۱]

امام سجستانی لکھتے ہیں: الرّجاء یکون طمعاً، و یکون خوفاً، وفي القرآن في معنی الطمع: وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا. [سورة بنی اسرائیل ۱۷:۲۸] وقوله: وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ [سورة بنی اسرائیل ۱۷:۵۷] وقوله: وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا اَنْ يُّلْقٰى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ. [سورة القصص ۲۸:۸۶] أراد: الطمع.

[الاضداد:۸۰، برقم:۱۱۰]

''الرّجاء: خوف اور طمع کے معنوں میں مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال ''طمع'' کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہوا ہے جیسا کہ اِن آیات میں یہ طمع کے معنیٰ میں مستعمل ہے:

-وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا.

[سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۲۸]

''اور اگر تمہیں اپنے رب کے فضل کے انتظار میں، جس کی تم کو توقع ہو، ان سے اِعراض کرنا پڑ جائے تو تم ان سے نرمی کی بات کہہ دو۔''

-وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۵۷]

''اور وہ اپنے رب کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔''

-وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا اَنْ يُّلْقٰى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ. [سورۃ القصص ۲۸:۸۶]

''اور تم کو توقع نہیں تھی کہ تم پر کتاب اُتاری جائے۔ یہ تو بس تمہارے رب کا فضل ہوا ہے۔''

قرآن مجید میں اَلرَّجَآءُ دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] طمع' آرزو اور توقع: جیسا کہ ان آیتوں میں:

-اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۱۸]

''یہی لوگ اللہ کی رحمت کی توقع رکھتے ہیں۔''

-وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۵۷]

''اور وہ اپنے رب کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔''

[۲] ترک' تاخیر' دور رکھنا اور ملتوی کرنا جیسا کہ ان آیتوں میں:

-وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ. [سورۃ التوبۃ ۹:۱۰۶]

''اور کچھ دوسرے بھی ہیں جن کا معاملہ اللہ کے فیصلے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔''

-تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ. [سورۃ الاحزاب ۳۳:۵۱]

''تم اِن میں سے جن کو چاہو دور رکھو اور جب کو چاہو اپنے پاس رکھو۔''

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اَلرَّجَآءُ دو مزید متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] شک و طمع: وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۵۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ اپنے رب کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔''

[۲]یقین وعلم: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا. [سورۃ الکہف۱۸:۱۱۰]

''پس جس کو اپنے رب کے ملاقات کا یقین ہو اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے۔''

کچھ لوگوں نے یہاں رَجاء کو شک کے معنیٰ میں لیا ہے لیکن امام ابن الانباری کو اس سے اختلاف ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: قولهم عندي غير صحيح، لأنّ الرّجاء لا يخرج أبداً من معنى الشك ......والآية التي احتجُّوا بها لا حُجَّة لهم فيها، لأنّ معناها: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ ثواب رَبِّهٖ، أي: يطمع في ذلك ولا يتيقّنه. [الاضداد:۱۷، برقم:۲]

''میرے نزدیک اِن کا قول نادرست ہے اس لیے کہ رَجاء کبھی شک کے معنیٰ میں نہیں آیا اور جس آیت سے اُنہوں نے استدلال واستشہاد کیا ہے اُس میں اُن کے لیے کوئی حجت نہیں اس لیے کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ جس کو اپنے رب کے ثواب کی توقع ہو اور یقین نہ ہو۔''

الرَّدَي

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الرّاء والدّال والياء أصل واحد، يَدُلُّ على رمي أو تَرَامٍ، وما أشبه ذلك. [معجم مقاییس اللغۃ:۴۲۸]

''ر-د-ی: ایک ہی اصل ہے جو پھینکنے پر دلالت کرتی ہے۔''

یہ کلمہ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے۔

[۱]الرَّدی: تباہی، بربادی، ہلاکت، جیسے اِن آیتوں میں:

- فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰى. [سورۃ طٰہٰ۲۰:۱۶]

''تو اس[نماز] سے تمہیں وہ شخص غافل نہ کرنے پائے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کا پیرو ہے کہ تم ہلاک ہو کر رہ جاؤ۔''

- وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ.

[سورۃ حٰم السجدۃ۴۱:۲۳]

''اور اپنے رب کے بارے میں تمہارا یہی وہ گمان ہے جس نے تم کو غارت کیا اور تم خسارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پڑنے والے بنے۔''

-وَمَايُغۡنِيۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى . [سورۃ اللیل۹۲:۱۱]

''اور اُس کے کیا کام آئے گا اس کا مال جب وہ کھڈ میں گرے گا؟''

امام قرطبی لکھتے ہیں: أي:مات،يُقال:رَدِيَ الرَّجُلُ يَرۡدَى ،رَدًى:إذا هلك.

[تفسیر القرطبی۲۰:۷۷]

''یعنی: جب وہ مر کر ہلاک ہو جائے۔ رَدِيَ الرَّجُلُ يَرۡدَى ،رَدًى: کا معنیٰ ہے: ہلاک ہونا۔''

[۲] تقویت دینا، مددگار بنانا: وَاَخِیۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ.

[سورۃ القصص ۲۸:۳۴]

''اور میرا بھائی ہارون! مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے تو اُس کو بھی میرے ساتھ مددگار کی حیثیت سے بھیج دے کہ وہ میری تائید کرے۔''

امام زجاج لکھتے ہیں: الرِّدۡءُ:العَوۡنُ،يُقال:رَدَأۡتُهٗ أَرۡدَؤُه رِدۡءً ا: إذا أعتنته.

[معانی القرآن واعرابہ۴:۱۴۴، زادالمسیر ۳:۳۸۴]

''الرِّدۡءُ: معاون و مددگار کو کہتے ہیں۔ رَدَأۡتُهٗ أَرۡدَؤُه رِدۡءً ا اُس وقت بولتے ہیں جب کسی کی مدد کی جائے۔''

رَهۡوٌ

امام ابن درید(۱) لکھتے ہیں: واختلفوا في الرَّهۡو فقالوا:هو العلوُّ منها،وقالوا:هو المُنۡهَبِطُ منها. وهي الرَّهوةُ،إمَّا ارتفاعٌ وإمَّا هبوطٌ،كأنها من الأضداد. [الاشتقاق:۴۰۵]

''[اہل زبان نے] الرَّھۡو کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ جوش اور سکون کو کہتے ہیں۔ الرَّھوۃُ وہ جگہ ہے جو کبھی بلند ہو جاتی ہے اور کبھی پست۔ گویا کہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔''

---

(۱) محمد بن الحسن بن درید الازدی من ازد عمان من قحطان، ابوبکر بصرہ میں ۲۲۳ھ=۸۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ وہاں سے عمان منتقل ہوئے، جہاں بارہ سال تک رہے، وہاں سے بصرہ، پھر فارس اور بغداد گئے۔ بغداد ہی میں ۳۲۱ھ =۹۳۳ء کو وفات پائی۔ [ارشاد الاریب ۶:۴۸۳، الاعلام ۶:۸۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الرّاء والهاء والحرف المعتل أصلان، يدل أحدهما على دَعَة وخفص وسكون، والآخر على مكان قد يتخفص ويرتفع، والرَّهوة تكون المرتفع من الأرض وتكون المنخفض، وهو حرف من الأضداد. [معجم مقاییس اللغۃ: ۴۰۵]

"راء، ہاء اور حرف معتل دو اصل ہیں جن میں سے ایک خفض وسکون پر دلالت کرتی ہے اور دوسری اُس جگہ پر جو کبھی بلند ہوتی اور کبھی پست ہو جاتی ہے۔ الرَّھوۃ اُس زمین کو کہتے ہیں جو کہیں سے بلند اور کہیں سے پست ہوتی ہے۔ یہ حروفِ اضداد میں سے ہے۔"

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک بار آیا ہے: وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ.

[سورۃ الدخان ۴۴:۲۴]

"اور دریا کو ساکن چھوڑ دو، یہ ڈوبنے والی فوج بنیں گے۔"

اس کے ساتھ یہ آیتیں بھی پڑھ لیجیے تو سارا نقشہ واضح ہو جائے گا: فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۞ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۞ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ۞ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۞ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۞ [سورۃ الشعراء ۲۶:۶۰-۶۴]

"پس اُنہوں نے صبح تڑکے اُن کا تعاقب کیا تو جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا: ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں! میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ میری رہنمائی کرے گا۔ پس ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنا عصا دریا پر مارو۔ پس وہ پھٹ گیا اور ہر حصہ ایک بڑے تودے کے مانند بن گیا اور وہیں دوسروں کو قریب لائے۔"

زَوْجٌ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الزّاء والواو والجيم أصل يدل على مقارنة الشيئ لشيئ، من ذلك الزوج: زوج المرأة، والمرأة زوج بعلها وهو الفصيح، ويقال: لفلان زوجان من الحمام يعني: ذكر وأنثى. [معجم مقاییس اللغۃ: ۴۴۳]

"ز۔و۔ج ایک ایسی اصل ہے جو چیزوں کے مقارنۃ اور مطابقت یعنی جوڑا ہونے پر دلالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے۔زوج بیوی کو بھی کہتے ہیں اور شوہر کو بھی۔یہ فصیح ہے۔زَوْجَانِ مِنَ الْحَمَامِ کا استعمال نر اور مادہ کبوتروں کے لیے کیا جاتا ہے۔''

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ دو مختلف جہتوں میں مستعمل ہے:

[۱] مؤنث،مادہ،بیوی: قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ. [سورہ البقرۃ ۲:۳۵]

''اور ہم نے کہا: آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔''

اس آیت میں زوج سے مراد بیوی ہے۔قرآن مجید میں اسی معنیٰ میں یہ کئی جگہ مستعمل ہے۔

[۲] مذکر،نرینہ،شوہر: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ.

[سورۃ المجادلۃ ۵۸:۱]

''بے شک اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ سے شکوہ کرتی تھی۔''

یہاں زوج سے مراد مذکر یعنی شوہر ہے جو سیدنا اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ (۱) ہیں جنھوں نے اپنی بیوی سے ظِہار (۲) کیا تھا۔

السَّاحِرُ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: اَلسَّاحِرُ من الأضداد، يُقال ساحرٌ للمذموم المفسد، ويُقال

---

(۱) اوس بن الصامت بن قیس بن اَصرم اَنصاری خزرجی رضی اللہ عنہ۔سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ بدر اور دوسرے غزوات میں شریک رہے ہیں۔فصیح و بلیغ شاعر تھے۔بیت المقدس میں رہائش تھی۔۳۴ھ کو ۷۲ سال کی عمر میں رملۃ میں وفات پا گئے۔[اسد الغابۃ ۱:۱۹۹، ترجمہ:۳۰۸]

(۲) ظِہار: اپنی بیوی سے کہنا: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي یعنی تجھ کو اگر ہاتھ لگایا تو گویا اپنی ماں کی پیٹھ کو ہاتھ لگایا۔زمانہ جاہلیت میں بیوی کو اس طرح بات کہہ دینے سے ایسی طلاق پڑ جاتی جس کے بعد بیوی لازماً شوہر سے جدا ہو جاتی۔قرآن مجید نے اسے طلاق تو قرار نہیں دیا البتہ ایسا کہنے پر جرمانہ عائد کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظِہار کر بیٹھے پھر وہ اُس چیز کی طرف لوٹنا چاہے جس کو اُس نے حرام ٹھہرایا تو اس کو اس سے پہلے کفّارہ کے طور پر ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور غلام میسر نہ آئے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔[سورۃ المجادلۃ ۵۸:۱-۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساحرٌللممدوح العالم‘قال اللّٰہ تعالی:وَقَالُوا يٰٓاَيُّهَا السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ.
[سورۃ الزخرف۴۳:۴۹] أرادوا:یأیها العالم الفاضل ' لأنهم لا یُخاطبونه بالذم و العیب في حالة حاجتهم إلی دعائه لهم‘و استنقاذه إیاهم من العذاب و الهلكة.

[الاضداد:۳۴۳‘برقم:۲۲۹]

”ساحر اَضداد میں سے ہے۔ مذموم اور مفسد کو بھی ساحر کہتے ہیں اور ممدوح اور عالم کو بھی۔ قرآن مجید کی آیت: وَقَالُوا يٰٓاَيُّهَا السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ. [سورۃ الزخرف۴۳:۴۹] میں مراد عالم فاضل ہے اس لیے کہ جب وہ کسی کی دعاء کے محتاج اور طالب ہیں جو انہیں عذاب اور ہلاکت سے ہم کنار کریں گے اُس شخص کو غلط اور منفی معنیٰ میں ساحر تو نہیں کہہ سکتے۔“

قرآن مجید میں یہ لفظ دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] ذم‘ کذب‘ جھوٹ اور کرتب:وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ. [سورۃ الاعراف ۷:۱۱۶]

”اور اُنہوں نے بہت بڑا کرتب دکھایا۔“

امام دامغانی لکھتے ہیں:یعني: بِكَذِبٍ عَظِيْمٍ. [الوجوہ والنظائر لالفاظ الکتاب العزیز:۲۷۱]

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ. [سورۃ القمر۵۴:۲]

”اور یہ کوئی بھی نشانی دیکھیں گے تو اُس سے اِعراض ہی کریں گے اور کہیں گے کہ یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔“

امام دامغانی لکھتے ہیں:یعني كذباً. [الوجوہ والنظائر لالفاظ الکتاب العزیز:۲۷۱]

”یعنی:جھوٹ۔“

[۲] مدح و علم:وَقَالُوا يٰٓاَيُّهَا السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ. [سورۃ الزخرف۴۳:۴۹]

”اور انہوں نے کہا:اے ساحر!اپنے رب سے اُس عہد کی بنا پر، جو اُس نے تم سے کر رکھا ہے، ہمارے لیے دعاء کرو۔“

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:كانوا يقولون للعالم الماهر:ساحر‘لاستعظامهم علم السحر.

[تفسیر الکشاف۴:۲۵۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وہ ماہر عالم کو ساحر کہتے تھے اس لیے کہ اُن کے نزدیک سحر ایک عظیم شے تھی۔“

امام ماوردی بھی لکھتے ہیں: إنَّ السَّاحر عندهم هو العالم فعَظَّمُوه بذلك ولم تكن صفة ذم.

[النکت والعیون ۵:۲۲۹]

”ساحر اُن کے ہاں عالم کے مترادف ہے اس لیے اُنھوں نے سیدنا کی تعظیم کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا اُن کے ہاں یہ مذموم معنیٰ میں مستعمل نہیں ہے۔“

السَّبِیل

امام ابن فارس لکھتے ہیں: السین والباء واللام أصل واحد يدل على إرسال الشيئ من علو إلى أسفل، وعلى إمتداد شيئ، والسبيل هو: الطريق، سمي بذلك لإمتداده.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۴۸۲]

”سین، باء، لام ایک اصل ہے جو کسی چیز کے اوپر سے نیچے کی طرف لٹکانے ورکسی چیز کی طوالت پر دلالت کرتی ہے۔ راستے کو سبیل اُس کے لمبا ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔“

علامہ جوہری نے لکھا ہے: السَّبِيلُ: الطَّرِيقُ، يذكر ويؤنث، وسبيل الله: طريق الهدى الذي دَعَا إليه. [الصحاح ۵:۱۷۲۴، لسان العرب ۶:۱۶۲]

”السَّبِیلُ: راستے کو کہتے ہیں۔ یہ مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ سَبِیْلُ اللّٰہِ: ہدایت کی وہ راہ ہے جس کی طرف وہ دعوت دیتا ہے۔“

یہ لفظ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] الطَّاعَةُ لِلّٰهِ: اللہ تعالیٰ کی طاعت وفرمان برداری: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

[سورۃ البقرۃ ۲:۱۹۰]

”اُن لوگوں کی تمثیل جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔“

[۲] الإثم، یعنی: گناہ: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ. [سورۃ آل عمران ۳:۷۵]

”یہ اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان امیوں کے معاملے میں ہمارے اوپر کوئی گناہ نہیں۔“

امام نسفی لکھتے ہیں: أي: لا يتطرق علينا إثمٌ وذمٌّ في شأن الأميين، يعنون: الذين ليسوا من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أهل الكتاب وما فعلنا بهم من حبس أموالهم والإضرار بهم، لأنهم ليسوا على ديننا.
[تفسیر النسفی ۱:۲۳۰]

''امیین یعنی جو لوگ اہل کتاب نہیں، اُن کا مال کھانے، ضائع کرنے اور اُنہیں نقصان دینے میں ہم پر کوئی گناہ اور الزام نہیں اس لیے کہ وہ ہمارے دین پر نہیں۔''

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ. [سورۃ التوبۃ ۹:۹۱]

''خوب کاروں پر کوئی الزام نہیں۔''

امام نسفی لکھتے ہیں: أي: لا جُناح عليهم، ولا طريق للعتاب عليهم. [تفسیر النسفی ۱:۶۴۴]

''یعنی: اُن پر کوئی گناہ نہیں اور نہ اُنہیں الزام دینے کا کوئی جواز ہے۔''

یہ لفظ قرآن مجید میں مذکر بھی مستعمل ہے اور مؤنث بھی، جیسے اِن آیات میں:

[۱] مذکر: وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا.
[سورۃ الاعراف ۷:۱۴۶]

''اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں گے تو اُسے نہ اپنائیں گے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں گے تو اُسے اپنائیں گے۔''

[۲] مؤنث: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ. [سورۃ یوسف ۱۲:۱۰۸]

''کہہ دو: یہ میری راہ ہے۔''

سَجَرَ

س ج ر کا معنیٰ ہے: بھر دینا۔ سَجَرَ التَّنُّورَ: اُس نے تنور جلا دیا۔ اُسے گرم کرنے کے لیے اس میں پورا پورا ایندھن ڈال دیا۔ اسے ایندھن سے بھر دیا۔ [معجم مقاییس اللغۃ: ۴۸۴]

امام اصمعی نے لکھا ہے کہ: المسجور: المملوء، والمسجور: الفارغ. [الاضداد: ۱۰، رقم: ۷]

''المسجور: بھرے ہوئے کو بھی کہتے ہیں اور فارغ اور خالی کو بھی۔''

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ. [سورۃ الطور ۵۲:۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور لبریز سمندر۔''

یہاں اَلْمَسْجُوْر سے مراد اَلْمَمْلُوْءُ [بھرا ہوا لبریز] ہے۔ [تفسیر الکشاف ۴: ۲۰۸ ' زاد المسیر ۴: ۱۷۶]

- وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ. [سورۃ التکویر ۸۱: ۶]

''اور سمندر اُبل پڑیں گے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام طبری لکھتے ہیں: كَوَّرَاللّٰه الشَّمسَ والقمر والنجوم في البحر فيبعث عليها ريحاً دَبُوراً فتنفخه حتى يصير ناراً' وقال الآخرون: بل عُني بذلك أنه ذهب ماؤها' قال: يَبِسَت. [تفسیر ابن جریر ۱۲: ۶۴۰]

''اللہ تعالیٰ سورج' چاند اور ستاروں کو سمندر میں ڈال کر اُس پر ہوا کو مسلط کرے گا جو اس میں پھونک مار کر اسے آگ بنا دے گا۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے: بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا پانی خشک کر دیا جائے گا۔''

سِرٌّ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: السِّينُ و الرَّاءُ يجمع فروعه إخفاء الشيئ و ما كان من خالصه و مستقره لا يخرج منه عن هذا' فا لسِّرُ: خلاف الإعلان. [معجم مقاییس اللغۃ ۶: ۴۵۶]

''سین راء کے سارے فروع کسی چیز کو پوشیدہ رکھنے' خالص ہونے اور مستقر ہونے کی طرف جمع ہوتے ہیں۔ اس کے سارے معانی ان تینوں سے باہر نہیں نکلتے۔ السِّــرُ: ظاہر کے خلاف کو کہتے ہیں۔''

علامہ خلیل فراہیدی لکھتے ہیں: و أسررتُ الشيئ: أظهرتُه' و أسررته: كتمته' و من الإظهار قول اللّٰه تعالى: وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ. [کتاب العین ۲: ۲۳۵-۲۳۶]

''أسررتُ الشيئَ کا معنیٰ ہے: کسی چیز کو چھپانا اور أسررته کا معنیٰ ہے: أعلنته' یعنی: میں نے اس کو ظاہر کر دیا۔ اس آیت کریمہ میں یہ لفظ اظہار کے معنیٰ میں مستعمل ہے:

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ. [سورۃ یونس ۱۰: ۵۴' سورۃ سبا ۳۴: ۳۳]۔''

علامہ ازہری اور علامہ ابن فارس لکھتے ہیں: أبو عبيد عن أبي عبيدة: أسررتُ الشيئَ: أخفيته'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وأسررته:أعلنته.قال:ومن الإظهارقولُ اللّٰه تعالى:وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ.

[تہذیب اللغۃ۱۲:۲۰۱'معجم مقاییس اللغۃ:۴۵۶'التفسیر البسیط ۱۱:۲۲۵]

''ابوعبید[۱] نے ابوعبیدۃ[۲] کے حوالے سے لکھا ہے کہ أسررتُ الشیئ' کا معنیٰ ہے: کسی چیز کو چھپانا اور أسررته کا معنیٰ ہے:أعلنته'یعنی: میں نے اس کو ظاہر کر دیا۔اس آیت کریمہ میں یہ لفظ اِظہار کے معنیٰ میں مستعمل ہے:وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ.

[سورۃ یونس۱۰:۵۴'سورۃ سبا۳۴:۳۳]

''اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں نادم ہوں گے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں:أسررتُ:من الأضداد'یکون:أسررتُ بمعنی: کتمتُ'وھو الغالب علی الحرف'ویکون بمعنی:أظھرتُ'قال اللّٰه عزوجل:وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا[سورۃ الانبیاء۲۱:۳]یعني:أسروا ھاھنا: کتموا. وقال في غیرھذا الموضع: وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ[سورۃ یونس۱۰:۵۴]فقال الفراء والمفسرون:معناه: کتم الرؤساءُ الندامة من السَّفِلَةِ الذین أضلوھم' و قال أبوعبیدة وقطرب:معناه:وأظھروا الندامة عند معاینة العذاب.[الاضداد:۴۵-۴۶'برقم:۱۸]

''أسررتُ: اَضداد میں سے ہے۔ کتمتُ[میں نے اسے چھپایا] کے معنیٰ میں۔حرف پر اس معنیٰ کا غلبہ ہے۔یہ أظھرتُ کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔چھپانے کے معنیٰ میں اس آیت میں ہے:

---

(۱)امام ازہری لکھتے ہیں: ولأبي عبید کتابٌ في معاني القرآن'انتھی تألیفه إلی سورة طه'ولم یتمّه'وکان المنذري سمعه من علي بن عبدالعزیز'وقرئ علیه أکثره وأنا حاضر.

[تہذیب اللغۃ ۱:۱۸]

''ابوعبید قاسم بن سلّام کی معانی القرآن کے نام سے ایک کتاب ہے جو انہوں نے پوری نہیں کی بلکہ سورۃ طٰہٰ تک لکھ پائے ہیں۔امام منذری نے اسے میری موجودگی میں امام علی بن عبدالعزیز سے پڑھی ہے۔''

نوٹ :امام ابوعبید کی یہ تصنیف ہم تک نہیں پہنچی شاید زمانے کے دست برد سے محفوظ نہ رہی ہو۔یہ اُن کی مفقود کتابوں میں سے ہے۔[حنیف]

(۲)امام ابوعبیدۃ کی مجاز القرآن میں یہ قول نہیں ملتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَسَرُّو االنَّجوَی الَّذِینَ ظَلَمُوا. [سورۃ الانبیاء۲۱:۳] جب کہ وَاَسَرُّو االنَّدَامَۃَ لَمَّا رَاَوُ االْعَذَابَ. [سورۃ یونس۱۰:۵۴] کے بارے میں فراء اور دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ گمراہی کے رؤساء اپنے چیلوں سے اپنی پشیمانی کو چھپائیں گے جب کہ ابوعبیدۃ اور قطرب کہتے ہیں کہ عذاب کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو پشیمانی کو ظاہر کریں گے۔''

[۱] کتمان یعنی پوشیدہ رکھنا' جیسے اِن آیات میں:

-اَوَ لَایَعْلَمُونَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّونَ وَمَا یُعْلِنُونَ. [سورۃ البقرۃ۲:۷۷]

''کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔''

-وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّوَاَخْفٰی. [سورۃ طٰہٰ۲۰:۷]

''اور اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ پوشیدہ اور اس سے زیادہ پوشیدہ کو جانتا ہے۔''

-وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ. [سورۃ الملک۶۷:۱۳]

''اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو بے شک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔''

[۲] اِظہار کے معنیٰ میں' جیسا کہ ان آیات میں:

-وَاَسَرُّو االنَّدَامَۃَ لَمَّارَاَوُ الْعَذَابَ. [سورۃ یونس۱۰:۵۴]

''اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں نادم ہوں گے۔''

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں: یعني الرؤساء اخفوها من الأتباع......وقال آخرون منهم أبو عبیدة والمفضّل: اَسَرُّو االنَّدَامَةَ بمعنی: أظهروها' لأنه لیس بیوم تَصَنُّع ولا تَصَبُّر' و الإسرارُمن الأضداد' یقالُ: أسررتُ الشیئَ بمعنی: أخفَیتُهٗ' وأسرَرتُهٗ: أظهَرتُهٗ......فعلی هذاالقول: أظهرو االندامة عند إحراقِ النارِ لهم' لأن النارَألهَتهُم عن التَّصَنُّعِ و الکتمان' وعلی الأول: کتموها قبلَ إحراقِ النارِ إیَّاهُم. [زاد المسیر ۲:۳۳۵]

''یعنی رؤساء اپنے چیلوں سے اپنی پشیمانی چھپائیں گے۔ دوسرے مفسرین جیسے ابوعبیدۃ اور مفضّل کہتے ہیں کہ اَسَرُّو االنَّدَامَۃَ کا معنیٰ ہے: وہ اپنی پشیمانی کا ظاہر کریں گے۔ یہ اس لیے کہ وہ تصنع اور بناوٹ کا دن نہیں۔ إسرار اضداد میں سے ہے۔ أسررتُ الشیئَ کا معنیٰ ہے: میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس چیز کو چھپایا اور اس کا معنیٰ یہ بھی ہے کہ میں نے اُسے ظاہر کر دیا تو اس قول کے تناظر میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اُنہیں جب آگ کی عذاب سے واسطہ پڑے گا تو وہ اپنی ندامت و پشیمانی کو ظاہر کریں گے اس لیے کہ آگ کی عذاب سے اُن کے چودہ طبق روشن ہو گئے اور اب وہ تصنع و کتمان نہیں کر سکیں گے۔ پہلے قول کے مطابق تفسیر یہ ہوگی کہ آگ کی عذاب میں پڑ جانے سے پہلے وہ اپنی ندامت کو اپنے چیلوں سے چھپائیں گے۔''

-وَاَسَرُّوا النَّجۡوَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ. [سورۃ الانبیاء۲۱:۳]

''اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے۔''

امام طبری لکھتے ہیں: و أظهروا المناجاة بينهم. [تفسیر ابن جریر۹:۴]

''ان کے آپس میں جو سرگوشیاں ہوئی تھیں اُنہیں ظاہر کر کے کہتے ہیں۔''

اور حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں: و أسروا ههنا بمعنى: أظهروا' لأنه من الأضداد.

[زاد المسیر ۳:۱۸۵]

''أسَرُّوا یہاں أظهَرُوا کے معنیٰ میں ہے اس لیے کہ یہ حروف اَضداد میں سے ہے۔''

الشِّرَآءُ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: اشتريتُ حرفٌ من الأضداد' يُقال: اشتريتُ الشيئ على معنى: قَبضتهُ و اعطيتُ ثمنهُ' وهو المعنى المعروف عند الناس' و يُقال: اشتريتهُ: إذا بعتهُ. قال الله عزو جل: أُولٰئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰی. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۶] قال جماعةٌ من المفسرين: معناه باعُوا الضلالة بالهُدى' و قال بعض أهل اللغة: كُلُّ مَن آثَرَ شيئاً على شيئٍ فالعرب تجعل الإيثارله بمنزلة شرائه...... ويُقال: شريت الشيئ: إذا بِعتهُ؛ و شريتهُ: إذا ابتعتهُ' قال الله عزو جل: وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِيۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۰۷] فمعناه: من يبيع نفسه. [الاضداد:۷۲' برقم:۳۶]

''اشتریتُ: اَضداد میں سے ایک حرف ہے۔ اشتریتُ الشیئ: اُس وقت کہتے ہیں جب کسی چیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قیمت ادا کر کے اُسے قبضہ میں لیا جائے۔ لوگوں میں یہ معروف معنیٰ ہے۔ کسی چیز کے فروخت کرنے کے لیے بھی یہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ آیت کریمہ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۶] کے بارے میں مفسرین لکھتے ہیں کہ انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں: جب دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو ترجیح دی جاتی ہے اُس وقت اشتراء کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کسی چیز کے فروخت کرنے اور خریدنے دونوں کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ [سورۃ البقرۃ ۲:۲۰۷] میں یہ فروخت کرنے کے مفہوم میں ہے۔''

امام ابن سیدۃ لکھتے ہیں کہ: قال أبو إسحاق:ليس هنابيعٌ و شِراءٌ،ولكن رَغْبَتُهُم فيه بتمسُّكهم به كرَغْبَةِ المشترى بِمالِهِ ما يرغَبُ فيه،والعربُ تقول لكل مَن ترك شيئاً و تَمَسَّكَ بغيره:قد اِشتراهُ. [المحکم ۸:۱۰۰]

''ابواسحاق فرماتے ہیں کہ اس آیت میں خرید و فروخت والا معنی مراد نہیں، بلکہ اُن کی کفر و ضلال میں اُن کی دلچسپی اور رغبت مراد ہے، جیسا کہ کوئی خریدار اپنی ضرورت کی چیز خریدنے میں دلچسپی رکھتا ہے اور عرب اِشْتَرَاہُ کا لفظ اُس جگہ استعمال کرتے ہیں جب کوئی کسی ایک چیز کو چھوڑ کر دوسری کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔''

الشِّرَاءُ اضداد میں سے ایک کلمہ ہے اور دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] بیچ ڈالنا: بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۹۰].

''انہوں نے اپنی جانوں کو بہت بری چیز کے لیے بیچ ڈالا۔''

[۲] خرید لینا: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ.

[سورۃ التوبۃ ۹:۱۱۱]

''بے شک اللہ نے مؤمنوں سے اُن کی جان اور اُن کا مال اس قیمت پر خرید لیے ہیں کہ اُن کے لیے جنت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَوِرَ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الصّاد والواو والرّاء کلمات کثیرۃ متباینۃ الأصول، ولیس ھذا الباب بباب قیاس ولا إشتقاق، ومما ینقاس منه قولھم صَوِرَ یَصوَرُ: إذا مال، وصُرت الشیئ أصُورہُ، وأصَرتُه: إذاأمَلته إلیك. [معجم مقاییس اللغۃ:۵۵۷]

''صاد، واؤ، راء: بہت سے کلمات ہیں جن کے اُصول ایک دوسرے سے متباین اور الگ الگ ہیں یہ قیاسی اور اشتقاقی باب نہیں ہے۔ صَوِرَ یَصُورُ کا مطلب ہے: وہ مائل ہوا اور صُرت الشیئ أصُورہُ، وأصرتُه کا مطلب ہے: وہ میری طرف مائل ہوا۔''

امام اصمعی لکھتے ہیں: صُرتُهٗ أصُورُہٗ: إذا ضَممتَهٗ إلیك، وصُرتُ أیضاً قَطّعتُ و فَرّقتُ.

[الاضداد:۳۳، برقم:۳۹]

''صُرتُهٗ أصُورُہٗ: جب کسی چیز کو اپنی طرف مائل کر دی جائے۔ صُرتُ: کا معنیٰ ہے: میں نے اسے کاٹا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔''

قرآن مجید میں ہے: فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءً اثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۶۰]

''تو چار پرندے لو اور ان کو اپنے سے ہلا لو پھر [ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے] ہر پہاڑی پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''

امام سجستانی لکھتے ہیں: یُقال: صارَ فلانٌ الشیئَ: قطعه، وصارہٗ: جَمعَهٗ، وقال في ھذہ الآیة فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْكَ: قَطِّعھُنَّ واجْمَعھُنَّ، في التفسیر، قال مجاھد: أراد: فخذ أربعةً من الطیر إلیك فصُرھُنَّ فَقَدَمَ وأخّرَ. [الاضداد:۹۸، برقم:۱۳۳]

''صارَفلانٌ الشیئ اُس وقت بولتے ہیں جب اسے کاٹا جائے اور اُس وقت بھی جب کسی چیز کو جمع کیا جائے۔ ہلا لیا جائے۔ مائل کیا جائے۔ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْكَ کا معنیٰ ہے: انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور ان کو جمع کر دو۔ مجاہد کہتے ہیں: اس آیت میں تقدیم اور تاخیر ہے یعنی چار پرندے لے لو اور اُنہیں اپنے سے ہلا لو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسر ابن جریر لکھتے ہیں: یہ لفظ صارَ یصورُ اور صارَ یصیرُ دونوں سے پڑھا گیا ہے اور لفظ مشترک ہے بمعنی: مائل کرنا اور ہلانا اور اور پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور بعض نے کہا ہے کہ بالکسر بمعنی قطع کرنا اور بالضم بمعنی مائل کرنا اور بعض نے کہا ہے کہ بالضم تو دونوں معنوں میں مشترک ہے اور بالکسر فقط بمعنی قطع کرنا ہے۔ [تفسیر ابن جریر۳:۵۳-۵۵]

الصَّلاۃ

امام صغانی لکھتے ہیں: الصَّلاۃ: مسجد المسلمین، و کنیسة الیھود.

[ذیل الاضداد:۲۳۶، برقم:۵۴۳]

''مسلمانوں کی مسجد اور یہودیوں کے کنیسہ کو الصَّلاۃ کہتے ہیں۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: الصَّلاۃ حروفِ اَضداد میں سے ہے اور قرآن مجید میں اس کے دو استعمالات ہیں:

[۱] مسلمانوں کی کوئی سے مسجد: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ. [سورۃ النساء۴:۴۳]

''ایمان والو! صلاۃ کے پاس نہ جایا کرو یہاں تک کہ جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو اُس کو سمجھنے لگو۔''

امام ابو عبیدۃ کی تفسیر کے مطابق صلاۃ سے مراد مصلّٰی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

[۲] الصَّلوات سے مراد یہودیوں کے کنائس ہیں، جیسا کہ اس آیت میں ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا. [سورۃ الحج ۲۲:۴۰]

''اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کرتا رہتا تو تمام خانقاہیں، گرجے، کنیسے اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے ڈھائے جا چکے ہوتے۔''

[الاضداد:۲۳۸-۲۳۹، برقم:۲۲۵]

ظُلم

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الظُّلمُ عند أھل اللغةِ و کثیرٍ من العلماء وضعُ الشیئ في

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرِ موضعہِ المُختَصِّ به إمَّا بنقصانٍ أو بزيادةٍ، وإمَّا بِعُدُولٍ عن وقته أو مكانه.

[المفردات: ۳۱۵]

''ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اُس کے مخصوص مقام پر نہ رکھنا خواہ کمی زیادتی کر کے یا اُسے اس کے صحیح وقت اور اصلی جگہ سے ہٹا کر۔''

ظلم، حروفِ اضداد میں سے ہے اور اس کے دونوں معنی قرآن مجید میں مستعمل ہیں۔

[۱] امام واحدی لکھتے ہیں: و الظُّلْمُ قَد يكونُ بمعنى بَخسِ الحَق. [التفسیر البسیط ۲: ۳۸۹]

''ظلم، کبھی کبھار کسی حق میں کوتاہی کرنے کے معنیٰ میں آتا ہے۔''

اس کی کئی مثالیں ہیں، جیسے اِن آیتوں میں:

- وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۵۷، سورۃ الاعراف ۷: ۱۶۰]

''اور اُنہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔''

امام ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء لکھتے ہیں: أي: ما نَقَصُونا شيئًا بما فعلوا ولكن نقصوا حظّ أنفسهم. [معانی القرآن ۱: ۳۹۷، التفسیر البسیط ۲: ۳۸۹]

''یعنی اُنہوں نے جو کچھ کیا اُس سے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنے حصے میں کمی کر دی۔''

- كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا. [سورۃ الکہف ۱۸: ۳۳]

''وہ دونوں باغ خوب پھل لائے اور اس میں ذرا کمی نہیں کی۔''

[۲] ظلم، بمعنی: زیادتی، جیسے اِن آیات میں:

- وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ. [سورۃ ہود ۱۱: ۱۰۱]

''اور ہم نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔''

- وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ. [سورۃ الزخرف ۴۳: ۷۶]

''اور ہم نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی ظالم تھے۔''

الظَّنُّ

امام ابن فارس لکھتے ہیں کہ: الظاء والنون أُصَيلٌ صحيحٌ يدل على معنيان مختلفتان: يقين

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشك. [معجم مقاییس اللغۃ:۶۱۵]

''ظاء اور نون ایک صحیح اصل ہے جو دو مختلف معنوں پر دلالت کرتی ہے: یقین اور شک۔''

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الظَّنُّ إسمٌ لما يَحصُلُ عن أمارةٍ، ومتى قويت أدّت إلى العلم، و متى ضَعُفَت جِدًّا لم يتجاوز حَدَّ التَّوَهُّمِ، و متى قَوِيَ أو تَصَوَّرَ تَصَوُّرَ القَوِيِّ استُعمِلَ معه أنَّ المشددة، وأنْ المخففة منها، ومتى ضَعُفَ استُعمِلَ أنْ، وأنِ المختصة بالمعدومين من القول و الفعل. [المفردات: ۳۱۷، البرہان ۴: ۱۵۷]

''علامات وقرائن سے جو شے حاصل ہو اُسے ظن کہا جاتا ہے، اگر یہ علامات وقرائن قوی ہوتے ہیں تو ظن کی سرحد علم ویقین سے مل جاتی ہے اور اگر یہ قرائن بہت ہی زیادہ کمزور ہوں تو پھر انتہائی درجہ وہم ہے۔ جب وہ نتیجہ قوی ہو اور علم کا درجہ حاصل کرے یا اُسے علم کے درجے میں فرض کر لیا جائے تو اُس کے بعد أنَّ یا أنْ استعمال ہوتا ہے مگر جب وہ ظن کمزور ہو اور وہم کے درجے سے آگے نہ بڑھے تو پھر اُس کے ساتھ صرف أنْ استعمال ہوتا ہے جو کسی قول یا فعل کے عدم کے ساتھ مختص ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: الظَّنُّ يقع على معان أربعةٍ، معنيان متضادان: أحدهما: الشك، والآخر اليقين الذي لاشك فيه، فأما معنى الشك فأكثر مِن أنْ تُحصى شواهده وأما معنى اليقين فمنه قول الله تعالى: وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا. [سورۃ الکہف ۱۸: ۵۳] معناه: فعلموا بغير شك، وقال: وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا [سورۃ الجن ۷۲: ۱۲] معناه: علمنا...... والمعنيان اللذان ليسا متضادين: أحدهما الكذبُ، والآخر: التهمة، فإذا كان الظن بمعنى الكذب قلتَ: ظَنَّ فُلانٌ، أي: كذب، قال الله تعالى: اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ [سورۃ الجاثیۃ ۴۵: ۲۴] معناه: إن هم إلَّا يكذبون وأما معنى التهمة فهو أن تقول: ظننتُ فلاناً، فتستغني عن الخبر، لأنك اتهمته، ويُقال: فلانٌ عندي ظنينٌ أي: مُتَّهَمٌ...... ومنه قوله: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ. [سورۃ التکویر ۸۱: ۲۴] معناه: بمُتَّهَمٍ.

[الاضداد: ۱۴-۱۶، برقم: ۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ظن چار معنوں میں مستعمل ہے جن میں سے دو معنی متضاد ہیں: ایک شک اور دوسرا یقین جس میں کوئی شک نہ ہو۔ شک کے معنیٰ کے لیے تو اَن گنت شواہد موجود ہیں۔ رہا یقین سو اِن آیات میں ملاحظہ ہو:

-وَرَاَی الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا. [سورۃ الکہف ۱۸:۵۳]

''اور مجرم آگ کو دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ اس میں گرنے والے ہیں۔''

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بغیر کسی شک وشبہ کے جان لیں گے۔

-وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا [سورۃ الجن ۷۲:۱۲]

''اور بے شک ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں کبھی عاجز نہ کر سکیں گے اور نہ ہی ہم بھاگ کر اُسے عاجز کر سکیں گے۔''

اس کا معنیٰ یہ ہے: ہم نے جان لیا۔ رہے وہ دو غیر متضاد معنی سو اُن میں سے ایک جھوٹ ہے اور دوسرا تہمت، جب ظن بمعنیٰ کذب ہو تو ظَنَّ فُلَانٌ کہتے ہیں یعنی: فلاں نے جھوٹ بولا۔ اس معنیٰ میں اس آیت کریمہ میں ہے:

-اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ. [سورۃ الجاثیۃ ۴۵:۲۴]

''یہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔''

اس کا معنیٰ ہے: إن هم إلّا يكذبون. ''یہ نہیں بولتے مگر جھوٹ۔''

تہمت کا معنیٰ مراد لیتے وقت ظننتُ فلانا'' کہہ کر خبر کو ذکر نہیں کرتے اس لیے کہ اُس پر تہمت لگائی گئی۔ ایسا بھی کہا جاتا ہے کہ: فلانٌ عندي ظنينٌ یعنی وہ میرے نزدیک متّہم یعنی بدنام ہے اور اسی معنیٰ میں اس آیت میں مستعمل ہے:

-وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ. [سورۃ التکویر ۸۱:۲۴]

''اور وہ غیب کی باتوں پر متّہم [بدنام] نہیں۔''

قرآن مجید میں یہ دو متضاد معنوں میں آیا ہے:

[۱] یقین، جس میں کوئی شک نہ ہو، جیسے اِن آیات میں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-وَرَاَی الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَفَظَنُّوْااَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا.[سورة الكهف۱۸:۵۳]

''اور مجرم آگ کو دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ اس میں گرنے والے ہیں۔''

امام طبری لکھتے ہیں:فعَلِموا أنهم داخلوها.[تفسیر ابن جریر ۸:۲۴۱]

''تو وہ جان لیں گے کہ اس میں داخل ہونے والے ہیں۔''

-وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَافَتَنّٰهُ.[سورۃ ص ۳۸:۲۴]

''اور داود[علیہ السلام] نے یقین کرلیا کہ ہم نے اُس کا امتحان لیا ہے۔''

امام ابن جوزی لکھتے ہیں:أیقن وعَلِمَ.[زاد المسیر ۳:۵۶۹]

''اُس نے یقین کیا اور سمجھ لیا۔''

-وَاَنَّاظَنَنَّااَنْ لَّنْ نُّعْجِزَاللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا[سورة الجن۷۲:۱۲]

''اور بے شک ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں کبھی عاجز نہ کرسکیں گے اور نہ ہی ہم بھاگ کر اُسے عاجز کرسکیں گے۔''

امام قرطبی لکھتے ہیں:الظَّنُّ هنابمعنی العلم و الیقین.[تفسیر القرطبی۱۹:۱۷]

''ظن یہاں علم ویقین کے معنیٰ میں ہے۔''

[۲]شک:قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّاظَنًّا.[سورة الجاثیة ۴۵:۳۲]

''تم جواب دیتے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے،بس ایک شک ہے جو ہم کرتے ہیں۔''

امام بدرالدین زرکشی لکھتے ہیں:ظَنٌّ أصلها للإعتقادالراجح'کقوله:اِنْ ظَنَّآاَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ[سورة البقرة۲:۲۳۰] وقد تُستعمل بمعنی الیقین' لأن الظن فیه طرفٌ من الیقین'لولاه کان جهلاً'کقوله تعالی:اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْارَبِّهِمْ[سورة البقرة۲:۴۶]وللفرق بینهما في القرآن ضابطان:أحدهما:أنه حیث وجدالظن محموداًمثاباًعلیه فهو الیقین'وحیث وجد مذموماً متوعداًبالعقاب علیه فهو الشك.الثاني:أن کل ظن یتصل بعده:إنْ وأنْ الخفیفة فهو شكٌّ'کقوله:اِنْ ظَنَّآاَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَاللّٰهِ[سورة البقرة۲:۲۳۰] وقوله :بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ[سورة الفتح۴۸:۱۲]وکل ظن یتصل به إنَّ المشددة فالمراد به الیقین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كقوله: اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ [سورۃ الحاقۃ ۶۹: ۲۰] وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ [سورۃ القیامۃ ۷۵: ۲۸]

فإن قيل: يرد على هذا الضابط قوله تعالى: وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ [سورۃ التوبۃ ۹: ۱۱۸]؟ قيل: لأنها اتصلت بالفعل. فتَمَسَّكْ بهذا الضابط، فإنه مِن أسرار القرآن.

[البرہان ۴: ۱۵۶-۱۵۷، الاتقان ۱: ۲۱۳]

''اصل اعتقادِ راجح کو ''ظن'' کہتے ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے:

اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۰]

''اگر وہ دونوں توقع رکھتے ہوں کہ وہ اللہ کے حدود پر قائم رہ سکتے ہیں۔''

یہ یقین کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے اس لیے کہ ظن میں یقین کا ایک پہلو بھی ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر جہل ہی رہے گی، جیسا کہ اس آیت میں ہے: اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ [سورۃ البقرۃ ۲: ۴۶]

''جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔''

قرآن مجید میں اس کے استعمال کا فرق جاننے کے دو ضابطے ہیں: پہلا ضابطہ یہ ہے کہ جہاں کہیں ظن محمود ہو اور اس پر اجر و ثواب کا وعدہ ہو تو وہ یقین کے معنیٰ میں ہوتا ہے اور جب مذموم ہو اور اس پر عذاب کا وعدہ کیا گیا ہو تو شک کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ جب ظن کے بعد اِنْ یا اَنْ خفیفہ آیا ہو تو وہاں شک کے معنیٰ میں ہوتا ہے جیسا کہ اِن آیات میں:

- اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۰]

''اگر وہ دونوں توقع رکھتے ہوں کہ وہ اللہ کے حدود پر قائم رہ سکتے ہیں۔''

- بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ. [سورۃ الفتح ۴۸: ۱۲]

''بلکہ تم نے یہ گمان کیا کہ رسول کبھی واپس نہیں لوٹے گا۔''

اور ہر وہ ظن جس کے متصل اَنَّ مشدد ہو تو وہ یقین کے معنیٰ میں ہوتا ہے جیسا کہ اِن آیات میں:

- اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ. [سورۃ الحاقۃ ۶۹: ۲۰]

''بے شک میں نے یقین کر رکھا تھا کہ مجھے اپنے حساب سے دوچار ہونا ہے۔''

- وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ. [سورۃ القیامۃ ۷۵: ۲۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ یقین کرے گا کہ بس وقت چل چلاؤ کا ہے۔''

اس ضابطے پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ [سورۃ التوبۃ ۹:۱۱۸] میں اس کے برخلاف ظن بمعنیٰ یقین کے متصل بعد اَنْ خفیفہ مستعمل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اس لیے ہے کہ یہ فعل سے متصل آیا ہے۔ اس ضابطے کو خوب سمجھو اس لیے کہ یہ قرآنی اَسرار میں سے ہے۔''

ظِهْرِيٌّ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الظَّاء و الهَاء و الرَّاء أصلٌ صحيحٌ واحدٌ يدل على قوة و بروز و الأصل فيه كله ظَهْرُالإنسَان و هو خلاف بطنه و هو يجمع البروز و القوة.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۶۱۸]

''ظاء' ہاء اور راء ایک صحیح اصل ہے جو قوت اور ظاہر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں معنوں کی اصل ظَهْرُالإنسَان [انسان کی پیٹ] ہے جو اس کے پیٹھ کے خلاف ہے اور جو قوت اور ظہور کو سمیٹے ہوئے ہے۔''

یہ لفظ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں میں مستعمل ہے:

[۱] ظِهْرِيٌّ فراموش شدہ' پیٹھ پیچھے ڈالے ہوئے اور بھولے بسرے کے معنیٰ میں جیسے اس آیت میں: وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا. [سورۃ ہود ۱۱:۹۲]

''اور اُس [رب] کو تو تم نے پسِ پشت ڈال رکھا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: اطَّرحتموه' ولم تعبدوه' ولم تقفوا عند أمره و نهيه.

[الاضداد: ۲۵۵' برقم: ۱۵۵]

''تم نے اُسے پسِ پش ڈال دیا ہے۔ اُس کی عبادت نہیں کرتے اور اُس کے امر و نہی پر کان نہیں دھرتے۔''

[۲] ظِهْرِيٌّ معین و مددگار اور پشتی بان کے معنیٰ میں' جیسا ان آیات میں:

- وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا. [سورۃ الفرقان ۲۵:۵۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ کافر اپنے رب کے حریف بن کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔''

اس کا مطلب یہ ہے: و كان معاوناً للكافرين على ربه. [الاضداد:۲۵۵]

''اپنے رب کے خلاف کافروں کا معاون تھا۔''

امام راغب لکھتے ہیں: أي: معيناً للشيطان على الرحمٰن. [المفردات:۳۱۸]

''یعنی: کافر رحمٰن کی مخالفت میں شیطان کا مددگار رہے۔''

-رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ. [سورۃ القصص ۲۸:۱۷]

''اے رب! چونکہ تو نے مجھ پر فضل کیا ہے تو میں عہد کرتا ہوں کہ مجرموں کا مددگار کبھی نہیں بنوں گا۔''

[الاضداد:۲۵۵، برقم:۱۵۵]

عاصِم

امام ابن فارس لکھتے ہیں: العين و الصاد و الميم أصلٌ واحدٌ صحيحٌ يدل على إمساك و منع و ملازمة، و المعني في ذلك كله معنى واحد، مِن ذلك العصمة أن يعصم الله تعالى عبده من سوء يقع فيه، و اعتصم العبد بالله تعالى: إذا امتنع، و استعصم: إلتجأ.

[معجم مقاییس اللغۃ:۷۵۱]

''عین، صاد اور میم ایک صحیح اصل ہے جو اِمساک، منع اور ملازمت پر دلالت کرتی ہے اور ان سب میں ایک ہی معنیٰ مراد ہے۔ عصمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو تکلیف میں پڑنے سے بچائے، و اعتصم العبد باللہ اُس وقت بولتے ہیں جب بندہ کسی گناہ سے باز آ جائے۔ استعصم کا معنیٰ ہے: اُس نے پناہ لی۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: العاصم من الأضداد، يُقال: الله عاصِمٌ لمن أطاعه، و يُقال: رجلٌ عاصِمٌ أي: معصومٌ، إذا فَهِمَ المعنى، قال الله تعالى: لَاعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ. [سورۃ ہود ۱۱:۴۳] فمعناه: لا معصوم اليوم من أمر الله إلاّ المرحوم.

[الاضداد:۱۲۸-۱۲۹، برقم:۷۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عاصِم حروف اَضداد میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو عاصم اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے فرمان برداروں کو بچاتا ہے۔ عاصِم معصوم کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔ رجلٌ عاصِمٌ میں یہ معصوم کے معنیٰ میں ہے جب مراد سمجھ لے۔ لَاعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ. [سورۃ ہود ۱۱:۴۳] کا معنیٰ ہے: ''اللہ کے عذاب سے آج کوئی بچنے والا نہیں مگر وہ جس پر رحم کیا جائے۔''

اس آیت میں دو قول ہیں:

[۱] لامَانِع اليوم من أمر الله' قاله أبو صالح عن ابن عباس رضي الله عنه. [زاد المسير ۲:۳۷۶]

''آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں۔ اسے ابو صالح نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔''

[۲] لامَعصوم' و مثله: مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ. [سورۃ الطارق ۸۶:۶] بمعنى: مَدْفُوْقٍ.

[غریب القرآن: ۲۰۴]

''[عاصم، معصوم کے معنیٰ میں اس صورت میں معنیٰ ہوگا] آج کوئی بچنے والا نہیں جیسا کہ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ [سورۃ الطارق ۸۶:۶] میں دَافِقٍ مَدْفُوْقٍ کے معنیٰ میں ہے۔''

عَسْعَس

قرآن مجید میں ہے: وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ. [سورۃ التکویر ۸۱:۱۷]

''اور رات کی جب وہ جانے لگے۔''

امام ابو عبیدۃ لکھتے ہیں: قال بعضهم: عَسْعَسَ: إذا أقبلت ظلماؤه' وقال بعضهم: إذا وَلّٰى' ألا تراهُ قال: وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ. [مجاز القرآن ۲:۲۸۷]

''بعض مفسرین نے عَسْعَسَ کا معنیٰ لیا ہے: جب رات کی تاریکیاں آ جائیں اور بعض نے اس کا معنیٰ کیا ہے: جب وہ جانے لگے۔ [یہ معنیٰ اس لیے زیادہ مناسب ہے کہ اس کے بعد آیا ہے کہ] ''اور صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔''

امام اَصمعی [الاضداد: ۷-۸' برقم: ۳] میں' امام سجستانی [الاضداد: ۹۷' برقم: ۱۳۱] اور امام ابن السکیت بھی [الاضداد: ۱۶۷' برقم: ۲۷۸] میں اسے حروف اَضداد میں سے مانتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طبری لکھتے ہیں: وأولی التاویلین في ذلك بالصواب عندي قول مَن قال: معنی ذلك: إذا أدبر، وذلك لقوله: وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ، فَدَلَّ بذلك علی أن القسم باللیل مدبراً، وبالنهار مقبلاً، والعرب تقول: عسعس اللیل، وسعسع اللیل: إذا أدبر ولم یبق منه إلّا الیسیر.

[تفسیر ابن جریر طبری ۱۲: ۴۷۰]

''میرے نزدیک ان دونوں تفسیروں میں زیادہ درست إذا أدبَر والی تفسیر ہے اس لیے کہ اس کے بعد وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ کے الفاظ ہیں جو اِس بات کی دلیل ہے کہ جانے والی رات اور ابھرنے والی صبح کی قسم کھائی گئی ہے۔ عرب عَسۡعَسَ اللَّیۡلُ اور سَعۡسَعَ اللَّیۡلُ اُس وقت کہتے ہیں جب رات جانے لگے اور اس کا تھوڑا حصہ ابھی باقی ہو۔''

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: عَسۡعَسَ: أي: أقبَلَ و أدبَرَ، وذلك في مَبۡدَإِ اللیلِ و مُنۡتَهَاهُ، فالعَسۡعَسَةُ والعِسَاسُ: رِقَّةُ الظَّلَامِ وذلك في طَرَفَيِ اللَّیۡلِ. [المفردات: ۳۳۴]

''عَسۡعَسَ کے معنی أقبَلَ و أدبَرَ دونوں کے ہیں یعنی: رات کا اندھیرا چھانے کے بھی اور چھٹ جانے کے بھی۔ اور یہ کیفیت رات کی ابتدا میں بھی ہوتی ہے اور انتہا میں بھی' لہٰذا عسعسة اور عِسَاسُ کے معنی ہوئے ہلکا ہلکا اندھیرا ہونے کے اور یہ رات کے دونوں اَطراف میں ہوتا ہے۔''

عَسٰی

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: عَسَی فِعلٌ جامِدٌ لا یُتَصَرَّفُ، ومن ثم ادَّعَی قومٌ أنه حرفٌ.

[الاتقان فی علوم القرآن ۱: ۲۱۴' نوع: ۴۰]

''عَسَی فعل جامد ہے' اس کی گردان نہیں آتی اس لیے بعض لوگوں نے اس کو حرف کہہ دیا ہے۔''

علامہ بدرالدین زرکشی لکھتے ہیں: تُستَعمَلُ للترجي في المحبوب، والإشفاق في المکروه، وقد اجتمعا في قوله تعالی: وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَهُوۡا شَیۡـًٔا وَّهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۱۶] [البرہان فی علوم القرآن ۴: ۲۸۸]

''یہ پسندیدہ بات میں اُمید کے اور ناپسندیدہ میں اندیشہ اور کھٹکے کے ہیں اور یہ دونوں معنی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت میں موجود ہیں: وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۱۶]

''ممکن ہے تم ایک شے کو ناگوار خیال کرو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک شے کو پسندیدہ سمجھو اور وہ تمہارے لیے بری ہو۔''

امام بجستانی لکھتے ہیں: عَسٰى شكٌّ ويقينٌ، وهي من الله يقينٌ. [الاضداد:۹۵، برقم:۱۲۷]

''عَسٰی شک اور یقین دونوں کے معنیٰ میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ یقین کے لیے استعمال ہوا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: عَسٰى لها معنيان متضادان، أحدهما: الشك و الطمع، و الآخر: اليقين، قال الله تعالى: وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ [سورۃ البقرۃ ۲:۲۱۶] وقال بعض المفسرين: عَسٰى في جميع كتاب الله واجبةٌ، وقال غيره: عسى في القرآن واجبةٌ إلّا في موضعين: في سورة بني إسرائيل [۱۷:۸] عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ، يعني: بني النضير، فما رحمهم الله، بل قاتلهم رسول الله ﷺ وأوقع العقوبة بهم. و في سورة التحريم [۶۶:۵] عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ، فما أبدله الله بهن أزواجاً، ولا بنّ منه حتى قُبِضَ ﷺ. [الاضداد:۲۲-۲۳، برقم:۵، البرہان ۴:۲۸۸-۲۸۹]

''عَسٰی کے دو متضاد معنی ہیں: ایک: شک اور طمع اور دوسرا یقین۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۱۶]

''ممکن ہے تم ایک شے کو ناگوار خیال کرو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔''

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ پورے قرآن مجید میں عَسٰی یقین کے معنیٰ میں مستعمل ہے مگر اس سے دو مقامات مستثنیٰ ہیں:

-عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ. [سورۃ بنی سرائیل ۱۷:۸]

''کیا عجب کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے۔''

اس سے بنو نضیر مراد ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم نہیں فرمایا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے جہاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے سزا دی۔

-عَسٰی رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ. [سورۃ التحریم ۶۶:۵]

''بہت ممکن ہے کہ وہ تمہیں طلاق دے چھوڑے تو اُس کا پروردگار تمہارے بدلے میں تم سے بہتر بیویاں اُس کو دے دے۔''

اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ کو دوسری بیویاں نہیں دیں اور نہ آپ کی وفات تک کوئی ام المؤمنین آپ سے الگ ہوئی۔''

فَرِحَ

امام جوہری لکھتے ہیں: فَرِحَ بِهٖ: سُرَّ، و الفرح أيضاً: البَطَرُ. [الصحاح ۱:۳۹۰]

''فرح کا استعمال [پسندیدہ، اچھی] خوشی کے لیے بھی ہوتا ہے اور [بُری، مذموم خوشی یعنی] اِترانے اور بدمست ہونے کے لیے بھی ہوتا ہے۔''

قرآن مجید میں اس کا استعمال ان دونوں متضاد معنوں میں ہوا ہے۔

[۱] مَسَرَّةٌ: سرور اور خوشی کے معنیٰ میں، جیسے اِن آیات میں:

-حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا. [سورۃ یونس ۱۰:۲۲]

''یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور کشتیاں ہوائے موافق سے چل رہی ہوتی ہیں اور وہ اس سے مسرور ہوتے ہیں۔''

-وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. [سورۃ الرعد ۱۳:۲۶]

''اور یہ دنیا کی زندگی پر خوش ہیں۔''

[۲] البَطَرُ و المَرَح: اِترانا اور بدمست ہونا، جیسے اِن آیات میں:

-اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ. [سورۃ ہود ۱۱:۱۰]

''وہ اکڑنے والا اور شیخی بگارنے والا بن جاتا ہے۔''

امام قرطبی لکھتے ہیں: يفرح و يفخر بمانالَهٗ مِن السَّعَة و ينسى شكر الله عليه.

[تفسیر القرطبی ۹:۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو نعمت اور کشادگی اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اُس پر بدمست ہو کر اِتراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شکر کو بلا دیتا ہے۔''

–اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ. [سورۃ القصص ۲۸:۷۶]

''جب کہ اُس کی قوم نے اُس سے کہا کہ اِتراؤ مت! اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں: والمعنی: لا تأشر ولا تبطر. [غریب القرآن:۳۳۵]

''معنیٰ یہ ہے کہ بدمست مت ہو جاؤ اور مت اِتراؤ۔''

–ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ. [سورۃ حم المؤمن ۴۰:۷۵]

''یہ سب اس سبب سے کہ تم زمین میں ناحق اِتراتے اور اکڑتے رہے۔''

–وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ. [سورۃ الحدید ۵۷:۲۳]

''اور اُس چیز پر مت اِتراؤ جو اُس نے تمہیں بخشی ہے۔''

فرط

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الفاء والرّاء والطّاء أصلٌ صحيحٌ يَدُلُّ على إزالة شيئٍ عن مكانه وتَنحِيَتِهِ عنه. [معجم مقاییس اللغۃ:۸۱۲]

''ف رط: ایک صحیح اصل ہے جو کسی چیز کو اُس کی جگہ سے ہٹا دینے اور ایک طرف کر دینے کے ہیں۔''

علامہ جوہری لکھتے ہیں: فَرَطَ في الأمر يَفرُطُ فَرْطاً أي: قصَّر فيه وضَيَّعَه حتى فات، وكذلك التفريطُ. وفَرَطَ عليه، أي: عَجِلَ وعَدَا . ومنه قوله تعالى: اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا اَوْ اَنْ يَّطْغٰى...... قال الكسائي: يقالُ: ما أفرَطتُّ مِنَ القوم أحداً أي: ما تركتُ، ومنه قوله تعالى وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ...... وأمرٌ فُرُطٌ، أي: مُجاوَزٌ فيه الحَدُّ. ومنه قوله تعالى: وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. [الصحاح ۳:۱۱۴۸]

''فَرَطَ في الأمر يَفرُطُ فَرْطاً کا معنیٰ ہے: اُس نے اس بارے میں کمی کی اور اسے ضائع کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ تفریط کا بھی یہی مفہوم ہے۔ فَرَطَ عليه کا معنیٰ ہے: جلد بازی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدی[زیادتی] کی۔اِس فرمانِ الٰہی میں یہ اس معنیٰ میں مستعمل ہے:

اِنَّا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَّطْغٰی.[سورۃ طٰہٰ۲۰:۴۵]

''ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر تعدی کرے یا اس کی سرکشی اور بڑھ جائے۔''

کسائی کہتے ہیں:ماأفرطتُ مِنَ القوم أحداً کا معنیٰ ہے:میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا اوراس ارشادِ ربانی میں یہ اسی معنیٰ میں مستعمل ہے:

لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ.[سورۃ النحل۱۶:۶۲]

''لازماً اُن کے لیے دوزخ ہے اور وہ اسی میں چھوڑ دیے جائیں گے۔''

أمرٌ فُرُطٌ کا مطلب ہے:وہ بات جس میں آدمی حد سے بڑھ جائے۔اس ارشادِ ربانی میں یہ اسی معنیٰ میں مستعمل ہے:وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا.[سورۃ الکہف۱۸:۲۸]

''اور جس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو چکا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں:أفرطتُ حرفٌ من الأضداد'یُقال:أفرطتُ الرجل:إذا قدّمتَهٗ'و أفرطتُهٗ:إذاأخّرته و نسيتهٗ'قال اللّٰہ تعالی:لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ[سورۃ النحل۱۶:۶۲]فمعنى قوله عزوجل: مُفْرَطُوْنَ : مُقدّمون مُعجّلون'وقال جماعة من المفسرين و القراء : معناه مَنسِيُّون مَترُوكون.[الاضداد:۱۷'برقم:۳۵]

''أفرطتُ:اَضداد میں سے ایک حرف ہے۔أفرطتُ الرجل:اُس وقت بولتے ہیں جب کسی کو آگے کیا جائے اور اُس وقت بھی جب اسے پیچھے کر کے بھلا دیا جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ.[سورۃ النحل۱۶:۶۲]

''لازماً اُن کے لیے دوزخ ہے اور وہ اسی میں چھوڑ دیے جائیں گے۔''

اس میں مُفْرَطُوْن کا معنیٰ ہے:مُقدّمون مُعجّلون' آگے کیے ہوئے،جلد بازی کیے ہوئے جب کہ مفسرین اور قاریوں کی ایک جماعت کہتی ہے کہ اس کا معنی مَنسِیُّون مَترُوکون ہے یعنی بھلا دیے ہوئے اور چھوڑے ہوئے۔''

مفسر ابن جریر طبری نے بھی یہی تفصیل لکھ کر بتایا ہے کہ:وأولى الأقوال في ذلك بالصواب'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القول الذي اخترناه، و ذلك أن الإفراط الذي هو بمعنى التقديم إنما يُقال فيمن قدم لإصلاح ما يقدَم إليه وقت ورود من قدّمه عليه، و ليس بمُقدّمٍ مَن قُدِمَ إلى النار من أهلها لإصلاح شيئ فيها لو أراد يرد عليها فيها فيوافقه مصلحاً، وإنما تَقَدَّمَ مَن قُدِمَ إليها لعذاب يُعَجَّلُ له فإذا كان معنى ذلك الإفراط الذي هو تأويل التعجيل ففسد أن يكون له وجهٌ في الصحة صحَّ المعنى الآخر، و هو الإفراط الذي بمعنى التخليف و الترك. و ذلك أنه يُحكَى عن العرب: ما أفرطتُ ورائي أحداً: أي: ما خَلَّفته، و مافرطته: أي لم أخلفه. [تفسیر ابن جریر طبری ۷:۶۰۴، الفقرۃ:۱۲۶۹۲]

''اِن اقوال میں زیادہ پسندیدہ قول وہ ہے جسے ہم نے اختیار کیا ہے اس لیے کہ اِفراط بمعنیٰ تقدیم اس وقت لیتے ہیں جب کوئی وارِد ہونے والا شخص کسی اصلاح والے کام کے لیے آتا ہے جب کہ آگ میں داخل ہونے والا شخص اصلاح کے لیے نہیں آتا، وہاں کوئی مصلح بھی نہیں بلکہ اسے تو اس میں تعجیل سے عذاب کے لیے داخل کیا جاتا ہے اس لیے اس تاویل کے صحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں اس کا دوسرا معنیٰ: اِفراط تخلیف وترک ہی صحیح ہے یعنی پیچھے کر دینا اور چھوڑ دینا۔ عرب یہ اُس وقت بولتے ہیں جب کسی کو پیچھے چھوڑتے ہیں۔''

فرغ

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: الفاء و الراء و الغين أصلٌ صحيحٌ يدلُّ على خُلُوٍّ.

[معجم مقاییس اللغۃ:۸۱۳، مجمل اللغۃ:۵۶۵]

''ف، ر، غ ایک صحیح اصل ہے جو خالی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: و ممّا يُفَسَّرُ من القرآن تفسيرين متضادين قول اللّٰه تعالى: وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا اِنۡ کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا فيقول المفسرون معنى الآية: وأصبح فؤاد أم موسى فارغاً من كل هَمٍّ إلّا من الإهتمام بموسى و الإشفاق عليه إن كادت لتبدي بإسمه فتقول: هو إبني، وقال بعض أهل اللغة: معنى الآية: وأصبح فؤاد أم موسى فارغاً من الحزن لعلمها بأن موسى عليه السلام لم يُقتَل، إذ كان اللّٰه عز وجل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدأوحي إليها أنه يرده عليها، ويجعله من المرسلين إن كادت لتبدي به، أي: بذهاب الحزن. [الاضداد: ۲۹۷-۲۹۸، برقم:۱۹۶]

''ارشادِ ربانی: وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا [سورۃ القصص ۲۸:۱۰] کے دو متضاد معنی کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل ہر غم و حزن سے فارغ اور خالی تھا مگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے غم اور اُن کی شفقت سے خالی نہیں تھا۔ قریب تھا کہ وہ انہیں اپنا بیٹا کہہ کر اعلان کرے۔ جب کہ کچھ اہل لغت کا خیال ہے کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اُن کی والدہ کا دل اُن کے غم سے یک سر خالی تھا اس لیے کہ اُنہیں علم تھا کہ وہ زندہ رہیں گے۔ قتل نہیں ہوں گے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں وحی کی تھی کہ وہ انہیں دوبارہ اپنی والدہ کے پاس لائیں گے اور انہیں رسالت پر فائز کریں گے۔ قریب تھا کہ وہ غم نہ ہونے کا اِظہار کرتیں۔''

امام ابن قتیبۃ نے اس دوسری تأویل پر استدراک کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: هذا مِن أعجب التفسير كيف يكون فؤادها من الحُزن فارغاً في وقتها ذاك، والله سبحانه يقول: لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا، وهل يُربطُ إلّا على قلب الجازعِ والمحزون؟ وقد خالفه المفسرون إلى الصواب فقالوا: أصبح فارغاً من كل شيئ إلّا مِن أمر موسى علیہ السلام كأنها لم تهتمّ بشيئ -مما يهتمّ به الحيُّ- إلّا أمرَ ولدها. [غريب القرآن:۳۲۹]

''یہ تو عجیب وغریب تفسیر ہے۔ اُن کا دل اُس وقت غم وحزن سے کیوں کر خالی ہوسکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا فرماتے ہیں۔ یعنی اگر ہم اُس کے دل کو نہ سنبھالتے تو قریب تھا کہ وہ اس راز کو فاش کرتیں۔ جزع فزع کرنے والے محزون دل کے علاوہ کس دل کو سنبھالا دیا جاتا ہے؟ درست تفسیر کرنے والے مفسرین نے اس قول کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دِل میں اپنے فرزند کے علاوہ کسی اور چیز کا اِہتمام ہی نہیں تھا۔''

فزع

امام مبرد لکھتے ہیں: الفَزَعُ في كلام العرب على وجهين: أحدهما ماتستعمله العامةُ تريدُ به الذُّعرَ، والآخر: الإستنجادُ والإستصراخ. [الکامل فی اللغۃ والادب ۱:۳۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’کلام عرب میں الفزَعُ دو معنوں میں مستعمل ہے جن میں سے ایک خوف ہے جو عوام استعمال کرتے ہیں اور دوسرا معنیٰ دشمن وغیرہ کے اچانک حملہ سے مدافعت کے لیے لوگوں کا تیزی سے باہر نکلنا ہے۔‘‘

امام راغب لکھتے ہیں: الفزعُ: إنقباضٌ ونِفارٌ یَعتَري الإنسانُ من الشيئ المُخِيفِ، وهو من جنس الجَزَعِ، ولا يُقالُ: فَزِعتُ مِنَ اللّٰهِ كما يُقالُ: خِفتُ مِنَ اللّٰه. [المفردات:۳۷۹]

’’فزع اُس اِنقباض اور وحشت و پریشانی کو کہتے ہیں جو کسی خوف ناک چیز کی وجہ سے واقع ہے۔ یہ جزع کے جنس سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے لیے فَزِعتُ مِنَ اللّٰهِ نہیں کہا جائے گا بلکہ خِفتُ مِنَ اللّٰه کہا جائے گا۔‘‘

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: فَزِعَ حرفٌ من الأضداد، يُقال: فَزِعَ الرجل: إذا أغاث، وفزع: إذا استغاث. [الاضداد:۲۸۲، برقم:۱۸۰]

’’فَزِعَ: اَضداد میں سے ایک حرف ہے۔ فَزِعَ الرجل کا معنیٰ ہے: اُس نے فریاد کی اور اس کا معنیٰ یہ بھی ہے کہ اُس نے فریادرسی کی۔‘‘

یہ قرآن مجید میں دو متضاد معنوں: گبراہٹ ہونے اور گبراہٹ دور ہونے میں مستعمل ہے۔

– گبراہٹ ہونے کے معنیٰ میں: وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ. [سورۃ النمل ۲۷:۸۷]

’’اور اُس دن کا خیال کرو جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا اُٹھیں گے، صرف وہی اس سے محفوظ رہیں گے جن کو اللہ چاہے گا۔‘‘

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ. [سورۃ ص ۳۸:۲۲]

’’جب وہ داود [علیہ السلام] کے پاس پہنچے تو وہ اُس سے ڈرا۔ وہ بولے کہ تم نہ ڈرو۔‘‘

– گبراہٹ دور ہونے کے معنیٰ میں: وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ. [سورۃ سبا ۳۴:۲۳]

’’اور اُس کے ہاں کوئی شفاعت کارگر نہیں ہوگی مگر اُس کے لیے جس کے لیے وہ اِجازت دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ جب اُن کے دلوں سے دہشت دور ہوگی۔‘‘

فوق

امام ابن فارِس لکھتے ہیں:الفَاء والواو والقاف أصلان صحیحان یدل أحدھما علی عُلو‘ والآخر علی أوبَة ورجوع.[معجم مقاییس اللغۃ:۸۰۲]

’’فاء‘ واؤ‘ قاف: دو بنیادی اصل ہیں جن میں سے ایک اوپر ہونے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری رجوع اور واپس لوٹنے پر۔‘‘

امام ابن الانباری لکھتے ہیں:فوق‘حرفٌ من الأضداد‘یکون بمعنی:أعظم‘کقولك:ھذا فوق فلان في العلم والشجاعة ‘إذا کان الذي فیه منھما یزیدعلی مافي الآخر‘ویکون فوق بمعنی:دون کقولك:إن فلاناًلقصیرٌ‘وفوق القصیر‘وإنه لقلیلٌ وفوق القلیل قلیلٌ‘ وإنه لأحمق وفوق الأحمق‘أي:ھودون المذموم بإستحقاقه الزیادۃمن الذم‘ومن ھذا المعنی قول اللّٰہ‌عزوجل:اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا.

[الاضداد:۲۵۰‘برقم:۱۵۳]

’’فوق: حروف اَضداد میں سے ہے۔ یہ کبھی تو اعظم ’’بڑا ہونے‘‘ کے معنیٰ میں آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں،فلاں سے علم وشجاعت میں فوق یعنی اوپر ہے۔ جب ایک دوسرے کے مقابلے میں زیادہ عالم اور بہادر ہو اور کبھی فوق کم کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں قصیر[کوتاہ قد] بلکہ قصیر سے بھی فوق ہے۔یا کہا جاتا ہے کہ یہ قلیل[تھوڑا] بلکہ قلیل سے بھی فوق ہے اور یہ تو احمق [بے وقوف] بلکہ احمق سے بھی فوق ہے یعنی اس کی جو مذمت کی جاتی ہے اس سے زیادہ مذمت کا مستحق ہے۔اسی معنیٰ میں اس آیت کریمہ میں مستعمل ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا.[سورۃ البقرۃ۲:۲۶]

’’بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کوئی تمثیل بیان کرے،خواہ وہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی کسی چھوٹی چیز کی۔‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسط

امام ابن فارس لکھتے ہیں: القاف و السین و الطاء أصلٌ صحیحٌ یدُلُّ علی معنیین متضادین و البناء واحد ' فالقِسط: العدل' ویقال منه: أقْسَطَ یُقسِطُ؛ قال اللّٰه تعالی: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ' والقَسط بفتح القاف: الجَور' و القُسوط: العُدول عن الحق.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۸۵۶' الصحاح ۳: ۱۱۵۲]

''قاف' سین اور طاء: ایک اصل ہے جو دو متضاد معانی پر دلالت کرتی ہے حالانکہ بنیاد ایک ہی ہے قِسط، عدل کو کہتے ہیں۔ اس سے أقْسَطَ یُقسِطُ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ. [سورۃ المائدۃ ۵: ۴۲' سورۃ الحجرات ۴۹: ۹' سورۃ الممتحنۃ ۶۰: ۸]

''بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔''

اور قَسط بفتح القاف ظلم و جور کو اور قُسوط حق سے روگردانی کو کہتے ہیں۔''

امام اصمعی' امام ابن السکیت اور امام ابن الانباری لکھتے ہیں: : قَسَطَ: جَارَ' و أقسطَ بالألف: عَدَلَ' لاغیرُ' قال اللّٰه: وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ أي: العادلین' وقال في الجائرین: وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا.

[الاضداد: ۱۹' برقم: ۲۱' الاضداد: ۴۷' برقم: ۲۹۳' الاضداد: ۵۸' برقم: ۲۷]

''قَسَطَ کا معنیٰ ہے: جَارَ' یعنی اُس نے ناانصافی کی جب کہ أَقْسَطَ — الف کے ساتھ — کا صرف ایک ہی معنیٰ ہے: عدل۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ. [سورۃ المائدۃ ۵: ۴۲]

''اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔''

اس آیت میں مقسطین کا معنیٰ ''عادلین'' ہے اور جائرین [ناانصافی کرنے والوں] کے بارے میں فرمایا: وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا. [سورۃ الجن ۷۲: ۱۵]

''اور ناانصافی کرنے والے [بے راہ ہونے والے] دوزخ کے ایندھن بنیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القانع

امام ابن فارِس لکھتے ہیں: القاف و النون و العين أصلان صحيحان: أحدهما يدل على الإقبال على الشيئ' و الآخر يدل على إستداره في الشيئ' و سُمِي قانع للسائل لإقباله على من يسأله. [معجم مقاییس اللغۃ: ۸۳۵]

''قاف' نون' عین: دو صحیح اصل ہیں جن میں سے ایک کسی کی طرف متوجہ ہونے اور دوسری کسی شے کے اوڑھنے پر دلالت کرتی ہے۔ سائل کو قانع اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ جس سے مانگتا ہے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: القانع من الأضداد' يقال: رجل قانع إذا كان راضياً بما هو فيه لا يسأل أحدا' و رجل قانع: إذا كان سائلاً' قال اللّٰہ تعالی: وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ فالقانع: السائلُ' و المعتر الذي يعَرِض بالمسالة و لا يُصَرِّحُ. [الاضداد: ۶۶' برقم: ۳۳]

''قانع: اَضداد میں سے ہے۔ جو شخص اپنے حصے پر راضی ہو اور کسی سے کچھ نہیں مانگتا وہ بھی قانع ہے اور جو مانگتا ہے وہ بھی قانع کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ. [سورۃ الحج ۲۲: ۳۶]

''اور صبر سے بیٹھنے والے اور سائل کو بھی کھلاؤ۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُ وسِهِمْ. [سورۃ ابراہیم ۱۴: ۴۳]

''وہ سر اُٹھائے ہوئے دوڑتے چلے جا رہے ہوں گے۔''

امام تُورِبُشتی (۱) لکھتے ہیں: أقنع رأسه: إذا رفعه' و منه قوله تعالى: مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ

---

(۱) فضل اللہ بن حسن بن حسین' ابوعبداللہ' شہاب الدین' التورِبُشتی' الشافعی۔ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حنفی فقیہ ہیں۔ تُورِبُشت کی طرف منسوب ہیں' جو فارِس کے شیراز کا ایک گاؤں ہے۔ فارسی اور عربی میں کئی کتابیں لکھیں۔ یہ تاتاریوں کے زمانے میں رہے ہیں اس لیے پورے حالاتِ زندگی میسر نہیں۔ کتاب المیسر کے نام سے مصابیح السنۃ کی شرح لکھی جس میں محدثین کا طرز اپنایا گیا ہے۔ ۶۶۱ھ=۱۲۶۳ء کو وفات پا گئے۔
[طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۸: ۳۴۹' ت: ۱۲۴۵' الاعلام ۵: ۱۵۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُءُ وسِهِمْ ، فقد قيل:إن الإقناع قد يكون بمعنى التصويب ، يُقال:أقنع راسه:إذا صَوَّبَهُ فهو من الأضداد. [المُيَسَّرفي شَرحِ مَصَابِيح السُّنَّة١:٢٣٢]

''أقنع رأسه کا معنیٰ ہے: اُس نے اپنا سر اوپر اُٹھالیا۔ ارشادِ ربانی: مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُ وسِهِمْ اسی سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کبھی کبھی إقناع، تصویب کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ أقنع راسه کا معنیٰ ہے: اُس نے اپنے سر کو جھکالیا۔ اس لیے یہ حرف اَضداد میں سے ہے۔''

اَلْقُرْءُ

امام اصمعی اور امام ابن السکیت لکھتے ہیں: القُرأُ عندأهل الحجاز:الطُّهرُ، وعند أهل العراق: الحيض. [الاضداد اصمعی:۵، برقم:۱، الاضداد ابن السکیت:۱۶۳، برقم:۲۷۶]

''قُرأُ: اہل حجاز کے نزدیک طہر اور اہل عراق کے نزدیک حیض کو کہتے ہیں۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: القُرءُ حرفٌ من الأضداد، يُقال:القُرءُ للطهر، وهو مذهب أهل الحجاز، والقُرءُ للحيض، وهو مذهب أهل العراق، ويُقال في جمعه:أقراء وقُروءٌ.

[الاضداد:۲۷، برقم:۸]

''القُرءُ حروفِ اَضداد میں سے ہے۔ طہر کو القُرءُ کہتے ہیں اور یہ اہل حجاز کا مذہب ہے اور القُرءُ حیض کو بھی کہتے ہیں۔ یہ اہل عراق کا مذہب ہے۔ اس کی جمع أقراءٌ اور قُروءٌ ہے۔''

امام جوہری لکھتے ہیں: القَرءُ، بالفتح:الحيض، والجمع أقراءٌ ، وقُروءٌ على فُعُول ، وأَقْرُؤٌ، في أدنى العدد، وفي الحديث:دعي الصَّلاة أيام أَقرائِكِ(1). و القَرءُ أيضاً:الطهر، و هو من

---

(۱) سنن دارقطنی:۱۷۷، کتاب الحیض، حدیث:۳۶؛عن حبيب بن أبي ثابت عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها مرفوعاً . حبیب بن ابی ثابت اگرچہ ثقہ اور جلیل القدر فقیہ ہیں لیکن کثیر الارسال و التدلیس بھی ہیں۔[تقریب التهذیب:۱۸۸، ت:۱۰۸۴]

نیز امام بخاری فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروة بن زبیر سے کوئی روایت نہیں سنی۔

[سنن ترمذی۱:۱۳۵، بذیل حدیث:۸۶؛۳:۱۱۷، بذیل حدیث:۷۳۹؛۳:۲۷۵، بذیل حدیث:۹۳۶؛۵:۴۸۴، بذیل حدیث:۳۴۸۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأضداد. [الصحاح ۱:۶۴]

''القَرءُ- فتح [قاف کے زبر] کے ساتھ -حیض کو کہتے ہیں اس کی جمع أقراءٌ اور فُعول کے وزن پر قُروءٌ ہے۔اس کی جمع قلت أقرُؤٌ ہے اور حدیث میں ہے کہ:دعي الصَّلاة أيام أقرائِكِ یعنی اپنی حیض کے دوران نماز چھوڑ دو۔القَرءُ طہر یعنی حیض کے بعد کی پاکی کو بھی کہتے ہیں اور یہ أضداد میں سے ہے۔''

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:و القُرءُ في الحقيقةِ اسمٌ للدخولِ في الحيضِ عن طُّهرٍ،و لمّا كان اسماً جامعاً للأمرين:الطُّهرِ والحيضِ المُتَعَقَّبِ له أُطلِقَ على كل واحدٍ منهما لأنَّ كل اسم موضوعٌ لِمَعْنَيَين معاً يُطْلَقُ على كُلِّ واحِدٍ منهما إذا انفرد ، كالمائدة للخِوَانِ و الطعام،ثم قد يُسَمَّى كلُّ واحدٍ منهما بانفراده به.وليس القُرءُ اسماً للطُّهرِ مُجَرَّداً و لا للحيض مُجَرَّداً بدلالة أنَّ الطاهر التي لم تَرَ أثرَ الدم لايُقالُ لها:ذاتُ قُرءٍ و كذاالحائض التي استمرَّ بها الدَّمُ و النُّفساء لايُقال لهاذلك،وقوله:وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ،أي:ثلاثةُ دخولٍ من الطهرفي الحيض.[المفردات:۴۰۲]

''القُرءُ کے اصل معنی طہر سے حیض میں داخل ہونے کے ہیں اور چونکہ یہ لفظ طہر اور حیض دونوں کا جامع ہے اس لیے دونوں پر اس کا اِطلاق ہوتا ہے کیوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ جو اسم دو چیزوں کے لیے بحیثیتِ مجموعی وضع کیا گیا ہو وہ ہر ایک پر اِنفراداً بھی بولا جا سکتا ہے مثلاً مَـائِـدَةٌ کہ دسترخوان اور کھانا دونوں کے مجموعہ کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر ہر ایک پر اِنفراداً بھی بولا جاتا ہے۔القُرءُ نہ صرف حیض کا نام ہے اور نہ صرف طہر کا [بلکہ دونوں کے لیے وضع کیا گیا ہے] اس کی دلیل یہ ہے کہ جس عورت کو حیض نہ آتا ہوا سے ذَاتُ قَرءٍ نہیں کہا جاتا اور ایسے ہی حائض جسے متواتر خون آرہا ہو اور نُفَسَاء [نفاس والی] کو بھی ذَاتُ قَرءٍ نہیں کہتے اور آیت کریمہ:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۲۸]

''اور مطلّقہ عورتیں اپنے بارے میں تین قُرُوْءٍ تک توقف کریں۔''

میں ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ کے معنی تین مرتبہ طہر سے حالتِ حیض کی طرف منتقل ہونے کے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَضَی

امام جوہری لکھتے ہیں: القضاءُ:الحکمُ و أصله قَضَايٌ لأنه مِن قَضَيْتُ' إلّاأن الیاء لما جاء ت بعد الألف همزت والجمع:الأقضیةُ' وقضَی'أي:حَکَمَ' ومنه قوله: وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ. وقدیکون بمعنی الفراغ'تقول:قضیتُ حاجتي' وضربه فقضی علیه' أي:قتله'کأنه فرغ منه'وسَمٌّ قاضٍ'أي:قاتلٌ'وقَضٰی نحبه قضاءً' أي: مات' و قد یکون بمعنی الأداء والإنهاء' تقول: قضیتُ دَیني'و منه قوله تعالی: وَقَضَیْنَآاِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ. وقد یکون أیضاً بمعنی الصنع والتقدیر. [الصحاح ۶:۲۴۶۳-۲۴۶۴]

''قضا،حکم اور فیصلہ کو کہتے ہیں جس کی اصل قضائی ہے لیکن حرف یا الف کے بعد آ جانے سے ہمزہ میں بدل گئی۔اس کی جمع اقضیۃ ہے۔قضَی کا معنیٰ ہے: حکم دینا' فیصلہ کرنا' جیسا کہ اس آیت میں ہے: وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۲۳]

''اور تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اُس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔''

کبھی یہ فارغ ہونے کے معنیٰ میں ہوتا ہے' جیسا کہ قَضَیْتُ حَاجَتِيْ 'یعنی میں اپنے کام سے فارغ ہوا۔اور ضربه فقضی علیه کا معنیٰ ہوگا کہ اسے قتل کر دیا گویا کہ اُس سے فارغ ہوا۔سَمٌّ قاضٍ زہرِ قاتل کو کہتے ہیں۔قَضٰی نحبه قضاءً کا معنیٰ ہے: وہ مرگیا۔اس کا معنیٰ ادائیگی اور قطعی اطلاع بھی ہے جیسا کہ قضیتُ دَیني کا معنیٰ ہے: میں نے اپنی قرض ادا کی۔اسی طرح یہ فرمانِ الٰہی: وَقَضَیْنَآاِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۴]

''ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ قطعی اطلاع دی تھی۔''

قرآن مجید میں یہ دو متضاد معنوں میں بھی مستعمل ہے:

[۱] ارادہ: وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۱۷]

''جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اُسے کہتا ہے: ہو جا' پس وہ ہو جاتا ہے۔''

[۲] پورا کرنا' کسی کام سے فارغ ہونا: فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۰۰]

''پھر جب تم اپنے [حج کے] مناسک ادا کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ.[سورة النساء۴:۱۰۳]

''پس جب تم نماز ادا کر چکو۔''

کان

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: ''کان'' اضداد میں ہے۔ یہ ماضی کے لیے بھی مستعمل ہے اور مستقبل کے لیے بھی اور کبھی یہ زائدہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ: وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.[سورة النساء۴:۱۰۰]

یعنی: اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔[الاضداد:۶۰' برقم:۲۸]

''کان'' اَضداد میں سے ہے اور دو متضاد زمانوں کے لیے مستعمل ہے:

[۱] ماضی: وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ.

[سورة البقرة۲:۷۵]

''ان میں سے ایک گروہ اللہ کے کلام کو سنتا رہا ہے اور اس کو سمجھ چکنے کے بعد اس میں تحریف کرتا رہا ہے۔''

[۲] مضارع: اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا.[سورة النساء۴:۲]

''بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا.[سورة النساء۴:۹۲]

''اور کسی مؤمن کے لیے روا نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو قتل کرے مگر یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے۔''

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا.[سورة مریم۱۹:۲۹]

''اُس سے کس طرح بات کریں جو ابھی گود میں بچہ ہے۔''

لَا

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: لا' حرفٌ من الأضداد' تكون بمعنى الجحد' وهو الأشهر فيها وتكون بمعنى الإثبات' وهو المستغرب عند عوام الناس منها' فكونها بمعنى الجحد لايُحتاج فيه إلى شاهد' وكونها بمعنى الإثبات شاهده قول الله عزوجل: وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَا اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ. وكذلك قوله تعالى: مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ' معناه: أن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسجد' فدخلت "ما" للتوكيد' ومثله قوله جل وعلا: وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. معناه: أنهم يرجعون. [الاضداد: ۲۱۱' برقم: ۱۳۵]

''لا' اَضداد میں سے ایک حرف ہے جس کا مشہور معنیٰ جحود انکار ہے جو کسی شاہد پیش کرنے کا محتاج نہیں۔ یہ کبھی کبھار اِثبات کے لیے بھی مستعمل ہے جو عوام الناس کو عجیب سا لگے گا اس معنیٰ کے یہ شاہد ہیں:

–وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَا اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ. [سورۃ الانعام ۶:۱۰۹]

''اور تمھیں کیا پتا کہ جب وہ [نشانیاں] آ جائیں گی تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔''

–مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ. [سورۃ الاعراف ۷:۱۲]

''تجھے کیا مانع ہوا اس سے کہ تو سجدہ کرے، جب میں تمھیں حکم دے چکا؟''

–وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. [سورالانبیاء ۲۱:۹۵]

''اور جس بستی کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں ناممکن ہے کہ وہ لوگ پھر لوٹ کر آئیں۔''

لا' حروف اضداد میں سے ہے جس کی مثالیں ان آیات میں ہیں:

[۱] جحود وانکار؛ اس کی دو قسمیں ہیں:

–جحود بمعنی نفی: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲]

''یہ [عظیم الشان] کتاب ہے اس [کے من جانب اللہ ہونے] میں کوئی شک نہیں۔''

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۵]

''یا تو اُنہیں تنبیہ نہ کرے وہ ایمان نہیں لاتے۔''

–جحود بمعنی نہی: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۳۵]

''اور تم دونوں اس درخت کے قریب مت جانا۔''

وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوٰالَكُم بينكم بالباطل. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۸]

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ۔''

[۲] اِثبات: وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. [سورالانبیاء ۲۱:۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جس بستی کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں ناممکن ہے کہ وہ لوگ پھر لوٹ کر آئیں۔''

امام ابن قتیبۃ لکھتے ہیں: حرامٌ علیهم أن یرجعوا. [غریب القرآن: ۲۸۸]

''اُن کا واپس لوٹنا ناممکن ہے۔''

مِنْ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: "مِنْ" حرفٌ من الأضداد، تکون لبعض الشيئ، وتکون لکله.

[الاضداد: ۲۵۲، برقم: ۱۵۴]

''مِنْ: حروف اَضداد میں سے ہے۔ اس کا استعمال کبھی کسی شے کے ایک حصہ کے لیے کیا جاتا ہے اور کبھی پوری شے کے لیے۔''

[۱] کسی شے کے ایک حصہ کے لیے اس کا استعمال: رَبَّنَآ إِنِّیٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِی بِوَادٍ غَيْرِ ذِی زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ. [سورۃ ابراہیم ۱۴: ۳۷]

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک کو بن کھیتی کی وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس بسایا ہے۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں۔''

[۲] پوری شے کے لیے اس کا استعمال، جیسے ان آیات میں:

– يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ. [سورۃ الاحقاف ۴۶: ۳۱]

''وہ تمہارے گناہوں کو بخشے گا۔''

– وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ. [سورۃ محمد ۴۷: ۱۵]

''اور اس میں اُن کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔''

– وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًۢا. [سورۃ الفتح ۴۸: ۲۹]

''اللہ نے اُن سب لوگوں سے، جنھوں نے ایمان لایا اور نیک عمل کیے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: معناه: وعدهم الله کلهم مغفرةً، لأنه قدّم وصف قوم یجتمعون في إستحقاق هذا الوعد. [الاضداد: ۲۵۲، برقم: ۱۵۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سارے لوگوں سے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اس لیے کہ اس آیت سے پہلے اُس قوم کی وصف بیان کی گئی ہے جو اس وعدہ کے استحقاق میں شریک ہیں۔''

مَوْلَی

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الواو' واللام' والیاء: أصلٌ صحیحٌ یدُلُّ علی قُرب' من ذلك: الوَلْيُ: القرب' ومن الباب المولَی: المُعتَق والمُعتِق والصاحب والحلیف وابن العم والناصر والجار کل هولاء من الوَلْيِ' وهو القرب وکلُّ مَن وَلِيَ أمرَ آخرَ فهو وليُّه.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۱۰۶۴]

''واؤ لام اور یا: ایک صحیح اصل ہے جو قرب اور نزدیک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مولیٰ: آزاد کیے ہوئے غلام اور آزاد کرنے والے آقا کو کہتے ہیں۔ ساتھی' حلیف' چچازاد بھائی' ناصر اور ہمسایہ سارے کے سارے ''و ل ی'' سے ہیں جس کا معنیٰ قریب ہونے کا ہے اور جو شخص کسی دوسرے کا کوئی کام اپنے ذمہ لے وہ اس کا ولی کہلاتا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: المولَی: اضداد میں سے ہے۔ مَولَی: المُنعِمُ المُعتِق: آزاد کرنے والے محسن کو بھی کہتے ہیں اور زیرِ احسان آزاد کیے ہوئے شخص کو بھی مَولَی کہتے ہیں۔''

[الاضداد: ۴۶' برقم: ۱۹]

[۱] المُعتِق: وہ جو انسان کو آزادی دیتا ہے: اَنْتَ مَوْلٰـنَا. [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۸۶]

''تو ہمارا مولیٰ ہے۔''

قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰـنَا. [سورۃ التوبۃ ۹: ۵۱]

''کہو کہ ہمیں صرف وہی چیز پہنچے گی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ رکھی ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے۔''

[۲] المُعتَق: آزاد کیا ہوا غلام: فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ.

[سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵]

''اور اگر تم کو اُن کے باپوں کا پتا نہ ہو تو وہ تمہارے بھائی اور تمہارے شریک قبیلہ ہیں۔''

اس آیت میں مَوَالِیْکُمْ سے مراد المُعتَق یعنی آزاد کردہ غلام ہیں اس لیے کہ یہ آیت سیدنا زید بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حارثہ ﷛ کے بارے میں نازل ہوئی اور نبی اکرم ﷺ انہیں اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا کہتے تھے [1]۔
[تفسیر ابن کثیر ۱۱:۱۱٦]

النِّدُّ

امام ابن فارس لکھتے ہیں: النون و الدال أصل صحیح یدل علی شُرودٍ، وفراقٍ، ونَدَّ البعیرُ نَدّاً و نُدوداً: ذھب علی وجھه شارداً. [معجم مقاییس اللغۃ: ۹٦۲]

''نون اور دال ایک صحیح اصل ہے جو انتشار، تنفر اور فراق پر دلالت کرتی ہے۔ نَدَّ البعیرُ نَدّاً و نُدوداً: اس وقت کہتے ہیں جب اونٹ بدک جائے اور جدھر چاہے منہ اُٹھا کر چل پڑے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: اَلنِّدُّ یقع علی معنیین متضادین، یُقال: فلانٌ نِدُّ فلان: إذا کان ضده، و فلانٌ نِدُّہٗ: إذا کان مثله، و فَسَّرَ الناسُ قول اللّٰہ تعالی : فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا علی جھتین: [۱] فلا تَجعَلُوْا لِلّٰہِ أعْدالاً، فالأعدالُ جمع عِدل، و العِدل: المثل [۲] عن أبي عبیدۃ: فلا تجعلوا اللّٰہ أضداداً. [الاضداد: ۲۳-۲۴، برقم: ٦]

''اَلنِّدُّ کا استعمال دو متضاد معنوں کے لیے ہوتا ہے: ضد یعنی مد مقابل اور مثل۔ مفسرین نے ارشاد ربانی تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا [سورۃ البقرۃ ۲:۲۲] کی دو متضاد تفسیریں کی ہیں:

[۱] فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ أعدالاً یعنی مثل و نظیر۔ اَعدال، عِدل کی جمع ہے۔ مثل اور شریک کو کہتے ہیں۔

امام طبری لکھتے ہیں: الأنداد جمع ند، و النِّدُّ: العِدْلُ و المِثل، کما قال حسان بن ثابت ﷛:

أتَھجُوہُ و لَستَ لَهُ بِنِدٍّ   فَشرُّکما لِخیرِکُما الفِداءُ

یعني بقوله: و لست له بِنِدٍّ: لست له بمثلٍ ولا عِدلٍ، و کل شیئ کان نظیراً لشیئ و له شبیھاً فھو له نِدٌّ. [تفسیر طبری ۱:۱۹۸]

''اَنداد: نِد کی جمع ہے۔ برابر اور مثل کو کہتے ہیں جیسا کہ سیدنا حسان بن ثابت ﷛ [2] نے فرمایا

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب المغازی [٦۴] باب عمرۃ القضاء ذکرہ انس ﷛ [۴۴] حدیث: ۴۲۵۱

(۲) حسان بن ثابت بن منذر خزرجی انصاری ابو الولید ﷛ صحابی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے شاعر ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہائشی ہیں۔ جاہلیت اور اسلام دونوں کے عہد دیکھے ہیں۔ اپنی وفات ۵۴ھ = ٦۷۴ء سے قبل آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ [اسد الغابۃ ۱:۵۰۱، ترجمہ: ۱۱۵۳، الاعلام ۲:۱۷۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: کیا تو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو اُس کے برابر نہیں تو تم دونوں میں سے جو بدترین شخص ہے وہ تم دونوں میں سے بہترین شخص پر قربان ہو۔'' اس شعر میں لست له بِنِدٍ کا مطلب یہ ہے کہ تو اُن کے مثل اور برابر نہیں۔ جو چیز کسی دوسری چیز کا نظیر اور شبیہ ہو، وہ اس کی نِد ہے۔''

[۲] امام ابوعبیدۃ کہتے ہیں: مقابل اور ضد کو کہتے ہیں۔

النِّسْیَان

امام ابن فارس لکھتے ہیں: النون و السین و الیاء أصلان صحیحان یدل أحدهما علی إغفال الشيئ، و الثاني علی ترك الشيئ. [معجم مقاییس اللغۃ: ۳۸۷]

''نون، سین اور یا: دو صحیح اصل ہیں جن میں سے ایک کسی چیز سے غافل ہونے اور دوسری کسی چیز کو چھوڑ دینے پر دلالت کرتی ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: مِن الأضداد: نَسِیتُ، یکون بمعنی: غَفَلت عن الشيئ، و یکون بمعنی: ترکت متعمداً من غیر غفلةٍ لحقتني فیه. [الاضداد: ۳۹۹، برقم: ۳۰۵]

''نَسِیتُ: اَضداد میں سے ہے۔ کسی چیز سے غافل ہو جانے اور کسی چیز کو چھوڑ دینے کے معنیٰ میں مستعمل ہے اگرچہ غفلت کی وجہ سے نہ ہو۔''

[۱] قصداً کسی چیز کو چھوڑ دینا، نظر انداز کرنا، جیسے ان آیتوں میں:

— وَ لَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَکُمْ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۷]

''اور تمہارے درمیان ایک دوسرے پر جو فضیلت ہے اُس کو نہ بھولو۔''

— نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ. [سورۃ التوبۃ ۹: ۶۷]

''انہوں نے اللہ کو بھلا رکھا ہے تو اللہ نے بھی ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: معناه: فَتَرَكَ إثابتهم و رحمتهم متعمداً. [الاضداد: ۳۹۹، برقم: ۳۰۵]

''اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قصداً انہیں کوئی اچھا بدلہ نہیں دیا بلکہ اُنہیں نظر انداز کر دیا۔''

[۲] غفلت، یعنی بھول جانا، جیسے اِن آیتوں میں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ. [سورۃ الکہف ۱۸:۷۳]

''اُس [موسیٰ علیہ السلام] نے کہا: میری بھول چوک پر میرا مواخذہ مت کرو۔''

– وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا. [سورۃ طٰہٰ ۲۰:۱۱۵]

''اور ہم نے اس سے پہلے آدم [علیہ السلام] پر ایک عہد کی ذمہ داری ڈالی تو وہ بھول گیا اور ہم نے اُس میں عزم کی پختگی نہیں پائی۔''

وراءٌ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: وراء من الأضداد، یقال للرجل: وراءك، أي: خلفك، و وراءك أي: أمامك. [الاضداد: ۶۸، برقم: ۳۴]

''وراء: اَضداد میں سے ہے۔ کسی شخص کو وراءك اُس وقت کہتے ہیں جب کوئی چیز اس کے پیچھے ہو اور وراءك اُس وقت بھی کہتے ہیں جب کوئی چیز اُس کے آگے ہو۔''

یہ لفظ قرآن مجید میں اِن دونوں متضاد معنوں میں مستعمل ہے۔

[ا] پس پشت ڈالنا، پیچھے ڈالنا، چھوڑ دینا، عمل نہ کرنا جیسے ان آیتوں میں:

– نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۰۱]

''تو ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی تھی، اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے پھینکا۔''

امام شعبی کہتے ہیں: هو بين أيديهم يقرء ونه، ولكن نبذوا العمل به. [تفسیر القرطبی ۲:۴۱]

''وہ اُن کے ہاتھوں میں ہے اُسے پڑھتے بھی ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔''

اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: أدرجوه في الحرير و الديباج، و حلّوه بالذّهب و الفضة، ولم يُحِلّوا حلاله، ولم يُحَرِّموا حرامه، فذلك النبذ. [تفسیر القرطبی ۲:۴۱]

''اُنہوں نے اسے حریر اور دیباج میں لپیٹ کر رکھا ہے اور اسے سونے چاندی سے لکھا ہے لیکن اس کے حرام کو حرام نہیں کہتے اور اس کے حلال کو حلال نہیں کہتے اور یہی اس کا چھوڑنا ہے۔''

– فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ. [سورۃ آل عمران ۳:۱۸۷]

''تو اُنہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

—وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَ كُمْ ظِهْرِيًّا. [سورۃ ہود ۱۱: ۹۲]

''اور تم نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے۔''

[۲] آگے، سامنے، جیسے ان آیتوں میں:

— مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ. [سورۃ ابراہیم ۱۴: ۱۶]

''اُس کے آگے جہنم ہے۔''

—وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ. [سورۃ ابراہیم ۱۴: ۱۷]

''اور آگے اس کے لیے ایک اور سخت عذاب ہے۔''

— وَكَانَ وَرَآءَ هُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا. [سورۃ الکہف: ۱۸: ۷۹]

''اور اُن کے پرے ایک بادشاہ تھا جو تمام [سالم] کشتیوں کو زبردستی ضبط کر رہا تھا۔''

— وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ. [سورۃ المؤمنون ۲۳: ۱۰۰]

''اور اُن کے آگے ایک پردہ ہوگا اُس دن تک کے لیے جس دن وہ اُٹھائے جائیں گے۔''

— وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ. [سورۃ الجاثیۃ ۴۵: ۱۰]

''اور اُن کے آگے جہنم ہے۔''

و ز ع

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الواو والزاء والعين بناء موضوع على غير قياس.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۱۰۵۱]

''واؤ، زاء اور عین: اس مادہ و مصدر کے الفاظ کسی قیاس اور قاعدے کے پابند نہیں۔''

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: قال بعض أهل اللغة: أوزعتُ حرفٌ من الأضداد يُقال: أوزعتُ الرجلَ: إذا أغريتهُ بالشيئ وأمرتهُ به، وأوزعتهُ: إذا نهيته وحبستهُ عنه، قال الله عزوجل: فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ، أي: يُحبَسُ أولُهم على آخرهم، قال أبو بكر: والصحيح عندنا أن يكون: أوزعتُ بمعنى: أمرتُ وأغريتُ. ووزعتُ بمعنى: حَبستُ. الدليل على هذا قوله عزوجل: رَبِّ اَوْزِعْنِیْ، معناه: ألهمني. [الاضداد: ۱۳۹، برقم: ۸۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ أوزعتُ أضداد میں سے ایک حرف ہے۔اس کے دو متضاد معنی ہیں: کسی چیز کا حکم دینا' تیز کرنا' جیسا کہ اس آیت میں ہے: فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ. [سورۃ النمل ۲۷:۱۷]

''وہ نہایت ترتیب سے صف در صف رہتے تھے۔''

ابوبکر [امام ابن الانباری] کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ أوزعتُ امر اور ترغیب کے معنیٰ میں مستعمل ہے اور وزعتُ روک کے رکھنے اور سنبھالا دینے کے معنیٰ میں مستعمل ہے' اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ.

[سورۃ النمل ۲۷:۱۹]

''اے میرے رب! مجھے سنبھالے رکھ کہ میں اُس فضل کا شکر گزار رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے۔''

اہل لغت نے کہا ہے کہ یہاں اَوْزِعْنِیْ کا معنیٰ توفیق دینا' سُجھانا اور کسی چیز کا شیدائی بنانا بھی ہے۔

وعد

امام ابن فارس لکھتے ہیں: الواو' والعين' والدال كلمةٌ صحيحةٌ تدُلُّ على تَرجِيَةٍ بقَولٍ' يُقال: وَعَدتُه اَعِدُهٗ وعداً' ويكون ذلك بخيرٍ' وشرٍ' فأماالوعيد فلا يكون اِلَّا بِشَرٍّ.

[معجم مقاییس اللغۃ: ۱۰۵۸]

''واؤ' عین اور دال: صحیح کلمہ ہے جو کسی وعدہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔خواہ اچھی بات کا ہو یا بری بات کا۔البتہ شر کی بات کے لیے وعید کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔دو متضاد معنوں: وعد اور وعید کے لیے مستعمل ہے۔

[۱] الوعد بالخير ''بخیر کا وعدہ' جیسے اِن آیات میں:

-وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ. [سورۃ المائدۃ ۵:۹]

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کے لیے مغفرت ہے۔''

-اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ. [سورۃ ابراہیم ۱۴:۲۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔''

–اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا. [سورۃ القصص ۲۸:۶۱]

''کیا وہ شخص جس سے ہم نے ایک خوش آئند وعدہ کر رکھا ہے۔''

–وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً. [سورۃ الفتح ۴۸:۲۰]

''اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے۔''

[۲]الوعد بِالشّر' یعنی وعید' جیسے اِن آیات میں:

–اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ. [سورۃ الانعام ۶:۱۳۴]

''جس چیز [عذاب] کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آ کے رہے گی۔''

–وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ. [سورۃ الاعراف ۷:۸۶]

''اور ہر راہ میں دھمکیاں دیتے نہ بیٹھو۔''

–هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. [سورۃ یٰس ۳۶:۶۳]

''یہ ہے وہ جہنم جس سے تم کو ڈرایا جا رہا ہے۔''

هَلْ

امام ابن الانباری لکھتے ہیں: هل: حرفٌ من الأضداد ' تكون إستفهاماً عمايجهله الإنسان ولايعلمه' فتقول: هل قام عبدالله؟ ملتمسًا للعلم وزوال الشك. وتكون هل بمعنى: قد في حال العلم واليقين وذِهاب الشك. [الاضداد: ۱۹۱' برقم: ۱۱۸]

''هَلْ: اَضداد میں سے ایک حرف ہے جو کبھی استفہام کے لیے اس لیے آتا ہے کہ انسان کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا جیسے هل قام عبداللہ؟ اُس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی اس کے بارے میں معلوم کرنا اور شک زائل کرنا چاہے اور کبھی یہ قَدْ [یقین] کے معنیٰ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یعنی علم و یقین کے ہونے اور شک نہ ہونے کے باوجود بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے۔''

[۱]سوال اور استفہام کے لیے' جیسے اِن آیات میں:

– فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا. [سورۃ الاعراف ۷:۴۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم نے جو کچھ تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا اس کو سچ پایا؟''

–قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ. [سورۃ یونس۱۰:۳۴]

''پوچھو: تمہارے شرکاء میں کوئی ہے جو خلق کا آغاز کرتا ہو؟''

–هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَارَزَقْنٰكُمْ. [سورۃ الروم۳۰:۲۸]

''کیا ہم نے تم کو جو [رزق وفضل] بخشا ہے اُس میں تمہارے مملوکوں میں سے بھی شریک ہیں؟''

–هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ. [سورۃ ق۵۰:۳۰]

''ابھی اور بھی ہیں؟''

[۲] قَدْ [یقیناً] کے معنیٰ میں، جیسے اِن آیتوں میں:

–وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى. [سورۃ طٰہٰ۲۰:۹]

''اور یقیناً موسیٰ کی سرگزشت تمہارے پاس آئی ہے۔''

–وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ. [سورۃ ص۳۸:۲۱]

''اور یقیناً تمہیں فریقوں کے معاملہ کی خبر پہنچی ہے۔''

–هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ. [سورۃ الذاریات۵۱:۲۴]

''یقیناً تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی۔''

–هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُوْرًا. [سورۃ الدہر۷۶:۱]

''یقیناً گزرا ہے انسان پر کوئی وقت زمانے میں ایسا جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔''

– هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ. [سورۃ الغاشیۃ ۸۸:۱]

''یقیناً تمہیں چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے۔''

[الاضداد: ۱۹۱، برقم: ۱۱۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۱۹

تأویل و تفسیر

تأویل

تأویل بابِ تفعیل سے مصدر کا صیغہ ہے جس کا ماٴخذ اَوْلٌ ہے' جو آلَ یَؤُوْلُ سے مصدر کا صیغہ ہے جس کے معنی رجوع کرنے یعنی لوٹنے کے ہیں۔ بابِ تفعیل چونکہ متعدی ہے اس لیے تأویل کے لغوی معنی لوٹانے کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

التأويلُ:من الأوْلِ'أي:الرجوع إلى الأصلِ'ومنه الموئِلُ للموضع الذي يُرجعُ إليه'و ذلك هو ردُّ الشيئ إلى الغايةِ المُرادَةِ منه'عِلماً كان أو فعلاً.

[المفردات فی غریب القرآن:۳۱]

''تأویل،لفظِ اَوْل سے مشتق[ماخوذ] ہے۔جس کے معنی کسی چیز کے اصل کی طرف رجوع ہونے کے ہیں اور جس مقام کی طرف کوئی چیز لوٹ کر آئے اُسے موئِل[جائے بازگشت] کہا جاتا ہے پس تأویلٌ کسی چیز کو اُس غایت کی طرف لوٹانے کے ہیں جو اُس سے بلحاظِ علم یا بلحاظِ عمل کے مقصود ہوتی ہے۔''

قرآن مجید میں تأویل مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

[۱]بمعنی تحریف :فَاَمَّاالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِه.[سورۃ آل عمران۳:۷]

''جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے[اُسی حصہ کے] پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے،شورش کی تلاش میں اور اس کی تحریف[یا غلط مطلب] کی تلاش میں۔''

[۲]بمعنی تفسیر[صحیح مطلب]:وَمَایَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ.[سورۃ آل عمران۳:۷]

''اور حال یہ ہے کہ اس[متشابہ] کا صحیح مطلب بجز اللہ تعالی کے کوئی اور نہیں جانتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۳] بمعنی انجام ونتیجہ: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا. [سورۃ النساء۴:۵۹]

''پس اگر تم میں باہم کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اُس کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو، اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی خوش تر ہے۔''

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا.

[سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳۵]

''اور پیمانہ پورا کرو اور سیدھے ترازو سے تولا کرو، یہی طریقہ بہتر ہے اور نتیجہ کے اعتبار سے خوش تر ہے۔''

[۴] بمعنی حقیقت: هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِیْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ. [سورۃ الاعراف ۷:۵۳]

''یہ لوگ انتظار نہیں کرتے مگر اس کی حقیقت ہی کا انتظار کرتے ہیں، جس روز اس کی حقیقت سامنے آجائے گی تو وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے اس سے پہلے اس [قرآن] کو چھوڑ دیا تھا کہ بے شک ہمارے رب کے رسول سچا پیغام لے کر آئے تھے۔''

[۵] بمعنی: خوابوں کی تعبیر: سورۃ یوسف ۱۲ کی آیات: ۳۶؛ ۳۷؛ ۴۴؛ ۴۵ اور ۱۰۰ میں لفظ تاًویل سے مراد خوابوں کی تعبیر ہے، جو دراصل خوابوں کے مآل اور نتیجہ کی توضیح وتشریح ہوتی ہے۔

[۶] بمعنی توجیہ: سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہما السلام کے قصہ میں سیدنا خضر علیہ السلام کا قول نقل ہوا ہے کہ: سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا. [سورۃ الکهف ۱۸:۷۸]

''میں ابھی تم کو اُن کاموں کی توجیہ اور مصلحت بتا دیتا ہوں، جن پر تم صبر نہیں کر سکے تھے۔''

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا. [سورۃ الکهف ۱۸:۸۲]

''یہ اُن کاموں کی توجیہ اور مصلحت ہے، جن پر تم صبر نہیں کر سکے تھے۔''

مفسرین بالعموم تفسیر اور تاًویل کو ہم معنیٰ سمجھتے ہیں اور ان دونوں لفظوں کو مترادف الفاظ کے طور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ روایات وآثار کی روشنی میں قرآن کریم کی توضیح وتشریح کرنے کو تفسیر اور درایت وتدبر کے ذریعہ تشریح وتوضیح کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔

تفسیر

تفسیر کا لغوی معنیٰ

لفظ تفسیر کا مادہ ''ف' س' ر'' ہے جس کے لغوی معنی صاحب لسان العرب نے یہ بیان کیے ہیں:

الفَسْرُ: البیانُ، فَسَّرَ الشيءَ یَفسِره بالکسر ویَفسُره بالضم فَسْراً، وفَسَّره: أبانه، والتفسیر مثله، الفسر: کشف المُغَطّی، والتفسیر کشفُ المرا د عن اللفظ المشکل.

[لسان العرب ۲۶۱:۱۰]

''فَسْرٌ کے لغوی معنی ہیں: اظہار وبیان، اس کا فعل باب ضَرَبَ اور نَصرَ دونوں سے آتا ہے۔ تفسیر کا مفہوم بھی یہی ہے۔ فَسْرٌ بے حجاب کرنے کو کہتے ہیں۔ تفسیر کرتے وقت بھی مشکل لفظ کے معنی ومفہوم کو گویا بے حجاب کر دیا جاتا ہے۔''

مفسر ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں: ویُطلَق أیضاً التفسیرُ علَی التَّعرِیَةِ للإنطلاق، قال ثعلب: نقول: فسرتُ الفرس عَرَیتُهٗ لینطلق في حصره وهو راجع لِمعنی الکشف فکأنه کشف ظهره لهٰذا الذي یریده منه من الجَري. [البحر المحیط ۱۳:۱]

''سواری کا پالان اتار کر اس کی پیٹھ ننگی کرنے کو بھی تفسیر کہتے ہیں۔ ثعلب نحوی کا بھی یہی قول ہے ظاہر ہے کہ ننگا کرنے میں کشف واِظہار کا مفہوم پایا جاتا ہے، اس لیے کہ زین اتارنے سے پیٹھ کھل کر سامنے آجاتی ہے۔''

تفسیر کا اصطلاحی مفہوم

امام زرکشی لکھتے ہیں: التفسیرُ علمٌ یُعرفُ به فَهمُ کتابِ اللّٰه المُنَزّلِ علی نبیه محمدﷺ وبیانُ معانیهِ، واستخراجُ أحکامه، وحِکَمِهِ. [البرہان فی علوم القرآن ۱۳:۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تفسیر وہ علم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اُس کتاب کا فہم حاصل ہوتا ہے جو اُس کے نبی سیدنا محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے' جس کے ذریعے اُس کے احکام کی وضاحت ہوتی ہے اور جس کے ذریعے اس کے احکام اور حکمتیں معلوم کی جاتی ہیں۔''

علامہ محمد عبد العظیم زرقانی لکھتے ہیں: والتفسيرُ في الاصطلاح: عِلمٌ يُبحثُ فيه عن القرآن الكريم من حيث دَلالته على مراد الله تعالى بقدر الطاقةِ البشرية.

[مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۳۳۴]

''اصطلاح میں تفسیر وہ علم ہے' جس میں قرآنِ کریم کے بارے میں بشری طاقت کے مطابق اِس حیثیت سے بحث کی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر دلالت کرتا ہے۔''

تأویل اور تفسیر کے مابین فرق

قرآن مجید میں ''تأویل'' کے جو معانی بیان ہوئے اُن سب میں اس لفظ کا اصل لغوی معنی و مفہوم ملحوظ رکھا گیا ہے اور دقتِ نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ سارے استعمالات اور اطلاقات میں راجع کرنے اور لوٹانے کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لحاظ سے تفسیر اور تأویل مترادف ہوئے اور کچھ عرصے تک لفظ تأویل' تفسیر کے معنی میں استعمال ہوتا رہا چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دعاء وارد ہے:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ.

[مسند امام احمد ۱: ۲۶۶' ۳۱۴' ۳۲۸' ۳۳۵' صحیح ابن حبان ۱۵: ۵۳۱' برقم: ۷۰۵۵]

''یا اللہ! اسے دین میں فقاہت عطا فرما اور اسے قرآن کے معانی و مفاہیم کا علم عنایت فرما۔''

امام ابن قتیبۃ کی تأویل مشکل القرآن' امام طبری کی جامع البیان فی تأویل القرآن اور امام ماتریدی [1] کی تأویلات القرآن [2] اور تأویلات اہل السنۃ [3] تفسیر کی معروف کتابیں ہیں

---

(۱) ان کا تفصیلی تذکرہ آگے متن میں لکھا جائے گا۔

(۲-۳) تأویلات اہل السنۃ دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر مجدی باسلوم کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء کو شائع ہوئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو سند کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں کہ سلف صالحین کے ہاں تفسیر اور تأویل مترادف الفاظ کے طور پر استعمال کیے جاتے تھے۔ علامہ ابن قتیبۃ کی کتاب کا موضوع اکثر و بیشتر مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح ہے اور امام طبری کا طریقہ یہ ہے کہ مطلوبہ آیات لکھنے کے بعد تـاویل هذه الآیة لکھ کر تفسیر کرتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: التفسیر أعم من التأویل' و أکثر استعماله في الألفاظ' و أکثر استعمال التأویل في المعاني کتأویل الرؤیا' و أکثره یستعمل في الکتب الإلهیة' و التفسیر یستعملُ في غیرها و التفسیر أکثره یستعمل في [معاني] مفردات الألفاظ و التأویل أکثره یستعملُ في الجمل. فالتفسیر إما أن یستعمل في غریب الألفاظ کالبحیرة و السائبة و الوصیلة' أو في تبیین و شرحٍ کقوله: و أقیموا الصلوة و آتو الزکوة' و إمَّا في کلام مضمن لقصة لا یُمکن تصویره إلا بمعرفتها نحو قوله تعالی: انما النسيء زیادة في الکفر و قوله تعالی: ولیس البربان تاتوا البیوت من ظهورها و أما التأویل فإنه یستعمل مرةً عاما و مرةً خاصاً' نحو "الکفر" المستعمل تارةً في الجحود المطلق' و تارةً في جحود الباريء خاصة' و "الإیمان" المستعمل في التصدیق المطلق تارةً و في تصدیق دین الحق تارةً' و إمَّا في لفظ مشترك بین معاني مختلفةٍ نحو لفظة و جد المستعمل في الجدة و الوجد و الوجود. [مقدمۃ التفسیر: ۵۸۶' البرہان فی علوم القرآن ۲: ۱۴۹-۱۵۰' الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۵۲-۱۵۳' نوع: ۷۷]

"تفسیر بہ نسبت تأویل کے عام تر [چیز] ہے اور اس کا زیادہ تر استعمال لفظوں اور مفرد الفاظ میں ہوا کرتا ہے جب کہ تأویل کا استعمال اکثر معانی اور جملوں کے بارے میں ہوتا ہے۔ پھر زیادہ تر تأویل کا استعمال کتب الٰہیہ کے بارے میں ہوتا ہے اور تفسیر کو آسمانی کتب اور ان کے سوا دوسری کتابوں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تفسیر کا استعمال یا تو غریب الفاظ (1) میں ہوتا ہے جیسے

---

(1) غریب کے معنی: عجیب' نادر' نامانوس یا غیر ملکی کے ہیں۔ یہ لفظ قرآن و حدیث کے اُن نادر الفاظ کے لیے اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے جن کا مطلب و مفہوم بہت سے لوگوں پر واضح نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَحِيرَةٌ (۱) سَائِبَةٌ (۲) اور وَصِيلَةٌ (۳) میں یا کسی وجیز لفظ میں بطورِ شرح بیان کرنے کے جیسے: وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ [سورۃ البقرۃ ۲:۴۳] میں اور یا کسی ایسے کلام میں تفسیر کا استعمال ہوتا ہے جو کسی قصہ پر مشتمل ہو اور اُس کلام کا تصور میں لانا بغیر اس قصہ کی معرفت کے ممکن نہ ہو' جیسے ان آیات میں:

-اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ. [سورۃ التوبۃ ۹:۳۷]

''بے شک نَسِیْءٌ (۴) کفر میں ایک اِضافہ ہے۔''

---

(۱) بحیرہ اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے پانچ بچے پیدا ہو چکے ہوتے اور اُن میں آخری نر ہوتا ایسی اونٹنی کے کان چیر کر اُس کو آزاد چھوڑ دیتے، نہ اُس پر سواری کرتے اور نہ اُس کا دودھ دوہتے۔

(۲) سَیَّبَ کے بنیادی معنی دوام اور تسلسل کے ساتھ چلتے رہنے کے ہیں۔ [معجم مقاییس اللغۃ: ۴۷۷]

سَیَّبْتُ کے معنی ہیں: میں نے اس چیز کو آزاد چھوڑ دیا کہ وہ جہاں چاہے جائے۔ اسی مادہ سے السَّائِبَۃُ ہے۔ سائبہ اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے متعلق اس کا مالک اپنی کسی بیماری میں یہ مَنّت مانتا کہ اگر اس کو شفا ہو گئی تو وہ اس کو دیوتاوں کے نام آزاد چھوڑ دے گا، نہ اُس پر سواری کرے گا اور نہ اُس کا دودھ دوہے گا۔

(۳) بکری اگر مادہ جنتی تو اس کو اپنا حصہ سمجھتے۔ نر جنتی تو اس کو اپنے معبودوں کا حصہ سمجھتے اور اگر نر و مادہ دونوں ایک ساتھ جنتی تو اُس کو وصیلہ کہتے اور ایسے نر کو بتوں کی نذر کے قابل نہ سمجھتے۔

[تدبر قرآن ۲:۶۰۱-۶۰۲' بذیل تفسیر سورۃ المائدۃ ۵:۱۰۳]

(۴) نَسَا کے معنی مؤخر کرنے اور پیچھے ہٹانے کے ہیں۔ اسی سے: نَسَأَ الْبَعِيْرُ: دَفَعَهٗ عَنِ الْحَوْضِ ہے جس کے معنی ہیں: اونٹ کو پانی کے گھاٹ پر پہنچنے سے روک دیا۔ نَسَأَ الرَّاعِي فِي ظمأ الإبل: چرواہے نے اونٹوں کے پانی پلانے کو چند دن پیچھے ہٹا دیا۔ اسی سے نَسِیْءٌ کا اسم بنا لیا گیا ہے جس سے عرب جاہلیت کی اصطلاح میں وہ مہینہ مراد ہوتا ہے جس کو چند دن پیچھے ہٹا کر اس کے دنوں میں اضافہ کر دیتے تھے۔ شمسی سال قمری سال سے تقریباً گیارہ دن زیادہ ہوتا ہے۔ قمری سال کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اہل عرب یہ کرتے کہ اس میں کمی کے بقدر اضافہ کر دیتے جن کی عملی شکل یہ تھی کہ ہر آٹھ سالوں میں تین ماہ بڑھائے جاتے' گویا ہر دوسرے یا تیسرے سال کے خاتمہ پر ایک ماہ کبیسہ کا ہوتا۔ اس طرح اپنے زعم کے مطابق انہوں نے قمری مہینوں بالخصوص اشہر حرم کا احترام بھی قائم رکھا تھا اور اپنے تجارتی فوائد و مصالح کے نقطہ نظر سے اس کو شمسی بھی بنا لیا تھا۔ اہل عرب نے تو یہ اس تخیل کے تحت کیا کہ اس طرح اشہر حرم کی تعداد بھی پوری ہو جاتی ہے جو دین داری کا مقتضی ہے اور ان کا کاروباری مفاد بھی محفوظ ہو جاتا ہے لیکن قرآن مجید نے اُن کی اِس دین داری کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کو اُن......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۹]

''اور تقویٰ یہ نہیں کہ تم گھروں میں اُن کے پچھواڑوں سے داخل ہو[1]''۔

تاویل کا استعمال کہیں عام طور پر ہوتا ہے اور بعض دفعہ خاص امر کے انداز پر' جیسے لفظ ''کفر'' کہ یہ کبھی مطلق جُحود اور انکار کے لیے بولا جاتا ہے اور کہیں اللہ تعالیٰ سے انکار اور جُحود کے بارے میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ''ایمان'' کا لفظ کہ یہ کہیں مطلق تصدیق کے معنی میں ہے اور بعض موقعوں پر تصدیقِ حق کے معنی میں' اور یا اس کا استعمال مختلف معنوں میں مشترک لفظ میں ہوتا ہے جیسا کہ اَلْجِدَۃُ' اَلْوُجْدُ اور اَلْوُجُوْدُ کے معنوں میں بالاشتراک مستعمل ہے۔''

...... کے کفر میں ایک اضافہ قرار دیا جو راہِ راست، دین قیم اور ملت ابراہیمی سے اُن کے مزید انحراف کا موجب ہوا۔[تدبر قرآن ۳:۱۷۵]

(۱) امتوں کی یہ عام بیماری رہی ہے کہ آہستہ آہستہ لوگ دین کے اصلی احکام و فرائض تو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اُن کی خانہ پری بدعات اور رسوم سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اہل عرب پر بھی یہی گزری۔ یہ لوگ حج تو زمانہ جاہلیت میں بھی کرتے رہے لیکن اس کی اصل روح سے اس کو بالکل خالی کر کے اور رُسوم و اَوہام کا ایک گورکھ دھندا بنا کر۔ ازاں جملہ اُنہوں نے حج کے سلسلہ میں یہ بدعت ایجاد کر لی تھی کہ اِحرام باندھ چکنے کے بعد اگر انہیں گھروں میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آتی یا حج کے بعد جب گھروں میں واپس ہوتے تو اُن دروازوں سے گھروں میں داخل نہ ہوتے جن دروازوں سے نکلتے بلکہ مکانوں کے پچھواڑوں سے کسی دوسرے راستے سے داخل ہوتے۔ اس عجیب و غریب حرکت کا محرک یہ وہم رہا ہوگا کہ جن دروازوں سے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے نکلے ہیں، پاک ہو جانے کے بعد ان ہی دروازوں سے گھروں میں داخل ہونا خلافِ تقویٰ ہوگا۔ یہ وہم اسی طرح کا ایک وہم تھا جس طرح کے وہم میں وہ طواف کے معاملہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بہت سے عرب جاہلیت میں ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے' غالباً اُن کا خیال یہ رہا ہوگا کہ لباس، جو زینت و آرائش کی چیزوں میں داخل ہے، اس کی کوئی دھجی بھی زہد و رہبانیت کی اس عبادت میں جسم سے لگی کیوں رہ جائے۔ قرآن مجید نے اس بدعت کی تردید کی اور فرمایا کہ گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو، اس سے تقویٰ میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا البتہ آخرت کی فلاح اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مطلوب ہے تو اُس کے حدود کی پاسداری ملحوظ رکھو اور اس سے برابر ڈرتے رہو۔ حج سے اصل مقصود یہی تقویٰ ہے۔[تدبر قرآن ۱:۳-۴۷۳-۴۷۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کا اِرتقا

۱- تفسیر عہد رسالت میں

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے' اس کے نزول کے وقت جو لوگ موجود تھے ان کی مادری زبان عربی تھی' اس لیے انہیں قرآن مجید کے معانی و مطالب معلوم کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی' تاہم بعض مقامات میں جو اِجمال موجود ہیں ان کے بارے میں صحابہ کرام ؓ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کرلیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ دیگر مناصبِ جلیلہ پر فائز کیا تھا ویسا ہی ایک منصب عالی قرآن مجید کے مفسر و ترجمان ہونے کا بھی تھا' چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ. [سورۃ النحل ۱۶:۴۴]

''اور ہم نے تم پر یاد دہانی اتاری تاکہ تم لوگوں پر اُس چیز کو اچھی طرح واضح کر دو جو اُن کی طرف اتاری گئی ہے۔''

چنانچہ تفسیر کا سب سے پہلا بیش قیمت سرمایہ تفسیری روایات ہیں جو مختلف کتبِ حدیث میں منقول ہیں۔

۲- تفسیر عہدِ صحابہ کرام ؓ میں

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسلامی فتوحات کا دائرہ آگے بڑھا اور تمدن میں وسعت آئی تو دینی احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں' اس کے زیرِ اثر قرآن مجید کی آیات و احکام پر غور و فکر کرنے کی بناء پڑی۔

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ تمام صحابہ کرام ؓ فہمِ قرآن میں برابر نہ تھے اور تفسیر کا طرز و انداز بھی مختلف تھا۔ صحابہ کرام ؓ قرآن مجید کی وہی تفسیر بیان کرتے جو انہوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی یا جس آیت کا سببِ نزول انہیں خود معلوم ہوتا یا جو چیز بطریق اجتہاد اُن پر منکشف ہوتی۔ صحابہ کرام ؓ میں ان دس اکابر کو اس فن میں امتیاز حاصل تھا[1]۔

---

(۱) حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: اشتَهرَ بالتفسير من الصحابة عشرة: الخلفاء الأربعة' وابن ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے روایات کے قبول کرنے میں احتیاط کا پہلو اختیار کیا [۱]۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں روایات و احادیث کے سلسلے میں بڑے حزم و احتیاط سے کام لیا۔ آپ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی دادی کے میراث سے متعلق روایت پر اُس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جب تک سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ [۲] نے اُن کی تصویب نہیں فرمائی۔ [موطا امام مالک ۲: ۵۱۳، کتاب الفرائض [۲۷] باب میراث الجدۃ [۸] حدیث: ۴، سنن ابی داوٗد، کتاب الفرائض [۱۳] باب فی الجدۃ [۵] حدیث: ۲۸۹۴، سنن ترمذی، کتاب الفرائض [۳۰] باب ماجاء فی میراث الجدۃ [۱۰] حدیث: [۲۱۰۱]

منکرین حجیت حدیث نے حافظ ذہبی کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی لکھا ہے کہ:

میرے والد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کیا جن کی تعداد پانچ سو تھی پھر ایک شب میں دیکھا گیا کہ وہ بہت زیادہ کروٹیں بدل رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کروٹیں کسی جسمانی تکلیف کی وجہ سے بدل رہے ہیں یا کوئی خبر آپ تک پہنچی ہے جسے سن کر آپ بے چین ہو رہے ہیں؟ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، جب صبح ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی! ان حدیثوں کو لاؤ جو تمہارے پاس ہیں پھر آگ منگائی اور نسخہ کو جلا دیا۔ [مقامِ حدیث: ۷]

لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانچ سو احادیث مٹانے کی روایت صحیح نہیں ہے۔ خود حافظ ذہبی

......مسعود، وابن عباس وأبي بن كعب وزيد بن ثابت وأبو موسى الأشعري وعبداللہ بن الزبير رضی اللہ عنہم۔
[الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۸۳، نوع ۸۰]

(۱) حافظ ذہبی لکھتے ہیں: وكان أوّل من احتاط في قبول الأخبار۔ [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲]

(۲) محمد بن مَسلَمہ اوسی الانصاری الحارثی، ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ۳۵ قبل ہجری = ۵۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ اہل مدینہ میں سے تھے۔ بدر اور سارے غزوات میں شریک رہے ہیں۔ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کر سکے۔ مدینہ منورہ میں ۴۳ھ = ۶۶۳ء کو وفات پائی۔ جنگ جمل اور صفین سے کنارہ کش رہے۔
[الاصابۃ ۳: ۳۸۳، ترجمہ: ۷۸۰۶، الاعلام ۷: ۹۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۱:۵]

حافظ ذہبی کا اس روایت کو ''لَا یَصِحُّ'' کہنا صد فیصد درست ہے اس لیے کہ:

۱- اس کی سند میں علی بن صالح ہے جو گیارہویں طبقہ کا مستور (۱) راوی ہے۔

[تقریب التھذیب: ۴۳۳ ترجمہ: ۴۷۵۲]

۲- ایک راوی موسیٰ بن عبداللہ بن حسن علوی ہے' اگرچہ بعض محدثین اُس کی توثیق کرتے ہیں مگر امام بخاری فرماتے ہیں: فِیهِ نَظَرٌ. [الضعفاء الکبیر ۴:۱۵۹' ترجمہ: ۱۷۳۰]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: وكذا عادته إذا قال: فيه نظرٌ' بمعنى: أنه مُتَّهَمٌ.

[الموقظة فی علم مصطلح الحدیث: ۸۳]

''اسی طرح اُن [امام بخاری] کی عادت ہے کہ جب [کسی راوی کے بارے میں] فِیهِ نَظَرٌ [کے الفاظ] کہیں' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ راوی مُتَّهَمٌ [یعنی: جھوٹ بولنے سے بدنام] ہے۔''

اُن کا یہ حکم وہ عمومی طور پر استعمال کرتے ہیں' چنانچہ حافظ ذہبی ''عبداللہ بن داؤد واسطی کے ترجمہ [حالاتِ زندگی] میں لکھتے ہیں: وقد قال البخاري (۲): فيه نظرٌ' ولا يقول هذا إلّا فيمن يَتَّهِمُهُ غالباً. [میزان الاعتدال ۲:۴۱۶' ترجمہ: ۴۲۹۴]

حافظ ذہبی ہی عثمان بن فائد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: قال البخاري: في حديثه نظرٌ' وقلَّ أن يكون عند البخاري رجلٌ فيه نظرٌ إلّا وهو مُتَّهَمٌ. [میزان الاعتدال ۳:۵۱' ۵۲' ترجمہ: ۵۵۵۲]

''امام بخاری نے اس کے بارے میں فِي حَدِيثِهِ نَظَرٌ کے الفاظ استعمال کیے ہیں' اور بہت ہی کم ایسا ہوا ہے کہ کسی راوی کے بارے میں امام بخاری نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہو اور وہ راوی متہم ثابت نہ ہوا ہو۔''

---

(۱) مجہول کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ محدثین کے نزدیک اگر کسی راوی سے ایک شخص نے روایت کی ہو، مگر اُس کی توثیق نہ ہوئی ہو تو وہ مجہول کہلاتا ہے۔ جس راوی سے دو یا دو سے زائد افراد نے روایت کی ہو مگر اس کی توثیق نہ کی گئی ہو تو وہ مستور کہلاتا ہے۔ مستور کی روایت قابل قبول نہیں۔

[معرفۃ علوم الحدیث: ۱:۳۰۱' دار النوادر' لاہور ۲۰۱۱ء]

(۲) التاریخ الکبیر ۵:۸۲' الترجمۃ: ۲۲۶' دار الباز مکۃ المکرمۃ' بدون تاریخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ جس راوی کے بارے میں امام بخاری فِیْہِ نَظَرٌ کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس کی روایت موضوع اور منکر ہوتی ہے اور ان کے نزدیک یہ بدترین قسم کی جرح ہے۔''

[الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث :۱۰۷'احمد محمد شاکر]

اس غیر صحیح اور موضوع روایت کو لکھ کر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب (۱) لکھتے ہیں:

''ف: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تو علمی کمال اور شغف تھا کہ انہوں نے پانسو [۵۰۰] احادیث کا ایک رسالہ جمع کیا اور اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا حدیث کے بارے میں احتیاط کا یہی حال تھا اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایتیں بہت کم نقل کی جاتی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس واقعہ سے سبق لینے کی ضرورت ہے جو منبروں پر بیٹھ کر بے دھڑک احادیث نقل کر دیتے ہیں۔'' [فضائل اعمال' حکایات صحابہ:۸۸'سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مجموعہ جلا دینا[۲]

یہ بات تو صدفی صد درست ہے کہ بلا تحقیق احادیث کی روایت ممنوع ہے' مگر شیخ الحدیث صاحب نے جو روایت پیش کی ہے وہ حافظ ذہبی کی تصریح کے مطابق صحیح نہیں۔

۲۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: فَیَا أخِي !إنْ أحببتَ أن تعرِفَ هذا الإمام حقَّ المعرفة فعليك بكتابي نعم السَّمر في سيرة عمر رضی اللہ عنہ ' فإنه فارقٌ بين المسلم و الرافضي'فو اللّٰه ما يَغُضُّ مِن عمر إلَّا جاهلٌ دائصٌ أو رافضيٌّ جائرٌ' و أين مثل أبي حفص ؟ فما دَارَ الفَلكُ على مثلِ شكل عمر رضی اللہ عنہ و هو الذي سَنَّ للمحدثين التثبت في النقل' و ربما كان يتوقفُ في خبر الواحد إذا ارتاب. [تذکرۃ الحفاظ ۱:۶]

''میرے بھائی! اگر آپ اس امام کے بارے میں صحیح علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میری کتاب

---

(۱) محمد زکریا بن محمد یحییٰ' ولادت: ۱۱ رمضان ۱۳۱۵ھ تبلیغی جماعت کے سر پرست۔ کاندھلہ [انڈیا] میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا۔ ۱۳۲۸ھ تک گنگوہ میں رہے۔ ۱۳۸۶ھ میں چوتھی بار حج کا موقع ملا مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ [شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا ۲: ۱۴۴۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نِعْمُ السَّمَرفِي سِيرَةِ عُمَرؓ کا مطالعہ کیجئے‘ جو مسلمان اور رافضی کے مابین تمیز اور جدائی کرنے والی ہے۔ اللہ کی قسم! سیدنا عمرؓ کا درجہ کوئی جاہل و متکبر یا کوئی ظالم رافضی گھٹائے گا۔ سیدنا ابوحفص [سیدنا عمرؓ کی کنیت ہے] جیسے لوگ کہاں ہیں؟ فلک نے عمرؓ جیسا کوئی نہیں دیکھا ہوگا اور آپ ہی نے محدثین کے لیے خبر واحد کو نقل کرنے کی جانچ پڑتال کا اصول وضع کیا اور جب اُنہیں خبر واحد میں کسی قسم کا شک ہو جاتا تو آپ اُس کو قبول کرنے میں توقف کرتے تھے۔“

سیدنا عمر فاروقؓ نے روایات واحادیث کے سلسلے میں نہایت حزم واحتیاط سے کام لیا۔ آپ سے سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کی استئذان سے متعلق روایت کو اُس وقت تسلیم کیا جب سیدنا ابوسعید خدریؓ نے اُن کی تائید فرمائی۔

[صحیح بخاری‘ کتاب البیوع [۳۴] باب الخروج فی التجارۃ [۹] حدیث:۲۰۶۲‘ کتاب الاستیذان [۷۹] باب التسلیم والاستیذان ثلاثا [۱۳] حدیث:۶۲۴۵ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ [۲۲] باب الحجۃ علی من قال أن احکام النبیﷺ کانت ظاہرۃ [۲۲] حدیث:۷۳۵۳ صحیح مسلم‘ کتاب الآداب [۳۸] باب الاستئذان [۷] حدیث ۲۱۵۳]

ایک روایت میں ہے: أن عمرؓ قال لأبي موسیؓ: أما إني لم أتَّهِمكَ‘ و لكني أردت ألَّا يتجرأ الناس على الحديث عن رسول اللهﷺ.

[موطا امام مالک ۲:۹۶۴‘ کتاب الاستئذان [۵۴] باب الاستئذان [۱] حدیث:۳]

”سیدنا عمرؓ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا: میں اس معاملے میں آپ پر بدگمانی نہیں کرتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ لوگ رسول اکرمﷺ پر جھوٹی احادیث وضع نہ کریں۔“

اس سے منکرین حجیت حدیث نے اس طرح کا استدلال کیا کہ سیدنا عمرؓ کے زمانے میں حدیثوں کی کثرت ہوگئی تو آپ نے لوگوں کو قسمیں دے دے کر حکم دیا کہ ان حدیثوں کو ان کے سامنے پیش کریں‘ حسب الحکم لوگوں نے اپنے اپنے مجموعے اُن کے سامنے پیش کر دیئے‘ آپ نے انہیں جلانے کا حکم دیا۔“ [مقام حدیث:۸]

لیکن یاد رہے کہ سیدنا عمر فاروقؓ کا احادیث نہ لکھنے یا لکھی ہوئی احادیث کو مٹانے کا حکم مطلق نہیں بلکہ مقید تھا کہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر ساری توجہ احادیث پر مرکوز نہ کی جائے اور ایک ہی صحیفہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاپی میں قرآن مجید کے ساتھ احادیث نہ لکھی جائیں۔

اُن ہی کا ارشاد ہے: إني كنت أردتُ أن أكتب السنن، وإني ذكرت قوماً قبلكم، كتبوا كتباً، فأكبّوا عليها وتركوا كتاب الله، وإني والله لا ألبس كتاب الله بشيء أبداً.

[تدریب الراوی ۲: ۶۴، نوع: ۲۵]

"میرا ارادہ تھا، کہ سنن اور آثار لکھوں، لیکن مجھے تم سے پہلے کی ایک قوم کا ردِ عمل یاد آیا، جنہوں نے کتابیں لکھی تھیں، انہوں نے اپنی ساری توجہ اُن کتب کی طرف مبذول کرا کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم! میں کبھی بھی کتاب اللہ کے ساتھ کسی چیز کو خلط ملط نہیں کروں گا۔"

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ احادیث نبویہ سے استدلال کیا کرتے تھے۔ صحیحین اور دیگر کتب احادیث میں ان کی مروی احادیث موجود ہیں۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: قد كان عمر رضی اللہ عنہ مِن وجَلِهِ أن يخطئ الصاحب على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يأمرهم أن يقلوا الرواية عن نبيهم صلی اللہ علیہ وسلم و لئلا يشتغلَ الناس بالأحاديث عن حفظ القرآن. [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۶]

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس خوف سے کہ کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غلطی سے کوئی بات نہ کہے، حکم دیا کرتے تھے کہ کم احادیث روایت کیا کرو تا کہ لوگ اس شغل میں پڑ کر قرآن مجید کے حفظ سے غافل نہ ہو جائیں۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اِس خوف سے کہ کہیں کوئی ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی روایت کی نسبت نہ کرے اور کہیں لوگ قرآنی علوم کے حفظ سے ہٹ کر صرف احادیث کے حصول کو مشغلہ نہ بنائیں احادیث کو نہایت کم بیان کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں: هكذا هو كان عمر رضی اللہ عنہ يقول: أقِلُّوا الحديث عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وزجر غير واحد من الصحابة عن بَثِّ الحديث، وهذا مذهب لعمر رضی اللہ عنہ ولغيره، فبالله عليك، إذا كان الإكثارُ من الحديث في دَولةِ عمر رضی اللہ عنہ كانوا يُمنَعون منه، مع صِدقِهم وعدالتهم وعدم الأسانيد، بل هو غَضٌّ لم يُشَبْ، فما ظَنُّكَ بالإكثارِ من رواية الغرائبِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمناكير في زماننا مع طُولِ الأسانيد، وكَثْرةِ الوهْمِ والغلط، فبالحري أن نزجُرَ القومَ عنه، فياليتَهُم يَقْتَصِرُونَ على رواية الغريب والضعيف، بل يروون - والله - الموضوعات والأباطيل، والمستَحِيلَ في الأصول والفروع، والملاحم والزُّهد نسأل الله العافية، فمَن روى ذلك مع علمه ببطلانه، وغرَّ المؤمنين، فهذا ظالمٌ لنفسه جانٍ على السنن والآثار يُستتاب من ذلك، فإن تابَ وأقْصَرَ، وإلّا فهو فاسقٌ، كفى به إثماً أن يُحَدِّثَ بكل ما سمع وإنْ هو لم يعلم، فَلْيَتَوَرَّعْ، ولْيَسْتَعِنْ بمن يُعِينُهُ على تَنْقِيَةِ مروياته، نسأل الله العافية، فلقد عمَّ البلاءُ، وشملتِ الغفلةُ ودخل الدَّاخِلُ على المحدثين الذين يَركَنُ إليهم المسلمون فلا عتبى على الفقهاء وأهل الكلام. [سير أعلام النبلاء ۲:۶۰۱-۶۰۲]

''اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کم سے کم نقل کیا کرو، انہوں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ احادیث بیان کرنے سے منع کر دیا تھا اور یہی اُن کا اور دوسرے صحابہ کا مذہب ہے۔ اب اللہ کے لیے انصاف آپ پر ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کثرت کے ساتھ احادیث بیان کرنے سے لوگ منع کیے جاتے تھے۔ باوجودے کہ وہ سارے ثقہ اور عادل تھے اور اُنہیں کسی سند کی ضرورت بھی نہیں تھی، اس لیے کہ اُن کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سماع حدیث تھی اور اُن کا علم بھی تازہ تھا، جس میں وہ اوہام کے شکار بھی نہ ہوئے تھے تو اُن لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہوگی جو ہمارے زمانہ میں بکثرت طول اسناد کے باوجود غریب اور منکر روایات نقل کرتے ہیں، بلکہ اللہ کی قسم! وہ موضوع اور باطل روایات بھی بیان کرتے ہیں اور اصول وفروع اور زہد وملاحم میں نا قابل قبول روایات بیان کرتے ہیں، جس سے ہم اللہ کے ہاں پناہ طلب کرتے ہیں، پس جو کوئی علم رکھنے کے باوجود باطل روایت بیان کرے اور مؤمنوں کو اُس کے ذریعہ دھوکہ دے تو ایسا شخص اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، سنن اور آثار کے حق میں گناہ کا مرتکب ہے، اور اُسے اس کام سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے گا، پس اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ فاسق ہے اور کسی شخص کے جھوٹا ہونے کا یہ بڑا ثبوت ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا پھرے اور اگر وہ صحیح اور ضعیف کے مابین فرق کرنے سے عاری ہے تو احادیث کو بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہ کرے اور کسی ایسے شخص کی خدمات حاصل کرے جو اُس کی مرویات کی تنقیح کرے۔ ہم اس باب میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ طلب کرتے ہیں۔ یہ مصیبت اور غفلت آج کل عام ہے اور اُن محدثین میں اس کا عمل دخل شروع ہو چکا ہے' جو احادیث کے باب میں لوگوں کا مرجع تھے' اب جب اُن کا یہ حال ہے تو فقہاء اور متکلمین کا کیا کہنا؟''

۳- سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

۴- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: أمّا الخُلفاء فاکثرمَن روی عنه منهم علي بن أبي طالب' والروایة عن الثلاثة نزرة جِدًّا' وکان السبب في ذلك تَقَدُّمُ وفاتهم.

[الاتقان فی علوم القرآن ۴:۱۸۳' نوع:۸۰]

''خلفائے راشدین میں سب سے زیادہ تفسیری روایات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور باقی تینوں خلفاء سے بہت کم روایات وارِد ہوئی ہیں اور [اُن سے بہت قلیل روایات آنے کا] سبب یہ تھا کہ انہوں نے بہت پہلے وفات پائی۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: سَلُوني فو اللّٰہِ لا تسألوني عن شيء یکون إلی یوم القیامة اِلّا حدَّثتُکم به' وسلوني عن کتاب اللّٰه' فو اللّٰه ما من آیةٍ اِلّا و أنا أعلمُ: أبِلَیلٍ نزلت أم بنهارٍ' وأم في سهلٍ أم في جبل.

[تفسیر عبدالرزاق الصنعانی ۳:۲۴۴' برقم:۲۹۷۰' الاتقان فی علوم القرآن ۴:۱۸۳' نوع:۸۰]

''تم لوگ مجھ سے سوال کرو کیونکہ واللہ! تم قیامت سے پہلے پیش آنے والے جس بات کو دریافت کرو گے میں تمہیں بتا دوں گا اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں دریافت کرو اس لیے کہ واللہ! کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس کی بابت مجھ کو یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ رات میں اُتری ہے یا دن میں اور ہموار زمین میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ میں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ حقیقت محتاجِ بیان نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو تفسیری اقوال منقول ہیں اُن میں اقوالِ صحیحہ کی نسبت موضوع روایات زیادہ ہیں [1] جس کی بڑی وجہ غالی شیعہ کا وجود ہے' جنھوں نے حبِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زعم میں یہ اَقوال گھڑ کر اُن کی طرف منسوب کر دیے' حالانکہ اُن کا دامن ان سے پاک ہے۔ یہ اَقوال یا تو اپنے عقیدہ کی تشہیر و اشاعت اور اِستحکام کے لیے وضع کیے گئے اور اس ظنِ فاسد کی بنا پر کہ جس قدر علمی اقوال کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جائے گا' اُسی قدر اُن کی رفعتِ شان میں اضافہ ہوگا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف جو یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ:

لو شئتُ أن أوقر سبعين بعيراً من تفسير أم القرآن لفعلتُ.

[الاتقان فی علوم القرآن ۴:۹۱۷' دار الغدِ الجدید' قاہرہ' ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء]

''اگر میں چاہوں کہ سورۃ الفاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کا بار تیار کروں تو ایسا کر سکتا ہوں۔''

یہ قول بالکل بے اصل ہے اور شیعہ کے وہم و خیال کے سوا اس کا کہیں وجود نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اخذ و روایت کے صحیح ترین طرق حسب ذیل ہیں:

۱- ہشام از محمد بن سیرین از عَبِیدَۃ سلمانی از سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔

یہ طریق صحیح ہے اور امام بخاری اس طریق سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھیے حدیث: ۴۳۳۵۔

۲- ابن ابی الحسین از ابو الطفیل از سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔

یہ طریق صحیح ہے اور سفیان بن عیینہ اپنی تفسیر میں اسی سند سے روایت کرتے ہیں۔

۳- زہری از علی بن الحسین [زین العابدین] از سیدنا حسین رضی اللہ عنہ از سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ کے تصریح کے مطابق یہ اصح الاسانید ہے۔ [مقدمۃ ابن الصلاح: ۲۳]

لیکن یہ سند سابق الذکر دونوں اسانید کی طرح مشہور نہیں ہوئی' جس کی وجہ یہ ہے کہ ضعیف اور

---

(۱) امام بخاری لکھتے ہیں: كان ابن سيرين يَرى أنّ عامةَ مايُروَى عن علي رضی اللہ عنہ الكذب.

[صحیح بخاری' کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ [۶۲] باب مناقب علی رضی اللہ عنہ [۹] بذیل حدیث: ۳۷۰۷]

''محمد بن سیرین کی رائے یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی اکثر روایات جھوٹی ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذاب راویوں نے بہت سی جھوٹی روایات زین العابدین (۱) کی جانب منسوب کردی ہیں۔ بنابریں اس سند کو بے اعتمادی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ [التفسیر والمفسرون‘ ڈاکٹر ذہبی ۱:۹۱]

۵- سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جاچکے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اِستقرء وا القرآنَ مِن أربعةٍ: من عبدِاللّٰہِ بن مسعود -فبدأ به- وسالم مولی أبي حذیفة وأُبي بن كعب ومُعاذِ بن جبلٍ. [صحیح بخاری‘ کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ [٦۲] باب مناقب سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ [۲٦] حدیث: ۳۷۵۸‘ باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [۲۷] حدیث: ۳۷٦۰]

”چار [صحابہ] سے قرآن مجید پڑھا کرو: عبداللہ بن مسعود سے -آغاز اُن کے نام سے کیا- ابوحذیفہ (۲) کے غلام سالم (۳) سے، ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے۔“

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: والذي لا إله غیرہ، مانزلت آية في كتاب اللّٰه إلّا وأنا أعلم: فِيمَ

---

(۱) علی بن حسین بن علی بن ابی طالب‘ ہاشمی‘ قرشی‘ ابوالحسن‘ ۳۸ھ = ٦۵۸ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ کثرت سے عبادت ادا کرنے سے زین العابدین اور اپنے بڑے بھائی علی اکبر سے تمیز کے لیے علی اصغر کہلاتے ہیں۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک چوتھے امام ہیں۔ ۹۴ھ = ۷۱۲ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
[وفیات الاعیان ۳:۲٦٦‘ الاعلام ۴:۲۷۷]

(۲) ابوحذیفہ بن شیخ الجاہلیۃ عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب‘ قرشی‘ عبشمی‘ بدری رضی اللہ عنہ‘ کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام ہُشیم تھا۔ سابقون اولون میں سے ہیں۔ ۴۲ قبل ہجری = ۵۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ حبشہ کو دو بار ہجرت کی۔ بدر‘ احد‘ خندق اور سارے غزوات میں شریک رہے۔ ۱۲ھ = ٦۳۳ء کو غزوۂ یمامہ میں شہادت پائی۔ [سیر اعلام النبلاء ۱:۱٦۴‘ الاعلام ۲:۱۷۱]

(۳) سالم بن معقل ابوعبداللہ مولی ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس رضی اللہ عنہ۔ صحابی تھے۔ قرآن مجید کے بہت بڑے عالم تھے۔ فارسی الاصل تھے۔ سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ثبیتہ رضی اللہ عنہا نے اُنہیں بچپن میں آزاد کرالیا تھا۔ ابوحذیفہ کے متبنیٰ بنے۔ سابقون اولون میں سے تھے۔ مسجد قباء میں مہاجرون اولون کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۲ھ = ٦۳۳ء کو غزوۂ یمامہ میں وفات پائی۔ [سیر اعلام النبلاء ۱:۱٦۷‘ ترجمہ: ۱۴‘ الاعلام ۳:۷۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزلت، وأين نزلت، ولو أعلم مكان أحد أعلم بكتاب اللّٰه مِنِّي تناله المطايا لأتيته.

[تفسیر ابن جریر ۱:۶۰، برقم:۸۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۲ھ=۱۹۹۲ء البرہان ۲:۱۵۷، الاتقان ۴:۱۸۳]

''اُس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ کتاب اللہ کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی ہے۔ اور اگر میں کسی ایسے شخص کا مکان جانتا ہوتا جو کتاب اللہ کو مجھ سے بڑھ کر جاننے والا ہو اور وہاں تک سواریاں پہنچ سکتی ہوں تو میں ضرور اُس کے پاس جا پہنچتا۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفسیری اقوال کے طرق واَسانید

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیری کے مشہور طرق درج ذیل ہیں:

— ۱: مجاہد از ابو معمر از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

یہ صحیح طریق ہے اور صحیح بخاری میں احادیث: ۲۴۷۸، ۳۶۳۶، ۳۸۶۹، ۳۸۷۱، ۴۲۸۷، ۴۷۱۵، ۴۷۲۰، ۴۸۱۶ اور ۵۲۱۷ میں اسی طریق پر اعتماد کیا گیا ہے۔

— ۲: اعمش از ابوالضحیٰ از مسروق از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

یہ بھی صحیح طریق ہے اور صحیح بخاری میں احادیث: ۴۸۰۹، ۴۸۲۲، ۴۸۲۴ اور ۵۰۵۵ میں اسی طریق پر اعتماد کیا گیا ہے۔

— ۳: اعمش از ابی وائل از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

یہ بھی صحیح طریق ہے اور صحیح بخاری میں احادیث: ۳۲۶۷، ۳۴۱۲، ۴۳۳۵، ۴۵۴۹، ۴۶۰۳، ۴۸۰۴، ۶۶۷۶، ۶۸۶۱ اور ۷۵۳۲ میں اسی طریق پر اعتماد کیا گیا ہے۔

— ۴: سدی کبیر از مرۃ الہمدانی از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

مفسر ابن جریر نے اس طریق اپنی تفسیر میں بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ سدی کبیر کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ ہے، جو اکثر محدثین کے نزدیک ثقہ تھے۔ رہے سدی صغیر تو ان کا نام محمد بن مروان ہے جو متروکین میں سے ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء ۵:۲۶۴-۲۶۵]

— ۵: ابوروق از ضحاک [بن مزاحم] از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ غیر پسندیدہ طریق ہے اس لیے کہ: الضحاك لم يثبت له سماع من أحد من الصحابة.

[تہذیب الکمال ۱۳:۲۹۲]

''ضحاک کی کسی بھی صحابی سے سماع ثابت نہیں۔''

لہٰذا یہ اِسناد منقطع ہے، جو ضعیف ہوتی ہے۔

۶- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

علامہ زرکشی لکھتے ہیں: وقد كانت الصحابة رضي الله عنهم علماء، كُلٌّ منهم مخصوصٌ بنوع من العلم، كعلي بالقضاء، و زيد بالفرائض، و معاذ بالحلال و الحرام و أبي بالقراءة، فلم يُسَمِّ أحدٌ منهم بحراً إلاّ عبدالله بن عباس لاختصاصه دونهم بالتفسير و علم التأويل.

[البرہان فی علوم القرآن ۱:۸]

''تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علماء تھے اور اُن میں سے ہر فرد ایک خاص علم سے مخصوص تھا جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ قضاء سے، سیدنا زید رضی اللہ عنہ فرائض [میراث] سے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ حلال وحرام اور سیدنا ابی رضی اللہ عنہ قراءت سے مشہور تھے (۱)۔ ان میں سوائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اور کوئی فرد بحر سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ آپ تفسیر و تاویل کے علم میں منفرد تھے (۲)۔

---

(۱) یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے: أرحَمُ أُمّتي بأمّتي أبو بكرٍ، و أشدُّهُم في أمر الله عُمَرُ، و أصدَقُهُم حَياءً عُثمانُ، و أقرَؤُهم لِكتابِ اللهِ أُبَيُّ بنُ كعبٍ، و أفرَضُهُم زَيدُ بنُ ثابتٍ، و أعلَمُهُم بالحلال و الحرامِ مُعاذُ بنُ جَبَلٍ، ألا و إنّ لكل أمةٍ أميناً، و إنّ أمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح.

[سنن ترمذی، کتاب المناقب [۵۰] باب مناقب معاذ بن جبل [۳۳] حدیث: ۳۷۹۱]

(۲) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کثرت علم کے سبب اَلبَحرُ اور اَلحِبرُ کے نام سے مشہور تھے۔ علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

ومن المجاز: البحرُ: الرجلُ الكريمُ، الكثيرُ المعروف، سُمِّيَ لسعة كرمه، وفي الحديث: أبى ذلك البحر ابن عباس، سمي لسعة علمه و كثرته. [تاج العروس من جواہر القاموس ۳:۲۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تفسیری اقوال کے طرق و اَسانید

۱- معاویہ بن صالح از علی بن ابی طلحہ از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

معاویہ بن صالح بن حُدَیر بن سعید بن سعد بن فہر ثقہ اور صالح تھے۔[تہذیب الکمال ۲۸: ۱۹۰-۱۹۱]

امام مسلم نے اُن کی سند سے اَن گنت روایتیں نقل کی ہیں، مثلاً دیکھئے صحیح مسلم میں درج ذیل مواضع:

کتاب الحیض [۳] باب جواز نوم الجنب [۶] حدیث: ۲۶-[۳۰۷] کتاب الصلاۃ [۴] باب القراءۃ فی الظہر و العصر [۳۴] حدیث: ۱۶۲-[۴۵۴] کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ [۵] باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ [۸] حدیث: ۴۰-[۵۴۲] کتاب الجنائز [۱۱] باب التشدید فی النیاحۃ [۱۰] حدیث: ۳۰-[۹۳۵]، باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ [۲۶] حدیث: ۸۵-[۹۶۳] کتاب الزکاۃ [۱۲] باب النہی عن المسألۃ [۳۳] حدیث: ۹۸-[۱۰۳۷] کتاب الصیام [۱۳] باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل [۱۶] حدیث: ۱۰۲-[۱۱۲۰] کتاب الجہاد و السیر [۳۲] باب استحقاق القاتل سلب القتیل [۱۳] حدیث: ۴۳-[۱۷۵۳]

علی بن ابی طلحہ [سالم] بن المخارق الہاشمی، ابو الحسن۔ الجزیرہ کے رہنے والے تھے۔ حمص منتقل ہوئے۔[تہذیب الکمال ۲۰: ۴۹۰]

محدثین نے اگرچہ اُن سے روایتیں لی ہیں، جیسے:

صحیح مسلم، کتاب النکاح [۱۶] باب حکم العزل [۲۲] حدیث: ۱۳۳-[۱۴۳۸] سنن ابی داود، حدیث: ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۶۳۴، ۲۷۳۸۔

مگر اُن کی ملاقات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اس لیے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ ہجری میں فوت ہوئے تھے جب کہ علی بن ابی طلحہ ۱۴۳ ہجری میں فوت ہوئے تھے یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات سے ۷۵ سال بعد اُن کی وفات ہوئی، اس صورت میں دونوں کی ملاقات اور سماع کا اِمکان مفقود ہے، اس لیے اُن کے بارے میں یہ تصریح ہے کہ:

لم یسمع من ابن عباس التفسیر۔ [الجرح والتعدیل ۶: ۱۸۸، ترجمہ: ۱۰۳۱]

''علی بن ابی طلحہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تفسیر نہیں سنی۔''

انہیں روایت کے لحاظ سے ضعیف اور مذہب کے لحاظ سے غیر پسندیدہ کہا گیا ہے۔

[المعرفۃ والتاریخ ۲: ۲۶۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ متروک بھی نہیں اور حجت بھی نہیں۔[تاریخ بغداد ۱۱: ۴۲۹]
اس کے باوجود حافظ سیوطی لکھتے ہیں: فمِن جَيِّدها طريق علي بن أبي طلحة الهاشمي.
[الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۸۶' نوع: ۸۰: طبقات المفسرین]

''اِن سب طرق میں علی بن ابی طلحہ ہاشمی کا طریق جید ہے۔''

اور امام احمد کا یہ قول بھی موجود ہے: بِمصر صحيفةٌ في التفسير رواها علي بن أبي طلحة لو رَحَلَ فيها رَجُلٌ إلى مصر قاصداً ما كان كثيراً.
[اِعراب القرآن ۲: ۵۷' بذیل اِعراب سورۃ الحج ۲۲: ۵۲' ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل ابن النحاس' تفسیر القرطبی ۱۲: ۸۰' الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۸۶' نوع: ۸۰]

''مصر میں تفسیر کا ایک صحیفہ ہے جس کے راوی علی بن ابی طلحہ ہیں' اگر کوئی شخص صرف اس صحیفے کے لیے مصر کا سفر کرے تو کوئی بڑی محنت نہیں ہوگی (۱)۔''

یہاں یہ بھاری بھرکم اعتراض موجود ہے کہ جب علی بن ابی طلحہ کی ملاقات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں تو سند کی انقطاع کے باوجود یہ طریق جید کیسے ہوا اور امام بخاری نے کیوں کر اسے قابل اعتماد سمجھا؟ اس کا جواب اہل فن ائمہ نے اس طرح دیا ہے کہ ابن ابی طلحہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان کے واسطے مجاہد بن جبر اور سعید بن جبیر ہیں جن کی وثاقت پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے اور جب واسطہ مجہول نہ ہو بلکہ معروف ہو اور اس کی وثاقت بھی ثابت ہو تو ایسی صورت میں انقطاع اور عدم سماع سند کی صحت کے لیے مانع نہیں اس لیے انقطاع کے باوجود امام بخاری نے اس طریق پر اعتماد کیا ہے۔[فتح الباری ۸: ۴۳۸-۴۳۹' الاتقان ۴: ۱۸۶]

۲: دوسرا طریق: قیس بن مسلم الکوفی' از عطاء بن السائب' از سعید بن جبیر' از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس سند کے راوی امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر پورے اترتے ہیں۔
[التفسیر والمفسرون ۱: ۵۵' مباحث فی علوم القرآن: ۳۹۲]

---

(۱) حافظ ابن حجر نے امام احمد کے اس قول کو ابوجعفر النحاس کی کتاب ''معانی القرآن'' کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ دیکھیے فتح الباری ۸: ۴۳۸' کتاب التفسیر [۶۵] بذیل سورۃ الحج [۲۲] مگر یہ قول معانی القرآن کے بجائے اُن کی ''اِعراب القرآن'' میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔۳: تیسرا طریق: محمد بن اسحاق بن یسار' از محمد بن ابی محمد' از عکرمہ' یا از سعید بن جبیر' از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ اِسناد حسن ہے اور اس سے ابن جریر طبری اور ابن ابی حاتم نے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ [التفسیر والمفسرون ۱:۵۵

۔۴: چوتھا طریق: اسماعیل بن عبدالرحمٰن [سدی کبیر] از ابو مالک از ابو صالح از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ طریق بھی مقبول ہے۔ [التفسیر والمفسرون ۱:۵۵

۔۵: پانچواں طریق: عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس طریق سے نقل کردہ اَقوال کو بحث و تمحیص اور چھان بین کے بعد ہی قبول کرنا چاہیے۔

[التفسیر والمفسرون ۱:۵۶]

۔۶: چھٹا طریق: ضحاک بن مزاحم ہلالی از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ طریق ضعیف ہے اس لیے کہ: الضحاك لم يثبت له سماع من أحد من الصحابة. [تہذیب الکمال ۱۳:۲۹۲]

''ضحاک کی کسی بھی صحابی سے سماع ثابت نہیں۔''

لہٰذا یہ اِسناد منقطع ہے، جو ضعیف ہوتی ہے۔

۔۷: ساتواں طریق: عطیہ بن سعد العوفی از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ طریق ضعیف اور غیر مقبول ہے اس لیے کہ عطیہ کے بارے میں یہ جرح موجود ہے: سمع من أبي سعيد رضی اللہ عنہ أحاديث' فلما مات أبو سعيد رضی اللہ عنہ جعل يجالس الكلبي ويحضر قصصه' فإذا قال الكلبي: قال رسول الله ﷺ كذا' يحفظه' وكناه أبا سعيد وروى عنه' فإذا قيل له: مَن حدثك بهذا؟ فيقول: حدثني أبو سعيد' فيتوهمون أنه يريد أبا سعيد الخدري رضی اللہ عنہ' وإنما أراد به الكلبي' فلا تحل كتابة حديثه. [المجروحين ۲:۱۶۷' ترجمہ:۸۰۴]

''یہ کچھ روز سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا رہا' اُن کی وفات کے بعد مشہور قصہ گو کلبی کی مجالس میں شریک ہوتا رہا' اور اُس کی روایات سنتا رہا اور جب کلبی کہتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو یہ اس کو یاد کر لیتا اور جب اپنے شاگردوں کے سامنے اُس کی روایت پیش کرتا تو کلبی کے نام کے بجائے اُس کی کنیت ابو سعید کہہ کر روایت کرتا رہا' جس سے شاگرد سیدنا ابو سعید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدری ﷺ مراد لیتے رہے' حالانکہ اس سے مراد کذاب کلبی ہی ہوتا اور جب اُس سے کہا جاتا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی ہے تو کہتا: ''ابوسعید'' اس لیے اس کی روایت کا لکھنا جائز نہیں۔''

اس کا اصطلاحی نام تدلیس الشیوخ ہے' جو قطعاً حرام ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

هُوَ خِيَانَةٌ مِمَّنْ تَعَمَّدَهُ. [تعریف اہل التقدیس:۲۶]

''جو قصداً عمداً اس کا ارتکاب کرتا ہے' وہ دراصل خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔''

-۸: آٹھواں طریق: مقاتل بن سلیمان ازدی خراسانی کا ہے۔ مقاتل بن سلیمان کے بارے میں امام شافعی کا قول ہے کہ: ''لوگ تفسیر کے سلسلے میں اُن کے محتاج ہیں (۱)۔''

مگر یاد رہے کہ مقاتل کی اہمیت بطور محدث کچھ زیادہ نہیں اور ان پر منکر اور غیر صحیح اِسناد پیش کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے اور انہیں جھوٹا اور متروک تک کہا گیا ہے۔

[تاریخ بغداد ۱۳:۱۶۴' تہذیب الکمال ۲۸:۴۴۳' المجروحین ۲:۳۴۷-۳۴۹' وفیات الاعیان ۵:۲۵۶]

بلکہ بعض محدثین نے تو انہیں دَجَّالٌ جَسُورٌ یعنی دلیر دجال تک کہا ہے۔

[احوال الرجال' جوزجانی' ترجمہ:۲۰۲]

ان کی تفسیر اس سے بھی کم معتبر سمجھی جاتی ہے۔ سوانح نویسوں نے ان کی غلط بیانی اور ہمہ دانی کے دعووں کے کئی قصے بیان کیے ہیں اور کئی مضحکہ خیز سوالات کے حقارت آمیز جوابات اور محالات و ناممکنات کے کئی واقعات لکھے ہیں۔

-۹: نواں طریق: محمد بن مروان السدی الصغیر از محمد بن السائب الکلبی از ابوصالح از سیدنا ابن عباس ﷺ کا ہے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں: و أوهى طُرُقِه طريق الكلبي' فإن انضم إلى ذلك رواية محمد بن مروان السدي الصغيرفهي سلسلة الكذب.

[الاتقان فی علوم القرآن ۴:۱۸۷' نوع:۸۰]

---

(۱) حُكِيَ عن الإمام الشافعي أنه قال: الناس كلهم عيالٌ على ثلاثة: على مقاتل بن سليمان في التفسير' وعلى زهير بن أبي سَلمَى في التفسير' وعلى أبي حنيفة في الكلام.

[ابن خلکان' وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ۵:۲۵۵' ترجمہ:۷۳۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’تفسیر کا سب سے کمزور طریق کلبی کا ہے اور اگر کلبی کے ساتھ سدی صغیر بھی کسی سند میں شامل

۷۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

اُن کے مختصر حالات زندگی لکھے جا چکے ہیں۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تفسیری روایات کے طرق و اسانید

۱: پہلا طریق: ابوجعفر رازی، از ربیع بن انس، از ابوالعالیہ، از سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ طریق صحیح ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس طریق سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں بھی اس طریق سے کئی روایات مروی ہیں۔

۲: دوسرا طریق: وکیع، از سفیان، از عبداللہ بن محمد بن عقیل، از طفیل بن ابی بن کعب، از سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ طریق حسن درجے کا ہے اور مقبول ہے۔ مسند امام احمد میں اس سند سے کئی احادیث مروی ہیں۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں:

وعبدالله بنُ محمد بن عَقِيل هو صدوقٌ، و قد تَكلَّمَ فيه بعض أهل العلمِ مِن قِبَلِ حِفظهِ. قال أبو عيسى: و سمعتُ محمدَ بنَ اسماعيلَ يقول: كان أحمدُ بن حنبل وإسحاق بن إبراهيم والحميدي يحتجون بحديث عبد الله بن محمد بن عَقيلٍ. قال محمد: وهو مقارب الحديث.

[سنن ترمذی ۱: ۹، ابواب الطہارۃ [۱] باب ماجاء ان مفتاح الصلاۃ الطہور [۳] بذیل حدیث: ۳]

’’عبداللہ بن محمد بن عقیل سچے تھے لیکن بعض علماء نے اُن کے حافظے کی وجہ سے اُن پر اعتراض کیا ہے۔ میں نے امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام احمد امام اسحاق بن ابراہیم (1) اور امام

---

(۱) اسحاق بن ابراہیم بن مَخلَد حنظلی تمیمی مروزی ابو یعقوب ابن راھَوَیہ، اپنے زمانے میں خراسان کے بہت بڑے عالم تھے۔ ۱۶۱ھ = ۷۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام بخاری، امام نسائی اور امام ترمذی جیسے اساطین علم نے اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے، چونکہ اُن کے والد کی ولادت سفر کے دوران ہوئی تھی اس لیے راہویہ کہلائے۔ نیشاپور میں ۲۳۸ھ = ۸۵۳ء کو وفات پائی۔

[وفیات الاعیان ۱: ۱۹۹، الاعلام ۱: ۲۹۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمیدی (۱) عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے احتجاج واستدلال کیا کرتے تھے۔امام بخاری نے اس راوی کو مقارب الحدیث (۲) کہا ہے۔''

۸- سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

۹- سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

---

(۱) عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ حمیدی' اسدی' مکی' ابوبکر' اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث تھے۔امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔سفیان بن عیینہ کے شاگرد رہے ہیں آپ نے بہت بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کیا ہے۔کبار اصحاب شافعی میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے امام شافعی کے حلقہ درس میں بیٹھنا چاہا تھا لیکن دوسرے لوگوں نے انہیں روک دیا تھا۔امام بخاری کے علاوہ حافظ ابوزرعہ، ابوحاتم وغیرہ ائمہ کرام ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔مکہ مکرمہ میں ۲۱۹ھ=۸۳۴ء کو وفات پائی۔[تہذیب الکمال ۱۴:۵۱۲' ترجمہ: ۳۲۷۰' الاعلام ۴:۸۷]

(۲) مُقارَبُ الحدیث: الفاظِ تعدیل میں سے ہے۔حافظ عراقی نے اس لفظ کو تعدیل کے چھٹے درجہ میں شمار کیا ہے' اس لفظ کے معنی ہیں: درمیانی حدیث والا بعض نے اِس لفظ کو مُقارِبُ الحدیث [بکسر الراء] ضبط کیا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اس راوی کی حدیث دوسرے راویوں کے قریب قریب ہوتی ہے اور بعض نے اسے مُقارَبُ الحدیث [بفتح الراء] ضبط کیا ہے' جس کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کی روایت اس راوی کی روایت کے قریب قریب ہوتی ہے' پہلا قول زیادہ صحیح ہے' چنانچہ حافظ سخاوی لکھتے ہیں:

مقارب الحديث' من القرب' ضد البُعد' وهو بكسر الراء' كما ضبط في الأصول الصحيحة من كتاب ابن الصلاح المسموعة عليه' وكذا ضبطها النووي في مختصريه' وابن الجوزي' ومعناه: أن حديثه مقاربٌ لحديث غيره من الثقات' أو مقارَبٌ' بفتح الراء' أي: حديثه يُقاربه حديث غيره' فهو على المعتمد بالكسر' والفتح وسطٌ' لا ينتهي إلى درجة السقوط ولا الجلالة وهو نوع مدح' وممن ضبطها بالوجهين ابن العربي وابن دحية والبطليموسي وابن رشيد في رحلته' قال: ومعناها: يُقاربُ الناس في حديثه' ويُقاربونه' أي: ليس حديثه بشاذ ولا منكر. [فتح المغيث ۱:۳۳۹]

اور حافظ عراقی نے مُقارَب دونوں [بفتح الراء وکسر الراء] کو الگ الگ شمار کیا ہے۔

وصالحُ الحديثِ أو مقارِبُه' جَيِّدُهُ حَسَنُهُ مقاربُهُ

[فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث' حافظ عراقی ۲:۱۷۲' شعر: ۳۳۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

۳- تفسیر عہد تابعین میں

عصر صحابہ کے ختم ہوتے ہی تفسیر قرآن کی ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس مرحلہ کی ابتداء عصر تابعین سے ہوئی جنہوں نے صحابہ کرام ﷺ کے چشمہ فیض سے اپنی علمی پیاس بجھائی تھی۔ صحابہ کرام ﷺ کی طرح تابعین میں بھی بڑے بڑے نامور مفسرین پیدا ہوئے۔ اُس دور میں تفسیر کے مدارس میں تین کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ [۱] مدرسہ تفسیر مکہ مکرمہ [۲] مدرسہ تفسیر مدینہ منورہ [۳] مدرسہ تفسیر کوفہ

مکہ مکرمہ کا مدرسہ تفسیر

اس مدرسہ کے شیخ التفسیر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ اپنے شاگردوں کو اس مرکز میں تفسیر پڑھایا کرتے تھے۔ اس مدرسہ کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وأما التفسير: فإنَّ أعلم الناس به أهل مكة 'لأنهم أصحاب ابن عباس ﷺ .

[مجموع الفتاویٰ ۱۳: ۱۵۵]

''رہی تفسیر سو اس کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اہل مکہ ہیں کیونکہ یہ سیدنا ابن عباس ﷺ کے شاگرد ہیں۔''

سیدنا ابن عباس ﷺ کے شاگردوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر ان میں درج ذیل کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

۱- سعید بن جبیر

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

۲- مجاہد بن جبر

ان کے مختصر حالات زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد اور تفسیر عقلی

مجاہد نے قرآن مجید کے بعض مقامات کی تفسیر میں عقل کا نہایت آزادانہ استعمال کیا جو بعد میں بدعات اور فتنوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ مثلاً:

۱- وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ.

[سورۃ البقرۃ ۲: ۶۵]

''اور [اپنے] اُن لوگوں کا علم تو تمہیں ہے ہی، جنہوں نے سبت کے معاملے میں حدودِ الٰہی کی بے حرمتی کی، تو ہم نے اُن کو دھتکارا کہ جاؤ، ذلیل بندر بن جاؤ۔''

مفسر ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر کے تحت مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے:

لم يمسخوا، إنما هو مثلٌ ضربه الله لهم، مثل ما ضرب مَثَل الحمار يَحملُ أسفاراً.

[تفسیر ابن جریر ۱: ۳۷۳، نص: ۱۱۴۵]

''انہیں مسخ نہیں کیا گیا، بلکہ یہ تو اُن کو بطورِ مثال کہا گیا ہے جیسا کہ انہیں اُس گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔''

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن جریر لکھتے ہیں: هذا القول الذي قاله مجاهد، قولٌ لظاهر ما دلَّ عليه كتابُ الله مخالفٌ. وذلك أنَّ الله أخبر في كتابه أنه جعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت. [تفسیر ابن جریر ۱: ۳۷۳، نص: ۱۱۴۵]

''مجاہد کا یہ ایک ایسا قول ہے جو کتاب اللہ کے ظاہر کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب [سورۃ المائدۃ ۵: ۶۰] میں یہ خبر دی ہے کہ اُس نے اُن سے حقیقتاً بندر، خنازیر اور شیطان کی عبادت کرنے والے بنائے تھے۔''

حافظ ابن کثیر نے اس موقع پر ائمہ تفسیر کے کئی اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: والغرض من هذا السياق عن هؤلاء الأئمة: بيان خلاف ما ذهب إليه مجاهد، من أن مسخهم إنما كان معنوياً، لا صورياً، بل الصحيح: أنه معنوي وصوري. [تفسیر ابن کثیر ۱: ۴۴۰]

''ان ائمہ کے تفصیلی اقوال پیش کرنے کا مقصد مجاہد کی اُس تفسیر کی مخالفت ہے جس میں انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے کہ مسخ معنوی تھا(۱) صوری نہیں تھا بلکہ درست بات یہ ہے کہ مسخ معنوی بھی تھا اور صوری بھی۔"

۲: عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا . [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷۹]

"توقع رکھو کہ تم کو تمہارا رب مقام محمود میں جگہ دے گا۔"

حافظ ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ مقام شفاعتِ کبریٰ کا ہے، لیکن امام مجاہد کہتے ہیں: یُجلسه علی العرش.

[تاریخ بغداد ۳:۲۲، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ۶:۱۲۶، تفسیر السمعانی ۳:۲۶۹، طبقات الحنابلہ ۱:۱۰]

"آپ ﷺ کو اپنے [پاس اپنے] عرش پر بٹھائیں گے۔"

مفسر ابن جریر طبری لکھتے ہیں: وأولی القولین في ذلك بالصواب ماصحّ به الخبر عن رسول اللہ ﷺ. [تفسیر ابن جریر ۸:۱۳۳]

"ان دونوں اَقوال میں زیادہ صحیح وہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے صحیح روایت موجود ہے۔"

اور آگے اُنہوں نے تین سندوں کے ساتھ ایک روایت نقل کی ہے، جس میں اس آیت کی تفسیر شفاعتِ کبریٰ سے کی گئی ہے۔ دیکھئے نص: ۲۲۶۳۴-۲۲۶۳۶۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: مجاہد کا یہ قول نقل و عقل دونوں جہات سے ثابت نہیں۔

[فتح الباری ۱۱:۴۲۶]

---

(۱) سرسید احمد خان نے لکھا ہے: جس طرح بندر بلا پابندی شریعت حرکتیں کرتے ہیں اور جس طرح انسانوں میں بندر ذلیل وخوار ہیں، اُسی طرح تم بھی انسانوں سے علیحدہ اور ذلیل وخوار و رسوا ہو۔

[تفسیر القرآن ۱:۸۴، دوست ایسوسی ایٹس لاہور ۱۹۹۸ء]

مولانا محمد علی لاہوری قادیانی نے مفردات کے حوالے سے لکھا ہے: قیل: بل جعل أخلاقهم كأخلاقها یعنی اُن کے اخلاق بندروں کے سے ہوگئے۔ [بیان القرآن ۱:۷۵، مطبع کریمی لاہور ۱۳۴۰ھ]

مولانا محمد علی لاہوری قادیانی نے "قِیْلَ" کا معنیٰ نہیں لکھا اس لیے کہ اس سے اُن کا مقدمہ کمزور ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ تمریض کا صیغہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: مِن أنكرِ ما جاء عن مجاهد في التفسير في قوله: عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا -قال:يُجلسه معه على العرش. [میزان الاعتدال ۳: ۴۳۹' ترجمہ: ۷۰۷۴]

''مجاہد سے جو تفسیر پہنچی ہے اس میں سب سے منکر تفسیر عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کی ہے کہ: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس عرش پر بٹھائیں گے۔''

۳: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝. [سورۃ القیامۃ ۷۵: ۲۲-۲۳]

''[کتنے ہی] چہرے اُس روز بشاش ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ: جملہ اسمیہ ہے اور جملہ کی ترکیب دلالت حدوث وزوال پر نہیں کرتی بلکہ اس پر کہ یہ بشاشت وشگفتگی دائمی ہوگی۔ اس بشاشت وسرور کی وجہ بھی معاًبعد مذکور ہے۔ یعنی یہ کیفیت اضطراری اور خود بخود طاری نہ ہوگی بلکہ یہ تلذذ وثمرہ رؤیت ہوگا۔ اِلٰی سے بعض عارفین نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ کمالِ قرب وکثرتِ انوار کے باوجود نظارہ کرنے والے میں احساسِ تشخص ودرک باقی رہے گا۔ تلذذ وتکیُّف [لذت اور کیف] پوری طرح ہو سکے گا۔ فنائے محض کی کیفیت طاری نہ ہوگی۔ [تفسیر عبدالماجد دریابادی: ۱۱۶۰' حاشیہ: ۱۲]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: وقد ثبتت رؤية المؤمنين لله عزوجل في الدار الآخرة في الأحاديث الصحاح من طرق متواترةٍ عند أئمة الحديث' لايمكن دفعها' ولامنعها.

[تفسیر ابن کثیر ۱۴: ۱۹۸]

''بہت سی صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جو متواتر سندوں سے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں کہ ایمان والے اپنے رب کے دیدار سے قیامت کے روز مشرف ہوں گے۔ ان احادیث کا جواب دینا اور ان کا انکار کرنا ممکن ہی نہیں۔''

مگر مجاہد سے اس آیت کے تحت منقول ہے کہ: تنتظر الثواب' لايراهُ من خلقه شيءٌ.

[تفسیر ابن جریر ۱۲: ۳۴۳' نص: ۳۵۶۵۶' ۳۵۶۵۷' ۳۵۶۵۹]

''ثواب واجر کے منتظر ہوں گے۔ اللہ کی مخلوق میں کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا۔''

حالانکہ اضافت وتعدیت اور صِلات کے لحاظ سے نظر کے استعمالات اور معانی میں فرق آتا رہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے مثلاً:

[۱] جب اس کا صلہ اِلٰی آ جائے تو اس وقت اس کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے ہوتے ہیں، جیسے:

اُنْظُرُوْا اِلٰی ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ یَنْعِہٖ. [سورۃ الانعام ۶:۹۹]

''یہ چیزیں جب پکتی ہیں تو اُن کے پھلوں پر اور [جب پکتی ہیں تو] اُن کے پکنے پر نظر کرو۔''

[۲] جب اس کا صِلہ فِیْ آ جائے تو اس وقت اس کے معنی سوچ و فکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے ہوتے ہیں جیسے: اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

[سورۃ الاعراف ۷:۱۸۵]

''کیا اُنہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں غور و فکر نہیں کیا۔''

[۳] اور جب یہ متعدی بنفسہٖ ہو تو اس وقت اس کے معنی توقف اور انتظار کرنے کے ہوتے ہیں، جیسے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ. [سورۃ الحدید ۵۷:۱۳]

''ہمارے لیے ذرا ٹھہریے، کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: عن مجاهد: اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ قال: تنتظر الثواب من ربها، وكذا قال أبو صالح أيضاً فقد أبعد هذا القائل النجعة وأبطل فيما ذهب إليه، وأين هو من قوله تعالى: كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ. قال الشافعي: ما حجب الكفار إلا وقد علم أن الأبرار يرونه عزوجل. ثم قد تواترت الأخبار عن رسول الله ﷺ بما دلّ عليه سياق الآية الكريمة. [تفسیر ابن کثیر ۱۴:۱۹۹]

''مجاہد اور ابو صالح سے مروی ہے کہ وہ اپنے رب کے ثواب کے منتظر ہوں گے۔ یہ قول حق سے دور اور تکلف سے معمور ہے۔ ان کے پاس اس آیت کریمہ کا کیا جواب ہے:

کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ. [سورۃ المطففین ۸۳:۱۵]

''ہرگز [ایسا] نہیں [کہ جزا و سزا نہ ہو بلکہ] یہ لوگ اُس روز اپنے پروردگار [کے دیدار سے] روک دیے جائیں گے۔''

امام شافعی فرماتے ہیں کہ فاجروں کے دیدار الٰہی سے محروم رہنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ اَبرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ءکو دورانِ حج مزدلفہ یا منیٰ میں وفات پائی۔ امیر المؤمنین ہشام بن عبدالملک (۱) بھی اُس سال حج پر گئے تھے اس لیے اُنہوں نے جنازہ پڑھایا۔ عبادلہ (۲) اور دیگر صحابہ سے کسب فیض کیا۔ پچاس صحابہ کی صحبت میں رہے اور اُن سے استفادہ کیا۔ دیگر صحابہ کی بنسبت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے چشمہ علم و فضل سے زیادہ فائدہ اُٹھایا۔ بہت بڑے عالم، فاضل اور قرآن مجید کے مفسر تھے۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ [البدایة والنہایة ۹:۲۲۴، الاعلام ۴:۲۲۴]

۵—عطاء بن ابی رباح

عطاء بن ابی رباح [اسلم] بن صفوان، جلیل القدر تابعی، محدث اور فقیہ تھے۔ جَنَد [یمن] میں ۲۷ھ = ۶۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ مکہ معظمہ میں رہائش پذیر تھے اور وہیں ۱۱۴ھ = ۷۳۲ء کو وفات پائی۔

[وفیات الاعیان ۳:۲۶۱، الاعلام ۴:۲۳۵]

تفسیر میں قلیل الروایۃ ہونے کے باوجود اُن کا علمی درجہ نہایت بلند ہے اور اُن کی قلت روایت

---

(۱) ہشام بن عبدالملک بن مروان، شام کے اموی ملوک میں سے ہیں۔ ۷۱ھ = ۶۹۰ء کو دمشق میں پیدا ہوئے دمشق ہی میں ۱۰۵ھ کو ان کے بھائی یزید کے وفات پا جانے کے بعد لوگوں نے آپ سے بیعت کی ۱۲۰ھ کو زید ابن علی بن حسین نے چودہ ہزار کوفیوں کی معیت میں ان کے خلاف خروج و بغاوت کی، جن کا اُنہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ماوراء النہر کے ترکی خاقان سے فیصلہ کن جنگ لڑی۔ بیدار دماغ والے تھے۔ ۱۲۵ھ = ۷۴۳ء کو رقہ میں وفات پائی۔ [تاریخ الطبری ۵:۴۷۵، الاعلام ۸:۸۶]

(۲) عبداللہ کی جمع ہے۔ امام جوہری اور امام فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ درجِ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس نام سے موسوم ہیں: [۱] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [۲] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [۳] سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل رضی اللہ عنہما [الصحاح ۲:۵۰۵، القاموس المحیط ۱:۴۳۲، مادہ: ع ب د]

امام ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: ہمارے علماء کے نزدیک درجِ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ''عَبَادِلہ'' کا اطلاق ہوتا ہے: [۱] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [۲] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [۳] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [فتح القدیر ۳:۱۷-۱۸، كتاب الحج، باب التمتع، في شرح قول المصنف: وأشهر الحج: شوال و ذو القَعدة و عشر من ذي الحجة]

جب کہ محدثین کے ہاں اس کا اطلاق: عبداللہ بن وہب، عبداللہ بن المبارک، عبداللہ بن یزید المقری اور عبداللہ ابن مسلمۃ القعنبی پر ہوتا ہے۔ [الجروحین ۱:۵۰۴]

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ء کو دورانِ حج مزدلفہ یا منیٰ میں وفات پائی۔ امیر المؤمنین ہشام بن عبدالملک [1] بھی اُس سال حج پر گئے تھے اس لیے اُنہوں نے جنازہ پڑھایا۔ عبادلہ [2] اور دیگر صحابہ سے کسب فیض کیا۔ پچاس صحابہ کی صحبت میں رہے اور اُن سے استفادہ کیا۔ دیگر صحابہ کی بنسبت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے چشمہ علم وفضل سے زیادہ فائدہ اُٹھایا۔ بہت بڑے عالم، فاضل اور قرآن مجید کے مفسر تھے۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ [البدایة والنهایة ۹:۲۲۴، الاعلام ۳:۲۲۴]

۵۔ عطاء بن ابی رباح

عطاء بن ابی رباح [اسلم] بن صفوان، جلیل القدر تابعی، محدث اور فقیہ تھے۔ جَنَد [یمن] میں ۲۷ھ = ۶۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ مکہ معظّمہ میں رہائش پذیر تھے اور وہیں ۱۱۴ھ = ۷۳۲ء کو وفات پائی۔

[وفیات الاعیان ۳:۲۶۱، الاعلام ۴:۲۳۵]

تفسیر میں قلیل الروایة ہونے کے باوجود اُن کا علمی درجہ نہایت بلند ہے اور اُن کی قلت روایت

---

(۱) ہشام بن عبدالملک بن مروان، شام کے اموی ملوک میں سے ہیں۔ ۷۱ھ = ۶۹۰ء کو دمشق میں پیدا ہوئے دمشق ہی میں ۱۰۵ھ کو ان کے بھائی یزید کے وفات پا جانے کے بعد لوگوں نے آپ سے بیعت کی ۱۲۰ھ کو زید ابن علی بن حسین نے چودہ ہزار کوفیوں کی معیت میں ان کے خلاف خروج و بغاوت کی، جن کا اُنہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ موارا ءالنهر کے ترکی خاقان سے فیصلہ کن جنگ لڑی۔ بیدار دماغ والے تھے۔ ۱۲۵ھ = ۷۴۳ء کو رقہ میں وفات پائی۔ [تاریخ الطبری ۵:۴۷۵، الاعلام ۸:۸۶]

(۲) عبداللہ کی جمع ہے۔ امام جوہری اور امام فیروزآبادی فرماتے ہیں کہ درجِ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس نام سے موسوم ہیں: [۱] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [۲] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [۳] سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل رضی اللہ عنہما [الصحاح ۲:۵۰۵، القاموس المحیط ۱:۴۳۲، مادہ: ع، ب، د]

امام ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: ہمارے علماء کے نزدیک درجِ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ''عَبَادِلَه'' کا اِطلاق ہوتا ہے:

[۱] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [۲] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [۳] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

[فتح القدیر ۳:۱۷-۱۸، کتاب الحج، باب التمتع، في شرح قول المصنف: وأشهر الحج: شوال، و ذو القَعدة و عشر من ذي الحجة]

جب کہ محدثین کے ہاں اس کا اطلاق: عبداللہ بن وہب، عبداللہ بن السبارک، عبداللہ بن یزید المقری اور عبداللہ ابن مسلمة القعنبی پر ہوتا ہے۔ [المجروحین ۱:۵۰۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ ان کی کثرتِ احتیاط اور تفسیر بالرائے سے ان کا اِجتناب واِحتراز ہے۔

ولید بن محمد الموقری کی زبانی محدث ابن شہاب زہری سے یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ: میں عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا: کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا: مکہ سے آ رہا ہوں۔اس نے پوچھا کہ اہل مکہ کی قیادت وسیادت ان دونوں کون کر رہا ہے؟ میں نے کہا کہ عطاء ابن ابی رباح۔اُس نے کہا: وہ عرب میں سے ہے یا موالی میں سے؟ میں نے کہا: موالی میں سے! اُس نے کہا کہ اُس نے یہ مقام کس وجہ سے حاصل کیا ہے؟ میں نے کہا: دیانت اور روایت کی وجہ سے...... (۱)۔[تہذیب الکمال ۲۰: ۸۱-۸۲]

مدینہ منورہ کا مدرسہ تفسیر

مدینہ منورہ کے مدرسہ تفسیر کے بانی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے۔بکثرت صحابہ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے۔اس عہد میں وہاں بہت سے تابعین نے بھی رہائش اختیار کی تھی جو تفسیر میں خصوصی شہرت کے حامل ہیں۔ان میں سے بعض نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے براہِ راست اور بعض نے بالواسطہ استفادہ کیا، جن میں سے درج ذیل تین نام بہت مشہور ہوئے:

۱: ابو العالیہ — ۲: محمد بن کعب قُرظی — ۳: زید بن اسلم

۱۔ ابو العالیہ ریاحی (۲)

ان کے احوالِ زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

---

(۱) مولانا گوہر رحمٰن صاحب نے اسے بلا جھجک بغیر کسی تحقیق وتنقید کے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اُن کی کتاب علوم القرآن، جلد دوم: ۴۵۹، حالانکہ اس کا راوی ولید بن محمد مُوقّرِی ابو بشر بلقاوی کذاب، متروک، نا قابل احتجاج اور منکر الحدیث تھا۔[تہذیب الکمال ۳۱: ۷۶-۸۱، ترجمہ: ۶۷۴۴]
پس یہ کہانی موضوع اور من گھڑت ہے۔

(۲) بنو ریاح کی ایک خاتون نے آزاد کیا تھا اس لیے ریاحی کہلائے۔ بنو ریاح قبیلہ بنو تمیم کی ایک شاخ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- محمد بن کعب قُرظی

محمد بن کعب بن سُلیم بن اسد قُرظی' مدنی' ابوحمزة / ابوعبداللہ۔ ان کے والد مدینہ منورہ کے مشہور قبیلے بنوقریظہ کے قیدیوں میں لائے گئے تھے مگر غزوۂ بنوقریظہ کے وقت وہ کم عمر تھے اس لیے قتل نہیں کیے گئے۔ [التاریخ الکبیر ۱: ۲۱۶' ترجمہ: ۶۷۹' تہذیب الکمال ۲۶: ۳۴۱' ترجمہ: ۵۵۷۳]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کی ولادت رسول اکرم ﷺ کی حیات میں بتا دی ہے لیکن یہ قول درست نہیں۔ [سیر اعلام النبلاء ۵: ۶۵]

کثیر الحدیث ثقہ عالم اور صالح و نیک کار تھے۔ [تہذیب الکمال ۲۶: ۳۴۳]

علامہ فَسوی لکھتے ہیں: كان لمحمد بن كعب جُلسآء كانوا مِن أعلم الناس بتفسير القرآن' و كانوا مجتمعين في مسجد الربذة ' فأصابتهم زلزلةٌ ' فسقط عليهم المسجد' فماتوا جميعاً تحته. [المعرفة والتاریخ ۱: ۲۱۳' سیر اعلام النبلاء ۵: ۶۶]

''اپنے ایسے ساتھیوں کے ساتھ ربذہ کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے جو سارے کے سارے تفسیر قرآن کے علم میں بے مثال تھے کہ شدید زلزلہ آیا اور مسجد [کی چھت] ان پر گر پڑی اور وہ سب کے سب اُس کے نیچے مر گئے۔''

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اُن کی وفات ۱۰۸ھ کو ہوئی۔ [سیر اعلام النبلاء ۵: ۶۷]

۳- زید بن اسلم عَدَوی

زید بن اسلم عدوی' عمری' مدنی' ابواسامہ / ابوعبداللہ' فقیہ اور مفسر تھے۔ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت میں اُن کے پاس تھے۔ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ مسجد نبوی میں اُن کے درس و تدریس کا وسیع حلقہ تھا۔ فن تفسیر میں اُن کی ایک کتاب ہے جو اُن کے فرزندان کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۳۶ھ = ۷۶۸ء کو وفات پائی۔

[تذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۳۲' ترجمہ: ۱۱۸' الاعلام ۳: ۵۶-۵۷]

زید بن اسلم اپنے معاصرین میں کثرتِ علم کی بنا پر ممتاز تھے اور آپ کے بعض ہم عصر آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ امام بخاری لکھتے ہیں: كان علي بن الحسين يجلس إلى زيد بن أسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويتخطّى مجالس قومه فقال له نافع بن جبيربن مطعم : تَخَطّى مجالس قومك إلى عَبدِ عمربن الخطاب ؟فقال:إنمايجلس الرجلُ إلى من ينفعه في دينه.

[التاریخ الکبیر۳:۳۸۷‘ترجمہ:۱۲۸۷‘سیر اعلام النبلاء۹:۳۸۳‘ترجمہ:۱۵۳]

''علی بن حسین [زین العابدین] زید بن اسلم کے یہاں حاضر ہو کر اُن سے علمی استفادہ کیا کرتے تھے۔نافع بن جبیر بن مطعم (۱) نے اُن سے کہا: آپ اپنی قوم کی علمی مجالس چھوڑ کر [سیدنا] عمر بن خطاب [ﷺ] کے غلام زید بن اسلم کے ہاں جاتے ہیں؟ زین العابدین نے فرمایا: آدمی اُس شخص کی صحبت اختیار کرتا ہے جس سے کچھ دینی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔''

کوفہ کا مدرسہ تفسیر

تفسیر کا عراقی مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ کا مرہونِ منت ہے‘ جہاں آپ کے سوائی اور صحابہ بھی مقیم تھے جن سے اہل عراق نے تفسیر قرآن مجید کا درس لیا مگر سیدنا ابن مسعود ﷺ اس مکتب فکر کے اولین استاذ تسلیم کیے جاتے ہیں جس کی وجہ تفسیر میں آپ کی شہرت اور اُن سے مرویات اور منقولات کی کثرت ہے۔[التفسیر والمفسرون۱:۸۱]

عراقی مکتب فکر کے ممتاز مفسرین یہ ہیں: ۱- علقمہ بن قیس ۲- مسروق بن اجدع ۳- اسود بن یزید ۴- مُرَّہ ہمدانی ۵- عامر بن شراحیل ۶- حسن بصری ۷- قتادہ

۱- علقمہ بن قیس

علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک‘ نخعی‘ ہمدانی‘ ابوشبل‘ تابعی اور عراق کے فقیہ تھے۔ سیرت و کردار اور علم و فضل میں سیدنا ابن مسعود ﷺ کی طرح تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے۔ صحابہ کرام ﷺ سے احادیث نقل کیں۔ جنگ صفین اور غزوۂ خراسان میں شرکت کی۔ دو سال تک

---

(۱) نافع بن جبیر بن مُطعَم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف‘ قرشی‘ نوفلی‘ ابومحمد/ ابوعبداللہ۔ اُن کا شمار حدیث کے بڑے راویوں میں ہوتا ہے۔ ثقہ تابعی تھے۔ اہل مدینہ میں سے تھے۔ بہت فصیح و بلیغ تھے۔ آپ فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ ۹۹ھ = ۷۱۷ء کو وفات پائی۔ [تہذیب الکمال ۲۹:۲۷۲‘ترجمہ:۶۳۵۹‘الاعلام ۷:۳۵۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارزم میں اور کچھ عرصہ مرو میں اِقامت پذیر تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۶۲ھ = ۶۸۱ء کو نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ [تاریخ بغداد ۱۲: ۲۹۶' الاعلام ۴: ۲۴۸]

حافظ ذہبی انہیں فقیه الكوفة وعالمها و مُقرئها، الإمام، الحافظ، المجوِّد اور المجتهد الكبير جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء ۴: ۵۳]

آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ: إذا رأيتَ علقمة فلا يضُرُّكَ أن لَّا تَرَى عبدالله' أشبه الناس به سَمتاً و هدياً. [تہذیب الکمال ۲۰: ۳۰۳]

''جب تم علقمہ کو دیکھ لو تو [سیدنا] ابن مسعود [رضی اللہ عنہ] کو نہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، وہ اُن سے گفتار اور کردار میں بڑی حد تک ملتے جلتے ہیں۔''

۲۔ مسروق بن اَجدع

مسروق بن اَجدع بن مالک ہمدانی' وادِعی' ابو عائشہ' ثقہ تابعی تھے۔ اہل یمن میں سے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آئے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ ۶۳ھ = ۶۸۳ء کو وفات پائی۔

[تہذیب الکمال ۲۷: ۴۵۲' ترجمہ: ۵۹۰۲' الاعلام ۷: ۲۱۵]

کہا جاتا ہے کہ: أنه سُرِقَ و هو صغيرٌ ثم وُجِدَ فسُمِّيَ مسروقاً' وأسلم أبوه الأجدع' ورأى مسروق أبابكر' وعمر' وعثمان' وعليًّا' وعبدالله بن مسعود وعائشة أم المؤمنين...... و كان ممن حضر مع علي حرب الخوارج بِالنَّهروان. [تاریخ بغداد ۱۳: ۲۳۲' ترجمہ: ۷۲۰۲]

''بچپن میں اِغواء کیے گئے' پھر بازیاب ہوئے تو مسروق نام پڑا۔ اُن کے والد اجدع نے اسلام قبول کیا تھا۔ مسروق نے سیدنا ابوبکر' سیدنا عمر' سیدنا عثمان' سیدنا علی' سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی ہے۔ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں نہروان (۱)

---

(۱) اسے کئی طرح پڑھا جاسکتا ہے: نَہرَوَان' نَہرُوان' نُہرُوَان' نِہرَوَان۔ بغداد اور واسط کے درمیان ایک وسیع علاقے کا نام ہے جو ۳۹ھ = ۶۵۸ء میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے مابین ہونے والی ایک جنگ کے باعث مشہور ہے۔ [معجم البلدان ۵: ۳۲۴' معجم ما استعجم ۴: ۱۷۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خوارج سے لڑی جانے والی جنگ میں حصہ لیا تھا۔''

آپ فرماتے ہیں: لَقِيتُ عمربن الخطّاب فقال: ماسمُكَ؟ فقلتُ: مسروق بن الأجدع، قال: سمعتُ النبي ﷺ يقول: الأجدع شيطانٌ (۱) أنتَ مسروق بن عبد الرحمٰن. قال الشعبي: فرأيته في الديوان مسروق بن عبدالرحمٰن. [تاریخ بغداد ۱۳: ۲۳۲-۲۳۳]

''سیدنا عمر ﷺ سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے میرا نام پوچھا' میں نے کہا: مسروق بن اَجدع! آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اَجدع شیطان کا نام ہے' تمہارا نام مسروق ابن عبدالرحمٰن ہے۔ شعبی کہتے ہیں: میں نے [سرکاری] دیوان [دفتر] میں اُن کا نام مسروق بن عبدالرحمٰن لکھا ہوا دیکھا ہے۔''

امام شعبی کہتے ہیں: کان مسروق أعلم بالفتوى من شُرَيح' و كان شُرَيح أعلم بالقضاء من مسروق' و كان شريح يستشير مسروقاً' و كان مسروق لا يستشير شُريحاً.

[تاریخ بغداد ۱۳: ۲۳۳-۲۳۴]

''مسروق فتویٰ دینے میں شریح (۲) سے زیادہ ماہر تھے جب کہ شریح کے پاس قضاء کا علم زیادہ تھا۔ شریح، مسروق سے مشورہ لیا کرتے تھے مگر مسروق، شریح سے مشورہ نہیں لیا کرتے تھے۔''

۳۔ اسود بن یزید نخعی

اسود بن یزید بن قیس' امام' قدوہ' ابوعمرو/ ابوعبدالرحمٰن نخعی کوفی۔ آپ عبدالرحمٰن بن یزید کے بھائی' عبدالرحمٰن بن اَسود کے والد' علقمہ بن قیس کے بھتیجے اور ابراہیم نخعی کے ماموں تھے۔ مخضرم تھے۔

---

(۱) سنن ابی داود' کتاب الادب [۳۵] باب في تغيير الاسم القبيح [۷۰] حدیث: ۴۹۵۷' سنن ابن ماجۂ کتاب الادب [۳۳] حدیث: ۳۷۳۱' المستدرک ۴: ۲۷۹

اس کی سند میں مجالد بن سعید بن عمیر ہمدانی ہے جو قوی راوی نہیں اور آخری عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

[ابن حجر عسقلانی' تقریب التهذيب: ۵۴۹' ترجمہ: ۶۴۷۸]

(۲) شُرَیح بن حارث بن قیس بن جہم کندی' ابوامیہ' صفِ اول کے مشہور قاضی ہیں۔ اصل میں یمن سے تعلق تھا۔ سیدنا عمر' سیدنا عثمان' سیدنا علی اور سیدنا معاویہ ﷺ کے اَدوارِ خلافت میں کوفہ کے قاضی رہے۔ حجاج کے زمانے میں اپنے عہدے سے اِستعفیٰ دیا۔ حدیث میں ثقہ اور قضاء میں امین تھے۔ ادب وشعر کا ذوق رکھتے تھے۔ طویل عمر پائی۔ ۷۸ھ = ۶۹۷ء کو کوفہ میں وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۲: ۴۶۰' ترجمہ: ۲۹۰' الاعلام ۳: ۱۶۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا۔ جلالتِ شان' علم' وثاقت اور عمر میں مسروق کے نظیر تھے اور دونوں کی عبادت ضرب المثل تھی۔ [سیر اعلام النبلاء ۵: ۵۰' ترجمہ: ۱۳]

اپنے زمانے میں کوفہ کے عالم تھے۔ روزانہ سات سو رکعت پڑھنے کا معمول تھا۔

[تذکرۃ الحفاظ ۱: ۵۰-۵۱' ترجمہ: ۲۹]

۷۵ھ = ۶۹۴ء کو وفات ہوئے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۵۱' الاعلام ۱: ۳۳۰]

۴- مُرَّۃ ہمدانی

مُرَّۃ بن شراحیل ہمدانی' کوفی' مخضرم اور کبیر الشان تھے۔ اپنی عبادت اور خیر و علم کی وجہ سے مُرَّۃُ الْخَیر اور مُرَّۃُ الطَّیِّب کہلائے۔ [سیر اعلام النبلاء ۴: ۷۴' ترجمہ: ۲۱]

روزانہ چھ سو رکعات پڑھنے کا معمول تھا۔ [سیر اعلام النبلاء ۴: ۷۵]

حافظ ذہبی اُن کی عبادت گزاری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قلتُ: ما کان ھذا الولي یکاد یتفرَّغُ لِنَشرِ العلم' ولھذا لم تَکثُرْ روایتُه' و ھل یُرادُ مِن العلمِ إلَّا ثَمرَتُه.

[سیر اعلام النبلاء ۴: ۷۵]

''میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کے اس ولی [اپنی عبادت سے] کو علم کی نشر و اشاعت کے لیے کم فراغت ملتی اس لیے اُن کی روایتوں کی تعداد زیادہ نہیں' لیکن حصولِ علم کا ثمرہ ہی مطلوب ہے [جو عبادت گزاری ہی ہے]۔''

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: کان بصیراً بالتفسیر. [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۶۷]

''تفسیر میں صاحبِ بصیرت تھے۔''

۹۰ھ کے حدود میں وفات پائی۔ [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۶۷]

۵- شعبی: عامر بن شراحیل

عامر بن شراحیل [عبداللہ] بن عبد ذی کبار شعبی' حمیری' ابو عمرو۔ شعب ہمدان کی نسبت سے شعبی کہلائے۔ جو ہمدان کی ایک شاخ ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۴: ۲۹۶]

کوفہ میں ۱۹ھ = ۶۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ثقہ تابعی تھے۔ بے مثال حافظہ پایا تھا۔ حدیث کے ثقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی، فقیہ اور شاعر تھے۔ [تاریخ بغداد ۱۲: ۲۲۷، الاعلام ۳: ۲۵۱]
شعبی نے اڑتالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث سنیں۔

[تاریخ الثقات، عجلی: ۲۴۳-۲۴۴، ترجمہ: ۷۵۱، سیر اعلام النبلاء ۴: ۳۰۱]

آپ نے کئی مرسل روایتیں بھی نقل کی ہیں مگر: مرسل الشعبي صحيح، لا يُرسِلُ إلّا صحيحاً صحيحاً. [کتاب الثقات، عجلی: ۲۴۴، سیر اعلام النبلاء ۴: ۳۰۱]

''شعبی کی مرسل روایتیں صحیح ہوتی ہیں، وہ صحیح صحیح روایتوں میں اِرسال کرتے ہیں۔''

کوفہ میں ۱۰۳ھ = ۷۲۱ء کو فوت ہوئے۔ [تاریخ بغداد ۱۲: ۲۲۷، الاعلام ۳: ۲۵۱]

۶- حسن بصری

ان کے حالاتِ زندگی پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

۷- قتادة

قتادۃ بن دِعامۃ [دال کے زیر سے] بن قتادۃ بن عُزَیز [تصغیر سے] ابوالخطاب، سدوسی، بصری، مفسر قرآن اور حافظ حدیث تھے۔ مادرزاد اندھے تھے۔ لغت، ایامِ عرب اور انساب کے ماہر عالم تھے مدلس تھے۔ ۶۱ھ = ۶۸۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۱۸ھ = ۷۳۶ء کو واسط میں طاعون کے عارضہ سے وفات پائی۔ [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۲۲، الاعلام ۵: ۱۸۹]

امام شعبہ[1] فرماتے ہیں: كنتُ أتفقَّدُ فَمَ قتادةَ، فإذا قال: حدَّثنا و سمعتُ تحفَّظتُهُ، و إذا قال: حدث فلانٌ تركته.

[الجرح والتعديل ۱: ۱۶۹، ۴: ۲۷۰، معرفۃ السنن والآثار ۱: ۸۶، سیر اعلام النبلاء ۱۳: ۲۴۸]

''میں قتادۃ کی بات غور سے سنتا رہتا، وہ جب حدثنا کہتے تو میں اُس روایت کو نقل کرتا اور جب عَنْ کہتے یا بیان کرتے کہ فلاں نے روایت بیان کی ہے تو میں اُس روایت کو نہ لکھتا بلکہ اسے چھوڑ

(۱) شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی، ازدی، واسطی، بصری، ابو بسطام، واسط میں ۸۲ھ = ۷۰۱ء کو پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۶۰ھ = ۷۷۶ء کو وفات پائی۔ رجال الحدیث کے ائمہ میں سے تھے اور روایت و درایت دونوں کے بادشاہ تھے۔ [تاریخ بغداد ۹: ۲۵۵، وفیات الاعیان ۲: ۴۶۹، الاعلام ۳: ۱۶۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا۔“

تنبیہ

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: وفي الجملة مَنْ عَدَلَ عَنْ مَذَاهِبِ الصَّحابةِ والتابعينَ و تفسيرهِم إلى ما يُخالِفُ ذلك كان مُخطِئاً في ذلك بل مبتدعاً ، و إن كان مجتهداً مغفوراً له خَطَؤُهُ. [مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۶۱]

”مختصر یہ کہ تفسیر میں جو شخص صحابہ اور تابعین کے راستے سے ہٹ کر اُس کے خلاف موقف اختیار کرتا ہے، وہ اس معاملے میں نہ صرف غلطی کرتا ہے بلکہ بدعتی ہو جاتا ہے۔ ہاں! اگر مفسر نے اجتہاد کیا ہو [اور اُس نے اپنی تفسیر میں ٹھوکر کھائی ہو بشرطے کہ اُس کا طریقہ کار صحیح ہو] تو اللہ تعالیٰ اُس کی غلطی معاف کر دیں گے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۲۰

تفسیر کی قسمیں

بنیادی طور پر تفسیر کی دو قسمیں ہیں:[۱] تفسیر بالمأثور [۲] تفسیر بالرأي
تفسیر فقہی اور تفسیر بالإشارة[التفسیر الصوفي] تفسیر بالرائے کی قسمیں ہیں۔

تفسیر بالمأثور

مأثُورٌ، اَثَرٌ سے مفعول کا صیغہ ہے، جس کے معنی علامت، نشانی اور نقل کے ہیں۔ کسی آیت کا معنیٰ اور مفہوم اگر قرآن مجید کی کسی آیت سے واضح ہوتا ہو یا رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے آثار واقوال سے اس پر روشنی پڑتی ہو تو اس کا نام تفسیر بالمأثور ہے۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ تفسیر بالمأثور کی درج ذیل قسمیں ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن
۲۔ تفسیر القرآن بالسنة
۳۔ تفسیر القرآن بآثار الصحابة
۴۔ تفسیر القرآن بآثار التابعین

تفسیر القرآن بالقرآن

تفسیر القرآن بالقرآن کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات بعض اوقات ایک دوسرے کی تفسیر اور وضاحت کر دیتی ہیں۔ کوئی بات ایک جگہ مجمل انداز میں کہی جاتی ہے اور دوسری جگہ اسے کھول دیا جاتا ہے اور اِجمال واِبہام کو دور کیا جاتا ہے' یہ قرآن مجید کی تفسیر کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔

حافظ ابن تیمیہ سے پوچھا گیا: ماأحسنُ طرق التفسیر؟ ''تفسیر کا احسن طریقہ کیا ہے؟'' تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا: إنَّ أصحَّ الطُّرُقِ في ذلك أن یفسر القرآن بالقرآن' فما أجملَ في مكانٍ فإنه قد فُسّرَ في موضع آخر' وما اختصر من مكان فقد بسط في موضع آخر. فإن أعياكَ ذلك فعليك بالسنة فإنها شارحةٌ للقرآن و موضحة له' بل قال الإمام أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي: كُلُّ ما حَكَمَ به رسول الله ﷺ فهو مما فهِمَه من القرآن. [مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۶۲' تفسیر ابن کثیر ۱:۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تفسیر کا صحیح ترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید ہی سے کی جائے، اس لیے کہ اگر کہیں کوئی اجمال یا اختصار موجود ہے تو دوسری جگہ میں اس کی تفسیر و تفصیل کی گئی ہے۔ اگر قرآن مجید سے تفسیر نہ مل سکے تو پھر سنت میں اسے ڈھونڈ لینا چاہئے اس لیے کہ سنت بھی قرآن مجید کی شارح اور اس کی وضاحت کرنے والی ہے بلکہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام احکام قرآن مجید ہی سے سمجھے ہیں۔''

تفسیر القرآن بالقرآن کی مثالیں

[۱] سورۃ الفاتحہ میں مذکور ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. [سورۃ الفاتحہ ۱:۶]

''چلا ہمیں سیدھی راہ۔''

قرآن مجید نے صراط مستقیم کی تفسیر اس طرح کی ہے:

- اللہ ہی کی عبادت کرنا: اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ.

[سورۃ آل عمران ۳:۵۱]

''بے شک اللہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے' سو اُس کی عبادت کرو' یہی سیدھی راہ ہے۔''

- قرآن مجید: وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا. [سورۃ الانعام ۶:۱۲۶]

''اور یہ قرآن تیرے رب کی سیدھی راہ ہے۔''

- سبیل الرسول ﷺ: اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. [سورۃ الزخرف ۴۳:۴۳]

''بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔''

[۲] سورۃ الفاتحہ میں مذکور ہے: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. [سورۃ الفاتحہ ۱:۷]

''اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔''

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعام و اکرام کیا ہے اور جن کی راہ پر چلنے کی یہاں استدعاء کی جاتی ہے؟ اس کی تفسیر اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. [سورۃ النساء ۴:۶۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جو انبیاء ہیں، سچے [مؤمن] ہیں، شہید ہیں اور صالحین ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں۔"

[۳] سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے: فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ.

[سورۃ البقرۃ ۲:۳۷]

"پس آدم [علیہ السلام] نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے تو [اللہ نے] اُس کی توبہ قبول کر لی۔"

وہ کون سے کلمات ہیں جو سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے؟ اس کی تفسیر ایک دوسری جگہ ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

[سورۃ الاعراف ۷:۲۳]

"اُن دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ نے ہماری مغفرت نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔"

[۴] اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا تھا کہ [سیدنا] آدم [علیہ السلام] کو سجدہ کریں، تو سب نے سجدہ کیا اور:

اِلَّآ اِبْلِيْسَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۳۴]

"مگر ابلیس نے نہیں کیا۔"

یہاں یہ وضاحت موجود نہیں کہ کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا جنی تھا؟ اس ابہام کو اس آیت میں دور کیا گیا: كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ. [سورۃ الکہف ۱۸:۵۰]

"جنات میں سے تھا اس لیے اُس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔"

یعنی ابلیس کا جنات میں سے ہونا۔ جن کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ سبب بنا اُس کی سرکشی کا، اگر یہ ملائکہ میں سے ہوتا تو قطعاً نافرمانی نہ کرتا اس لیے کہ:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ. [سورۃ التحریم ۶۶:۶]

"اللہ، اُن کو جو حکم دیتا ہے وہ [ملائکہ] اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم ملتا ہے۔"

اور ابلیس نے خود ہی کہا تھا: اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ.

[سورۃ الاعراف ۷:۱۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میں اس سے بہتر ہوں [کہ] تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اُسے مٹی سے بنایا ہے۔‘‘

اس لیے مفسر ابن جریر نے حسن بصری کے حوالے سے لکھا ہے: ما كان إبليس من الملائكة طَرفَةَ عينٍ قطُّ، وإنه لأصل الجن، كما أنّ آدم أصل الإنس.

[تفسیر ابن جریر ا:۲۶۳، نص:۶۹۶]

’’ابلیس آنکھ کی جھپک کے برابر بھی کبھی فرشتہ نہ رہا بلکہ جس طرح سیدنا آدم علیہ السلام انسانوں کا اصل ہیں، اُس طرح یہ جنات کا اصل ہے۔‘‘

[۵] ارشاد ربانی ہے: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ. [سورۃ البقرۃ ۲:۴۰]

’’اور مجھ سے وعدہ پورا کرو [تو] میں تم سے وعدہ پورا کروں گا۔‘‘

ان وعدوں کی وضاحت اور تفسیر قرآن مجید نے اس آیتِ کریمہ میں کر دی ہے:

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. [سورۃ المائدۃ ۵:۱۲]

’’اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے اُن میں بارہ سردار مقرر کیے تھے اور اللہ نے [اُن سے یہ بھی] کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تو اگر نماز کا اہتمام کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیمبروں پر ایمان لاتے رہو گے اور اُن کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ ضرور دور کروں گا اور ضرور تمہیں جنات میں داخل کردوں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیے گئے وعدے یہ ہیں:

۱:معیتِ الٰہی ۔۲: اُن سے گناہ دور کرنا ۔۳: ابدی خوشی یعنی جنت میں راحت کی زندگی

جب کہ بنی اسرائیل سے یہ وعدے لیے گئے:

۱: نماز کا اہتمام کرنا ۔۲: زکوٰۃ دیتے رہنا ۔۳: سارے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا ۔۴: اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۶] ارشادِ ربانی ہے: وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ.

[سورۃ البقرۃ ۲: ۵۰]

"اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا تھا پھر ہم نے تمہیں نجات دے دی اور آلِ فرعون کو غرق کر دیا درآنحالیکہ تم دیکھ رہے تھے۔"

سمندر کو پھاڑنے، بنی اسرائیل کو نجات دینے اور فرعونیوں کو غرق کرنے کی تفصیل اس طرح کی گئی:

فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۝ [سورۃ الشعراء ۲۶: ۶۳]

"پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیج دی کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو چنانچہ وہ دریا پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑی پہاڑی۔ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس مقام کے قریب پہنچا دیا اور ہم نے موسیٰ اور اُن کے ساتھ والوں سب کو بچا لیا۔"

رہا یہ ابہام کہ فرعون غرق ہوا تھا یا نہیں؟ سو اس کی تفصیل اس طرح کی گئی:

— وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً.

[سورۃ یونس ۱۰: ۹۰-۹۲]

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا پھر فرعون اور اُس کے لشکر نے ظلم و زیادتی [کے ارادہ] سے اُن کا پیچھا کیا' یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بولا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں بجز اُس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلموں میں [داخل ہوتا] ہوں۔ یہ اب! حالانکہ تُو تو سرکشی کرتا رہا اس سے قبل تک اور تو مفسدوں [ہی] میں شامل رہا۔ آج ہم تمہیں ساحل پر تیری چھوٹی زِرہ سمیت ڈال دیتے ہیں تاکہ تو پیچھے آنے والوں کے لیے ایک نشانِ عبرت رہے[1]۔"

---

(۱) امام قرطبی لکھتے ہیں: نُلقيك على نحوةٍ من الأرض ' وذلك أن بني إسرائيل لم يصدقوا أنّ ....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝﴾ [سورۃ الذاریات ۵۱:۳۸-۴۰]

''اور موسیٰ [کے قصہ] میں بھی [نشانی ہے] جب کہ ہم نے اُسے فرعون کے پاس بھیجا ایک کھلی ہوئی دلیل دے کر لیکن اُس نے اپنی قوت [کے زعم] میں سرتابی کی اور کہنے لگا: یہ ساحر یا مجنون ہے' سو ہم نے اُس کو اور اُس کے لشکر کو پکڑ کر سمندر میں پھینک دیا اور وہ تھا ہی قابلِ ملامت۔''

﴿فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ﴾. [سورۃ النازعات ۷۹:۲۵]

''اس پر اللہ نے اُسے دنیا اور آخرت کی عذاب میں پکڑ لیا۔''

اس تفسیر سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہوئی جو کہتے ہیں کہ فرعون غرق نہیں ہوا تھا بلکہ آل فرعون کو غرق کیا گیا تھا اس طرح اُن لوگوں کا جواب بھی ہوا جن کا خیال ہے کہ فرعون مسلمان مرا تھا۔

[۷] ارشاد ربانی ہے: ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ﴾. [سورۃ المائدۃ ۵:۱]

''تمہارے لیے چوپائے مواشی حلال [اور جائز] کیے گئے ہیں، بجز اُن کے جن کا ذکر تم سے کیا جائے گا۔''

یہ کون سے جانور ہیں جنہیں حرام قرار دیا گیا ہے' اس کی تفصیل آگے اس سورۃ میں مذکور ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾. [سورۃ المائدۃ ۵:۳]

...... فرعون غرق وقالوا: هو أعظم شأناً من ذلك' فألقاه الله على نجوة من الأرض' أي: مكان مرتفع من البحر حتى شاهدوه. [تفسیر القرطبی ۸:۳۲۷]

''ہم تمہیں بلند زمین پر ڈال دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے کا یقین نہ تھا اُن کا خیال تھا کہ فرعون کبھی غرق نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے دریا سے اٹھا کر بلند زمین پر پھینک دیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا [کہ وہ مرا ہوا ہے]۔''

امام مکی بن ابی طالب لکھتے ہیں: نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ: قيل: هو من النجاء' أي: نُخلصك من البحر ميتاً ليراك بنو اسرائيل' وقيل معناه: نلقيك على نجوة من الأرض. [مشکل إعراب القرآن: ۲۲۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم پر حرام کیے گئے ہیں مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جو جانور غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر جائے اور جو کسی ضرب سے مر جائے اور جو اونچی جگہ سے گر کر مر جائے اور جو کسی کے سینگ سے مر جائے اور جس کو درندے کھانے لگیں' سوا اِس صورت کے کہ تم اُسے ذبح کر ڈالو، اور جو جانور استھانوں پر بھینٹ چڑھایا جائے اور نیز یہ کہ قرعہ کے تیروں سے تقسیم کیا جائے۔ یہ سب گناہ [کے کام] ہیں۔''

[۸] ارشاد ربانی ہے: وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. [سورة الحج ۲۹:۲۲]

''اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں۔''

الْعَتِيْق ایک ایسا لفظ ہے جس کے بیک وقت دو معنی ہو سکتے ہیں: قدیم' اور جابروں کے تسلط سے آزاد' اس لیے یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ یہاں اس سے کون سا گھر مراد ہے جس کا طواف کیا جائے اس کی تفسیر اور تفصیل قرآن مجید نے دوسری جگہ کر دی ہے اور فرمایا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ. [سورة آل عمران ۹۶:۳]

''سب سے پہلے مکان جو لوگوں کے لیے [دنیا میں عبادت گاہ کے طور پر] وضع کیا گیا' وہ، وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ [سب کے لیے] برکت والا ہے اور سارے جہان کے لیے رہنما ہے۔''

[۹] ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا.

[سورة الاحزاب ۳۳:۳۳]

''اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے [نبی ﷺ کے] گھر والو! کہ تم سے آلودگی کو دور رکھے۔''

کچھ لوگوں نے اس آیت کریمہ کے بارے میں یہ کہہ دیا ہے کہ اہل بیت سے مراد صرف رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں اور ازواج مطہرات اس میں داخل نہیں لیکن اس آیت کا سیاق وسباق اس نظریہ کی واضح تردید کرتا ہے اس لیے کہ اس آیت کے آگے اور پیچھے تمام تر خطاب ازواج مطہرات کو ہو رہا ہے اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اہل بیت کے مفہوم میں داخل نہ ہوں' بلکہ اہل بیت ہونے کا شرف اصلاً آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو حاصل ہے' یہ آیت اس باب میں نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ اہل بیت کا لفظ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا گیا ہے: قَالُوْا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ.

[سورۃ ہود ۱۱:۷۳]

''وہ بولے: ارے! تم تعجب کرتی ہو، اللہ کے کام میں۔ اے [نبی کے] خاندان والو! تم پر تو اللہ کی [خاص] رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں۔''

[۱۰] ارشادِ ربانی ہے: وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ. [سورۃ الزمر ۳۹:۷۱]

''لیکن عذاب کی بات کافروں پر پوری ہو کر رہی۔''

اس کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے: وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. [سورۃ الم السجدۃ ۳۲:۱۳]

''لیکن میری یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ میں دوزخ کو بھر کر رہوں گا [مشرک] جنّات اور انسانوں سے۔''

تفسیر القرآن بالقرآن سے متعلق متقدمین کی کوئی کتاب نہ مل سکی، البتہ ہر تفسیر میں کچھ نہ کچھ تفسیر القرآن بالقرآن مل جاتی ہے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں: قد ألّف ابن الجوزي كتاباً فيما أجمل في القرآن في موضع، وفسّر في موضع آخر منه.

[الاتقان فی علوم القرآن ۴:۷۸، نوع ۷۸، شروط مفسر]

''حافظ ابن جوزی نے ایک خاص کتاب ہی ان امور کے بیان میں لکھی ہے جو کہ قرآن مجید میں ایک جگہ اجمالاً بیان ہوئے ہیں اور دوسری جگہ اسی میں ان کی تفسیر کی گئی ہے۔''

اسی نوعیت کی ایک بے مثال اور گران قدر کتاب مدینہ منورہ کے ایک عالم علامہ شنقیطی نے أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن کے نام سے لکھی ہے جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کے مقدمہ [۱:۳۳-۵۳] میں انہوں نے تفسیر القرآن بالقرآن کی مختلف صورتیں مزید وضاحت و تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں۔

تفسیر القرآن بالحدیث والسنۃ

یعنی حدیث و سنت سے قرآن مجید کی تفسیر۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں شامل کی گئی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جو احکام و ہدایات دیں آپ ﷺ ان کی توضیح فرمائیں۔ ایک موٹی عقل کا آدمی بھی کم از کم اتنی بات سمجھ سکتا ہے کہ کسی کتاب کی توضیح محض اس کتاب کے الفاظ پڑھ کر سُنا دینے سے نہیں ہو جاتی' بلکہ توضیح کرنے والا اُس کے الفاظ سے کچھ زائد کہتا ہے تاکہ سننے والا کتاب کا مطلب پوری طرح سمجھ جائے اور اگر کتاب کی کوئی بات کسی عملی مسئلے سے متعلق ہو تو شارح عملی مظاہرہ کر کے بتاتا ہے کہ مصنف کا مراد و منشا اس طرح عمل کرنا ہے۔ یہ نہ ہو تو کتاب کے الفاظ ہی سنا دینا کسی طفل مکتب کے نزدیک بھی توضیح قرار نہیں پا سکتا' فرمانِ الٰہی ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ.

[سورۃ النحل ۱۶:۴۴]

''اور ہم نے تم پر یہ نصیحت نامہ اُتارا ہے تاکہ تم لوگوں پر ظاہر کرو جو کچھ اُن کے پاس بھیجا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیا کریں۔''

تفسیر القرآن بالحدیث والسنۃ کی مثالیں

اس موضوع سے متعلق کئی مثالیں اس کتاب کے جلد اول میں صفحات: ۱۱۹-۱۲۳ میں پیش کی جا چکی ہیں' یہاں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں وارد ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ. [سورۃ الحجر ۱۵:۸۷]

''اور ہم نے تم کو سات دہرائی جانے والی آیتیں دی ہیں اور قرآنِ عظیم دیا ہے۔''

یہ سات دہرائی جانے والی آیتیں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت اس طرح فرما دی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هي السبعُ المثاني و القرآنُ العظيم.

[صحیح بخاری' کتاب التفسیر [۶۵] تفسیر سورۃ الحجر [۱۵] باب [۳] حدیث: ۴۷۰۳' ۴۷۰۴]

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہی وہ سات آیتیں ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور یہی قرآن عظیم ہے۔''

معلوم ہوا کہ السبعُ المثاني سے مراد سورۃ الفاتحۃ ہے جو نماز کی ہر ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے اور چونکہ یہ ایک جامع سورۃ ہے اس لیے اس کو قرآن عظیم بھی کہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ

خیال رہے کہ احادیث کے ذخیرہ میں صحیح وسقیم اور ضعیف وموضوع ہر طرح کی روایات ملتی ہیں لہٰذا صرف تفسیر کے باب میں نہیں بلکہ سارے دین کے باب میں جو روایت جہاں مل جائے اُسے پڑھ کر کوئی فیصلہ کرنا نادرست ہے بلکہ اصولِ حدیث کے مطابق اُسے ہر طرح جانچنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ مفسرین نے اپنی کتابوں میں ہر طرح کی روایتیں جمع کر دی ہیں اور محدثانہ طریقے پر اُن کی تحقیق وتفتیش نہیں کی۔

امام ابن العربی لکھتے ہیں: تفسیر کے سلسلے میں احادیث نبویہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے لیکن:

حذار أن تعوّلوا فيه إلّا على ماصحّ، و دعوا ماسوّدت فيه الأوراق، فإنه سوادي في القلوب والوجوه.

[قانون التأويل، ابن العربي: ٦٥٩، تحقيق: محمد السليماني، مؤسسة علوم القرآن، سوريا، ١٤٠٦ھ=١٩٨٦ء]

''خیال کیجیے گا کہ تفسیر قرآن کے معاملے میں صرف صحیح احادیث پر انحصار کیا جائے اور [ضعیف و موضوع روایات سے جتنے] اوراق سیاہ کیے گئے ہیں اُنہیں یک سر چھوڑ دو اس لیے کہ یہ قلوب و وجوہ کو سیاہ کرنے والی ہے۔''

تفسیر القرآن بآثار الصحابۃ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کی تعلیم براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی، ان میں سے بعض نے اپنی پوری زندگی اسی کام کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ یہ سب اہلِ زبان تھے اور نزولِ قرآن کے ماحول سے پوری طرح باخبر بھی تھے لیکن اُنہوں نے اپنی زبان دانی پر بھروسہ کرنے کی بجائے قرآن مجید کو سبقاً سبقاً رسول اللہ ﷺ سے پڑھا چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كانَ الرجُلُ منّا إذا تَعَلَّمَ عشرَ آياتٍ لم يُجاوِزْهُنَّ حتى يَعْرِفَ مَعانِيَهُنَّ والعملَ بِهِن.

[تفسیر ابن جریر ۱:۶۰، نص: ۸۱]

''ہم میں سے جو شخص دس آیتیں سیکھتا تو وہ اُس وقت تک ان سے آگے نہیں بڑھتا تھا جب تک ان آیات کی تمام علمی اور عملی باتوں کا علم حاصل نہ کرتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: كان الرجلَ إذا قرأ البقرةَ و آلَ عمران جدَّ فِيْنايعني: عَظُمَ. [مسند احمد ۳:۱۲۰]

''جب کوئی شخص سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران پڑھ لیتا تو ہماری نگاہوں میں وہ بہت قابلِ احترام ہو جاتا۔''

موطا میں ہے: إن عبدالله بنَ عمرَ رضی اللہ عنہ مكث على سورة البقرة ثمانيَ سنين يتعلّمُها.

[موطا امام مالک ۱:۲۰۵' کتاب القرآن [۱۵] باب ما جاء فی القرآن [۴]]

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ (۱) آٹھ سال تک سورۃ البقرۃ سیکھتے رہے۔''

ظاہر ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے ضعیف الحافظہ نہیں تھے کہ سورۃ البقرۃ کے محض الفاظ یاد کرنے میں اُن کے آٹھ سال خرچ ہو جائیں' یقیناً یہ مدت اس لیے صَرف ہوئی کہ وہ قرآنی الفاظ کو یاد کرنے کے ساتھ اُن کی تفسیر اور جملہ متعلقات کا علم حاصل کر رہے تھے۔

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام قرطبی نے لکھا ہے:

تَعَلَّمَها عمر رضی اللہ عنہ بفقهها ' وما تحتوي عليه في اثنتي عشرة سنة.

[تفسیر القرطبی ۱:۱۹۷' اوائل تفسیر سورۃ البقرۃ]

''انہوں نے سورۃ البقرۃ کے فہم' تفسیر اور اس کے متعلقات کو بارہ سال میں سیکھا تھا۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: والله الذي لا إله غيره' ما أُنزلت سورةٌ من كتاب اللهِ إلَّا أنا أعلم أين نزلت ' ولا أنزلت آيةٌ من كتاب الله إلَّا أنا اعلمُ فيمن أُنزلت ' ولو أعلمُ أحداً أعلمَ مني بكتاب الله تَبلُغُهُ الإبلُ لرَكِبتُ إليه.

[صحیح بخاری' کتاب فضائل القرآن [۶۶] باب القراء من اصحاب النبی ﷺ [۸] حدیث:۵۰۰۲]

---

(۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بن خطاب' عدوی' قرشی' ابوعبدالرحمٰن' جلیل القدر صحابی ہیں۔ ۱۰ قبل ہجری = ۶۱۳ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ اسلام ہی میں ہوش سنبھالا۔ اپنے والد ماجد کی معیت میں ہجرت کی۔ بدر اور اُحد کے علاوہ سوا سارے غزوات میں شریک رہے' اُن کی مرویات ۲۶۳۰ ہیں۔ مکہ معظمہ میں ۷۳ھ = ۶۹۲ء کو وفات پائی۔ [اسد الغابۃ ۳:۲۷۵' ترجمہ:۳۰۸۰' الاعلام ۴:۱۰۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اُس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کتاب اللہ کی کوئی سورت یا آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی؟ اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا پتا چلے جو کتاب اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور سواریاں اُس کے پاس پہنچا سکتی ہیں تو میں اُس کے پاس ضرور جاؤں گا۔''

اور شاید اسی وجہ سے امام حاکم نے لکھا ہے کہ: تفسير الصحابي عندهما [يعني: عند الإمام البخاري والإمام مسلم] مسندٌ. [المستدرك على الصحيحين ۱: ۲۷، ۱۲۳]

''امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک صحابی کی تفسیر مسند و مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔''

یہ بھی لکھتے ہیں: وقد اتفقا على أن تفسير الصحابي حديثٌ مسندٌ.

[المستدرك على الصحيحين ۱: ۵۴۲]

''شیخین [امام بخاری، امام مسلم] اس بات پر متفق ہیں کہ صحابی کی تفسیر مسند حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔''

اپنی اس بات کی تفسیر و توضیح وہ اس طرح کرتے ہیں: تفسير الصحابي مسندٌ، فإن الصحابي الذي شَهِدَ الوحي و التنزيل فأخبر عن آيةٍ من القرآن أنها نُزِلَتْ في كذا و كذا فإنه حديثٌ مسندٌ. [معرفۃ علومِ الحدیث: ۲۰، نوع: ۵]

''صحابی کی تفسیر مسند ہوتی ہے، اس لیے کہ جو صحابی وحی اور نزول قرآن کے وقت مجلسِ نبوی میں حاضر تھے اور وہ کسی آیت کے بارے میں بتا دیں کہ فلاں آیت فلاں واقعہ میں نازل ہوئی، ان کی یہ روایت مسند حدیث ہوگی۔''

امام ابن صلاح (۱) لکھتے ہیں: فأما سائر تفاسير الصحابة التي لا تشتمل على إضافة شيء

(۱) عثمان بن عبد الرحمٰن صلاح الدین بن عثمان بن موسیٰ بن ابی نصر، شہرزوری، کردی، ابو عمرو، تقی الدین ابن الصلاح، ۵۷۷ھ = ۱۱۸۱ء کو شرخان میں پیدا ہوئے، جو شہرزور کے قریب ہے۔ موصل، خراسان اور بیت المقدس آتے جاتے رہے۔ بیت المقدس کے مدرسہ صلاحیہ میں مدرس تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ حدیث اور اسماء رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ تیرہ سال تک دمشق کے دار الحدیث کے مدرس رہے ہیں۔ دمشق ہی میں ۶۴۳ھ = ۱۲۴۵ء کو وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۳: ۲۴۳، الاعلام ۴: ۲۰۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إلی رسول اللہ ﷺ فمعدودۃ في الموقوفات. [مقدمۃ ابن الصلاح: ۲۰، نوع: ۸]

''صحابہ کرامؓ کی وہ عام تفسیریں جن کی نسبت وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں کرتے' موقوف احادیث کی مد میں آجاتی ہیں۔''

امام نووی لکھتے ہیں: قول مَن قال: تفسیر الصحابي حدیثٌ مرفوعٌ 'ھو في تفسیر یتعلق بسبب نزول آیۃٍ أو نحوہ......فأما غیرہ من تفاسیرھم فھو موقوفٌ.

[ارشاد طلاب الحقائق ۱: ۱۶۴-۱۶۵، نوع: ۷]

''جو علماء صحابہ کرامؓ کی تفسیر کو مرفوع کے حکم میں مانتے ہیں اُن کی مراد وہ تفسیر ہے جو کسی آیت کے نزول سے متعلق ہو' ورنہ اُن کی دوسری تفاسیر موقوف ہوتی ہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: والحق أن مایُفسرہ الصحابي إن کان مِمّا لامَجال للإجتھاد فیہ' ولا منقولاً عن لسان العرب فحکمہ الرفع وإلّا فلا ' کالإخبار عن الأمور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الأنبیاء' وعن الأمور الآتیۃ کالملاحم والفتن والبعث أو عِقابٍ مخصوصٍ 'فھذہ الأشیاء لامجال للإجتھاد فیھا فیُحکم لھا بالرفع.

[النکت علی کتاب ابن الصلاح ۲: ۵۳۱]

''صحیح بات یہ ہے کہ صحابی جو تفسیر ارشاد فرما رہے ہیں' اُس کا تعلق اگر کسی ایسے معاملہ سے ہے جس میں اجتہاد کا کوئی عمل دخل نہیں' اور وہ کسی عربی کلام کو منسوب کر کے بیان نہیں کیا جا رہا تو اس کا حکم مرفوع حدیث جیسا ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر مرفوع کے حکم میں نہیں ہے' جیسا کہ بدءالخلق' انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات' ملاحم وفتن اور بعث بعد الموت کے حالات وواقعات ایسے ہیں جن میں اجتہاد کا کوئی کردار نہیں ہے لہذا یہ حکماً مرفوع تصور کیے جائیں گے۔''

امام زرکشی لکھتے ہیں: یُبحث عن صحۃ السند و یُنظر في تفسیر الصحابي' فإن فسَّرہُ من حیث اللغۃ فھم أھل اللسان فلاشک في اعتمادھم' وإن فسَّرہ بماشاھَدہ مِن الأسباب و القرائن فلا شک فیہ ' و حینئذ إن تعارضت أقوال جماعۃ من الصحابۃ ' فإن أمکن الجمع فذٰلک' وإن تعذَّر قُدِّم ابن عباسؓ لأن النبي ﷺ بشرہ بذلک حیث قال: أللھم علمہ التأویل. [البرہان فی علوم القرآن ۲: ۱۷۲' الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۷۳' نوع: ۷۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''صحابی کی تفسیر کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور اس سلسلہ میں اسناد کی طرف خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ اگر صحابی نے لغت کی تائید سے تفسیر کی ہے' تو اسے بسر و چشم قبول کیا جائے گا' اس لیے کہ وہ اہل زبان ہیں' اور اُن کی زبان دانی پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور اگر اسباب و قرائن کے مشاہدہ سے تفسیر کرتے ہیں' تو اُسے بھی کسی رد و قدح کے بغیر قبول کیا جائے گا اور اگر ایک ہی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام کے اقوال متعارض ہوئے' تو دیکھا جائے گا کہ اُن کے مابین جمع اور تطبیق ممکن ہے یا ناممکن؟ اگر تطبیق ممکن ہو تو ٹھیک ہے' ورنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو ترجیح دی جائے گی' اس لیے کہ اُن کے حق میں رسول اکرم ﷺ نے قرآن فہمی کی دعاء کی تھی۔''

یہ بھی پیش نظر رہے کہ: إذا كان الصحابي ينظر في الإسرائيليات فلا يُعطى تفسيره حكم الرفع. [النکت علی کتاب ابن الصلاح ۲:۵۳۲]

''جو صحابہ اسرائیلی روایات کی بنیاد پر تفسیر کرتے ہیں وہ ہرگز مرفوع کے حکم میں نہیں ہیں۔''

حافظ ابن حجر اس کے بارے میں اپنا نقطہ نظر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

إلّا أنه يُستثنى من ذلك ما كان المفسر له من الصحابة مَن عرف بالنظر في الإسرائيليات ' كمُسلمة أهل الكتاب مثل عبدالله بن سلام رضی اللہ عنہ وغيره ' و كعبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فإنه كان حصل له في وقعة اليرموك كتب كثيرة من كتب أهل الكتاب فكان يخبر بما فيها من الأمور المغيبة حتى كان بعض أصحابه ربما قال له: حدثنا عن النبي ﷺ ولا تحدثنا عن الصحيفة' فمثل هذا لا يكون حكم ما يخبر به من الأمور التي قدمنا ذِكرها الرفع' لقوة الإحتمال. [النکت علی کتاب ابن الصلاح ۲:۵۳۲-۵۳۳]

''تفسيرُ الصحابي مرفوعٌ کے قاعدہ سے اُن صحابہ کی تفاسیر مستثنیٰ ہوں گی جو اسرائیلی روایات و اقوال بیان کرتے رہتے ہیں' ان میں وہ اہل کتاب بھی داخل ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا جیسے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (1) اور غیر اہل کتاب صحابہ بھی داخل ہیں' جیسے سیدنا عبداللہ بن

(1) عبداللہ بن سلام بن حارث' ابو یوسف رضی اللہ عنہ' جلیل القدر صحابی ہیں۔ اسلام سے قبل بہت بڑے اسرائیلی عالم تھے۔ ہجرتِ مدینہ کے سال اسلام قبول کیا' اُن کا نام حصین تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے عبداللہ سے بدل دیا۔=

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس لیے کہ غزوہ یرموک میں اُن کے ہاتھ اہل کتاب کی کافی کتابیں لگ گئی تھیں، جن کو پڑھ کر وہ امور غیبیہ سے متعلق بعض اشیاء بیان کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اُن کے کچھ ساتھیوں نے اُن سے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنایئے اور اسی صحیفہ سے کچھ پڑھ کر نہ سنایئے۔ سو ایسی تفسیر مرفوع قرار نہیں دی جائے گی اس لیے کہ اس کا قوی احتمال ہے کہ یہ کہیں اسرائیلی روایت نہ ہو۔''

-۱: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفسیری اقوال میں بھی صحیح وسقیم ہر طرح کی روایتیں ملتی ہیں لہٰذا ان اقوال کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اصولِ حدیث کے مطابق اُن کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔

-۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اُس وقت حجت ہوں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی آیت کی کوئی صریح تفسیر مستند طریقے سے ثابت نہ ہو، اگر آپ ﷺ کی بیان فرمودہ کوئی تفسیر صحیح احادیث میں منقول ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی حیثیت محض تائیدی ہوگی اور اگر کوئی قول آپ ﷺ کی بیان فرمودہ تفسیر کے معارض ہو تو اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

-۳: جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ تفسیروں میں کوئی اختلاف ہو وہاں اول تو یہ دیکھا جائے گا کہ تطبیق کی کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر تطبیق ممکن ہو تو اسی پر عمل کیا جائے گا اور اگر اختلاف ناقابلِ تطبیق ہو تو عمومی طور پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کو دوسرے صحابہ کی تفسیر پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے حق میں دعاء فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّیْنِ. [المستدرک ۳:۵۳۶]

''یا اللہ! اسے تفسیر کا علم اور دین کی سمجھ عطا فرما۔''

تفسیر القرآن بآثار الصحابۃ کی مثالیں

[۱] ارشادِ ربانی ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۴]

......فتح بیت المقدس اور فتح جابیہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے زمانہ میں لکڑی کی تلوار بنائی اور کسی بھی فریق کے ساتھ شریک نہیں ہوئے۔ ۴۳ھ = ۶۶۳ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [الاستیعاب: ۲۶۰ ترجمہ: ۱۵۸۵، الاعلام ۴:۹۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جن کو اس [روزہ] کی طاقت ہے، اُن کے ذمہ فدیہ ہے ایک فقیر کا کھانا۔''

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَ الْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ، لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا.

[صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن [۶۵] تفسیر سورۃ البقرۃ [۲] باب [۲۵] حدیث: ۴۵۰۵]

''یہ آیت منسوخ نہیں [بلکہ یہاں وہ] بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت مراد ہیں جو روزہ رکھنے کی سکت نہ رکھتے ہوں، وہ ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔''

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ يُطِيقُونَهُ: يُكَلَّفُونَهُ، فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ وَاحِدٍ، فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا: طعامُ مسكينٍ آخرَ. لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ، فهو خيرٌ له، وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ، لَا يُرَخَّصُ في هذا إلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيامَ أو مريضٍ لا يَشْفَى.

[سنن نسائی، کتاب الصیام [۲۲] تاویل قول اللہ: وعلی الذین یطیقونہ [۶۳] حدیث: ۲۳۱۷]

''يُطِيقُونَهُ کا معنی ہے: يُكَلَّفُونَهُ، یعنی جو لوگ تکلیف و مشقت سے روزہ رکھتے ہیں، اُن کے ذمہ ایک مسکین کو کھانا دینا ہے۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا: کا مطلب ہے: اگر دوسرے مسکین کو بھی کھانا دے دے تو ایسا کرنا اس کے لیے بہتر ہے۔ یہ آیت منسوخ نہیں۔ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ جیسے الفاظ سے اُس شخص کو رخصت دی جاتی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا ایسا مریض ہو جس کی شفایابی کا یقین نہ ہو۔''

[۲] ارشاد ربانی ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿﴾ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿﴾. [سورۃ النصر ۱۱۰: ۱-۲]

''جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھو۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [سیدنا] عمر بن خطاب [رضی اللہ عنہ] مجھے بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض کو اس پر اعتراض ہوا، انہوں نے [سیدنا] عمر [رضی اللہ عنہ] سے کہا کہ اسے آپ مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں، اس جیسے تو ہمارے بچے بھی ہیں؟ [سیدنا] عمر [رضی اللہ عنہ] نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔[راوی کہتے ہیں:]ایک دن[سیدنا]ابن عباس[رضی اللہ عنہ]کو بلایا اور انہیں بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ بٹھلایا۔[سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں]:میں سمجھ گیا کہ آپ نے مجھے انہیں دکھانے کے لیے بلایا ہے‘ پھراُن سے پوچھا:اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ان میں سے بعض نے کہا:جب ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ پہنچی تو ہمیں اللہ کی حمد اوراُس سے استغفار کا حکم دیا گیا۔کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔پھر آپ نے مجھ سے کہا:ابن عباس!تمہاری کیا رائے ہے؟میں نے کہا:

لَا اقال:فما تقولُ؟قلتُ: هو أَجَلُ رسول اللّٰه ﷺ أَعۡلَمَهُ إِيَّاهُ‘قال:إِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰه وَ الۡفَتۡحُ فذلك علامَةُ أَجَلِكَ......فقال عمر:ما أعلم منها إِلَّا ماتقولُ.

[صحیح بخاری‘ کتاب تفسیر القرآن[۶۵]تفسیر سورۃ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ[۱۱۰]باب قولہ:فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ اسۡتَغۡفِرۡهُ[۴]حدیث:۴۹۷۰]

’’نہیں!اُنہوں نے پھر پوچھا:تم کیا کہتے ہو؟میں نے کہا:اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی تو یہ آپ کی وفات کی علامت ہے اس لیے’’اپنے پروردگار کی حمد کرو اور اُس سے بخشش مانگا کرو۔بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔‘‘سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:میں بھی وہی کہتا ہوں جو تم کہتے ہو۔‘‘

تفسیر القرآن بآثار التابعین

تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔تابعین کے اقوال تفسیر میں حجت ہیں یا نہیں؟اس بارے میں حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

قال شعبة بن الحجاج:أقوال التابعين في الفروع ليست حجة فكيف تكون حجة في التفسير؟ يعني: أنها لا تكون حجة على غيرهم ممن خالفهم‘وهذا صحيحٌ‘ أما إذا أجمعوا على الشيء فلا يرتاب في كونه حجة ‘فإن اختلفوا فلا يكون قول بعضهم حجة على قول بعض‘ولا على من بعدهم‘ويُرجَعُ في ذلك إلى لغة القرآن أو السنة أو عموم لغة العرب أو أقوال الصحابة في ذلك.[مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۶۵‘تفسیر ابن کثیر ۱:۱۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شعبہ بن حجاج کہتے ہیں کہ جب تابعین کے اَقوال فروعی مسائل میں حجت نہیں تو تفسیر قرآن میں کیسے حجت مان لیے جائیں؟ شعبہ کا یہ قول صحیح ہے کہ ان سے اختلاف کرنے والے پر اُن کے اَقوال حجت نہیں البتہ اُن کے اِجماعی اَقوال کے حجت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ہاں اختلاف کے وقت نہ اُن کا قول آپس میں ایک دوسرے پر حجت ہے نہ غیروں پر۔ ایسی صورت میں لغتِ قرآن، حدیث، عام لغتِ عرب اور اَقوالِ صحابہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔''

امام ابوحنیفہ(۱) فرماتے ہیں: ماجاء عن رسول اللهﷺ فعلی الرأس و العین، وماجاء عن الصحابة تَخَیَّرْنَا، وما جاء عن التابعین فَهُمْ رِجَالٌ و نَحْنُ رِجالٌ. [الإنتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ۲٦۷، تاریخ الاسلام، حافظ ذہبی۴: ۱۴۹، سیر اعلام النبلاء ٦: ۴۰۱، ترجمہ: ۱٦۳]

''جو بات رسول کریمﷺ سے منقول ہو، وہ بسر وچشم تسلیم! اور جو صحابہ ؓ سے منقول ہو اس میں سے ہم اپنی پسند کے قول پر عمل کریں گے۔ جہاں تک تابعین کے اَقوال کا تعلق ہے تو وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں۔''

---

(۱) نعمان بن ثابت، تیمی، کوفہ میں ۸۰ھ = ٦۹۹ء کو پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش ہوئی۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ صغار صحابہ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ سیدنا انس بن مالک ؓ جب کوفہ تشریف لائے تو اُن کی زیارت و دید کا شرف حاصل کیا۔ صحابہ کرام ؓ میں کسی سے آپ کی روایت ثابت نہیں ہے۔ ۱۵۰ھ = ۷٦۷ء کو وفات پائی۔

[سیر اعلام النبلاء ٦: ۳۹۰، الاعلام ۸: ۳٦]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۲۱

تفسیر بالمأثور پر مشتمل منتخب تفاسیر

—۱:تفسیر عبدالرزّاق' وفات:۲۲۱ھ

—۲:تفسیر ابن ماجہ [وفات:۲۷۳ھ] ولہ تفسیر القرآن الکریم. [وفیات الاعیان ۱:۲۷۹' ترجمہ:۶۱۴]

—۳: جامع البیان فی تأویل القرآن' محمد بن جریر طبری' وفات: ۳۱۰ھ

—۴: کتاب تفسیر القرآن' ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیشاپوری' وفات: ۳۱۸ھ

—۵:تفسیر ابن ابی حاتم' ابوعبدالرحمٰن بن ابی حاتم بن ادریس الرازی' وفات: ۳۲۷ھ

تفسیر ابن ماجہ کے علاوہ دیگر چار تفاسیر کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :فهذه التفاسير الأربعة قَلَّ أن يَشُذَّ عنها شيء من التفسير المرفوع والموقوف على الصحابة والمقطوع عن التابعين. [العُجاب في بيان الأسباب:۵۷]

''ان چاروں تفاسیر میں صحابہ کرام ؓ کی مرفوع اور تابعین کی مقطوع روایتیں مذکور ہیں اور کہیں شاذ و نادر کوئی روایت ان سے رہ گئی ہوگی۔''

—۶:تفسیر السمرقندي المسمّٰى بحر العلوم' نصرالدین محمد بن احمد ابواللیث سمرقندی' وفات:۳۷۳ھ

—۷:الکشف والبیان المعروف بالتفسیر الثعلبي' ابواسحاق احمد' وفات: ۴۲۷ھ

—۸:التفسیر البسیط' ابوالحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی' وفات: ۴۶۸ھ

—۹:تفسیر البغوي المُسَمّٰى معالم التنزیل' ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی' وفات:۵۱۶ھ

—۱۰:المُحَرَّرُ الوَجِیز فِي تَفسِیرِ الکتابِ العزِیز' ابومحمد عبدالحق بن عطیہ اندلسی' وفات:۵۴۱ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱- تفسیر القرآن العظیم' ابوالفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی' وفات: ۷۷۴ھ

۱۲- الدُّرّ المنثور في التفسیر بالماثور' حافظ جلال الدین سیوطی' وفات: ۹۱۱ھ

تفسیر عبدالرّزّاق

ابوبکر عبدالرّزّاق بن ہمام بن نافع حمیری۔ یمن کے صنعاء نامی شہر میں ۱۲۶ھ=۷۴۴ء کو ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے[(۱)]۔

امام عبدالرزاق یمن میں پلے بڑھے جو اُس زمانے میں بڑے بڑے ائمہ اور علماء کا مسکن تھا اس لیے امام موصوف نے پورے کا پورا علم وہیں حاصل کیا۔ اُن کے تراجم نگاروں نے اُن کے علم کے حصول کے لیے کسی سفر کا تذکرہ نہیں کیا البتہ اُن کے اواخرِ حیات میں حجاز مقدس کے ایک سفر کا ذکر ملتا ہے جس میں اُنہوں نے امام اوزاعی[(۲)] سے کسبِ فیض کیا اور اُن سے احادیث سنیں۔ امام عبدالرزاق نے یمن کے علماء کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔ محدث معمر بن راشد[(۳)] کی مجلس میں سات سال تک رہے ہیں۔ امام عبدالرزاق کے اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے جس میں

---

(۱) اُن کے والد ہمام بن نافع حدیث کے ثقہ راوی ہیں اُن کے اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہیں جس میں یہ بڑے بڑے محدث شامل ہیں: حسین بن رستم ایلی' سالم بن عبداللہ' عکرمہ مولیٰ ابن عباس' وہب بن منبہ' میناء مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف' قیس بن یزید صنعانی اور عبدالرحمٰن بن بیلمانی مولیٰ عمر بن خطاب۔
[تہذیب الکمال ۳۰:۳۰۱]

(۲) عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد اوزاعی' ابوعمرو' اوزاع قبیلہ سے تعلق کی وجہ سے اوزاعی کہلائے۔ فقہ اور زہد میں دیار شام کے امام مانے جاتے ہیں۔ بعلبک میں ۸۸ھ=۷۰۷ء کو پیدا ہوئے۔ بقاع میں پرورش پائی۔ بیروت میں سکونت پذیر رہے اور وہیں ۱۵۷ھ=۷۷۴ء کو وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۳:۱۲۷' الاعلام ۳:۳۲۰]

(۳) معمر بن راشد بن ابی عمرو' ازدی' حدانی' ابوعروۃ۔ فقیہ اور متقن وثقہ حافظِ حدیث تھے۔ بصرہ سے تعلق تھا۔ بصرہ میں ۹۵ھ=۷۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ یمن میں رہائش تھی۔ اُنہوں نے جب بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو یمن والوں نے اُنہیں قید کرنے کا مشورہ کیا چنانچہ وہاں اُن کی شادی کروائی گئی اور وہ وہیں رُکے۔ یمن میں سب سے پہلے تصنیف اُنہوں نے کی۔ ۱۵۳ھ=۷۷۰ء کو وہیں وفات پائی۔
[تذکرۃ الحفاظ ۱:۱۶۴' ت: ۳۵۷' الاعلام ۷:۲۷۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے بڑے ائمہ علم وفن شامل ہیں۔

امام عبدالرزاق نے اپنی اس کتاب میں تفسیر بالمأثور کا اہتمام کیا ہے اور تقریباً ہر تفسیر کے ساتھ اِلتزام کیا ہے جو کبھی تو تابعین پر جا کر منتہی ہوتی ہیں اور کبھی صحابہ کرام ﷺ پر اور کبھی رسول اللہ ﷺ کی مرفوع روایتیں بھی پیش کرتے ہیں۔اُنہوں نے بڑی حد تک اپنی تفسیر کو اسرائیلی روایات سے بچا کر رکھا ہے تاہم پوری طرح اس سے دامن نہ چھڑا سکے اور کچھ ایسی اسرائیلی روایات اس میں در آئی ہیں جو موضوع ہیں' جیسا کہ:

قصہ ہاروت و ماروت

امام عبدالرزاق نے ہاروت و ماروت کا واقعہ درج کر کے لکھا کہ: وخُيِّرا بين عذاب الدنيا و عذاب الآخرة فاختارا عذاب الدنيا. [تفسیر عبدالرزاق ۱:۵۳]

''اُنہیں اختیار دیا گیا کہ دنیاوی اور اُخروی عذاب میں کسی ایک کو منتخب کریں تو اُنہوں نے دنیاوی عذاب کو ترجیح دی۔''

اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ: أنّ المرأةَ التي فُتِنَ بها الملكان مُسِخت فهي هذه الكوكب الحمراء يعني: الزهرة. [تفسیر عبدالرزاق ۱:۵۴]

''وہ عورت جس کے بارے میں دو ملائکہ کو ابتلاء میں ڈالا گیا وہی سرخ ستارہ ہے جسے زہرہ کہتے ہیں۔''

حالانکہ اس واقعہ کے بارے میں:

۱۔ قاضی عیاض [وفات:۵۴۴ھ] لکھتے ہیں: وما ذكر فيها أهلُ الأخبار و نقلةُ المفسرين، و ما رُوي عن علي و ابن عباس ﷺ في خبرهما و ابتلائهما فاعلم أكرمك الله أن هذه الأخبار لم يُروَ منها شيئ لا سقيمٌ ولا صحيحٌ عن رسول الله ﷺ وليس هو شيئاً يؤخذ بقياس والذي منه في القرآن اختلفَ المفسرون في معناه وأنكر ما قال بعضهم فيه كثير من السلف كما سنذكره، وهذه الأخبار من كتب اليهود و افترائهم كما نصه الله أول الآيات من افترائهم بذلك على سليمان ﷺ وتكفيرهم إياه. [الشفاء بتعریف حقوق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المصطفیٰ ﷺ ۲:۱۵۵، طبع قدیم ۲:۱۸۲، طبع دارالارقم]

''ہاروت و ماروت کا جو قصہ تاریخ کے حوالہ سے مفسرین نے اپنی تفاسیر میں سیدنا علی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو منسوب کر کے ذکر کیا ہے، تو خوب جان لینا چاہئے کہ یہ روایت کسی صحیح یا سقیم سے رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور یہ کوئی ایسی شے بھی نہیں کہ اسے عقل کی بنیاد پر معلوم کیا جا سکے۔ قرآن مجید میں اُن کے نام مذکور ہیں لیکن اس کے مراد کے بارے میں مفسرین کے مابین اختلاف کثیر پایا جاتا ہے اور کچھ مفسرین نے اس کہانی کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ یہود کے اُن مفتریات میں سے ہے جسے وہ اپنی کتابوں میں درج کیا کرتے تھے جیسا کہ اسی آیت کی ابتدا میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اُن کے افتراء پردازی کی قرآن عزیز نے تردید کی ہے۔''

۲:- امام فخر الدین رازی [وفات: ۶۰۶ھ] لکھتے ہیں: ہاروت و ماروت کا قصہ کئی وجوہات سے مردود ہے:

۞ اس لیے کہ اس روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اعتراض کے جواب میں کہا تھا کہ اگر میں تمہیں بنی آدم کی طرح نفسانی اور جنسی خواہشات دے دوں تو تم بھی اُن ہی کی طرح جرائم کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی تکذیب و تجہیل ہوتی ہے۔ [اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے بارے میں فرمایا ہے: لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ]

۞ اس واقعہ میں مذکور ہے کہ اُنہیں دنیا اور آخرت کی عذاب میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی اجازت دی گئی، حالانکہ اللہ تعالیٰ مشرکوں کو دنیا میں شرک سے توبہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اگر کوئی ساری عمر شرک کرتا ہے مگر جیتے جی اُس نے شرک سے توبہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے ملائکہ کے بارے میں ایسا فیصلہ سنت الٰہی کے خلاف ہے۔

۞ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ زہرہ نامی کنجری نے منہ کالا کرنے کے بعد اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور اللہ تعالیٰ کی اتنی محبوب ٹھہری: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۞ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۞ [سورۃ التکویر ۸۱:۱۵-۱۶] میں اُنہیں گواہ کے طور پر پیش فرماتا ہے اس لیے یہ قصہ باطل اور نہایت رکیک ہے اور اس سے ہر فطرت سلیمہ رکھنے والا انسان اس کی رکاکت کی گواہی دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[التفسیر الکبیر۱:۳۹۲-۳۹۳'بذیل تفسیر سورۃ البقرۃ۲:۳۰]

-۳:امام قرطبی[وفات:۶۷۱ھ] لکھتے ہیں: قلنا:هذا كله ضعيفٌ وبعيدٌ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وغيره'لا يصح منه شيئ'فإنه قولٌ تدفعه الأصول في الملائكة الذين هم أُمناء الله على وحيه'وسفراؤه إلى رسله.[تفسیر القرطبی۲:۵۲]

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے شان سے بہت بعید ہے کہ وہ اسے صحیح اور حق جانتے ہوں اور دراصل اس کہانی میں کچھ بھی صحیح نہیں'اور ملائکہ سے متعلق اصول اس کے خلاف ہیں'اس لیے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کے وحی کے امین اور انبیاء ورسل کی طرف اللہ کے سفیر ہیں'اور پھر وہ ساری آیات نقل کی ہیں جو اس مضمون کے شروع میں مندرج ہیں۔''

-۴:امام ابوحیان[وفات:۷۵۴] لکھتے ہیں: وهذا كله لا يصح منه شيئ'والملائكة معصومون'لا يعصون الله ما أمرهم...... ولا يصح أن رسول الله ﷺ كان يلعن الزهرة ولا ابن عمر رضی اللہ عنہ (۱).[البحر المحیط۱:۳۲۹]

''یہ واقعہ بالکل نادرست اس لیے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت نہیں کرتے'اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ رسول اللہ ﷺ یا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ زہرہ ستارے پر لعن طعن کیا کرتے تھے۔''

-۵:حافظ ابن کثیر[وفات:۷۷۴]فرماتے ہیں:

وبالجملة فهو خبرٌ إسرائيليٌّ مرجعه إلى كعب الأحبار.[البدایۃ والنہایۃ۱:۵۹]

''بالجملہ یہ ایک اسرائیلی روایت ہے'جس کا مرجع کعب الاحبار (۲) ہی ہیں۔''

---

(۱)امام ابوحیان کا اشارہ اُس حدیث کی طرف ہے جسے امام ابوداؤد نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سند سے اس طرح نقل کی ہے:إن حبيبي ﷺ نهاني أن أصلي في المقبرة'ونهاني أن أصلي في أرض بابل فإنها ملعونة.

[سنن ابی داؤد'کتاب الصلاۃ[۲]باب فی المواضع التی لا تجوز فیہا الصلاۃ[۲۴]حدیث:۴۸۹]

مگر امام خطابی لکھتے ہیں:في إسناد هذا الحديث مقالٌ.[معالم السنن۱:۳۲۹'روح المعانی۱-۲:۴۶۶]

''اس روایت کی سند میں ایک طویل کلام ہے۔''

(۲)کعب بن ماتع حمیری'علماءِ اہل کتاب میں سے تھے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مشرف باسلام ہوئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔[تذکرۃ الحفاظ۱:۵۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیر یہ بھی فرماتے ہیں: وقد روي في قصة هاروت وماروت عن جماعة من التابعين كمجاهد والسدي والحسن البصري، وقتادة، وأبي العالية، والزهري، والربيع ابن أنس، ومقاتل بن حيان وغيرهم، وقصّها خلق من المفسرين من المتقدمين والمتأخرين، وحاصلها راجع في تفصيلها إلى أخبار بني إسرائيل، إذ ليس فيها حديث مرفوع صحيح متصل الإسناد إلى الصادق المصدوق المعصوم ﷺ، الذي لا ينطق عن الهوى، وظاهر سياق القرآن إجمال القصة من غير بسط ولا إطناب، فنحن نؤمن بما ورد في القرآن على ما أراده الله تعالى والله أعلم بحقيقة الحال. [تفسیر ابن کثیر ۱:۵۳۲]

''ہاروت وماروت کا یہی قصہ تابعین میں سے مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، ربیع بن انس اور مقاتل بن حیان کے علاوہ بہت سے قدیم وجدید مفسرین نے نقل کیا ہے لیکن ان سب کا مرجع اسرائیلی روایات ہیں، اس کے بارے میں نبی معصوم ﷺ سے کوئی صحیح، مرفوع اور متصل سند والی روایت موجود نہیں۔''

۶- سید آلوسی بغدادی [وفات: ۱۲۷۰] علامہ شہاب عراقی خفاجی (۱) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

أن من اعتقد في هاروت وماروت أنهما ملكان يعذبان على خطيئتهما فهو كافر بالله تعالى العظيم، فإن الملئكة معصومون: لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ، والزهرة كانت يوم خلق الله السموات والأرض. [روح المعانی ۲:۳۵۱]

''جس شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ ہاروت وماروت کو ملائکہ ہونے کے باوصف گناہ کرنے کے باعث

---

(۱) احمد بن محمد بن عمر، شہاب الدین خفاجی مصری۔ خفاجہ قبیلہ کی نسبت سے خفاجی کہلائے۔ قاہرہ کے نواح میں ۹۷۷ھ = ۱۵۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں ابوبکر شنوائی سے حاصل کی اور اُن سے فقہ حنفی اور فقہ شافعی پڑھی۔ آپ روم ایلی کے عہدہ قضاء پر بھی فائز رہے ہیں، جس کے بعد ترقی کر کے سلطان مراد کے زمانے میں اُسکوب کے قاضی ہو گئے۔ معزول ہو جانے کے بعد شام اور حلب کے سفر کیے۔ مصر واپس آ کر پھر قاضی بنا دیے گئے اور مصر ہی میں ۱۰۶۹ھ = ۱۶۵۹ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ [خلاصۃ الاثر ۱:۳۳۱، الاعلام ۱:۲۳۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب دیا جارہا ہے' یہ شخص اللہ تعالیٰ کے فرمان: لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ کا منکر ہے' پھر یہ بھی ہے کہ زہرہ ستارہ خلقِ کائنات ہی سے آسمان کی بلندیوں میں موجود ہے۔''

سید آلوسی یہ بھی لکھتے ہیں: هذا و مَن قال بصحة هذه القصة في نفس الأمر و حملها على ظاهرها فقد ركب شططاً' وفتح باباً من السحر يضحك الموتى' ويبكي الأحياء' و ينكس رأية الاسلام' ويرفع رؤوس الكفرة الطغام' كمالايخفى ذلك على المنصفين من العلماء المحققين. [روح المعانی ۲:۳۵۳]

''جس نے اس کو نفس الامر میں صحیح جان کر اس کو اپنے ظاہر پر محمول کیا ہے تو بے شک وہ بڑے جھوٹ اور غلطی کا مرتکب ہو چکا ہے' اُس نے جھوٹ کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا ہے جو مُردوں کو خوش کرنے اور زندوں کو پریشان کرنے کا باعث ہے اور اس سے علم اسلام اونچا ہو جانے کے بجائے نیچے ہوگا اور کفار کو سر اٹھانے کا موقع دے گا جیسا کہ منصف اور محقق علماء سے مخفی نہیں۔''

قصہ سیدنا داود علیہ السلام

امام عبدالرزاق نے معمر عن عمرو بن عبید عن الحسن کی سند سے آیت کریمہ:

وَھَلْ اَتٰکَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ. [سورۃ ص ۳۸:۲۱]

''اور کیا تمہیں فریقوں کے معاملہ کی خبر پہنچی ہے جب کہ وہ دیوار پھاند کر کمرے میں داخل ہو۔''

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: جَزَّأ داود الدهر أربعة أجزاء: فيومٌ لنسائه' ويوم لقضائه' ويوم يخلو فيه لعبادة ربه' ويوم لبني إسرائيل يسألونه' فقال يوماً لبني إسرائيل: أيكم يستطيع أن يتفرغ لربه لايصيب الشيطان منه شيئاً؟ قالوا: لا أيّنا و اللّٰه! فحدّث نفسه أنه يستطيع ذلك' فدخل محرابه و أغلق أبوابه' فقام يصلي فجاء طائرٌ في أحسن صورةٍ مُزَيَّنٍ كأحسن ما يكون فوقع قريباً منه فنظر إليه فأعجبه فوقع في نفسه منه شيئٌ و أعجبه فدَنَا منه ليأخذه فضرب يده عليه فأخطأه فوقع قريباً وأطمعه أن سيأخذه ففعل ذلك ثلاث مراتٍ حتى إذا كان في الرابعةِ ضرب يده عليه فأخطأه فوقع على سور المحراب. قال: وحول المحراب حوضٌ يغتسل فيه النساء نساء بني إسرائيل أحسبه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال:الحُيَّضُ' قال : فضرب يده عليه و هو على سور المحراب فاخطاه وهبط الطائر فأشرفَ فإذابإمرأةٍ تغتسل فنفضت شعرهافغطّى جسدهافوقع في نفسه منها ما شغله عن صلاته فنزل من محرابه و لبست المرأة ثيابها و خرجت إلى بيتها فخرج حتى عرف بيتهاو سألها : مَن أنت ؟ فاخبرته فقال : هل لك زوجٌ؟قالت:نعم'قال:أين هو؟ قالت:في بعث كذاو كذا'وجندِ كذا و كذا فرجع و كتب إلى عامله:إذا جاء ك كتابي هذا فاجعل فلاناً في أول الخيل التي تلي العدو .قال:فقدَّم في فوارس في عاديةالخيل فقاتَلَ حتى قُتِلَ'قال:فبينا داود في المحراب تَسوَّرَ عليه مَلَكانِ فافزعاهُ و راعاهُ.

[تفسیر عبدالرزاق۲:۱۶۱-۱۶۲]

''سیدنا داود علیہ السلام نے اپنے اوقات چار حصوں میں تقسیم کیے تھے جن میں سے ایک روز اُن کی بیویوں' ایک روز فیصلوں' ایک روز عبادت اور ایک روز بنی اسرائیل کے سوال و جواب کے لیے تھا ایک روز اُنہوں نے بنی اسرائیل سے پوچھا کہ ان میں سے کون ایک روز اپنے رب کے لیے ایسا فارغ کرسکتا ہے جس میں شیطان اُس کے قریب نہ آ سکے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کرسکتا۔ آپ عبادت خانے میں داخل ہو گئے۔ دروازہ بند کیا اور نماز پڑھنے لگے کہ ایک خوش نما پرندہ وہاں آ کر اُن کے قریب گر گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا تو انہیں بہت اچھا لگا اُس کے قریب ہوئے اور پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ وہاں سے اُڑ کر قریب ہی جا بیٹھا اور اُنہیں یقین ہونے لگا کہ اُس بار اُسے پکڑ سکیں گے۔ آپ نے تین بار اُسے پکڑنے کی کوشش کی مگر پکڑ نہ سکے۔ وہ وہاں سے اُڑ کر عبادت خانے کے دیوار پر جا بیٹھا۔ عبادت خانے کے گرد ایک تالاب تھا جس میں اسرائیلی عورتیں حیض سے نہایا کرتی تھیں۔ آپ نے پرندے کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ وہاں سے اُڑ کر نیچے آیا۔ آپ نے جب پرندے کی طرف نظر دوڑائی تو ایک بے حجاب عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی۔ اُس نے خود کو بالوں میں چھپا لیا جس سے وہ سیدنا داود علیہ السلام کے نظروں میں کھب گئی جس کی وجہ سے آپ اپنی نماز پوری طرح نہ پڑھ سکے۔ آپ عبادت خانے سے نیچے اُترے اور عورت کپڑے پہن کر وہاں سے چلی گئی۔ آپ نے اُس کا تعاقب کیا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گھر کو پہنچ کر اُس سے اُس کے شوہر کے بارے میں پوچھا۔ اُس نے کہا کہ میں شادی شدہ ہوں اور میرا شوہر فلاں جہاد میں ہے۔ آپ وہاں سے واپس ہوئے اور لشکر کے امیر کو خط لکھا کہ فلاں فوجی کو مقدم الجیش میں رکھو تاکہ دشمن سے لڑے۔ ایسا کیا گیا اور وہ لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کر گیا۔ ایک روز سیدنا داود علیہ السلام عبادت خانے میں تھے کہ دو ملائکہ دیوار سے پھاند کر اندر داخل ہو گئے اور وہ اُن سے خوف زدہ ہو گئے۔''

یہ پوری کی پوری روایت اسرائیلی ہے، جس کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قد ذكر المفسرون ههنا قصةً أكثرها مأخوذٌ من الإسرائيليات ولم يثبت فيها عن المعصوم ﷺ حديثٌ يجب اتّباعه. [تفسیر ابن کثیر ۱۲: ۸۱-۸۲]

''مفسرین نے یہاں ایک قصہ نقل کیا ہے، جس کا زیادہ تر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں نبی معصوم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جس کی اتباع لازم ہو۔''

تفسیر ابن ماجہ

امام ابن ماجہ کا نام محمد بن یزید رَبعی [بفتح الراء والباء] قزوینی، ابوعبداللہ، ابن ماجہ ہے۔ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ ۲۰۹ھ=۸۲۴ء کو قزوین (۱) میں پیدا ہوئے جو ایران کے آذربائیجان صوبہ میں واقع ہے۔ ماجہ فارسی نام ہے جو ماہ یا ماچہ کا معرب ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابن ماجہ عجمی نژاد ہیں عربی النسل نہیں اس لیے رَبعی جو آپ کی نسبت ہے یہ نسلی نہیں ہے بلکہ نسبت ولاء ہے۔ امام ابن ماجہ نے حصولِ علم کے سلسلہ میں بصرہ، بغداد، شام، مصر، حجاز، اور رَی کے اسفار بعیدہ وطویلہ اختیار

---

(۱) قزوین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتح ہوا تھا۔ آپ نے ۲۴ھ میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ''رے'' کا والی مقرر کیا تھا انہوں نے اسی سال پہلے ابہر کو فتح کیا اور پھر قزوین پر آکر اپنی فوجیں ڈال دیں۔ اہل شہر نے صلح کی درخواست کی۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے اہالی ابہر سے جن شرائط پر صلح ہوئی تھی وہی شرطیں اُن کے سامنے رکھیں۔ قزوین والوں نے سب شرطیں منظور کیں مگر جزیہ دینے پر آمادہ نہ ہوئے لیکن جب سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے صاف کہہ دیا کہ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا تو سب نے اسلام قبول کر لیا جس کی بدولت اُن کی سابقہ حالت برقرار رہی اور قزوین کی سب اراضی عشری قرار پائیں۔ [معجم البلدان ۴: ۳۴۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے۔ سنن، تفسیر قرآن اور تاریخ قزوین کے مصنف ہیں ۲۷۳ھ = ۸۸۷ء کو وفات پائی۔

[وفیات الاعیان۴:۲۷۹، تذکرۃ الحفاظ۲:۶۳۶، العبر۱:۳۹۴]

ان کی ''سنن'' صحاح میں داخل ہے جس کے بارے میں حافظ محمد بن طاہر مقدسی نے لکھا ہے:

رأيتُ على ظهر جزءٍ قديمٍ بالري حكاية، كتبها أبو حاتم الحافظ المعروف بخاموش: قال أبوزرعة الرازي: طالعتُ كتابَ أبي عبدالله ابن ماجة فلم أجد فيه إلّا قدراً يسيراً مما فيه شيءٌ، وذكر قريب بضعة عشر.

[شروط الائمۃ الستۃ ضمن ثلاث رسائل فی علم مصطلح الحدیث:۱۰۱]

''میں نے ''رے'' میں ایک قدیم جزو پر یہ حکایت لکھی ہوئی دیکھی جسے حافظ ابوحاتم المعروف خاموش (۱) نے لکھا تھا کہ ابوزرعۃ رازی (۲) کہتے ہیں کہ: میں نے ابوعبداللہ ابن ماجہ کی کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں بجز تھوڑی سی مقدار کے کہ جن میں کچھ خرابی موجود ہے اور کوئی بات نہ دیکھی چنانچہ اُنہوں نے کچھ اوپر دس روایات ذکر کیں۔''

اور حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں خود امام ابن ماجہ کی زبانی لکھتے ہیں: عرضتُ هذه السنن على أبي زرعة فنظر فيه وقال: أظنُّ إن وقع هذا في أيدي الناس تعطلت هذه الجوامع أو أكثرها، ثم قال: لعل لايكون فيه تمام ثلاثين حديثاً مما في إسناده ضعفٌ.

[تذکرۃ الحفاظ۲:۶۳۶]

''میں نے اس سنن کو حافظ ابوزرعۃ کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا تو فرمانے لگے کہ میرے خیال میں یہ کتاب اگر لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ گئی تو یہ جوامع یا ان میں سے اکثر بے کار ہو کر رہ جائیں گی پھر فرمایا کہ شاید اس میں پوری تیس حدیثیں بھی ایسی نہ ہوں کہ جن کی اِسناد میں ضعف

---

(۱) محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی الشیبانی، ابوالفضل، مؤرخ اور حافظِ حدیث تھے۔ ۴۴۸ھ = ۱۰۵۶ء کو بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ ۵۰۷ھ = ۱۱۱۳ء کو بغداد میں فوت ہوئے۔ [وفیات الاعیان۴:۲۸۷، الاعلام۶:۱۷۱]

(۲) عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ المخزومی بالولاء ابوزرعۃ الرازی۔ ۲۰۰ھ = ۸۱۵ء کو پیدا ہوئے۔ ''رے'' سے تعلق تھا۔ بغداد گئے جہاں درس حدیث دیتے رہے۔ امام احمد کے ہم نشین رہے ہیں۔ انہیں سو ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ یہ بات زبان زد تھی کہ وہ روایت ہی بے اصل ہے جس کی ابوزرعۃ کو معرفت نہ ہو۔ ۲۶۴ھ = ۸۷۸ء کو ''رے'' میں وفات پائی۔ [تاریخ بغداد۱۰:۳۲۶، الاعلام۴:۱۹۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔''

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ: قلتُ: سنن ابن ماجة كتابٌ حسنٌ لولا ما كدره أحاديثُ واهيةٌ ليست بالكثيرة. [تذکرۃ الحفاظ ۲: ۶۳۶]

''سنن ابن ماجہ اچھی کتاب ہے مگر کاش! اس میں وہ لغو احادیث جو زیادہ نہیں ہیں نہ ہوتیں۔''

حافظ صاحب موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں: قد كان ابن ماجة حافظاً ناقداً صادقاً واسع العلم، وإنما غضَّ من رتبة سننه ما في الكتاب من المناكير وقليلٌ من الموضوعات، وقول أبي زرعة – إن صَحَّ – فإنما عني بثلاثين حديثاً: الأحاديث المطرحة الساقطة، وأمّا الأحاديث التي لاتقوم بها حُجَّةً فكثيرةٌ لعلها نحو ألف. [سیر اعلام النبلاء ۱۳: ۲۷۹]

''امام ابن ماجہ حافظ، ناقدِ حدیث، سچے اور واسع العلم تھے۔ اُن کی کتاب کا رُتبہ منکر اور معمولی مقدار میں موضوع اَحادیث نے گرادیا ہے۔ حافظ ابوزُرعہ کی بات اگر درست طور پر اُنہیں منسوب ہو کہ اس کتاب میں محض تیس احادیث ایسی ہوں گی جن کی سند ضعیف ہوگی، تو اُن کا مقصد ساقطۃ الاعتبار اور متروک روایتیں ہوں گی، ورنہ سنن ابن ماجہ میں ناقابل احتجاج روایتیں بکثرت ہیں جن کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔''

اور حافظ سیوطی نے لکھا ہے کہ: وأمّا ما حكاهُ ابن طاهر عن أبي زرعة الرازي أنه نظر فيه فقال: لعلّ لايكون فيه تمام ثلاثين حديثاً مما فيه ضعفٌ، فهي حكايةٌ لا تصحُّ لإنقطاع سندها، وإن كانت محفوظة فلعله أراد مافيه من الأحاديث الساقطة إلى الغاية، أو كان ما رأى من الكتاب إلّا جزءاً منه فيه هذا القدر، وقد حكم أبو زرعة على أحاديث كثيرةٍ منه بكونها باطلةً أو ساقطةً أو منكرةً، وذلك محكيٌ في كتاب العلل لأبي حاتم.

[زہر الربی علی المجتبیٰ ۱: ۵]

''ابن طاہر نے ابوزرعہ رازی سے جو یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا کہ شاید اس میں پوری تیس حدیثیں بھی ایسی نہ نکلیں کہ جن میں ضعف ہو سو یہ حکایت صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس کی سند میں اِنقطاع ہے اور اگر یہ روایت محفوظ ہے تو شاید اُنہوں نے انتہائی ساقط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات کومراد لیا ہو یا پھر دیکھا ہی کتاب کا ایک حصہ تھا کہ جس میں اُن کو اسی قدر مل سکا اور یہ واقعہ ہے کہ ابوزرعہ نے اس کی بہت سی حدیثوں کے متعلق باطل یا ساقط یا منکر ہونے کا فیصلہ کیا ہے جو ابن ابی حاتم کی کتاب العلل میں منقول ہے۔''

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ: ولابن ماجة تفسيرٌ حافلٌ. [البداية والنهاية ۱۱:۵۴]

''ابن ماجہ کی ایک ضخیم تفسیر ہے۔''

اُن کی تفسیر ہم تک نہیں پہنچی لیکن حافظ مزی نے تہذیب الکمال کے مختلف مقامات میں ''فق'' کی علامت سے اُس کے رُواۃ کی نشان دہی کی ہے جس سے اس تفسیر کی اہمیت معلوم ہو سکتی ہے۔

جامع البيان في تأويل القرآن = تفسیر ابن جریر طبری

ابن جریر کا نام محمد بن جریر بن یزید طبری اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آمل طبرستان میں ۲۲۴ھ = ۸۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابھی بارہ سال کے تھے کہ طلبِ علم کے لیے گھر سے نکلے۔ مختلف دیار و بلاد کی خاک چھانی۔ سرزمینِ مصر و شام اور عراق میں گھومے پھرے اور آخر میں بغداد کے ہو کر رہ گئے حتی کہ ۳۱۰ھ = ۹۲۳ء کو بغداد ہی میں وفات پائی۔ [تاریخ بغداد ۲:۱۶۳، الاعلام ۶:۶۹]

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: كان قد جمع من العلوم مالم يُشاركهُ فيه أحدٌ من أهل عصره وكان حافظًا لكتاب الله، عارفًا بالقرآن، بصيرًا بالمعاني فقيهًا في أحكام القرآن، وعالمًا بالسنن وطرقها وصحيحها وسقيمها وناسخها ومنسوخها عارفًا بأقوال الصحابة والتابعين مَن بعدهم من الخالفين في الأحكام، ومسائل الحلال والحرام، وله الكتاب المشهور في تاريخ الأمم والملوك، وكتابٌ في التفسير لم يصنف أحدٌ مثله.

[تاریخ بغداد ۲:۱۶۳]

''ابن جریر علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کے معاصرین میں کوئی شخص آپ کا ہمسر نہ تھا۔ آپ قرآنِ کریم کے حافظ و مفسر، احکامِ قرآن کے ماہر، عظیم محدث، صحیح و سقیم اور ناسخ و منسوخ سے آگاہ، صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار سے آشنا، مسائلِ حلال و حرام سے واقف اور تاریخی اخبار اور واقعات کے زبردست عالم تھے۔ تاریخ اور تفسیر میں اُن کی تصانیف بے مثال ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن اثیر [۱] لکھتے ہیں: دُفِنَ لیلاً بِدارہ' لأن العامة اجتمعت' و منعت من دفنه نهارًا' و ادّعوا علیه الرفض' ثم ادّعوا علیه الإلحاد' و كان علي بن عيسى يقول: و الله لو سُئِلَ هؤلاء عن معنى الرفض و الإلحاد ما عرفوه' و لا فهموه......ولذلك سببٌ' وهو أنّ الطبري جمع كتابًا ذَكَرَ فيه اختلافُ الفقهاء' لم يُصَنَّف مثله' ولم يذكر فيه أحمد بن حنبل' فقيل له في ذلك فقال: لم يكن فقيهًا وإنما كان محدثًا' فاشتدّ ذلك على الحنابلة و كانوا لا يحصون كثرة ببغداد' فشغبوا عليه' وقالوا ما أرادوا. [الکامل فی التاریخ ۸:۱۳۴]

''رات کے وقت اپنے گھر میں دفن کیے گئے' اس لیے کہ عوام اُن کے خلاف تھے' جو سب جمع ہو گئے تھے اور اُنہوں نے اُنہیں دن کے وقت دفن کرنے نہیں دیا اور اُن پر رِفض اور اِلحاد کا الزام لگا دیا۔ امام علی بن عیسیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان لوگوں سے رِفض اور اِلحاد کے معنی پوچھ لیے جائیں تو یہ جواب نہ دے سکیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض حنبلی اُن سے تعصب اور دشمنی کرتے تھے جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اُن کے درپے ہوئے جس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ابن جریر نے اختلافِ فقہاء پر مشتمل ایک کتاب لکھی تھی' جس میں امام احمد بن محمد بن حنبل کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ یہ کتاب اگرچہ اپنی مثال آپ تھی' مگر جب کسی نے اُن کا نام ذکر نہ کرنے کا سبب پوچھا تو اُنہوں نے جواب میں کہا کہ امام احمد محدث تھے اور فقیہ نہیں تھے' اُن کی یہی بات حنابلہ کو بری لگی اور اُنہوں نے اس کی پاداش میں جو الزام اُن پر لگانے چاہے' سب کے سب لگا دیے۔''

امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر ''جامع البيان في تفسير القرآن'' میں وہ تمام قدیم مواد جمع کر دیا ہے جس سے بعد کے مفسرین اِستفادہ کرتے رہے ہیں۔ قرآن مجید کے طلباء کے لیے یہ تفسیر تفسیر بالمأثور کا بیش بہا خزانہ ہے۔

(۱) علی بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری ابوالحسن عزالدین ابن الاثیر' ۵۵۵ھ = ۱۱۶۰ء کو جزیرۂ ابن عمر میں پیدا ہوئے۔ موصل میں رہائش تھی۔ نسب و ادب کے ماہر عالم تھے۔ اسد الغابۃ اور الکامل فی التاریخ کے مصنف ہیں۔ ۶۳۰ھ = ۱۲۳۳ء کو موصل میں وفات پائی۔ [شذرات الذھب ۷:۲۴۱' الاعلام ۴:۳۳۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابو حامد اِسفرائینی (۱) کہتے ہیں: لو سافرَ رجلٌ إلی الصین حتی یحصل له کتاب تفسیر محمد بن جریر لم یکن ذلك کثیراً. [تاریخ بغداد۲:۱۶۳' سیر اعلام النبلاء۱۴:۲۷۲]

''اگر کوئی شخص تفسیر ابن جریر حاصل کرنے کے لیے چین کا سفر اختیار کرے تو یہ کچھ زیادہ نہیں۔''

علامہ ابن خالویہ کہتے ہیں: حافظ ابن خزیمہ (۲) نے مجھ سے تفسیر ابن جریر مستعار لے لی اور چند سالوں کے بعد واپس کرتے ہوئے فرمایا: نظرتُ فیه من أوله إلی آخره فما أعلم علی أدیم الأرض أعلم من ابن جریر ولقد ظَلَمَتْهُ الحنابلة.

[تہذیب الاسماء واللغات ۱:۸۳' تذکرۃ الحفاظ ۲:۷۱۲' سیر اعلام النبلاء۱۴:۲۷۲-۲۷۳' لسان المیزان ۵:۱۰۲]

''میں نے از ابتداء تا انتہاء یہ تفسیر مطالعہ کی ہے۔ میرے خیال میں روئے زمین پر ابن جریر سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں۔ حنابلہ نے اُن پر بڑا ظلم کیا ہے۔''

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: وأما التفسیر التي في أیدي الناس فاصحها تفسیر محمد بن جریر الطبري فإنه یذکر مقالات السلف بالأسانید الثابتة' ولیس فیه بدعةٌ' ولا ینقل عن المتهمین کمقاتل بن بکیر و الکلبي. [مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۷۱]

''لوگوں میں جو کتب تفسیر متداول ہیں تفسیر ابن جریر ان سب سے صحیح تر ہے' اس میں علماءِ سلف کے اَقوال ثابت اَسانید کے ساتھ مذکور ہیں۔ ابن جریر ، مقاتل بن بکیر (۳) اور کلبی (۴) جیسے

---

(۱) احمد بن محمد بن احمد اِسفرائینی' ابو حامد۔ بڑے شافعی عالم تھے۔ ۳۴۴ھ=۹۵۵ء کو اِسفرائین [نیشاپور] میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے بغداد تشریف لے گئے جہاں علمی طور پر خوب پروان چڑھے۔ کئی چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں۔ ۴۰۶ھ=۱۰۱۶ء کو بغداد میں وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۱:۷۲' ترجمہ:۲۶' الاعلام ۱:۲۱۱]

(۲) محمد بن اسحاق بن خزیمہ' سُلَمِي [بضم السین وتشدید اللام] ابو بکر' اپنے دور میں نیشاپور کے امام تھے۔ فقیہ مجتہد اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ ۲۲۳ھ=۸۳۸ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے اور وہیں ۳۱۱ھ=۹۲۴ء کو وفات پائی۔ عراق' شام' جزیرہ اور مصر کے اسفار کئے۔ امام الائمہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ تصانیف کی تعداد تقریباً ۱۴۰ ہے۔ [طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۳:۱۰۹' الاعلام ۶:۲۹]

(۳) مقاتل بن بکیر کے نام کا کوئی مفسر نہیں ملا۔ ممکن ہے کہ یہ مقاتل بن سلیمان بن بشیر میں تصحیف ہوئی ہو۔

(۴) محمد بن سائب بن بشر بن عمرو بن حارث کلبی' ابو النضر۔ نسب' روایتِ حدیث' تفسیر' اخبار اور ایام عرب......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے راویوں سے روایت نہیں کرتے۔''

- تفسیر ابن جریر کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کا اسلوب اور اندازِ تفسیر کھل کر سامنے آتا ہے۔ علامہ ابن جریر جب کسی آیت کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں تو اَلْقَوْلُ فِي تَاوِيْلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لکھ کر اُس کی تفسیر کرتے ہیں اور اس کی تائید میں اپنی سند کے ساتھ صحابہ کرام ﷡ اور تابعین عظام کے اَقوال و آثار نقل کرتے ہیں۔

- کبھی کبھار کسی آیت کی تفسیر میں ایک سے زیادہ قول نقل کرکے اُن میں سے کسی ایک کو وَاُوْلَى الْاَقْوَالِ عِنْدِيْ قَوْلُ مَنْ کہہ کر اُسے ترجیح دیتے ہیں۔

- تفسیر میں بے بنیاد روایات کی تنقید کرتے ہیں۔ مثلاً: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: إن عيسى ابن مريم [عليهما السلام] أسلمته أمه إلى الكُتَّابِ ليعلمه، فقال له المعلم أكتب "بسم" فقال له عيسى: وما بسم؟ فقال له المعلم: ما أدري، فقال عيسى: الباءُ بهاءُ اللّٰهِ، والسين سناؤه، والميم مملكته.

[تفسیر ابن جریر ۱: ۸۱، فقرہ: ۱۴۰، حلیۃ الاولیاء ۷: ۲۵۱-۲۵۲]

'' [سیدنا] عیسیٰ علیہ السلام کو جب اُن کی والدہ مکتب میں حصولِ علم کے لیے لے گئیں تو استاذ نے اُن سے کہا ''بسم'' پڑھو، اس پر آپ علیہ السلام نے پوچھا ''بسم'' کیا ہے؟ استاذ نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم، اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''باء'' سے مراد اللہ کا حسن ہے ''س'' اُس کی چمک اور ''م'' اُس کی مملکت ہے (۱)۔''

...... کے بڑے عالم تھے۔ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ بنو قضاعۃ کی ایک شاخ کلب بن وبرۃ سے تعلق کی وجہ سے کلبی کہلائے۔ ۱۴۶ھ = ۷۶۳ء کو کوفہ میں وفات پائی۔

[وفیات الاعیان ۴: ۳۰۹، ترجمہ: ۶۳۴، الاعلام ۶: ۱۳۳]

(۱) یہ روایت موضوع ہے، اس لیے کہ اس کا مرکزی راوی اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ تیمی مدنی کوفی ہے، جس کے بارے میں محدث صالح بن محمد جَزَرَۃ فرماتے ہیں: احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ امام ازدی فرماتے ہیں: ارکان کذب میں سے ہے، اس سے روایت لینی درست نہیں۔ [میزان الاعتدال ۱: ۲۵۳]

حافظ ابن عدی لکھتے ہیں: ثقات سے بواطیل نقل کرتا ہے، اور یہ روایت باطل ہے۔ [الکامل ۱: ۲۹۱]

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن یحییٰ معروف کذاب ہے۔ [مجموع الفتاویٰ ۱۲: ۳۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن جریر لکھتے ہیں: وأخشَی أن یکون غلطاً من المحدث' وأن یکون أراد: ب' س' م' علی سبیل ما یعلم المبتدئ من الصبیان في الکُتَّاب حروف أبي جاد ' فغلط بذلك فوصله' فقال: بسم. [تفسیر ابن جریر ۱:۸۲]

''مجھے ڈر ہے کہیں محدث اس میں غلطی کا شکار نہ ہوا ہو۔ شاید جس طرح ہمارے ہاں مبتدی کو ابجد پڑھانے کا رواج ہے، اسی طرح وہاں ''ب' س' م' '' پڑھنے کا رواج ہو اور کسی نے ان الگ الگ حروف کو باہم پیوست کر کے اس سے ''بسم'' بنایا ہو۔''

- تفسیر میں اشعار سے استدلال بھی کرتے ہیں' چنانچہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا [سورۃ البقرۃ ۲:۲۲] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اَنْدَادٌ کا واحد نِدٌّ ہے جس کا معنی مثیل اور نظیر ہے' اس کی دلیل میں سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پیش کرتے ہیں:

اَتَهْجُوْهُ وَ لَسْتَ لَهٗ بِنِدٍّ ؟ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

[تفسیر ابن جریر ۱:۱۹۸]

''کیا تو اُن [رسول اللہ ﷺ] کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو اُن جیسا نہیں۔ تم دونوں میں جو بُرا ہے وہ اچھے سے قربان ہو۔''

- تفسیر میں غیر ضروری باتوں سے گریز کرتے ہیں چنانچہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ [سورۃ البقرۃ ۲: ۳۵] کی تفسیر کرتے ہوئے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں کہ یہ سنبل کا درخت تھا یا زیتون یا گندم یا انگور کا؟ اس کے بعد لکھتے ہیں: لم یضع اللّٰہ جل ثناؤہ لعبادہ المخاطَبین بالقرآن دلالةً علی أيّ أشجار الجنة کان نَهیُه آدم أن یقربها بِنَصٍّ علیها بإسمها ولا بدلالةٍ علیها...... ولا علم عندنا بأي شجرةٍ کانت علی التعیین ' لأنَّ اللّٰہ لم یضع لعبادہ دلیلاً علی ذلك في القرآن ولا في السنة الصحیحة فأنّی یأتي بذلك؟ وذلك علمٌ إذا عُلِمَ لم ینفع العالم به علمه و إن جهله جاهلٌ لم یضرہ جهلُه به. [تفسیر ابن جریر ۱:۲۷۰-۲۷۱' نص: ۷۴۰]

...... حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ روایت شدید ضعیف اور اسرائیلیات میں سے ہے' مرفوع روایات میں سے نہیں ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ۱:۱۸۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مخاطب بندوں کو نہیں بتایا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو کس درخت کے پاس جانے سے روک دیا گیا تھا' نہ تو اس کا نام صراحۃً مذکور ہے اور نہ اشارۃً ۔ ہمیں متعین طور پر کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون سا درخت تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا تعین نہیں کیا اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ تو کوئی آخر کہاں سے بیان کرے کہ وہ کون سا درخت تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اگر کسی کو اس کا علم ہو جائے کہ فلاں درخت تھا تو اس میں کوئی فائدہ نہیں اور اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کون سا درخت تھا تو یہ لاعلمی اس کے لیے نقصان دہ نہیں۔''

- کبھی کبھار ایسی تحقیق کر لیتے ہیں جس سے اُن پر شیعیت کا الزام لگ جاتا ہے مثلاً سورۃ المائدۃ ۵:۶ کی تفسیر میں غَسلِ رِجلَین کی اُن کی تحقیق سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ آپ شیعہ کی طرح پاؤں پر مسح کرنے کے قائل ہیں (۱) ۔[تفسیر ابن جریر ۴: ۴۷۰-۴۷۱]

- تفسیر بالماثور کے ساتھ کلامِ عرب سے استشہاد بھی کرتے ہیں چنانچہ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ [سورۃ ہود ۱۱: ۴۰] میں تنور کا جو لفظ وارِد ہوا ہے اس کی تفسیر میں انہوں نے علماءِ سلف کے مختلف قول نقل کیے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے روئے زمین مراد ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ تنور کے

---

(۱) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: نُسِبَ إليه أنه كان يقولُ بجواز مسح القدمين في الوضوء' وأنه لا يُوجِبُ غسلهما قد اشتهر عنه هذا' فمن العلماء مَن يزعمُ أنّ ابن جرير اثنان أحدهما شيعيٌّ وإليه يُنسبُ ذلك' و ينزهون أبا جعفر هذا عن هذه الصفات' والذي عوّل عليه كلامه في التفسير أنه يوجب غسل القدمين ويوجب مع الغسل دَلكهما' ولكنه عبر عن الدَّلك بالمسح' فلم يفهم كثير من الناس مراده ومَن فَهِم مراده نقلوا عنه أنه يوجبُ الغسل والمسح وهو الدَّلْكُ. [البداية والنهاية ۱۱: ۱۴۳]

''اُن کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے اور اُن کے بارے میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ وہ وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے تھے اور پاؤں دھونے کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ابن جریر کے نام سے دو افراد مشہور ہیں جن میں سے ایک شیعہ ہے جس کی طرف یہ بات منسوب ہے اور دوسرا سنی ابو جعفر طبری۔ ہم طبری کو اس قسم کی باتوں سے مبرا سمجھتے ہیں انہوں نے اپنی تفسیر میں اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ وضوء میں پاؤں دھونا ضروری ہے اور دھونے کے ساتھ اس کا مَلنا بھی ضروری ہے لیکن انہوں نے دَلْكٌ [مَلنے] کو مسح سے تعبیر کیا ہے جسے بہت سے لوگ نہ سمجھ سکے اور جو لوگ اُن کا مطلب سمجھ سکے ہیں اُنہوں نے اُن کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ اُن کے نزدیک پاؤں دھونا اور اُنہیں مَلنا دونوں ضروری ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی صبح کے روشن ہو جانے کے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس سے زمین کا بالائی اور عمدہ حصہ مراد لیا ہے جب کہ کچھ مفسرین کے ہاں تنور اس بھٹی کو کہتے ہیں جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وأولی هذه الأقوال عندنا بتأويل قوله: التَّنُّورُ قول مَن قال: هو التنور الذي يُخبَزُ فيه لأن ذلك هو المعروف من كلام العرب، وكلام الله لايُوَجَّهُ إلّا إلى الأغلب الأشهر من معانيه عند العرب، إلّا أن تقوم حجة على شيئ منه بخلاف ذلك فيُسَلَّمُ لها، وذلك أنَّ جلَّ ثناؤه إنما خاطَبَهُم بما خاطَبَهُم به لإفهامهم معنى ما خاطَبَهُم به. [تفسیر ابن جریر ۷: ۴۰-۴۱، نص: ۱۸۱۷۹]

''اس ضمن میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس سے روٹیاں پکانے کا تنور مراد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کلامِ عرب میں یہی معنیٰ معروف ہے۔ کلامِ الٰہی میں جو لفظ وارد ہو اُس کے وہی معنی مراد لینے چاہئیں جو عرب میں مشہور تر ہوں، البتہ کسی دلیل سے کوئی اور مفہوم ثابت ہو جائے تو وہ الگ بات ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کلام کے ذریعے عربوں کو اس لیے مخاطب کیا تھا کہ وہ آسانی سے اس کا معنیٰ اور مفہوم سمجھ جائیں۔''

— وہ تفسیر کے باب میں اقوالِ صحابہ و تابعین سے استفادہ کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور جو لوگ محض لغت کی مدد سے قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہیں اُن کی شدید تنقید کرتے ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں: وكان بعضُ من لاعلم له بأقوال السلف من أهل التأويل ممن يفسر القرآن برأيه على مذهب كلام العرب، يُوَجِّهُ معنى قوله: وَفِيهِ يَعصِرُونَ إلى: وفيه ينحون من الجدب والقحط بالغيث ويزعمُ أنه من العَصرِ والعُصرَةِ التي بمعنى المنجاة......وذلك تأويل يكفي من الشهادة على خطئه، خلافه قول جميع أهل العلم من الصحابة والتابعين. [تفسیر ابن جریر ۷: ۲۳۱، بذیل تفسیر: وَفِيهِ يَعصِرُونَ. سورۃ یوسف ۱۲: ۴۹]

''بعض مفسرین جو اقوالِ سلف سے ناآشنا ہیں اور لغتِ عرب اور محض رائے کی مدد سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں وہ فِيهِ يَعصِرُونَ کا معنیٰ یہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کی وجہ سے وہ قحط سے نجات پائیں گے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ العَصر اور العُصرَة نجات کے معنیٰ میں ہے اس ضمن میں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَشعارِ عرب سے استشہاد بھی کرتے ہیں مگر تمام اہلِ علم صحابہ وتابعین کا قول اس کے خلاف ہے اس لیے ان لوگوں کی شہادت اس قول کے اختیار کرنے والوں کی غلطی کے لیے کافی ہے۔''

-علامہ ابن جریر بذاتِ خود بہت اچھے قاری تھے اس لیے اُنہوں نے اپنی تفسیر میں مختلف قراءتیں ذکر کرنے کا اِہتمام کرتے ہیں اور اُن کے معانی ومطالب پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

-ابن جریر اسرائیلی اخبار، روایات اور واقعات کو باسند نقل کرتے ہیں۔ اکثر وبیش تر ان پر خاموش رہتے ہیں لیکن کبھی کبھار تردید بھی کرتے ہیں چنانچہ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ [سورۃ یوسف ۱۲:۲۰] کی تفسیر میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی اقوال ذکر کرتے ہیں کہ بھائیوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو کتنے درہموں میں فروخت کیا؟ ۲۰، ۲۲ یا ۴۰ درہم کے عوض؟ اس کے بعد لکھتے ہیں:

والصَّوابُ من القول في ذلك أن يُقال: إنَّ اللّٰه تعالى ذِكرَهُ أخبر أنهم باعوه بدراهم معدودةٍ غير موزونةٍ، ولم يحدّ مبلغ ذلك بوزنٍ ولا عددٍ، ولا وضع عليه دلالةً في كتابٍ ولا خبر من الرسول ﷺ. و قد يحتمل أن يكون كان عشرين ويحتمل أن يكون كان اثنين وعشرين و أن يكون كان أربعين، و أقل من ذلك و أكثر. و أيُّ ذلك كان فإنها كانت معدودة غير موزونة، وليس في العلم بمبلغ وزن ذلك فائدة تقع في دينٍ، ولا في الجهل بي دخول ضَرٍّ فيه، والإيمان بظاهر التنزيل فرضٌ، وماعداه فموضوعٌ عنا تكلُّفُ علمه. [تفسیر ابن جریر ۷:۱۷۱، النص:۱۸۹۴۶]

''اس ضمن میں صحیح قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر سے آگاہ کیا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اُن کو گنتی کے چند درہموں کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ یہ نہیں بتایا کہ ان درہموں کی تعداد یا وزن کیا تھی۔ اس ضمن میں قرآن مجید اور احادیث میں ضمناً یا صراحۃً کچھ نہیں کہا گیا اس لیے اس میں سب ہی احتمالات کا اِمکان ہے کہ وہ ۲۲ ہوں یا ۴۰ یا اس سے کم وبیش۔ تعداد یا وزن کا علمی اعتبار سے کچھ فائدہ بھی نہیں اور اس سے ناآشنا ہونے سے کچھ حرج بھی نہیں۔ ایمان تو صرف ظواہرِ قرآن پر لانا ضروری ہے۔ باقی امور کا ہمیں مکلف نہیں بنایا گیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

---ابن جریر اپنی تفسیر میں فقہی مسالک اور اُن کے دلائل کا تذکرہ بھی کرتے ہیں چنانچہ آیت کریمہ:
وَالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً [سورۃ النحل ۱۶:۸] کے تحت گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے متعلق علماء کے اَقوال اپنی سند کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد بتاتے ہیں کہ اس آیت سے ان حیوانات کے گوشت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ آگے لکھتے ہیں:

والصواب من القول في ذلك عندنا، ماقاله أهل القول الثاني، وذلك أنه لو كان في قوله تعالى ذِكره ﴿لِتَرۡكَبُوۡهَا﴾ دلالةٌ على أنها لاتصلح -إذ كانت للركوب- للأكل لكان في قوله: ﴿فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ﴾ دلالةٌ على أنها لاتصلح إذ كانت للأكل والدفء للركوب، وفي إجماع الجميع على أن ركوب ماقال تعالى ذِكره: ﴿وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ﴾ جائزٌ، حلالٌ، غير حرام دليلٌ واضحٌ على أن أكل ماقال ﴿لِتَرۡكَبُوۡهَا﴾ جائزٌ، حلالٌ، غير حرامٍ، إلّا بما نصَّ على تحريمه، أو وضع على تحريمه دلالة من كتاب أو وحي إلى رسوله ﷺ فأما بهذه الآية فلايحرم أكل شيء.

[تفسیر ابن جریر ۷:۵۶۳-۵۶۴، نص:۲۱۴۸۹]

''اس سلسلہ میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس آیت سے ان حیوانات کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس آیت میں ان حیوانات کی غرض یہ بتلائی گئی ہے کہ یہ سواری کے لیے ہیں اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ ان کو کھانا حلال نہیں؟ اگر اس کا یہ معنیٰ لیا جائے تو اسی سورۃ کی آیت ۵: وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا لَكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ کا مطلب یہ ہوگا کہ چونکہ یہ کھانے کے لیے ہیں اس لیے اُن پر سواری جائز نہیں حالانکہ یہ بداہۃً غلط ہے اور اس پر علماء کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ ان پر سوار ہونا اور ان سے باربرداری کا کام لینا بالکل حلال ہے ماسوا اُس جانور کے جس کی حُرمت منصوص ہو اور قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیثِ نبوی سے صراحۃً اس کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہو۔ معلوم ہوا کہ زیر بحث آیت کا ان جانوروں کے حرام ہونے سے کوئی تعلق نہیں [1]۔''

---

(۱) امام ابوجعفر طحاوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً قطعاً اس سے مانع نہیں کہ ان کو کھایا جائے اور ان کو صرف باربرداری اور سواری کے لیے پیدا فرمایا ہو کیونکہ گھوڑا وَمِنۡهَا ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں روایات کو اَسناد کے ساتھ ذکر کرنے کا التزام کیا ہے مگر اکثر مقامات میں وہ اسناد کی جانچ پڑتال نہیں کرتے جس کے باعث بہت سی بے بنیاد باتیں رواج پا گئی ہیں اس کی اَن گنت مثالیں اس کتاب میں موجود ہیں جن میں سے بعض کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ. [سورة البقرة۲:۲۶۰]

''اور جب ابراہیم [علیہ السلام] نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے دکھادے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ فرمایا: کیا تم اِس بات پر ایمان نہیں رکھتے؟ بولے: ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل پوری طرح مطمئن ہو جائے۔''

ابن جریر طبری نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أن تكون مسألته ربه ماسأله أن يريه مِن إحياءِ الموتَى لعارض من الشيطان عرض في قلبه. [تفسیر ابن جریر۳:۵۱، نص:۵۹۷۴]

''ممکن ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کر کے اِحیاءِ موتی کا سوال اُن کے قلب میں شیطانی اِلقاء سے آیا ہو۔''

مفسر قرطبی لکھتے ہیں: لايجوز على الأنبياء مثل هذا الشك فإنه كفر، والأنبياء متفقون على

......تأْكُلُوْنَ میں بھی داخل ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: بينما رجل يسوق بقرة، قد حمل عليها فالتفتُ إليه فكلمته فقالت: إني لم أخلق لهذا، ولكني خلقت للحرث.

[صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ [۴۱] باب استعمال البقر للحراثۃ [۴] حدیث: ۲۳۲۵، کتاب احادیث الانبیاء [۶۰] باب [۵۴] حدیث: [۳۴۷۱] کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ [۶۲] باب فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ بعد النبی ﷺ [۴] حدیث: ۳۶۶۳، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ [۶] حدیث: ۳۶۹۰]

''ایک آدمی، گائے پر بوجھ لاد کر جا رہا تھا تو گائے نے اس کی طرف اپنا چہرہ پھیر کر کہا: ہمیں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ہمیں ہل جوتنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔''

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر اس سے یہ استدلال کیا جائے کہ گائے کا گوشت کھانا حرام ہے تو یہ بات قطعاً غلط ہوگی، بالکل اسی طرح جیسے اس آیت سے گھوڑے کا گوشت حرام قرار دینے کا قول غلط ہے۔

[شرح مشکل الآثار ۸:۷۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الإيمان بالبعث، وقد أخبر الله أنّ أنبيائه وأوليائه ليس للشيطان عليهم سبيلٌ فقال: إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ [سورۃ الحجر ۱۵:۴۲] وقال اللعين: إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ [سورۃ ص ۳۸:۸۳] وإذا لم يكن له عليهم سلطنة فكيف يشككهم؟ [تفسیر القرطبی ۳:۲۸۵]

''انبیاء علیہم السلام ایسے شک میں کبھی گرفتار نہیں ہوتے' اس لیے کہ سارے کے سارے بعث بعد الموت پر متفقہ طور پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اُس کے انبیاء اور خاص دوست شیطان کی دسترس اور اُس کی پہنچ سے باہر ہیں' جیسا کہ ارشاد ہے کہ ''میرے خاص بندوں پر تمہارا کوئی بس نہیں چلے گا۔'' خود شیطان لعین کو بھی اِقرار ہے کہ ''تیرے خاص بندوں پر میرا کوئی بس نہیں چلتا۔'' اور جب معلوم ہوا کہ اُن پر شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا تو اُنہیں کسی شک میں کس طرح مبتلا کر سکتا ہے؟''

سیدنا یوسف علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں

امام ابن جریر نے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا [سورۃ یوسف ۱۲:۲۴] کی ایک تفسیر یہ بھی نقل کی ہے کہ: أمّا همُّها به فاستلقت له، وأمّا همه بها فإنه قعد بين رِجليها ونزع ثيابه.

[تفسیر ابن جریر ۷:۱۸۲، نص: ۱۹۰۳۶]

''عورت نے یہ قوی عزم کیا کہ اُن کے سامنے لیٹ گئی اور اُنہوں نے قوی عزم یہ کیا کہ اُس کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے اُتار دیے۔''

اکثر مفسرین نے امام ابن جریر کی اس تفسیر کو قبول نہیں کیا چنانچہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

أمّا يوسف علیہ السلام فهمّ بها لولا أن رای برهان ربه، ولكن لمّا رأى البرهان ماهمَّ. هذا لوجوب العصمة للأنبياء، قال أبو عبيدة: هذا على التقديم والتأخير، كأنه أراد: ولقد همّتْ به، ولولا أن رای برهان ربه لَهَمَّ بها. [تفسیر القرطبی ۹:۱۴۲]

''انبیاء کرام علیہم السلام چونکہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں' اس لیے اس عبارت میں تقدیم و تاخیر کر کے معنیٰ کیا جائے گا' جو اس طرح کا ہوگا کہ: اُس عورت نے تو اُس کا قصد کر ہی لیا تھا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اُنہوں نے اپنے رب کی واضح نشانی نہ دیکھ لی ہوتی اور چونکہ اُنہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح نشانی دیکھ لی تھی اس لیے انہوں نے قصد ہی نہیں کیا۔''

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط مؤخر ہے اور وَهَمَّ بِهَا جزاء مقدم ہے اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے تو اس فعل کا عزم مصمم کیا اور اگر یوسف علیہ السلام برہانِ الٰہی کو نہ دیکھتے تو وہ بھی [اس انتہائی اشتعال انگیز حالات میں] اس فعل کا عزم اور قصد کرتے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ آپ علیہ السلام نے برہانِ الٰہی کا مشاہدہ فرمایا اس لیے اس فعل کا عزم وقصد وقوع پذیر نہیں ہوا۔ [التفسیر الکبیر۶: ۴۴۰-۴۴۱]

امام رازی یہ بھی لکھتے ہیں: أنَّ یوسف علیہ السلام کان بریئًا عن العمل الباطل، و الهَمِّ المُحَرَّمِ، و هذا قول المحققین من المفسرین و المتکلمین، و به نقولُ، وعنه نَذُبُّ.

[التفسیر الکبیر۶: ۴۴۰-۴۴۱]

''سیدنا یوسف علیہ السلام اس گندے عمل اور حرام ارادہ سے بالکل بری تھے اور یہی محققین مفسرین اور متکلمین کی رائے ہے۔ ہماری اپنی رائے بھی یہی ہے اور ہم اُن [یوسف علیہ السلام] سے اس عمل کی نفی کرتے ہیں۔''

امام رازی یہ بھی فرماتے ہیں: واعلم أن الذین لهم تعلق بهذه الوقعة: یوسف علیہ السلام و تلك المرأة وزوجها، والنسوة، و الشهود، ورب العالمین. [التفسیر الکبیر۶: ۴۴۰]

''جن کا اس واقعہ سے براہ راست تعلق تھا وہ یہ ہیں: خود سیدنا یوسف علیہ السلام، زلیخا، اس کا شوہر، زنانِ مصر، گواہ اور اللہ تعالیٰ۔''

اس باب میں سیدنا یوسف علیہ السلام کا اپنا بیان ہے: هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ. [سورۃ یوسف۱۲: ۲۶]

''اس [عورت] نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔''

پھر آپ علیہ السلام کا یہ دعاء فرمانا کہ: رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ.

[سورۃ یوسف۱۲: ۳۳]

''اے میرے پروردگار! جس کام کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اُس کی نسبت مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے۔''

زلیخا نے دوبار آپ کی پاک دامنی کا اعتراف کیا۔ پہلی مرتبہ اُس نے زنانِ مصر کے سامنے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ. [سورۃ یوسف۱۲:۳۲]

''بے شک میں نے اُس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا۔''

اور دوبارہ جب بادشاہِ مصر نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو قید خانہ سے رہا کر کے اپنے دربار میں لے آنے کا حکم دیا تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے اُس کی اِس دعوت کو قبول نہ کیا بلکہ فرمایا کہ جب تک مجھ پر لگائے ہوئے بہتان کی تحقیق نہ ہو جائے' میں جیل سے نکلنے کے لیے تیار نہیں اُس وقت زلیخا نے پھر برملا کہا: اَلْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ.

[سورۃ یوسف۱۲:۵۱]

''اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے [اصل یہ ہے کہ] میں نے اُس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور بے شک وہ سچا تھا۔''

اس کے شوہر کا بیان قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۞ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَ اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۞ [سورۃ یوسف۱۲:۲۸-۲۹]

''یہ تمہارا ہی فریب ہے اور کچھ شک نہیں کہ تم عورتوں کے فریب بڑے بھاری ہوتے ہیں۔ یوسف! اس بات کا خیال نہ کر اور [زلیخا!] تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ بے شک خطا تیری ہی ہے۔''

قرآن مجید نے گواہ کی گواہی کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ. [سورۃ یوسف۱۲:۲۶-۲۸]

''اور ایک فیصلہ کرنے والے نے یہ فیصلہ کیا[1] کہ اگر اس کا کُرتا آگے سے پھٹا ہے تو یہ سچی اور وہ

---

(۱) ابن جریر لکھتے ہیں: شاہد سے مراد وہ چھوٹا بچہ ہے' جو ابھی مہد ہی میں تھا۔

[تفسیر ابن جریر ۷:۱۹۱' نص: ۱۹۱۰۹' ۷:۱۹۲' نص: ۱۹۱۱۸]

لیکن یہ قول اس لیے نہایت کمزور ہے کہ اس کا راوی عطاء بن سائب مختلط راوی ہے۔

[تقریب التہذیب: ۴۲۲' ترجمہ: ۴۵۹۲]

......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹا اور اگر اُس کا کُرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ جھوٹی اور وہ سچا ہے' جب اُس کا کُرتا دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ ان الفاظ میں فرمایا ہے: كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۴]

'' یوں اس لیے کیا گیا کہ ہم اُن سے برائی اور بے حیائی کو روک دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے۔''

اس کے بعد امام رازی فرماتے ہیں کہ اور تو اور خود ابلیس نے کہہ دیا کہ یوسف علیہ السلام کا دامن اس داغ سے پاک ہے: فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ.

[سورۃ ص ۳۸:۸۲-۸۳]

'' مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو راہِ راست سے بھٹکا دوں گا لیکن تیرے مخلص بندوں پر میرا داؤ نہیں چل سکتا۔''

جب کہ سیدنا یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مخلصین میں سے ہیں اس لیے شیطان کے فریب میں نہیں آسکتے۔

اس بحث کو امام رازی نے ان الفاظ پر ختم کیا ہے: هولاء الجهال الذين نسبوا إلى يوسف علیہ السلام هذه الفضيحة إن كانوا من أتباع دين الله تعالى فليقبلوا شهادة الله تعالى على طهارته، وإن كانوا من أتباع إبليس وجنوده فليقبلوا شهادة إبليس على طهارته.

[التفسیر الکبیر ۶:۴۴۱]

'' جن جاہلوں نے اس قبیح جرم کی نسبت سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرف کی ہے' وہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان برداروں میں سے ہیں' تو اللہ تعالیٰ کی اُس شہادت کو قبول کرے جو اُس نے سیدنا یوسف

......آگے یہ بھی لکھا ہے کہ: كان رجلاً ذا لحية. [تفسیر ابن جریر ۷:۱۹۲' نص:۱۹۱۲۱] '' باریش مرد تھا۔''
اس روایت کے راوی صحیح مسلم کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں' لیکن اس کا ایک راوی سماک بن حرب عکرمہ سے روایت نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہوتا ہے۔ [تقریب التہذیب:۲۸۹' ترجمہ:۲۶۲۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کی پاک دامنی کے بارے میں دی ہے اور اگر شیطان کے پیروکار ہیں تو اُس کی گواہی قبول کرے جو سیدنا یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کا گواہ ہے۔''

اور ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: شهد ببراءةِ يوسف عليه السلام من الذنب كل مَن له تعلقٌ بتلك الواقعةمِن زوجٍ وحاكمٍ ونِسوةٍ ومَلِكٍ وادَّعى يوسف عليه السلام ذلك و اعترَفَ له خصمه بصدق ما قاله مرَّتين' و شهد بذلك رب الغلمين' الذي هو أصدق القائلين' واعترف إبليس' فكيف يُلتفَتُ إلى قول هؤلاء الحشوية؟[عصمة الانبياء:۷۵]

''جس کسی کا بھی اس واقعہ سے کوئی تعلق تھا اُن سب نے سیدنا یوسف علیہ السلام کی براءت کا اعلان کر لیا' خواہ وہ حاکم ہو' عورتیں ہوں یا شاہِ مصر اور پھر سیدنا یوسف علیہ السلام بھی اپنی پاک دامنی کے مدعی ہیں' جب کہ اُن کے مدِ مقابل نے دوبار اُن کی پاک دامنی کا اِعتراف کر لیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے اور جو سب سے زیادہ سچا ہے' وہ خود سیدنا یوسف علیہ السلام کی براءت کا اِعلان فرماتے ہیں۔ ابلیس بھی اُن کی براءت کا اِقرار کر چکا ہے۔ اِن ساری گواہیوں کے باوجود آخر کیونکر اِن حشویہ کی بات تسلیم کی جائے؟''

زلیخا سے سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح

کہتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بدنامِ زمانہ' حیاباختہ' بدکار اور فاحشہ عورت زلیخا کے ساتھ نکاح کر لیا تھا جس نے عزیزِ مصر کی منکوحہ ہونے کے باوجود ایک معصوم ہستی سے اپنی نفسانی خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ محل کے سب دروازے اور کھڑکیاں بند کیں' اور اپنی ناپاک زبان سے معصوم نبی کو صاف لفظوں میں گناہ کی دعوت بھی دی تھی۔

مفسر ابن جریر فرماتے ہیں: ہمیں ابن حمید نے' اسے سلمۃ نے' اور اسے ابن اسحاق نے روایت بیان کی: لما قال يوسف للملك: اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ' قال الملك: قد فعلتُ' فولاه فيمايذكرون عملَ إطفير' وعزل إطفير عما كان عليه' يقول الله: كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ' قال: فذكرلي و الله أعلم أن إطفير هلك في تلك الليالي ' و أن الملك الرَّيان بن الوليد زَوَّجَ يوسف إمرأة إطفير راعيل' وأنها حين دخلت عليه قال: أليس هذا خيراً مما كنتِ تريدينِ؟ قال: فيزعمون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أنها قالت أيها الصديق! لاتلمني ' فإني كنتُ إمرأة كماترى حسناً و جمالاً ' ناعمةً في ملك و دنيا ' و كان صاحبي لايأتي النساء ' و كنتَ كما جعلك الله في حسنك و هيئتك ' فغلبتني نفسي على مارأيتَ ' فيزعمون أنه و جدها عزراء ' فأصابها ' فولدت له رجلين: أفرائيم بن يوسف و ميشا بن يوسف. [تفسیر ابن جریر ۷: ۲۴۲' نص: ۱۹۴۶۶]

''جب سیدنا یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ سے فرمایا کہ مجھے ملک کے ذرائع آمدنی پر مامور کیجیے' میں متدین بھی ہوں اور باخبر بھی' تو مجھے بتایا گیا ہے کہ اُس نے عزیز مصر کو معزول کر کے اُس کی جگہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو مقرر کیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہم نے یوسف کو ملک میں اقتدار بخشا' وہ اس میں جہاں چاہے متمکن ہو۔ مجھے یہ بھی بیان کیا گیا کہ اطفیر [عزیز مصر] ان دنوں چل بسا اور بادشاہ ریان بن ولید نے عزیز مصر کی بیوی کو سیدنا یوسف علیہ السلام کی نکاح میں دے دیا اور جب وہ اُس سے ملے تو فرمایا: کیا یہ اُس چیز سے بہتر نہیں جو تم چاہتے تھے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس پر وہ کہنے لگی: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجیے' اس لیے کہ آپ تو میرے حسن و جمال سے واقف ہیں اور میرا شوہر عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا' جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی حسن و جمال سے مالا مال کیا ہے' اس وجہ سے مجھ سے وہ غلطی سرزد ہو گئی جو آپ نے دیکھی ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے اُسے خوب صورت اور جوان پایا اُس کے پاس گئے اور اُس سے اُن کے دو بیٹے افرائیم اور میشا پیدا ہوئے۔''

اس روایت میں کئی اسنادی خرابیاں اور کمزوریاں ہیں:

[۱] اس کا پہلا راوی محمد بن حمید رازی ہے جو بدمذہب اور غیر ثقہ ہے جس کی بات کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ [احوال الرجال' ترجمہ: ۳۸۲]

محدث اسحاق بن منصور (۱) کہتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا کہ محمد بن حمید جھوٹا

---

(۱) اسحاق بن منصور بن بہرام ابو یعقوب المروزی' المعروف بالکوسج۔ حنبلی فقیہ ہیں۔ رجال حدیث میں سے ہیں۔ ''مرو'' میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں۔ حصول علم کے لیے عراق' حجاز مقدس اور شام تشریف لے گئے۔ نیشاپور میں رہائش اختیار کی' جہاں ۲۵۱ھ = ۸۶۵ء کو وفات پا گئے۔
[طبقات الحنابلہ ۱: ۱۱۳' ترجمہ: ۱۳۳' ابو الحسین محمد بن ابی یعلیٰ' دار المعرفۃ بیروت' بدون تاریخ' الاعلام ۱: ۲۹۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ [تاریخ بغداد ۲:۲۶۳؛ تہذیب الکمال ۲۵:۱۰۳]

[۲] ایک راوی سلمۃ بن فضل ابرش ہے جو ''رے'' کا قاضی تھا، امام بخاری فرماتے ہیں: اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔ [التاریخ الکبیر ۴:۸۴]

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: ہم لوگ سلمۃ بن فضل کی بیان کی ہوئی حدیثوں کو پھینک کر شہر ''رے'' سے نکل گئے تھے۔ [التاریخ الکبیر ۴:۸۴]

[۳] اس کا ایک راوی محمد بن اسحاق امام المغازی ہے جو سچا تو تھا لیکن مدلس تھا۔

[تقریب التہذیب: ۴۹۸، ترجمہ: ۵۷۲۵]

اور یہ روایت معنعن ہے جب کہ مصطلح الحدیث کا مشہور قاعدہ ہے کہ صحیحین سے باہر مدلس راوی کی معنعن روایت مردود ہوتی ہے(۱)۔

---

(۱) یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس روایت کے بارے میں محمد بن اسحاق نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے یا اُن سے کسی صحابی نے یا صحابی سے سن کر کسی تابعی نے یہ فرمایا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح راعیل یا زلیخا نامی عزیزِ مصر کی بیوہ سے ہوا تھا بلکہ وہ تو واضح لفظوں میں فیما یذکرون ' فذکرلي اور فیزعمون کے الفاظ استعمال کر کے بتلاتے ہیں کہ غیر ذمہ دار لوگ اس طرح باتیں کرتے ہیں۔ زیرِ بحث روایت میں محمد بن اسحاق دو بار یَزْعُمُوْنَ کا لفظ استعمال کر کے ان داستانوں کے غلط اور بے بنیاد ہونے کا پوری طرح اِظہار کر دیا ہے، اس لیے کہ زعم کا اِطلاق عربی زبان میں جھوٹ اور بے بنیاد چیز پر ہوتا ہے، چنانچہ:

— ازہری: ابو منصور محمد بن احمد [پیدائش: ۲۸۲ھ=۸۹۵ء، وفات: ۳۷۰ھ=۹۸۱ء] فرماتے ہیں:

إذا قيل: ذكر فلانٌ كذا وكذا، فإنما يقال ذلك لأمرٍ يُستَيقَنُ أنه حقٌّ، فإذا شُكَّ فيه فلم يُدرَ لعله كَذِبٌ أو باطلٌ، قيل: زعم فلانٌ. [تہذیب اللغۃ ۲:۹۳]

''عربی میں جب ''ذکر فلانٌ'' بولتے ہیں، تو اس سے مراد کوئی یقینی بات ہوتی ہے اور جب ''زَعَمَ'' بولتے ہیں تو اس کا استعمال بیش تر اُس شے کے لیے ہوتا ہے جو باطل ہو، متحقق نہ ہو اور اس میں شک وشبہ ہو۔''

— ابن فارس: ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا، رازی [پیدائش: ۳۲۹ھ=۹۴۱ء، وفات: ۳۹۵ھ=۱۰۰۴ء] لکھتے ہیں کہ: الزعم: القول في غير صحة. [مجمل اللغۃ: ۳۲۹]

فیروز آبادی: محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن عمر، ابو طاہر، مجد الدین، شیرازی [پیدائش: ۷۲۹ھ=۱۳۲۹ء، وفات: ۸۱۷ھ=۱۴۱۵ء] لکھتے ہیں: الزعم: القول الحق والباطل: ضدٌّ، وأكثر مايقال فيما يُشَكُّ فيه. [القاموس المحیط ۲:۱۴۷۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اِسنادی خامیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے مفسر سید محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے:

وشاع عند القصاص أنها عادت شابة بكراً إكراماً له عليه السلام بعد ما كانت ثيباً غير شابة، وهذا مما لا أصل له، وخبر تزوجها أيضاً مما لا يعول عليه عند المحدثين.

[روح المعانی ۱۳: ۸-۹]

"قصہ گو واعظین کے ہاں مشہور ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی تکریم وتوقیر کے خاطر زلیخا کو پھر سے دوشیزگی دی گئی حالانکہ یہ بات بالکل بے اصل ہے، اسی طرح امرأۃ العزیز سے سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح ہونے کی بات بھی اُن بے اصل باتوں میں سے ہے، جن پر محدثین اعتماد نہیں کرتے۔"

سیدنا داوٗد علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں

اسی جلیل القدر نبی کے بارے میں مفسر ابن جریر لکھتے ہیں: جاءهُ الشيطانُ قد تَمَثَّلَ في صورة حمامةٍ مِن ذَهَبٍ حتى وقع عند رِجليه وهو قائمٌ يُصلي فَمَدَّ يدهُ ليأخذه فتَنَحَّى فتَبِعَهُ فتباعَدَ حتى وقع في كوةٍ فذهب ليأخذه فطار من الكوةِ فنظر أين يقعُ؟ فيبعث في أثره، فأبصر إمرأةً تغتسلُ على سطح لها، فرأى إمرأةً من أجمل الناس فحانت منها إلتفاته فأبصرتهُ فألقت شعرها فاستترت به فزاده في ذلك رغبةً، فسأل عنها فأُخبرَ أنَّ لها زوجًا، وأنَّ زوجها غائبٌ بمسلحة كذا وكذا فبعث إلى صاحب المسلحة أن يبعث أهريا إلى عدو كذا وكذا، فبعثه، فقتل المرة الثالثة، وتزوج إمرأته.

[تفسیر ابن جریر ۱۰: ۵۷۱، نص: ۲۹۸۵۳، بذیل سورۃ ص ۳۸: ۲۳]

یہ بالکل وہی بات ہے جو بائبل میں ان الفاظ میں مذکور ہے کہ:

"اور شام کے وقت داوٗد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوب صورت تھی۔ تب داوٗد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داوٗد نے لوگ بھیج کر اسے بلالیا، وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی، پھر وہ اپنے گھر چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہوگئی، سو اس نے داوٗد کے پاس خبر بھیجی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاملہ ہوں۔'' [بائبل، پرانا عہد نامہ: ۳۰۳، سموئیل ۲، باب ۱۱: ۲-۵]

قارئین کرام! ہمارا ایمان ہے کہ اگر بالفرض سیدنا داود علیہ السلام کی ایک بیوی بھی نہ ہوتی تب بھی یہ بے ہودہ حرکت ہرگز نہ کرتے کہ پہلے تو شاہی محل کی چھت پر چڑھ کر بے گانی اور غیر محرم عورت کو دیکھتے اور پھر غضب یہ ہے کہ وہ بھی اسے غسل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور عورت بھی وہ جس کا خاوند زندہ اور خاوند بھی وہ جو قوم اور ملک کی طرف سے مدافعت کرتے ہوئے فریضہ جہاد ادا کر رہا ہے، اور وہ تھا بھی ان کا پڑوسی، مگر سیدنا داود علیہ السلام ہیں کہ ان پر اس نہایت خوب صورت عورت کا عشق سوار ہو گیا ہے اور جب تک لوگوں کو بھیج کر اس عورت کو اپنے پاس بلوا نہیں لیتے اور اس سے صحبت کر کے حاملہ نہ کر دیں انہیں چین نہیں آتا اور پھر جب وہ حاملہ ہو جاتی ہے تو سیدنا داود علیہ السلام کو یہ پیغام بھیجتی ہے کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں، اس کا مطلب بظاہر یہی ہو گا کہ خاوند تو عرصہ سے گھر میں ہے نہیں، اور میں اس کی غیر حاضری میں حاملہ ہو گئی ہوں، اب یہ حمل کوئی مداری کا دھاگہ تو ہے نہیں کہ جو چُر رائیٹ کر کے غائب ہو جائے، اس لیے مجھے کوئی صورت بتائیں کہ میں خاوند اور لوگوں کے سامنے کس طرح سرخ رو ہو سکتی ہوں، اور کیوں کر ان میں یہ اعتماد اور باور پیدا کر سکتی ہوں کہ مجھے حمل نہیں، اور اگر ہے تو خاوند کا ہے، سیدنا داود علیہ السلام بھی آخر بادشاہ تھے انہوں نے اپنے رقیب حتی اوریاہ کو ایسے مورچہ پر بھیج کر قتل کروا دیا جہاں سے اس کا زندہ اور صحیح وسالم واپس آنا عالم اسباب میں بالکل محال تھا[1] پھر کیا تھا سیدنا داود علیہ السلام اور بت سبع کے مزے تھے چنانچہ اس عورت نے لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لیے اپنے شوہر کا کچھ ماتم بھی کیا اور پھر سیدنا داود علیہ السلام کی بیوی بنی، چنانچہ حتی اوریاہ کے قتل کی پوری دل خراش داستان کے بعد لکھا:

''سو تو نے کیوں خداوند کی بات کی تحقیر کر کے اس کے حضور بدی کی؟ تو نے حتی اوریاہ کو تلوار سے مارا اور اس کی بیوی لے لی تا کہ وہ تیری بیوی بنے اور اس کو بنی عمون کی تلوار سے قتل کروایا۔''

[بائبل، پرانا عہد نامہ: ۳۰۴، سموئیل ۲، باب ۱۲: ۹-۱۰]

مفسر ابن جریر نے اسے سدی کے سند سے نقل کیا ہے، جب کہ سدی، جس کا نام محمد بن مروان بن

---

(۱) جیسا کہ سموئیل ۲، باب ۱۱: ۱۵-۱۶ سے معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن اسماعیل ہے، جھوٹ بولنے سے مُتَّھَمُ [بدنام] ہے۔

[تقریب التھذیب:۵۳۵، ترجمہ:۶۲۸۴]

اس لیے اُس کی روایت نا قابل اعتبار اور متروک ہے۔ اور اس کے بل بوتے پر سیدنا داوٗد علیہ السلام تو درکنار کسی معمولی انسان کو بھی کسی معمولی جرم کا مرتکب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: قد ذکر المفسرون ھھنا قصةً أکثرھا مأخوذٌ من الإسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم ﷺ حدیثٌ یجب اِتّباعه. [تفسیر ابن کثیر ۱۲:۸۱-۸۲]

''مفسرین نے یہاں ایک قصہ نقل کیا ہے، جس کا زیادہ تر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں نبی معصوم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جس کی اتباع لازم ہو۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں

سورۂ ص ۳۸:۳۴ کی تفسیر میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ایسی چیزیں نقل کی ہیں جن کی تردید کرنے کی نیت سے بھی نقل کرنا طبعِ سلیم کو گوارا نہیں، جیسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا قصہ اور شیطان کا نعوذُ باللہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی شکل میں آنا وغیرہ۔

[تفسیر ابن جریر ۱۰:۵۸۱-۵۸۲، نص:۲۹۹۰۰]

جن لوگوں کو شانِ نبوت اور مقام سلیمانی کا ادنی سا بھی علم ہے، وہ ان خرافات کی تصدیق نہیں کر سکتے، چنانچہ امام ابن حیان لکھتے ہیں: إنّما ھذه مقالة مسترقةٌ من زَنادِقَةِ السوفسطائیة.

[البحر المحیط ۷:۳۹۷]

''یہ مقالہ زنادقہ (۱) اور سوفسطائیۃ (۲) سے سرقہ ہوکر [مسلمانوں میں رواج پا گیا ہے۔]''

اس بارے میں کچھ مفسرین نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے یہ گندی بات لکھی ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: إسناده إلی ابن عباس رضی اللہ عنہ قويٌّ،

(۱) زَنادِقہ: زِندیق کی جمع ہے۔ بے دین شخص کو کہا جاتا ہے۔

(۲) Sophist کی طرف منسوب ہے۔ مغالط، فلسفی اور مفکر کو کہتے ہیں۔ [Al Mawrid:879]
وہ گروہ ہے جو حسیات اور بدیہیات کا منکر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولكن الظاهر أنه إنما تلقّاهُ ابن عباس رضي الله عنه -إنْ صحَّ- من أهل الكتاب، وفيهم طائفةٌ لا يعتقدون نبوة سليمان عليه السلام فالظاهر أنهم يكذبون عليه. [تفسیر ابن کثیر ۱۲: ۹۴]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تک اس کی سند بظاہر قوی تو ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اُنہوں نے یہ کہانی اہل کتاب ہی سے ماخوذ ہے، اور اہلِ کتاب میں ایک گروہ ایسا ہے جو سیدنا سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا قائل ہی نہیں، اس لیے ظاہر ہے کہ وہ اُن کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔''

سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا واقعہ تفسیر ابن جریر میں

امام ابن جریر وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ [سورۃ الاحزاب ۳۳: ۳۷] کے تحت لکھتے ہیں:

كان النبي ﷺ قد زَوَّجَ زيد بن حارثة زينب بنت جحش، ابنة عمته، فخرج رسول الله ﷺ يومًا يريده، وعلى الباب سترٌ من شَعرٍ فرفعت الريحُ السترَ فانكشف وهي في حجرتها حاسرة فوقع إعجابها في قلب النبي ﷺ.......

[تفسیر ابن جریر ۱۰: ۳۰۲، نص: ۲۸۵۱۹، تاریخ الطبری ۲: ۲۳۱، واقعات: ۵ ہجری]

''نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے ملنے اُن کے گھر گئے، وہ گھر پر موجود نہیں تھے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اُس وقت کپڑے تبدیل کر رہی تھیں۔ گھر کے دروازہ پر بالوں سے بنی ہوئی چادر تنی ہوئی تھی، ہوا چلی، جس نے چادر کو اُٹھا لیا اور نبی کریم ﷺ کی نظر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر اسی حالت میں پڑی۔ نبی اکرم ﷺ کے دل میں اُن کی صورت کُھب گئی جس کی وجہ سے وہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے دل سے اتر گئیں، اس کے بعد سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر زینب آپ کو پسند آ گئی ہوں تو میں اُنہیں طلاق دے دوں۔''

اس قسم کی روایتیں ہیں جو مستشرقین کا مایہ اِسناد ہیں، امام ابن جریر نے تاریخ میں اس واقعہ کو حُدِّثْتُ عن محمد بن عمر کے الفاظ میں نقل کی ہے، جس میں دو خامیاں ہیں۔ پہلی یہ کہ یہ روایت اُنہوں نے محمد بن عمر سے خود نہیں سنی بلکہ کسی اور نے محمد بن عمر سے سن کر امام ابن جریر کو سُنائی۔ جس کا نام اُنہوں نے نہیں لیا، کہ معلوم ہو سکے کہ یہ شخص کیسے تھا۔ ثقہ تھا، یا غیر ثقہ؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری یہ کہ محمد بن عمر جس ہستی کا نام ہے۔ لوگ اُسے واقدی (۱) کے نام سے جانتے ہیں' جو کذاب تھا۔

امام ابن جریر اسے راوی یونس بن عبدالاعلی صدفی سے نقل کرتے ہیں' جو سب کے نزدیک ثقہ ہیں اُن کا استاذ عبداللہ بن وہب بن مسلم قُرشی فہری ہیں' جو بھی ثقہ ہیں' البتہ اُن کے استاذ ابن زید [عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم] ہیں۔ [تہذیب الکمال ۱۶: ۲۷۷-۲۸۲]

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں محدثین کچھ اچھی رائے نہیں رکھتے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے والد سے یہ روایت سنی ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی؟ کہنے لگا: ہاں!۔ [میزان الاعتدال ۲: ۵٦۵]

امام حاکم فرماتے ہیں: رَوَى عَنْ أَبِيهِ أَحَادِيثَ مَوضُوعَةً 'لَايَخْفَى عَلَى مَنْ تَأَمَّلَهَا مِن أَهلِ الصُّنْعَةِ أَنَّ الحَمْلَ فِيهَا عَلَيهِ. [المَدخل الى الصحيح: ۱: ۱۷۱' ترجمہ: ۹۸]

''اس نے اپنے باپ کے نام سے موضوع احادیث نقل کی ہیں' اور اس فن کے جاننے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اس کی ساری ذمہ داری عبدالرحمٰن ہی پر ہے۔''

پھر یہ بھی ہے کہ عبدالرحمٰن آگے کا سلسلہ نہیں بتاتے' اس لیے اصولی طور پر یہ روایت منقطع ہوئی جو مردود ہوتی ہے' اس لیے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ذكر ابن أبي حاتم وابن جرير هاهنا آثاراً عن بعض السلف أحببنا أن نعرض عنها صفحاً لعدم صحتها. [تفسیر ابن کثیر ۱۱: ۱۷۱]

''ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بعض اسلاف کے زبانی یہاں کچھ آثار نقل کیے ہیں' جس کو ہم نے اس وجہ سے بیان نہیں کیا کہ وہ صحیح نہیں ہیں۔''

---

(۱) امام شافعی واقدی کے بارے میں فرماتے ہیں: اُن کی ساری کتابیں جھوٹی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اُنہیں کذاب کہتے ہیں۔ اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ امام نسائی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پر وضع حدیث کے معاملہ میں چار بندے زیادہ مشہور ہیں: مدینہ منورہ میں ابن ابی یحییٰ' بغداد میں واقدی' خراسان میں مقاتل اور شام میں محمد بن سعید۔ حافظ ابوزرعۃ فرماتے ہیں: لوگوں نے واقدی سے روایت لینا چھوڑ دیا ہے۔ میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں: اصحاب کتب ستہ نے اُن کی روایت نہیں لی۔ صرف ابن ماجۃ نے اُن کی ایک روایت نقل کی ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۹: ۴٦۲-۴٦۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر القرآن= تفسیر ابن المنذر

ابن المنذر کا نام محمد بن ابراہیم بن المنذر ابو بکر النیسابوری ہے۔ ثقہ محدث' بڑے فقیہ اور مجتہد و مفسر تھے۔ ۲۴۲ھ = ۸۵۶ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ مکہ معظمہ میں رہائش تھی اور وہاں شیخ الحرم تھے۔ اکثر مؤرخین نے اُن کی تعریف و توثیق کی ہے جب کہ کچھ مؤرخین نے اُن پر اس لیے جرح کی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام شافعی کو ایسے آراء منسوب کیے ہیں جو اُن کی کتابوں میں موجود نہیں۔ اختلاف العلماء سے متعلق کئی کتابیں لکھیں۔ تعصب سے خالی تھے اور جن کے پاس دلیل ہوتی اُن کی بات کو تسلیم کرتے۔ کسی خاص مذہب کے پابند نہیں تھے مگر اس کے باوجود انہیں شافعی المسلک کہا جاتا ہے۔ ۳۱۹ھ = ۹۳۱ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

[تذکرۃ الحفاظ ۳: ۷۸۲' الاعلام ۵: ۲۹۴]

امام نووی لکھتے ہیں: وله المصنفاتُ المهمةُ النافعةُ في الإجماع والخلاف......وله من التَّحقيق في كتبه مالايُقاربهُ أحدٌ' وهوفي نهايةٍمن التمكن في معرفة صحيح الحديث وضعيفه......ثم له من التحقيق مالايدانا فيه' وهواعتماده ما دلَّت عليه السنةالصحيحة عموماً أو خصوصاً بلا معارضٍ' فيذكرمذاهب العلماء ثم يقول في أحد المذاهب: وبهذاأقول' ولايقول ذلك إلّا فيما كانت صفته كما ذكرته' و قد يذكردليله في بعض المواضع' ولا يلتزم التَّقيُّد في الإختيار بمذهب أحدٍ بعينه' ولا يتعصَّبُ لأحدٍ' ولا على أحدٍ على عادةِ أهل الخلاف' بل يدورُمع ظهورالدليل و دلالة السنة الصحيحة' ويقولُ بها مع مَن كانت' ومع هذا فهوعند أصحابنا معدودٌ من أصحاب الشافعي.

[تہذیب الاسماء واللغات ۱: ۶۳]

''انہوں نے اِجماع اور اختلافی مسائل میں کئی اہم اور مفید کتابیں لکھی ہیں۔......اُن کی بعض کتابیں ایسی محقق ہیں جو بالکل بے مثال ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان کا بڑا ملکہ حاصل ہے۔......پھر اُن جیسی تحقیق کوئی اور نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ عام اور خاص حالات میں کسی بلا معارض سنت صحیحہ کی مخالفت نہیں کرتے۔ وہ علماء کے مذاہب ذکر کرتے چلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں اور پھر کسی ایک مذہب کے بارے میں اپنی رائے لکھتے ہیں کہ یہی میری رائے بھی ہے ایسا وہ بلا معارضِ سنت صحیحہ کی موجودگی کے وقت کہتے ہیں۔ بسا اوقات اپنی رائے کے لیے دلیل بھی لکھتے ہیں۔ کسی ایک مذہب کی پابندی کے قائل نہیں۔ کسی کی رائے سے تعصب نہیں رکھتے جیسا کہ عام اختلاف رکھنے والوں میں آپس میں ہوتا ہے۔ اپنی رائے کے بارے میں بھی تعصب نہیں رکھتے بلکہ ظہورِ دلیل اور سنت صحیحہ کی دلالت کے ساتھ گھومتے ہیں اور سنت صحیحہ جس کسی کے پاس ہو اُس کے قول کو قبول کر لیتے ہیں اور اس کے باوجود ہمارے علماء کے نزدیک اُن کا شمار امام شافعی کے پیروکاروں میں ہوتا ہے۔''

امام ابن المنذر رنے اپنی تفسیر کا تذکرہ اپنی دوسری کتاب الأوسط من السُّنن والإجماع و الإختلاف میں کئی مقامات پر کیا ہے' مثلاً لکھتے ہیں کہ:

-وقد احتجَّ غيرواحد من أهل العلم في التيمم على الجُنُبِ بقوله:وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ کان معناه:لايقرب الصلاة جنبٌ إلّا أن يكونَ عابرسبيلٍ مسافراً لا يجد الماء' فَيَتَيَمَّم ويُصَلِّي.ورويـنـا معنى هذاالقول عن علي'وابن عباس'ومجاهد'وابن جبير'وابن الحكم'والحسن بن مسلم بن نياف'وقتادة'وقد ذكرتُ أسانيدها في كتاب التفسير.

[الاوسط۲:۳۲'بذیل مسئلہ:۵۰۶]

''کچھ اہل علم نے آیت کریمہ:وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ [سورۃالنساء۴:۴۳] سے جُنُبی شخص کے لیے تیمّم کرنے پر استدلال کیا ہے اور اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ کوئی جُنُبی نماز کے قریب نہیں جائے گا مگر اس صورت میں کہ وہ مسافر ہو اور اُس کے پاس پانی نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ تیمّم کر کے نماز پڑھے گا۔ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں سیدنا علی' سیدنا ابن عباس' مجاہد' ابن جبیر' ابن الحکم' الحسن بن مسلم بن نیاف اور قتادہ سے اسے باسند لکھا ہے۔''

- آیت کریمہ:وَسَبِّحْ بِحَمْدِرَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا[سورۃطٰہٰ۲۰:۱۳۰]اور اس مضمون کی دیگر آیات کی وضاحت میں لکھتے ہیں:قدذكرتُ تمام تفسيرهذه الآيات وغيرها ممايدخل في مواقيت الصلوات في كتاب التفسير.[الاوسط۳:۱۵'بذیل مسئلہ:۹۳۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے اس قسم کی دیگر آیات کی تفسیر جو مواقیت الصلاۃ کی ذیل میں آتی ہیں اپنی تفسیر کی کتاب میں لکھی ہیں۔''

- آیت کریمہ: وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ [سورۃ البقرۃ ۲:۲۳۸] کی وضاحت کرتے کرتے لکھتے ہیں: وقد ذكرتُ اختلاف أهل العلم في معنى هذه الآيةِ في كتاب التفسير.

[الاوسط ۳:۲۰۹' بذیل مسئلہ: ۱۵۵۸]

''میں نے اس آیت کی تفسیر میں اہل علم کا اختلاف تفسیر کی کتاب میں ذکر کیا ہے۔''

- آیت کریمہ: اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى [سورۃ اللیل ۹۲:۴] کی تفسیر میں سعی کی تفسیر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: وقد روينا عن غير واحدٍ أخباراً تدلُّ على هذا المعنى'هي مذكورةٌ في كتاب التفسير. [الاوسط ۴:۶۰' بذیل مسئلہ: ۱۷۷۹]

''ہم نے اس آیت کی تفسیر میں بہت سے علماء کے مختلف اقوال کتاب التفسیر میں ذکر کی ہیں۔''

اس آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے لیکن اب تک اس کی صرف دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں جو سورۃ النساء تک کی تفسیر پر مشتمل ہیں۔ اسے دار المآثر مدینہ منورہ نے سعد بن محمد السعد کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۲ء میں شائع کیا ہے۔ اس کا اندازِ تفسیر بالکل امام طبری اور امام ابن ابی حاتم جیسا ہے۔

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ: ولابن المنذر "تفسير" كبيرٌ في بضعة عشر مجلداً' يقضي له بالإمامة في علم التأويل. [سیر اعلام النبلاء ۱۴:۴۹۲]

''ابن المنذر کی ایک بڑی تفسیر ہے جس کی کچھ اوپر دس جلدیں ہیں جو علم تاویل و تفسیر میں اُن کی امامت کی دلیل ہے۔''

تفسیر ابن ابی حاتم = تفسير القرآن العظيم

ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد ابو حاتم بن ادریس بن المنذر تمیمی حنظلی رازی کی تصنیف ہے۔ ان کا شمار بڑے حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ ۲۴۰ھ = ۸۵۴ء کو پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ ''رے'' میں ''درب حنظلة'' میں رہائش پذیر تھے۔ ان گنت مفید کتابیں لکھیں۔ ۳۲۷ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= ۹۳۸ء کو وفات پا گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ۳:۸۲۹'ت:۸۱۲'الاعلام ۳:۳۲۴]

امام خلیلی لکھتے ہیں: أخذ علم أبيه و أبي زرعة ' و كان بحراً في العلوم و معرفةِ الرجال' و الحديث الصحيح من السقيم' وله من التصانيف ما أشهر من أن يوصف.

[الارشاد فی علماء الحدیث:۶۸۳'ترجمہ:۴۴۵]

''انہوں نے اپنے والد اور حافظ ابوزرعہ کا علم حاصل کیا۔ علوم' معرفتِ رجال اور صحیح و سقیم احادیث کی پہچان میں ایک دریا کی مانند تھے۔ اُن کی اَن گنت مشہور تصانیف ہیں۔''

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: كتابه في الجرح و التعديل يقضي له بالرُّتبةِ المنيفةِ في الحفظ' و كتابه في التفسير عدة مجلدات ' و له مصنَّفٌ كبير في الرد على الجهمية يَدُلُّ على إمامته. [تذکرۃ الحفاظ۳:۸۳۰]

''اُن کی جرح و تعدیل میں لکھی ہوئی کتاب اُن کے قوی الحافظہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ کئی جلدوں پر مشتمل اُن کی ایک تفسیر بھی ہے۔ انہوں نے جہمیہ (۱) کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے جو اُن کے امام ہونے کی دلیل ہے۔''

اور حافظ سیوطی لکھتے ہیں: و مِن تصانيفه ''التفسير المسنَد'' اثنا عشر مُجلّداً اَلْخَصْتُهُ في تفسيري. [طبقات المفسرین:۶۳'ت:۵۲]

''اُن کی تصانیف میں ایک ''اَلتَّفْسِیْرُ الْمُسْنَدُ'' بھی ہے، جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ میں نے اپنی تفسیر [الدُّرُّالْمَنْثُوْرُ] میں اس کا خلاصہ نقل کیا ہے۔''

---

(۱) جہم بن صفوان ابومحرز کے پیروکار' جن کا ذکر الحارث بن سریج ''صاحب الرایۃ السوداء'' کالے جھنڈے والے کے کاتب کے طور پر آتا ہے' جس نے بنو اُمیہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور ۱۱۶ھ=۷۳۴ء سے ۱۲۸ھ=۷۴۵'۷۴۶ء تک مشرقی خراسان کے ایک حصے کا۔ کچھ عرصہ ترکوں کے اشتراک میں فرماں روا بھی رہا ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے۔ جنت اور جہنم دونوں فنا ہوں گے۔ ایمان صرف معرفت الٰہی اور کفر صرف جہل کا نام ہے۔ انسانوں کو ان کے اعمال کی نسبت مجازاً ہوتی ہے۔ جس طرح چکی چلانے والا انسان' مگر چکی مجبور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم تجرباتی ہے۔ قدیم نہیں۔ اہل سنت والجماعت نے اسے کافر قرار دیا ہے۔

[الفرق بین الفرق:۲۱۲- اُردو دائرہ معارف اسلامیہ۷:۵۵۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن ابی حاتم نے اپنی اس تفسیر لکھنے کی وجہ اس طرح بیان کی ہے کہ: سألني جماعةٌ مِّن إخواني إخراج تفسير القرآن مختصراً بأصح الأسانيد وحذف الطرق والشواهد...... فتحرَّيتُ إخراج ذلك بأصح الأخبار إسناداً وأشبهها متناً. [تفسیر ابن ابی حاتم ۱:۱۴]

''مجھ سے کچھ دوستوں نے ایک ایسی مختصر تفسیر لکھنے کی درخواست کی جس کی اسانید صحیح ترین ہوں اور اس کے شواہد وطرق حذف کر دی جائیں، میں نے صحیح ترین روایات جمع کرنے کی کوشش کی۔''

پوری تفسیر پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا کرنے میں کس حد تک کامیاب رہے ہیں۔

آیت کریمہ: وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ [سورۃ البقرۃ ۲:۷] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أخبرنا محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن عطية العوفي فيما كتبَ إليَّ حدَّثني عمي الحسين، عن أبيه عن جده، عن ابن عباس. [تفسیر ابن ابی حاتم ۱:۴۱-۴۲، برقم:۱۰۰]

حالانکہ اس سند کے ساری راوی شدید ضعیف ہیں:

– اس روایت کا پہلا راوی محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن عطیۃ العوفی ہے، جس کے بارے میں خطیب بغدادی فرماتے ہیں: كان ليناً في الحديث. [تاریخ بغداد ۵:۳۲۲-۳۲۳]

''حدیث کے معاملے میں سست تھا۔''

– دوسرا راوی سعد بن محمد بن الحسن بن عطیۃ العوفی ہے۔ امام اثرم فرماتے ہیں: میں نے ایک بار امام احمد بن محمد بن حنبل سے کہا: آج ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ سعد کی روایات لکھا کرو کیونکہ وہ نہایت ثقہ ہے۔ امام احمد نے اسے بہت بڑی بات جانا اور فرمایا: لا إله إلا الله، سبحٰن الله، ذاك جهمي، ولو لم يكن هذا أيضاً لم يكن ممن يستأهل أن يكتب عنه ولا كان موضعاً لذلك. [تاریخ بغداد ۹:۱۲۶]

''سعد تو جہمی ہے اور اگر وہ جہمی نہ بھی ہوتے تب بھی اس کے اہل اور مستحق نہیں تھے کہ اس کی روایت لکھی جائے۔''

– تیسرا راوی حسین بن حسن بن عطیہ عوفی ہے جسے امام یحییٰ بن معین ضعیف کہتے ہیں۔ [الکامل فی الضعفاء ۳:۲۲۷، میزان الاعتدال ۱:۵۳۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حبان لکھتے ہیں: یروي الأشياء لا يتابع عليها' لا يجوز الاحتجاج بخبره.
[المجروحین ۱:۲۴۶]

''کچھ اشیاء روایت کرتا ہے جس میں اس کا تابع موجود نہیں ہوتا' اس کی روایات سے احتجاج و استدلال درست نہیں۔''

-اس کا چوتھا راوی حسن بن عطیۃ بن سعد ہے جس کے متعلق امام ابو حاتم فرماتے ہیں: حدیث کے سلسلے میں ضعیف تھا۔ [الجرح والتعدیل ۳:۲۶]

امام بخاری فرماتے ہیں: کچھ بھی نہیں ہے۔ [التاریخ الکبیر ۲:۳۰۱]

تفسیر ابن ابی حاتم چودہ جلدوں میں اسعد محمد الطیب کی برائے نام تحقیق کے ساتھ المکتبۃ العصریۃ بیروت سے ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء میں چھپ چکی ہے۔

تفسیر السَّمَرقَندي = بحر العلوم

فقیہ ابو اللیث سمرقندی قرآن مجید کی تفسیر صحابہ کرام ؓ' تابعین عظام اور اَتباع تابعین کے اَقوال و آثار کی مدد سے کرتے ہیں' مگر روایات ذکر کرتے وقت وہ سند بہت کم بیان کرتے ہیں۔ حدیث نقل کرتے وقت صحت کا التزام نہیں کرتے اس لیے حافظ ذہبی نے لکھا ہے:

وَتَرُوجُ عليهِ الأحاديثُ الموضوعةُ. [سیر اعلام النبلاء ۱۶:۳۲۳' ت:۲۳۰]

''اُن سے موضوع احادیث رواج پاتی ہیں۔''

مفسر علام نے مقدمہ میں علم تفسیر کی فضیلت واہمیت واضح کی ہے اور علماءِ سلف کی روایات اور اقوال کو دلیل و برہان کے طور پر پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ: أنَّ طلب تفسيره وتأويله واجبٌ ولكن لا يجوز لأحدٍ أن يفسر القرآن برأيه من ذات نفسه' ما لم يتعلم أو يعرف وجوه اللغة وأحوال التنزيل. [بحر العلوم ۱:۳۵]

''قرآن مجید کی تفسیر وتأویل کا علم واجب ہے لیکن جو شخص وجوہِ لغت اور اَحوالِ تنزیل سے کماحقہ آگاہ نہ ہو اس کے لیے قرآن کی تفسیر کرنا جائز نہیں۔''

آگے اُنہوں نے اپنی سند کے ساتھ سلف صالحین کی روایات نقل کی ہیں کہ تفسیر بالرائی حرام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تفسیر کی اہم خصوصیات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

[۱] تفسیر القرآن بالقرآن: مفسر علام اکثر و بیشتر تفسیر القرآن بالقرآن کرتے ہیں، مثلاً:

-غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ [سورۃ الفاتحۃ ۱:۷] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

مفسرین کا اجماع ہے کہ اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود اور الضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں اس پر انہوں نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ یہود و نصاریٰ کیوں مراد ہیں؟ اس سوال کا جواب وہ یوں دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں یہود کے بارے میں سورۃ البقرۃ ۲:۹۰ میں فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ اور نصاریٰ کے بارے میں سورۃ المائدۃ ۵:۷۷ میں وارد ہے کہ: ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ. [بحر العلوم ۱:۴۴]

-یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَکُمْ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ. [سورۃ المائدۃ ۵:۱]

"اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان پورے کرو۔ تمہارے لیے اَنعام کی قسم کے تمام چوپائے حلال ٹھہرائے گئے، بجز اُن کے جن کا حکم تم کو پڑھ کر سنایا جائے گا۔"

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ کی تفسیر آگے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ میں ہے۔ [بحر العلوم ۱:۳۸۹]

[۲] تفسیر القرآن بالحدیث: اس کی بھی اَن گنت مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، مثلاً:

- آیت کریمہ: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ [سورۃ الانفال ۸:۶۰] کے تحت لکھتے ہیں:

روى عقبة بن عامر أنّ النبي ﷺ قرأ على المنبر: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ قال: ألا إنّ القُوَّةَ الرَّمْيُ ثلاثاً(۱). [بحر العلوم ۲:۲۹]

"سیدنا عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے آیت کریمہ: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ منبر پر پڑھی، پھر تین بار فرمایا: خبردار! تیر اندازی ہی قوت ہے۔"

- سورۃ الکوثر کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت لکھتے ہیں کہ:

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ [۳۳] باب فضل الرمی والحث علیہ [۵۲] حدیث: ۱۶۷-[۱۹۱۷]، سنن ابی داود، کتاب الجہاد [۹] باب الرمی [۲۴] حدیث: ۲۵۱۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکوثرُ نهرٌفي الجنةِ‘ حافتاهُ الذهبُ‘ و مَجراهُ علی الدُّرِ و الیاقوت‘ ماؤہُ أشدُّ بیاضاً من اللبنِ‘ و أحلَی من العسلِ‘ تُربَتُه أطیبُ من المِسك (۱). [بحر العلوم ۳:۶۰۱]

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے‘ اس کے کنارے سونے کے ہیں‘ وہ یاقوت اور موتیوں پر بہتی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید‘ شہد سے زیادہ میٹھا اور اس کی مٹی کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔''

اور سیدنا انس ﷺ کی مرفوع روایت لکھتے ہیں: بَینَما أنا أسِیرُ في الجَنَّةِ فإذا بِنَهرٍ حافَتاهُ من اللُّؤلُؤِ المُجَوَّفِ یعني: الخِیامُ‘ قلتُ : ما هذا یاجبرئیلُ! فقال هذا الکوثرالذي أعطاكَ ربُّكَ (۲). [بحر العلوم ۳:۶۰۱]

''میں جنت کی سیر کرتے کرتے ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خول دار موتیوں کے خیمے بنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ کوثر ہے جو آپ کو آپ کے رب نے دیا ہے۔''

[۳] تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ: اس کی بھی اَن گنت مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں‘ مثلاً:

- آیت کریمہ: وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی. [سورۃ النساء ۴:۳] کی تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے لکھتے ہیں: کان الناس یتزوجون الیتامی و لایعدلون بینهن‘ ولم یکن لهن أحدٌ یخاصم عنهن‘ فنهاهم الله عن ذلك فقال : وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی. [بحر العلوم ۱:۳۰۵]

''لوگ یتیموں کے ساتھ نکاح کر کے اُن کے درمیان عدل قائم نہیں کرتے تھے اس لیے کہ اُن کی طرف سے کوئی حق مانگنے والا نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں یتیموں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر کے فرمایا: وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی.''

اسی طرح مفسر نے تابعین اور اَتباع تابعین کے تفسیری اَقوال سے بھی استفادہ کر کے جابجا اُن کے نام کی تصریح کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

---

(۱) سنن ترمذی‘ کتاب تفسیر القرآن [۴۸] تفسیر سورۃ الکوثر [۸۹] حدیث: ۳۳۶۱.

(۲) صحیح بخاری‘ کتاب الرقاق [۸۱] باب فی الحوض [۵۳] حدیث: ۶۵۸۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۴]قراءات: فقیہ ابواللیث مختلف قراءاتِ قرآنی کا تذکرہ بھی کرتے ہیں' مثلاً آیت کریمہ:

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ[سورۃ الفاتحہ۱:۳] کے تحت مختلف قراءات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا.[سورۃ سبا۳۴:۱۹] کے تحت لکھتے ہیں کہ:

ابن کثیر (۱) اور ابوعمرو الدانی نے بَعِّدْ یعنی بغیر الف کے عین کے شد کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی قاریوں نے الف کے ساتھ بٰعِدْ پڑھا ہے۔اس میں یہ دو لغت ہیں: بَعِّدْ اور بٰعِدْ اور یعقوب حضرمی بصری (۲) نے رَبُّنَا اور بٰعَدَ ''ب'' کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔اس صورت میں یہ خبر کے معنیٰ میں ہوگا۔[بحر العلوم۳:۸۲]

اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[سورۃ فاطر۳۵:۲۸] کے تحت لکھتے ہیں: لأنّ العلماء یعلمون خلق اللّٰه و یتفکّرون في خلقه' و یعلمون ثوابه و عقابه فیخشونه' ویعملون بالطاعةِ طمعاً لثوابه'ویمتنعون عن المعاصي خشیة عقابه......فیها تقدیمٌ.

[بحر العلوم۳:۹۹]

''علماء اس لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ وہ مخلوقات کا علم رکھتے ہیں تو اُن میں غور وفکر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ثواب و عقاب کا علم رکھتے ہیں اس لیے اُس سے ڈرتے ہیں۔ثواب کی امید میں طاعات پر عمل کرتے ہیں اور عذاب کے ڈر سے معاصی سے اجتناب کرتے ہیں۔اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔[یعنی: اِنَّمَا یَخْشَی الْعُلَمٰٓؤُا اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ]۔''

---

(۱) عبداللہ بن کثیر الداری' المکی' ابومعبد۔قرائے سبعہ میں سے تھے۔۴۵ھ=۶۶۵ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے فارسی الاصل تھے۔عطر فروش تھے۔ان کی زبان میں عطر فروش کو ''داری'' کہتے ہیں اس لیے ''داری'' کہلائے۔ ۱۲۰ھ=۷۳۸ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔[معرفۃ القراء الکبار۱:۹۷' ترجمہ:۳۷' الاعلام۴:۱۱۵]

(۲) یعقوب بن اسحاق بن زید الحضرمی البصری ابو محمد۔دس مشہور قاریوں میں سے ہیں۔۱۱۷ھ=۷۳۵ء کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔اپنے زمانے میں بصرہ میں قراءت کے امام تھے۔عربیت و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ ۲۰۵ھ=۸۲۱ء کو وفات پائی۔[غایۃ النہایۃ۲:۳۸۶' الاعلام۸:۱۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیلیات اور تفسیر بحر العلوم

اسرائیلیات، اسرائیلیۃ کی جمع ہے۔ عمومی طور پر اسرائیلیات کو موضوعات و مکذوبات کا درجہ دیا جاتا ہے جب کہ اصل میں اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں:

۱- جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہوں' جیسے غار والوں کا قصہ' جس کا ذکر امام بخاری نے [صحیح بخاری' کتاب الاجارۃ [۳۷] باب من استاجر أجیر أفترك أجره [۱۲] حدیث:۲۲۷۲ میں] کیا ہے۔
اس قسم کی روایتیں قابلِ قبول اور قابلِ استناد ہیں۔

۲- ایسی اسرائیلی روایات جو قرآن و حدیث کے صریح نصوص اور امت کے مسلمہ عقائد کے خلاف ہو جیسے مفسرین نے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا [سورۃ یوسف۱۲:۲۴] کی ایک تفسیر یہ نقل کی ہے کہ: أمّا هَمُّها به فاستلقت له' وأمّا همه بهافإنه قعد بين رِجليها و نزع ثيابه.

[تفسیر ابن جریر ۷:۱۸۲' نص:۱۹۰۳۶]

''عورت نے یہ قوی عزم کیا کہ اُن کے سامنے لیٹ گئی اور اُنہوں نے قوی عزم یہ کیا کہ اُس کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے اُتار دیے۔''

محقق مفسرین نے امام ابن جریر کی اس تفسیر کو قبول نہیں کیا چنانچہ امام قرطبی لکھتے ہیں: أمّا یوسف علیه السلام فَهَمَّ بها لولا أن رای برهان ربه' و لكن لمّا رأى البرهان ماهَمَّ. هذا لوجوب العصمة للأنبياء' قال أبو عبيدة: هذا على التقديم و التأخير' كأنه أراد: ولقد هَمَّتْ به' و لولا أن راى برهان ربه لَهَمَّ بها. [تفسیر القرطبی ۹:۱۴۲]

''انبیاء کرام علیہم السلام چونکہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں' اس لیے اس عبارت میں تقدیم و تاخیر کر کے معنی کیا جائے گا' جو اس طرح کا ہو گا کہ: اُس عورت نے تو اُس کا قصد کر ہی لیا تھا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اُنہوں نے اپنے رب کی واضح نشانی نہ دیکھ لی ہوتی اور چونکہ اُنہوں نے واضح نشانی دیکھ لی تھی اس لیے انہوں نے قصد ہی نہیں کیا۔''

۳- ایسی اسرائیلی روایات جن کا صدق و کذب ہمارے دین سے ثابت نہ ہو۔ ایسی روایات کے بارے میں حدیث میں وارِد ہے کہ: حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ. [صحیح بخاری' کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث الانبیاء [۶۰] باب ماذکر عن بنی اسرائیل [۵۰] حدیث:۳۴۶۱]

''بنی اسرائیل سے روایت نقل کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال مالك: المراد جواز التحدث عنهم بما كان من أمر حسنٍ، أمّا ما علم كذبه فلا، وقال الشافعي: من المعلوم أن النبي ﷺ لا يجيز التحدث بالكذب، فالمعنى: حدثوا عن بني إسرائيل بما لا تعلمون كذبه، وأمّا ما تجوزونه فلا حرج عليكم في التحدث به عنهم. [فتح الباری ۶:۴۹۸-۴۹۹]

''امام مالک نے فرمایا: کوئی اچھی بات اُن سے نقل کرنا درست ہے اور جس بات کے بارے میں علم ہو کہ جھوٹی ہے، سو یہ حدیث اس کے بارے میں اجازت نہیں دیتی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ جھوٹ بولنے کی اجازت قطعاً نہیں دے سکتے، پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ بنی اسرائیل سے وہ چیزیں نقل کیا کرو جس کا جھوٹا ہونا تمہیں ثابت نہیں اور جس کا جھوٹ ہونا ثابت ہو اسے نقل نہ کرو۔''

فقیہ ابو اللیث سمرقندی بھی دوسرے مفسرین کی طرح اسرائیلیات نقل کرتے ہیں مگر ان کے ضعف کی طرف اشارہ تک نہیں کرتے۔ اس کی چند ایک مثالیں یہ ہیں۔

[۱] آیت کریمہ: فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ [سورۃ البقرۃ ۲:۳۶] کے تحت لکھتے ہیں: لمّا رأى إبليس آدم في النعمة حَسَدَه واحتال لإخراجه منها فعرض نفسه على كل دابةٍ من دواب الجنّة أن يدخلها في صورتها فأبت عليه حتى أتى الحيَّة وكانت هي أحسن دابةٍ في الجنة خلقاً، وكانت لها أربعُ قوائم، فلم يزل يستدرجها حتى أطاعَتْهُ فدخل ما بين لحييها وأقام في رأسها، ثم أتى باب الجنة وناداهما. [بحر العلوم ۱:۷۱]

''ابلیس نے جب دیکھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں مزے کی زندگی گزار رہے ہیں تو اُن سے حسد کی اور اُنہیں جنت سے نکالنے کے لیے حیلے سوچنے لگا۔ اُس نے جنت کے سارے جانوروں سے بات کی کہ اُس کے جسم میں داخل ہو [کر جنت میں چلا جائے] لیکن کوئی ایک بھی راضی نہیں ہوا بالآخر وہ سانپ کے پاس آ گیا جو جنت کے سب جانوروں میں بہت ہی خوب صورت تھا اور اُس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چار پاؤں تھے۔ وہ اسے وقتاً فوقتاً منت سماجت کرتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اُس کی بات مان لی۔ شیطان اُس کے منہ میں داخل ہو گیا اور اُس کے سر میں بیٹھ گیا پھر جنت کے دروازے پر آ کر اُن دونوں کو آواز دی۔''

حالانکہ یہ ایک بے بنیاد اسرائیلی روایت ہے اور قطعاً اس لائق نہیں کہ تفسیر قرآن مجید میں اسے جگہ دی جائے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: مفسرین نے یہاں اسرائیلیات سے ماخوذ سانپ اور ابلیس کا قصہ نقل کیا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ۱:۲٦٦]

[۲] آیت کریمہ: وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۰۲] کی تفسیر میں ہاروت و ماروت کی وضعی اور من گھڑت کہانی لکھنے کے بعد لکھتے ہیں: إنّ المرأة تَعَلَّمَتْ منهما اسم اللّٰه الأعظم ' فصعدت إلى السّماءِ فمسخَهَا اللّٰه تعالى كوكباً ' و يُقال: هو الكوكب الذي يُقال له الزهرة. [بحر العلوم ۱:۱۰٦]

''اُس عورت نے اِن [ہاروت و ماروت] سے [منہ کالا کرنے کے بعد] اسم اعظم کو سیکھا تو آسمان پر چڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے مسخ کر کے اُس سے ستارہ بنا دیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ زہرہ ستارہ ہے۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: وأمّا مايذكره كثير من المفسرين في قصة هاروت وماروت مِن أنّ الزهرةَ كانت امرأةٌ فراوَدَاها على نفسها فأبَتْ إلّا أن يعلمّاها الإسم الأعظم فعَلَّمَاها فقالته فرفعت كوكباً إلى السّماءِ. فهذا أظُنُّهُ من وضع الإسرائيليين وإن كان قد أخرجه كعب الأحبار وتَلَقَّاهُ عنهُ طائفةٌ من السَّلَفِ فذكروهُ على سبيل الحكاية و التحديث عن بني إسرائيل. [البداية والنهاية ۱:۴۹]

''بہت سے مفسرین، ہاروت و ماروت کا جو واقعہ بیان کرتے ہیں کہ زہرہ نامی ایک عورت تھی اور ان دونوں ملائکہ نے اُس سے منہ کالا کرنے کی کوشش کی تو اس نے صرف ایک صورت میں ہامی بھر لی کہ وہ اسے اسم اعظم سکھائیں گے۔ انہوں نے اسے اسم اعظم سکھایا اور اسے پڑھنے کے بعد وہ آسمان پر ستارہ بن کر چلی گئی۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ اسے بعض اسرائیلیوں نے وضع کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ اسے بہت سے اسلاف نے علی سبیل الحکایۃ کعب الاحبار سے تحدیث عن بنی اسرائیل کے طور پر نقل کیا ہے۔“

الکشف و البیان= تفسیر الثعلبی

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نیسا بوری (۱)۔

ثعلبی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بتایا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب کیوں ترتیب دی: وإنّي مُذ فَارَقتُ المَهدَ إلى أن بَلَغتُ الأشُدَّ اختلفتُ إلى ثقات الناس و احتهدتُ في الاقتباس من هذا العلم من الدين أساسٌ و العلوم الشرعية الرأسُ......حتى رزقني الله تعالى- و له الحمدُ -من ذلك ما عرفتُ به الحقَّ من الباطلِ، و المفضولَ من الفاضلِ، و الصحيح من السقيم، و الحديث من القديم و البدعة من السُّنّةِ و الحُجّةُ من الشبهة.

[الکشف والبیان ۱:۷۳]

”میں عہدِ طفولیت سے اپنی جوانی تک ثقہ لوگوں کی خدمت میں حاضری دیتا رہا اور دینی علوم کے اساسی اور بنیادی علم ”تفسیر“ کے حصول کے لیے کوشاں رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس علم کے دروازے کھول دیے جس سے میں حق و باطل، ادنیٰ و اعلیٰ، صحیح و سقیم، جدید و قدیم، بدعت و سنت اور حجۃ و شبہہ میں فرق و تمیز کرنے کی سوجھ بوجھ حاصل ہوئی۔“

ان پر یہ چشم کشا حقائق منکشف ہوئے تو انہوں نے مفسرین کی چند قسمیں بتائیں:

۱- فرقةٌ منهم أهل البِدَع و الأهواء وفرقة المسالك و الآراء مثل البلخي و الجبائي و

(۱) یہ نسبت نیسابور کی طرف ہے جو خراسان کا خوب صورت ترین شہر ہے۔ سابور ذو الاکتاف [شاہ پور] جب اس علاقے سے گزرا تو یہاں کی آب و ہوا اُسے پسند آئی۔ النّي: القصبُ یعنی ”نے“ بانس کو کہتے ہیں، اس نے وہاں کے بانس کے جنگل کو صاف کرنے کا حکم دیا اور اسی جگہ شہر بسا لی اس لیے نیشا پور نام ٹھہرا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نجومیوں کے کہنے پر ملک سے چل پڑا۔ لوگ اُس کی تلاش میں اس جگہ آ گئے جہاں وہ روپوش ہوا تھا اور جب اُنہوں نے یہاں کے باشندوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو سب یک زبان ہو کر بولے: ”نیست سابور“ یعنی سابور یہاں پر نہیں ہے۔ اس کی شکل بگڑ کر ”نیسابور“ بنا۔ [الانساب ۱:۵۵۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأصفهاني و الرُّمَّاني ' و قد أمِرنا بمُجَانَبَتهم و تركِ مُخالَطَتِهم ' و نُهِيْنَا عن الإقتداء بأقوالهم و أفعالهم فاختاروا ممن تأخذون دينكم. [الکشف والبیان ۱:۷۴]

''ان میں سے ایک فرقہ اہل بدعت وہوا اور مسالک وآراء کا ہے جیسے بلخی (۱) جبائی (۲) اصفہانی (۳) اور رُمّانی وغیرہ حالانکہ ہمیں اُن سے دور رہنے اور ان کے ساتھ خلط ملط رہنے سے روکا گیا ہے اسی طرح ہمیں اُن کے اقوال وافعال قبول کرنے سے بھی منع کیا ہے اس لیے تم بھی سوچ لو کہ کس قسم کے لوگوں سے اپنا دین لیتے ہو۔''

۲:- و فرقةٌ ألّفُوا وقد أحسنوا غير أنّهُم خلطوا أباطيل المبتدعين بأقاويل السَّلف الصالحين مثل أبي بكر القفال و أبي حامد المقري' و هُمَا من الفقهاء الكبار و العلماء الخِيار' و لم يكن التفسير حرفتهم' و لا علم التأويل صنعتهم' و لكل عملٍ رجالٌ' و لكل مقامٍ مقالٌ. [الکشف والبیان ۱:۷۴]

''مفسرین کی وہ جماعت جنہوں نے بہت اچھا کام کیا مگر اُنہوں نے اہل بدعت کے نظریات کو

---

(۱) عبداللہ بن احمد بن محمود الکعبی البلخی الخراسانی ابوالقاسم۔ ۲۷۳ھ=۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ معتزلی تھے اور ان میں سے ''الکعبیۃ'' کے سرخیل تھے۔ بلخ سے تعلق تھا۔ طویل عرصہ تک بغداد میں رہے۔ ۳۱۹ھ=۹۳۱ء کو بلخ میں وفات پائی۔ [تاریخ بغداد ۹:۳۸۴' الاعلام ۴:۶۵]

(۲) محمد بن عبدالوہاب بن سلام بن خالد بن حُمران بن ابان الجُبائی ابوعلی۔ بصرہ کے ایک گاؤں ''جبی'' کی طرف منسوب ہونے سے جُبائی کہلائے۔ ۲۳۵ھ=۸۴۹ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں معتزلہ کے امام تھے اور اُن میں سے فرقہ جبائیہ کے بانی ہیں جو عام معتزلہ سے چند ایک مسائل میں منفرد ہے۔ بصرہ میں شہرت پائی۔ ۳۰۳ھ=۹۱۶ء کو وفات پا گئے۔ انہیں ''جبی'' میں دفن کیا گیا۔ انہوں نے علم الکلام کو ابو یوسف یعقوب بن عبداللہ الشحام البصری رئیس المعتزلہ سے حاصل کیا تھا۔ امام ابوالحسن اشعری کے استاذ رہے ہیں۔

[وفیات الاعیان ۴:۲۶۷' ت:۶۰۷' الاعلام ۶:۲۵۶]

(۳) محمد بن بحر اصفہانی' ابو مسلم۔ ۲۵۴ھ=۸۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ اصفہان سے تعلق تھا۔ معتزلی تھے۔ تفسیر اور دوسرے علوم کے ماہر عالم تھے۔ اصفہان اور فارس کے والی رہے ہیں۔ ۳۲۲ھ=۹۳۴ء کو وفات پائی۔

[معجم الادباء ۱۸:۳۵' الاعلام ۶:۵۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین کے اَقوال کے ساتھ گڈمڈ کردیا۔ مثلاً ابوبکر قفال [۱] اور ابوحامد المقری [۲] جو بڑے فقہاء اور بہترین علماء میں سے ہیں لیکن تفسیر ان کا فن اور علم تأویل اُن کا کام نہیں تھا جب کہ ہر عمل کے اپنے اپنے رِجال کار اور ہر مقام کا اپنا مقال ہوتا ہے۔''

۳: وفرقةٌ اقتصروا على الرُّواةِ والنقلِ دون الدراية والنقد مثل الشيخين أبي يعقوب ابن إبراهيم الحنظلي، و أبي إسحاق إبراهيم بن إسحاق الأنماطي، وَ بَيَّاعُ الدَّواءِ محتاجٌ إلى الأطباء. [الكشف والبيان ۱:۷۴]

---

(۱) محمد بن علی بن اسماعیل، شاشی، شافعی، القفال الکبیر، ماوراء النہر کے اپنے عہد کے امام اور فقیہ، محدث، مفسر، اصولی، لغوی اور شاعر تھے۔ وہاں شافعیوں میں ان کے پائے کا کوئی عالم نہ تھا انھوں نے ابن خزیمہ، ابن جریر اور ابن القاسم بغدادی سے سماع کیا۔ دلائل النبوۃ اور شرح الرسالۃ لکھی۔ ان کا تفسیر میں بار بار ذکر آتا ہے بخلاف قفال الصغیر مروزی کے جن کا فقہ میں بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ابوسہل صعلوکی نے ابوبکر قفال کی تفسیر سے حوالہ نقل کرتے ہوئے کہا تھا: قَدَّسَهُ مِنْ وَجهٍ وَدَنَّسَهُ مِنْ وَجهٍ أي: دَنَّسَهُ مِنْ جِهَةِ نُصْرَتِهِ للاِعْتِزَالِ. [سیر اعلام النبلاء ۱۶:۲۸۵، حافظ ذہبی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ=۱۹۹۰]

''ایک لحاظ سے اُسے پاک وصاف کردیا اور ایک لحاظ سے اسے گندہ کردیا یعنی اعتزال کی نصرت کرکے اُسے گندہ کردیا۔''

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: قُلْتُ: قَدْ مَرَّ مَوْتُهُ والْكَمَالُ عَزِيزٌ وَإِنَّمَا يُمْدَحُ العَالِمُ بِكَثْرَةِ كَمَالِهِ مِنَ الْفَضَائِلِ، فَلَا تُدْفَنُ الْمَحَاسِنُ لِوَرْطَةٍ وَلَعَلَّهُ رَجَعَ عَنْهَا، وَقَدْ يُغْفَرُ لَهُ بِاسْتِفْرَاغِهِ الْوَاسِعِ فِي طَلَبِ الْحَقِّ. [سیر اعلام النبلاء ۱۶:۲۸۵]

''میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں: اُن کی موت کا تذکرہ ہوچکا ہے۔ کمال وخوبی عزیز ہے اور کسی عالم کی مدح کثرت کمالات وفضائل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اس لیے کسی ایک غلطی کے صادر ہونے کی وجہ سے کسی کے محاسن کو دفن نہیں کیا جاسکتا اور اُس کی ایک غلطی اس وجہ سے قابل معافی ہے کہ اُس نے حق کو طلب کرنے میں کافی وقت صرف کیا ہے۔''

امام رازی نے ان سے ایسے حوالہ جات کا بکثرت ذکر کیا ہے جو معتزلیوں کی تائید کرتے ہیں۔ ان سے حاکم، ابن مندہ اور ابوعبدالرحمٰن سلمی نے روایت کی۔ ۲۹۱ھ=۹۰۴ء میں پیدا ہوئے اور ۳۶۵ھ=۹۷۶ء میں فوت ہوئے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۶:۲۸۳، الاعلام ۶:۲۷۴]

(۲) معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کون سے ابوحامد المقری ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مفسرین کا وہ گروہ جو نقل و روایت کے اندر محدود رہا اور نقد و درایت کی جانب توجہ نہ دی' جیسے: شیخین: ابو یعقوب بن ابراہیم حنظلی [۱] اور ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق اَنماطی [۲]۔ جب کہ دوا فروش، اطباء کے مرہونِ منت ہوتے ہیں۔''

۴:- و فرقةٌ حَرَّمُوا الإسناد الذي هو الركن و العماد' و تَمَلَّكُوا الصُّحُفَ و الدفاتر و جهدوا على ما هو بين الخواطر' و ذكروا الغَثَّ و السَّمين و الركيك و المتين' و ليسوا في عدادا لعلماء فصُنتُ الكتاب عن فكرهم' و القراءَةُ و العلمُ سنةٌ يأخذها الأصاغر عن الأكابر [۳] و لو لا الإسناد لقال من شاءَ ماشاء. [الكشف والبيان ۱:۷۴]

''ایک قسم کے مفسرین وہ تھے جنھوں نے سند کو -جس کو روایات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے- حذف کر کے کتابوں سے روایت کی اور اپنی کتب کو رطب و یابس روایات کا پلندہ بنا دیا۔ ان لوگوں کا شمار علماء میں نہیں ہوتا اس لیے میں نے اپنی کتاب کو اُن کے اَفکار سے پاک رکھا۔ قراءۃ اور علم ایسی چیزیں ہیں جنھیں اصاغر [چھوٹے] اکابر [بڑوں] سے حاصل کرتے آئے ہیں اور اگر سند نہ ہوتی تو جو شخص جو کچھ بھی کہنا چاہتا کہہ لیتا۔''

۵:- و فرقةٌ حازوا قصب السبق في عمدة التصنيف و الحذقِ' غير أنهم طَوَّلُوا كتبهم

---

(۱) اسحاق بن ابراہیم بن مَخلَد حنظلی تمیمی مروزی ابو یعقوب ابن راھَوَیہ' اپنے زمانے میں خراسان کے بہت بڑے عالم تھے۔ ۱۶۱ھ = ۷۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام بخاری' امام نسائی اور امام ترمذی جیسے اساطین علم نے اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے' چونکہ اُن کے والد کی ولادت دوران سفر ہوئی تھی اسی لیے راہویہ کہلائے۔ نیشاپور میں ۲۳۸ھ = ۸۵۳ء کو وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۱:۱۹۹' الاعلام ۱:۲۹۲]

(۲) ابراہیم بن اسحاق نیشاپوری اَنماطی۔ حافظ حدیث ہیں۔ حصول حدیث کے لیے طویل سفر کیے۔ انماط جو ایک قسم کا عمدہ بچھونا یا قالین ہے، کا کاروبار کرنے کی وجہ سے اَنماطی کہلائے۔ ۳۰۳ھ = ۹۱۵ء کو وفات پائی۔

[سیر أعلام النبلاء ۱۴:۱۹۳' الاعلام ۱:۳۲]

(۳) امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں: و كُلُّ علمٍ محتاجٌ إلى السماع و أحوجه إلى ذلك علم الدين' ثم الشعر' لما فيه من الألفاظ الغريبة و اللغات المختلفة.

[الشعر والشعراء' ابن قتیبۃ ۱:۸۲' نص: ۸۲' تحقیق و شرح احمد شاکر' دار المعارف' مصر' بدون تاریخ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالمعاداتِ و كثرة الطُّرُقِ و الروايات' وحَشوُهَا بمامنهُ بُدٌّ فقطعوا عنها طمع المسترشد مثل الإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري ' و شيخنا أبي محمد عبدالله بن حامد الأصفهاني. و ازدحامُ العلوم مُضِلَّةٌ للفهوم. [الكشف والبيان ۱:۷۴]

''مفسرین کی ایک جماعت وہ تھی جنہوں نے حسن تصنیف کا حق تو ادا کر دیا مگر اُنہوں نے اپنی کتابوں کو اِعادہ' تکرار' کثرتِ طرق و روایات اور غیر ضروری اشیاء سے بھر کر اتنی طوالت دی کہ استفادہ کرنے والے اس سے مایوس ہو گئے۔ مفسر ابن جریر طبری اور ہمارے استاذ ابومحمد عبداللہ اصفہانی (۱) بھی اِن میں شامل ہیں اور علوم کا اِزدحام فہوم کو بے راہ کرتی اور اپنے مقصود سے ہٹاتی ہے۔''

-۶: وفرقةٌ جَرَّدُوا التفسير دونَ الأحكام' وبيان الحلال و الحرام' والحل عن الغوامض و المشكلات' و الرد على أهل الزيغ و الشبهات كمشايخ السلف الصالحين و العلماء القدماء من التابعين و أتباعهم مثل مجاهد و مقاتل و الكلبي و السدي ' ولكل من أهل الحق فيه غرضٌ محمود و سعي مشكور. [الكشف والبيان ۱:۷۴]

''مفسرین کا ایک گروہ وہ ہے جنہوں تفسیر قرآن کو اَحکام کے بغیر بیان کیا۔ تفسیر قرآن کے دوران حلال وحرام پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ نہ اس کے غوامض ومشکلات کی گرہ کشائی کی اور نہ ہی گمراہ فرقوں کی تردید کا بیڑا اُٹھایا۔ سلف صالحین اور قدماء تابعین کا یہی نمط اور طریقہ رہا ہے۔ جیسے مجاہد' مقاتل' کلبی اور سدی وغیرہ۔ اہل حق کا اس میں ایک مفید مقصد ہے اور اُن کی کوشش اچھی ہے۔''

ثعلبی مزید لکھتے ہیں کہ میں نے متقدمین کی تصانیف میں ایسی جامع کتاب نہیں دیکھی جو اِن تمام صفات کی جامع اور حامل ہو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسی جامع کتاب لکھنے کی فرمائش کی اور میں نے اُن کی بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے رضائے الٰہی کی خاطر بعد اَز استخارہ بتوفیقِ ربّانی یہ کتاب لکھی۔

الکشفُ و البیان المعروف تفسیر الثعلبی پہلی بار دس ضخیم جلدوں میں علامہ ابومحمد بن عاشور کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۲ھ=۲۰۰۲ء کو دار اِحیاء التراث العربی بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

---

(۱) معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون صاحب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف نے جن اساتذہ سے تفسیری روایات لی ہیں اُن کا ذکر کتاب کے آغاز میں کیا ہے آگے چل کر کتاب میں پوری سند ذکر نہیں کی۔ معاصر مصنفین جن سے استفادہ کیا اور غریب القرآن اور قراءات پر مشتمل جن کتابوں سے مدد لی اُن سب تک اپنی سند ذکر کردی ہے۔ ایک باب میں قرآن مجید اور اس کے حاملین کے فضائل بیان کیے جب کہ دوسرے میں تفسیر وتاویل کے معنیٰ و مفہوم کی عقدہ کشائی کی جس کے بعد اصل تفسیر کا آغاز کیا۔

- اس کتاب کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مؤلف آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہوئے فقہی اَحکام وخلافیات کی تفصیل ذکر کرتے اور موافق ومخالف دلائل وبراہین پر روشنی ڈالتے ہیں۔ حتی کہ آیت میں ذکر کردہ مسئلہ کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آیت کا معنیٰ ومطلب کھل کر سامنے نہیں آتا۔

ارشاد ربانی ہے: يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ. [سورۃ النساء۴:۱۱]

''اللہ تمہاری اولاد کے باب میں تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں مؤلف نے ورثہ کی تقسیم سے متعلق گویا ایک رسالہ تحریر کردیا ہے۔ تقسیم وراثت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اس میں مذکور نہ ہو اس کے علاوہ مؤلف نے اس پر گفتگو کی ہے کہ ظہورِ اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں ورثہ کیوں کر تقسیم کیا جاتا تھا۔

[الکشف والبیان۳:۲۶۵-۲۶۸]

- ارشاد ربانی ہے: وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ. [سورۃ النساء۴:۴۳]

''اور اگر تم مریض ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے یا عورتوں سے ہم صحبت ہوا ہو۔''

اس آیت کی تفسیر میں مؤلف پہلے لَمس و مُلَامَسَة کا مفہوم علماء سلف کے اَقوال سے واضح کرتے ہیں پھر بتاتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں فقہاء کرام کے پانچ مذاہب ہیں۔ امام شافعی کا مسلک واضح کرنے میں آپ نے خصوصی تفصیل سے کام لیا ہے۔ پھر تیمّم سے متعلق علماء کے اَقوال ومذاہب پر روشنی ڈالی اور ہر فقیہ کے ذکر کردہ دلائل کا تجزیہ کیا ہے۔

[الکشف والبیان۳:۳۱۴-۳۲۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ ثعلبی قصے کہانیوں کے بڑے دلدادہ ہیں اور آیات کی تفسیر میں بے سروپا کہانیاں لکھنے سے گریز نہیں کرتے مثلاً اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ [سورۃ الکہف ۱۸:۱۰] کی تفسیر میں اصحاب کہف کے اسماء اُن کی تعداد اور ملک سے نکلنے کے اسباب اور وجوہ کے سلسلے میں کئی بے بنیاد باتیں لکھ کر کعب الاحبار کی روایت سے اس واقعہ پر روشنی ڈالی ہے کہ کتا کیوں کر اُن کے ساتھ غار تک چلا آیا۔ [الکشف والبیان ۶:۱۴۸]

۔ ثعلبی علم حدیث سے بالکل بے گانہ تھے۔ وہ صحیح اور موضوع میں فرق و امتیاز نہیں کر سکتے۔ وہ سورتوں کے فضائل کے سلسلے میں اکثر ضعیف بلکہ موضوع روایات تک نقل کرتے ہیں۔ تفسیر کے سلسلے میں بھی اتنی موضوع روایات نقل کی ہیں کہ اُنھیں جمع کر کے اور تحقیق کر کے ایک موٹی کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

اصحاب کہف کے واقعہ کے تحت ایک حدیث اس طرح لکھی ہے: ویُقالُ: إنّ نبي الله محمداً ﷺ سأل ربَّه أن يريه إيَّاهم، فقال: إنَّكَ لن تراهم في دارالدنيا، ولكن ابعث إليهم أربعة من خيار أصحابك ليبلغوهم رسالتك و يدعوهم إلى الإيمان بك، فقال: رسول الله: لجبريل عليه السلام كيف أبعثهم؟ قال: ابسط كساءً لهم، وأجلس على طرف من أطرافها أبابكر، وعلى الثاني عمر، وعلى الثالث عمرو على الثالث عليًا، وعلى الرابع أباذر، ثم ادعُ الرخاء المسخر لسليمان بن داود عليهما السلام عليهما السلام فإنّ الله تعالى أمرها أن تطيعك. ففعل النبي ﷺ ما أمره فحملتهم الريح حتى انطلقتْ بهم إلى باب الكهف فلما دنوا من الباب قلعوا منه حجراً، فقام الكلبُ حين أبصر الضوء فَهَرَّ وحمل عليهم فلما رآهم حَرَّكَ رأسه وبصبصَ بذَنَبِهِ و أومأ برأسه أن ادخلوا، فدخلوا الكهفَ وقالوا: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فردَّ الله إليهم أرواحهم، فقاموا بأجمعهم وقالوا: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فقالوا: إنّ نبي الله محمد ابن عبدالله ﷺ يقرأ عليكم السلام، فقالوا: على محمد رسول الله السلام ما دامت السماوات والأرضُ، وعليكم بما بَلَّغْتُم، ثم جلسوا بأجمعهم يتحدثون فآمنوا بمحمد ﷺ وقبلوا دين الإسلام وقالوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إقرئوا محمداً ﷺ مِنّا السلام، فأخذوا مضاجعهم وصاروا إلى رَقْدَتِهِم إلى آخر الزمان عند خروج المهدي. [الكشف والبيان ٦:١٥٦-١٥٧]

''کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ اُنہیں اصحابِ کہف کی دیدار کرا لے۔ جواب ملا کہ دنیا میں آپ کی یہ آرزو پوری نہیں ہوسکتی البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے چار بہترین اصحاب کے ذریعے اپنا پیغام اُن تک پہنچا کر انہیں ایمان کی طرف بلا سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ میں انہیں کس طرح بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: اُن کے لیے اپنی چادر بچھا دو اور اُس کے چاروں کونوں پر سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہم کو بٹھا دو پھر اُس نرم ہوا کو بلالو جو سیدنا داود علیہ السلام کے لیے مسخر کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے آپ کی اِطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ویسے ہی کیا جیسا کہ انہیں حکم دیا گیا تھا۔ تو اُس کو غار کے دہانے تک لے گئی۔ وہ جب غار کے قریب گئے تو پتھر کو وہاں سے ہٹایا۔ اُن کے کتے نے جب روشنی دیکھی تو اُٹھ کھڑا ہوا۔ بھونکنے لگا اور حملہ کیا اور جب صحابہ کرام کو دیکھا تو اپنے سر اور دُم کو ہلایا اور اپنے سر کو ہلاتے ہوئے گویا اندر آنے کو کہا۔ وہ غار میں داخل ہوئے۔ السلام علیکم کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی ارواح انہیں لوٹائیں تو سارے کے سارے اُٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کا جواب دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے اس سلام کا جواب بھی دے دیا پھر سب بیٹھ گئے۔ آپس میں باتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا۔ دین اسلام کو قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے سلام بھجوایا اور اپنی اپنی جگہوں میں مہدی کے ظہور تک لیٹ گئے۔''

کسی سند کے بغیر اس کہانی کو حدیث کہنے والے کی کون سنتا ہے؟ اس قسم کی بے اصل و اَساس چیزوں سے یہ کتاب بھری پڑی ہے۔

— علم حدیث سے اُس کی ناواقفیت کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔

ارشادِ ربانی ہے: وَحَمَلْنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ کَانَ کُفِرَ.

[سورۃ القمر ۵۴:۱۳، ۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے اُس کو ایک تختوں اور میخوں والی پر اُٹھالیا جو ہماری حفاظت میں چلتی رہی۔ یہ ہم نے بدلہ لینے کے لیے کیا اُس کا جس کی ناقدری کی گئی تھی۔''

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وَمَا نَجا مِنَ الْكُفَّارِ مِنَ الْغَرَقِ غیرعوج بن عنق' كان الماء إلى حجزته؛ و كان السبب في نجاته على ماذكر أنَّ نوحاً علیہ السلام احتاج إلى خشب ساج للسفينةِ فلم يمكنه نقلها' فحمل عوج تلك الخشبة إليه من الشام فشكر الله تعالى ذلك له و نجاهُ من الغرق. [الكشف والبيان ۹:۱۶۵]

''عوج بن عنق کے علاوہ کوئی اور فرد طوفانِ نوح سے نہیں بچا۔ پانی اُس کے کمر تک پہنچا۔ اُس کی نجات کی وجہ یہ ہوئی کہ کہا جاتا ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کو کشتی میں لگانے کے لیے ساگوان کے ایک تختے کی ضرورت پڑی جسے وہ اُٹھا نہ سکے۔ عوج بن عنق اُسے شام سے اُٹھا کر لے آیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اس عمل کے عوض غرق ہونے سے نجات دی۔''

یہ ساری کہانی بالکل بے اصل واساس ہے' چنانچہ سید آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: لوگوں میں عوج بن عنق کے بارے میں عجیب وغریب کہانیاں مشہور ہیں۔ حافظ ابن حجر ہیتمی [(۱)] نے فتاویٰ [(۲)] میں حافظ ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے کہ عوج بن عنق کا واقعہ فضول بات اور بے اصل ہے۔ اس کو اہل کتاب نے وضع کیا۔ نوح علیہ السلام کے عہد میں عوج نامی کوئی فرد موجود نہیں تھا۔

[روح المعانی ۵-۶:۳۵۲' تفسیر سورۃ المائدۃ ۵:۱۲]

---

(۱) احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی سعدی انصاری' شہاب الدین' شیخ الاسلام' ابوالعباس' مصری۔ فقیہ اور باحث تھے۔ مصر کے اقلیم غربی کے محلہ ابوالہیثم میں ۹۰۹ھ = ۱۵۰۴ء کو پیدا ہوئے جس کی طرف منسوب ہو کر ہیتمی سے مشہور ہوئے۔ سعدی کی نسبت بنوسعد کی وجہ سے ہے جو مصر کے عرب شرقیہ کی ایک شاخ ہے۔ ازہر میں علم حاصل کیا اور ۹۷۴ھ = ۱۵۶۷ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

[النور السافر عن أخبار القرن العاشر: ۳۹۰-۳۹۶' الاعلام ۱:۲۳۴]

(۲) الفتاوی الحدیثیة: ۲۵۱-۲۵۲' سوال: ۱۹۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التَّفسِیر البَسِیط = تفسیر الواحدی

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے تین تفاسیر: البسیط' الوسیط اور الوجیز لکھیں اوران تینوں ناموں کو لے کر امام غزالی نے اپنی فقہی تالیفات کے نام رکھے۔[سیر اعلام النبلاء ۱۸: ۳۴۰]

تفسیر القرآن بالقرآن اور امام واحدی

امام واحدی اپنی تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کو بڑی اہمیت دیتے ہیں مثلاً:

۱- آیت کریمہ: اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ. [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۶۱] کے تحت لکھتے ہیں: إن قیل: کیف یلعنه الناسُ أجمعون وأهل دینه لا یلعنونه؟ قیل: یلعنونه في الآخرةِ لقوله تعالی: ثُمَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکۡفُرُ بَعۡضُکُمۡ بِبَعۡضٍ وَّیَلۡعَنُ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضًا [سورۃ العنکبوت ۲۹: ۲۵]. [التفسیر البسیط ۳: ۴۴۷]

''اگر سوال اُٹھایا جائے کہ لوگ کیوں کر اُن پر لعنت کہیں گے حالاں کہ اُن کے اہلِ دین اُن پر لعنت نہیں کرتے [بلکہ اُن کے پیروکار ہیں؟] اس کا جواب یہ ہے کہ آخرت میں یہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے جیسا کہ سورۃ العنکبوت ۲۹: ۲۵ میں ہے: ''پھر قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک ہر ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔''

۲- آیت کریمہ: کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ. [سورۃ ہود ۱۱: ۱] کے تحت لکھتے ہیں: أراد بالکتاب الحکیم: القرآن في قول أکثر المفسرین' والحکیم: الحاکم فعیلٌ بمعنی: فاعِلٌ' دلیله قوله: وَاَنۡزَلَ مَعَہُمُ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ [سورۃ البقرۃ ۲: ۲۱۳]. [التفسیر البسیط ۱۱: ۱۱۶]

''کتابِ حکیم سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک قرآن مجید ہے۔ حکیم، حاکم کے معنیٰ میں ہے یعنی فعیل، فاعل کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ ۲: ۲۱۳ میں ہے کہ: ''اور اُن کے ساتھ کتاب بھیجی تا کہ لوگوں کے مابین فیصلہ کریں۔''

تفسیر القرآن بالحدیث اور امام واحدی

امام واحدی اپنی تفسیر میں تفسیر القرآن بالحدیث کو بھی اہمیت دیتے ہیں مثلاً:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ آیت کریمہ: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۱۴] کے تحت لکھتے ہیں: کُلُّ مَوْضِعٍ یُتَعَبَّدُ فِیْہِ فہو مسجدٌ لقولہ ﷺ: جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا (۱) فالمعنی علی ھذا ومن أظلمُ ممن یخالفُ ملةَ الإسلام. [التفسیر البسیط ۳:۲۵۳-۲۵۴]

''جس جگہ [شرعاً] نماز پڑھی جاسکتی ہے وہ مسجد کہلاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنالیا گیا ہے۔ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ جو شخص ملتِ اسلامی سے مخالفت کرتا ہے اُس سے بڑھ کر ظالم کوئی اور نہیں۔''

۲۔ آیت کریمہ: وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۷] کے تحت لکھتے ہیں: لما نزل قولہ تعالی: وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ، کان الرجلُ إذا أراد الصوم ربط في رِجلہ خَیطین: أسود وأبیضَ، فلا یزال یأکل ویشربُ حتی یتبین لہ رِئیُھُمَا، فأنزل اللّٰہ: مِنَ الْفَجْرِ، فعلموا أنہ یعني: اللیل والنھار (۲). [التفسیر البسیط ۳:۶۰۷]

''جب آیت کریمہ: وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۷] نازل ہوئی تو کچھ لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ تو اپنے پاؤں سے سفید اور سیاہ دھاگا باندھ لیتے۔ پھر جب تک وہ دونوں دھاگے صاف دکھائی نہ دینے لگ جاتے تو کھاتے پیتے رہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ، کے الفاظ نازل کیے تو انہیں معلوم ہوا کہ ان [دھاگوں] سے مراد رات اور دن ہے۔''

تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم اور امام واحدی

امام واحدی اپنی تفسیر میں تفسیر القرآن بالصحابہ رضی اللہ عنہم بھی کرتے ہیں اور اس سلسلے میں سیدنا ابن

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ [۸] باب قول النبی ﷺ: جُعلت لي الأرض مسجدًا [۵۵] حدیث: ۴۳۸، صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ [۵] حدیث: ۴-[۵۲۲]

(۲) صحیح بخاری، کتاب التفسیر [۶۵] باب: وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ [۲۸] حدیث: ۴۵۱۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو بہت اہمیت دیتے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے خود لکھا ہے کہ: وأبتدئُ في كل آيةٍ عند التفسير بقولِ ابن عباس ما وجدتُّ له نصًّا. [التفسیر البسیط ۱:۴۲۷]

''میں ہر آیت کی تفسیر کی ابتداء سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے کرتا ہوں جب تک مجھے اُن سے کوئی نص ملے۔''

۱: آیۃ الکرسی میں ''کرسی'' کے بارے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ: الكرسيُّ: موضع القدَمين (۱). [التفسیر البسیط ۴:۳۵۴]

''کرسی، موضع القدمین [قدم رکھنے کی جگہ] کو کہتے ہیں۔''

۲: آیت کریمہ: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ [سورة المائدة ۵:۱۰۵] کے تحت لکھتے ہیں: خطب أبو بكر الصديق رضی اللہ عنہ فقال: إنكم تقرءونَ هذه الآية: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ وتضعونها غير موضعها وإني سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: إنَّ الناس إذا رأوا المنكر فلم ينكروهُ يوشك أن يعمهم الله بعقاب. والوجه الثاني في تأويل الآية: ما رُوِيَ عن ابن مسعود وابن عمر رضی اللہ عنہم أنهما قالا: قوله تعالى: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ يكون هذا في آخر الزمان قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ وقرئت عليه هذه الآيةُ: ليس هذا بزمانها ما دامت قلوبكم واحدة ولم تُلبَسُوا شِيَعاً ولم يذق بعضكم بأس بعضٍ فامروا وانهوا فإذا اختلفت القلوب وأُلبستم شيعاً فامرؤٌ ونفسه فعند ذلك جاء تأويل هذه الآية قال: ومن الآيات آيٌ وقع تأويلهن في آخر الزمان.

[التفسیر البسیط ۷:۵۶۰-۵۶۱]

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو بے موقع استعمال کرتے ہو کہ امر بالمعروف کی ضرورت نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ میں نے رسول اللہ

(۱) سیدنا ابن عباس کا یہ ارشاد اِن کتابوں میں بھی منقول ہے: السنۃ عبداللہ بن امام احمد ۱:۳۰۱ نقض ابی سعید علی الدارمی ۱:۳۹۹، ۴۱۲ التوحید ابن خزیمہ ۱:۲۴۸ العظمۃ ابوالشیخ ۲:۵۸۲ مستدرک حاکم ۲:۳۱۰ تاریخ بغداد ۹:۳۱۰۔ امام ہیثمی لکھتے ہیں: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ [مجمع الزوائد ۶:۳۲۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ سے سنا ہے کہ جو لوگ کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور [مقدور بھر] اُس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ ان دوسرے لوگوں کو بھی عذاب میں پکڑ لے۔ اس آیت کی دوسری تاویل یہ ہے کہ سیدنا ابن مسعود اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کا تعلق آخری زمانہ سے ہے۔ اس سے وہ زمانہ مراد نہیں جس میں مسلمان یک جان اور یک قالب ہوں۔ آپس میں گروہ بندی نہ ہو لڑائی جھگڑا نہ ہو تب تو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے مگر جب ان کے آپس میں ناچاقی ہو اور مسلمان مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جائیں تب ہی اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی کہ ہر شخص اپنے آپ خود ذمہ دار ہے کسی دوسرے کے بارے میں اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔"

التفسیر البسیط میں ضعیف احادیث

امام واحدی احادیث کے باب میں مہارت نہیں رکھتے اس لیے ان کی اس کتاب میں کئی ضعیف اور کمزور روایات بھی در آئی ہیں، مثلاً:

۱- وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۶] کے تحت لکھتے ہیں:

سأَلَ بعضُ الصَّحابةِ النبيَّ ﷺ: أقريبٌ رَبُّنا فنُناجيهِ أم بعيدٌ فنُنادِيهِ؟ فأنزل الله هذه الآية. [التفسیر البسیط ۳:۵۹۱]

"کچھ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا رب اگر ہم سے قریب ہے تو ہم دعاء آہستہ آواز سے مانگا کریں اور دور ہو تو بلند آواز سے پکاریں، اس پر یہ آیت کریمہ: وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ نازل ہوئی۔"

امام ابن جریر نے اس کی سند اس طرح نقل کی ہے: ابن حمید از جریر از عبدۃ سجستانی از صلب ابن حکیم از پدرِ اُو از جدِ اُو۔ [تفسیر ابن جریر ۲:۱۶۵، فقرہ: ۲۹۱۲]

اس کا راوی محمد بن حمید رازی ہے جس کے متعلق امام جوز جانی فرماتے ہیں: بد مذہب اور غیر ثقہ ہے جس کی بات کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ [احوال الرجال، ترجمہ: ۳۸۲]

محدث اسحاق بن منصور فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا کہ محمد بن حمید جھوٹا تھا۔ [تاریخ بغداد ۲:۲۶۳، تہذیب الکمال ۲۵:۱۰۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر سب راوی مجہول ہیں۔ تو ایسی روایت کا کیا اعتبار؟

-۲: وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ [سورۃ یوسف۱۲:۴۲] کے تحت لکھتے ہیں: رحم الله يوسف، لولا الكلمة التي قالها : أذكرني عند ربك، ما لبث في السجن طول مالبث.

[تفسیر طبری ۷:۲۲۱، نص:۱۹۳۱۹، موارد الظمآن:۴۳۲، حدیث:۱۷۴۷، صحیح ابن حبان ۸:۲۹، حدیث: ۲۱۷۳، التفسیر البسیط ۱۲:۱۲۵]

''یوسف علیہ السلام پر اللہ رحم کرے، اگر وہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں پر رہائی کی امید نہ رکھتے تو اتنی لمبی مدت قید میں نہ ٹھہرتے۔''

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ضَعِیْفٌ جِدًّا، یعنی شدید ضعیف ہے۔ اس لیے کہ اس کا راوی سفیان بن وکیع ضعیف ہے اور ابراہیم بن یزید الخوزی اس سے زیادہ ضعیف ہے۔ یہ روایت قتادۃ اور حسن بصری سے مرسلاً مروی ہے لیکن یہ مراسیل یہاں قابل قبول نہیں اگرچہ بعض دوسرے مقامات میں مراسیل قبول کیے جاتے ہیں۔ [تفسیر ابن کثیر ۱۲:۴۶]

اور تاریخ میں لکھتے ہیں: إنه حديثه منكرٌ من هذا الوجه، ومحمد بن عمرو بن علقمة له أشياء ينفرد بها، وفيها نكارةٌ، وهذه اللفظة مِن أنكرها وأشدها. [البدایۃ والنہایۃ ۱:۲۱۶]

''یہ روایت منکر ہے اور محمد بن عمر علقمہ کئی منکر روایات میں منفرد ہے۔ اور اس کی یہ روایت شدید منکر ہے۔''

پھر عکرمۃ نے اپنے استاذ کا نام بھی نہیں لیا کہ کون تھے اس لیے یہ منقطع بھی ہوئی۔

-۳: قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ [سورۃ یوسف ۱۲:۵۵] کے تحت لکھتے ہیں:

رحم الله يوسف لو لم يقل: اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ لاستعمله من ساعته، ولكِنَّهُ أخَّرَ ذلك سَنَةً. [التفسیر البسیط ۱۲:۱۵۴]

''اللہ تعالیٰ [سیدنا] یوسف [علیہ السلام] پر رحم فرمائے اگر آپ ''اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ'' نہ فرماتے تو بادشاہ فوراً ہی انہیں یہ ذمہ داری سونپ دیتا لیکن انہیں یہ کام ایک سال کے بعد ملا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ زیلعی لکھتے ہیں: اسے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اسحاق بن بشر عن جو یبر عن الضحاک عن ابن عباس کی سند سے نقل کیا ہے اور اسی سند اور متن کے ساتھ امام واحدی نے بھی نقل کیا ہے۔

[تخریج احادیث الکشاف ۲: ۱۷۳، روایت: ۶۳۵]

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: و هذا إسنادٌ ساقطٌ. [الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ۲: ۴۸۲]

''یہ ساقط الاعتبار سند ہے۔''

-۴: رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ [سورۃ ابراہیم ۱۴: ۴۰] کے تحت لکھتے ہیں: الدُّعاءُ مُخُّ العبادةِ.

[سنن ترمذی، کتاب الدعوات [۴۹] باب ماجاء فی فضل الدعاء [۱] حدیث: ۳۳۷۱، مشکاۃ المصابیح، حدیث: ۲۲۳۱، التفسیر البسیط ۱۲: ۴۹۲]

''دعاء، عبادت کا نچوڑ ہے۔''

یہ روایت نہایت کمزور ہے اس لیے کہ:

-اس کا سارا دارو مدار عبداللہ بن لہیعہ پر ہے جو کتابیں جل جانے اور گھر میں چوری ہو جانے کے بعد اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ [تقریب التہذیب: ۳۵۳، ترجمہ: ۳۵۶۳]

نیز کمزور راویوں سے تدلیس (۱) بھی کرتا تھا جب کہ اُس کی یہ روایت مُعَنْعَن ہے، اس لیے یہ روایت شدید ضعیف ہے۔ امام ترمذی بھی اسے غریب ہی کہتے ہیں۔

---

(۱) لغت میں تدلیس کا معنی ہے: دلّس فی البیع و فی کل شیء: إذا لم یُبَیِّن عَیْبَهُ. [تہذیب اللغۃ ۱۲: ۲۵۲]

''بائع کا مشتری سے فروخت کی جانے والی چیز کا عیب چھپالینا۔''

تدلیس دَلَس سے مشتق ہے، جس کے معنی ظلمت و تاریکی کے ہیں: الدَّلَسُ: السَّواد، و الظلمة.

[تہذیب اللغۃ ۱۲: ۲۵۲]

اصطلاح میں تدلیس کے معنی سقطِ خفی کے ہیں، یعنی راوی اپنے استاذ کو، جس سے یہ حدیث سنی ہے، حذف کر کے مافوق سے، جس سے ملاقات تو ہو مگر اس سے یہ حدیث نہ سنی ہو، اُس سے اس طرح روایت کرے کہ اس استاذ کو محذوف ہونا معلوم نہ ہو بلکہ یہ محسوس ہو کہ مافوق ہی سے سنا ہو و من هذا أُخِذَ التدلیسُ في الإسنادِ و هو أن یُحَدِّث به عن الشیخ الأکبر، و کان قد رآه، و إنما سمعه عَمَّن دونه ممن سمعه منه.

[تہذیب اللغۃ ۱۲: ۲۵۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-اس کا راوی ولید بن مسلم بھی بکثرت تدلیس کیا کرتا تھا اور تدلیس التسویۃ (۱) کا مرتکب تھا۔

[تقریب التھذیب:۶۱۴' ترجمہ:۷۴۵۶]

-۵: وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ [سورۃ الزمر ۳۹:۴۵] کے تحت واقعہ غرانیق کو بیان کیا ہے اور اس سے بحث تک نہیں کی۔ [التفسیر البسیط ۱۹:۳۱۷]

واقعہ غرانیق

کہا جاتا ہے کہ: سیدنا رسول اللہ ﷺ کو اکثر یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ کسی طرح قریش کے سربرآوردہ اشخاص ایمان لے آئیں لیکن آپ ﷺ ان کی طرف سے انکار و اعراض کے سوا کوئی جواب نہ پاتے' اس کا آپ کو نہایت قلق ہوتا' یہاں تک کہ آپ نے تمنا کی کہ کاش! اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی ایسا پیام نازل ہو جو بجائے نفرت پیدا کرنے کے ان کو اسلام کی طرف مائل کر دے۔ ایک روز آپ قریش کی کسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ سورۃ النجم نازل ہوئی' جب آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے: اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى' وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى [سورۃ النجم ۵۳:۱۹' ۲۰] پڑھا تو شیطان نے آپ کی آواز میں یہ الفاظ کہہ دیئے: تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى' وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى. "یہ بت معظم و محترم ہیں اور ان کی شفاعت مقبول ہے۔" اس کے بعد جب آپ ﷺ نے آیتِ سجدہ پر پہنچ کر سجدہ کیا تو تمام کفار نے آپ ﷺ کی متابعت میں سجدہ کر دیا۔ ولید بن مغیرہ اور سعید بن العاص بڑھاپے کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے' انہوں نے مٹی لے کر پیشانی پر مل لی' پھر جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ جملے کہاں سے بڑھا دیئے' میں تو اسے نہیں لایا تھا؟ آپ کو اس کا سخت غم ہوا' اس وقت آپ کی تسلی کے لیے سورۃ الحج ۲۲:۵۲ کی آیت

---

(۱) تَدْلِيْسُ التَّسْوِيَةِ کا مطلب یہ ہے کہ کسی راوی کے شیخ کا نام اس لیے ذکر نہ کیا جائے کہ وہ ضعیف یا صغیر السن [عمر میں چھوٹے] ہیں' اس کے بجائے یہ ظاہر کیا جائے کہ حدیث صرف ثقات سے مروی ہے تا کہ اسے صحیح اور مقبول قرار دیا جائے' یہ تدلیس کی بدترین قسم ہے کیونکہ اس میں شدید ترین دھوکہ پایا جاتا ہے:

منها تدليس التسوية وهو أن يسقط غير شيخه لضعفه أو لصغره فيصير الحديث ثقة عن ثقة فيحكم له بالصحة' وفيه تحذير شديد' وهذا التدليس أفحش أنواع التدليس مطلقا وشرها. [الباعث الحثيث:۶۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوئی: وَمَآ اَرْسَلْنَامِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَانَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ.

[تفسیر ابن جریر ۹:۱۷۴-۱۷۷، تفسیر ابن ابی حاتم ۸:۲۵۰۰-۲۵۰۲، الکشاف ۳:۱۶۴-۱۶۵]

اس روایت کے درج ذیل طرق ہیں۔

[۱] القاسم، از الحسین، از حجاج، از ابو معشر از محمد بن کعب قرظی و محمد بن قیس۔

[تفسیر ابن جریر ۹:۱۷۴-۱۷۵، فقرہ: ۲۵۳۲۷]

یہ روایت مرسل ہے، جو دو تابعین سے منقول ہے:

-۱: محمد بن کعب بن سُلَیم قُرظی، جس کے بارے میں:

قيل: وُلِدَ في حياة النبي ﷺ ولم يصح ذلك. [سیر اعلام النبلاء ۲۶:۲۵]

''کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے، لیکن حافظ ذہبی کی تصریح کے مطابق یہ قول نادرست ہے۔''

بعض علماء کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی ملاقات ثابت ہے، لیکن حافظ ذہبی فرماتے ہیں: قال أبو داؤد (۱): سمعتُ قتيبة يقول: بلغني أن محمد بن كعب رأى النبي ﷺ قلتُ: هذا قولٌ منقطعٌ شاذٌّ. [سیر اعلام النبلاء ۵:۶۷]

''ابوداؤد (۲) نے قتیبہ کے حوالے سے کہا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ محمد بن کعب نے

پھر اس کا ایک راوی ابو معشر نجیح ہے، جس کے بارے میں کچھ علماء کی رائے تو اچھی ہے مگر امام بخاری انہیں منکر الحدیث اور امام یحییٰ بن سعید شدید ضعیف کہتے ہیں۔ [میزان الاعتدال ۴:۲۴۶]

---

(۱) امام ابوداؤد کا یہ قول مجھے مل نہ سکا، البتہ امام ترمذی نے یہی بات قتیبہ ہی کے حوالہ سے سنن جلد ۵:۱۶۱ کتاب فضائل القرآن [۴۲] باب ماجاء فيمن قرأ حرفاً من القرآن ما له من الاجر [۱۶] میں حدیث: ۲۹۱۰ کے ذیل میں لکھی ہے۔

(۲) سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر، ابوداؤد ازدی سجستانی، اپنے زمانے میں حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی ''السنن'' اصول ستہ میں گنی جاتی ہے۔ ۲۰۲ھ = ۸۱۷ء کو ولادت ہوئی۔ حصول علم کے لیے لمبے سفر کیے۔ ۲۷۵ھ = ۸۸۹ء کو بصرہ میں وفات پائی۔

[وفیات الاعیان ۲:۴۰۴، تاریخ بغداد ۹:۵۵، الاعلام ۳:۱۲۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس یہ روایت مرسل ہونے کے ساتھ شدید ضعیف بھی ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔ میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں: یہ منقطع اور شاذ قول ہے۔''

حافظ مزی لکھتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۴۰ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۱۰۸ ہجری کو وفات پائی۔ [تہذیب الکمال ۲۶: ۳۴۴، ۳۴۷]

۔۔۲: محمد بن قیس مدنی ابو ابراہیم' جو ولید بن یزید کے دور میں وفات پا گئے ہیں۔

[تہذیب الکمال ۲۶: ۳۲۵]

[۲] ابن حُمید' از سلمۃ' از ابن اسحاق' از یزید بن زیاد المدنی' از محمد بن کعب قُرَظی۔

[تفسیر ابن جریر ۹: ۱۷۵-۱۷۶' فقرہ: ۲۵۳۲۸]

یہ روایت بھی قطعاً نا قابل استدلال ہے' اس لیے کہ:

۔۔۱: اس کا راوی محمد بن حمید رازی ہے جس کے متعلق امام جوزجانی فرماتے ہیں:

كان رديء المذهب' غير ثقة. [احوال الرجال' ترجمہ: ۳۸۲]

''بد مذہب اور غیر ثقہ ہے۔''

محدث اسحاق بن منصور فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا کہ محمد بن حمید جھوٹا تھا۔ [تاریخ بغداد ۲: ۲۶۳' تہذیب الکمال ۲۵: ۱۰۳]

۔۔۲: ایک راوی سلمۃ بن فضل ابرش ہے جو ''رے'' کا قاضی تھا۔ امام بخاری فرماتے ہیں:

عنده مناكير. [التاریخ الکبیر ۴: ۸۴]

''اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔''

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: رمينا بحديثه قبل أن نخرج من الرّي. [تاریخ کبیر ۴: ۸۴]

''ہم لوگ سلمۃ بن فضل کی بیان کی ہوئی حدیثوں کو پھینک کر شہر ''رے'' سے نکل گئے تھے۔''

۔۔۳: ایک راوی محمد بن اسحاق امام المغازی ہے جو سچا تھا لیکن مدلس تھا۔ [تقریب التہذیب: ۴۹۸' ترجمہ: ۵۷۲۵]

اور یہ روایت ہے بھی مُعَنعَن' جب کہ مصطلح الحدیث کا مشہور قاعدہ ہے کہ صحیحین سے باہر مدلس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی کی معنعن روایت مردود ہوتی ہے' اور پھر یہ روایت مرسل بھی ہے۔

[۳] ابن عبدالاعلیٰ' از معتمر' از داؤد' از ابوالعالیۃ۔ [تفسیر ابن جریر ۹:۱۷۶' فقرہ: ۲۵۳۲۹]

ابن المثنیٰ' از ابوالولید' از حماد بن سلمۃ' از داؤد بن ابی ہند' از ابوالعالیۃ.

[تفسیر ابن جریر ۹:۱۷۶' فقرہ: ۲۵۳۳۰]

ابوالعالیۃ کو منسوب کر کے یہ روایت تفسیر ابن ابی حاتم [۸:۲۵۰۱-۲۵۰۲' فقرہ: ۱۴۰۰۰' ۱۴۰۰۱] میں بلاسند موجود ہے۔

اس کا آخری راوی ابوالعالیۃ ہے' جس کا نام رُفیع بن مہران ہے' رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دو سال بعد اسلام قبول کیا۔ [تہذیب الکمال ۹:۲۱۵]

اور ان کی وفات کے پورے دس سال بعد قرآن عزیز پڑھا' خود کہا کرتے تھے: قرأتُ المحکم بعد وفاة نبیکم بعشر سنین. [طبقات ابن سعد ۷:۱۱۳' تہذیب الکمال ۹:۲۱۶]

ایک ایسی روایت جو مرسل ہو اور قرآن مجید کے صریح نص کے خلاف ہو' کیوں کر قابل استدلال ہو سکتی ہے؟

[۴] بشار' از محمد بن جعفر' از شعبۃ' از ابو بشر' از سعید بن جُبیر۔ [تفسیر ابن جریر ۹:۱۷۶]

ابن المثنیٰ' از عبدالصمد' از شعبۃ' از ابو بشر' از سعید بن جُبیر۔ [تفسیر ابن جریر ۹:۱۷۶]

سعید بن جبیر کو منسوب کر کے یہ روایت تفسیر ابن ابی حاتم [۸:۲۵۰۰' فقرہ: ۱۳۹۹۸] میں کسی سند کے بغیر مذکور ہے۔

سعید بن جُبیر بھی تابعی ہیں' جنہوں نے ۹۵ ہجری کو وفات پائی۔

[تقریب التہذیب: ۲۶۸' ترجمہ: ۲۲۷۸]

اور ان کی یہ روایت مرسل اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔

[۵] محمد بن سعد' از والد اُو' از عم اُو' از والد اُو' از والد اُو' از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما. [ابن جریر ۹:۱۷۶]

ابن جریر اپنی تفسیر اور تاریخ میں یہ عجیب و غریب اور نہایت مشکل سند بیان کرتے ہیں۔

۱: اس سند کے پہلے راوی محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن عطیہ بن سعد بن جنادہ ابوجعفر عوفی ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کے بارے میں خطیب بغدادی لکھتے ہیں: کان لیناً فی الحدیث. [تاریخ بغداد۵:۳۲۲]

''حدیث کے معاملے میں ضعیف تھے۔''

-۲: دوسرے راوی[ثني أبي] سعد بن محمد بن الحسن العوفی ہیں' خطیب لکھتے ہیں:

جهمیٌ' ولولم یکن هذاأیضاًلم یکن ممن یُستاهل أن یُکتب عنه' ولا کان موضعاً لذلك. [تاریخ بغداد۹:۱۲۶]

''جہمی ہیں اور اگر جہمی نہ بھی ہوتے' پھر بھی اس کے اہل نہیں تھے کہ اس کی روایت لکھی جائے۔''

-۳: تیسرے راوی[ثني عمي] حسین بن حسن بن عطیہ عوفی ہیں' امام ابن حبان لکھتے ہیں:

منکرالحدیث' روی عن الأعمش وغیره أشیاء لایتابع علیها' کأنه کان یقلبها' وربما رفع المراسیل' وأسندَالموقوفات' ولایجوزالإحتجاج بخبره.

[المجروحین ۱:۲۹۸-۲۹۹' ترجمہ:۲۲۹]

''منکرالحدیث ہیں' اعمش کی سند سے غیر متبوع اور مقلوب روایات نقل کرتا ہے۔ اکثروبیش مراسیل وموقوفات کو مرفوع ومسند بنا کر بیان کرتا ہے' اس کی روایت ناقابل احتجاج ہوتی ہے۔''

-۴: چوتھے راوی[ثني أبي] حسن بن حسن بن عطیہ عوفی ہیں' امام ابن ابی حاتم لکھتے ہیں:

احادیث کے معاملے میں ضعیف تھا۔ [الجرح والتعدیل ۳:۲۶' ترجمہ:۱۱۲]

امام بخاری فرماتے ہیں: لیس بذاك تھے۔ [التاریخ الکبیر ۲:۳۰۱' ترجمہ:۲۵۴۲]

-۵: پانچویں راوی[ثني أبي] عطیہ بن سعد عوفی ہیں' جو ضعیف تھا۔ کلبی کے پاس جا کر اُس سے تفسیر سنتا اور لوگوں کے سامنے کلبی کی غیر معروف کنیت ''ابوسعید'' کی نسبت سے اُسے بیان کرتا' جس سے لوگ یہ سمجھ لیتے کہ اس سے مراد سیدنا ابوسعید خدری ﷺ ہیں۔

[میزان الاعتدال ۳:۷۹-۸۰]

[۶] مجھے حسین کی سند سے حدیث بیان کی گئی ہے' از ابومعاذ' از عبید' از ضحاک۔

[تفسیر ابن جریر ۹: ۱۷۷' فقرہ:۲۵۳۳۴]

اس روایت میں کئی اِسنادی خامیاں ہیں:

-امام ابن جریر نے اپنے استاذ کا نام نہیں لکھا کہ کون تھے' ثقہ تھے' یا غیر ثقہ؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- حسین بن الفرج ابو صالح المعروف بابن الخیاط بغدادی کذاب اور سارق حدیث تھا۔

[میزان الاعتدال ۱: ۵۴۵ ترجمہ: ۲۰۴۰]

- سند کے آخری راوی ضحاک بن مزاحم ہیں' جو صحابی نہیں' بلکہ تابعی بھی نہیں۔ امام ابن حبان لکھتے ہیں: لقي جماعة من التابعين' ولم يشافه أحداً من أصحاب رسول الله ﷺ ومن زعم أنه لقي ابن عباس ﷺ فقد وهم. [الثقات ۶: ۴۸۰]

''تابعین کی ایک جماعت سے اُن کی ملاقات ثابت ہے' اور صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی نہیں ملے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کی سیدنا ابن عباس ﷺ سے ملاقات ثابت ہے لیکن یہ نرا وہم ہے۔''

پس ایک منقطع' ضعیف اور مرسل روایت کیوں کر قابل قبول ہو سکتی ہے؟

ان روایات کے پیش نظر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: و كلها سوى طريق سعيد بن جبير' إما ضعيفٌ و إما منقطع' ولكن كثرة الطرق تدلُّ أن للقصة أصلاً.

[فتح الباری ۸: ۴۳۹' کتاب التفسیر [۶۵] تفسیر سورۃ الحج [۲۲]

''سعید بن جبیر کی روایت کے علاوہ باقی سب روایات یا تو ضعیف ہیں اور یا منقطع' لیکن کثرت طرق اس بات کی دلیل ہے کہ اس قصے کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔''

اور تخریج احادیث کشاف [۳: ۱۶۴-۱۶۵] میں اس کی بھرپور تائید کی ہے۔

مولانا شبلی نعمانی (۱) کو حافظ ابن حجر کی یہ ادا پسند نہ آئی' اور انہوں نے واضح الفاظ میں لکھا:

''یہ قصہ بے ہودہ اور نا قابل ذکر ہے' اور اکثر کبار محدثین مثلاً: بیہقی' قاضی عیاض' امام عینی' حافظ منذری اور امام نووی نے اس کو باطل اور موضوع لکھا ہے...... اس سے بڑھ کر تعجب یہ ہے کہ حافظ

---

(۱) مولانا شبلی نعمانی بن شیخ حبیب اللہ ۱۸۵۷ء کو بھارت کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں بندول میں پیدا ہوئے۔ وکالت کا امتحان پاس کیا' مگر اس پیشے میں جی نہ لگا۔ ۱۸۸۲ء میں علی گڑھ میں پروفیسر رکھ لیے گئے جہاں پروفیسر آرنلڈ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ اُن سے فرانسیسی سیکھی اور اُنہیں عربی سکھائی۔ سرسید احمد خان کی وفات کے بعد دارالمصنفین کی بنیاد رکھی۔ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو وفات پائی۔

[اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱: ۶۵۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر کو جن کے کمال فن حدیث پر زمانہ کا اتفاق ہے اس روایت کی صحت پر اصرار ہے۔''
[سیرت النبی ﷺ ۱:۱۴۶]

محدث ناصر الدین البانی (۱) نے اس موضوع پر نَصبُ الْمَجَانِيق لِنَسْفِ قِصَّةِ الْغَرَانِيقِ کے نام سے ۲۷ صفحات پر مشتمل ایک مستقل اور مفید کتاب لکھی ہے۔

بڑے بڑے علماء نے اس روایت کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے، چنانچہ:

[۱] امام ابن حزم المالکی [وفات: ۴۵۶ھ] لکھتے ہیں: وأما الحديث الذي فيه وأنهن الغرانيق العُلى وأن شفاعتهن لتُترجى فكذبٌ بحتٌ موضوعٌ، لم يصح قطُّ من طريق النقل، ولا معنى للإشتغال به إذ وضع الكذب لايعجزُ عنه أحدٌ. [الفصل فی الملل والاہواء والنحل ۲:۲۳]

''جس روایت میں غرانیق کا واقعہ مذکور ہے وہ موضوع اور جھوٹ کا پلندہ ہے، کسی بھی صحیح روایت میں اس کا وجود تک ثابت نہیں اور اس قسم کی روایت میں مشغول ہونے میں کوئی فائدہ بھی نہیں، اس لیے کہ جھوٹ بولنا کوئی مشکل کام نہیں اور کوئی بھی شخص کسی بھی وقت جھوٹ بول سکتا ہے۔''

[۲] امام ابن العربی المالکی [وفات: ۵۴۳ھ] لکھتے ہیں: وماهُدِي لهذا إلّا الطبري بجلالة قدره وصفاء فكره، وسِعة باعه في العلم، وشدة ساعده وذراعه في النظر، وكأنه أشار إلى هذا الغَرض، وصوَّب على هذا المَرمَى فقَرطَسَ بعد ما ذكر في ذلك روايات كثيرة، كلها باطلة لاأصل لها. [احکام القرآن ۳:۱۳۰۳]

''امام طبری نے اپنی جلالت شان، جلاء فکر اور وسعت علم وفکر و نظر کے باوجود اس قسم کی کافی روایتیں نقل کی ہیں جو ساری کی ساری باطل اور بے اصل ہیں۔''

[۳] قاضی عیاض [وفات: ۵۴۴ھ] لکھتے ہیں: يكفيك هذا أن هذا حديثٌ لم يُخرِجهُ أحدٌ من أهل الصحة، ولا رواهُ ثقةٌ بسندٍ سليمٍ متصلٍ وإنما أولع به وبمثله المفسرون

---

(۱) محمد ناصر الدین البانی کی ولادت ۱۳۳۳ھ = ۱۹۱۴ء کو البانیہ کے دارالسلطنت اشقودرہ میں ہوئی۔ حلب اور دمشق میں علوم حاصل کیے۔ دور حاضر کے ایک مانے ہوئے محقق اور متبحر عالم حدیث کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ بروز ہفتہ ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ = ۲-۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو عمان میں وفات پائی۔ [مقالات الالبانی: ۱۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمؤرخون المولعون بكل غريب‘المتلفقون من الصحف كل صحيح و سقيم.

[الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ ۲:۱۰۷]

”اس کی کمزوری اسی سے ظاہر ہے کہ صحاح کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی اس کو اپنے ہاں نقل نہیں کیا‘ اور نہ یہ کسی صحیح متصل بے عیب سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہوا ہے‘ یہ تو صرف ان مفسرین اور مؤرخین کے ہاں رواج پا گئی ہے‘ جو عجیب و غریب اور صحیح و سقیم معلومات جمع کرنے کے درپے رہتے ہیں۔“

[۴] امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: أما أهل التحقيق فقد قالوا: هذه الرواية باطلة موضوعة‘ و احتجوا عليه بالقرآن و السنة و المعقول. [التفسیر الکبیر ۸:۲۳۷]

”اہل تحقیق کے نزدیک یہ روایت باطل و موضوع ہے‘ اور اس سلسلے میں وہ قرآن و سنت اور عقلی دلائل سے استناد کرتے ہیں۔“

[۵] مفسر قرطبی [وفات: ۶۷۱ھ] لکھتے ہیں: الأحاديث المروية في نزول هذه الآية ليس منها شيئ يصح......قال النحاس: هذا حديث منكر منقطع. [تفسیر القرطبی ۱۲:۷۶]

”اس سلسلے کی تمام روایات میں سے ایک بھی روایت صحیح نہیں ہے‘ امام نحاس فرماتے ہیں کہ یہ یہ روایت منکر اور منقطع ہے۔“

[۶] امام طیبی [وفات: ۷۴۳ھ] لکھتے ہیں: قولٌ باطلٌ. [الکاشف عن حقائق السنن ۴:۱۱۱۱]

”یہ باطل قول ہے۔“

[۷] مفسر ابو حیان اندلسی [وفات: ۷۵۴ھ] لکھتے ہیں: وهي قصة سُئل عنها محمد بن إسحق جامع السيرة النبوية[1] فقال: هذا من وضع الزنادقة‘ و صنف في ذلك كتاباً. وقال: الإمام الحافظ أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي: هذه القصة غير ثابتة من جهة النقل وقال ما معناه: أن رُواتها مطعون عليهم‘ وليس في الصحاح ولا في التصانيف الحديثية

---

(۱) امام ابو حیان اندلسی تسامح اور اشتباہ کے باعث ابن اسحاق کو صاحب سیرت بتاتے ہیں حالانکہ یہ صاحب سیرت ابن اسحاق نہیں ہیں بلکہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شيء مماذ كروه فوجب إطراحه. [البحرالمحيط ۶:۳۸۱-۳۸۲]

''ابن اسحاق سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ زنادقہ کا گھڑا ہوا ہے اور اس بارے میں ایک کتاب لکھی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: سند کے لحاظ سے یہ روایت ثابت نہیں' اس لیے کہ اس کے راوی مطعون ہیں' پھر صحاح اور احادیث کی کتابوں میں یہ روایت موجود نہیں اس لیے اس کو دور پھینکنا ہی چاہیے۔''

[۸] حافظ ابن کثیر [وفات: ۷۷۴ھ] لکھتے ہیں: قد ذكر كثير من المفسرين هاهنا قصة الغرانيق...... ولكنها من طرق كلها مرسلة' ولم أرها مسندة من وجه صحيح.

[تفسیر ابن کثیر ۱۰:۸۳-۸۴]

''بہت سارے مفسرین نے یہاں ''غرانیق'' کا قصہ نقل کیا ہے' لیکن اس کی سب سندیں مرسل ہیں اور مجھے کسی صحیح اور متصل سند سے یہ روایت کہیں نہیں ملی۔''

[۹] قاضی شوکانی [وفات: ۱۲۵۰ھ] لکھتے ہیں: لم يصح شيء من هذا' ولا ثبت بوجهٍ من الوجوه' ومع عدم صحته بل بطلانه فقددفعه المحققون بكتاب الله.

[تفسیر فتح القدیر ۲:۱۹۴]

''اس بارے میں کوئی بھی روایت درست اور صحیح نہیں ہے' اس کی عدم صحت بلکہ بطلان کے ساتھ ساتھ محققین نے اسے قرآنی دلائل وشواہد سے رد کیا ہے۔''

[۱۰] مفسر احمد مصطفیٰ المراغی (۱) لکھتے ہیں: وذا وقد دَسَّ بعض الزنادقة في تفسيرهذه الآية أحاديث مكذوبة' لم ترد في كتاب من كتب الصحيحة' و أصولُ الدين تُكذِّبُها' و العقل السليم يُرشدُ إلى بُطلانها' وأنها ليست من الحق في شيئ' وهي مماتشكك

---

(۱) محمد بن مصطفیٰ بن محمد بن عبدالمنعم مراغی' مصری۔ باحث' تفسیر کے عالم اور تجدید واصلاح کے داعی تھے۔ جامع ازہر کے شیخ رہے ہیں۔ محمد مصطفیٰ کے نام سے شہرت پائی۔ ۱۲۹۸ھ=۱۸۸۱ء کو مراغہ [صعید] میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں علم حاصل کیا۔ شیخ محمد عبدہ کے شاگرد رہے ہیں۔ ۱۳۶۴ھ=۱۹۴۵ء کو اسکندریہ میں وفات پائی۔ قاہرہ میں دفن کیے گئے۔ [الاعلام ۷:۱۰۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسلمين في دينهم، وتجعلهم في حيرة من أمر الوحي، وكلام الرسول ﷺ فيجب على العلماء طرحها وراء هم ظِهْرِيًّا ولا يضيعون الزمن في تأويلها وتخريجها ولا سيما بعد أن نص الثقات من المحدثين على وضعها وكذبها، لمصادمتها لأصول الدين، التي لا تقبل شكًّا ولا إمتراء. [التفسير المراغي ۱۷:۱۳۰]

''بعض زنادقہ [بے دینوں] نے اس آیت کی تفسیر میں ایسی مکذوب احادیث داخل کی ہیں جو صحاح میں موجود نہیں، دین کے سب اصول اس کی تکذیب کرتے ہیں، عقلِ سلیم بھی اس سے اِباء کرتی ہے، یہ کہانی ہرگز صحیح نہیں، اس لیے کہ یہ مسلمانوں کے دین میں ان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا باعث ہے، یہ ان کو وحی الٰہی کے متعلق حیرت میں ڈالنے کا سبب ہے، اس لیے علماء کو چاہیے کہ اسے پرے پھینک دیں، اور اس کی تأویل وتخریج میں وقت ضائع نہ کریں، اس لیے کہ ثقہ محدثین اسے موضوع جانتے ہیں، اس لیے کہ یہ دین کے ایسے مسلمہ اصول سے متصادم ہے، جن میں کسی شک وشبہہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔''

آیت کی صحیح تأویل

روایت کی لغویت ثابت ہو جانے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ اس آیت کی صحیح تأویل کیا ہے؟ سو معلوم ہونا چاہیے کہ تفسیر کی کتابوں میں اس کی کئی تأویلات موجود ہیں، جن میں سے کچھ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

[۱] امام رازی نے اس آیت کی کئی تأویلیں کی ہیں جن میں سے ایک کا خلاصہ یوں ہے کہ جب نبی کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے تو شیطان کی طرف سے اس کے اندر شبہات اور وساوس پیدا کیے جاتے ہیں لیکن وہ فوراً ہی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کا رب ان تمام شبہات کو ایک ایک کر کے دور کر دیتا ہے، ان کے نزدیک یہ آیت: وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ. [سورۃ الاعراف ۷:۲۰۰] کے مشابہ ہے:

معنى الآية: إذا تمنى: إذا أراد فعلاً مقرباً إلى الله تعالى ألقى الشيطان في فكره ما يخالفه فيرجع إلى الله تعالى في ذلك، وهو كقوله تعالى: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ [۷:۲۰۱] وکقوله : وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ.[۷:۲۰۰]. [التفسیر الکبیر ۸:۲۴۰]

[۴] تَمَنّٰی کے معنی قراءت وتلاوت کے ہیں' جیسا کہ عام طور پر مفسرین نے اختیار کیا ہے' اس معنی میں یہ لفظ کلام عرب میں مستعمل ہے۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق فرمایا تھا:

تَمَنّٰی كِتَابَ اللّٰهِ اَوَّلَ لَيْلَةٍ وَاٰخِرُهَا لَاقٰى حِمَامَ الْمَقَادِرِ

اَلْقٰی کے معنی یہ ہوں گے کہ کسی کلام کی ایسی تأویل کی جائے جو متکلم کے منشأ کے خلاف ہو اگرچہ اس کا متحمل ہو۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمیشہ سے یہ چلا آتا ہے کہ جب کوئی نبی لوگوں کو کلام الٰہی پڑھ کر سناتا ہے' تو جن کے قلوب میں کجی ہوتی ہے اور وہ دوسروں کو بہکانا چاہتے ہیں' وہ اس کلام کے صحیح مفہوم کو بدل دیتے ہیں تاکہ لوگوں کے اندر شبہات پیدا کر کے اُن کو دین سے برگشتہ کر دیں' پھر اللہ تعالیٰ آیات محکمات نازل فرما کر ان شبہات کا اِزالہ فرماتے ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے تاکہ اچھے اور برے لوگوں میں امتیاز ہو جائے' چنانچہ جو دل کے مریض ہوتے ہیں' یا جن کے قلوب سخت ہو جاتے ہیں' وہ اس فتنہ میں پڑ جاتے ہیں لیکن جن کے دلوں میں علم ویقین کی روشنی ہوتی ہے' وہ ان شبہات کی تاریکیوں سے نکل جاتے ہیں' اس تأویل کے لحاظ سے یہ اس آیت کے مشابہ ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. [سورۃ آل عمران ۳:۷]

''وہی ہے جس نے تمہارے اوپر کتاب اتاری' جس میں محکم آیات ہیں' جو اصل کتاب کا درجہ رکھتی ہیں اور دوسری کچھ آیتیں اس میں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں' تو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس میں سے متشابہات کے درپے ہوتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان کی حقیقت وماہیت معلوم کریں حالانکہ ان کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور جو لوگ علم میں راسخ ہیں' وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے' یہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہیں' اور یاددہانی تو اہل عقل ہی حاصل کرتے ہیں۔''

[۳] مولانا امین احسن صاحب اصلاحی لکھتے ہیں:

'' تَمَنّی کا اصل لغوی مفہوم' صاحب اقرب الموارد [۵:۲۷۵] کی تصریح کے مطابق یہ ہے: یُطلقُ عند أھل العربیة علی طلب حصول الشیئ علی سبیل المحبة' و علی الکلام الدال علی ھذا الطلب. [عربی زبان کے ماہرین کے نزدیک یہ لفظ کسی شے کے بطریق محبت حصول کی طلب کے لیے بولا جاتا ہے اور اسی طرح اس کلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو اس طلب پر دال ہو۔] میں نے اس قول کا حوالہ اس لیے دیا ہے کہ میرے نزدیک کلامِ عرب کی روشنی میں اس لفظ کا صحیح مفہوم یہی ہے۔ قرآن میں اس کے مختلف صیغے سات آٹھ مقامات میں استعمال ہوئے ہیں' اس کے بعد اسی مادے سے اُمْنِیَّة کا لفظ بھی جمع اور واحد کی مختلف صورتوں میں سات آٹھ جگہ آیا ہے۔ ہر جگہ' ہر شکل میں لفظ کی اصل روح موجود ہے۔ اردو میں اس کا مفہوم ہوگا: کسی چیز کی خواہش کرنا' ارمان کرنا' تمنا کرنا' حوصلہ کرنا' یا کسی مقصد کے لیے اپیل یا استمالت کرنا' اسی طرح اُمْنِیَّة کے معنی خواہش' ارمان' تمنا' حوصلہ اور اپیل کے ہوں گے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس لفظ کے اندر بعض لوگوں نے قراءت کرنے کے معنی کہاں سے گھسا دیے ہیں۔ مجھے اس معنی میں یہ لفظ کلام عرب میں کہیں نہیں ملا' حالانکہ یہ عربی زبان کے کثیر الاستعمال الفاظ میں سے ہے۔ بعض مفسرین نے اس مفہوم کی تائید میں ایک شعر نقل کیا ہے' لیکن اول تو ایک کثیر الاستعمال لفظ کو اس کے معروف مفہوم سے ہٹانے کے لیے ایک غیر معروف شعر کی سند کی کیا وقعت ہے؟ پھر وہ شعر بھی ہمارے نزدیک منحول ہے اور ہم اس کا منحول ہونا ثابت کر سکتے ہیں لیکن ایک غیر مفید بحث کو طول دینے سے کیا حاصل؟ اس بات کی بھی ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے کہ صاحب لسان نے لفظ کے اس مفہوم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ صاحبِ لسان کی ساری خوبیوں کے اعتراف کے باوجود' ان کی اس خامی کی طرف مقدمہ تفسیر میں ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ بسا اوقات وہ کسی لفظ کے تحت اہل تاویل کے بے سند اقوال بھی نقل کر دیتے ہیں اور چونکہ اس لغت کا بڑا پایہ ہے اس وجہ سے جو لوگ لغت کے نقادوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے نہیں ہیں وہ اس طرح کے اقوال کو لے اڑتے ہیں' حالانکہ ان اقوال کی' جب تک زبان کے استعمالات سے تائید نہ ہو' کوئی اہمیت نہیں ہے (۱)۔ بہر حال ہمارے نزدیک اس لفظ کے اندر قراءت یا تلاوت کے معنی کے لیے کوئی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے۔ اب اس آیت کے مفہوم اور اس کے اجزاء پر غور کیجئے' اوپر والی آیت میں معاندین کی جس سعی فی المعاجزۃ کا ذکر ہے اسی کی طرف اشارہ کراتے ہوئے یہ نبی ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تم ہی کو پیش آئی ہو۔ تم سے پہلے جتنے بھی رسول اور نبی بھی آئے سب کو اسی طرح کے حالات سے سابقہ پیش آیا۔ جب بھی کسی نبی نے لوگوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے کوئی قدم اٹھایا' کوئی حوصلہ کیا' کوئی دعوت دی اور خلق کو سکھانے' سدھارنے' بلانے اور پرچانے کی کوشش کی تو اشرار و مفسدین نے اس طرح اس کے حوصلے کی راہ میں اڑنگے ڈالے اور اس کی آواز کو دبانے اور اس کی تعلیم و دعوت کو شکست دینے کی کوشش کی۔ یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ نبی ﷺ جب بھی دعوت و اصلاح کے ارادے سے اٹھتے تو ابولہب اور ابوجہل وغیرہ آپ کی تردید کے لیے سایہ کی طرح ساتھ ساتھ پھرتے۔

یہاں ہدایت و اصلاح کی راہ میں نبی ﷺ کے اِقدام کو تَمَنّی اور اس کی سعی و جہد کو اُمنِیَۃٌ سے تعبیر

---

(۱) یہ سارا تبصرہ ابن منظور افریقی کی تصنیف لطیف لسان العرب سے متعلق ہے' جنہوں نے مادہ: م'ن'ی کے تحت اس قول کو نقل کیا ہے' مطالعہ فرمائیں: ۱۳: ۲۰۳-۲۰۴ لیکن صاحب لسان العرب اس قول میں منفرد نہیں بلکہ تمنی بمعنی: قراءت کو دوسرے اہل لغت نے بھی لیے ہیں' مثلاً' جوہری لکھتے ہیں: تَمَنَّیْتُ الْکِتَابَ: قَرَأتُهٗ.

[الصحاح: ۲۴۹۸]

امام ازہری لکھتے ہیں: والتمني: التلاوة' قال الله: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ [سورۃ الحج ۲۲: ۵۲] أي: في تلاوته . [تہذیب اللغۃ ۱۵: ۳۸۳]

بلکہ صاحب اقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد نے [جلد ۲: صفحہ ۱۲۴۶ پر] اس کے مشہور معنی ان الفاظ میں نقل مشہور معنی ان الفاظ میں نقل کیے ہیں: تمنّی الکتاب: قَرَاَہٗ۔ ممکن ہے کہ مولانا اصلاحی صاحب نے پوری عبارت نہیں پڑھی' اس لیے مفسرین کے پیش کردہ معنی کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کر لیا۔

[حنیف عفا اللہ عنہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے۔ اُمْنِیَۃٌ کے معنی: آرزو ٗ حوصلہ اور ارمان کے ہیں۔ ان الفاظ کے استعمال سے مقصود اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کی تمنا اور آرزو تو شب و روز یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اس کی باتیں [آیات] اتارنے کی کوئی راہ کھلے اور وہ یہ راہ کھولنے کے لیے طرح طرح کے جتن کرتا رہتا ہے لیکن شیاطین ہر وقت یہ راہ مارنے کے لیے گھات میں رہتے ہیں اور جہاں ان کو نبی کی کوئی بات بنتی نظر آئی فوراً اس کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کر دیتے ہیں۔ یہ امر یاد رکھیے کہ شیاطین اس وقت تک تو میٹھی نیند سوتے رہتے ہیں ٗ جب تک کہ وہ دیکھتے ہیں کہ کسی طرف سے کلمہ حق کی صدا نہیں آ رہی ہے لیکن جب وہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی دعوتِ حق بلند ہوئی تو ان کو اپنا مستقبل خطرے میں نظر آنے لگتا ہے اور پھر وہ اس کی مخالفت کے لیے اپنے تمام حربوں سے مسلح ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ لفظ شیطان یہاں بطور اسم جنس ہے اور اس سے مراد شیاطین انس و جن دونوں ہیں ٗ یعنی دونوں گٹھ جوڑ کر کے نبی کو شکست دینے کے لیے متحدہ محاذ بنا لیتے ہیں۔

﴿اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ نبی کے کام و اقدام اور اس کے ارادوں اور منصوبوں میں طرح طرح سے رخنہ اندازیاں کرتے اور قسم قسم کے اعتراضوں ٗ طعنوں ٗ شگوفہ بازیوں سے اس کے کلام و پیغام کے اثر کو مٹانے کے درپے ہوتے ہیں۔

نسخ کے معنی مٹانے کے ہیں اور اِحکام کے معنی پا بر جا اور مستحکم کرنے کے ٗ مطلب یہ ہے کہ انبیاء و رسل کو یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کی سنت کے تحت پیش آتی ہے اور اس کا فائدہ دعوتِ حق کو پہنچتا ہے۔ حق و باطل کے اس تصادم کا نتیجہ بالآخر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے اٹھائے ہوئے فتنوں کو تو جھاگ کی طرح بٹھا دیتا ہے اور اپنی اور اپنے رسول کی باتوں کو دلوں میں رسوخ و استحکام بخشتا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ: یہ تسلی کے مضمون کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے حوالہ سے مزید مؤکد و مدلل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق و باطل میں یہ کش مکش کراتا ہے اور اپنے نبیوں کی دعوت کے مقابلہ میں شیاطین کو بھی زور آزمائی و فتنہ انگیزی کا موقع جو دیتا ہے تو یہ سب کچھ اس کے علم و حکمت پر مبنی ہے ٗ اس وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نبی کو اللہ کے علم اور اس کی حکمت پر بھروسا رکھنا چاہئے کہ جو کچھ پیش آئے وہ اللہ تعالی کے علم وحکمت پر مبنی ہوگا اور اس کی دعوت کے حق میں بہتر نکلے گا۔

[تدبر قرآن ۵:۲۶۸-۲۶۹]

التفسير البغوي = معالم التنزيل

ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد' الفراء' محی السنۃ' البغوی' محدث' فقیہ اور مفسر تھے۔ ہرات و مرو کے مابین واقع قصبہ بَغا میں ۴۳۶ھ = ۱۰۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ فراء [پوستین فروش] کے نام سے شہرت پائی۔ شافعی فقیہ تھے۔ عابد وزاہد اور قانع بزرگ تھے۔ ہمیشہ طہارت اور صفائی میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث میں مَصَابِيحُ السُّنَّةِ اور شَرْحُ السُّنَّةِ کے نام سے بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ ۵۱۰ھ = ۱۱۱۷ء کو مروالروذ میں وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۲:۱۳۶' الاعلام ۲:۲۵۹]

امام بغوی ایک بڑے مفسر ہیں۔ فن تفسیر میں ان کی کتاب "مَعَالِمُ التَّنْزِيلِ" مشہور ترین کتاب ہے۔ حافظ ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے: وله القدمُ الراسخُ في التفسير.

[سیر اعلام النبلاء ۱۹:۴۴۱]

"[امام بغوی] تفسیر میں راسخ القدم ہیں۔"

حافظ ابن تیمیہ سے پوچھا گیا کہ علامہ زمخشری' علامہ قرطبی اور امام بغوی کی تفسیروں میں کن کی تفسیر بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: أمّا التفاسير الثلاثةُ المسئول عنها فأسلمها من البدعة و الأحاديث الضعيفة: البغويُّ ' لكنه مختصرٌ من تفسير الثعلبي ' و حذف منه الأحاديث الموضوعة' و البدع التي فيه' و حذف أشياء غير ذلك. [مجموع الفتاوی ۱۳:۱۷۱]

"ان تینوں میں بدعات اور ضعیف روایات سے زیادہ محفوظ امام بغوی کی تفسیر ہے لیکن تفسیر ثعلبی سے وہ کسی قدر مختصر ہے' انہوں نے اس میں سے موضوع احادیث' بدعات اور غلط خیالات اور غیر ضروری چیزیں حذف کر دی ہیں۔"

حافظ ابن تیمیہ یہ بھی لکھتے ہیں: لـمّا كان البغوي عالماً بالحديث' أعلم به من الثعلبي و الواحدي' و كان تفسيره مختصر تفسير الثعلبي ' لم يذكر في تفسيره شيئًا من هذه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأحاديث الموضوعة التي يرويها الثعلبي، ولا ذكر تفاسير أهل البدع التي ذكرها الثعلبي مع أنَّ الثعلبي فيه خيرٌ و دينٌ، لكن لا خُبرَة له بالصحيح و السقيم من الأحاديث، ولا يُمَيِّزُ بين السنةِ و البدعة في كثير من الأقوال. [منهاج السنة النبویۃ۴:۶۹]

''امام بغوی، امام ثعلبی اور امام واحدی سے حدیث کا زیادہ علم رکھتے تھے اور اُن کی تفسیر، تفسیر ثعلبی ہی کا اختصار ہے، مگر اُنہوں نے اپنی تفسیر میں وہ موضوع اَحادیث روایت نہیں کیں جنہیں امام ثعلبی روایت کرتے ہیں اسی طرح وہ اہل بدعت کی وہ تفسیر بھی نقل نہیں کرتے جسے امام ثعلبی نقل کرتے ہیں اگرچہ ثعلبی میں خیر اور دین موجود ہے لیکن وہ احادیث میں صحیح و سقیم کی خبر نہیں رکھتے اسی طرح وہ بہت سے اَقوال میں سنت و بدعت کے مابین فرق و امتیاز نہیں کرتے۔''

علامہ الاسنوی لکھتے ہیں: الإمام في التفسیر و الحدیث و الفقه.

[طبقات الشافعیۃ ۱:۱۰۱، ت:۱۷۷]

''امام بغوی فقہ، حدیث اور تفسیر کے امام تھے۔''

علامہ خازِن نے ان کی تفسیر پر کام کیا، وہ فرماتے ہیں: لمَّا کان کتاب معالم التنزیل من أجل المصنَّفاتِ في علم التفسیر و أعلاها و أنبلها و أسناها، جامعاً للصحیح من الأقاویل، عاریاً عن الشبه و التصحیف و التبدیل، مُحَلًّی بالأحادیث النبویة، مطرزاً بالأحکام الشرعیة مُوَشًّی بالقصص الغریبة و أخبار الماضیین، مرصّعاً بأحسن الإشارات...... ولما کان هذا الکتاب کما وصفتُ أحببتُ أن أنتخب مِن غُرَرِ فوائده و دُرَرِ فرائده و زَواهِرِ نصوصه و جواهر فصوصه مختصراً جامعاً لمعاني التفسیر و لباب التأویل و التعبیر حاویاً لخلاصة منقوله، متضمناً لنکته و أصوله مع فوائد نقلتها و فرائد لخصتها.

[تفسیر الخازن ۱:۳-۴]

''فن تفسیر کی کتابوں میں معالم التنزیل ایک بہترین، اعلیٰ، پاکیزہ اور صحیح اقوال کی جامع کتاب ہے جو شبہ اور تبدیل و ترمیم سے مبرا ہے اور احادیث نبوی سے آراستہ، احکام شرعیہ سے پیراستہ اور عجیب و غریب قصے کہانیوں سے پاک ہے اور جب ان تمام خوبیوں سے متصف تھی تو میں نے چاہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کی مفید باتوں، نادر موتیوں، جواہر پاروں اور شگفتہ کلیوں کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ چن لوں۔''

امام بغوی اپنی اس کتاب کے سبب تالیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

سألني جماعةٌ من أصحابي المخلصين على اقتباس العلم مقبلين كتاباً في معالم التنزيل و تفسيره، فأجبتُهم إليه معتمداً على فضل الله تعالى وتيسيره ممتثلاً وصية رسول اللهﷺ أنه قال: إنَّ رجالاً ياتونكم مِن أقطار الأرض يتفقهون في الدين فإذا أتوكم فاستوصوابِهم خَيراً. وإقتداءً بالماضيين من السلف في تدوين العلم إبقاءً على الخلق وليس على ما فعلوه مزيد. [معالم التنزيل ۱:۳]

''میرے کچھ مخلص دوستوں نے مجھ سے درخواست کی کہ قرآن کی تفسیر میں ایک معلومات افزا کتاب تیار کروں پس میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق پر بھروسا کر کے اور نبی کریم ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ: لوگ تمہارے پاس دور دور سے دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے تم ان کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا۔ نیز علم کی تدوین اور اس کے بقاء کی جدوجہد میں سلف صالحین کی اقتداء کرتے ہوئے اس کام کے لیے میں تیار ہو گیا۔''

مزید لکھتے ہیں: جمعتُ بعونِ اللهِ وحسنِ توفيقه فيماسألوا كتاباًمتوسطاً بين الطويل المُمِلِّ والقصيرِ المُخِلِ، أرجو أن يكون مفيداً لمن أقبَلَ على تحصيله مزيداً.

[معالم التنزیل ۱:۳]

''میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی توفیق سے ایک متوسط درجہ کی کتاب تیار کر لی جو اس قدر مفصل نہ تھی کہ پڑھنے والے اکتا جائیں اور نہ اس قدر مختصر کہ مفہوم کا سمجھنا ہی دشوار ہو۔ مجھے امید ہے کہ قارئین اسے مفید پائیں گے۔''

تفسیر معالم التنزیل کے مآخذ

امام بغوی نے اپنی اس تفسیر میں جن مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا ہے ان کی صراحت کر دی ہے جو زیادہ تر وہی ہیں جن کی خبران کو ان کے شیخ ابو سعید احمد بن محمد الشریحی الخوارزمی نے اپنے شیخ ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق بن محمد بن ابراہیم ثعلبی کے واسطے سے ان کو دی ہے۔ انہوں نے اپنی سند تفصیل سے بیان کی ہے۔ وہ مصادر درج ذیل ہیں:

-۱:تفسیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ: انہوں نے تین سندوں سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ علی بن ابو طلحہ الوالبی' عطیہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عکرمہ کے واسطے سے۔

-۲:تفسیر مجاہد بن جبر مکی: اس کے راوی ابن ابی نجیم ہیں۔

-۳:تفسیر عطاء بن ابی رباح: اس کے راوی ابن جریج ہیں۔

-۴:تفسیر الحسن بصری اس کی روایت عمرو بن عبید نے کی ہے۔

-۵:تفسیر قتادۃ: یہ تفسیر انہوں نے دو واسطوں سے نقل کی ہے: ایک شبان بن عبدالرحمٰن نحوی اور دوسرا واسطہ معمر کا ہے۔

-۶:تفسیر ابی العالیہ رفیع بن مہران الریاحی۔ اس کے راوی ربیع بن انس ہیں۔

-۷:تفسیر محمد بن کعب القرظی: یہ تفسیر ابو معشر کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔

-۸:تفسیر زید بن اسلم: اس تفسیر کی روایت عبداللہ بن وہب نے کی ہے۔

-۹:تفسیر الکلبی: اسے امام بغوی نے اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد بن حسن مروزی سے ماہ رمضان ۴۶۳ھ میں مقام مرو میں پڑھا ہے اور محمد بن مروان کے واسطے سے بیان کیا ہے۔

-۱۰:تفسیر الضحاک بن مزاحم: اس تفسیر کو بیان کرنے میں عبید بن سلیمان باہلی واسطہ ہیں۔

-۱۱:تفسیر مقاتل بن حیان: یہ تفسیر ابو معاذ کے واسطہ سے بیان ہوئی ہے۔

-۱۲:تفسیر مقاتل بن سلیمان: اس تفسیر کے راوی ابو صالح زیدانی ہیں۔

-۱۳:تفسیر السدی: یہ تفسیر اسباط کے حوالہ سے نقل ہوئی ہے۔ [معالم التنزیل ۱:۳-۵]

امام بغوی نے انہی مصادر کے ذکر پر اکتفا کیا ہے اور دوسرے مصادر کی طرف سرسری سا اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں: فهذه أسانيد أكثر مانقلته عن هولاء الأئمة وهي مسموعة من طرق سواها تركتُ ذكرها حذراً من الإطالة. [معالم التنزیل ۱:۵]

''جو سندیں یہاں مذکور ہیں ان کے علاوہ دوسری سندیں بھی ہیں جن کو طوالت کے اندیشے سے درج نہیں کیا گیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تفسیریں جن کا ذکر ان کے مصادر کے بیان میں موجود نہیں ہے مگر تفسیر میں ان کے حوالے ملتے ہیں، درج ذیل ہیں:

-۱: تفسیر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: آپ نے اس تفسیر سے کافی استفادہ کیا ہے مثلاً آیتِ کریمہ:

- وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ [سورۃ البقرۃ ۲:۲۰۶] کے تحت لکھتے ہیں: قال عبد الله بن مسعود : إنّ من أكبر الذنبِ عندَاللّٰهِ أن يقال للعبد: اِتَّقِ اللّٰه فيقول:عليك بنفسك. [معالم التنزیل ۱:۱۳۱]

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جب کسی شخص کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی جائے تو وہ یوں کہے کہ اپنے کام سے کام رکھو۔''

-يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ [سورۃ آل عمران ۳:۱۰۲] کے تحت لکھتے ہیں:

قال عبد الله بن مسعود : هو أن يطاع فلا يُعصَى. [معالم التنزیل ۱:۲۵۹]

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا حق تقویٰ یہ ہے کہ اُس کی ایسی اطاعت کی جائے کہ کبھی اُس کی نافرمانی نہ کی جائے۔''

- وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ [سورۃ آل عمران ۳:۱۶۹] کے تحت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

إنا قد سألنا عن ذلك رسولَ اللّٰه ﷺ فقال: أرواحهم كطيرٍ خضرٍ، و يُروَى: في جوف طيرٍ خُضرٍ، لها قناديلُ معلّقةٌ بالعرش تسرحُ من الجنة حيثُ شاء ت ثم تأوي إلى تلك القناديل ، فاطّلَعَ إليهم ربُّهُم اطِّلَاعَةً فقال: هل تشتهون شيئاً ؟قالوا : أيُّ شيئٍ نَشْتَهِي ونحنُ نسرحُ من الجنة حيث شِئنا ، ففعل ذلك بهم ثلاث مراتٍ، فلما رأَوا أنهم لم يُتركوا مِنْ أن يُسألوا قالوا : يا ربِّ ! نُرِيدُ أن تَرُدَّ أرواحَنا في أجسادنا حتى نُقتَلَ في سبيلك مرةً أخرَى، فلمّا رأى أنهم لايَسألون إلّا هذاتُرِكُوا. [معالم التنزیل ۱:۲۹۱]

''ہم نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: اُن کی اَرواح سبز پرندوں کے جسم میں ہوتی ہیں اور اُن کے لیے عرش کے ساتھ ساتھ کچھ قندیلیں لٹکی ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' یہ روحیں جنت میں جہاں چاہتی ہیں' وہاں سیر کرتی پھرتی ہیں' پھر ان قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں' اُن کے پروردگار نے اُن کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کس چیز کی خواہش کریں۔ ہم جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں۔ اُن کے رب نے اُن سے تین بار یہی سوال کیا' اُنہوں نے جب دیکھا کہ جواب دیے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کہا: ہمارے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم تیری راہ میں پھر جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھے گا کہ اُن کو کوئی اور حاجت نہیں' تو اُنہیں اُن کے حال پر چھوڑ دے گا (۱)۔''

–فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ [سورۃ النحل ۱۶:۶۹] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: قال عبد الله بن مسعود: العسلُ شفاءٌ من كل داءٍ' والقرآن شفاءٌ لمافي الصدور. ورُوِيَ عنه أنه قال: عليكم بالشفائين: القرآن و العسلُ. [معالم التنزیل ۳:۶۲]

''سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ نے فرمایا کہ شہد ہر جسمانی مرض کی دوا ہے اور قرآن ہر روحانی مرض کی دوا ہے' نیز انہی سے روایت ہے کہ شفا دینے والی دو چیزوں کو لازم کرلو: ایک قرآن مجید اور دوسرے شہد۔''

–۲: تفسیر ابی بن کعب ﷛: بہت سے مقامات پر اس تفسیر کے حوالے بھی ہیں' مثلاً:

– وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى. [سورۃ طٰہٰ ۲۰:۱۳۱]

''اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے۔''

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب ﷛ نے فرمایا: مَن لم يستعزَّ بعزِّ اللهِ تَقَطَّعَت نفسه حسرات' ومَن يتبع بصره فيما في أيدي الناس بطل حزنه' و مَن ظَنَّ أنَّ نعمة الله في مطعمه ومشربه وملبسه فقد قلَّ عمله وحضرعذابه. [معالم التنزیل ۳:۱۹۹]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عزت سے مطمئن نہ ہوگا حسرتیں اسے پامال کردیں گی اور جو شخص

(۱) یہ صحیح مسلم ۳:۱۵۰۲-۱۵۰۳' کتاب الامارۃ [۳۳] باب بيان أن أرواح الشهداء في الجنة وأنهم أحياء عندربهم يرزقون [۳۳] حدیث: ۱۲۱-[۱۸۸۷] کی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے مال و دولت کو حسرت آمیز نگاہ سے دیکھے گا اس کو غم لاحق ہوگا اور جو شخص خیال کرے گا کہ اللہ کی نعمت صرف اسے لباس اور کھانے پینے کی چیزیں دینے میں ہے تو اس کا عمل کم ہو جائے گا اور وہ مصیبت سے دوچار ہوگا۔''

۳۔ تفسیر طبری: اس تفسیر سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہے اگرچہ اس کی مثالیں کم ہیں مثلاً آیت:

فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا. [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۱]

''تو فرعون نے اس سے کہا کہ اے موسیٰ! میں سمجھتا ہوں کہ تو ضرور سحر زدہ ہے۔''

اس آیت کے تحت امام بغوی لکھتے ہیں: محمد بن جریر نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ:

معطي علم السحر، فهذه العجائب التي تفعلها من سحرك.

[معالم التنزیل ۳:۱۱۶، ابن جریر ۸:۱۵۸]

''مَسْحُوْرًا کا مطلب علم سحر سے واقف شخص ہے کہ یہ غیر معمولی اور انوکھے واقعات آپ کی سحر کاری کا نتیجہ ہیں۔''

۴۔ تفسیر الواقدی: آپ نے اس تفسیر سے بھی استفادہ کیا ہے۔ مثلاً آیت: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ. [سورۃ آل عمران ۳:۱۲۱]

''جب تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے اور مسلمانوں کو جنگ کے لیے جا بجا مامور کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ساری باتوں کو سنتا اور وہ نہایت باخبر ہے۔''

کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں: قال مجاهد والكلبي والواقدي: غدا رسول الله ﷺ من منزل عائشةَ رضي الله عنها يمشي على رِجليه إلى أُحُدٍ فجعل يصف أصحابه للقتال كما يقوم القدح. [معالم التنزیل ۱:۲۷۰]

''مجاہد، کلبی اور واقدی کے بقول رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان سے اُحد کی طرف پیدل روانہ ہوئے اور آپ صحابہؓ کی صف بندی کر رہے تھے جیسے کہ تیر سیدھی کی جاتی ہے۔''

امام بغوی کی تفسیر میں ائمہ لغت کے بہت سے اقوال کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہاں پر مختصر طور پر ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۱] الخلیل بن احمد – آیتِ کریمہ: يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ [سورۃ القصص ۲۸:۸۲] کے تحت لکھتے ہیں:

وقال الخليل: وَيْ مفصولةٌ مِن كَاَنَّ ومعناها التعجب كما تقول: وَيْ لِمَ فَعَلتَ ذلكَ، وذلك أن القوم تَندَّمُوا فقالوا: وَيْ متندمين على ماسلف منهم. [معالم التنزیل ۳:۳۹۳]

''خلیل کے بقول ''وَیْ، کَاَنَّ'' سے مفصولہ ہے جس کے معنی تعجب، افسوس اور ندامت کے ہیں جیسا کہ وَيْ لِمَ فَعَلتَ ذلكَ کہتے ہیں۔ قوم کو جب اپنے فعل پر ندامت ہوئی تو اُنہوں نے ایسا کہا(۱)۔''

[۲] الکسائی:

– آیتِ کریمہ: وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۱۲] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال الكسائي: تقولُ العربُ: أبصر النهارُ: إذا أضاء ت بحيث يُبصَرُ بها.

[معالم التنزیل ۳:۸۹]

''کسائی نے کہا: اہل عرب کے یہاں أَبْصَرَ النَّهَارُ کا اطلاق دن کے روشن ہو جانے پر ہوتا ہے۔''

[۳] ابن کیسان (۲)

– آیتِ کریمہ: وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ [سورۃ الرحمٰن ۵۵:۱۲] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال ابن كَيْسَان: اَلْعَصْفُ كلُّ شيئٍ يخرج منه الحبُّ، يبدو أوَّلاً ورقاً وهو العصف ثم يكون سوقاً ثم يُحدِثُ اللّٰه فيه أكماماً ثم يُحدِثُ من الأكمام الحَبُّ.

[معالم التنزیل ۴:۲۴۴]

''ابن کیسان نے کہا کہ اَلْعَصْفُ پتے کو کہتے ہیں۔ ہر وہ شے جس سے دانہ نکلتا ہو اس میں پہلے پتہ ہی ظاہر ہوتا ہے پھر اس کا تنا سامنے آتا ہے اور آخیر میں شگوفے بنتے ہیں پھر اس میں چھلکے نکلتے

---

(۱) وَيْ كَاَنَّ میں وَیْ تنبیہ کا کلمہ ہے جس طرح ہم اپنی زبان میں ارے کہتے ہیں اس طرح عربی میں وَیْ ہے اس کے ساتھ جب كَاَنَّ یا كَاَنَّ مل جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ارے! یہ تو گویا کہ وہی بات ہوئی۔

[تدبر قرآن ۵:۲۱۳]

(۲) محمد بن احمد بن ابراہیم ابوالحسن المعروف بابن کیسان۔ لغت اور نحو کے ماہر عالم تھے۔ بغداد سے تعلق تھا۔ مبرد اور ثعلب کے شاگرد رہے ہیں۔ ۲۹۹ھ=۹۱۲ء کو وفات پائی۔ [معجم الادباء ۱۷:۱۳۷، الاعلام ۵:۳۰۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔“

[۳]زجاج- آیت کریمہ:اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ[سورۃ البقرۃ۲:۱۸۷] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:قال الزجاج:الرفثُ کلمةٌ جامعةٌلکل مایریده الرجالُ من النساءِ.

[معالم التنزیل ۱:۱۱۱]

”الزجاج نے کہا کہ اَلرَّفَثُ ایک جامع لفظ ہے جس کے معنی ہر وہ کام ہے جسے آدمی اپنی بیوی سے انجام دیتا ہے۔“

[۴]ثعلب

- آیت کریمہ:بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقال ثعلب من الکوفیین:هو من الوسم والسِّمَةِ وهي العلامةُ‘و کأنه علامةٌ لمعناه و علامة للمسمَّی.[معالم التنزیل ۱:۱۲]

”کوفی علماء میں سے ثعلب نے فرمایا:اِسۡمٌ کا لفظ وَسۡمٌ اور اَلسِّمَةُ سے مشتق ہے۔جس کے معنی علامت کے ہیں۔گویا یہ اپنے معنی کی بھی علامت ہے اور مسمّٰی کی بھی علامت ہے۔“

تفسیر کا منہج

امام بغوی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تین فصلیں قائم کی ہیں۔

- پہلی فصل:قرآن مجید کی تعلیم اور اس کی فضیلتوں کے بارے میں ہے اور اس کے آغاز میں یہ حدیث درج ہے:خَیۡرُکُمۡ مَّنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَهٗ.

[صحیح بخاری‘ کتاب فضائل القرآن[۶۶] باب:خَیۡرُکُمۡ مَّنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَهٗ[۲۱] حدیث:۵۰۲۷]

”تم میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن مجید سیکھے اور اسے دوسرون کو سکھائے۔“

- دوسری فصل:تلاوت قرآن مجید کے فضائل کے بارے میں ہے اور اس فصل کی پہلی حدیث یہ ہے: المَاهِرُ بالقرآن مع السَّفَرَةِ الکِرامِ البَرَرَةِ.والذي یقرأالقرآن و یَتَتَعۡتَعُ فیه و هو علیه شاقٌّ له أجران. [صحیح مسلم‘ کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا[۶] باب فضل الماھر بالقرآن والذی یتتعتع فیہ [۳۸] حدیث:۲۴۴-[۷۹۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’قرآن مجید کا ماہر، نیک کار ملائکہ کی مجلس میں ہوگا اور جو شخص قرآن بمشکل مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اُسے دوہرا اُجر ملے گا۔‘‘

— تیسری فصل: بغیر علم کے تفسیر بالرائے کرنے والے شخص کے بارے میں آنے والی وعیدوں کے سلسلہ میں ہے۔

تفسیر کا عمومی انداز

— سب سے پہلے امام بغوی ہر سورۃ کا نام اور وجہ تسمیہ بتاتے ہیں پھر یہ واضح کرتے ہیں کہ وہ مکی سورۃ ہے یا مدنی اسی طرح مدنی سورتوں میں مکی آیات یا مکی سورتوں میں مدنی آیات کی نشان دہی بھی کرتے ہیں اور اس کے بارے میں مفسرین کے اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔ آیتوں کی تعداد بتاتے ہیں اور آخر میں اس سورۃ سے متعلق احادیث میں وارد فضائل بھی بیان کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے

— امام بغوی تفسیرِ قرآن مجید کے معاملہ میں قرآن مجید کو اکثر مقامات پر راہ نما بناتے ہیں اور ایک آیت کی وضاحت کے لیے دوسری آیت سے بھی مدد لیتے ہیں اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

[۱] سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں اسم کے معنی کے بارے میں لکھتے ہیں: الإسم هو المسمّٰی وعینه و ذاته، قال اللّٰه تعالی: إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی [سورۃ مریم۱۹:۷] أخبر أن اسمه یحیٰی ثم ناداه بالإسم فقال: یٰیَحْیٰی [سورۃ مریم۱۹:۱۲] وَقَالَ: مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَا [سورۃ یوسف۱۲:۴۰] وأراد: الشخصیات المعبودة، لأنهم کانوا یعبدون المسمیات و قال: تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ [سورۃ الرحمٰن۵۵:۷۸] وقال: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ [سورۃ الاعلیٰ ۸۷:۱]. [معالم التنزیل ۱:۱۱]

’’اسم جو کہ مسمّٰی ہے وہ اس کا عین بھی ہے اور ذات بھی۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اور دوسری آیت میں انہیں یٰیَحْیٰی سے [یعنی اسی اسم سے] مخاطب بھی کیا اسی طرح مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَا میں اسماء سے مراد معبود شخصیات ہیں اس لیے کہ کافر ان شخصیات کو پوجتے تھے اسی طرح تَبٰرَكَ اسْمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكَ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ میں بھی اسم کے معنی مسمّٰی ہی کے ہیں۔''

[۲] وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۵] کی تفسیر میں امام بغوی فرماتے ہیں:

وَيَمُدُّهُمْ: يَتْرُكُهُمْ وَيُمْهِلُهُمْ' والمَدُّ والإمدادُ واحِدٌ' وأصله الزيادة إلَّا أنَّ المَدَّ كثيراً ما يأتي في الشر' والإمدادُ في الخير' قال اللّٰه في المد: وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا [سورۃ مریم ۱۹: ۷۹] وقال في الإمداد: وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۶] وقال: وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ [سورۃ الطور ۵۲:۲۲]. [معالم التنزیل ۱:۲۴]

''وَيَمُدُّهُمْ کا مطلب يَتْرُكُهُمْ وَيُمْهِلُهُمْ ہے یعنی وہ انہیں چھوڑ دے گا اور انہیں ڈھیل دے گا اَلْمَدُّ و الإمْدَادُ دونوں ایک ہی ہیں جس کے معنی زیادتی؛ واضافہ کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ مَدٌّ کا استعمال عام طور سے شر [مصیبت اور برائی] کے سیاق میں ہوتا ہے اور اِمْدَادٌ کا استعمال خیر [بھلائی] کے پہلو سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا اور امداد کا استعمال اس طرح ہے: وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ اور وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ۔''

[۳] يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷۱] کے ذیل میں لکھتے ہیں: بكتابهم الذي فيه أعمالهم بدليل سياق الآية: فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ و يُسَمَّى الكتابُ إماماً كما قال: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ [سورۃ یٰس ۳۶:۱۲].

[معالم التنزیل ۳:۱۰۳]

''یہاں امام سے مراد کتاب یعنی نامہ اعمال ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ''اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں درج کر رکھا ہے۔''

– امام بغوی کی تفسیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ آیتوں کے درمیان ظاہری تعارض واشکال کو واضح اور آسان انداز میں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے:

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا.

[سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۹۷]

''اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے چہروں کے بل اندھا، بہرہ اور گونگا بنا کر اٹھائیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:**فإن قیل**: کیف وصفهم بأنهم عُمْيٌ وبُكمٌ وصُمٌّ، وقد قال: وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ [سورۃ الکہف۱۸:۵۳] وقال: سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا [سورۃ الفرقان۲۵:۱۲] وقال: دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا [سورۃ الفرقان۲۵:۱۳] أثبت الرؤية والكلامَ والسمع؟ **قيل**: يُحشرون على ما وَصَفهم الله ثم تُعادُ إليهم هذه الأشياء. **وجوابٌ آخر**: قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: عمياً لا يرون ما يسرُّهُم بكماً لا ينطقون بحجةٍ، صُمّاً لا يسمعون شيئاً يسرُّهم [معالم التنزیل۳:۱۱۴]

''اگر یہ اشکال پیش کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کو ان صفات سے کیسے متصف کیا حالانکہ سورۃ الکہف[۱۸:۵۳] میں ہے کہ: ''مجرم آگ کو دیکھیں گے۔'' سورۃ الفرقان[۲۵:۱۲] میں ہے کہ ''وہ اس جہنم کی غضب ناکی اور جوش کی آوازیں سنیں گے۔'' اور سورۃ الفرقان[۲۵:۱۳] میں ہے کہ ''وہ اس وقت ہلاکت پکاریں گے۔'' ان آیتوں سے اہل جہنم کی بینائی، گویائی اور سماعت تینوں ثابت ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو پہلے اسی حال میں اٹھائے گا جس کا ذکر پہلی آیت میں ہوا ہے۔ بعد میں ان کی وہ کیفیت ہو جائے گی جن کا ذکر آخری تین آیتوں میں ہوا ہے۔ اس کا ایک اور جواب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ دیا ہے کہ عُمْيًا سے مراد یہ ہے کہ وہ کوئی خوش کن منظر نہ دیکھ سکیں گے جب کہ بُكْمًا سے مراد یہ ہے کہ وہ دلیل وحجت کے ساتھ بات نہ کر سکیں گے اور صُمًّا سے مراد یہ ہے کہ وہ کوئی مسرت آمیز بات نہ سن سکیں گے۔''

- قرآن مجید میں درج ذیل آیات بظاہر آپس میں متضاد نظر آتی ہیں:

پہلی آیت ہے: رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ. [سورۃ الصافات۳۷:۵]

دوسری آیت ہے: رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ. [سورۃ الرحمٰن۵۵:۱۷]

تیسری آیت ہے: فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ. [سورۃ المعارج۷۰:۴۰]

چوتھی آیت ہے: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. [سورۃ المزمل۷۳:۹]

امام بغوی نے درج بالا آیتوں کے بارے میں لکھا ہے: کیف وجه التوفيق بين هذه الآيات؟ **قيل**: أما قوله: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ أراد به جهة المشرق وجهة المغرب. وقوله: رَبُّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ أراد مشرق الشتاء ومشرق الصيف‘ وأراد بالمغربين: مغرب الشتاء ومغرب الصيف. و قوله : بِرِبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ أراد اللّٰه أنه خلق للشمس ثلاثمائة وستين كوةً في المشرق و ثلاثمائة و ستين كوةً في المغرب على عدد أيام السَّنَةِ ‘ تطلع الشمس كل يوم من كُوَّةٍ منها و تغرب في كُوَّةٍ منها‘لاترجع إلى الكُوَّةِ التي تطلع الشمس منها من ذلك اليوم إلى العام المقبلِ‘ فهي المشارق و المغارب . و قيل: كل موضع شرقت عليه الشمس فهو مشرقٌ و كل موضع غربت عليه الشمس فهو مغربٌ‘كأنه أرادَ:ربُّ جميع ماشرقت عليه الشمس و غربت.[معالم التنزیل ۴:۱۹]

”رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ سے مشرق اور مغرب کی سمت مراد ہے۔رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ سے سردی اور گرمی کے مقام طلوع وغروب مراد ہیں جب کہ مشارق ومغارب کے رب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کے لیے تین سوساٹھ راستے[روشن دان] مشرق میں اور اتنے ہی راستے[روشن دان] مغرب میں سال کے دنوں[یعنی:٣٦٠] کے برابر بنا رکھے ہیں اور ہر دن سورج ایک نئے راستے[روشن دان] سے طلوع ہوتا ہے اور اس طرح ایک نئے راستے[روشن دان] پر غروب ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں سورج طلوع ہو وہ مشرق ہے اسی طرح جہاں غروب ہو وہ مغرب ہے گویا اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور جن پر غروب ہوتا ہے۔“

احادیث نبویہ سے قرآن مجید کی تفسیر

امام بغوی نے آیتوں کے معانی اور مفاہیم کی وضاحت کے لیے احادیثِ نبویہ سے بھی خصوصی مدد لی ہے یہ ان کا امتیازی وصف ہے خود انہوں نے مقدمہ میں اس کی بھی وضاحت کردی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:وَمَاذَكَرتُ مِن أحاديث رسول اللّٰه ﷺ في أثناء الكتاب على وِفاق آيةٍ أو بيان حكمٍ‘ فإنَّ الكتاب يطلبُ بيانه من السُّنَّة ‘وعليهما مدار الشرع وأمور الدين ‘ فهي من الكتب المسموعة للحفاظ وأئمة الحديث ‘ وأعرضتُ عن ذكر المناكير و ما لايليق بحال التفسير.[معالم التنزیل۱:۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے کسی آیت کی تفسیر یا حکمِ شرعی کی توضیح میں جہاں کہیں احادیث درج کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابِ الٰہی کی وضاحت وصراحت کے لیے اس کی ضرورت تھی۔ کتاب اللہ کی توضیح وتفسیر سنت سے طلب کی جاتی ہے۔ شریعت اور امورِ دین کا انحصار اِن دونوں [قرآن مجید اور سنت] ہی پر ہے۔ میں نے احادیث نبویہ کو معتبر حفاظِ حدیث سے اخذ کیا ہے اور منکر اور غیر متعلق روایات سے اِحتراز کیا ہے۔''

افسوس! کہ اس کا پورا پورا لحاظ نہیں کیا گیا اور تفسیر میں کئی بے بنیاد روایتیں در آئیں جیسے:

۱- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا سبب ہے کہ آپ نے سورۃ التوبۃ کو سورۃ الانفال سے علیحدہ تو کر لیا ہے مگر اس کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو نہیں لکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سورۃ الانفال ہجرت کے تقریباً فوراً بعد نازل ہوئی اور سورۃ براءۃ مدنی زندگی کے بالکل اخیر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے ہم پوچھ نہ سکے اسے ہم کس سورۃ کے آگے پیچھے لگا دیں۔ اب ان دونوں سورتوں کا مضمون بالکل ایک جیسا ہے اس لیے ہم نے ایک دوسرے کے بعد ان دونوں سورتوں کو لکھا اور ان کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں لکھا۔ [معالم التنزیل ۲:۲۲۴]

یہ سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ [۲] باب من جہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم [۱۲۵] حدیث: ۷۸۶، سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن [۴۸] تفسیر سورۃ التوبۃ [۱۰] حدیث: ۳۰۸۶، مسند احمد ۱: ۵۷، ۶۹، المستدرک ۲: ۲۲۱، ۲۳۰، الاحسان ۱: ۲۳۰، حدیث: ۴۳ کی روایت ہے جس کے بارے میں استاذ احمد محمد شاکر لکھتے ہیں: في إسناده نظرٌ كثيرٌ، بل هو عندي ضعيفٌ جداً، بل هو حديثٌ لا أصل له، يدور إسناده في كل رواياته على يزيد الفارسي ويزيد الفارسي هذا اختلف فيه ...... وهو يكاد يكون مجهولاً، ويذكره البخاري في الضعفاء، فلا يقبل منه مثل هذا الحديث ينفرد به، وفيه تشكيكٌ في معرفة سور القرآن، الثابتة بالتواتر القطعي، قراءةً وسماعاً وكتابةً في المصاحف، وفيه تشكيكٌ في اثبات البسملة في أوائل السور كأنّ عثمان كان يثبتها برأيه وينفيها برأيه، وحاشاه من ذلك، فلا علينا إذاً قلنا إنه حديثٌ لا أصل له. [شرح مسند احمد ۱: ۳۳۲-۳۳۳، بذیل حدیث: ۳۹۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کی سند میں بہت طویل کلام ہے۔ میرے نزدیک یہ روایت شدید ضعیف بلکہ بالکل بے اصل ہے' اس کا سارا دارومدار یزید الفارسی پر ہے جو مجہول ہے جو اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہے۔ امام بخاری نے الضعفاء میں اُن کا تذکرہ کیا ہے' اس لیے جس روایت میں وہ منفرد ہے' قابلِ قبول نہیں' نیز قرآن مجید کی ترتیب توقیفی ہے اور اس کا محفوظ رہنا یقینی اور قطعی ہے جب کہ یہ روایت اس قطعی الثبوت کتاب میں شک وابہام پیدا کرنے کا سبب ہے۔ اس روایت سے سورتوں کی ابتداء میں بسم اللہ لکھنے کے بارے میں یہ ابہام پیدا ہوتا ہے کہ گویا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی مرضی سے بعض سورتوں میں بسم اللہ کو لکھ لیتے ہیں اور بعض میں نہیں لکھتے' حالانکہ وہ ایسا کرنے سے کوسوں دور ہیں' اس لیے ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ یہ روایت بے اصل ہے اور اس بارے میں ہم بالکل ملامت نہیں ہیں۔''

مفسر قرطبی فرماتے ہیں: والصحیح أن التسمیة لم تکتب' لأن جبریل علیہ السلام ما نزل بها في هذه السورة قاله القشیري.

[تفسیر القرطبی ۸: ۶۰' تفسیر سورۃ البراءۃ ۹: ۱' البرہان فی علوم القرآن ۱: ۲۶۳]

''اس سورۃ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ لکھنے کی صحیح وجہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل نہیں ہوئی تھی' یہ بات امام قشیری نے فرمائی ہے۔''

۲- وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۲۹] کے تحت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ایک بچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے استدعاء کی کہ اپنی زرہ اسے پہنائیں اس وقت اُن کی ایک ہی قمیص تھی جسے آپ ﷺ اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ابھی تو ظہر ہونے والی ہے کچھ دیر بعد آجانا۔ بچہ اپنی ماں کے پاس آیا اور آپ ﷺ کا ارشاد اسے سنایا اور واپس آکر کہنے لگا: میری والدہ آپ سے استدعاء کرتی ہے کہ جو زرہ آپ نے پہنی ہے' وہی مجھے دیجیے۔ آپ نے اندر جا کر قمیص اُتار کر بچے کو دے دیا اور خود گھر کے اندر بغیر قمیص کے بیٹھ گئے۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جب آپ ﷺ بروقت نماز کے لیے نہیں نکلے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اندر جا کر دیکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ کے پاس قمیص نہیں ہے اُس وقت درج بالا آیت کریمہ نازل ہوئی۔''

[معالم التنزیل ۳:۹۳]

اس آیت کا سبب نزول ان کتابوں میں بھی موجود ہے: اسباب النزول' واحدی: ۴۷۵' روایت: ۲۹۲' زادالمسیر' ابن جوزی ۳:۲۱' روایت: ۸۹۴' تفسیر قرطبی ۱۰: ۲۲۰' روایت: ۴۰۱۶' اسباب النزول' سیوطی: ۱۴۷' روایت: ۶۴۴

یہ روایت شدید ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا ایک راوی سلیمان بن سفیان جہنی ہے جس کے بارے میں حافظ ابوزرعۃ فرماتے ہیں کہ اس نے عبداللہ بن دینار سے تین روایتیں نقل کی ہیں جو ساری کی ساری منکر ہیں۔ [میزان الاعتدال ۲:۲۰۹' ترجمہ: ۳۴۷۰]

اس کا ایک راوی قیس بن ربیع ہے جو صدوق ہونے کے ساتھ سوءِ حفظ کا شکار تھے۔ کثیرالخطأ تھے۔ منکر الحدیث اور متروک تھے۔ [میزان الاعتدال ۳:۳۹۳' ترجمہ: ۶۹۱۱]

اس روایت کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: لَمْ أجِدْہُ. [الکافی الشاف ۲:۶۲۲]

''یہ روایت مجھے نہیں ملی۔''

اس قسم کے الفاظ کے بارے میں علامہ ابن عراق لکھتے ہیں: أن الحفاظ الذین ذکرھم و أضرابھم إذاقال أحدھم في حدیث: لاأعرفه' أو: لاأصل له' کفی ذلك في الحکم علیه بالوضع. [تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ۱:۸]

''جن حفاظ کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے [جیسے: امام احمد' امام علی المدینی' امام یحییٰ بن معین' امام بخاری' امام ابوحاتم' امام ابوزرعۃ' امام نسائی اور امام دارقطنی وغیرہ] کا کسی روایت کے بارے میں لاأعرفه یالاأصل له کے الفاظ بولنا اس روایت کے موضوع ہونے کی پوری دلیل ہے۔''

— سورۃ الانبیاء ۲۱:۹۸: اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ کے تحت لکھتے ہیں:

ابن زبعری نے یہ آیت پیش کر کے پوچھا: یہود سیدنا عزیر علیہ السلام کی' نصاریٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اور بنو ملیح ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں وہ بھی جہنم میں جائیں گے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ یہ تو شیطان کی عبادت کرتے ہیں اور پھر ابن زبعری کے بارے میں سورۃ الزخرف کی آیت: ۵۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوئی: مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۔ [معالم التنزیل ۳: ۲۲۷]

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: وهو شيئٌ لا أصل له، ولا يوجدُ، لامسنداً ولا غير مسند. [تخریج احادیث الکشاف ۳: ۱۳۶]

"یہ ایک بے اصل چیز ہے۔ [حدیث کی کسی کتاب میں] نہ باسند ملتی ہے اور نہ بلا سند۔"

اور علامہ خفاجی مصری، حنفی لکھتے ہیں: والوضع عليه ظاهرٌ، والعجب ممن نقله من المحدثين. [حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی ۶: ۲۷۳-۲۷۴]

"اس پر وضع کے آثار ظاہر ہیں اور اُن محدثین سے تعجب ہے جنھوں نے اسے نقل کیا ہے۔"

کوئی قاری یہ بھی نہیں جانتا کہ یہ ابن الزبعری کون تھا؟ آیئے میں آپ کو بتادوں کہ یہ کون ہیں، سو یہ ہیں سیدنا عبداللہ بن زبعری بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص قرشی سہمی رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔ ابتداء میں اسلام کے شدید مخالف تھے۔ فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔ [الاستیعاب: ۴۵۰-۴۵۲، ترجمہ: ۱۵۶۰، اسد الغابہ ۳: ۵۸-۵۹، ترجمہ: ۲۹۴۷]

– سورۃ القصص ۲۸: ۲۸ کے تحت لکھتے ہیں: سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے کہ سیدنا شعیب علیہ السلام اتنا روئے کہ اُن کی نظر جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں شفایاب کیا پھر اتنا روئے کہ اُن کی نظر جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں شفایاب کیا اور اُن سے پوچھا: جنت کی شوق میں روتے ہو یا جہنم سے خوف کے سبب؟ آپ نے فرمایا: تیری ملاقات کے شوق میں روتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں وحی کی: شعیب! خوش رہو اور اس لیے تو میں نے تمھیں موسیٰ علیہ السلام کا مخدوم بنا لیا۔ [معالم التنزیل ۳: ۳۸۰-۳۸۱]

یہ روایت شدید ضعیف ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ۶: ۳۱۵ میں اسماعیل بن علی استراباذی کے حوالے سے نقل کر کے اس راوی کے بارے میں لکھا ہے: روایت حدیث کے سلسلے میں ثقہ نہیں۔ [تاریخ بغداد ۶: ۳۱۶]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: یہ روایت بے اصل اور باطل ہے۔ [میزان الاعتدال ۱: ۲۳۹، ترجمہ: ۹۲۰]

پھر یہ بھی ہے کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ شیخ مدین شعیب علیہ السلام نہیں تھے اس لیے کہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا شعیب علیہ السلام کا زمانہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے کا ہے جن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان صدیاں گزر چکی ہیں۔قرآن مجید کہتا ہے کہ سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:وَمَاقَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ.[سورۃ ہود ۱۱:۸۹]

''اور قومِ لوط[علیہ السلام کا معاملہ]تم سے کچھ دور نہیں ہے۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:وقد كان هلاك قوم لوط في زمن الخليل علیہ السلام بنص القرآن،وقد علم أنه كان بين الخليل و موسى عليهما السلام مدةً طويلةً تزيدعلى أربع مائة سنةٍ كماذكره غيرواحد.[تفسیر ابن کثیر ۱۰:۴۵۲،بذیل تفسیر سورۃ القصص ۲۸:۲۵]

''قرآن مجید کے مطابق قومِ لوط علیہ السلام کی ہلاکت کا زمانہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے،اور یہ بھی یقینی طور پر معلوم ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مابین کا زمانہ چار سو سال سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ بہت سے علماء نے کہا ہے۔''

حافظ ابن کثیر یہ بھی لکھتے ہیں:ثم من المقوي لكونه ليس بشعيب علیہ السلام أنه لو كان إياه لأوشك أن ينص على إسمه في القرآن هاهنا.

[تفسیر ابن کثیر ۱۰:۴۵۲،بذیل تفسیر سورۃ القصص ۲۸:۲۵]

''اس قول کی تائید کے لیے یہ دلیل بھی قوت رکھتی ہے کہ اگر صاحبِ موسیٰ شعیب علیہ السلام ہوتے تو قرآن مجید اس مقام پر ضرور اُن کے نام کی تصریح کرتا اور اُسے مجمل اور مبہم نہ چھوڑتا۔''

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:ليس هو شعيباً علیہ السلام كمايظنه بعض الغالطين،بل علماء المسلمين من السلف و أهل الكتاب يعرفون أنه ليس شعيباً علیہ السلام.

[مجموع الفتاوی ۲۰:۱۹۷]

''شیخ مدین سیدنا شعیب علیہ السلام نہیں ہیں،جیسا کہ بعض علماء سے تسامح ہوا ہے۔اہلِ اسلام کے اسلاف اور اہلِ کتاب کے علماء اس سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ سیدنا شعیب علیہ السلام نہیں تھے۔''

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:ولم يُذكر عن هذاالشيخ أنه كان شعيباً علیہ السلام ولاأنه كان نبياً،ولا نُقِل عن أحدٍ من الصحابة أن هذا الشيخ الذي صاهَرَ موسى علیہ السلام كان شعيباً علیہ السلام النبي،لا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ و لاغيره،بل المنقول عن الصحابة أنه لم يكن هو شعيب علیہ السلام.[جامع الرسائل ۱:۶۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قرآن مجید میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ یہ شیخ شعیب ؑ تھے اور نہ کہیں یہ مذکور ہے کہ یہ شیخ نبی تھے' بلکہ اہلِ کتاب کے نزدیک بھی شیخ نبی نہیں تھے' کسی صحابی سے صحیح سند کے ساتھ کہیں بھی مذکور نہیں کہ سیدنا موسیٰ ؑ کے خسر سیدنا شعیب ؑ تھے' یہ روایت نہ تو سیدنا ابن عباس ؓ کی ہے اور نہ کسی اور صحابی کی' بلکہ صحابہ سے تو یہ ثابت ہے کہ مذکورہ شیخ شعیب ؑ نہیں تھے۔''

امام ابن جریر اور حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: وهذا مما لا يدرك علمه إلّا بخبر' ولا خبر بذلك تجب حجته' فلا قول في ذلك أولى بالصواب مما قاله الله.

[تفسیر ابن جریر ۱۰:۶۱' تفسیر ابن کثیر ۱۰:۴۵۲]

''نام کی تصریح کا یہ معاملہ حدیث کے بغیر طے نہیں ہو سکتا اور اس سلسلہ میں کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے جو حجت اور دلیل بن سکے' پس اس سلسلہ میں بہتر قول وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا ہے' یعنی: نام کے تعین کے بارے میں سکوت۔''

-اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ [سورۃ العنکبوت ۲۹:۴۵] کے تحت لکھتے ہیں:

سیدنا انس ؓ سے روایت کی گئی ہے کہ انصار میں سے ایک جوان تھا جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں پنج وقتہ نماز پڑھا کرتا تھا مگر کسی بھی فحش کام سے نہیں رُکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اُس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: اُس کی نماز ایک روز اسے روکے گی کچھ روز بعد اُس کی حالت سدھر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اُس کی نماز ایک روز اسے روکے گی؟''

اس روایت کے بارے میں بھی حافظ ابن حجر نے لَمْ أَجِدْهُ کے الفاظ لکھے ہیں۔

[الکافی الشاف ۳:۴۵۶]

-وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ [سورۃ الاحزاب ۳۳:۳۷] کے تحت لکھتے ہیں: إن رسول الله ﷺ أتى زيداً يوماً لحاجةٍ فأبصر زينب قائمةً في درعٍ وخمارٍ و كانت بيضاء جميلةً ذات خُلقٍ مِن أتم نساء قريش فوقعت في نفسه و أعجبه حسنها فقال: سُبْحَانَ اللّٰهِ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ. [معالم التنزیل ۳:۴۵۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے کسی کام کے سلسلے میں سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے ملنے اُن کے گھر گئے' وہ گھر پر موجود نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو خوب صورت لباس میں ملبوس دیکھا اُن کا شمار قریش کی حسین ترین عورتوں میں ہوتا تھا وہ نبی اکرم ﷺ کے دل میں کُھب گئیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: سُبحَانَ اللّٰهِ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ.

اس روایت کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر۔ امام بغوی نے اس کی کوئی سند نہیں لکھی۔ یہ بالکل وہی بات ہے جس کا ذکر امام ابن جریر کی تفسیر کے تحت ہو چکا ہے۔

امام بغوی کی تفسیر میں احادیث نبوی بکثرت نقل ہوئی ہیں اور ان میں اکثر احادیث کے ساتھ وہ اپنی سند بھی نقل کرتے ہیں مثلاً آیت: وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا [سورة البقرة ۲:۱۲۵] کے ذیل میں لکھتے ہیں: مجھ سے عبدالواحد الملیحی نے ان سے احمد بن عبداللہ النعیمی نے ان سے محمد بن یوسف نے ان سے محمد بن اسماعیل نے ان سے علی بن عبداللہ نے ان سے جریر نے اُن سے منصور نے اُن سے مجاہد نے طاؤس کے واسطہ سے اور انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: إنَّ هذا البلد حرمه اللّٰه يوم خلق السمٰوات و الأرض فهو حرامٌ بحُرمةِ اللّٰه إلى يوم القيٰمة لايُعضَدُ شوكه و لاينفر صيده و لايلتقط لقطته إلّامَن عَرَّفها و لايُختَلى خلاه. [معالم التنزیل ۱:۱۴۷]

''اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو آسمان وزمین پیدا کیے جانے کے دن حرام قرار دیا تھا پس اس کی حرمت قیامت تک کے لیے ہے۔ پس اس کے [درختوں کے] کانٹے تک بھی نہیں کاٹے جاسکتے۔ یہاں کے شکار بھی نہیں ہنکائے جاسکتے اور ان کے علاوہ جو اعلان کرکے [مالک تک پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہوں] کوئی شخص یہاں کی گری پڑی چیز بھی نہیں اٹھا سکتا۔''

امام بغوی کا یہ طریقہ بھی رہا ہے کہ کسی آیت کے ذیل میں وہ ایسی تمام احادیث کا ذکر دیتے ہیں جو مفہوم کو واضح کرتی ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر بھی ان سے روشنی پڑتی ہو۔ مثلاً:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ [سورة بنی اسرائیل ۱۷:۷۹] کے تحت پانچ حدیثیں مع سند نقل کی گئی ہیں۔ [معالم التنزیل ۳:۱۰۶] جن سے رسول اللہ ﷺ کے سنت کی وضاحت ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح: عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷۹] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے اس سلسلے میں سات حدیثیں سند کے ساتھ مذکور ہیں۔

[معالم التنزیل ۳:۱۰۷]

امام بغوی نے بعض احادیث کے معیار پر بھی گفتگو کی ہے اور ان کی غرابت یا ضعف کی وضاحت کی ہے۔ کبھی وہ کسی حدیث کا ذکر کسی مشہور محدث کے حوالہ سے کرتے ہیں اور کبھی بغیر سند کے ہی نقل کرتے ہیں۔

اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید کی تفسیر

امام بغوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین اور ائمہ سلف کے اقوال بھی آیتوں کی توضیح وتشریح کے لیے بیان کرتے ہیں' مثلاً: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ [سورۃ الفاتحۃ ۱:۶] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''صراط مستقیم کے بارے میں سیدنا ابن عباس' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نیز مقاتل کا قول ہے کہ اس سے مراد اسلام ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس سے مراد کتاب اللہ ہے۔ سعید بن جبیر کے بقول جنت کا راستہ ہے۔ سہل بن عبداللہ کے بقول اہل السنّت والجماعت کا راستہ ہے۔ بکر بن عبداللہ کے بقول رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے اور ابوالعالیہ اور حسن فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی کریم ﷺ آل نبی اور ان کے دونوں ساتھی [سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما] مراد ہیں۔'' [معالم التنزیل ۱:۱۵]

نیز آیت کریمہ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا [سورۃ الاحزاب ۳۳:۷۲] کی تفسیر میں صحابہ اور تابعین کے سات مختلف اقوال بیان کیے گئے ہیں۔

اسرائیلیات سے قرآن مجید کی تفسیر

امام بغوی نے ایک صحیح العقیدہ اور بلند پایہ محدث ہونے کے باوجود قرآن مجید کی تفسیر میں اسرائیلی روایات کو بھی نقل کیا ہے' جیسے: وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ [سورۃ آل عمران ۳:۴۹] کی تفسیر میں لکھا:

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے چار افراد: عازر' ابن عجوز' عاشر کی لڑکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سام بن نوح کو زندہ کیا۔ عازر کے زندہ کیے جانے کا واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس کے دوست تھے اس کی بہن نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع بھیجی کہ تمہارا بھائی مرض موت میں مبتلا ہے چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ تین دن کی مسافت طے کر کے اس کے پاس پہنچے اس وقت تک وہ وفات پا چکا تھا آپ نے اس کی بہن سے پوچھا کہ اس کی قبر کہاں ہے؟ وہ انہیں اس کے قبر تک لے گئی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور عازر اٹھ بیٹھا نیز قبر سے نکل آیا قصہ مختصر یہ کہ وہ پھر زندہ رہا اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔ ابن عجوز کا واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس کا جنازہ گذرا تو آپ نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ اٹھ بیٹھا اور بالآخر خود ہی جنازہ کی چارپائی لے کر گھر گیا۔ یہ بھی اس کے بعد زندہ رہا اور اس کی اولاد ہوئی۔ عاشر کی لڑکی کا قصہ یہ ہے کہ اس کا باپ عشر وصول کیا کرتا تھا اس کی بیٹی جب مر گئی تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ دوبارہ زندہ ہو گئی بعد میں اس کے بھی بال بچے ہوئے' سام بن نوح علیہ السلام کا واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کی قبر کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے حوالے سے دعا کی تو وہ قبر سے نکل پڑے۔ ان کے سر کا نصف حصہ قیامت کے برپا ہو جانے کے خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔ اس نے کہا کہ کیا قیامت واقع ہو گئی ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! بلکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی تھی اس لیے تم زندہ ہو گئے اب تم دوبارہ مر جاؤ۔ اس نے کہا کہ اس شرط پر کہ موت کی تکلیف سے بچ جاؤں۔ آپ نے اس کے لیے دعا کی اور وہ دوبارہ مر گیا۔'' [معالم التنزیل ۱:۲۳۴]

اسی طرح عزیز مصر کی بیوی' سیدنا یوسف علیہ السلام کے قصے اور ہاروت و ماروت کے قصے میں امام بغوی نے اسرائیلی روایات نقل کی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے اکثر روایات کے ماخذ مذکور ہیں مگر ان پر کوئی تبصرہ یا ان کے ضعف اور موضوعیت کی طرف کوئی اشارہ موجود نہیں ہے۔ ان پر تنقید ہونی چاہیے تھی۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ انہوں نے کسی اسرائیلی روایت کا انتساب رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کی آراء

امام بغوی فقیہ بھی تھے۔ آپ اپنی تفسیر میں فقہاء کی آراء بھی نقل کرتے ہیں۔ بسم اللہ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ: ''مدینہ اور بصرہ کے قراء اور کوفہ کے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ الفاتحۃ سمیت کسی سورۃ کا جزء نہیں ہے۔ یہ محض برکت کے لیے شروع میں درج کی گئی ہے جب کہ مکہ معظمہ اور کوفہ کے قراء اور حجاز کے اکثر فقہاء کی رائے ہے کہ یہ کسی سورۃ کا جزء نہیں ہے بلکہ یہ سورتوں کے درمیان فصل کے لیے لکھا جاتا ہے۔ فقہاء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ سورۃ التوبۃ کے علاوہ تمام سورتوں کا جزء ہے۔ یہ ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی کی رائے ہے۔''

[معالم التنزیل ۱:۱۲]

اسی طرح آیت: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۴] کی تفسیر میں فقہاء کی آراء درج کی ہیں۔ [معالم التنزیل ۱:۱۰۶]

اسی طرح آیت: وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۵] کے ذیل میں سفر کی کم سے کم مسافت کے سلسلے میں فقہاء کا اختلاف نقل کیا ہے۔ [معالم التنزیل ۱:۱۰۸]

امام بغوی نے ربیع بن سلیمان (۱) کے حوالے سے امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

لا أعلمُ في الإسلام شيئاً أُحِلَّ ثم حُرِّمَ ثم أُحِلَّ ثُمَّ حُرِّمَ غيرُ المتعةِ.

[معالم التنزیل ۱:۳۲۸]

''اسلام میں صرف متعہ ہی ایسا عمل ہے جو پہلے جائز تھا پھر اس کی حرمت آئی پھر اس کی اجازت مل گئی اور پھر وہ حرام قرار دے دیا گیا۔''

---

(۱) ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار بن کامل، مرادی، مصری ابو محمد، صاحب الامام الشافعی اور اُن کی کتابوں کے راوی تھے۔ ۱۷۴ھ=۷۹۰ء کو مصر میں پیدا ہوئے۔ جامع ابن طولون میں سب سے پہلے آپ ہی نے حدیث کی املاء کی۔ آپ مؤذن تھے۔ سلامتی طبع کے ساتھ ساتھ ذرا غفلت کے شکار تھے۔ ۲۷۰ھ=۸۸۴ء کو مصر ہی میں وفات پائی۔ یمن کے قبیلہ ''مراد'' سے تعلق کے باعث مرادی کہلاتے ہیں۔ [وفیات الاعیان ۲:۲۹۱، الاعلام ۳:۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المُحَرَّرُالوَجِيزُفِي تَفسيرِالكِتاب العَزِيز= تفسیرابن عطیہ

عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمٰن بن عطیہ المحاربی -من محارب قیس -غرناطی' اندلسی' ابومحمد۔ مفسراورفقیہ تھے۔۴۸۱ھ=۱۰۸۸ءکو پیدا ہوئے۔احکام اور حدیث کے ماہر عالم تھے۔جیوش المثلمین کی معیت میں بکثرت غزوات میں شرکت کی۔۵۴۲ھ=۱۱۴۸ءکو لورقۃ میں وفات پائی۔[نفح الطیب ا:۵۹۳' الاعلام ۳:۲۸۲]

علامہ ابن فرحون (۱) لکھتے ہیں: کان فقیہاً' عالماً بالتفسیر و الأحکام و الحدیث و الفقہ و النحو و اللغۃ و الأدب مقیداً' حسن التَّقیِید' لہ نظمٌ و نثرٌ' ولي القضاءَ بمدینۃ المریَّۃِ' و کان غایۃ في الدَّھاء و الذَّکاء. [الدِّیباجُ المُذَھَّبُ في معرفۃِ أعیان المَذھَب ۲:۵۷' ت:۸]

''فقیہ تھے۔تفسیر' احکام' حدیث' فقہ' نحو' لغت اور ادب کے عالم تھے۔اچھے لکھاری تھے۔نظم ونثر لکھے۔شہر مریۃ کے قاضی رہے ہیں۔رعب اور ذکاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔''

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: و أبو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیۃ الأندلسي المغربي الغرناطي أَجَلُّ مَن صَنَّفَ في علم التفسیر ' و أفضلُ مَن تَعَرَّضَ للتنقیح فیہ و التحریر. [البحر المحیط ۱:۹]

''جن لوگوں نے بھی تفاسیر قرآن مرتب کی ہیں اور اپنی تحریر میں تنقیح کا پورا پورا خیال رکھا ہے اُن میں ابومحمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ اندلسی مغربی غرناطی کا مقام بلند تر اور سب سے افضل ہے۔''

انہوں نے علامہ ابن عطیہ اور علامہ زمخشری کی تفاسیر کے مابین مقابلہ کرتے ہوئے یہ تجزیہ کیا

---

(۱) ابراہیم بن علی بن محمد' ابن فرحون' برہان الدین یَعْمَرِي' عالم اور باحث تھے۔مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے اور وہیں ۷۹۹ھ=۱۳۹۷ءکو ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔مغربی الاصل ہیں۔بنوعدنان کے یعمر بن مالک کی طرف منسوب ہیں۔۷۹۲ھ کو مصر' قدس اور شام کا سفر کیا۔۷۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں عہدۂ قضا پر فائز ہوئے۔[الدرر الکامنۃ ۱:۴۸' ترجمہ:۱۲۴' الاعلام ۱:۵۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ: وكتابُ ابن عطية أنقل وأجمع وأخلص، وكتاب الزمخشري ألخص و أغوص. [البحر المحيط ۱:۱۰]

’’ابن عطیہ کی کتاب زیادہ نقل کرنے والا، جامع اور غیر صحیح مواد سے پاک ہے اور زمخشری کی کتاب مختصر اور زیادہ گہری ہے۔‘‘

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: وتفسير ابن عطية وأمثاله أتبع لِلسُّنَّةِ والجماعة وأسلم من البدعة من تفسير الزمخشري، ولو ذكر كلام السَّلَف الموجود في التفاسير المأثورة عنهم على وجهه لكان أحسن وأجمل، فإنه كثيراً ما ينقل من تفسير محمد بن جرير الطبري، وهو من أجلّ التفاسير وأعظمها قدراً، ثم إنه يدع ما نقله ابن جرير عن السلف لا يحكيه بحالٍ، ويذكر ما يزعم أنه قول المحققين، وإنما يعني بهم طائفةً من أهل الكلام الذين قرروا أصولهم بطرق من جنس ما قررت به المعتزلة أصولهم، وإن كانوا أقرب إلى السُّنَّةِ من المعتزلة لكن ينبغي أن يُعطَى كل ذي حَقٍّ حقه.

[مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۶۱]

’’ابن عطیہ اور اُن کے ہم خیال مفسرین کی تفاسیر سنت سے بالکل ہم آہنگ ہیں۔ ابن عطیہ کی تفسیر میں بدعت کی آمیزش زمخشری کی تفسیر سے کم ہے۔ تفاسیر ماثورہ میں علماء سلف کے جو اَقوال موجود ہیں بہتر ہوتا کہ ابن عطیہ من وعن ان کو نقل کر دیتے مگر افسوس! انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بسا اوقات وہ ابن جریر جیسی عظیم تفسیر سے کچھ عبارات نقل کرتے ہیں مگر اس میں مذکور علماء سلف کے اَقوال نظر انداز کر جاتے ہیں۔ بزعم خویش وہ محققین کے اَقوال ذکر کرتے ہیں۔ محققین سے اُن کی مراد متکلمین کا وہ گروہ ہے جنہوں نے معتزلہ کی طرح کچھ اصول وضع کیے تھے اگرچہ وہ معتزلہ کی نسبت سنت سے قریب تر تھے۔‘‘

اور تھوڑا آگے جا کر لکھتے ہیں: وتفسير ابن عطية خيرٌ من تفسير الزمخشري وأصحُّ نقلاً و بحثاً، وأبعد عن البدع، وإن اشتمل على بعضها، بل هو خيرٌ منه بكثيرٍ، بل لعله أرجحُ هذه التفاسير. [مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۷۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابن عطیہ کی تفسیر زمخشری کی تفسیر سے بہتر اور صحیح تر مواد کی حامل ہے۔ بدعات سے بڑی حد تک پاک ہے اگر چہ کچھ نہ کچھ بدعات اس میں در آئی ہیں بلکہ اُس سے بہت زیادہ بہتر ہے بلکہ اس کی تفسیر جملہ تفاسیر سے ارجح ہے۔''

ابن عطیہ کے تفسیری مصادِر

مفسر ابن عطیہ سابق مفسرین سے اثر لیے بغیر نہیں رہ سکے اس لیے وہ اکثر درجِ ذیل مفسرین کے حوالے سے تفسیر کرتے ہیں۔

۱: جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف بتفسیر ابن جریر طبری' جس کے مفصل اَحوال اس کتاب میں پہلے ذکر کیے گئے ہیں۔ ابن عطیہ نے اپنی تفسیر کا زیادہ تر حصہ ان ہی سے نقل کیا ہے اور کبھی کبھار اُن سے اختلاف کر کے اُن کی رائے کا مناقشہ بھی کرتے ہیں

۲: شفاء الصدور: ابوبکر محمد بن الحسن بن زیاد بن ہارون الموصلی المعروف بالنقاش کی تفسیر ہے۔ قاری اور مفسر تھے۔ اپنے زمانے میں عراق میں قراءات اور تفسیر کے امام مانے جاتے تھے۔ ان کا تعلق موصل سے تھا۔ بغداد میں پلے بڑھے۔ ۲۶۶ھ=۸۸۰ء کو پیدا ہوئے۔ بڑے لمبے سفر کیے ابتدائی زندگی میں چھتوں اور دیواروں پر نقش ونگار کرتے تھے اس لیے نقاش سے شہرت پائی۔ کئی مفید کتابیں لکھیں۔ ۳۵۱ھ=۹۶۲ء کو وفات پائی۔ [وفیات الاعیان۴:۲۹۸' ت:۶۲۷' الاعلام۶:۸۱]

نقاش کے بارے میں علماءِ جرح وتعدیل کچھ اچھی رائے نہیں رکھتے' چنانچہ خطیب بغدادی نے لکھا ہے: وكان يكذبُ في الحديثِ' والغالبُ عليه القصص. سألتُ أبابكرالبرقاني عن النقاش فقال: كلُّ حديثه منكرٌ...... وقال هبة اللّٰهبن الحسن الطبري وذكر تفسير النقاش فقال: ذلك إشفَى الصدور.

[تاریخ بغداد۲:۲۰۵' ت:۶۳۵' وفیات الاعیان۴:۲۹۸' سیر اعلام النبلاء۱۵:۵۷۵]

''حدیث میں جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اُس پر قصہ گوئی غالب تھی۔ میں نے ابوبکر برقانی (۱) سے نقاش

(۱) ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب خوارزمی بُرقانی' شافعی۔ حدیث کے عالم تھے۔ اپنے دور میں بغداد......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس کی ہر حدیث منکر ہے اور ہبۃ اللہ بن حسن طبری [1] نے نقاش کی تفسیر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: وہ دلوں کو چھلنی کرتا ہے۔"

۳- التحصیل لفوائد کتاب التفصیل الجامع لعلوم التنزیل: ابو العباس احمد بن عمار مہدوی تمیمی کی تصنیف ہے۔ اپنے زمانے میں اندلس کے بہت بڑے قاری تھے۔ قیروان سے تعلق تھا۔ ۴۳۰ھ کے لگ بھگ اندلس میں آئے۔ ۴۴۰ھ = ۱۰۴۸ء کو وفات پائی۔

[الصلۃ ۱:۸۷، ت: ۱۸۸؛ الاعلام ۱:۱۸۴]

۴- الہدایۃ الی بلوغ النہایۃ: مکی بن ابی طالب حَمُّوش بن محمد بن مختار اندلسی قیسی ابو محمد کی تصنیف ہے۔ قیروان میں ۳۵۵ھ = ۹۶۶ء کو پیدا ہوئے۔ قاری تھے۔ تفسیر اور عربیت میں ماہر اور متبحر تھے۔ حسن فہم، حسن خلق اور ہوشیاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ مشرقی بلاد میں عرصے تک رہے پھر اپنے گاؤں واپس لوٹے۔ تیرہ سال کی عمر میں مصر کا سفر کیا۔ ۳۹۳ھ کو قرطبہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں کی جامع مسجد کے خطیب اور قاری رہے اور ۴۳۷ھ = ۱۰۴۵ء کو قرطبہ ہی میں وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۵:۲۷۴، ت: ۷۳۷؛ الاعلام ۷:۲۸۶]

تفسیر ابن عطیہ میں ضعیف اَحادیث

امام ابن عطیہ اپنی تفسیر میں صحت کا التزام کیے بغیر بکثرت احادیث نقل کرتے ہیں بلکہ بعض دفعہ ضعیف اور موضوع روایات تک نقل کرتے ہیں اور اس پر تنبیہ بھی نہیں کرتے، مثلاً:

۱- تفسیر کے مقدمہ میں ایک جگہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کر کے لکھتے ہیں:

...... کے شیخ تھے۔ ۳۳۶ھ = ۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ بغداد میں رہائش اختیار کی اور وہیں ۴۲۵ھ = ۱۰۳۴ء کو وفات پائی۔ [تاریخ بغداد ۵:۳۷۳؛ الاعلام ۱:۲۱۲]

(۱) ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی ابو القاسم اللالکائی۔ حافظ حدیث اور شافعی فقیہ تھے۔ طبرستان سے تعلق تھا۔ بغداد میں رہائش تھی۔ آخری عمر دینور میں بسر کی جہاں ۴۱۸ھ = ۱۰۲۷ء کو وفات پائی۔

[تذکرۃ الحفاظ ۳:۱۰۸۳، ت: ۹۸۶؛ الاعلام ۸:۷۱]

اللَّوَالِكُ: کی طرف خلاف القیاس منسوب ہیں۔ اللَّوَالِكُ ایک قسم کے جوتے ہیں۔ [تاج العروس ۷:۱۷۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَن أراد العلمَ فليثور القرآن'فإنّ فيه علم الأولين و الآخرين. [المحرر الوجيز۱:۳۳]

''جو علم کا طلب گار ہوا سے چاہیے کہ قرآن مجید کو خوب اچھی طرح پڑھے اس لیے کہ اس میں اگلے پچھلے لوگوں کا علم ہے۔''

حالانکہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے۔

[معجم کبیر۹:۱۳۶' حدیث:۸۶۶۶]

۔۲: آیت کریمہ: لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ [سورۃ البقرۃ۲:۲۵۵] کے تحت لکھتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: وقع في نفس موسى علیہ السلام هل ينام الله تعالى ذِكره؟ فأرسل الله إليه مَلَكاً فَأَرَّقَهُ ثلاثاً ثم أعطاه قارورتين' في كل يدٍ قارورة' وأَمَرَهُ أن يحتفظ بهما ' قال: فجعل ينامُ و تكادُ يداهُ تلتقيان ثم يستيقظُ فيحبسُ إحداهما عن الأخرى ' ثم نامَ نومةً فاصطفقت يداهُ و انكسرت القارورتان' قال: ضربَ الله له مثلاً: أنَّ الله لو كان ينامُ لم تستمسك السماءُ و الأرضُ.

[مسند ابی یعلیٰ موصلی ۱۲:۲۱' حدیث:۸۲۹۔[۶۶۶۹] تفسیر ابن جریر ۳:۹' فقرہ:۵۷۸۲' تاریخ بغداد ۱:۲۶۸۔۲۶۹' بذیل ترجمہ محمد بن احمد الحکیمی:۱۰۲' المحرر الوجیز ۱:۳۴۱]

''موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ بھلا اللہ تعالیٰ سوتے ہیں کہ نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تین رات دن جگائے رکھا پھر اُن کو دو پتلی شیشیاں دیں اور انہیں حکم دیا کہ اِن دونوں کی حفاظت کرتے رہنا پس موسیٰ علیہ السلام نے نیند میں جھونکے کھانے شروع کیے اور قریب تھا کہ شیشے آپس میں لڑ جائیں پھر چونک گئے یہاں تک کہ ایک بار پھر نیند میں آ گئے کہ دونوں ہاتھ لڑ گئے اور دونوں شیشیاں ٹوٹ گئیں' پس اللہ تعالیٰ نے ایک مثل بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالیٰ سوتے تو آسمان اور زمین کو کون تھامتا؟''

۔امام قرطبی لکھتے ہیں: و لا يصحُّ هذا الحديث' ضعفه غير واحد' منهم البيهقي.

[تفسیر القرطبی ۳:۲۶۱]

''یہ روایت صحیح نہیں ہے' کئی علماء نے اسے ضعیف کہا ہے۔ ان میں امام بیہقی بھی شامل ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: هو مِن أخبار بني إسرائيل، وهو مما يُعلَم أنّ موسى عليه السلام لا يخفى عليه مثل هذا مِن أمر الله عز وجل، وأنه مُنَزَّهٌ عنهُ، وأغرب من هذا كله الحديث الذي رواه ابن جرير...... وهذا حديثٌ غريبٌ جِدًّا، والأظهرُ أنه إسرائيليٌّ، لا مرفوعٌ.

[تفسیر ابن کثیر ۲: ۴۳۹]

''یہ اسرائیلی روایت ہے، اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہئے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں کوئی بات پوشیدہ اور مخفی نہ تھی، اور وہ اس جہل سے مبرا اور منزہ تھے، ان ساری روایات میں وہ روایت شدید غریب ہے، جسے ابن جریر نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ ...... حالانکہ یہ روایت شدید ضعیف ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ اسرائیلی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔''

– اس کی سند میں محمد بن احمد الحکیمی ہے، جن کے بارے میں خطیب بغدادی نے امام برقانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ثقةٌ، إلّا أنّهُ يروي مناكير. [تاریخ بغداد ۱: ۲۶۹]

''ثقہ ہیں، لیکن منکر روایات نقل کرتے ہیں۔''

– حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: أمية بن شبل، يماني، له حديثٌ منكرٌ، رواه عن الحكم بن أبان، عن عكرمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً: قال: وقع في نفس موسى عليه السلام هل ينامُ اللهُ...... الحديث، رواه عنه هشام بن يوسف، وخالَفَهُ مَعمَرٌ، عن الحكم، عن عكرمة قوله، وهو أقرب ولا يسوغ أن يكون هذا وقع في نفس موسى عليه السلام، وإنما روي أن بني إسرائيل سألوا موسى عليه السلام عن ذلك.

[میزان الاعتدال ۱: ۲۷۶، ترجمہ امیۃ بن شبل: ۱۰۳۲، لسان المیزان ۱: ۴۶۷، ترجمہ: ۱۴۴۰]

''امیۃ بن شبل یمانی نے یہ منکر روایت حکم بن ابان، از عکرمۃ از سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کی ہے، لیکن معمر نے امیۃ کی مخالفت کرتے ہوئے حکم بن ابان ہی کے سند سے اسے عکرمۃ کا قول کہہ کر نقل کیا ہے اور اسے عکرمۃ ہی کا قول کہنا مناسب ہے اس لیے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے شان کے منافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے بے خبر ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سوال بنی اسرائیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اُن سے کیا تھا۔"

-خازن لکھتے ہیں: قال بعض العلماء: إنْ صَحَّ هذا الحديث فيُحمَلُ على أنَّ هذا السؤال كان مِن جُهَّالِ قومِ موسى كطلبِ الرؤية من موسى عليه السلام لأن الأنبياء عليهم السلام هُم أعلمُ باللّٰه من غيرهم، فلا يجوز أن ينسب لموسى عليه السلام مثل هذا السؤال.

[تفسير الخازن ۱۸۹:۱]

"بعض علماء کا قول ہے کہ بالفرض اگر یہ روایت صحیح ہو تو اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ اُن کی قوم میں نااہلوں نے اُن سے اس قسم کا سوال کیا تھا، جیسا کہ اُنہوں نے اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً بھی کہا تھا، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بارے میں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ علم رکھتے ہیں، اس لیے اس سوال کی نسبت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف مناسب ہی نہیں۔"

-۳: آیت کریمہ: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ. [سورۃ المائدۃ ۵۵:۵] کے تحت لکھتے ہیں:

وروي في ذلك أن النبي ﷺ خرج من بيته وقد نزلت عليه الآية فوجد مسكيناً فقال له: هل أعطيتَ أحدٌ شيئاً؟ قال له نعم! أعطاني ذلك الرجل الذي يصلي خاتماً من فِضَّةٍ وأعطانيه وهو راكعٌ، فنظر النبي ﷺ فإذا الرجل الذي أشار إليه علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ فقال النبي ﷺ: الله أكبر، وتلا الآية على الناس. [المحرر الوجيز ۲۰۸:۲]

"اس آیت کے بارے میں ایک روایت وارد ہے کہ اس کے نازل ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے باہر نکلے تو ایک مسکین سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اُس سے پوچھا: کیا کسی نے تجھے کوئی چیز دے دی؟ اُس نے اِثبات میں جواب دیا اور ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اس نے رکوع کی حالت میں مجھے چاندی کی ایک انگوٹھی دی ہے۔ آپ نے جب اُس طرف نظر دوڑائی تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی۔"

اس روایت کو امام طبرانی نے المعجم الأوسط ۳۵۷:۴، حدیث: ۶۲۳۲ میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند شدید ضعیف اور ناقابل استدلال ہے اس لیے کہ اس کا راوی خالد بن یزید عمری امام ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معین کی تصریح کے مطابق کذاب تھا۔

[الجرح والتعدیل ۳:۲۶۰، ترجمہ:۱۶۳۰، میزان الاعتدال ۱:۶۴۶، ترجمہ:۲۴۷۶]

امام ابن حبان لکھتے ہیں: سخت منکر الحدیث ہے، قطعاً اِس لائق نہیں کہ اُس کا تذکرہ کیا جائے اس لیے کہ اَثبات سے موضوعات نقل کرتا ہے۔[المجروحین ۱:۳۴۶، ترجمہ:۳۰۵]

❁ اس قسم کی ایک اور روایت واحدی نے اسباب النزول:۳۹۷ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سند سے نقل کی ہے مگر وہ بھی موضوع ہے اس لیے کہ:

–۱: اُس کی سند میں محمد بن سائب کلبی ہے جو جھوٹ بولنے اور رفض سے مُتَّھَم [بدنام] تھا۔

[تقریب التھذیب:۵۱۰، ترجمہ:۵۹۰۱]

–۲: اس سند میں محمد بن مروان بن عبداللہ بن اسماعیل المعروف بسدی صغیر بھی ہے جو جھوٹ بولنے سے مُتَّھَم [بدنام] تھا۔[تقریب التھذیب:۵۳۵، ترجمہ:۶۲۸۴]

❁ اس قسم کی ایک تیسری روایت امام ابن جریر طبری نے [اپنی تفسیر ۴:۶۲۸، نص:۱۲۲۱۵] میں سدی ہی سے نقل کی ہے، مگر سدی چونکہ مُتَّھَم بِالْکَذِبِ ہے اس لیے اس کو شاہد کے طور پر نہیں پیش کیا جا سکتا پھر یہ سدی کا اپنا قول ہے۔ آگے کا سلسلہ مفقود ہے۔ پس اصول حدیث کے لحاظ سے یہ روایت معضل ہوئی جو ضعیف و مردود ہوتی ہے۔

❁ اس قسم کی ایک اور روایت حافظ ابن کثیر نے ابن مردویہ کی سند کے ساتھ ان تنبیہات کے ساتھ نقل کیا ہے:

– من طريق محمد بن السائب الكلبي، وهو متروك.[تفسیر ابن کثیر ۵:۲۶۷]

''یہ محمد بن سائب کلبی کی سند کے ساتھ مروی ہے، جو متروک تھا۔''

–وهذا إسنادٌ لَّايُفْرَحُ.[تفسیر ابن کثیر ۵:۲۶۷]

''یہ کوئی خوش کن اِسناد نہیں۔''

–وليس يصحُّ شيء منها بالكلية لِضعف أسانيدها وجهالة رجالها.[تفسیر ابن کثیر ۵:۲۶۷]

''ان میں بالکل کوئی بھی روایت صحیح نہیں اس لیے کہ ان کی اسانید ضعیف اور رُواۃ مجہول ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اہل علم کا اِس روایت کے موضوع ہونے پر اجماع ہے۔

[مجموع الفتاوی، مقدمۃ التفسیر ۱۳:۱۶۰]

حافظ صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں: قد وضع بعض الكذابين حديثاً مفترىً أن هذه الآية نزلت في علي رضی اللہ عنہ لمّا تصَدَّقَ بخاتمه في الصلاة وهذا كذبٌ بإجماع أهل العلم بالنقل وكذبه بيّنٌ من وجوهٍ كثيرةٍ منها : أنّ قوله: اَلَّذِيْنَ صيغةُ جمعٍ وعليٌّ رضی اللہ عنہ واحدٌ، ومنها: أنّ الواو ليست واو الحال، إذ لو كان كذلك لكان لايسوغ أن يتولى إلّا من أعطى الزكاة في حال الركوع، فلايتولى سائر الصحابة والقرابة. ومنها: أن المدح إنما يكون بعمل واجبٍ أو مستحب، وإيتاءُ الزكاة في نفس الصلاة ليس واجباً و لا مستحباً بإتفاق علماء الملة فإن في الصلاة شغلاً. ومنها: أنه لو كان إيتاؤها في الصلاة حسناً لم يكن فرق بين حال الركوع، بل إيتاؤها في القيام والقعود أمكن.

ومنها: أنّ علياً رضی اللہ عنہ لم يكن عليه زكاةٌ على عهد النبي ﷺ ومنها: أنّ إيتاء غير الخاتم في الزكاة خير من إيتاء الخاتم، فإن أكثر الفقهاء يقولون: لايجزئ إخراج الخاتم في الزكاة ومنها: أنّ هذا الحديث فيه أنه أعطاه السائل، والمدح في الزكاة أن يخرجها ابتداءً ويخرجها على الفور ولاينتظر أن يسأله سائلٌ. [منهاج السنۃ النبویۃ ۱:۱۵۵-۱۵۶]

''بعض کذابین نے ایک جھوٹی روایت گھڑی ہے کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دورانِ نماز اپنی انگوٹھی خیرات کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حالانکہ علم منقول کے اہلِ علم کے اجماع کے مطابق یہ جھوٹ ہے اور کثیر وجوہ کی بنا پر اس کا جھوٹ ہونا واضح ہے:

۱: اَلَّذِيْنَ جمع کا صیغہ ہے [جس کے مصداق بہت سے لوگ ہیں] جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ واحد ہیں۔

[اکیلے آپ رضی اللہ عنہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتے]۔

۲: ''واؤ'' حال کے لیے نہیں، اور اگر ایسا ہوتا [یعنی واو حال کے لیے ہوتا] تو پھر اس کا مطلب یہ ہوتا کہ رکوع میں تصدق کرنے والوں ہی سے محبت و موالات اور تعلق قائم کیا جائے، اور اسی طرح سارے صحابہ اور اہل بیت اس [موالات] میں سے نکل جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- کسی واجب یا مستحب عمل کی وجہ سے کسی کی مدح کی جا سکتی ہے جب کہ رکوع میں تصدق کرنا نہ تو واجب ہے اور نہ مستحب۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے‘ اس لیے کہ نماز کے شغل الگ ہیں۔

۴- اگر نماز ہی میں تصدق کرنا بہتر ہے تو پھر رکوع کی تخصیص کیوں؟ قیام اور قعود [وجود] میں بھی تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

۵- عہد نبوی ﷺ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اتنے مال دار نہیں تھے کہ اُن پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی۔

۶- اکثر فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ [بنی بنائی] انگوٹھی زکوٰۃ میں دینا جائز نہیں بلکہ انگوٹھی کے علاوہ [کھلا سونا چاندی] دینا زیادہ بہتر ہے۔

۷- اس روایت میں یہ بھی ہے کہ سائل نے اُن [سیدنا علی رضی اللہ عنہ] سے کچھ طلب کیا جب کہ زکوٰۃ کے معاملے میں بہتر یہ ہے کہ کسی کے طلب کرنے کے بغیر ہی زکوٰۃ ادا کی جائے۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: قد توَهَّمَ بعضُ الناس أن هذه الجملة في موضع الحال من قوله: ويؤتون الزكوٰة‘ أي: في حال ركوعهم‘ ولو كان هذا كذلك لكان دفع الزكوٰة في حال الركوع أفضل من غيره‘ لأنه ممدوحٌ‘ وليس الأمر كذلك عند أحد من العلماء ممن نعلمه من أئمة الفتوى. [تفسیر ابن کثیر ۵: ۲۶۴-۲۶۵]

''وَهُمْ رَاكِعُوْنَ کے بارے میں کچھ لوگ غلطی کا شکار ہو گئے ہیں‘ اُن کا خیال ہے کہ یہ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ سے حال کی جگہ واقع ہے یعنی وہ رکوع کی حالت میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں‘ اگر اُن کی بات درست مان لی جائے تو پھر رکوع کی حالت میں زکوٰۃ کی ادائیگی افضل ہوگی‘ اس لیے کہ اس کی مدح کی گئی‘ حالانکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس افضلیت کا کوئی عالم قائل نہیں ہے۔''

مولانا امین صاحب اصلاحی لکھتے ہیں:

رکوع یہاں اپنے اصطلاحی مفہوم میں نہیں بلکہ اپنے عام لغوی مفہوم میں ہے۔ رَكَعَ الرَّجُلُ کے معنی ہیں: اِفْتَقَرَ وَانْحَطَّتْ حَالُهٗ اس وجہ سے فروتنی‘ نیازمندی‘ عاجزی اور دل شکستگی اس لفظ کی اصل روح ہے‘ نماز میں رکوع درحقیقت آدمی کے دل کی اس حالت کی تعبیر کی ایک عملی شکل ہے۔ اسلام کے دور اول میں منافقین کو نماز بھی پڑھنی پڑتی تھی اور زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوتی تھی‘ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر اس مبارک عہد میں کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرا ہی نہیں سکتا تھا لیکن سورۃ النساء میں ہے کہ اُن کی نمازیں برباد ہیں۔ قرآن نے اُن کے لیے کُسَالٰی کا لفظ استعمال کیا ہے' اسی طرح اُن کا اِنفاق محض نمائش کے لیے ہوتا تھا۔ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ کی قید نے یہ واضح کیا کہ دین کو جو صلوٰۃ وزکوٰۃ مطلوب ہے وہ دل کی خستگی اور فروتنی کے ساتھ مطلوب ہے۔ ریا' تکبر اور کراہت کے ساتھ نہیں۔ [تدبر قرآن ۲:۵۴۹]

امام ابن عطیہ اور تفسیر بالاشارۃ

تفسیر بالاشارۃ کو باطنیہ نے سیڑھی کے طور پر استعمال کر کے قرآن مجید کی تفسیر کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی چال کامیاب نہ ہونے دی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابن عطیہ اپنی تفسیر میں تفسیر بالاشارۃ کو نقل کر کے بھرپور طریقہ سے اس کی تردید کرتے ہیں' مثلاً:

-۱: آیت کریمہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ [سورۃ الانعام ۶:۱] کے تحت لکھتے ہیں: وقالت فرقة: ﴿الظُّلُمٰتُ﴾ الکفرُ' و ﴿النُّوْرُ﴾ الإیمانُ. قال القاضي أبو محمد: وھذا غیر جَیِّدٍ لأنه إخراجُ لفظٍ بَیِّنٍ في اللغةِ عن ظاھرہ الحقیقي إلی باطنٍ لغیر ضرورةٍ' وھذا ھو الطریق اللغز الذي بَرِیٌٔ القرآنُ منه. [المحرر الوجیز ۲:۲۶۶]

''ایک فرقہ نے کہا ہے کہ ﴿الظُّلُمٰتُ﴾ سے مراد کفر اور ﴿النُّوْرُ﴾ سے مراد ایمان ہے۔ قاضی ابو محمد [ابن عطیہ] کہتا ہے کہ یہ درست نہیں اس لیے کہ لغت میں ایک واضح المعنیٰ لفظ کو اپنے ظاہری معنیٰ سے خواہ مخواہ ایک غیر ضروری باطن کی طرف پھیرا گیا ہے اور اس قسم کی پہیلیوں سے قرآن مجید بالکل مبراء ہے۔''

-۲: آیت کریمہ: وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا [سورۃ الانعام ۶:۶۰] کے تحت لکھتے ہیں:

وحکی النَّقَّاش عن جعفر بن محمد قولاً: أنّ ﴿الْوَرَقَةَ﴾ یُراد بها السقط من أولادِ بني آدم و ﴿الْحَبَّةُ﴾ یرادُ بها الذي لیس بسقطٍ' و ﴿الرَّطْبُ﴾ یرادُ به الحَيُّ' و ﴿الْیَابِسُ﴾ یراد به المیت' وھذا قولٌ جارٍ علی طریقةِ الرُّموز' ولا یصح عن جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ ولا ینبغي أن یُلتفتَ إلیه. [المحرر الوجیز ۲:۳۰۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نقاش (۱) نے جعفر بن محمد (۲) سے نقل کیا ہے کہ ﴿الْوَرَقَة﴾ سے مراد حقیر اور گرے ہوئے انسان ہیں۔ ﴿الْحَبَّةُ﴾ سے وہ لوگ مراد ہیں جو گرے ہوئے اور حقیر نہ ہوں۔ ﴿الرَّطْبُ﴾ سے مراد زندہ اور ﴿الْيَابِسُ﴾ سے مراد مردہ ہیں۔ یہ قول خالص پہیلی کی طرح ہے۔ جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی طرف اس کی نسبت نادرست اور نا قابل التفات ہے۔''

۳- آیت کریمہ: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا [سورۃ الرعد ۱۳:۱۷] کے تحت لکھتے ہیں: ورُوِيَ عن ابن عباس أنه قال: قوله تعالى: ﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ يريد به: الشرعُ والدينُ، وقوله: ﴿فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ﴾ يريد به القلوبُ، أي: أخذَ النبيلُ بحظه والبَليدُ بحظه، قال القاضي أبو محمد: وهذا قولٌ لا يَصِحُّ - والله أعلم - عن ابن عباس، لأنه ينحو إلى أقوال أصحاب الرموز، وقد تَمَسَّكَ به الغزالي وأهل ذلك الطريق، ولا وجه لإخراج اللفظ عن مفهوم كلام العرب لغيرِ عِلَّةٍ تدعو إلى ذلك. [المحرر الوجيز ۳:۳۰۸]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ سے مراد شریعت اور دین ہے۔ ﴿فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ﴾ سے مراد قلوب ہیں یعنی ہوشیار و عاقل اور نالائق و کند ذہن نے اس سے اپنا اپنا حصہ حاصل کیا۔ قاضی ابو محمد [ابن عطیہ] کہتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت صحیح نہیں اس لیے کہ یہ اَصحابِ رموز کا طریقہ ہے۔ غزالی اور اُن جیسے لوگوں نے اس سے تمسک کیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں کہ کسی لفظ کو اُس معنیٰ سے پھیر لیا جائے جسے اہل زبان نے اُس کے لیے وضع کیا ہو۔''

۴- آیت کریمہ: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ [سورۃ النحل ۱۶:۳۸] کے تحت لکھتے ہیں: والبعثُ من القبور مما يجوزه العقل، وأثبته خبر الشريعة على لسان

---

(۱) ابو بکر محمد بن الحسن بن زیاد بن ہارون الموصلی المعروف بالنقاش مراد ہیں جن کی تفسیر کا نام شفاء الصدور ہے اور جن کا تذکرہ چند صفحے پہلے کیا جا چکا ہے۔

(۲) جعفر بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین، ہاشمی قرشی ابو عبداللہ، ۸۰ھ = ۶۹۹ء کو پیدا ہوئے۔ بہت بڑے جلیل القدر عالم ہیں۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے استاذ رہے ہیں۔ جھوٹ کبھی بھی نہیں بولا اس لیے صادق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۱۴۸ھ = ۷۶۵ء کو وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۱:۳۲۷، ۲ الاعلام: ۱۲۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جميع النبيين' وقال بعض الشيعةِ: إنَّ الإشارةَ بهذه الآيةِ إنما هي لعلي بن أبي طالب' و إنَّ الله سيبعثه في الدنيا' وهذا هو القول بالرجعةِ' وقولهم هذا باطلٌ و افتراءٌ على الله و بهتانٌ من القولِ' رَدَّهُ ابن عباس. [المحرر الوجيز ۳: ۳۹۳]

''قبروں سے دوبارہ اُٹھ کر زندہ ہونا عقلی لحاظ سے بالکل درست ہے اور شریعت نے سارے انبیاء علیہم السلام کی زبانی اس کو بیان کیا۔ بعض شیعوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں پھر سے زندہ کریں گے۔ یہ رجعت کا عقیدہ ہے جو باطل ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء اور بہتان ہے اور اسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رد کیا ہے۔''

-۵: آیت کریمہ: وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ [سورۃ النحل ۱۶: ۶۸] کے تحت لکھتے ہیں: وذهب قومٌ من أهل الجهالة إلى أنَّ هذه الآية إنما يراد بها أهل البيت و رجال بني هاشم' وأنهم النحل' وأنَّ الشراب القرآن والحكمة' وقد ذكر بعضهم هذا في مجلس المنصور أبي جعفر العباسي فقال له رجلٌ ممن حضر: جعل الله طعامك وشرابك مما يخرجُ من بطون بني هاشم فأضحك الحاضرين وبُهِتَ الآخر وظهرت سخافةُ قوله.

[المحرر الوجيز ۳: ۴۰۷]

''نادانوں میں سے ایک جماعت کا خیال ہے کہ اس آیت سے اہل بیت اور بنو ہاشم کے کچھ افراد مراد ہیں اور یہی نحل [شہد کی مکھی] ہیں۔ مشروب سے مراد قرآن اور حکمت ہے۔ کسی نے خلیفہ منصور ابوجعفر عباسی [1] کی مجلس میں کسی نے یہ بات کرلی۔ وہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اُس سے کہا اللہ تعالیٰ بنو ہاشم کے پیٹ سے نکلنے والی چیز کو تمہاری غذا بنا دے۔ اس سے حاضرین لطف اندوز ہوئے اور وہ شخص مبہوت و حیران رہ گیا اور اس کی بات کی کمزوری ظاہر ہوگئی۔''

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن علی بن العباس ابوجعفر المنصور بنو عباس کے دوسرے خلیفہ تھے۔ شاہانِ عرب میں سب سے پہلے انہوں نے علوم پر بھرپور توجہ دی۔ فقہ و ادب کے ماہر عالم تھے۔ علوم فلسفہ اور فلکیات میں مہارت رکھتے تھے۔ ۹۵ھ=۷۱۴ء کو ارض الشراۃ [معان کے قریب] میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۶ھ کو اپنے بھائی سفاح کی وفات کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ ۱۴۵ھ کو بغداد کی بنیاد ڈالی۔ ۱۵۸ھ=۷۷۵ء کو مدینہ منورہ کے قریب بئر میمون میں وفات پائی۔ [البدء والتاریخ ۶: ۹۰' الاعلام ۴: ۱۱۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیرُ القرآن العظیم = تفسیر ابن کثیر

اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر قیسی بصروی، قرشی، دمشقی، ابوالفداء، عماد الدین، حافظ، مؤرخ اور فقیہ تھے۔ بُصریٰ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ۷۰۱ھ=۱۳۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ ۷۰۶ھ کو اپنے بھائی کے ہمراہ دمشق تشریف لے گئے۔ ان کی تربیت دمشق میں ہوئی۔ طلب علم میں لمبے لمبے سفر کیے۔ ۷۷۴ھ=۱۳۷۳ء کو دمشق میں وفات پائی۔ [الدرر الکامنۃ ۱: ۳۷۴، الاعلام ۱: ۳۲۰]

ابن شحنہ، ابن زراد، اسحاق آمدی، ابن عساکر، مزی، ابن رضی اور ایک جماعت سے انہوں نے سماع کیا۔ مصر میں الدبوسی، الوانی اور ختنی وغیرہ سے اجازت حاصل کی پھر حدیث میں مشغول ہو گئے اور متون حدیث اور رجال کو اپنے مطالعہ کا موضوع بنایا۔ تفسیر جمع کی اور کتاب کبیر فی الاحکام لکھنا شروع کی مگر مکمل نہ کر سکے۔ تاریخ میں البدایہ والنہایہ لکھی۔ طبقات الشافعیہ پر کام کیا ان احادیث پر جو التنبیہ میں دلیل کے طور پر پیش کی گئی تھیں جرح کی اور ابن حاجب کی احادیث مختصر پر جرح کی۔ صحیح بخاری کی شرح بھی لکھنا شروع کی تھی۔ ان کی دیگر کتب میں التكميل في معرفة الثقات والضعفاء والمجاهيل اور کتاب الہدیٰ والسنن فی احادیث المسانید والسنن۔ جس میں مسند امام احمد، بزار، ابو یعلیٰ اور ابن ابی شیبہ کو جمع کر دیا ہے۔ شامل ہیں۔ حافظ مزی کے حلقے میں شامل ہو گئے تھے۔ ان سے تہذیب الکمال پڑھی اور ان کی لڑکی [زینب] سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ حافظ ابن کثیر نے حافظ ابن تیمیہ سے استفادہ کیا، وہ محبوس ہوئے تو انہیں بھی تکالیف اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ بڑے حاضر جواب اور خوش طبع تھے۔ ان کی تصنیفات ان کی زندگی ہی میں شہروں میں پھیل گئی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد بھی لوگ ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے رہے۔ ابن کثیر فقہاء محدثین سے تھے۔ بایں ہمہ انہوں نے ابن الصلاح کی کتاب کا مفید خلاصہ تیار کیا۔ [البدر الطالع ۱: ۱۵۳، الاعلام ۱: ۳۲۰]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر: فقيهٌ متقنٌ، و محدثٌ متقنٌ، و مفسرٌ نقَّالٌ، و له تصانيف مفيدةٌ. يَدري الفقه و يَفهم العربية و الأصول، و يَحفظُ جملةً صالحةً من المتون و التفسير و الرجال و أحوالهم، سمع مِنّي، و له حِفظٌ و معرفةٌ، يُدمِجُ قراءَته.

[المعجم المختص بالمحدثين: ۷۵، ترجمہ: ۸۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امام' مفتی' محدث' ماہر فقیہ' کئی علوم میں کامل پختہ کار' محدث' نقل روایات وآثار کرنے والے مفسر اور مفید تصانیف کے مالک تھے۔''

ان کی تفسیر علامہ ابن جریر کی تفسیر کا کچھ زوائد کے ساتھ اختصار ہے۔ یہ تفسیر انسان کو بہت سے تفاسیر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں حافظ ابن تیمیہ کے اقوال کے حق میں دلائل دیے ہیں مثلاً: وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيُ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ إِلَّا مَنُ رَّحِمَ رَبِّيُ [سورة یوسف۱۲:۵۳] کے متعلق ان کا کہنا کہ یہ عورت کا قول ہے (1)۔

اس تفسیر کے مآخذ

حافظ ابن کثیر نے اپنی اس تفسیر میں ان مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا ہے: تفسیر ابن جریر' تفسیر ابن ابی حاتم' تفسیر ابن مردویہ' تفسیر بغوی' تفسیر کشاف' تفسیر ابن عطیہ' التفسیر الکبیر اور تفسیر قرطبی۔

ان میں سے تفسیر ابن جریر سے بکثرت استفادہ کیا ہے اور اُن کا نام لے کر تنقیح کے بعد اکثر اُن ہی کی عبارت لکھتے ہیں۔ علامہ ابن جریر سے اَحادیث نقل کرنے میں نہایت حزم احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً:

-1: ولَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ [سورة البقرة ۲:۲۲۴] کے تحت اُن کے حوالے سے یہ حدیث لکھتے ہیں: مَنُ حَلَفَ عَلَى يمينٍ قطيعةِ رَحِمٍ و معصيةٍ فَبِرُّهُ أن يحنث فيها ويرجع عن يمينه. [ابن جریر۲:۲۲۴' نص:۴۴۵۶' ابن کثیر۲:۳۲۶]

''جس نے قطع رحم یا کسی معصیت کو سرانجام دینے کی قسم اُٹھائی تو اس کی نیکی یہ ہے کہ اُس قسم کو توڑ دے اور اُس پر عمل نہ کرے۔''

اور پھر اس پر یہ تبصرہ لکھا ہے: هذا حديثٌ ضعيفٌ' لأن حارثة هو ابن أبي الرجال محمد بن عبد الرحمن متروك الحديث' ضعيفٌ عند الجميع. [تفسیر ابن کثیر۲:۳۲۶]

''یہ ایک ضعیف حدیث ہے اس لیے کہ اس کا راوی حارثہ ابن ابی الرجال محمد بن عبدالرحمٰن تمام

---

(1) اس کی تفصیل تفسیر ماوردی ۳:۴۸' مجموع الفتاویٰ ۱۰:۱۵۸' ۱۵:۶۵-۶۶، اور تفسیر ابن کثیر ۸:۵۰ میں پڑھی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین کے نزدیک متروک الحدیث اور ضعیف ہے۔''

-۲: وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ [سورۂ یوسف۱۲:۴۲] کے تحت علامہ ابن جریر نے یہ مرفوع روایت نقل کی ہے: لولم يقل الكلمة التي قال مالبث في السجن طول ما لبث حيث يبتغي الفرج من عند غير الله (1). [تفسیر ابن جریر ۷:۲۲۱، نص:۱۹۳۱۹]

''اگر وہ [یوسف علیہ السلام] وہ کلمہ نہ کہتے جو انہوں نے کہی یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں پر رہائی کی امید نہ رکھتے تو اتنی لمبی مدت قید میں نہ ٹھہرتے۔''

حافظ ابن کثیر اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهذا الحديث ضعيف جدًا، لأنّ سفيان بن وكيع ضعيفٌ، وإبراهيم بن يزيد الخُوزِي أضعف منه، وقد روي عن الحسن وقتادة مرسلاً عن كل منهما، وهذه المرسلات هاهنا لاتُقبلُ، لو قبل المرسل من حيث

---

(1) یہ روایت ان الفاظ میں بھی منقول ہے: رحم الله يوسف، لولا لكلمة التي قالها: أذكرني عند ربك، ما لبث في السجن طول مالبث. [موارد الظمآن:۴۳۲ حدیث:۱۷۴۶، صحیح ابن حبان ۸:۲۹، حدیث:۲۱۷۳]

''یوسف علیہ السلام پر اللہ رحم کرے، اگر وہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں پر رہائی کی امید نہ رکھتے تو اتنی لمبی مدت قید میں نہ ٹھہرتے۔''

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی لکھتے ہیں: آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کو اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے لیے ہر جائز کوشش بھی پسند نہیں، کہ کسی انسان کو اپنی خلاصی کا ذریعہ بنائیں، ان کے اور حق تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہونا ہی انبیاء کا اصلی مقام ہے، شاید اسی لیے یہ قیدی یوسف علیہ السلام کے اس کہنے کو بھول گیا اور ان کو مزید کئی سال جیل میں رہنا پڑا۔ ایک حدیث میں بھی رسول کریم ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔
[معارف القرآن ۵:۵۹]

لیکن جس روایت سے مفتی صاحب نے اس مسئلے کا استنباط فرمایا ہے اس کے بارے میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ضَعِيفٌ جدًا، یعنی شدید ضعیف ہے۔ [تفسیر ابن کثیر ۸:۳۶]

اور تاریخ میں لکھتے ہیں: إنه حديثه منكرٌ من هذا الوجه، ومحمد بن عمرو بن علقمة له أشياء ينفرد بها وفيها نكارةٌ، وهذه اللفظة مِن أنكرها وأشدها. [البداية والنهاية ۱:۲۱۶]

''یہ روایت منکر ہے اور محمد بن عمر علقمہ کئی منکر روایات میں منفرد ہے۔ اور اس کی یہ روایت شدید منکر ہے۔''

پھر عکرمہ نے اپنے استاذ کا نام بھی نہیں لیا کہ کون تھے اس لیے یہ منقطع بھی ہوئی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هو في غير هذا الموطن. [تفسیر ابن کثیر ۸:۴۶]

''یہ حدیث شدید ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا راوی سفیان بن وکیع ضعیف ہے اور ابراہیم بن یزید خُوزِی اُس سے زیادہ ضعیف ہے۔ یہ روایت حسن بصری اور قتادۃ سے بھی مرسلاً مروی ہے لیکن اس قسم کے معاملہ میں مرسَل روایتیں قابل قبول نہیں اگر چہ [بعض محدثین] دوسرے مقامات میں مرسَل قبول کرتے ہیں۔''

۳:- کبھی کبھار علامہ ابن جریر کی پیش کردہ حدیث کے الفاظ کو نقل نہیں کرتے بلکہ اُن کی طرف اشارہ کر کے اپنی تحقیق لکھ دیتے ہیں مثلاً: وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَاءِيلَ [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۴] کے تحت علامہ ابن جریر نے [تفسیر ابن جریر ۸:۲۱، نص: ۲۲۰۵۷] ایک عجیب وغریب اور طویل روایت درج کی ہے۔

حافظ ابن کثیر اُس کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں: قد رَوَى ابن جرير في هذا المكان حديثاً أسنده عن حذيفةَ مرفوعاً مطولاً، وهو حديثٌ موضوعٌ لا محالةَ، لا يستريب في ذلك مَن عنده أدنى معرفة بالحديث، والعجب كل العجب، كيف راجَ عليه مع إمامته و جلالة قدره؟ وقد صرَّحَ شيخنا الحافظ العلامة أبو الحجاج المزي رحمه الله بأنه موضوعٌ مكذوبٌ، وكتب ذلك على حاشية الكتاب و قد وردت في هذا آثارٌ كثيرةٌ إسرائيليةٌ لم أر تطويل الكتاب لأنَّ ما هو موضوعٌ من وضع زنادقتهم، ومنها ما قد يحتمل أن يكون صحيحاً، ونحن في غنيةٍ عنها، ولله الحمد، وفيما قَصَّ الله تعالى علينا في كتابه غنية عما سواهُ من بقية الكتب قبله، ولم يحوجنا الله ولا رسوله إليهم.

[تفسیر ابن کثیر ۸:۴۳۸]

''ابن جریر اس مقام پر سیدنا حذیفہ ﷜ [1] کے حوالے سے ایک طویل حدیث مرفوعاً نقل کی ہے

---

(۱) حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما ابن جابر عبسی 'ابوعبداللہ' یمان کا اصلی نام حِسل یا حُسَیل تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے رازدان تھے۔ سیدنا عمر فاروق ﷜ نے انہیں مدائن [فارس] کا عامل مقرر کیا تھا۔ آپ سے ۲۲۵ روایتیں مروی ہیں۔ کوفہ میں ۳۶ھ=۶۵۶ء کو وفات پائی۔ [الاصابہ ۱:۳۱۷، الاعلام ۲:۱۷۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وہ حدیث بلاشبہ موضوع ہے۔ احادیث کی معمولی معرفت رکھنے والا شخص اس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ علامہ ابن جریر پر تعجب ہے کہ امامت اور جلالتِ قدر سے متصف ہونے کے باوجود انہوں نے اسے کیوں کر درج کردیا ہے [اور اس پر خاموشی اختیار کی ہے] ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت موضوع اور جھوٹی ہے' اُنہوں نے کتاب کے حاشیے پر بھی یہ بات لکھ دی۔ اس بارے میں اور بھی کافی اسرائیلی روایات وارِد ہیں جن کو ذکر کرکے میں اپنی کتاب کو طول دینا نہیں چاہتا اس لیے کہ اُن میں کچھ ایسی روایتیں ہیں جن کو ان کے زنادِقہ نے وضع کیا اور کچھ ایسی روایات بھی ہیں جن میں سچ کا اِحتمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث میں ہمیں جو کچھ بیان کیا ہے اُس نے ہمیں اور چیزوں سے مستغنی کردیا ہے۔''

۔۴: کبھی کبھار علامہ ابن جریر کی پیش کردہ عبارت سے اتفاق کرکے اسے ہو بہو اُن کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں' مثلاً: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ [سورۃ الانبیا ۲۱:۱۰۴] کے تحت علامہ ابن جریر نے اس روایت کی تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وأولى الأقوال في ذلك عندنا بالصواب قولُ من قال: السجل في هذا الموضع: الصحيفة لأن ذلك هو المعروف في كلام العرب ' و لا يعرفُ لنبيناﷺ كاتب كان اسمه السجل. [تفسیر ابن جریر ۹:۹۵]

''ہمارے نزدیک یہاں درست اور بہتر قول اُن لوگوں کا ہے جنہوں نے سِجِلّ کی تفسیر صحیفہ سے کی ہے اس لیے کہ کلام عرب میں یہی معروف ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کا کوئی ایسا کاتب معروف نہیں جس کا یہ نام ہو۔''

حافظ ابن کثیر نے اُن کی بات آگے بڑھاتے ہوئے تحریر کیا ہے: وهذا منكر جدًا من حديث نافع عن ابن عمر لا يصحُّ أصلاً ' و كذلك ما تقدم عن ابن عباس من رواية أبي داود وغيره ' لا يصح أيضاً و قد صرَّح جماعةٌ من الحفاظ بوضعه و إن كان في

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن أبي داود. [تفسیر ابن کثیر۹: ۴۵۵]

''یہ روایت شدید منکر ہے۔ نافع از سیدنا ابن عمرؓ کی سند سے اس کی کوئی اصل نہیں اور اسی طرح وہ روایت جو سیدنا ابن عباسؓ کی سند سے مروی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ حفاظِ حدیث کی ایک جماعت نے اسے موضوع کہا اگرچہ یہ سنن ابی داود کی روایت ہے[1]۔''

۵: اسی طرح امام ابن ابی حاتم سے بھی روایات نقل کرتے ہیں لیکن کڑی تحقیق کے بعد یا تو اسے کر لیتے ہیں یا اُس پر جرح کر کے رد کرتے ہیں، جیسے:

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ [سورۃ ص ۳۸: ۲۱] کے تحت امام ابن ابی حاتم نے ایک طویل روایت لکھی ہے[2] جس کی تنقید کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قد ذكر المفسرون هاهنا قصة أكثرها مأخوذٌ من الإسرائيليات ولم يثبت فيها عن المعصوم ﷺ حديث يجبُ اتِّباعُهُ ولكن روى ابن أبي حاتم هنا حديثاً لا يصحُّ سنده لأنه من رواية يزيد الرقاشي عن أنس ؓ، ويزيد وإن كان من الصالحين لكنه ضعيف الحديث عند الأئمة، فالأولَى أن يُقتصَرَ على مجرد تلاوة هذه القصةِ وأن يُرَدَّ علمها إلى الله عز وجل، فإن القرآن حقٌّ، وماتضمَّنَ فهو حقٌّ أيضاً. [تفسیر ابن کثیر۱۲: ۸۱-۸۲]

---

(۱) سنن ابی داود، کتاب الخراج والامارۃ والفیئ [۱۴] باب فی اتخاذ الکاتب [۶] حدیث: ۲۹۳۵۔

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں: سمعتُ شيخنا أباالعباس بن تيمية يقول: هذاالحديث موضوعٌ، ولا يُعرفُ لرسول الله ﷺ كاتبٌ اسمه السجل قطُّ، و كُتّابُ النبي ﷺ معروفون لم يكن فيهم مَن يقال له السجل. قال: والآيةُ مكيةٌ، ولم يكن لرسول الله ﷺ كاتبٌ بمكة. والسجل: الكتاب المكتوب. [تہذیب السنن ۴: ۱۴۶۷]

''میں نے اپنے استاذ ابو العباس ابن تیمیہ سے سنا جو فرماتے تھے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا سجل نامی کوئی کاتب نہیں تھا۔ آپ ﷺ کے کاتب معروف ومشہور ہیں ان میں سجل نام کا کوئی کاتب نہیں اور پھر یہ بھی ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے جب کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی کاتب نہیں تھا۔ سجل تو لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔''

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰: ۳۲۳۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مفسرین نے یہاں ایک قصہ لکھا ہے جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے جب کہ اس بارے میں نبی معصوم ﷺ کی کوئی صحیح اور واجب الاتباع حدیث موجود نہیں لیکن امام ابن ابی حاتم نے یہاں ایک حدیث لکھی ہے جس کی سند صحیح نہیں کیوں کہ اُس میں یزید رقاشی ہے جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں۔ یزید رقاشی اگرچہ صالح اور نیک مرد تھے مگر ائمہ کے ہاں حدیث کے باب میں ضعیف ہیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکور اس قصہ کی تلاوت ہی پر اکتفا کی جائے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا جائے اس لیے کہ قرآن مجید اور اس میں مندرج سب کچھ حق ہی ہے۔''

قرآن مجید سے قرآن مجید کی تفسیر

حافظ ابن کثیر خود لکھتے ہیں: فإن قال قائلٌ: فما أحسنُ طرق التفسير؟ فالجوابُ: إنَّ أصحَّ الطُّرُقِ في ذلك أن يفسر القرآن بالقرآن، فما أجملَ في مكانٍ فإنه قد فُسِّرَ في موضع آخر، فإن أعياكَ ذلك فعليك بالسنة، فإنها شارحةٌ للقرآن وموضحة له، بل قال الإمام أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي: كُلُّ ما حَكَمَ به رسول الله ﷺ فهو مما فَهِمَهُ من القرآن. [تفسیر ابن کثیر ۱:۶]

''اگر کوئی یہ سوال اُٹھائے کہ تفسیر کا صحیح ترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید ہی سے کی جائے اس لیے کہ اگر کہیں کوئی اجمال یا اختصار موجود ہے تو دوسری جگہ میں اس کی تفسیر و تفصیل کی گئی ہے۔ اگر قرآن مجید سے تفسیر نہ مل سکے تو پھر سنت میں اسے ڈھونڈ لینا چاہیے اس لیے کہ سنت بھی قرآن مجید کی شارح اور اس کی وضاحت کرنے والی ہے بلکہ امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام احکام قرآن مجید ہی سے سمجھے ہیں۔''

حافظ ابن کثیر کی اس تفسیر کا زیادہ حصہ تفسیر القرآن بالقرآن پر مشتمل ہے۔ ذیل کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

[۱] فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ [سورۃ البقرۃ ۲:۳۷] کی تفسیر میں لکھا: اس سے وہ کلمات مراد ہیں جو سورۃ الاعراف ۷:۲۳ میں مذکور ہیں: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. [تفسیر ابن کثیر ۱:۳۷۱]

[۲] وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ [سورۃ البقرۃ ۲:۶۵] کے تحت لکھتے ہیں:

وهذه القصةُ مبسوطةٌ في سورة الأعراف حيث يقول تعالى: وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ. [تفسیر ابن کثیر ۱:۴۳۶]

یہ واقعہ سورۃ الاعراف ۷:۱۶۳ ''وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ'' میں بسط و تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

[۳] وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ [سورۃ الاعراف ۷:۱۶۳] کے تحت لکھا:

هذا السياق هو بسطٌ لقوله تعالى: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ.

[تفسیر ابن کثیر ۶:۴۲۲]

''اس سیاق میں یہ واقعہ سورۃ البقرۃ ۲:۶۵ ''وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ'' کی تفصیل ہے۔''

[۴] أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ [سورۃ المائدۃ ۵:۱] میں اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین نے کئی تاویلیں کیے ہیں جب کہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: الظاهر والله أعلم أن المراد بذلك: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ.

[تفسیر ابن کثیر ۵:۱۰]

''ظاہر تو یہ ہے کہ ''اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ'' سے مراد وہ چیزیں ہیں جو سورۃ المائدۃ ۵:۳ میں بیان کی گئی ہیں: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ.''

[۵] مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا [سورۃ الانعام ۶:۱۶۰] کے تحت لکھتے ہیں: هذه الآية الكريمةُ مفصلة لما أجمل في الآية الأخرى، وهي قوله: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا.

[تفسیر ابن کثیر ۶:۲۴۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اس آیت میں سورۃ النمل ۲۷:۸۴ کی ’’مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيۡرٌ مِّنۡهَا‘‘ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔‘‘

[۲] فَاَقۡبَلُوۡۤا اِلَيۡهِ يَزِفُّوۡنَ [سورۃ الصافات ۳۷:۹۴] کے تحت لکھا: أي: یسرعون، وهذه القصة هاهنا مختصرةٌ وفي سورة الأنبياء مبسوطةٌ، فإنهم لما رجعوا ما عرفوا مِن أول وَهلةٍ مَن فعل ذلك حتى كشفوا واستعملوا فعرفوا أن إبراهيم علیہ السلام هو الذي فعل ذلك.

[تفسیر ابن کثیر ۱۲:۳۵]

’’وہ اُن کے طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ یہ قصہ یہاں مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل سورۃ الانبیاء میں ہے اس لیے کہ جب یہ لوگ واپس لوٹ آئے تو انہیں اول وہلہ میں کچھ نہیں معلوم ہوا کہ اُن کے الٰہ کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا؟ خوب غور و خوض اور تفتیش و تحقیق کے بعد یہ راز اُن پر منکشف ہوئی کہ یہ سارا کیا دھرا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔‘‘

احادیث نبویہ سے قرآن مجید کی تفسیر

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: يَجِبُ أن يُعلَمَ أنَّ النبي ﷺ بَيَّنَ لأصحابه معاني القرآن كما بَيَّنَ لهم ألفاظه، فقوله تعالى: لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ [سورۃ النحل ۱۶:۴۴] يتناول هذا و هذا. [مجموع الفتاویٰ ۱۳:۱۴۸]

’’یہ جاننا ضروری ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید کے معانی کی تعلیم دی تھی جیسا کہ الفاظ قرآن مجید کی تعلیم بھی آپ ﷺ ہی کے ذمہ تھا اور لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ ان دونوں کو شامل ہے۔‘‘

حافظ ابن کثیر اپنی اس تفسیر میں آیت کے تحت اس سے متعلق مرفوع احادیث ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ نشان دہی بھی کرتے ہیں کہ ان میں سے کون سی حدیث قابل احتجاج ہے اور کون سی ناقابل احتجاج! اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

[۱] غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ [سورۃ الفاتحہ ۱:۷] کے تحت لکھتے ہیں: والصحيح من مذاهب العلماء أنه يغتفر الإخلال بتحرير ما بين الضاد والظاء لقرب مخرجيهما و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك أن الضاد مخرجها من أول حافة اللسان وما يليها من الأضراس' و مخرج الظاء من طرف اللسان وأطراف الثنايا العليا' ولأنّ كلًّا من الحرفين من الحروف المجهورة و من الحروف الرخوة' و من الحروف المطبقة' فلهذا كله اغتفر استعمال أحدهما مكان الآخر لمن لا يميز ذلك' والله أعلم. وأما حديث: أنا أفصح مَن نَطَقَ بِالضَّادِ فلا أصل له. [تفسیر ابن کثیر ا:۲۲۷-۲۲۸]

''ضاد اور ظے کی قراءت میں بہت باریک فرق ہے اور ہر ایک کے بس کا نہیں اس لیے علماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ فرق معاف ہے۔ ضاد کا صحیح مخرج تو زبان کا اول کنارہ اور اس کے پاس کی داڑھیں ہیں جب کہ ظے کا مخرج زبان کا ایک طرف اور سامنے والے دو دانتوں کے کنارے ہیں۔ یہ حروف مجہورہ' رخوہ اور مطبقہ ہیں۔ پس اس شخص کو جسے ان دونوں میں تمیز کرنی مشکل ہو اُسے معاف ہے کہ ضاد کو ظے کی طرح پڑھ لے۔ رہی حدیث: أنا أفصح مَن نَطَقَ بِالضَّادِ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔''

[۲] فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا [سورۃ البقرۃ ۲:۵۸] کی تفسیر میں صحیح بخاری کے حوالے سے لکھا: قيل لبني إسرائيل: اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّداً وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ فدخلوا يزحفون على أستاههم فبدَّلُوا وقالوا: حبةٌ في شَعْرَةٍ (۱). [تفسیر ابن کثیر ا:۴۲۰]

''بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ دروازے میں عاجزی سے جھکتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ کہ توبہ ہے تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے لیکن اُنہوں نے حکم بدل ڈالا۔ چوتڑوں کے بل گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کہا کہ ہم کو بالیوں میں دانہ چاہیے۔''

[۳] كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۱۶] کے تحت لکھتے ہیں: في الحديث: كل حرفٍ من القرآن يُذكر فيه القنوت فهو الطاعة' وكذا رواه الإمام أحمد عن حسن بن موسى عن ابن لهيعة عن دَرّاج بإسناده مثله. و لكن هذا الإسناد ضعيفٌ' لا يُعتمد عليه' و رفع هذا

(۱) صحیح بخاری' کتاب تفسیر القرآن [۶۵] تفسیر سورۃ الاعراف [۷] باب قولہ: حِطَّةٌ [۴] حدیث: ۴۶۴۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحديث منكرٌ، وقد يكون من كلام الصحابي أو من دونه، والله أعلم، وكثير أما يأتي بهذا الإسناد تفاسير فيها نكارةٌ فلا يغتر بها فإن السند ضعيفٌ. [تفسیر ابن کثیر ۲: ۳۸]

''قرآن مجید میں جہاں کہیں قنوت کا لفظ وارد ہے وہاں اس سے مراد طاعت کے ہیں۔ اسے امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حسن بن موسیٰ از ابن لہیعہ از دراج نقل کیا ہے لیکن یہ سند ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے۔ اس کا مرفوع ہونا منکر ہے۔ ممکن ہے کسی صحابی یا نیچے درجے کے کسی راوی کا کلام ہو اس سند سے کئی ایک تفاسیر منقول ہیں جو ساری کی ساری منکر اور ضعیف ہوتی ہیں ان سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے۔''

[۴] وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ [سورۃ الانفال ۸: ۶۰] میں قوت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حدیث میں ہے: ألا إنَّ القوةَ الرَّمْيُ، ألا إنَّ القوةَ الرَّمْيُ.[1] [تفسیر ابن کثیر ۷: ۱۰۹]

''خبردار رہو! تیر اندازی قوت ہے۔ خبردار رہو! تیر اندازی قوت ہے''

اسرائیلیات اور حافظ ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تفسیر ماثور میں جو اسرائیلی واقعات مندرج ہیں وہ اس پر کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نقد و جرح کرتے ہیں، مثلاً:

[۱] اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً [سورۃ البقرۃ ۲: ۶۷] کے تحت سلف سے منقول روایات کو تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وهذه السياقات والظاهر أنها مأخوذةٌ من كتب بني إسرائيل وهي مما يجوز نقلها ولكن لا تُصدَّق ولا تُكذَّبُ، فلهذا لا يعتمد عليها إلَّا ما وَافَقَ الحقَّ عندنا. [تفسیر ابن کثیر ۱: ۴۴۷-۴۴۸]

''ظاہر ہے کہ یہ روایات بنی اسرائیل کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ ان کو نقل کرنا بلا شبہ درست ہے مگر ان کی تصدیق و تکذیب نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا ان پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ ماسوا اُن روایات کے جو اسلامی حقائق کے موافق ہوں۔''

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ [۳۳] باب فضل الرمی والحث علیہ [۵۲] حدیث: ۱۶۷-[۱۹۱۷]، سنن ابی داود، کتاب الجہاد [۹] باب فی الرمی [۲۴] حدیث: ۲۵۱۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۲]سورۃ ق کی تفسیر کرتے ہوئے سورۃ کے آغاز میں لکھتے ہیں:

وقد رُوي عن بعض السلف أنهم قالوا:ق:جبلٌ محيطٌ بجميع الأرض'يقال له:جبلُ قاف'و كأنّ هذا-**والله أعلم**-من خرافات بني إسرائيل'التي أخذهاعنهم بعض الناس لما راى من جوازالرواية عنهم فيما لايصدق و لايكذب.وعندي أن هذا وأمثاله و أشباهه من اختلاق بعض زنادقتهم'يُلبِسون به على الناس أمر دينهم كما أُفتُرِيَ في هذه الأمة- مع جلالة قدر علمائها و حفاظها و أئمتها -أحاديث عن النبي ﷺ و ما بالعهد من قِدَمٍ 'فكيف بأمة بني إسرائيل مع طول المُدَى'وقلة الحفاظ النقاد فيهم'و شربهم الخُمور'و تحريف علمائهم الكلم عن مواضعه'و تبديل كتب الله و آياته'وإنما أباح الشارع عليه السلام الرواية عنهم في قوله:وَ حَدِّثُوا عَنْ بَنِیُ إِسْرِائيلَ و لاَ حَرَجَ ' فيما قد يجوزه العقل ' فاما فيما تُحيله العقولَ و يُحكم عليه بالبطلان و يغلب على الظنون كذبه فليس هذا من هذاالقبيل'**والله أعلم**.[تفسیرابن کثیر۱۳:۱۸۰]

''بعض علماءِ سلف کا قول ہے کہ''ق'' سے یہاں ایک پہاڑ مراد ہے جوروئے زمین کوگھیرے ہوئے ہے اس کو''کوہِ قاف'' کہتے ہیں۔دراصل یہ بھی اسرائیلیات ہی کا ایک حصہ ہے جس کی نہ ہم تصدیق کر سکتے ہیں اور نہ تکذیب۔میرا خیال ہے کہ ایسی باتیں اہلِ کتاب کی زنادقہ کی وضع کردہ ہیں جوانہوں نے لوگوں کودین سے برگشتہ کرنے کے لیے وضع کی ہیں۔جب علماءِ حدیث اورحفاظ وائمہ کی کثرت کے باوجودامت محمدیہ میں اَحادیث وضع کر کے اُن کونبی اکرم ﷺ کی جانب منسوب کردیا گیا ہےتو بنی اسرائیل کی امت میں ایسا کیوں کرنہ ہوتا حالانکہ اس پرعرصہ درازگزرچکا ہے۔علاوہ ازیں اُن میں حفاظ ونقّاد کی شدید قلت پائی جاتی ہے۔وہ شراب کے رسیا ہیں۔بنی اسرائیل کے علماء نے کتب مقدسہ میں تحریف کاارتکاب کیا ہے۔شارع علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے جونقل وروایت کی اجازت دی ہےتو وہ ایسی باتوں تک محدود ہے جوعقل کے معیار پرپوری اترتی ہو،جوبات عقلِ سلیم کے منافی ہواور بظاہر جھوٹ معلوم ہوتی ہو اُس کابنی اسرائیل سے روایت کرنا ہرگز درست نہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدُّرُّ الْمَنْثُوْرُ فِي التَّفْسِيرِ بِالْمَأْثُوْرِ = تفسیر در منثور

اس تفسیر کے مصنف حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین ٰخضیری ٗ سیوطی ہیں۔آپ ۸۴۹ھ = ۱۴۴۵ء کو پیدا ہوئے۔ پانچ سال کے تھے کہ والد کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔قاہرہ میں پلے بڑھے۔چالیس سال کی عمر میں دریائے نیل کے روضۃ المقیاس میں عزلت نشین ہوئے اور وہیں اپنی اکثر کتابیں لکھیں۔امراء اور شرفاء ان سے ملنے وہاں آتے اور وظائف وتحائف پیش کرتے مگر آپ کسی سے ملتے اور نہ وظیفہ یا تحفہ قبول کرتے۔۹۱۱ھ = ۱۵۰۵ء کو وفات پائی۔[شذرات الذہب ۸:۵۱' الاعلام ۳:۳۰۱]

درمنثور ایک جامع کتاب ہے جس میں آپ نے صحاح سمیت ان گنت کتابوں سے تفسیری روایات کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے۔آپ نے اس تفسیر کا سبب تصنیف کچھ اس طرح لکھا ہے:

فَلَمَّا أَلَّفْتُ كتاب ترجمان القرآن– وهو التفسير المسند عن رسول الله و أصحابه –و تَمَّ بحمد الله في مجلدات ' فكان ما أوردتُّهُ من الآثار بأسانيد الكتب المخرج منها واردات ' و رأيتُ قصور أكثر الهِمَمِ عن تحصيله ' و رغبتهم في الاقتصار على متون الأحاديث دون الإسناد و تطويله 'فخلصتُ منه هذا المختصر ' مقتصراً فيه على متن الأثر 'مُصَدَّراً بِالْعَزْوِ والتخريج إلى كل كتابٍ معتبرٍ.[الدرالمنثور ا:۵]

”میں نے پہلے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی ایک مسند وماثور تفسیر ترجمان القرآن کے نام سے ایک تفسیر مرتب کی ،جس کی بحمداللہ کئی جلدیں ہیں۔میں نے اس کتاب میں مرفوع وموقوف احادیث کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر لوگوں کی کم ہمتی اور طبائع کا میلان اختصار کی طرف دیکھ کر میں نے اس کی تمام احادیث کے سند حذف کر کے صرف متن پر اکتفا کیا اور معتبر کتاب اور مصدر ومرجع کا حوالہ دیا۔“

اس تفسیر کا منہج یہ ہے۔

[ا] سورۃ کا نام لکھ کر اُس کا مکی یا مدنی ہونا واضح طور پر بتاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۲] سورۃ کے فضائل بیان کرتے ہیں، جس میں النحاس، ابن الضریس، ابوالشیخ اور ابن ابی الدنیا[1] کی روایات پر اعتماد کرتے ہیں۔

[۳] طویل سورتوں کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک یا دو دو آیتیں ذکر کر کے تفسیر لکھتے ہیں اور مختصر سورتوں کو مکمل ذکر کر کے تفسیر نقل کر دیتے ہیں۔

[۴] قراءات کو خصوصی طور پر درج کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، مگر اس میں صحت کا خیال نہیں کرتے اور ضعیف قراءات کو نقل کرنے سے نہیں چوکتے۔

[۵] اکثر آیات کا سبب نزول ذکر کرتے ہیں۔

[۶] ناسخ و منسوخ آیات کی نشان دہی کرتے ہیں۔

[۷] غریب[2] الفاظ اور مبہم عبارات کی تشریح کرتے ہیں۔

[۸] کوئی آیت کسی فقہی حکم کو متضمن ہو تو اس کا حکم ذکر کرتے ہیں۔

[۹] ساری کتاب میں صحیح روایات کے ساتھ جھوٹی اور موضوع و من گھڑت روایات بھی نقل کرتے ہیں، مثلاً سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ کس طرح قبول ہوئی؟ اس کے لیے امام طبرانی[3] امام حاکم، حافظ ابو نعیم[4] اور امام بیہقی کے حوالے سے یہ حدیث لکھتے ہیں:

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان، ابن ابی الدنیا، القرشی، الاموی، البغدادی، ابوبکر۔ ۲۰۸ھ=۸۲۳ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ حافظ حدیث ہیں۔ بکثرت کتابیں لکھیں۔ خلیفہ معتضد باللہ عباسی اور اُن کے بعد اُن کے فرزند مکتفی باللہ کے اتالیق اور مؤدب رہے ہیں۔ ۲۸۱ھ=۸۹۴ء کو بغداد میں وفات پائی۔
[تذکرۃ الحفاظ ۲: ۶۷۷، ترجمہ: ۶۹۹، الاعلام ۴: ۱۱۸]

(۲) غریب کے معنی: عجیب، نادر، نامانوس، یا غیر ملکی کے ہیں، اس لیے یہ لفظ قرآن و حدیث کے اُن نادر الفاظ کے لیے اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے جن کا مطلب و مفہوم بہت سے لوگوں پر واضح نہیں ہوتا۔

(۳) سلیمان بن احمد اللخمی الشامی، ابوالقاسم، بہت بڑے محدث تھے۔ طبریہ [شام] سے تعلق کی وجہ سے طبری کہلائے۔ عکا میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے حجاز مقدس، یمن، مصر، عراق، فارس اور جزیرہ کے سفر کیے۔ ۳۶۰ھ=۹۷۱ء کو اصبہان میں وفات پائی۔ [تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۶: ۲۴۰، الاعلام ۳: ۱۲۱]

(۴) احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی، ابو نعیم، حافظ حدیث اور مؤرخ تھے۔ اصفہان میں ۳۳۶ھ=۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ حفظ و روایتِ حدیث میں ثقہ مانے جاتے ہیں۔ اصفہان ہی میں ۴۳۰ھ=۱۰۳۸ء کو وفات پائی۔
[وفیات الاعیان ۱: ۹۲، تذکرۃ الحفاظ ۳: ۱۰۹۲، الاعلام ۱: ۱۵۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمَّا أذنب آدم الذنب الذي أذنبه رفع رأسه إلى السماء فقال:أسألك بحق محمد إلَّا غفرتَ لي؟فأوحى الله إليه:وَمَن محمد؟فقال:تَبارَكَ اسمكَ،لَمَّا خلقتَني رفعتُ رأسي إلى عرشك فإذافيه مكتوبٌ:لَاإلٰهَ إلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰهِ فعلِمتُ أنه ليس أحدٌأعظمُ عندك قدراًممن جعلتَ اسمه مع اسمك،فأوحى الله اليه:ياآدم إنه خيرالنبيين من ذريتك،ولولا هو ماخلقتُكَ.

[المستدرک۲:۶۱۵،المعجم الصغیر ۲:۸۲-۸۳،دلائل النبوۃ ۵:۴۸۹،درمنثورذیل تفسیر سورۃ البقرۃ ۲:۳۷]

''جب[سیدنا]آدم[علیہ السلام]اُس گناہ کا شکار ہوئے[جس سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں روکا تھا تو]اُنہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا میں تجھ سے بحق محمد[مصطفیٰ ﷺ]دعاء کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرمائے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی بھیجی:محمد[مصطفیٰ ﷺ]کون ہیں؟تو اُنہوں نے عرض کیا:تیرے نام کی برکت پڑھتا ہوں،جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے عرش کی طرف سر اُٹھا کر اُس پر نظر دوڑائی،کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں لَاإلٰـہَ إلَّااللّٰهُ مُـحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے،جس سے میں نے سمجھا کہ تو نے جس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ عظیم القدر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں یہ وحی کر ڈالی:آدم!وہ تیری اولاد میں خاتم النبیین ہیں اور اگر وہ نہ ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔''

مگر یہ روایت شدید ضعیف بلکہ موضوع ہے اس لیے کہ اس کا مرکزی راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے،جس کے بارے امام بخاری فرماتے ہیں:شدید ضعیف ہے۔[التاریخ الکبیر ۶:۲۸۴]

امام ابن حبان فرماتے ہیں:لاعلمی سے روایات میں ہیر پھیر کیا کرتا تھا اور کثرت سے اس کا شکار ہوگیا اور مدلس کو مرفوع اور موقوف کو مسند کہنے لگا تو چھوڑ دینے کا مستحق ٹھہرا۔

[المجروحین ۲:۲۲،ترجمہ:۵۹۳]

خود امام حاکم اس راوی کے بارے میں لکھتے ہیں:اپنے باپ کی سند سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔[المدخل الی الصحیح ۱:۱۷۰،ترجمہ:۹۸]

جب کہ یہ روایت بھی اپنے باپ ہی سے نقل کرتے ہیں۔

حافظ ذہبی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:موضوع ہے۔اس کا مرکزی راوی عبدالرحمٰن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن زید بن اسلم واہی ہے اور اس کا ایک اور راوی عبداللہ بن مسلم فہری مجہول ہے۔

[تلخیص المستدرک ۲:۶۱۵]

[۱۰] ساری کتاب میں اسرائیلی روایات کی بھرمار ہے۔ اسرائیلی روایات کی کئی قسمیں ہیں:

-۱: وہ روایات جن کی اسلامی روایات تصدیق کرتی ہیں، مثلاً نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کے رفیق کا نام خضر تھا۔

[صحیح بخاری، کتاب العلم [۳] باب ما ذکر فی ذہاب موسیٰ علیہ السلام فی البحر الی الخضر [۱۷] حدیث:۷۴]

-۲: وہ روایات جن کی اسلامی شریعت تکذیب کرتی ہے، مثلاً ان کا یہ کہنا کہ سیدنا اسحاق علیہ السلام ذبیح تھے یا یہ کہ سیدنا داود علیہ السلام نے اوریاہ فوجی کی بیوی لینے کے لیے اسے جنگ میں مروادیا۔

-۳: وہ روایات جو پہلی اور دوسری قسم کے علاوہ ہو یعنی اسلامی شریعت نے نہ ان کی تصدیق کی ہو اور نہ تکذیب، ان میں زیادہ طور پر وہ روایات شامل ہیں جن سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ متعلق نہیں ہوتا مثلاً یہ کہ اصحاب کہف کے نام کیا تھے؟ ان کے کتے کا رنگ کیا تھا؟ یا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کس درخت سے بنی تھی۔

اس سلسلے میں حدیث میں وارد ہے کہ: حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ.

[صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء [۶۰] باب ما ذکر عن بنی اسرائیل [۵۰] حدیث:۳۴۶۱]

''بنی اسرائیل سے روایت نقل کیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال مالك: المراد جواز التحدث عنهم بما كان من أمر حسنٍ، أمّا ما علم كذبه فلا، وقال الشافعي: من المعلوم أن النبي ﷺ لا يجيز التحدث بالكذب، فالمعنى: حدثوا عن بني إسرائيل بما لا تعلمون كذبه، وأمّا ما تجوزونه فلا حرج عليكم في التحدث به عنهم. [فتح الباری ۶:۴۹۸-۴۹۹]

''امام مالک نے فرمایا: کوئی اچھی بات اُن سے نقل کرنا درست ہے اور جس بات کے بارے میں علم ہو کہ جھوٹی ہے، سو یہ حدیث اس کے بارے میں اجازت نہیں دیتی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ جھوٹ بولنے کی اجازت قطعاً نہیں دے سکتے، پس اس کا مطلب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہوا کہ بنی اسرائیل سے وہ چیزیں نقل کیا کرو جس کا جھوٹا ہونا تمہیں ثابت نہیں اور جس کا جھوٹ ہونا ثابت ہوا سے نقل نہ کرو۔''

یہ روایتیں تفسیر کی اکثر کتابوں میں پائی جاتی ہیں' یہاں تفسیر درمنثور سے اس کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

[۱] ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو جنت میں شَجَرَۃُ الْخُلْدِ سے منع کیا تھا۔ ابلیس انہیں ورغلانے کے لیے سانپ — جو اونٹ کی طرح چار ٹانگوں والا بڑا جانور تھا — کے منہ میں چھپ کر جنت کے اندر گیا اور ان کو ممنوعہ درخت کے کھانے پر اکسایا۔ اسے کھاتے ہی اُن کے کپڑے اتر گئے آدم علیہ السلام نے حواء سے کہا: عذابِ الٰہی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ وہ خود بھاگا تو ایک درخت نے اسے گھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے کہا: وہ مٹی ملعون ہے جس سے تو پیدا ہوا اس پر ہمیشہ کانٹے دار درخت ہوں گے۔ حوا سے کہا: تیری سزا یہ ہے کہ تو حاملہ ہو کر تکلیف میں ہوگی اور جب بچہ جنے گی تو بھی تکلیف میں ہوگی اور ہر ماہ تجھ سے خون بہے گا۔ سانپ سے کہا: تو پیٹ پر چلے گا۔ مٹی تیری خوراک ہوگا اور انسان تیرا اور تو اس کا دشمن ہوگا۔

[تفسیر ابن جریر ا:۲۷۳' نص: ۴۳۷' درمنثور ا:۱۲۱-۱۲۱' بذیل: اُسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ]

یہ روایت اس لیے نادرست ہے کہ اس کے راویوں میں سدی اور ابو صالح ہیں' جو کذاب اور وضاع تھے۔

[۲] امام طبرانی کے حوالے سے لکھتے ہیں: سیدنا آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو ان کے پاؤں زمین اور سر آسمان میں تھا اور آسمان والوں کی باتیں سنتے تھے[۱]۔

---

(۱) حافظ طبرانی کی کسی کتاب میں یہ روایت نہ مل سکی' البتہ اسے محدث عبدالرزاق نے مصنف ۵:۹۱' حدیث ۹۰۹۰ میں عطاء بن ابی رباح کے نام سے نقل کیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ عطاء بن ابی رباح کو یہ روایت کہاں سے ملی؟ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔ امام ابن ابی شیبہ نے اسے اَلْعَرْشُ وَمَافِیْہِ ا:۳۹۵' حدیث :۳۹ میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے' جس کا ایک راوی طلحہ بن عمرو بن عثمان حضرمی مکی ہے' جو متروک الحدیث ہے۔

[میزان الاعتدال ۲:۳۴۰' ترجمہ:۴۰۰۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۳] امام طبری کی تاریخ کے حوالے سے لکھتے ہیں: سیدنا آدم علیہ السلام جب ہند سے حج کی ادائیگی کے لیے جاتے تو جو جگہیں آپ کے قدموں کے نیچے آئیں وہ شہر اور درمیان والی جگہیں صحرا بن گئے۔ [تاریخ الطبری المعروف بتاریخ الامم والملوک ۱:۸۴، درمنثور ۱:۱۲۶]

[۴] سیدنا آدم علیہ السلام کو ہند، حوا کو جدہ، ابلیس کو بیسان اور سانپ کو اصبہان میں اتارا گیا۔

[تاریخ ابن جریر طبری ۱:۸۱، درمنثور ۱:۱۲۵]

[۵] ہاروت و ماروت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دو فرشتے انسانی شکل میں لوگوں کے فیصلے کرنے کے لیے بابل شہر میں اتارے گئے جو زہرہ نامی ایک حسین عورت پر فریفتہ ہوئے اور اس سے خواہش پوری کرنے کا مطالبہ کیا۔ زہرہ نے شرک کرنے، شراب پینے اور ایک قتل کرنے کا مطالبہ کیا انہوں نے شراب پی کر وہ تمام گناہ کیے۔ سزا کے طور پر انہیں بابل شہر کے ایک ویران کنویں میں الٹا لٹکایا گیا جو قیامت تک اسی طرح ہوں گے اور زہرہ مسخ ہو کر آسمان پر ستارہ بن گئی۔

[درمنثور ۱:۲۲۳]

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے بارے میں فرمایا ہے:

— وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۞ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۞ [سورۃ الانبیاء ۲۱:۱۹-۲۰]

”وہ [ملائکہ] جو اللہ کے پاس ہیں وہ اس کی بندگی سے عار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں بلکہ شب و روز تسبیح کرتے ہیں اور دم نہیں لیتے۔“

— بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۲۶]

”بلکہ [ملائکہ] معزز بندے ہیں۔“

— لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۲۷]

”وہ اس سے آگے بڑھ کر کام نہیں کرتے اور اسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں۔“

— وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ. [سورۃ الانبیاء ۲۱:۲۸]

”اور سب اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– لَایَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَاأَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ. [سورۃ التحریم ۶:۶۶]

''وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ اُن کو حکم دیا جاتا ہے اُس کو بجالاتے ہیں۔''

– اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے اوصاف حمیدہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَرَوَلَایَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَایَزْنُوْنَ. [سورۃ الفرقان ۲۵:۶۸]

''رحمٰن کے خاص بندے نہ تو کسی دوسرے اِلٰہ کو پکارتے ہیں اور نہ کسی شرعی جواز کے بغیر اس نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔''

[۶] سیدنا یوسف علیہ السلام کے بارے میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ ارادتاً بدکاری کا اقدام کیا تھا اور کپڑے اتار کر برائی شروع ہی کرنے والے تھے کہ غیب سے آواز آئی: یوسف! خیانت نہ کر۔

[تفسیر ابن جریر طبری ۷:۱۸۲، درمنثور ۴:۴۶۴-۴۶۵]

مفسر خازن لکھتے ہیں: وأما ماروي عن ابن عباس رضی اللہ عنہ: أنه جلس منها مجلس الخائن، فحاشا ابن عباس رضی اللہ عنہ أن يقول مثل هذا عن يوسف علیہ السلام ولعل بعض أصحاب القصص و الأخبار وضعوه عن ابن عباس رضی اللہ عنہ و كذلك ماروي عن مجاهد و غيره أيضاً فإنه لا لايكاد يصح بسند صحيح. [لباب التأويل ۳:۲۷۶]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف اس آیت کی جو تفسیر منسوب ہے اور اسے ہم درست بھی نہیں سمجھتے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام ایک خائن کی طرح بیٹھ گئے۔ ہم کہتے ہیں کہ واعظین نے اسے وضع کر کے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اسے رواج دیا اسی طرح مجاہد کی طرف منسوب کر کے جو بات کہی گئی ہے اُس کی سند بھی صحت کے قریب نہیں پہنچ سکتی۔''

امام ابوالسعود لکھتے ہیں: وماقيل بأنه علیہ السلام حل الهميان وجلس مجلس الختان وبأنه حل تكة سراويله وقعد بين شعبها، و رؤيته للبرهان بأنه سمع صوتاً و رأى تمثال يعقوب علیہ السلام عاضاً على أنملته فخرجت شهوته مِن أنامله، إن كل ذلك إلّا خرافات و أباطيل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمجها الآذان و تردها العقول السليمة و الأذهان' ويل لمن لاَ كَهَا و لَفِقَهَا و صدقها.

[ارشاد العقل السليم الی مزایا القرآن الکریم ۴: ۲۶۶-۲۶۷]

''یہ بات جو مشہور کی گئی ہے کہ اُنہوں نے اپنا اِزار بند کھول کر اُس کے سامنے بیٹھ گئے' پھر ایک آواز سنی اور اپنے والد محترم کی شبیہ دیکھی جو اپنے دانتوں سے اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے' یہ سب باتیں باطل خرافات ہیں۔ عقول اور اذہانِ سلیمہ ان کو قبول نہیں کرتے۔ وہ لوگ ہلاک ہوں جنہوں نے یہ باتیں وضع کی ہیں اور وہ لوگ بھی جو ان کی تصدیق کرتے ہیں۔''

[۷] بعض دفعہ بالکل بے سروپا بات لکھتے ہیں اور قطعاً اس کا خیال نہیں رکھتے کہ یہ قواعد مسلمہ کے بالکل خلاف ہے' مثلاً تفسیر کے آخر میں سورة الخُلع اور سورة الحفد کے نام سے ایک مضمون پیش کرتے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید کی سورتیں ہیں حالانکہ یہ دونوں قرآن مجید کا حصہ نہیں اور اس لیے تو:

-امام بغوی لکھتے ہیں: و القرآنُ لا يثبت بأخبار الآحاد. [شرح السنۃ ۹: ۸۲' بذیل حدیث: ۲۲۸۴]

''[کسی عبارت کا] قرآن [ہونا] اخبار آحاد سے ثابت نہیں کیا جائے گا۔''

-امام قرطبی لکھتے ہیں: القرآن لا يثبت بأخبار الآحاد' و إنما طريقه التواتر القطعي الذي لا يُختلفُ فيه. [تفسیر قرطبی ۱: ۱۲۹-۱۳۰]

''اخبارِ آحاد کے بل بوتے پر قرآن کریم کا ثبوت مہیا نہیں کیا جا سکتا' اس کے ثبوت کے لیے ایسی قطعی دلیل کی ضرورت ہوگی جس میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہو''۔

-امام نووی فرماتے ہیں: أن القرآن لا يثبت بخبر الواحد.

[شرح صحیح مسلم ۱۰: ۳۰' بذیل حدیث: ۱۴۵۲]

''خبر واحد کی بنیاد پر کسی عبارت کو قرآن نہیں کہا جائے گا۔''

-امام بدر الدین زرکشی لکھتے ہیں: و لا يجوز القطع على إنزال قرآنٍ و نسخه بأخبار آحادٍ لا حجة فيها. [البرہان فی علوم القرآن ۲: ۴۰' نوع: ۳۴]

''خبرِ واحد کے بل بوتے پر کسی چیز کو قرآن کہنا یا اُسے منسوخ قرار دینا جائز نہیں' اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نام کی کوئی شے نہیں۔''

التَّفْسِيْرُ الْمَظْهَرِي = تفسیر مظہری

قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی تصنیف ہے۔

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی حنفی مجددی، از اولادِ جلال الدین چشتی صابری پانی پتی [وفات: ۸۵۲ھ = ۱۴۴۸ء] ان کا نسب نامہ سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ پانی پت [مشرقی پنجاب] میں ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر علومِ عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل میں مشغول رہے۔ اس سلسلے میں دہلی گئے، جہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی [وفات: ۱۱۷۶ھ = ۱۷۶۲ء] سے حدیث سنی پھر صغرسنی ہی میں حافظ محمد عابد لاہوری سُنّامی احمدی نقش بندی [وفات: ۱۱۶۰ھ = ۱۷۴۷ء] سے علم طریقت [نقش بندیہ] اخذ کیا۔ اُن کی وفات کے بعد [اور ایک روایت کے مطابق حافظ محمد عابد کی ہدایت پر] مرزا مظہر جانِ جانان دہلوی [وفات: ۱۱۹۵ھ = ۱۷۸۱ء] کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے علم طریقت [احمدیہ] حاصل کیا۔ مرزا مظہر جانِ جانان اُن کے جوہر سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں عَلَمُ الْهُدٰى [ہدایت کی نشانی] کا لقب دیا۔ مرزا مظہر جانِ جانان نے اُن کے حق میں ایک بار یہ بھی فرمایا کہ: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بروزِ محشر پوچھا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو عرض کروں گا کہ ثناء اللہ پانی پتی لایا ہوں۔

تحصیل علم کے بعد قاضی صاحب موصوف وطن پہنچے اور باقی عمر افتاء، تصنیف وتالیف اور نشرِ علوم میں گزاردی۔ متعدد نافع، مفید، مقبول اور مشہور کتب اُن کے قلم سے نکلیں۔ فقہ واصول میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے۔ تفسیر، کلام اور تصوف میں انہیں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ پانی پت میں قضاء کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے انہیں بیهقیِ وقت کا خطاب دیا۔

قاضی ثناء اللہ نے یکم رجب ۱۲۲۵ھ = ۲-اگست ۱۸۱۰ء کو وفات پائی۔

[مقامات مظہری: ۳۵۹، نزہۃ الخواطر ۷: ۱۲۸، ترجمہ: ۱۹۱، حدائق الحنفیۃ: ۴۸۳، تذکرہ علماے ہند: ۱۴۲، ترجمہ ۱۰۰، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۶: ۱۰۳۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی صاحب نے تیس سے زیادہ تالیفات چھوڑیں، جن میں سب سے بڑی التَّفسیر المَظْهَري ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی یہ کتاب دس اجزاء [سات جلدوں میں مجلد] پر مشتمل ہے، جو انہوں نے اپنے مرشد مرزا مظہر جانِ جاناں (۱) کی وفات کے بعد لکھنا شروع کیا اور اسے انہی کے نام سے مُعَنْوَنْ کی یہ تفسیر پہلے دہلی پھر دوسری بار حیدر آباد [دکن] سے دس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

اس تفسیر کا رنگ محدثانہ اور حنفی مَذاق کے موافق ہے۔ متداول تفاسیر میں سے ابن جریر، بیضاوی اور بغوی کی طرف زیادہ اشارے ملتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ قاضی صاحب نے محمد بن اسحاق اور کلبی کی تالیفات پر بھی انحصار کیا ہے۔ قراآت کے سلسلے میں انہوں نے مشہور قاریوں کے علاوہ ہشام [ابوالولید] کو بھی قابل قبول سمجھا ہے، حالانکہ ہشام بن عمار سلمی ابوالیدا گرچہ صدوق اور بکثرت روایات بیان کرنے والے راوی تھے، مگر ان کا حافظہ متغیر ہو چکا تھا اور دوسروں کا لقمہ و تلقین قبول کیا کرتے تھے۔ امام ابوداود کہتے ہیں: اس نے چار سو سے زیادہ بے اصل واَساس روایتیں بیان کی ہیں۔ [میزان الاعتدال ۴:۳۰۲، ترجمہ: ۹۲۳۴]

یہ تفسیر بڑی حد تک اسرائیلی روایات سے پاک ہے۔ آیات کی تفسیر کے تحت جو اسرائیلی روایات مشہور ہیں، قاضی صاحب اُن کی تردید کرتے نظر آتے ہیں۔ ہاروت و ماروت اور چاہِ بابل کے بارے میں جو روایت مروی ہے اُس کے بارے میں لکھتے ہیں: وهذه القصةُ من أخبار الآحاد، بل من الروايات الضعيفة الشاذَّةِ، ولا دلالة عليها في القرآن بشيءٍ، وفي بعض روايات هذه القصة ما يأباهُ العقلُ والنقل...... وأئمة النقل لم يصححوا هذه القصة، ولا أثبتوا روايتها. قال العاصي: إنَّ هذه الأخبار لم يُرْوَ منها شيء صحيحٌ ولا سقيمٌ عن النبي ﷺ وهذه الأخبار من كعب اليهود وإفترائهم. [تفسیر مظہری ۱:۱۰۹]

---

(۱) مرزا مظہر جانِ جاناں، شمس الدین، حبیب اللہ بن مرزا جان بن عبدالسبحان بن محمد امان علوی دہلوی۔ ان کا نسب نامہ انیس واسطوں سے محمد بن حنفیہ کے توسط سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ ان کے والد محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کے منصب دار تھے۔ ۲۱ رمضان ۱۱۱۱ھ = ۱۷۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ امام، عالم، محدث، فقیہ اور زاہد تھے۔ ۷ محرم ۱۱۹۵ھ = ۱۷۸۰ء میں ایک شیعہ نے اُن کے سینہ میں طپنچہ مارا اور دس محرم ۱۱۹۵ھ کو شہید ہوئے۔ [نزہۃ الخواطر ۶:۵۵-۵۹، ت:۱۰۶، تذکرہ علمائے ہند: ۴۹۵، ت: ۵۷۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ قصہ اخبارِ آحاد بلکہ ضعیف وشاذّ روایات میں سے ہے۔قرآن مجید میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اوراس قصہ کی بعض روایات تو ایسی ہیں کہ عقل ونقل دونوں اس سے انکار کرتی ہیں' ائمہ نقل نے اس قصہ کی صحت کوتسلیم نہیں کیا اور نہ اس کی روایت کو ثابت مانا ہے۔گنہگار [قاضی ثناء اللہ] کہتا ہے کہ ان روایات میں کوئی صحیح یا ضعیف روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ یہ ساری کی ساری یہودیوں کی مفتریات میں سے ہیں۔''

قاضی ثناء اللہ صاحب محقق حنفی ہیں۔جامد مقلد نہیں۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

هٰهُنا يظهرُ أنه إذاصَحَّ عند أحدٍ حديثٌ مرفوعٌ من النبي ﷺ سالماً عن المعارَضةِ ولم يظهر له ناسخٌ وكان فتوى أبي حنيفة رحمة الله مثلاً خلافه و قد ذهب على وفق الحديث أحدٌ من الأئمة الأربعة يجب عليه اِتّباعُ الحديثِ الثّابِتِ' ولا يمنعه الجُمُودُ على مذهبه من ذلك كيلا يلزمُ اتخاذُ بعضنا بعضا أربابا من دون الله.

[التفسیر المظہری ۲:۶۴ بذیل: لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [سورة آل عمران ۳:۶۴]

''اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے سامنے ایک صحیح' غیر معارض اور غیر منسوخ حدیث ثابت ہو جائے اور بالفرض امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اُس حدیث کے خلاف ہو تو اُس پر لازم ہے کہ اُس ثابت حدیث پر عمل کرے اور اپنے مذہب پر اسے جمے رہنا درست نہیں تاکہ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا مصداق نہ ٹھہرے۔''

قاضی صاحب اپنی اس تفسیر میں بدعات کی تردید بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں' مثلاً: وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [سورة آل عمران ۳:۶۴] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فائدة: لايجوزُ مايفعله الجُهّالُ بقبورِ الأولياء والشهداء من السُّجود والطواف حولها واتخاذُ السُّرُجِ و المساجد عليها و من الإجتماع بعد الحول كالأعيادِ و يُسمونه عُرساً. [التفسیر المظہری ۲:۶۵]

''جاہل لوگ، اولیاء اور شہداء کے مزارات کے ساتھ جو معاملات کرتے ہیں وہ سب کے سب ناجائز ہیں یعنی اُن کو سجدہ کرنا' اُن کے گرد طواف کرنا' اُن پر چراغاں کرنا اور اُن کے قریب مساجد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانا اور ہر سال میلوں کی طرح اُن پر جمع ہونا جسے وہ عرس کا نام دیتے ہیں۔''

قاضی صاحب موصوف چونکہ صوفی بھی ہیں اس لیے بعض اوقات اصول شریعت کا خیال نہ رکھتے ہوئے یہ بھی لکھ چکے ہیں: قالتِ الصوفية العلية: أرواحنا أجسادنا و أجسادنا أرواحنا وقد تواتر عن كثيرٍ من الأولياء أنّهم ينصرون أولياءَ هم ويُدَمِّرُونَ أعداءَ هم، و يهدون إلى الله تعالى مَن يشاء الله تعالى. [تفسیر مظہری ۱:۱۵۲، بذیل تفسیر سورۃ آل عمران ۳:۱۵۴]

''بڑے بڑے صوفیا کا کہنا ہے کہ ہمارے جسم ہماری روح ہیں اور ہماری روح ہمارے جسم ہیں اور بہت سے اولیاء کرام سے یہ بات تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے اُنہیں ہدایت بھی دیتا ہے۔''

اس عقیدہ کے اِثبات کے لیے قاضی ثناء اللہ صاحب نے کوئی شرعی دلیل پیش نہیں کی حالانکہ اس قول کے برخلاف یہ قطعی نصوص موجود ہیں:

-۱: اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. [سورۃ یٰس ۳۶:۳۱]

''کیا اِن لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم اُن کے قبل [بہت سی] امتیں ہلاک کر چکے ہیں کہ یہ لوگ اِن کی طرف لوٹ کر نہ آئیں گے۔''

-۲: اور حدیث میں ہے کہ: اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ اِلَى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهُ. [موطأ امام مالک ۱:۲۴۰، کتاب الجنائز [۱۶] باب جامع الجنائز [۱۶] حدیث: ۴۹]

''مؤمن کا نسمہ پرندہ ہے جو جنت کے درختوں میں معلق ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسے اُس کے بدن کی طرف لوٹا دے۔''

اور حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: الأحاديث إذا كانت في مسائل عملية يكفي في الأخذ بها بعد صحتها أفادَتها الظن، أمّا إذا كانت في العقائد فلا يكفي فيها إلّا ما يفيد القطع. [فتح الباری ۸:۴۳۱]

''یعنی جن مسائل کا تعلق عمل کے ساتھ ہے اُن میں صحیح اَحادیث سے استدلال کافی ہے کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کے [ثبوت کے] لیے ظنی دلائل ہی کافی ہیں لیکن جب عقائد کی باری آئے گی تو اُن میں صرف وہی حدیثیں قابلِ قبول ہوں گی جو قطع ویقین کا فائدہ دیں [یعنی: صرف متواتر حدیثیں ہوں' عام اس سے کہ تواتر لفظی ہو یا معنوی' تواترِ طبقہ ہو یا تواترِ توارث' ان میں سے ہر ایک کا انکار کفر ہے]۔''

اور ملا علی قاری لکھتے ہیں: ومن المعلوم عند أرباب العلوم و أصحاب الفهوم: أنَّ مبنى العقائدِ على الأدلة القطعية ' لا على الحجج الظنية المفيدة في المسائل الفقهية الفرعية. [شم العوارض فی ذم الروافض: ۲۱]

''اربابِ علم وفہم کے نزدیک یہ بات معلوم ہے کہ عقائد کی بنیاد قطعی دلائل پر اُستوار ہوتی ہے۔اور اُن ظنی دلائل پر اس کی عمارت نہیں کھڑی کی جاسکتی جو فقہی اور فرعی مسائل میں مفید ہوتی ہیں۔''

سورتوں کے فضائل سے متعلق وارداً احادیث نقل کرتے ہیں اور صحیح اور حسن قسم کی روایتیں درج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بسا اوقات کسی حدیث پر تنقید کرتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

عن ابن عباس قوله ﷺ: مَن قرأ الٓمّ تنزيل و تبارك الملك أعطي من الأجر كأنما أحيي ليلة القدر ' رواه الثعلبي و ابن مردوية عن ابن عمر نحوه . قال السيوطي: هذا حديثٌ موضوعٌ. [التفسیر المظہری ۷: ۲۸۰' آخر سورۃ الم السجدۃ]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ الم السجدۃ اور سورۃ الملک پڑھ لے اسے لیلۃ القدر کی عبادت جیسے اجر دیا جائے گا۔اسے ثعلبی اور ابن مردویہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔حافظ سیوطی نے کہا ہے: یہ حدیث موضوع ہے۔''

نمونہ تفسیر

وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ [سورۃ النور۲۴: ۳۱] کے تحت لکھتے ہیں:

أي: لِيَغْضُضْنَ عما لايحِلُّ النظر إليه' وهذه الآية تدُلُّ على أنه لايجوز للمرأة النظر إلى الرجل الأجنبي مطلقاً' وبه قال الشافعي. وقال أبوحنيفة: جاز لها أن ينظر من الرجل إلى ماينظر الرجل إليه إذاأمنت الشهوة. احتج الشافعي بحديث أم سلمة أنها كانت عند رسول الله ﷺ و ميمونة رضي الله عنهما إذ أقبل ابن أم مكتوم رضی اللہ عنہ فدخل عليه– و ذلك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك بعدما أمرنا بالحجاب-فقال رسول اللهﷺ: إحتجبا منه' فقلتُ يارسول الله! أليس هو أعمَى' لايبصرنا؟ فقال رسول اللهﷺ: أفعمياوان أنتما' ألستما تبصرانه؟ رواه أحمد وأبوداود والترمذي' واحتجَّ أبوحنيفة بحديث ابن عباس رضي الله عنه قال: جاءت امرأة من خثعم عام حجة الوداع قالت: يا رسول الله! إنّ فريضة الله على عباده في الحج' أدركتُ أبي شيخاً كبيراً' لايستطيع أن يستوي على الراحلة فهل يقضي عنه أن أحج عنه؟ قال: نعم' قال ابن عباس رضي الله عنه: كان الفضل ينظر إليها و تنظر إليه فجعل النبيﷺ يصرف وجه الفضل إلى الشق الآخر. رواه البخاري' و رواه الترمذي من حديث علي رضي الله عنه نحوه' وزاد: فقال العباس رضي الله عنه: لَوَّيتَ عنق ابن عمك؟ فقال: رأيتُ شاباً وشابةً فلم امن عليهما الشيطان' صححه الترمذي. و استنبط ابن القطان من هذا الحديث: جواز النظر عند الأمن من الفتنة من حيث أنه لم يأمرها بتغطية وجهها' ولو لم يفهم العباس أنَّ النظر جائزة ما سأل' ولو لم يكن ما فهم لما أقرَّهُ عليه و بحديث فاطمة بنت قيس أنَّ زوجها طلَّقَها فبتَّ طلاقها فأمرها النبيﷺ أن تعتد في بيت ابن أم مكتوم. وهذا يدُلُّ على جواز نظر المرأةِ إلى الأعمَى ونحوه يعني: عند الأمن من الشهوةِ.

[التفسير المظهري ۶: ۴۹۲-۴۹۳]

''یعنی جس کو دیکھنا جائز نہیں اُس سے آنکھیں بند رکھیں۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ عورت کے لیے اجنبی مردوں کو دیکھنا مطلقاً ناجائز ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا اگر میلانِ صنفی کا اندیشہ نہ ہو تو عورت اجنبی مرد کا وہ حصہ دیکھ سکتی ہے جو ایک مرد دوسرے مرد کا دیکھ سکتا ہے' امام شافعی نے اپنے قول کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کی ہے کہ ایک بار سیدہ ام سلمہ (۱) اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما رسول اللہﷺ کے پاس موجود تھیں۔ سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (۲)

---

(۱) ہند بنت سہیل المعروف ابوامیہ [حذیفہ یا زاد الراکب] بن مغیرہ' قرشیہ' مخزومیہ' ام سلمہ' ام المؤمنین رضی اللہ عنہا۔ مکہ معظمہ میں ۲۸ قبل ہجری = ۵۹۶ء کو پیدا ہوئیں۔ قدیم الاسلام اور عقل و کمال کے لحاظ سے مکمل ترین خاتون تھیں۔ اپنے سابقہ شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد بن مغیرہ کی معیت میں حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گئے- یہ واقعہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد کا ہے- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں پردے میں ہو جاؤ' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ نابینا نہیں ہیں؟ فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھ سکتیں (۱)؟ امام ابوحنیفہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حجۃ الوداع کے سال خثعم قبیلہ کی ایک عورت آئی اور اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ! بندوں پر اللہ تعالیٰ نے جو حج فرض کیا ہے وہ میرے بوڑھے باپ پر [بھی عائد ہوتا ہے اور] ایسے وقت میں [اُس پر یہ فرض] عائد ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے۔ ٹھیک طرح سے سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا اگر میں اُس کے بدل میں حج کرلوں تو کیا اُس کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ فرمایا: ہاں! سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فضل [رضی اللہ عنہ (۲) جو اُس وقت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے] اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت بھی فضل [رضی اللہ عنہ] کی طرف دیکھ رہی تھی رسول اللہ

حواشی صفحہ سابقہ

......کو ہجرت کی۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ۴ ہجری کو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ صلح حدیبیہ کے دوران اُن کے مشورہ سے رسول اللہ ﷺ نے اُن کے مشورہ سے قربانی کر کے اِحرام کھولا تھا۔ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ طویل عمر پائی۔ اُن سے ۳۷۸ اَحادیث مروی ہیں۔ ۶۲ھ = ۶۸۱ء کو وفات پا گئیں۔

[اسد الغابۃ ۵:۶۰۶' ترجمہ: ۷۴۷۵' الاعلام ۸:۹۷]

(۲) عبداللہ ابن ام مکتوم: عمرو بن قیس بن زائدہ بن اصم رضی اللہ عنہ۔ شجاع صحابی تھے۔ مکۃ المکرمۃ میں اسلام قبول کیا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں کئی دفعہ مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کی۔ مدینہ منورہ میں ۲۳ھ = ۶۴۳ء کو وفات پائی۔ [الاستیعاب: ۳۷۷' ترجمہ: ۱۵۰۱' الاعلام ۵:۸۳]

حواشی صفحہ ہذا

(۱) سنن ابی داود' کتاب اللباس [۲۶] باب فی قولہ عزوجل: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ [۳۷] حدیث ۴۱۱۲' سنن ترمذی' کتاب الادب [۴۴] باب ماجاء فی اِحتجاب النساء من الرجال [۲۹] حدیث: ۲۷۷۸

(۲) فضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہاشمی قرشی۔ شجاع صحابہ کرام سے تھے۔ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ غزوۂ حنین میں ثابت قدم رہے تھے۔ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا اس لیے رِدفُ رسول اللہ ﷺ سے مشہور ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۳ھ = ۶۳۴ء کو فلسطین میں واقعہ اَجنادین یا اُردن میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ [طبقات ابن سعد ۴: ۳۷' الاعلام ۵:۱۴۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فضل [رضی اللہ عنہ] کا منہ دوسری طرف پھیر دیا[1]۔

امام ترمذی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث اس طرح بیان کی ہے کہ اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کا منہ موڑ دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک جوان مرد کو [جوان عورت کی طرف] اور جوان عورت کو جوان مرد کی طرف نظر کرتے دیکھا، مجھے دونوں کے متعلق شیطان [کی مداخلت] کا اندیشہ ہوا اس روایت کو ترمذی نے صحیح کہا ہے[2]۔ امام ابن قطان[3] نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو [عورت کا مرد کی طرف] نظر کرنا جائز ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے [اُس] عورت کو منہ چھپانے کا حکم نہیں دیا اور اگر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نظر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تو سوال نہ کرتے اور جو کچھ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے اگر وہ درست نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اس پر قائم نہ رکھتے۔ دوسری حدیث سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے آئی ہے کہ جب اُن کے شوہر نے طلاق دے دی اور قطعی طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ [نابینا] کے گھر میں ایام عدت بسر کرنے کا حکم دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت اجنبی نابینا مرد کو دیکھ سکتی ہے یعنی صنفی میلان کا اندیشہ نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔''

[تفسیر مظہری، اردو مترجم، ترجمہ: مولانا عبدالدائم جلالی ۸: ۲۱۹]

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الاستئذان [۷۹] باب [۲] حدیث: ۶۲۲۸؛ صحیح مسلم، کتاب الحج [۱۵] باب الحج عن العاجز [۷۱] حدیث: ۴۰۷- [۱۳۳۴]

(۲) سنن ترمذی، کتاب الحج [۷] باب ماجاء ان عرفۃ کلہا موقف [۵۴] حدیث: ۸۸۵

(۳) یحییٰ بن سعید بن فروخ قطان، تمیمی، ابوسعید، بصرہ سے تعلق تھا۔ ۱۲۰ھ = ۷۳۷ء کو پیدا ہوئے۔ ثقہ، حجت اور حافظِ حدیث تھے۔ امام مالک اور امام شعبہ کے ہم عصر اور اُن کے اقران میں سے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں میں نے اپنی ان آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان کی طرح کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ ۱۹۸ھ = ۸۱۳ء کو وفات پائی۔

[تاریخ بغداد ۱۴: ۱۳۵، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲۹۸، الاعلام ۸: ۱۴۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر فتح القدیر

اس تفسیر کا پورا نام فتح القدیر الجامع بین فَنَّيِ الرِّوَايَةِ والدِّرايَةِ مِن عِلمِ التَّفسِيرِ ہے۔اس کے مصنف کا تعارف یہ ہے: محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ شوکانی۔فقیہ و مجتہد تھے' اُن کا شمار یمن کے کبار علماء میں ہوتا ہے۔ان کا تعلق صنعاء یمن سے ہے۔۱۱۷۳ھ=۱۷۶۰ء کو یمن کے علاقے خولان کے گاؤں شوکان میں پیدا ہوئے۔صنعاء میں پلے بڑھے۔بے شمار علمی کتابیں لکھیں۔ ۱۲۵۰ھ=۱۸۳۴ء کو وفات پائی۔تفسیر فتح القدیر کے علاوہ نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار' إرشاد الثقات إلى إتفاق الشرائع على التوحيد والمعاد والنبوات اور القول المفيد في أدلة الإجتهاد والتقليد بھی آپ کی کتابیں ہیں۔[البدر الطالع ۲:۲۱۴' الاعلام ۶:۲۹۸]

قاضی شوکانی اور ضعیف احادیث

قاضی شوکانی اپنی تفسیر میں بکثرت صحیح اور حسن روایتیں نقل کرتے ہیں۔اُن کے موارد و مصادِر بھی بیان کرتے ہیں لیکن کبھی کبھار موضوع اور ضعیف احادیث بھی ذکر کرتے ہیں اور اُن پر جرح و نقد کیے بغیر گزر تے ہیں۔اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا

آیت کریمہ: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ.[سورۃ المائدۃ ۵:۵۵] کے تحت لکھتے ہیں:

وأخرجَ الخطيبُ في المتفق والمتفرق عن ابن عباسٍ قال: تَصَدَّقَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بخاتم و هو راكعٌ فقال النبي ﷺ: مَن أعطاك هذا؟ قال: ذلك الراكع' فأنزل الله فيه: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ.[فتح القدیر ۱:۵۸۵]

''خطیب نے المُتَّفَق و المُفتَرَق میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو اپنی انگوٹھی خیرات میں دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے اُس سے پوچھا کہ یہ اسے کس نے دی ہے؟ اُس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اُس رکوع کرنے والے! اس پر آیت کریمہ: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ نازل ہوئی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطیب بغدادی نے اسے اس سند سے نقل کیا ہے: ابوالحسن محمد ابن محمد بن علی الشروطی، از مظفر بن نظیف بن عبداللہ مولیٰ بنی ہاشم، از محمد بن مخلد از براہیم بن ابی یحییٰ ابواسحاق از محمد بن عمر یعنی ابن بشیر از مطلب بن زیاد از سدی از ابوعیسیٰ از سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

[المُتَّفِق والمُفتَرَق ۱:۲۵۸-۲۵۹، روایت:۱۰۶]

یہ روایت شدید ضعیف ہے اس لیے کہ:

- اس کا ایک راوی اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ ابومحمد کوفی سُدی ہے جو سچا ہونے کے باوجود وہم کا شکار رہا کرتا تھا اور اس پر تشیع کا الزام بھی ہے۔ [تقریب التہذیب:۱۴۷، ت:۴۶۳]
- اس کا ایک راوی مطلب بن زیاد بن ابی زہیر ثقفی کوفی ہے جو ثقہ تھا مگر بکثرت وہم کا شکار رہا کرتا تھا۔ [تقریب التہذیب:۵۶۳، ت:۶۷۰۹]
- اس کا ایک راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ ابواسحاق ہے جس کا اسماء الرجال کی کتابوں میں کہیں اتا پتا نہیں کہ ثقہ تھا یا کمزور اور وضاع؟

حدیث غدیر خم

آیت کریمہ: يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ [سورۃ المائدۃ ۵:۶۷] کے تحت لکھتے ہیں: نزلت هذه الآية على رسول الله ﷺ يوم غدير خم في علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ۔ [درمنثور ۲:۱۰۹، فتح القدیر ۱:۵۹۲، روایت:۸۷۵]

"یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر غدیر خم کے روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔"

اس روایت کو امام واحدی نے اسباب النزول:۲۰۴، روایت:۴۰۳ میں اس سند کے ساتھ نقل کیا ہے: علی بن عابس، از ابوالحجاب، از عطیہ، از سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

اس کی سند شدید ضعیف ہے اس لیے کہ:

- اس کا ایک راوی علی بن عابس اسدی الازرق ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حبان لکھتے ہیں: سخت غلطیاں کرتا رہتا ہے، اکثر مرویات میں وہم کا شکار ہو جاتا ہے اس لیے اس کی روایتیں ناقابل استدلال ہوتی ہیں۔ [المجروحین ۲:۹۷، ترجمہ:۶۷۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

–اس کا ایک راوی عطیہ بن سعد عوفی ہے' جو ضعیف الحفظ اور تدلیسِ قبیح سے مشہور تھا۔

[تعریف اہل التقدیس: ۱۳۰]

عطیہ بن سعد کے بارے میں امام ابن حبان لکھتے ہیں: اس نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے چند احادیث سنیں۔ ان کی وفات کے بعد عطیہ کلبی کذاب کے ہاں آنے جانے لگا اور اس سے حدیث سننے لگا۔ کچھ عرصہ بعد جب خود احادیث سنانے بیٹھ گیا تو کلبی کذاب کی سند سے اُس کا نام لیے بغیر روایات سنانے لگا اور اس کے نام کی بجائے اس کی کنیت ابو سعید کہہ کر لوگوں کو وہم اور دھوکہ میں مبتلا رکھا کرتا تھا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ اس کی مراد سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں' حالانکہ دراصل مراد کلبی کذاب ہی تھا' اس لیے اس کی حدیث کی روایت کرنی جائز نہیں۔

[المجروحین ۲: ۱۷۶' ترجمہ: ۸۰۴' تہذیب التہذیب ۷: ۱۹۵' ترجمہ: ۴۷۸۱]

اصول حدیث میں اسی قسم کی تدلیس کو تدلیس الشیوخ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور تدلیس کی یہ قسم قطعاً حرام ہے۔ دیکھئے الباعث الحثیث شرح إختصار علوم الحدیث: ۶۴.

اور اسی پیش کردہ آیت کے تحت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بھی لکھتے ہیں:

کُنَّا نقرأ علی عهدِ رسول اللہ ﷺ: يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ إِنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ.

[درمنثور ۲: ۱۰۹' فتح القدیر ۱: ۵۹۲' روایت: ۸۷۶]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ إِنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ پڑھا کرتے تھے۔''

اس روایت کو حافظ سیوطی کو ابن مردویہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ [درمنثور ۲: ۱۰۹]

محدثین نے قطعاً یہ اجازت نہیں دی کہ حدیث کی ہر کتاب سے روایت لی جائے بلکہ اُنہوں نے ان کتابوں کو طبقات میں تقسیم کر کے اُن کی استنادی اور استدلالی حیثیت واضح کی ہے جن کے چوتھے طبقہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: اس طبقہ میں وہ احادیث داخل ہیں جن کا قرونِ اُولیٰ [دورِ صحابہ و تابعین] میں نام و نشان نہیں ملتا' مگر متاخرین علماء نے ان کو نقل کیا ہے' ان کے متعلق دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورتیں ممکن ہیں:

۱۔ یا تو سلف صالحین نے ان کی چھان بین کی ہے اور انہیں ان کی کوئی اصل نہیں ملی کہ وہ ان کو روایت کرتے۔

۲۔ اور یا پھر اُن کی اصل تو پائی مگر اُن میں علت وقباحت دیکھ کر روایت سے گریز کیا۔

بہر حال دونوں صورتوں میں اِن احادیث پر سے اعتماد اٹھ گیا اور وہ اس قابل نہ رہیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کے ثبوت کے لیے انہیں دلیل بنایا جائے' اس قسم کی احادیث نے بہت سے محدثین کو غلطی میں مبتلا کیا ہے اور ان کتابوں میں احادیث کی بکثرت سندیں دیکھ کر دھوکہ کھا گئے اور اُن کے متواتر ہونے کا حکم لگا بیٹھے' اس قسم کی کتابیں یہ ہیں: کتاب الضعفاء والمتروکین از ابن حبان' تصانیف حاکم' کتاب الضعفاء از عقیلی' کتاب الکامل فی الضعفاء از ابن عدی' تصانیف ابن مردویہ' تصانیف خطیب' تصانیف ابن شاہین' تفسیر ابن جریر' فردوس دیلمی بلکہ اُس کی تمام تصانیف' ابونعیم' جوزقانی' ابن عساکر' ابوالشیخ' اور ابن النجار کی تصانیف اور مسند خوارزمی۔

[حجۃ اللہ البالغۃ ۱:۱۳۵' عجالہ نافعہ: ۵-۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۲۲

تفسیر بالرأي پر مشتمل منتخب تفاسیر

تفسیر بالرأي

رأي کا اِطلاق عقل، اجتہاد، قیاس اور تفکر و تدبر پر کیا جاتا ہے اس لیے قیاس کے قائلین کو أصحاب الرأي کہا جاتا ہے۔ علامہ مُطَرِّزِيُ (۱) لکھتے ہیں: والرأيُ: مارآہُ الإنسانُ واعتَقَدَہُ، ومنہ ربیعۃ الرأي - بالإضافۃ - فقیہ أھل المدینۃ. وکذلك ھلال الرأي بن یحیی البصري، صاحب الوقف. [المُغرِب في ترتیب المُعرِب ۱: ۳۱۴، مادہ: الرأي]

''رائے اُس نظریہ اور اِعتقاد کو کہتے ہیں جس کو انسان اختیار کرتا ہے، اسی سے - اضافت کے ساتھ - ربیعۃ الرأي (۲) ہے جو اہل مدینہ کے فقیہ تھے اور ہلال الرأي بن یحیٰ بصری (۳) - صاحب وقف -۔''

---

(۱) ناصر بن عبد السید ابو المکارم بن علی، ابو الفتح، برہان الدین، خوارزمی، ادیب تھے۔ لغت کے عالم تھے۔ حنفی فقیہ اور معتزلی تھے۔ ۵۳۸ھ = ۱۱۴۴ء کو جرجانیہ [خوارزم] میں پیدا ہوئے۔ ۶۰۱ھ میں بغداد کا سفر کیا۔ ۶۱۰ھ = ۱۲۱۳ء کو وفات پائی۔ اُن کی وفات پر تین سو سے زائد مرثیے پڑھے گئے۔

[وفیات الاعیان ۵: ۳۶۹، ترجمہ: ۷۵۸، الاعلام ۷: ۳۴۸]

(۲) ربیعۃ بن ابو عبد الرحمٰن [فروخ] التیمی بالولاء، ابو عثمان، امام، حافظ، فقیہ، مجتہد اور قیاس کے نہایت ماہر عالم تھے۔ نہایت سخی تھے۔ اپنے بھائیوں پر چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے۔ اپنے زمانے میں سنت نبوی کے بہت بڑے محافظ تھے۔ امام مالک نے اُن سے کسب فیض کیا۔ ۱۳۶ھ = ۷۵۳ء کو ''ہاشمیہ'' [انبار] میں وفات پائی۔

[تذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۵۷، ترجمہ: ۱۵۳، الاعلام ۳: ۱۷]

(۳) ہلال بن یحیٰ بن مسلم بصری، حنفی فقیہ تھے۔ فراخی علم اور بکثرت قیاس کرنے سے ہلال الرأي کہلائے۔ قاضی ابو یوسف، امام زفر، امام ابو عوانہ اور امام ابن مہدی کے شاگرد رہے ہیں۔ شروط اور احکام وقف سے متعلق کتابیں لکھیں۔ ۲۴۵ھ = ۸۵۹ء کو وفات پائی۔ [تاج التراجم: ۳۱۲، ترجمہ: ۳۰۹، الاعلام ۸: ۹۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابوالفضل قرشی (۱) نے لکھا ہے: دیدن بدل، و بینائی دل۔ [صراح مع قراح:۵۵۹]

''رائے، دل کی بصیرت و بینائی کو کہتے ہیں۔''

قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر مطلوب و مقصود ہے، اس لیے ارشاد ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ. [سورۃ ص ۳۸:۲۹]

''یہ نہایت مبارک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کے آیات میں تدبر [غور وفکر] کریں اور صاحبِ عقل اس سے یاددہانی حاصل کریں۔''

یہ بھی ارشاد ہے کہ: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا. [سورۃ محمد ۴۷:۲۴]

''تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں؟''

دلوں کو زندہ کرنے والی چیز قرآن مجید ہے بشرطیکہ اس پر تدبر کیا جائے، لیکن قدر ناشناس لوگ اس پر غور نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دلوں کو جو زنگ لگتے ہیں وہ اس طرح ان کے دلوں پر چڑھ گئے ہیں جس طرح قفل سے دروازے بند ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے دل بھی اس زنگ سے بند ہو چکے ہیں۔

لفظ قُلُوْبٌ کی تنکیر یہاں اظہارِ نفرت و کراہت کے لیے ہے، گویا یہ دل ایسے قابل نفرت اور گھنونے ہیں کہ متکلّم کو تعین کے ساتھ ان کی طرف اشارہ بھی گوارہ نہیں۔

اجتہاد بالرائے کی تحسین کرنے کے باوجود حدیث میں وارد ہے:

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

[سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن [۴۸] باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیہ [۱] حدیث:۲۹۵۰]

''جس نے قرآن مجید میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔''

اور ایک روایت میں ہے: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ [كتاب اللّٰهِ] بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ.

[سنن ابی داود، کتاب العلم [۱۹] باب الکلام فی کتاب اللہ بغیر علم [۵] حدیث:۳۶۵۲، سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن [۴۸] باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیہ [۱] حدیث:۲۹۵۱، ۲۹۵۲]

---

(۱) ان کے حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے قرآن مجید [کی تفسیر] میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اُس کی بات درست بھی نکلی تو اُس نے خطاً [غلطی] کی۔

امام ترمذی ان روایتوں کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: هكذا رُوِيَ عن بعض أصحاب النبي ﷺ وغيرهم أنهم شَدَّدُوا في هذا في أن يفسر القرآن بغير علمٍ، و أما الذي رُوِيَ عن مجاهد رحمہ اللہ وقتادة وغيرهما من أهل العلم أنهم فَسَّرُوا القرآن، فليس الظن بهم أنهم قالوا في القرآن أو فسّروهُ بغير علمٍ أو من قِبَلِ أنفسهم، وقد رُوِيَ عنهم ما يدُلُّ على ما قلنا أنهم لم يقولوا من قِبَلِ أنفسهم بغير علمٍ، وقد تَكَلَّمَ بعضُ أهل الحديث في سهيل ابن أبي حزم. [سنن ترمذی ۵:۱۸۴، تحت حدیث:۲۹۵۲]

''بغیر علم کے تفسیر قرآن مجید کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب سے سخت وعید منقول ہے۔ مجاہد اور قتادہ وغیرہ نے قرآن مجید کی جو تفسیر کی ہے اُس کے بارے میں یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے بغیر علم کے یا اپنی طرف سے کوئی تفسیر کی ہو اور اُن سے بھی علماء نے یہ بات نقل کی ہے کہ اُنہوں نے اپنی طرف سے کوئی تفسیر نہیں کی (۱)۔ حدیث کا علم رکھنے والے بعض علماء نے سہیل بن ابی حزم کے بارے میں کلام کیا ہے (۲)۔''

-- علامہ ابن الانباری، نحوی، لغوی کتاب الرد میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی دو تفسیریں ہیں:

أحدهما: مَن قال في مشكل القرآن بما لا يُعرفُ من مذهب الأوائل من الصحابة و التابعين فهو متعرض لسخط الله. **والجواب الآخر** -وهو أثبت القولين وأصحهما معنىً- مَن قال في القرآن قولاً يعلم أنَّ الحق غيره فليتبوأ مقعده من النار (۲).

[الجامع لاحکام القرآن، القرطبی ۱:۶۷، باب ماجاء من الوعيد في تفسير القرآن بالرأي]

---

(۱) یہ امام ترمذی کا حسن ظن ہے، ورنہ مجاہد نے کئی تفسیریں اپنی طرف سے کی ہیں، مثلاً یہ کہ اہل کتاب حقیقۃً مسخ نہیں ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس عرش پر بٹھائیں گے وغیرہ۔

(۲) اس سے پہلی والی روایت بھی ضعیف ہی ہے اس لیے کہ اس کا راوی عبدالاعلیٰ بن عامر بھی ضعیف ہی ہے اور شاید اس لیے امام ابن العربی نے لکھا ہے: قلنا: ليس في الوعيد على ذلك حديث صحيح.

[قانون التأويل: ۲۵۹]

''ہم کہتے ہیں: رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کی وعید کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک یہ کہ جس نے مشکل القرآن کے بارے میں کوئی ایسی رائے قائم کی جو اسلاف یعنی صحابہ کرام اور تابعین عظام کا مذہب نہ رہا ہو تو ایسا شخص خود کو اللہ تعالیٰ کی عذاب میں مبتلا ہو جانے کے لیے سامان مہیا کرتا ہے اور دوسرا جواب ــ جو اِن دونوں میں نسبتاً زیادہ صحیح اور ٹھوس ہے ــ یہ ہے کہ جس نے قرآن مجید کی تفسیر میں کوئی ایسی بات کہی کہ وہ جانتا ہے کہ حق بات وہ نہیں بلکہ دوسری ہے تو ایسا شخص جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنا رہا ہے۔''

یہ بھی لکھتے ہیں: حمل بعض أهل العلم هذاالحديث على أنّ الرأي مَعْنِيٌّ به الهَوَى، من قال في القرآن قولاً يوافقُ هواهُ لم يأخذه عن أئمة السلف فاصاب فقدأخطأ بحكمه على القرآن بما لايعرف أصله، ولا يقف على مذاهب أهل الأثر والنقل فيه.

[الفقيه والمتفقه ۱:۵۷، الجامع لاحكام القرآن، القرطبي ۱:۶۷]

''بعض اہل علم نے یہ حدیث اس پر محمول کیا ہے کہ رائے سے مراد ہوئی [اپنی پسندیدہ رائے ہے] جو شخص ایسی بات کرے جو اُس کی خواہشِ نفس کے موافق ہو اور ائمہ سلف سے ماً خوذ نہ ہو تو اگر وہ صحیح بھی ہو پھر بھی خطاً [غلط] ہے اس لیے کہ اُس نے قرآن مجید کی طرف وہ حکم منسوب کیا ہے جس کی بنیاد اُسے معلوم نہیں اور اہل نقل واثر کی مذہب پر مبنی نہیں۔''

ــ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: وذكر بعض المحققين أن المذهَبين هُمَا الغلو التقصير فمن اقتصرعلى المنقول اليه فقد ترك كثيراًمما يحتاج اليه، ومَن أحازَ لكل أحدالخوض فيه فقد عرضه للتخليط، ولم يعتبر حقيقة قوله تعالى: لِيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْاَلْبَابِ، والواجب أن يبين أوّلاً ماينطوي عليه القرآن، ومايحتاج اليه المفسر من العلوم. [مقدمة التفسير:۴۰۲]

''یہ دونوں مذاہب دراصل اِفراط وتفریط پر مبنی ہیں۔ جس نے صرف ماً ثور و منقول تفسیر پر انحصار کیا اُس نے تفسیر کے نہایت ضروری حصہ کو نظر انداز کر دیا اور جس نے ہر کس و ناکس کو تفسیر قرآن مجید کی اجازت دی اُس نے کتابِ عزیز کو اختلاط وامتزاج کا نشانہ بنایا، گویا اُس نے قرآن مجید کی آیت کریمہ ''لِيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْاَلْبَابِ'' کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– حافظ ابن قیم لکھتے ہیں: أنّ الرأي نوعان: **أحدهما**: رأيٌ مجردٌ، لا دليل عليه، بل هو خَرصٌ و تخمينٌ، فهذا الذي أعاذ الله الصديق و الصحابة منه، **والثاني**: رأيٌ مستنِدٌ إلى استدلال واستنباط من النَّصِّ وحده، أو مِن نص آخر معه، فهذا مِن ألطَفِ فَهْم النصوص وأدقه.

[أعلام الموقعين عن رب العالمين: ۴/۷۴]

''رائے [اور اجتہاد] کی دو قسمیں ہیں: ایک تو ایسی مجرد رائے ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو بلکہ محض ظن و تخمین کی بنیاد پر قائم کی گئی ہو۔ اِس رائے سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ مانگی ہے اور دوسری وہ رائے ہے جس کا استدلال و استنباط کسی دوسری نص سے کی گئی ہو تو یہ نہایت لطیف اور دقیق فہم نصوص کا نتیجہ ہے۔''

تفسیر بالرأي کی قسمیں

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ تفسیر بالرأي کی دو قسمیں ہیں:

– تفسیر بالرأي المحمود : پسندیدہ اور عمدہ رائے سے قرآن مجید کی تفسیر

– تفسیر بالرأي المذموم : غیر پسندیدہ اور مذموم رائے سے قرآن مجید کی تفسیر

پسندیدہ اور عمدہ رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کے شرائط

تفسیر بالرأي کی جائز قسم کو تفسیر بالرأي المحمود کہا جاتا ہے۔ اس کے مفہوم میں اہل لغت کا لغت کی روشنی میں، اہل نحو کا علم نحو کی روشنی میں اور فقہاء و مجتہدین کا معانی و مفاہیم اور استنباط و استدلال پر مبنی تفسیریں شامل ہیں۔ جو شخص قواعد و ضوابط کے مطابق اجتہاد سے کوئی بات کرتا ہے تو وہ مجرد رائے سے بات کرنے والا نہیں کہا جا سکتا اس سلسلے میں مفسرین نے چند علوم میں ماہر ہونے کی شرط لگائی ہے تا کہ اُن کی روشنی میں قرآن مجید کی پسندیدہ تفسیر کیا جا سکے۔ یہ علوم کسی مفسر کے لیے بمنزلہ آلات و اسباب کے ہیں جو مفسر کو غلطی میں پڑنے سے محفوظ رکھتے ہیں، جن میں سے چند ایک شرائط یہ ہیں:

[۱] **علم لغت**: مجاہد فرماتے ہیں: لَا يَحِلُّ لأحدٍ يؤمنُ باللّٰهِ واليومِ الآخر أن يتكلم في كتاب اللّٰه إذا لم يكن عالماً بلغات العرب. [البرہان فی علوم القرآن: ۱/۲۹۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُس کے لیے حلال نہیں کہ لغتِ عرب میں مہارت حاصل کیے بغیر قرآن مجید میں رائے زنی کرے۔''

امام مالک فرماتے ہیں: لاأوتيَ برجل يُفَسِّرُ كتاب الله غيرعالم بلغة العرب إلَّا جعلته نكالًا. [شعب الایمان ۲: ۴۲۶، روایت: ۲۲۸۷، البرہان فی علوم القرآن ۱: ۲۹۲، الاتقان ۴: ۱۶۴، نوع: ۷۸]

''میرے سامنے اگر کوئی ایسا شخص لایا جائے جو لغتِ عرب میں مہارت رکھے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرتا ہو تو میں اسے نمونہ عبرت بناؤں گا۔''

امام واحدی لکھتے ہیں: مَا حُدِثَتِ البِدَعُ والأهواءُ المُضِلَّةُ إلَّا مِنَ الجهلِ بِلُغَةِ العَرَبِ.

[التفسیر البسیط ۱: ۴۰۸]

''بدعات اور مبنی بر ضلالت اَہوا [مذاہب] لغتِ عرب سے ناواقفیت کی وجہ سے وجود میں آئے۔''

اور امام شافعی کے حوالے سے لکھتے ہیں: عَامَةُ مَنْ تَزَنْدَقَ بِالعِرَاقِ لِجَهْلِهِمْ بِالعَرَبِيَّةِ وَلُغَاتِ العَرَبِ. [التفسیر البسیط ۱: ۴۰۸-۴۰۹]

''عراق میں جتنے لوگ زندیق اور بے دین ہوئے اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ عربیت اور لغاتِ عرب سے ناواقف تھے۔''

[۲] علم نحو: علم نحو میں مہارت حاصل کرنا بھی ضروری ہے اس لیے کہ اِعرابی حالت کی تبدیلی سے معنی میں فرق آ جاتا ہے، چنانچہ حسن بصری سے دریافت کیا گیا:

الرجلُ يتعلم العربية يلتمس بها حسن المنطق ويقيم بها قراء ته؟ فقال: حَسَنٌ يا ابن أخي فتعلمها، فإن الرجل ليقرأُ الآية فيعيا بوجهها فيهلك فيها.

[فضائل القرآن، ابوعبید قاسم بن سلام: ۲۱۰-۲۱۱، باب اِعراب القرآن [۵۳]، الاتقان ۲: ۱۵۰۲، نوع: ۴۱]

''اگر کوئی شخص عربیت میں مہارت حاصل کرنا چاہے کہ وہ اچھی طرح گفتگو کر سکے اور قراءت کو درست کر سکے؟ تو آپ نے فرمایا: بھتیجے! بہتر ہے۔ تمھیں عربیت سیکھنا چاہیے، اس لیے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی ایک آیت تلاوت کرتا ہے اور اس کو غلط معنی پہنا کر اپنی ہلاکت کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام اصمعی کہا کرتے تھے: تعَلَّمُوا النحوَ فإن بني إسرائيل كفرت بكلمة' قال الله لعيسى: أنتَ نَبِيِّيْ وَأَنَا وَلَّدتُّكَ فخففُوهَا. [التفسیر البسیط ۱: ۴۰۹-۴۱۰]

''علم نحو سیکھو اس لیے کہ بنی اسرائیل ایک کلمہ سے کافر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا: أنتَ نَبِيِّيْ وَأَنَا وَلَّدتُّكَ ''میں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔'' تو انہوں نے اسے تخفیف کے ساتھ وَلَدتُّكَ پڑھا۔ [یعنی میں نے تمہیں جنا اور تو مجھ سے پیدا ہوا]۔''

اور حافظ سیوطی لکھتے ہیں: وعلى النّاظر في كتاب الله تعالى' الكاشف عن أسراره: النظر في الكلمة وصيغتها ومحلها' ككونها مبتدأ أو خبراً أو فاعلاً أو مفعولاً' أو في مبادئ الكلام أو في جواب' إلى غير ذلك. [الاتقان فی علوم القرآن ۲: ۲۱۵' نوع: ۴۱]

''جو شخص کتاب اللہ کا مطالعہ کرتا اور اُس کے اَسرار معلوم کرنا چاہتا ہے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ ہر لفظ کے صیغہ اور اُس کے محل پر بھی غور کرے' یعنی دیکھے کہ مبتدا ہے یا خبر' فاعل ہے یا مفعول اور مبادی کلام [کلام کے ابتدائی حصوں] میں سے ہے [یا کسی سابقہ کلام کا] جواب ہے اور اسی طرح کی دوسری باتوں کے معلوم کرنے کی سعی کرے۔''

[۳] علم صَرف: حافظ سیوطی لکھتے ہیں: وَمَن فاتَهُ عِلمَهُ فَاتَه المُعَظَّمُ' لأنَّ ''وَجَدَ'' مثلاً كلمة مُبْهَمَة' فإذا صَرفناها اتّضحت بمصادرها (۱).

[مقدمۃ ابن الصلاح: ۲۰۰' الاتقان ۴: ۱۶۷' نوع: ۷۸]

''جس شخص نے صَرف کا علم حاصل نہیں کیا اُس کے ہاتھ سے ایک بڑی عظیم الشان چیز جاتی رہی کیونکہ مثلاً حرف وَجَدَ ایک مبہم کلمہ ہے تو جس وقت ہم اس کی گردان کریں گے' وہ اپنے مصدروں کے ذریعے واضح ہوتا چلا جائے گا۔''

علامہ زمخشری لکھتے ہیں: وَمِن بِدَعِ التَّفَاسِير: أنَّ الإمام جمع أمّ' وأنّ النّاسَ يُدْعَونَ يومَ القيامة بأمهاتهم' وأنّ الحكمةَ في الدُّعاءِ بالأمهات دون الآباء رعاية حق عيسى

---

(۱) حافظ سیوطی نے اسے امام ابن فارس کا قول کہہ کر نقل کیا ہے۔ [الاتقان ۴: ۱۶۷' نوع: ۷۸]
جب کہ حافظ ابن صلاح نے اسے المعافی بن زکریا نہروانی کا قول کہہ کر لکھا ہے۔ [مقدمۃ ابن الصلاح: ۲۰۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عليه السلام وإظهارُ شرف الحسن والحسين ، وأن لا يفتضح أولاد الزنا. وليت شعري أيهما أبدع: أصحة لفظه أم بهاءُ حكمته.

[تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل ۲:۶۸۲، البرہان ۱:۲۹۸-۲۹۹، الاتقان ۴:۱۶۷]

''بدعی تفاسیر میں سے ایک یہ ہے [جو ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷۱ کے تحت ذکر کی گئی ہے کہ]اِمَامٌ، اُمٌّ [ماں] کی جمع ہے اور [روزِ قیامت] ماؤں کے نام سے پکارنے اور آباء کے ناموں نہ پکارنے میں حکمت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا خیال رکھنا ہے [کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے اور اسی طرح]سیدنا حسن (۱) اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما (۲) کے شرف وعزت کا اِظہار مقصود ہے اور اولادِ زنا کی پردہ پوشی۔ کاش! مجھے علم ہوتا کہ ان دونوں میں کون سی تفسیر زیادہ بدعت ہے: صحت لفظی [کیوں کہ اُمٌّ [ماں] کی جمع اُمَّهَاتٌ ہے، نہ کہ اُمٌّ] یا حکمت وفلسفہ کی تابانی؟''

امام قرطبی لکھتے ہیں: یہ [امام کو اُم کی جمع کہنا] نہایت کمزور ہے اس لیے کہ اس صحیح حدیث کے خلاف ہے جس میں مذکور ہے: إذا جمع الله الأولين والآخرين يوم القيامة يُرفعُ لكل غادرٍ لواءٌ فيقال: هذه غدرة فلان بن فلانٌ خرَّجه مسلم والبخاري (۳). فقوله: هذه غدرة فلان دليلٌ على أن الناس يُدعونَ في الآخرة بأسمائهم وأسماء آبائهم ، وهذا يَرُدُّ على مَن قال: إنما يدعونَ بأسماءِ أمهاتهم، لأنَّ في ذلك ستراً على آبائهم. [تفسیر القرطبی ۱۰:۲۵۸]

---

(۱) حسن بن علی رضی اللہ عنہما، ہاشمی قرشی ابومحمد، پانچویں خلیفہ راشد ہیں۔ ۳ھ=۶۲۴م کو مدینہ منورہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ عاقل، حلیم، فصیح وبلیغ اور بہت حسین وجمیل تھے۔ مکہ معظمہ کو پیدل جا کر ۲۲ حج ادا کیے۔ ۵۰ھ=۶۷۰ء کو وفات پائی۔

[الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۱:۳۲۸، الاعلام ۲:۱۹۹]

(۲) حسین بن علی رضی اللہ عنہما، ہاشمی قرشی ابومحمد، ۴ھ=۶۲۵م کو مدینہ منورہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ۶۱ھ=۶۸۰ء کو ظلماً شہید کیے گئے۔

[الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۱:۳۳۲، الاعلام ۲:۲۴۳]

(۳) صحیح بخاری، کتاب الادب [۷۸] باب مایدعیٰ الناس بآبائہم [۹۹] حدیث: ۶۱۷۷، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر [۳۲] باب تحریم الغدر [۴] حدیث: ۹-[۱۷۳۵] واللفظ لہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو جمع فرمائیں گے تو ہر دھوکہ باز کے لیے ایک ایک علم اُٹھایا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی دھوکہ دہی ہے۔ پس ارشادِ نبوی: هذه غدرة فلان اس بات کا بین ثبوت ہے کہ روزِ قیامت سارے لوگ اُن کے آباء کے ناموں سے پکارے جائیں گے اور اس میں اُن لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ پردہ پوشی کی خاطر لوگوں کو اُن کے ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔''

[۴] علم اشتقاق: حافظ سیوطی لکھتے ہیں: اس علم کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ: لأنَّ الإسمَ إذا كان اشتقاقه مِن مادّتين مختلفتين'اختلف المعنى باختلافهما' كالمسيح' هل هو من السياحةِ أو المسح. [الاتقان۴:۱۶۷]

''جب کوئی اسم دو مختلف مادوں سے مشتق ہو تو اس کے مشتقات سے مادہ کے فرق و اختلاف کا علم ہو جاتا ہے' مثلاً: مسیح' کہ یہ سیاحت سے ہے یا مسح ہے۔''

پہلے مادہ کے اعتبار سے مسیح کے معنی ہوں گے: سیاحت کرنے والا اور دوسرے مادہ کے لحاظ سے اس کے معنی ہوں گے: ''چھونے والا'' جس کے چھونے سے مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ اس معنوی فرق کا پتا علم اشتقاق سے چلا۔''

[۵-۷] علم البلاغة [معانی' بیان' بدیع]: حافظ سیوطی لکھتے ہیں: علم معانی سے کلام کی ترکیبوں کے خواص کی معرفت اُن کے معانی کا فائدہ دینے کی جہت سے حاصل ہوتی ہے۔ علم بیان سے تراکیبِ کلام کی معرفت اور وضوح وخفاءِ دلالت کے خواص کا علم ہو جاتا ہے جب کہ علم بدیع وجوہ تحسین کلام کی معرفت کا سبب ہوتا ہے۔ [الاتقان۴:۱۶۸]

[۸] علم القراءات: یہ علم اس لیے ضروری ہے کہ اس کی معرفت سے کسی آیت کی تفسیر میں امکانی وجوہ میں کسی ایک کو ترجیح دینا ممکن ہو جاتا ہے۔ [تفسیر القرطبی۱۰:۲۵۸]

[۹] علم اصول الدین: حافظ سیوطی لکھتے ہیں: أصول الدين'بما في القرآن من الآيات الدالة بظاهرها على ما لا يجوز على الله تعالى ' فالأصولي يُؤَوِّلُ ذلك ' و يستدلُّ على ما يستحيل'وما يجب'وما لا يجوز. [الاتقان۴:۱۶۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ علم اس وجہ سے ضروری ہے کہ قرآن مجید میں کچھ آیتیں ایسی بھی ہیں جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے اس طرح کی باتوں پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ باتیں اللہ تعالیٰ کے لیے جائز نہیں ہیں۔ لہٰذا اصولی [یعنی: علم اصول دین کا عالم] ان کی تاویل کر کے ناممکن، واجب اور جائز ہونے والی باتوں پر استدلال کرے گا۔"

[۱۰] علم اصول فقہ: اس لیے کہ اسی علم کے وسیلہ سے اَحکام اور استنباط پر دلیلیں قائم کرنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ [الاتقان ۴: ۱۶۹]

[۱۱] علم اسباب نزول اور قصص: اس لیے کہ سبب نزول ہی کے ذریعہ سے آیت کے وہ معنی معلوم ہوا کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ آیت نازل کی گئی ہے۔ [الاتقان ۴: ۱۶۹]

[۱۲] علم الناسخ والمنسوخ: تاکہ محکم آیات کو منسوخ آیات سے الگ کر کے معلوم کیا جا سکے۔

[الاتقان ۴: ۱۶۹]

[۱۳] علم فقہ [الاتقان ۴: ۱۶۹]

[۱۴] اُن احادیث کا علم جو مجمل اور مبہم آیات کی تفسیر و تبیین کرتی ہیں۔ [الاتقان ۴: ۱۶۹]

[۱۳] علم الموہبۃ: حافظ سیوطی لکھتے ہیں: وھو علمٌ یورثہ اللّٰہ تعالی لمن عمل بما علم، وإلیہ الإشارۃ بحدیث: مَن عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ورَّثَہُ اللّٰہ علمُ مالَم یَعلَمُ. [الاتقان ۴: ۱۶۹]

"وہبی، ایسا علم ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے عالم باعمل بندوں کو عطا فرماتے ہیں اور حدیث:

مَن عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ورَّثَہُ اللّٰہ علمُ مالَم یَعلَمُ (۱).

"جس نے [اپنے] علم پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اُس علم کا بھی وارث بنائیں گے، جسے یہ نہیں جانتا میں اس کی طرف اشارہ ہے۔"

---

(۱) یہ روایت حدیث کی کتابوں میں نہ مل سکی، البتہ اسے حافظ ابو نعیم نے عبدالواحد بن زید کے حوالے سے اس طرح لکھا ہے کہ: کان یقال: مَن عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ورَّثَہُ اللّٰہ علمُ مالَم یَعلَمُ یعنی کہا جاتا تھا کہ جس نے اپنے علم پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اس علم کا بھی وارث بنائیں گے جسے یہ نہیں جانتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابو نعیم اس کو حدیثِ نبوی نہیں کہتے۔ پھر یہ بھی ہے کہ عبدالواحد بصرے کا ایک قصہ گو واعظ تھا۔ بدمذہب تھا اور سچا نہیں تھا۔ [احوال الرجال، جوزجانی: ۱۱۶، ترجمہ: ۱۸۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے حافظ سیوطی نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ علم وہبی تو ایک مشکل امر ہے نیز یہ تو ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی قدرت میں نہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ صاحب موصوف کہتے ہیں: یہ گمان درست نہیں اور اس کا حصول ناممکن اور محال نہیں بلکہ اس کے حاصل کرنے کے چند طریقے ہیں۔ اگر ان پر کوئی عمل پیرا ہو جائے تو علم وہبی اسے حاصل ہو سکتا ہے اور پھر امام زرکشی کے حوالے سے لکھتے ہیں: إعلم أنه لا يحصل للناظر فَهْمُ معاني الوحي حقيقةً ولا يظهر له أسراره وفي قلبه بدعةٌ ' أو كبرٌ أو هوىً ' أو حُب الدنيا ' أو هو مصرٌ على ذنبٍ ' أو غير متحقق بالإيمان ' أو ضعيف التحقيق ' أو يعتمد على قول مفسر ليس عنده علم إلاَّ بظاهر ' أو يكون راجعاً إلى معقوله. وهذه كلها حِجَبٌ وموانع. بعضها آكِدٌ من بعض.

[البرہان فی علوم القرآن ۲: ۱۸۰-۱۸۱' الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۶۹]

''خوب جان لیجئے کہ وحی کے اَسرار و رُموز کسی شخص پر اُسی وقت منکشف ہو سکتے ہیں جب اس کا دل و دماغ، بدعت' کبر' ہوا و ہوس اور حبِ دنیا سے خالی ہو۔ جب کوئی شخص کسی گناہ کے کرنے پر مُصر ہو' یا ضعیف الایمان ہو' یا کسی جاہل مفسر کے قول پر اعتماد کرتا ہو' یا اپنے عقلی ڈھکوسلوں پر یقین رکھتا ہو تو اُس پر وحی الٰہی کا راز کھل نہیں سکتا۔ یہ سب حجابات اور موانع ہیں جن میں سے بعض دوسروں کی نسبت زیادہ پختہ اور سنگین ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور کتب تفسیر بالرأی المحمود

تأویلاتُ أهلِ السُّنَّة=تفسیر الماتریدی

مصنف کا تعارف: محمد بن محمد بن محمود الماتریدی' علماءِ کلام کے ائمہ میں سے تھے۔ سمرقند کے ایک محلہ ماترید [ناتریت] کی طرف منسوب ہیں۔ اَن گنت مفید کتابیں لکھیں۔ ۳۳۳ھ=۹۴۴ء کو سمرقند میں وفات پائی۔ [الجواہر المضیئۃ: ۳۷۵'ترجمہ: ۱۴۷۷'الاعلام ۷:۱۹]

علامہ قرشی [۱] لکھتے ہیں: و كتاب تأويلات القرآن وهو كتابٌ لايوازيه فيه كتابٌ ' بل لا يُدانيه شيئ مِن تصانيف مَن سبقه في ذلك الفن .[الجواہر المضیئۃ: ۳۷۵'ترجمہ: ۱۴۷۷]

''تأ ویلات القرآن اپنے موضوع پر ایک بے مثال کتاب ہے بلکہ اسی فن میں متقدمین کی کوئی بھی تصنیف اس کے مقابلہ کی نہیں۔''

معلوم نہیں کہ علامہ قرشی یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ کوئی بھی تفسیر ''تأ ویلات اہل السنۃ'' کے برابر نہیں۔ اس پوری تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض ایک غلو ہے جو علامہ قرشی کر چکے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی قابل ذکر بات نہیں جو اُن سے پہلے کسی اور نے نہ کی ہو۔

اس تفسیر کا سارا دارومدار امام ابن قتیبۃ اور ابوعوسجہ [۲] کے اَقوال پر ہے۔ اَلْمَكْتَبَةُ الشَّامِلَةُ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ماتریدی نے امام ابن قتیبۃ سے ۳۴۰ مقامات پر استفادہ کیا ہے۔ آپ قَالَ الْقُتَبِي لکھ کر اُن کا قول لکھتے ہیں جب کہ ابوعوسجہ سے ۳۸۷ مقامات پر استفادہ کیا ہے۔

---

(۱) عبدالقادر بن محمد بن نصر اللہ قرشی ابومحمد محیی الدین۔ ۶۹۶ھ=۱۲۹۷ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ تراجم کے عالم' حافظ حدیث اور حنفی فقیہ تھے۔ کئی علمی کتابیں لکھیں۔ ۷۷۵ھ=۱۳۷۳ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔
[الدرر الکامنۃ ۲: ۳۹۲'الاعلام ۴: ۴۲]

(۲) ابوعوسجہ توبہ بن تتیبہ الهُجَيمي الأعرابي النحوي' علم الادب میں امام ابومنصور ماتریدی کے اُستاذ تھے۔ آپ ایک ماہر ادیب تھے۔ انہیں ابوجعفر محمد بن عیسی بن شعبی وراق سے شرف تلمذ حاصل ہے۔
[القند فی ذکر علماء سمرقند: ۱۱۵'رقم الترجمۃ: ۱۷۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند تفسیری نکات

۱: آیت کریمہ: أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۴] کے تحت لکھا ہے کہ:

في الآيةِ دلالةٌ أنها لم تُعَدَّ لِغيرالكافرين. [تأویلات اہل السنۃ ۱:۴۰۲]

''اس آیت میں دلالت ہے کہ جہنم کفار کے علاوہ کسی اور کے لیے تیار نہیں کی گئی ہے۔''

۲: آیت کریمہ: وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۳۵] کے تحت لکھا ہے کہ: ثُمَّ لَا يُدرَى ما تلك الجنة التي أمر آدم والحواء بالكون والمُقام فيها: أهي التي وُعِدَ المتقون، أو جَنَّةٌ من جَنّاتِ الدنيا؟ إذ ليس في الآيةِ بيانُ ذلك.

[تأویلات اہل السنۃ ۱:۴۲۵]

''کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کون سی جنت ہے جس میں سیدنا آدم اور سیدہ حواء علیہما السلام کو ٹھہرایا گیا تھا کیا یہ وہی جنت ہے جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے یا کوئی دنیاوی باغ ہے؟ اس لیے کہ اس آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں (۱)۔''

۳: آیت کریمہ: وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً. [سورۃ البقرۃ ۲:۸۰] کے تحت لکھا:

أجمع أهلُ التفسير والكلام على صَرفِ الأيام المعدودةِ المذكورةِ في هذه الآيةِ إلى أيام عبادة العجلِ، وذلك لامعنى له لوجهين. [تأویلات اہل السنۃ ۱:۵۰۰]

''اہل تفسیر اور اہل کلام کا اِس پر اِجماع ہے کہ اس آیت میں مذکور معدود ایام وہی ہیں جن میں

---

(۱) حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: والجنّةُ التي أسكنَهَا آدم وزوجته عند سلف الأمة، وأهل السنة والجماعة هي جنةُ الخُلد، ومَن قال: إنها جنةٌ في الأرض بأرض الهند أو بأرض جدّة أو غير ذلك، فهو من المتفلسفة والمعتزلة. [مجموع الفتاویٰ ۴:۳۴۷]

''وہ جنت جس میں سیدنا آدم علیہ السلام اور اُن کی بیوی کو رکھا گیا تھا اس امت کے سلف اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے مطابق ''جَنَّةُ الْخُلْدِ'' تھا اور جو کوئی کہتا ہے کہ وہ ہند یا جدہ وغیرہ میں کوئی باغ تھا تو وہ کوئی فلسفی ہے یا معتزلی۔''

اس موضوع سے متعلق حافظ ابن قیم کی کتاب مِفتاح دارالسّعادۃ ومنشور ولایۃ العلم والإرادۃ: ۱۶-۴۴ کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی۔ لیکن دو وجوہ سے یہ بات نادرست ہے۔"

سوال یہ ہے کہ جب یہ بات نادرست ہے تو اس پر اِجماع کیسے ہوا؟ ایسی صورت میں اِجماع کا فائدہ کیا ہوا؟ اصل میں یہ یہود نے کہا تھا جیسا کہ امام ابن جریر لکھتے ہیں کہ: اجتمعت یہودُ یوماً تُخاصِمُ النبي ﷺ فقالوا: لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً، وسمُّوا أربعين يوماً.

[تفسیر ابن جریر ا: ۴۲۶، فقرہ: ۱۴۱۰]

"ایک روز یہود جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بحث کرنے لگے۔ انہوں نے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً پڑھا اور پھر اُس کی مقدار چالیس دن بتایا۔"

-۴: آیت کریمہ اِنِّیْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [سورۃ الانعام ۶: ۷۴] کے تحت لکھتے ہیں:

وفيهِ دلالةٌ أن لّا بأسَ للرجلِ أن يشتم أباهُ لمكان ربه، لأنَّ إبراهيم عليه السلام سماه ضالًّا، و فيه دلالةٌ أن الإيمان والتوحيد يلزم أهل الفَترة في حال الفَترة، لأنَّ إبراهيم عليه السلام سماهم ضُلَّالًا، وهو لم يكن في ذلك الوقتِ رسولاً، إنما بُعِثَ رسولاً من بعدُ.

[تأویلات اہل السنۃ ۴: ۱۲۹]

"اس آیت میں اِس بات کی دلیل ہے کہ رب تعالیٰ کے نافرمان والد کو بیٹا برا بھلا کہہ سکتا ہے اس لیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو گمراہ کہا (۱) اس میں یہ دلیل بھی موجود ہے کہ اہل فَترت کے لیے بھی ایمان وتوحید لازم اور ضروری ہے اس لیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اُنہیں گمراہ کہا جب کہ آپ اُسی وقت رسول نہیں تھے بلکہ اس کے بعد مبعوث ہوئے۔"

---

(۱) اہل علم سے مخفی نہیں کہ لفظ ضَالٌّ کا معنیٰ خطا کار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب سے بڑے گمراہ' کافر اور خود پسند و متکبر فرعون کے پاس سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام کو اِس حکم کے ساتھ بھیجا تھا کہ:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى. [سورۃ طہٰ ۲۰: ۴۴]

"پس تم دونوں اس کو نرمی کے ساتھ دعوت دو' شاید وہ یاد دہانی حاصل کرے یا ڈرے۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ کیوں کر درست تسلیم کیا جائے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اس درشتگی سے پیش آئیں گے؟ رہا امام ماتریدی کا یہ کہنا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اُنہیں گمراہ کہا جب کہ آپ اُسی وقت رسول نہیں تھے بلکہ اس کے بعد مبعوث ہوئے۔ سو یہ دعویٰ محل نظر ہے اور سرے سے اس کی کوئی دلیل ہی موجود نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۵: آیت کریمہ: وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا. [سورۃ الفجر ۸۹:۲۲] کے تحت لکھتے ہیں:

وجآءَ رَبُّكَ بالمَلَكِ' إذ يجوزُ أن تُستعملَ الواو مكان الباء. [تأویلات اہل السنۃ ۱۰:۵۲۳]

''اور تیرا رب ملائکہ کو لائے گا اس لیے کہ کبھی کبھی ''واو، باء'' کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔''

امام ماتریدی اور احادیث

امام ماتریدی اپنی تفسیر میں تعقل پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں' مثلاً:

-ایک جگہ لکھتے ہیں: يقول عامة أهل التأويل: إن موسى عليه السلام كان لا يغتسل فيما يراه أحد' فقال بنو إسرائيل: إن موسى عليه السلام آدر' ويروون عن نبي الله ﷺ أنه قال: إن بني إسرائيل طعنوا نبي الله موسى عليه السلام بذلك' فذهب ذات يوم يغتسل' فوضع ثيابه على حجر فسَعَى الحجر بثوبه' فجعل موسى عليه السلام يعدو في أثره ويقول ثوبي حجر ثوبي حجر حتى مَرَّ به على ملإ بني إسرائيل' فعلموا أنه ليس به شيئٌ فذلك قوله: فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا' وكان موسى عليه السلام يَتَأَذَّى بما كانوا يطعنون' فعلى ذلك رسول الله ﷺ كان يَتَأَذَّى إذا قالوا: زيد بن محمد' فأُمِروا أن يدعوه لأبيه يقول: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ [سورۃ الاحزاب ۳۳:۵] زيد بن حارثة رضي الله عنه لكن هذا التأويل بعيد' لأنّ موسى عليه السلام كان يدعوهم إلى ستر العورة لا يحتمل أن يطمعوا هُم منه الإغتسال معهم' و أن يكشف عورته لهم' أو ينظر إلى عورة أحد' هذا وحش من القول' أو يسلط حجرا فيذهب بثيابه حتى يراه الناس متجردًا. [تأویلات اہل السنۃ ۸:۴۱۸' بذیل سورۃ الاحزاب ۳۳:۶۹]

''عام اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ نہایا کرتے تھے جہاں دوسرے لوگ اُنہیں نہ دیکھ سکتے تھے۔ بنی اسرائیل آپس میں کہنے لگے کہ [سیدنا] موسیٰ [علیہ السلام] کے خصیے پھولے ہوئے ہیں اس سلسلے میں مفسرین نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ: بنی اسرائیل نے اُن پر اس طعن کا برملا اظہار کیا۔ ایک دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے کے لیے آئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیے لیکن پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اُٹھایا اور پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ پتھر! میرے کپڑے! آخر بنی اسرائیل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جماعت تک پہنچ گئے اوران سب نے دیکھا کہ آپ کو کوئی بیماری لاحق نہیں۔فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ کا یہی مطلب ہے۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح ایذا دی جاتی تھی۔لوگ جب زید بن محمد کہتے تو اس سے اُنہیں بڑی اذیت پہنچتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ. [سورۃ الاحزاب ۳۳:۵]

''ان کو اُن کے باپوں کی نسبت کے ساتھ پکارو، یہی اللہ کے نزدیک قرین عدل ہے۔''

یعنی: زید بن حارثہ کہا کرو لیکن یہ ایک بعید تاویل ہے' کیوں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام انہیں سترِ عورت کا حکم دیا کرتے تھے۔اس کا احتمال ہی نہیں کہ بنی اسرائیل سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اُن کے ساتھ نہانے کی توقع کریں یا وہ ان کے سامنے اپنی عورت کھول دیں یا وہ کسی اور کی عورت کو دیکھیں۔یہ ایک فضول قول ہے۔اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پتھر کو ان کے کپڑوں پر مسلط کرے اور وہ اُن کے کپڑے لے بھاگے یہاں تک کہ لوگ انہیں ننگا دیکھ لیں۔''

امام الہدیٰ، تعقل پسندی کی بنیاد پر اس صحیح حدیث کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث پر یہ اعتراضات یا تو معتزلہ کیا کرتے تھے اور یا دورِ حاضر کے منکرین حدیث کرتے ہیں!!

آیئے حدیث کی طرف کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ ارشادِ ربانی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا.

[سورۃ الاحزاب ۳۳:۶۹]

''اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ [علیہ السلام] کو اذیت دی' سو اللہ نے انہیں اُن باتوں سے جو لوگوں نے کہیں، بری کیا اور وہ اللہ کے ہاں آبرو والا تھا۔''

محدثین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت نقل کی ہے کہ:

إنَّ موسَى كان رجلاً حَيِيًّا سِتِّيرًا مايُرَى مِن جلده شيئٌ استحياءً منهُ فآذاهُ مَن أذاهُ مِن بني إسرائيلَ فقال: ما يَستَتِرُ هذاالسَّترَ إلَّا مِن عَيبٍ بجلدِهِ' إمَّا بَرَصٌ وإمَّا أُدْرَةٌ وإمَّا آفةٌ' وإنَّ الله عزوجلَّ أرادأن يُبرِئَهُ مماقالوا' وإنَّ موسى خَلايومًافوضع ثوبه على حجرٍ ثم اغتسلَ فلمَّافرَغ أقبَلَ إلى ثيابه لِيأْخُذَها و إنَّ الحجرَ عَدَا بِثوبه فاخذَ موسى عصاهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطلبَ الحجر فجعل يقولُ:ثوبي حجرثوبي حجرحتّى انْتَهى إلى ملإمن بني إسرائيل فرأوهُ عُرياناً أحسنَ النَّاسِ خَلقاً وأبرأهُ مما كانوايقولون‘قال: وقام الحجرُ فأخذَ ثوبه ولَبِسَهُ وطَفِقَ بالحجرضرباً بعصاهُ‘ فواللهِ إنَّ بالحجرلَنَدَباً من أثرعصاهُ ثلاثاً أو أربعاً أوخمساً. [صحیح بخاری‘ کتاب احادیث الانبیاء[۶۰] باب[۲۸] حدیث:۳۴۰۴‘ صحیح مسلم‘ کتاب الحیض [۳] باب جواز الاغتسال عریاناً فی الخلوۃ[۱۸] حدیث:۷۵-[۳۳۹]‘ سنن ترمذی‘ کتاب تفسیر القرآن[۴۸] باب تفسیر سورۃ الاحزاب[۳۴] حدیث:۳۲۲۱‘ واللفظ لہ]

’’سیدنا موسیٰ علیہ السلام بڑے حیادار تھے۔اس طرح جسم کو چھپائے رکھتے تھے کہ اُس کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے اُن کو ستانا شراع کیا اور کہا کہ یہ اس قدر جو بدن کو چھپائے رکھتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو برص یا اسی قسم کی کوئی اور بیماری ہے۔اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی تہمت سے بری کرے۔سو سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک دن تنہائی میں اپنے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ کر غسل کرنے لگے‘جب فارغ ہوئے اور کپڑے لینے کو اس پتھر کی طرف بڑھے تو پتھر اُن کے کپڑوں سمیت بھاگا۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام لٹھ لے کر اُن کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ اے پتھر! میرے کپڑے‘اے پتھر! میرے کپڑے‘یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں پہنچ گئے‘انہوں نے اُن کو برہنہ دیکھ لیا اور اُنہیں ظاہر ہو گیا کہ وہ ساخت میں سب سے بڑھ کر حسین تھے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کے الزام سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بری کر دیا اس جگہ پر پہنچ کر پتھر رُک گیا۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر پہنے پھر پتھر کو لٹھ سے مارنے لگے۔اللہ کی قسم! اس میں اُن کی لاٹھی کے تین‘چار یا پانچ نشانات ہیں۔‘‘

اس صحیح حدیث کے بارے میں حافظ اسلم جے راج پوری (۱) نے لکھا ہے کہ:

---

(۱) اسلم جے راج پوری‘۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئے۔وطن جے راج پور ضلع اعظم گڑھ‘انڈیا۔اُن کے والد مولانا سلامت اللہ بھوپال میں ملازم تھے۔وہیں مولانا اسلم نے تعلیم پائی۔پہلے’’پیسہ اخبار‘‘لاہور میں ملازم رہے پھر علی گڑھ کالجیٹ سکول میں عربی کے استاذ مقرر ہوئے۔آخر میں’’جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی‘‘سے وابستہ ہو گئے اور باقی عمر وہاں گزاری۔۲۸ دسمبر۱۹۵۶ء کو وفات پا گئے۔

[شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا‘ سید قاسم محمود ا:۲۱۳‘ الفیصل‘ لاہور بدون تاریخ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس روایت میں غور کرنے کے قابل یہ امر ہے کہ راوی قسم کھا کر کہتا ہے کہ پتھر میں اُن کے ضرب کے نشانات ہیں' اس حزم ویقین کے ساتھ کہ گویا خود اس نے مارتے دیکھا ہے اور یہ اس کے سچے ہونے کی نشانی نہیں ہے۔ علاوہ بریں پتھر بے جان' بے ارادہ اور غیر متحرک شے ہے۔ اس کا کپڑوں کو لے کر بھاگنا ایک معجزانہ امر ہوگا جو من جانب اللہ ہی ہوسکتا ہے اور یہ چیز سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول پر مخفی نہیں رہ سکتی تھی' پھر اس کو لٹھ مارنے کے کیا معنیٰ؟ غرض اَمارات کذب [جھوٹ کے علامات] اس روایت میں واضح ہیں۔'' [ہمارے دینی علوم:۵۹]

اور یہی سب کچھ غلام احمد صاحب پرویز (۱) نے ایک الگ انداز میں لکھا ہے' دیکھئے اُن کی کتاب: مقامِ حدیث: ۱۰۵-۱۰۸۔

امام ماتریدی کو اعتراض اس بات پر ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے برہنہ ہوکر غسل کیا حالانکہ بات ایسی نہیں ہے' چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اَنَّ مُوسَی علیہ السلام نَزَلَ إلی الماءِ مُؤتَزِرًا' فلماخرج تتبع الحجرو المِئزَرُمُبتَل بالماء عَلِمُوا عند رؤيته أنه غيرآدِرُ لأنَّ الْأُدرَۃَ تَبِیْنُ تَحتَ الثَّوبِ الْمَبلُوْلِ بِالْمَآءِ.

[فتح الباری بشرح صحیح الامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری ۶:۴۳۷]

''یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام تہبند باندھ کر نہایا کرتے تھے۔ تہبند باندھ کر اپنے کپڑے پتھر پر رکھ دیتے تھے۔ تہبند کے گیلے ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل نے انہیں دیکھ لیا کہ آپ میں کسی قسم کا جسمانی عیب نہیں ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: و کان إغتسال موسی علیہ السلام وحده لکونه حِیِیًّا یُحِبُّ الإستتار...... وفيه أن الأنبياء مُنَزَّهُون عن النقائص و العيوب الظاهرة و الباطنة...... وفيه معجزة ظاهرة لموسی علیہ السلام و لاسيما تأثير ضربه بالعصا على الحجر مع علمه بأنه ما

---

(۱) جولائی ۱۹۰۳ء کو بٹالہ ضلع گورداس پور' انڈیا میں پیدا ہوئے۔ گھرانہ شریعت وطریقت کا پابند تھا۔ اُن کے دادا چوہدری رحیم بخش جید عالم اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی اور حکومت ہند دہلی میں انڈر سیکرٹری کے عہدے پر کام کیا۔ مولانا اسلم جے راج پوری کے تلمیذ خاص تھے۔ ۲۴ فروری ۱۹۸۵ء کو وفات پائی۔ [شاہکار انسائیکلو پیڈیا ۲:۱۲۱۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَار بثوبه إلّا بامر من الله تعالى. [عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۱۵:۳۰۲]

''سیدنا موسیٰ علیہ السلام کثرت حیا کی وجہ سے اکیلے میں نہایا کرتے تھے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نقائص اور عیوب ظاہرہ و باطنہ سے منزہ ہوتے ہیں اس میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بھی ظاہر ہوا یعنی: ان کی لاٹھی کے نشان پتھر پر پڑنا' اس بات کو جانتے ہوئے کہ یہ پتھر اللہ تعالیٰ کی مرضی سے چلا گیا تھا۔''

اور حافظ ابن حزم لکھتے ہیں: أنه ليس في الحديث أنهم رأوا من موسى الذَّكر - الذي هو عورةٌ - وإنّما رأوا منه هيئةً تبيّنوا بها أنّهٗ مُبرّأٌ مما قالوهُ من الأُدرةِ، وهذا يَتبيّنُ لكل ناظرٍ بلاشَكٍّ بغير أن يَّرى شيئًا من الذَّكرِ لكن بان يّرى ما بين الفخذَينِ خاليًا.

[المُحلّٰی ۳:۲۱۳]

''حدیث میں یہ نہیں ہے کہ بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شرم گاہ دیکھ لی تھی جو کہ ستر میں آتی ہے انہوں نے اُن کی بس ایسی حالت دیکھی جس سے اُنہیں یقین ہو گیا کہ وہ اُن کے متعلق خصیوں کے پھولے ہونے کی جو بات کہتے تھے' سیدنا موسیٰ علیہ السلام اُس سے بری ہیں اور یہ بات تو ہر دیکھنے والے کو کسی شک کے بغیر یوں معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ شرم گاہ کو نہ دیکھے مگر کپڑوں کے اوپر سے دونوں رانوں کے مابین جگہ کو خالی دیکھ کر سمجھ لے کہ خصیوں کی بیماری نہیں ہے۔''

اس کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے اُس وقت رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے کہ: فأتاهُ فقرع الباب فقام إليه رسول الله ﷺ عرياناً يَجُرُّ ثوبه، والله ما رأيته عرياناً قبله ولا بعده، فاعتنقه وقبّلهٗ.[1] [سنن ترمذی، کتاب الاستئذان [۴۳] باب ماجاء فی المعانقۃ و

(۱) اس روایت کا مرکزی راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ہے' جس کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے ہاں جھوٹ بولنے سے متہم تھا۔ اس میں ہر برائی اور ہر مصیبت موجود ہے۔

[العلل و معرفۃ الرجال ۱:۲۱۱، ۲:۵۳۰، نص: ۸۶۶، ۳۴۹۷]

امام ابن عدی لکھتے ہیں: جھوٹا، قدری اور رافضی تھا۔ [الکامل فی ضعفاء الرجال ۱:۳۵۳]

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔ جسے اکیلے ابراہیم اپنے باپ کی سند سے نقل کرتا ہے۔

[میزان الاعتدال ۴:۴۰۷، ت: ۹۶۱۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القُبلة [۳۲] حدیث:۲۷۳۲]

''زید نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے ننگے بدن ہی اُٹھ کر اُن کی طرف چلے گئے۔اللہ کی قسم! میں نے آپ کے بدن کو نہ اس سے پہلے ننگا دیکھا' نہ اس کے بعد۔ آپ نے زید کو گلے سے لگایا اور اسے بوسہ دیا۔''

اس روایت کی شرح میں امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ طحاوی[۲۳۹-۳۲۱ھ] لکھتے ہیں: وقد یکونُ ذلك منه عُريًا ليس فيه انكشافُ عَورَةٍ' وأطلقَتْ عليه فيه العُرْيَ لأنَّ أكثرَ بدنه كان كذلك' والدَّليلُ على هذاالتأويل:أنَّ الذي في هذا الحديث مِن قيام رسول الله ﷺ إنَّما كان لِيَلقَى رجلًا لا يَصلُحُ له أنْ يَّلقاهُ مكشوفَ العورة.

[شرح مشکل الآثار۳:۴۱۶' بذیل حدیث:۱۳۸۴]

''بدن کا ننگا ہونا یوں بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں شرم گاہ برہنہ نہ ہو۔اس حالت پر ام المومنین نے ننگا ہونے کا لفظ اس لیے بولا کہ آپ کا اکثر بدن ننگا تھا......آپ تو ایک شخص سے ملنے کے لیے اُٹھے تھے جب کہ شرم گاہ برہنہ ہونے کی حالت میں آپ اُس سے ملاقات نہیں کر سکتے تھے۔''

حدیث کذبات ابراہیم علیہ السلام

-ایک جگہ لکھتے ہیں: وقول مَن قال: إن ابراهيم عليه السلام كذب ثلاثا: أحدها: هذا اِنِّیْ سَقِیْمٌ [سورۃ الصافات ۳۷:۸۹] فذلك وَحُشٌ مِّنَ القول سَمج ' لا جائز أن ينسب الكذب إلى رسول الله وهو مِن أنبيائه لايقع قط في وجه من الوجوه. [تأویلات اہل السنۃ ۸:۵۷۳]

''کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تین کذبات کہے ہیں جن میں سے ایک اِنِّیْ سَقِیْمٌ ہے تو یہ نہایت غلط اور قبیح قول ہے۔اللہ تعالیٰ کے کسی رسول کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا بالکل جائز نہیں اس لیے کہ ایسے اَفعال اُن سے صادِر ہی نہیں ہوتے۔''

یہاں بھی امام ماتریدی نے ایک صحیح حدیث پر تعقل پسندی کی بنیاد پر اعتراض کیا ہے۔اگر محدثین سے اس حدیث کا مطلب سمجھ پاتے تو اس مصیبت میں نہ پڑتے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی کذبات کا ذکر صحیح بخاری میں پانچ مقامات پر ہوا ہے۔ملاحظہ ہو احادیث:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۱۷، ۲۶۳۵، ۳۳۵۸، ۵۰۸۴، ۶۹۵۰۔ کہیں پورا متن ہے، کہیں مختصر، کہیں تعلیقاً اور کہیں مرفوعاً البتہ کتاب احادیث الانبیاء [حدیث: ۳۳۵۸] میں یہ حدیث پوری تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ نیز یہ حدیث صحیح مسلم [حدیث: ۲۳۷۱] سنن ترمذی [حدیث: ۳۱۶۶] سنن ابی داود [حدیث: ۲۲۱۲] اور مسند احمد [۲: ۴۰۳] میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

اس کے علاوہ احادیث شفاعت میں بھی اِن کذبات کا ذِکر ہے، چنانچہ مروی ہے کہ قیامت کے دن جب میدانِ حشر میں لوگ پریشان ہوکر مختلف وجوہ بیان کریں گے، اس موقع پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے اِن تینوں کذبات کا یوں ذِکر کرتے ہوئے معذرت فرمائیں گے:

اِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثلاثَ كذِباتٍ.

[صحیح بخاری، احادیث: ۳۳۴۰، ۳۳۶۱، ۴۷۱۲، صحیح مسلم، حدیث: ۱۹۴، سنن ترمذی، حدیث: ۲۴۳۴، ۲۵۵۷]

اس حدیث کو رد کرنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قرآن میں مذکورہ اَقوال پر لفظِ جھوٹ کا اِطلاق نہیں ہوتا؟ حالانکہ حدیث میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اقوال: اِنِّی سَقِيْمٌ اور بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا پر کذب کا جو اِطلاق کیا گیا ہے وہ لغۃً ہے، اصلاً وہ کذب شرع میں حرام نہیں۔

ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ یہ روایت ایک نبی کو جھوٹا قرار دے رہی ہے۔

جان لینا چاہئے کہ عربی زبان میں کذب کے معنی صرف جھوٹ ہی کے نہیں ہوتے، جسے شریعت میں حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اس روایت میں کیڑے نکالنے والوں نے حدیث میں وارِد لفظِ کذب کو شرع میں حرام جھوٹ پر محمول کرلیا ہے، حالانکہ عربی لغت اور احادیث میں یہ لفظ کئی معانی کے لیے مستعمل ہے، مثلاً:

۱۔ وجوب اور لزوم: جوہری، فراء، ازہری اور ابن فارس "كَذَبَ عَلَيْكُمُ الحَجّ" کے معنی یہ بتاتے ہیں: تم پر حج لازم ہو گیا۔

[معجم مقاییس اللغۃ: ۸۸۸، الصحاح ۱: ۲۱۱، تہذیب اللغۃ ۱۰: ۱۰۰، النہایہ ۴: ۱۳۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-: غلطی اور خطأ: فتح مکہ کے دن سید الانصار سیدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ (۱) نے فرمایا:

یاأباسفیان الیومُ یومُ المَلحَمَةِ‘الیوم تُستَحَلُّ الکعبة.

[صحیح بخاری، کتاب المغازی[۶۴] باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح[۴۹] حدیث:۴۲۸۰]

”ابوسفیان! آج تو خوب قتل وقتال کا دن ہے، آج کعبہ میں سب کچھ جائز ہوگا۔“

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے اس کی شکایت کی، جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: کَذَبَ سعدٌ‘ولٰکِن هٰذایومٌ یُعظِّمُ اللّٰهُ فیه الکعبة. [صحیح بخاری، حدیث:۴۲۸۰]

”سعد [رضی اللہ عنہ] نے غلطی کی ہے، آج تو اللہ تعالیٰ کعبہ کو تعظیم وتکریم دیں گے۔“

محدثین نے یہ روایت بیان کی ہے کہ کسی نے سیدنا عُبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا: زعم أبو محمد رضی اللہ عنہ أنَّ الوتر واجبٌ‘فقال عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ: کذب أبو محمد‘أشهدُ أني سمعتُ رسول اللّٰه ﷺ یقول: خَمس صلوات افترضهن اللّٰه تعالیٰ‘ مَن أحسَنَ وضوءَ هن وصلّاهنَّ لوقتهن وأتَمَّ رکوعهن وخشوعهن کان له علی اللّٰه عهد أن یغفرله‘ومَن لم یفعل فلیس له علی اللّٰه عهدٌ‘إن شاءَ غفر له وإن شاءَ عذَّبَه.

[سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ[۲] باب فی المحافظۃ علی وقت الصلوات[۹] حدیث:۴۲۵؛ باب فی من لم یوتر [۳۳۸] حدیث:۱۴۲۵؛ سنن نسائی، کتاب الصلاۃ[۵] باب المحافظۃ علی الصلوات الخمس[۶] حدیث:۴۶۱]

”ابومحمد رضی اللہ عنہ (۲) کا خیال ہے کہ وتر کی نماز واجب ہے؟ اس پر عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ خطأ اور غلطی کا شکار ہوگئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [شب وروز میں] پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس جو کوئی اچھے طریقہ سے وضوء

---

(۱) سعد بن عُبادہ بن دلیم بن حارثہ خزرجی ابوثابت رضی اللہ عنہ، صحابی ہیں۔ مدینہ منورہ سے تعلق تھا۔ بنوخزرج کے سردار وامیر تھے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں میں خط وکتابت، تیر اندازی اور تیرنے میں مہارت تامہ رکھنے کی وجہ سے ”کامل“ کہلاتے تھے۔ ۱۴ھ = ۶۳۵ء کو حوران میں وفات پائی۔ [الاصابۃ ۲:۳۰، الاعلام ۳:۸۵]

(۲) ابومحمد انصاری نجاری رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، اُن کا نام مسعود بن زید بن سُبَیع لیا گیا ہے اور قیس بن عَبایہ بن حارث خولانی، جو بنوحارثہ بن حارث اوسی کے حلیف تھے۔ شام یا داریا میں رہائش تھی۔ غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں۔ مغرب میں وفات پائی۔ [تہذیب الکمال ۳۴:۲۷۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اور اپنے مقررہ اوقات میں خشوع اور خضوع اور رکوع کے اِتمام کے ساتھ اِن نمازوں کو ادا کریں تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اُس کی مغفرت کرے گا' اور جو کوئی ایسا نہ کرے' اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں' اگر وہ چاہیں' تو معاف کر دے اور چاہیں تو عذاب دے (۱)۔''

اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے امام خطابی لکھتے ہیں:

قلتُ: كذب أبو محمد" يريدُ: أخطأ أبو محمد' لم يرد به تعمد الكذب' الذي هو ضد الصدق' لأنَّ الكذب إنما يجري في الإخبار' وأبو محمد هذا إنما أفتى فُتيا' ورأى رأياً فأخطأ فيما أفتى به' وهو رجلٌ من الأنصار' له صحبةٌ' والكذب عليه في الإخبار غير جائز' والعرب تضع الكذب موضع الخطإ في كلامها' فتقول: كذب سمعي' وكذب بصري أي: زَلَّ' ولم يدر ما رأى وما سمع' ولم يحط به...... ومن هذا قول النبي ﷺ للرجل الذي وصف له العسل: صدق الله وكذب بطن أخيك' وإنما أنكر عُبادة رضی اللہ عنہ أن يكون الوتر واجباً وجوبَ فرضٍ كالصلوات الخمس دون أن يكون واجباً في السنة' ولذلك استشهد بالصلوات الخمس المفروضات في اليوم والليلة.

[معالم السنن ۱: ۲۹۵-۲۹۶' بذیل حدیث: ۴۲۵]

''میں [امام خطّابی] کہتا ہوں' کہ سیدنا ابو محمد رضی اللہ عنہ کی طرف کذب کی نسبت کا مقصد یہ ہے کہ وہ خطأ کا شکار ہو گئے ہیں' اور یہاں کذب سے مراد صدق کا ضد نہیں ہے' اس لیے کہ زیرِ بحث روایت میں اُنھوں نے اپنے اجتہاد کے بناء پر ایک فتویٰ دیا ہے' نہ کہ کوئی جھوٹی بات کہی ہے۔ یہ بھی ہے کہ یہ ابو محمد رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں' اور یہ معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھوٹ نہیں بولا کرتے' عرب اپنی زبان میں کبھی کبھار کذب کو خطأ کی جگہ استعمال کرتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ: كَذَبَ سَمعِي وكذبَ بَصَرِي' جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میری آنکھوں اور کان کو دھوکہ لگا ہے اور

(۱) اُس سے کوئی یہ نہ سمجھے' کہ وتر کی نماز کوئی غیر اہم ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سفر و حضر میں صبح کی سنتیں اور وتر کی نماز کبھی ترک نہ فرماتے' جس کی تفصیل حدیث کی کتابوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ انہوں نے دیکھا اور سنا اُسے محفوظ نہ رکھا اور اسی معنی میں رسول اکرم ﷺ کی وہ روایت وارد ہے جس میں مذکور ہے کہ: صدق اللّٰہ و کذب بطن أخیك.

[صحیح بخاری' کتاب الطب [۷۶] باب الدواء بالعسل [۴] حدیث: ۵۶۸۴' باب دواء المبطون [۲۴] حدیث: ۵۷۱۶' صحیح مسلم' کتاب السلام [۳۹] باب التداوی بسقی العسل [۳۱] حدیث: ۹۱- [۲۲۱۷]' سنن ترمذی' کتاب الطب [۲۹] باب ماجاء فی التداوی بالعسل [۳۱] حدیث: ۲۰۸۲]

''اللہ نے درست فرمایا ہے [کہ شہد میں شفاء ہے مگر] تمہارے بھائی کا پیٹ خراب ہے [اس لیے ایک دو بار شہد پلانے سے پورا فائدہ نہیں ہوا] اور سیدنا عُبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وتر فرض نمازوں کی طرح لازمی نماز نہیں ہے' اس لیے پانچ فرض نمازوں کا تذکرہ فرمایا۔''

اس قسم کے توریہ اور تعریض کی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً سفر ہجرت میں جب کسی شخص نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ آپ کے رفیق کون ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا تھا: ھذا الرجل یھدیني السبیل. [صحیح بخاری' حدیث: ۳۹۱۱]

''یہ وہ شخص ہیں جو میری راہ نمائی کرتے ہیں۔''

لوگ اُن کے جواب سے دنیوی رہبر مراد لیتے' حالانکہ اُن کی مراد آخرت کی رہنمائی تھی۔ کیا اس صحیح حدیث سے انہیں ''کاذب'' کہنے کی جسارت کی جائے گی۔ ہمارا جواب تو نفی میں ہے' اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ صدیق تھے اور اُن کی یہ بات تعریض پر محمول ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زیرِ مطالعہ حدیث میں ''کذب'' کو تعریض پر اس طرح محمول کریں گے کہ سَقِیمٌ کے دو معنی ہیں: جسمانی مریض اور روحانی مریض' اور یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔

فَعَلَهٗ کَبِیْرُھُمْ کے بھی دو معنی ہیں: بڑے بت نے یہ کام کیا' یا بلکہ جس نے بھی کیا ہے [اچھا کیا ہے] ان کا بڑا بت یہ ہے' ان سے پوچھ لو' اگر یہ بات کرسکتے ہیں تو جواب دیں گے۔ یہاں بھی دوسرا ہی معنی مراد ہے۔

أُخْتِيْ کے بھی دو معنی ہیں: نسبتی اور دینی بہن' جب کہ یہاں بھی دوسرا معنی مراد ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں: فاعلم أکرمك اللّٰہ أن ھذہ کلھا خارجة عن الکذب' لا في القصد ولا في غیرہ' وھي داخلة في باب المعاریض. [الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ۲: ۱۴۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خوب سمجھ لینا چاہیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ ساری باتیں قطعاً کذب نہیں ہیں' بلکہ ان کا تعلق معاریض سے ہے۔''

اُنہوں نے بھی فرمایا ہے: فهذا النبي ﷺ قد سماها كذبات' وقال: لم يكذب إبراهيم عليه السلام إلّا ثلاث كذبات' وقال في حديث الشفاعة: ويذكر كذباته' فمعناه: أنه لم يتكلم بكلام صورته صورة الكذب وإن كان حقًّا في الباطن إلّا هذه الكلمات' ولما كان مفهوم ظاهرها خلاف باطنها أشفق إبراهيم عليه السلام بمؤاخذته بها.

[الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ۲:۱۴۶]

''رسول اللہ ﷺ نے اِن اشیاء پر کذبات کا اِطلاق فرمایا ہے اور حدیث شفاعت میں بھی اُن کی زبانی اِن کے لیے کذبات کا لفظ استعمال کیا ہے' سو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا ظاہری مفہوم مراد نہیں تھا اس لیے اِن پر کذب کا اطلاق کیا۔''

مفاتیح الغیب = التفسیر الکبیر

امام محمد بن عمر بن حسن بن حسین تیمی بکری' ابوعبداللہ فخر الدین رازی۔ اپنے زمانے میں معقول اور علوم اوائل کے بہت بڑے عالم تھے۔ طبرستان سے تعلق تھا۔ ''رے'' میں ۵۴۴ھ = ۱۱۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ہرات میں ۶۰۶ھ = ۱۲۱۰ء کو وفات ہوئے۔ اُن کا سبب وفات یہ بیان کیا گیا ہے کہ فرقہ کرامیہ اور آپ کے درمیان عرصہ دراز سے نزاع وجدال بپا تھی۔ آپ اُن کو برا بھلا کہتے اور اُن کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ آپ کی توہین کرتے ہیں چنانچہ اُنہوں نے آپ کو زہر دے کر نجات حاصل کی۔ [وفیات الاعیان ۴:۲۴۸' الاعلام ۶:۳۱۳]

اس تفسیر کے بارے میں منقول ہے: وهو كبيرٌ جدًّا لكنه لم يكمله. [وفیات الاعیان ۴:۲۴۹]

''یہ بہت بڑی ضخیم تفسیر ہے لیکن امام رازی اسے پورا نہ کر سکے۔''

التفسیر الکبیر کو کس نے مکمل کیا؟ اس سوال کا شافی اور کافی جواب ملنا مشکل ہے اس لیے کہ اس ضمن میں کئی باتیں ہیں:

۱: اس تفسیر میں آیت کریمہ: جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ [سورۃ الواقعہ ۵۶:۲۴] کے تحت درج ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ: المسألة الأولى: أصولية ذكرها الإمام فخرالدين رحمه الله في مواضع كثيرة، و نحن نذكر بعضها. [التفسير الكبير ۱۰: ۳۹۸]

''پہلا اصولی مسئلہ: جسے امام فخر الدین رازی نے کئی مقامات پر بیان کیا ہے' جس میں سے کچھ کا ہم ذکر کیے دیتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام رازی سورۃ الواقعۃ کی تفسیر تک نہیں پہنچے تھے جب کہ آیت کریمہ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ [سورۃ المائدۃ ۵:۶] کے تحت تفصیلی مباحث کے بعد لکھتے ہیں: وقد حققنا الكلام في هذا الدليل في تفسير قوله: وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ [سورۃ البینۃ ۹۸:۵] فليرجع إليه في طلب زيادة الإتقان. [التفسير الكبير ۴:۲۹۹' مسئلہ:۵]

''اس دلیل کے بارے میں ہم نے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے تحت تحقیقی گفتگو کی ہے' پس جو زیادہ اتقان اور پختگی کا طالب ہو وہ اس کی طرف رجوع کریں۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سورۃ البینۃ کی تفسیر تک پہنچے تھے[1]۔

۲- حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام فخر الدین کی تفسیر کو احمد بن محمد بن ابی الحزم مکی نجم الدین مخزومی قمولی [وفات: ۷۲۷ھ بعمر: ۸۰ سال] نے مکمل کیا۔ [الدرر الکامنۃ ۱:۳۰۴' ترجمہ: ۷۶۹]

جب کہ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: وصَنَّفَ الشيخ نجم الدين أحمد بن محمد القمولي تكملة له، و توفي سنة ۷۲۷، وقاضي القضاة شهاب الدين بن خليل الخويي الدمشقي كمل

---

(۱) ڈاکٹر محمد حسین ذہبی نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے: أمّا إحالةُ الفخر على ما كتبه في سورة البينة فهذا ليس بصريح في أنه وصل إليها في تفسيره، إذ لعله كتب تفسيراً مستقلاً لسورة البينة أو لهذه الآية وحدها، فهو يشير إلى ما كتب فيها ويحيل عليه. أقول هذا و أعتقد أنه ليس حلاً حاسماً لهذا الإضطراب، وإنما هو توفيقٌ يقوم على الظن، والظنُّ يخطئُ ويُصيبُ. [التفسير والمفسرون ۱:۱۹۲]

''امام رازی کا سورۃ البینۃ کی تفسیر کا حوالہ دینا اس باب میں تصریح نہیں کہ انہوں نے سورۃ البینۃ تک تفسیر لکھی ہو بلکہ ممکن ہے کہ انہوں اس سورۃ یا خاص اس آیت کی تفسیر لکھی ہو جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں لیکن میرے خیال میں یہ اس اضطراب کا مکمل حل نہیں' صرف خارجی قرائن کی بنیاد پر میں نے ان دونوں اقوال میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے' جو غلط بھی ہو سکتی ہے اور درست بھی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما نقص منه أيضاً و توفي سنة ٦٣٩ ھ. [کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون۲:۱۷۵۶]

''شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی [وفات: ۷۲۷ھ] نے التفسیر الکبیر کا تکملہ لکھا' جو حصہ ناقص تھا اس کی تکمیل قاضی شہاب الدین بن خلیل الخویی الدمشقی [وفات: ۶۳۹ھ] نے کیا۔''

--۳: ڈاکٹر محمد حسین ذہبی لکھتے ہیں: وجدنا علی هامش کشف الظنون مانصه: الذي رأيته بخط السيدمرتضى نقلاًعن شرح الشفاء للشهاب أنه وصل فيه إلى سورة الأنبياء.

[التفسیر والمفسر ون۱:۱۹۱]

''ہم نے کشف الظنون کے حاشیہ میں یہ عبارت دیکھی ہے: ''میں نے سید مرتضیٰ کے خط میں شہاب خفاجی کی شرح شفاء کے حوالے سے دیکھا ہے کہ وہ اس میں سورۃ الانبیاء تک پہنچے تھے۔''

-۴: اور مولانا محمد تقی صاحب عثمانی نے کشف الظنون کے حوالے سے لکھا ہے:

''امام رازی نے یہ تفسیر سورۃ الفتح تک لکھی تھی کہ وفات ہوگئی، چنانچہ سورۃ الفتح کے بعد ایک دوسرے عالم قاضی شہاب الدین بن خلیل الخولی الدمشقی' متوفی ۶۳۹ھ یا شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی' متوفی ۷۷۷ھ نے مکمل فرمایا۔'' [علوم القرآن:۵۰۴]

مگر کشف الظنون کے متداول نسخہ میں ''سورۃ الفتح'' تک کا ذکر نہیں اور نہ وہ گومگو کی کیفیت ہے جسے مولانا عثمانی صاحب نے نقل کیا ہے بلکہ وہاں تو صاف تصریح ہے کہ:

''شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی [وفات: ۷۲۷ھ] نے التفسیر الکبیر کا تکملہ لکھا' جو حصہ ناقص تھا اس کی تکمیل قاضی شہاب الدین بن خلیل الخویی الدمشقی [وفات: ۶۳۹ھ] نے کیا۔''

[کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون۲:۱۷۵۶]

بہر حال تفسیر کی تکمیل جس نے بھی کی ہے کمال کی ہے اس لیے کہ:

إنّ القارئ في هذاالتفسيرلا يكاديلحظ فيه تفاوتاً في المنهج والمسلك' بل يجري الكتابُ من أوله إلى آخره على نمط واحدو طريقةٍواحدةٍ 'تجعل الناظرفيه لايستطيع أن يميز بين الأصل والتكملة' ولايتمكن من الوقوف على حقيقة المقدارالذي كتبه الفخر' والمقدارالذي كتبه صاحب التكملة. [التفسیر والمفسر ون۱:۱۹۲]

''اس تفسیر کا قاری قطعاً یہ محسوس نہیں کرتا کہ ایک شخص کی تصنیف ہے یا اس کے لکھنے والے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ پوری کتاب میں اسلوب نگارش ایک ہی نمط اور ایک ہی طریقے کا ہے اس لیے کوئی شخص اس بات کی نشان دہی نہیں کر سکتا کہ امام رازی نے کہاں تک لکھا اور صاحبِ تکملہ کی تحریر کہاں سے شروع ہوئی۔''

علامہ طوفی صرصری لکھتے ہیں: وأجمع مارأيته من التفاسير لِغالب علم التفسير كتاب القرطبي و كتاب مفاتيح الغيب' ولعمري كم فيه من زلةٍ وعيبٍ. [الاکسیر:۵۵]

''میں نے قرطبی اور رازی کی تفسیر سے بڑھ کر تفسیری اقوال کی جامع کوئی کتاب نہیں دیکھی مگر امام رازی کی تفسیر عیوب کا مجموعہ ہے۔''

اور اپنے شیخ الشیخ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے: صَنَّفَ كتاب المآخذ على مفاتيح الغيب و بَيَّنَ ما فيه من البهرجِ و الزيف في نحو مجلدين و كان ينقم عليه كثيراً خصوصاً إيراده شبه المخالفين في المذهب والدين' على غاية ما يكون من القوة' و إيراد جواب أهل الحق منها على غاية ما يكون من الوهاء. [الاکسیر فی علم التفسیر:۵۵]

''کتاب المآخذ دو جلدوں میں لکھی ہے جس میں امام رازی کی تفسیر پر تنقید کی ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ امام رازی مخالفینِ اسلام کے اعتراضات بڑی تحقیق کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور بخلاف اس کے اہل سنت کی نمایندگی نہایت کمزور الفاظ میں کرتے ہیں۔''

بلکہ بعض علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: إنه جمع في كتابه في التفسير أشياء كثيرة طويلة لا حاجة بها في علم التفسير ولذلك حكي عن بعض المتطرفين من العلماء أنه قال: فيه كل شيئ إلّا التفسير.

[البحر المحیط ۱:۳۴۱ بذیل تفسیر: مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا' الاتقان ۴:۱۹۱]

''انہوں نے اپنی کتاب میں بہت سی ایسی طویل چیزیں جمع کی ہیں جن کی علم تفسیر میں کوئی حاجت نہیں اس لیے بعض اعتدال سے گزرے ہوئے علماء نے کہا ہے کہ اس کتاب میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ موجود ہے۔''

سید رشید رِضا لکھتے ہیں: والحَقُّ أن هذه مبالَغة في الإنكار على ما هو الغرض الذي امتاز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

به تفسيره، وهو نقل آراء الفلاسفة والمتكلمين وحجج المعتزلة والأشاعرة.

[تفسیر المنار ۱۱:۳۷۷، بذیل تفسیر: وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ. [سورة یونس ۱۰:۳۹]

''درست بات یہ ہے کہ اس تفسیر کے خلاف یہ محض ایک مبالغہ ہے۔ اس تفسیر کا بنیادی غرض و غایت یہ ہے کہ فلاسفہ اور متکلمین کی آراء اور معتزلہ اور اشاعرہ کی حجتیں اس میں جمع کی جائیں۔''

التفسیر الکبیر کا بنیادی مصدر

التفسیر الکبیر کا بنیادی مصدر امام واحدی کی التفسیر البسیط ہے۔ اَلْمَكْتَبَةُ الشَّامِلَةُ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ۵۱۸ مقامات پر التفسیر البسیط کا نام لے کر اُس کی عبارت نقل کی ہے اور ۴۴ مقامات پر قَالَ الْوَاحِدِيُّ لکھ کر اُن کا قول نقل کیا ہے۔ امام رازی کبھی اُن کی تفسیر کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ: وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ [سورۃ البقرۃ ۲:۳۳] کے تحت امام رازی نے بالکل وہی تفسیر اختیار کی ہے جسے امام واحدی نے اختیار کیا ہے۔

امام واحدی لکھتے ہیں: ولا يكفر من يقول: إِنَّ اللّٰهَ ثالث ثلاثة إذا لم يرد الآلهة، ومطلق ثالث ثلاثة لا يكون كفراً فإنه ما مِن إثنين إلّا والله ثالثهما بالعلم كقوله تعالى: مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ [سورۃ المجادلۃ ۵۸:۷] والذي يحقق أنهم أرادوا بالثلاثة الآلهة قوله تعالى: وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، هذا طريقٌ في الآية.

[التفسیر البسیط ۷:۴۸۲]

''اگر کوئی اِنَّ اللّٰهَ ثالث ثلاثة کہے اور اُس کا ارادہ یہ نہ ہو کہ الٰہ تین ہیں تو اُس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور مطلق اِنَّ اللّٰهَ ثالث ثلاثة کہنا کفر نہیں اس لیے کہ جہاں کہیں دو بندے ہوں تو وہاں اللہ تعالیٰ علم کے لحاظ سے تیسرا ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے کہ:

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ [سورۃ المجادلۃ ۵۸:۷]

''نہیں ہوتی کوئی سرگوشی تین کے درمیان مگر ان کا چوتھا اللہ ہوتا ہے اور نہ پانچ کے مابین مگر چھٹا وہ ہوتا ہے۔''

امام رازی نے قال الواحدي لکھ کر اُن کی یہی تفسیر من وعن نقل کی ہے۔ [التفسیر الکبیر ۴:۴۰۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ. [سورۃ المائدۃ۵:۸۲]

''اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور یہ کہ یہ تکبر نہیں کرتے۔''

امام رازی نے اس کی تفسیر میں ''پہلا مسئلہ'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: المراد به النجاشي و قومه الذين قدموا من الحبشةِ على الرسول ﷺ و آمنوا به ' و لم يرد به جميع النصارىٰ مع ظهور عداوتهم للمسلمين. [التفسیر الکبیر۴:۴۱۳]

''اس سے مراد نجاشی (1) اور ان کی قوم ہے جو حبشہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ پر

(1) اصحمہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں اسلام قبول کیا مگر آپ ﷺ سے اُن کی ملاقات نہ ہو سکی اس لیے شرف صحابیت سے محروم رہے۔ ملوک حبشہ کا لقب نجاشی ہے جیسا کہ شاہِ فارس کسریٰ اور شاہِ روم قیصر کہلاتا ہے۔ [اسد الغابۃ ۱:۱۴۷' ترجمہ:۱۸۸]

رسول اللہ ﷺ نے اُن کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھا تھا' جس میں چار تکبیریں کہی تھیں۔

[صحیح بخاری' کتاب الجنائز [۲۳] باب التکبیر علی الجنازۃ اربعاً [۶۴] احادیث:۱۳۳۳-۱۳۳۴]

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں: فصلٌ: ولم يكن من هديه و سنته ﷺ الصلاةُ على كل ميتٍ غائبٍ' فقدمات خلقٌ كثيرٌ من المسلمين وهم غُيَّبٌ' فلم يُصَلِّ عليهم' وصَحَّ عنه أنه ﷺ صلى على النجاشي صلاته على الميت فاختلف الناس في ذلك على ثلاث طرق...... و قال شيخ الإسلام ابن تيمية: الصوابُ أنَّ الغائبَ إن مات ببلدٍ لم يُصَلَّ عليه فيه صُلِّيَ عليه صلاة الغائب كما صلَّى النبي ﷺ على النجاشي لأنه مات بين الكفار و لم يُصَلَّ عليه ' و إنْ صُلِّيَ عليه حيثُ ماتَ لم يُصَلَّ عليه صلاة الغائب ' لأنَّ الفرضَ قد سقط بصلاة المسلمين عليه' والنبيُّ ﷺ صَلَّى على الغائب' وتَرَكَهُ' وفِعْلُهُ و تركُهُ سُنَّةٌ' و هذا له موضعٌ' وهذا له موضعٌ. والله أعلم. [زاد المعاد في هدي خير العباد ۱:۵۱۹-۵۲۱]

''ہر غائب مردے پر جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے اس لیے کہ اَن گنت لوگ آپ کی غیبوبت میں دور دراز مقامات پر فوت ہو گئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اُن کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا۔ ایک نجاشی ہی ہیں جن کا غائبانہ جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ہے اس بارے میں لوگوں کی تین توجیہات ہیں۔...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ اگر کوئی غائب شخص ایسی جگہ فوت ہو گیا جہاں کسی نے اُس کا جنازہ نہیں پڑھا تو اُس کا غائبانہ جنازہ پڑھا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کا غائبانہ جنازہ پڑھا اس......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان لائے۔اس سے سارے نصاریٰ مراد نہیں۔''

نجاشی کا ایمان لانا ثابت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے اُن کی ملاقات ثابت نہیں۔ امام رازی نے امام واحدی کی التفسیر البسیط ۷:۴۹۳ کی پیروی کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے جب کہ حافظ ابن جوزی نے سعید بن جبیر کے حوالے سے لکھا ہے: بعثَ النجاشيُّ قوماً إلى رسول الله ﷺ فأسلموا، فنزلت فيهم هذه الآيةُ والتي بعدها. [زادالمسیر ۲:۵۷۴]

''نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وفد بھیجا جس کے سارے اَفراد نے اسلام قبول کیا یہ آیت اور مابعد والی آیت اُن کے بارے میں نازل ہوئی۔''

تتبع وتلاش کے بعد کئی مواضع ایسے بھی ملتے ہیں جن میں امام رازی نے امام واحدی کی عبارت من وعن اُن کا نام لیے بغیر نقل کی ہے۔

...... لیے کہ وہ کفار کے درمیان وفات پا گئے تھے اور کسی نے اُن کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور اگر کسی کا جنازہ وہاں پڑھا گیا جہاں اُس کی وفات ہوگئی تھی تو اُس کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا جائے گا اس لیے کہ مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے سے فرض ساقط ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے غائب [نجاشی] پر جنازہ پڑھا اور [اس کے علاوہ کسی اور پر] نہیں پڑھا بلکہ اسے چھوڑ دیا حالانکہ آپ ﷺ کا کسی فعل کو کرنا اور اسی طرح کسی فعل کو چھوڑنا دونوں سنت ہیں۔ ایک کا ایک مقام ہے اور دوسرے کا دوسرا مقام۔ واللہ أعلم۔''

حافظ ابن تیمیہ سے پہلے امام خطّابی [۳۱۹-۳۸۸ھ] نے بھی لکھا ہے کہ: النَّجاشي رجلٌ مسلمٌ قد آمَنَ برسول الله ﷺ وصَدَّقَهُ على نبوته إلَّا أنه كان يكتم إيمانه، والمسلمُ إذا مات وَجَبَ على المسلمين أن يُصَلُّوا عليه، إلَّا أنه كان بين ظهراني أهل الكفر ولم يكن بحضرته من يقوم بحقه في الصلاة عليه فلزم رسول الله ﷺ أن يفعل ذلك إذ هو نبيُّهُ ووَلِيُّهُ و أحقُّ الناس به، فهذا - والله أعلم - هو السبب الذي دعاهُ إلى الصلاةِ عليه بظهر الغيب. [معالم السنن ۳:۵۴۲، بذیل حدیث: ۳۲۰۴]

''نجاشی مسلمان تھے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا تھا اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی مگر انہوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا اور مسلمان جہاں کہیں مر جائے تو مسلمانوں کے ذمہ اُس کا جنازہ پڑھنا فرض ہوتا ہے مگر جب نجاشی کفار کے درمیان وفات پا گئے اور کسی نے اُن کا جنازہ نہیں پڑھا تو نبی اکرم ﷺ چونکہ اُن کے نبی اور ولی تھے اس لیے اُن کا حق بنتا تھا بلکہ اُن پر نجاشی کا جنازہ پڑھنا لازم تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کا غائبانہ جنازہ پڑھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازی اور مسئلہ عصمۃ الانبیاء

امام فخر الدین رازی، مسئلہ عصمۃ الانبیاء کے بارے میں لکھتے ہیں: و المختارُ عندنا أنه لم يصدر عنهم الذنب حالَ النبوة البتة لا الكبيرة و لا الصغيرة و يدل عليه وُجوهٌ.

[التفسیر الکبیر ا:۴۵۵ بذیل تفسیر سورۃ البقرۃ ۲:۳۶]

”ہمارا مختار اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام سے نبوت کے زمانے میں کسی چھوٹے بڑے گناہ کا صدور نہیں ہوا جس کے کئی اسباب ہیں۔“

ارشاد ربانی ہے: قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۲۴]

”فرمایا: میں یقیناً تمھیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ [سیدنا ابراہیم علیہ السلام] بولا: اور میری نسل سے بھی؟ فرمایا کہ میرا وعدہ نافرمانوں کو نہیں پہنچتا۔“

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: الآيةُ تَدُلُّ عَلَى عِصمَةِ الأنبياءِ مِن وجهين. الأولُ: أنه قد ثبت أنَّ المراد من هذا العهدِ الإمامةُ، ولا شكَّ أن كل نبيٍّ إمامٌ، فإنَّ الإمام هو الذي يُؤتَمُّ به، والنبي أولَى بالناسِ، وإذا دلَّتِ الآيةُ على أنَّ الإمام لا يكون فاسقاً فبِأنْ تدل على أن الرسولَ لا يجوز أن يكون فاسقاً فاعلاً للذنب والمعصية أولَى

الثاني: قال: لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ، فهذا العهد إن كان هو النبوة وجَبَ أن تكونَ لا يَنالُها أحدٌ من الظالمين وإن كان هو الإمامة، فكذلك لأن كل نبي لا بُدَّ أن يكون إماماً يُؤتَمُّ به، كل فاسق ظالمٌ لنفسه فوجَبَ أن لا تحصل النبوة لأحدٍ من الفاسقين.

[التفسیر الکبیر ۲:۳۹]

”یہ آیت کریمہ دو وجہوں سے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی عِصمت پر دَلالت کرتی ہے۔ اول: یہ کہ اس عہد سے مراد اِمامت کا عہد ہے اور ہر نبی کے امام ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں، اس لیے کہ اِمام وہی ہوتا ہے جس کی اِقتدا کی جاتی ہے اور نبی دوسرے لوگوں سے اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے اور جب اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ امام فاسق نہیں ہوتا تو نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اور بھی ضروری ہوا کہ وہ فاسق اور گناہوں کے مرتکب نہ ہوں۔ دوسری وجہ یہ کہ اگر اس آیت میں عہد سے مراد نبوت ہے تو لازمی بات یہ ہے کہ نبوت ظالموں کو نہ ملے اور اگر اس سے عام امامت مراد ہے تو یہ بھی ظالموں کو ملنے والی شے نہیں اس لیے کہ ہر نبی لازمی طور پر امام اور مقتدا ہوتا ہے جب کہ ہر فاسق اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہوتا ہے اس لیے ضروری ہوا کہ نبوت کسی فاسق کو نہ ملے۔''

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. [سورۃ النساء ۴:۶۴]

''اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا' وہ اِس غرض سے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی اِطاعت کی جائے۔''

امام رازی نے اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھا ہے: الآيةُ دالّةٌ على أنّ الأنبياء عليهم السلام معصومون عن المعاصي والذنوب' لأنها دَلَّتْ على وُجوبِ طاعتهم مطلقاً 'فلو أتوا بمعصيةٍ لوجب علينا الاقتداء بهم في تلك المعصية' فتصير تلك المعصية واجبة علينا' وكونها معصية يوجب كونها محرمة علينا' فيلزم توارُدَ الإيجاب والتحريم على الشئ الواحد' وإنه محالٌ. [التفسير الكبير ۴:۱۲۶' المسئلة الخامسة]

''آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام عصیان اور ذنب [گناہوں] سے معصوم ہوتے ہیں اس لیے کہ آیت کریمہ اُن کی غیر شروط پیروی کرنے کو لازم قرار دیتی ہے اور اگر اُن سے گناہ صادر ہوں' تب بھی ہم پر اُن کی اتباع کرنا لازم ہوگا اور اس طرح وہ گناہ کرنا بھی ہم پر واجب ہوگا اور [دوسری نصوص کے مطابق] گناہ سے بچنا بھی ہمارے اوپر لازم ہے اور اس طرح اجتماع بین الضدین [حرام اور واجب کے مابین اجتماع] لازم ہوگا جو قطعاً محال اور ناممکن ہے۔''

قرآن مجید میں ہے کہ: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۴]

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط مؤخر ہے اور هَمَّ بِهَا جزا مقدم ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے تو اس فعل کا عزمِ مصمم کیا اور اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف علیہ السلام برہانِ الٰہی کو نہ دیکھتے تو وہ بھی [اس انتہائی اشتعال انگیز حالات میں] اس فعل کا عزم اور قصد کرتے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ آپ علیہ السلام نے برہانِ الٰہی کا مشاہدہ فرمایا اس لیے اس فعل کا عزم وقصد وقوع پذیر نہیں ہوا۔

امام رازی فرماتے ہیں: أنَّ یوسف علیہ السلام کان بَرِیئًا عن العمل الباطل' والهَمِّ المُحَرَّمِ' وهذا قول المحققين من المفسرين والمتكلمين' وبه نقولُ' وعنه نَذُبُّ. [التفسير الكبير ٦:٤٤٠]

''سیدنا یوسف علیہ السلام اس گندے عمل اور حرام ارادہ سے بالکل بری تھے اور یہی محققین مفسرین اور متکلمین کی رائے ہے' ہماری اپنی رائے بھی یہی ہے اور ہم اُن [سیدنا یوسف علیہ السلام] سے اس عمل کی نفی کرتے ہیں۔''

امام رازی یہ بھی فرماتے ہیں کہ: واعلم أن الذين لهم تعلق بهذه الوقعة: یوسف علیہ السلام و تلك المرأة وزوجها' والنسوة' والشهود' ورب العالمين. [التفسير الكبير ٦:٤٤٠]

''جن کا اس واقعہ سے براہ راست تعلق تھا وہ یہ ہیں: خود سیدنا یوسف علیہ السلام' زلیخا' اس کا شوہر' زنانِ مصر' گواہ اور اللہ تعالیٰ۔''

امام رازی اور اسرائیلیات

مفسرین نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ایک اسرائیلی روایت لکھی ہے کہ اُنہوں نے جہاد کے گھوڑوں کو محض اس وجہ سے ذبح کیا کہ اُن کے معاینے سے اُن کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تھی۔ اس اسرائیلی روایت کے بارے میں امام رازی لکھتے ہیں:

القائلون بهذا القول جمعوا على سليمان علیہ السلام أنواعًا من الأفعال المذمومة ' **فأولها:** ترك الصلاة. **وثانيها:** أنه استولى عليه الاشتغالُ بحب الدنيا إلى حيث نسي الصلاة' و قال النبي ﷺ: حب الدنيا رأس كل خطيئةٍ (1) . **وثالثها:** أنه بعد الإتيان بهذا الذنب =

(۱) حُبُّ الدُّنيا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ ''دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔''

اسے امام بیہقی نے شعب الایمان ۷:۳۳۸ [حدیث: ۱۰۵۰۰'۱۰۵۰۱] میں موسیٰ بن یسار اور حسن بصری کے سند سے نقل کیا ہے' جو دونوں اسے بلاواسطہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' جب کہ یہ دونوں صحابہ نہیں۔ =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العظیم لم یشتغل بالتوبۃ والإنابۃِ البتۃ. ورابعہا: أنہ خاطَبَ رب العالمین بقولہ: رُدُّوْھَا عَلَیَّ، وھذہ کلمۃٌ لایذکرھا الرجل الحصیف اِلَّا مع الخادم الخسیس، وخامسہا: أنہ أتبع ھذہ المعاصي بعقر الخیل في سوقہا وأعناقہا وروي عن النبي ﷺ نہی عن ذبح الحیوان اِلَّا لِماکلہ، فہذہ أنواع من الکبائر نسبوھا إلی سلیمان علیہ السلام مع أنَّ لفظ القرآن لم یدل علی شیئ منہا. سادسہا: أنَّ ھذہ القصص إنما ذکرھا اللّٰہ تعالی عقیب قولہ: وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ [سورۃ ص ۳۸:۱۶] وأنَّ الکفار لمَّا بلغوا في السفاھۃ إلی ھذا الحد قال اللّٰہ لنبیہ محمد ﷺ: اِصبر علی سفاھتہم واذکر عبدنا داود علیہ السلام وذَکَرقصَّۃ داود علیہ السلام ثم ذکر عقیبہا قصۃ سلیمان علیہ السلام وکأنَّ التقدیر: أنہ تعالی قال لنبیہ محمد ﷺ: اِصبر علی مایقولون واذکر عبدنا سلیمان علیہ السلام، وھذا الکلام إنما یکون لائقاً لو قلنا إنَّ سلیمان علیہ السلام أتی في ھذہ القصۃ بالأعمال الفاضلۃ والإخلاق الحمیدۃ وصبر علی طاعۃ اللّٰہ وأعرَضَ عن اللذَّات والشہوات، فأمَّا لو کان المقصود من قصۃ سلیمان علیہ السلام في ھذا الموضع أنہ أقدَمَ علی الکبائر العظیمۃ والذنوب الجسیمۃ لم یکن ذکر ھذہ القصۃ لائقاً بہذا الموضع، فثبت أنَّ کتاب اللّٰہ تعالی یُنادي

......انہوں نے درمیان کے ایک دو راویوں کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ سے اسے نقل کیا ہے، اس کا کیا اعتبار؟
اس قسم کی ایک روایت مسند شہاب قضاعی ۲:۶ میں بھی ہے، جسے وہ عبداللہ بن مصعب بن خالد بن زید عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کرتے ہیں، مگر یہ روایت بھی نادرست ہے اس لیے کہ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:
فیہم جہالۃٌ. [میزان الاعتدال ۲:۵۰۶، ترجمہ: ۴۶۱۰] ''یہ سب کے سب مجہول ہیں۔''
امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ھذا معروفٌ عن جندب بن عبداللّٰہ البجلي، وأما عن النبي ﷺ فلیس لہ إسنادٌ معروفٌ. [مجموع الفتاویٰ ۱۸:۶۲]
''یہ جندب بن عبداللہ البَجلِی کا قول ہے، نبی ﷺ سے کسی معروف سند سے منقول نہیں ہے۔''
امام بیہقی نے اسے [شعب الایمان ۷:۳۲۳، حدیث: ۱۰۴۵۸] سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہہ کر نقل کیا ہے مگر اس کا کیا ثبوت؟ اس کے آخری راوی سفیان بن سعید ہیں، جو اسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہہ کر بیان کرتے ہیں، درمیانی راوی غائب؟ اور دونوں کے درمیان بونِ بعید، بغیر کسی دلیل و برہان کے اسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول و ارشاد کیوں قرار دیا جائے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

على هذه الأقوال الفاسدة بالرد والإفساد والإبطال. [التفسیر الکبیر۹:۳۹۱]

''جو لوگ اِن آیات کی یہ تفسیر کرتے ہیں' اُنہوں نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ذات بابرکات میں ذم کے کئی پہلو جمع کیے ہیں۔ اول: نماز کو چھوڑنا۔ دوم: دنیا سے محبت میں اتنا استغراق کہ نماز بھول گئے حالانکہ روایات میں دنیا کی محبت کو تمام برائیوں کا جڑ کہا گیا ہے۔ سوم: اس گناہِ عظیم میں مبتلا ہو جانے کے باوجود اُنہوں نے نہ توبہ کی اور نہ اِنابت الی اللہ تعالیٰ کی۔ چہارم: اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ایسے الفاظ سے مخاطب کیا جو عام طور پر بڑے لوگ خسیس لوگوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ پنجم: ان سارے گناہوں کے باوجود اُنہوں نے سارا غصہ گھوڑوں پر نکالا اور انہیں ذبح کیا حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے محض تفریحِ طبع کے طور پر جانور کو ذبح کرنے سے منع کیا ہے۔ صرف اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر اُسے کھانا ہو تو بے شک اُسے ذبح کیا جائے' یہ وہ بڑے بڑے گناہ ہیں' جن کی یہ لوگ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کا ایک لفظ بھی اِن اَشیاء پر دلالت نہیں کرتا۔ ششم: قرآن مجید نے یہ واقعات وقصص کفار کے اس مطالبہ:

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ. [سورۃ ص ۳۸:۱۶]

''اور [کفار] کہتے ہیں اے ہمارے رب! [آخرت میں جو کافروں کو عذاب ہوگا اُس میں سے] ہمارا حصہ ہم کو روزِ حساب سے پہلے ہی دے دے۔''

کے بعد ذکر کیے ہیں' جس میں بتایا جاتا ہے کہ اگرچہ کفار سفاہت کی اِس حد تک پہنچ گئے ہیں لیکن اے نبی ﷺ! آپ صبر و برداشت کا دامن تھامے رکھیں اور ہمارے بندے داود علیہ السلام کا تذکرہ کریں' اور اُن کے واقعہ کے بعد سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا' اس تفصیل کے پیشِ نظر اس عبارت کی تقدیر اس طرح ہوگی کہ اے نبی ﷺ! یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور ہمارے بندہ سلیمان علیہ السلام کا ذکر کریں۔ یہاں سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ذکر رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس مقام کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں آپ کے کمالات و فضائل کا ذکر کیا جائے تاکہ رسول اکرم ﷺ کو اطمینان حاصل ہو اور اِس واقعہ کو یہاں بیان کرنے کا مقصد پورا ہو۔ اگر اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جائے کہ آپ ذرا سی بات پر غفلت کا شکار ہو گئے اور فریضہ عبادت کو ترک کر بیٹھے'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر سینکڑوں اصیل گھوڑوں کو مار ڈالا تو اس سے وہ مقصد ہی فوت ہوتا ہے جس کے لیے یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔ پس قرآن مجید بہ بانگِ دہل اِن اقوالِ فاسدہ کو باطل اور فاسد ہونے کا اِعلان کرتا ہے۔"

امام رازی اور حدیث کذبات سیدنا ابراہیم علیہ السلام

قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. [سورۃ مریم۱۹:۴۱]

"اور کتاب میں ابراہیم [علیہ السلام] کا ذکر کر۔ وہ بڑا راستی والا تھا۔ نبی تھا۔"

جب کہ ایک حدیث میں ہے: لم يكذب إبراهيم عليه السلام إلا ثلاث كذبات: ثنتين منهن في ذات الله عزوجل قوله: اِنِّيْ سَقِيْمٌ، وقوله: بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا، وقال: بيناهو ذات يوم و سارة إذ أتى على جبّارٍ من الجبابرة، فقيل له: إن هاهنا رجلاً معه امرأة من أحسن الناس، فأرسل إليه فسأله عنها فقال: مَن هذه؟ قال: أختي......

[صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء [۶۰] باب قول الله: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا [۸] حدیث: ۳۳۵۸، صحیح مسلم، کتاب الفضائل [۴۳] باب من فضائل ابراہیم الخلیل علیہ السلام [۴۱] حدیث: ۵۴۰- [۲۳۷۱]، سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن [۴۸] باب: تفسیر سورۃ الانبیاء [۲۲] حدیث: ۳۱۶۶، سنن ابی داوٗد، کتاب الطلاق [۱۳] باب فی الرجل یقول لامرأته: یا أختی [۱۶] حدیث: ۲۲۱۲]

"سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تین موقعوں میں تعریض سے کام لیا، جن میں سے دو کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے اور ایک کا تعلق اُن سے ہے، ایک تب جب اُن کی قوم کے بعض اَفراد نے اُن کو میلہ میں شرکت کرنے کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا یہ کہ جب بتوں کی شکست و ریخت کے سلسلہ میں اُن سے دریافت کیا گیا تو اُن کا جواب اِس طرح منقول ہے کہ: اسے کیا ہے [جس نے بھی کیا ہے] اِن میں سے یہ ایک [اُن کا] بڑا ہے، اِن ہی سے پوچھو اگر یہ بول سکتے ہوں اور تیسری بات یہ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا جب مصر سے گذر ہوا تو اُنہوں نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ یہاں کا بادشاہ جابر اور ظالم ہے۔ اگر کسی حسین وجمیل عورت کو دیکھتا ہے تو اُس کو زبردستی چھین لیتا ہے اور اُس کے ساتھی مرد کو اگر وہ اُس عورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا شوہر ہے تو قتل کر ڈالتا ہے اور اگر کوئی دوسرا عزیز ہے تو اُس سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔ تم چونکہ میری دینی بہن ہو اور اِس سر زمین میں میرے اور تمہارے علاوہ دوسرا کوئی مسلمان نہیں ہے اس لیے تم اُس سے کہہ دینا کہ یہ میرا بھائی ہے' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب شب میں اُس نے ارادۂ بد کیا تو اُس کا ہاتھ شَل ہو کر رہ گیا اور وہ کسی طرح سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ یہ دیکھ کر اُس نے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اپنے رب سے دعاء کرو کہ میرا ہاتھ درست ہو جائے تو میں تجھ کو رہا کر دوں گا۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دعاء کی' مگر اُس نے پھر ارادۂ بد کیا۔ دوبارہ اُس کا ہاتھ شَل ہو گیا۔ تیسری مرتبہ پھر یہی تمام قصہ پیش آیا تب اُس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جن ہے۔ انسان نہیں ہے' اس کو میرے پاس سے جلدی لے جاؤ اور ساتھ ہی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو حوالہ کر کے کہا کہ اِس کو اپنے ساتھ لے جا' میں نے تیرے حوالہ کیا......''

یہ حدیث بظاہر قرآن کریم سے متصادم نظر آتی ہے اس لیے کئی لوگوں نے بڑی شدومد سے اس کی صحت سے انکار کر دیا ہے۔

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں کئی جگہ اس حدیث کے خلاف لکھا' وہ لکھتے ہیں:

واعلم أن بعض الحشوية روى عن النبی ﷺ أنه قال: ما كذب ابراهيم عليه السلام إلا ثلاث كذبات' فقلتُ: الأولى أن لايقبل مثل هذه الأخبار' فقال على طريق الإستنكار فإن لم نقبله لزمنا تكذيب الرواة' فقلتُ له: يا مسكين إن قبلناهُ لزمنا الحكم بتكذيب إبراهيم عليه السلام وإن رددناه لزمنا الحكم بتكذيب الرواة' ولاشك أن صون إبراهيم عليه السلام عن الكذب أولى من صون طائفةٍ من المجاهيل عن الكذب.

[التفسير الكبير ٦: ٤٤٣' بذيل تفسير سورة يوسف ١٢: ٢٤]

''اچھی طرح جاننا چاہئے کہ بعض حشویہ نے ''کذبات ابراہیم'' والی روایت نقل کی تو میں نے اُسے کہہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی روایت قبول نہ کی جائے' اس پر وہ کہنے لگا: پھر تو اس کے راویوں کو جھوٹا ماننا پڑے گا؟ میں نے اُسے کہا: اے مسکین! اگر ہم اس روایت کو قبول کریں گے تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا مانیں گے اور اگر اس کو رد کریں گے تو حدیث کے راویوں کی تکذیب ہو گی اور یہ معلوم ہے کہ مجہول راویوں کی بنسبت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹ بولنے سے مبرا قرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا زیادہ بہتر ہے۔“

آپ یہ بھی لکھتے ہیں: أما الخبر وهو الذي رووه، فلأن يُضاف الكذب إلى رواته أولى من أن يضاف إلى الأنبياء عليهم السلام...... ثم إن ذلك الخبر إن صَحَّ فهو محمولٌ على المعاريض على ما قال عليه السلام: إن في المعاريض لمندوحةً عن الكذب.

[التفسير الكبير ۸:۱۵۶، بذیل تفسیر سورۃ الانبیاء ۲۱:۶۳]

”اس باب میں جو یہ روایت ان لوگوں نے پیش کی ہے، سو انبیاء کی طرف کذب کو منسوب کرنے سے بدرجہا بہتر یہ ہے کہ اس روایت کے راویوں کی طرف اسے منسوب کیا جائے، پھر اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اسے ”معاریض“ پر محمول کیا جائے گا۔“

آپ یہ بھی فرماتے ہیں: قال بعضهم ذلك القول عن إبراهيم عليه السلام كذبة، ورووا فيه حديثا عن النبي ﷺ أنه قال: ما كذب إبراهيم إلا ثلاث كذبات، قلت لبعضهم: هذا الحديث لا ينبغي أن يقبل، لأن نسبة الكذب إلى ابراهيم عليه السلام لا تجوز، فقال ذلك الرجل: فكيف يُحكم بكذب الرواة العدول؟ فقلت: لما وقع التعارض بين نسبة الكذب إلى الراوي وبين نسبته إلى الخليل عليه السلام كان من المعلوم بالضرورة أن نسبته إلى الراوي أولى.

[التفسیر الکبیر ۹:۳۴۲، بذیل تفسیر سورۃ الصافات ۳۷:۸۳-۹۴]

”ان میں سے بعض نے ”کذب“ کی نسبت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے، میں نے اس باب میں ایک شخص سے کہا کہ کذب کی نسبت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف نامناسب ہے، اس پر وہ شخص بولنے لگا: ثقہ اور عادل راویوں کی طرف کذب کی نسبت کیوں کر کی جا سکتی ہے؟ تو میں نے اُسے کہا: جب نبی اور راوی میں سے کسی ایک کی طرف ”کذب“ کو منسوب کرنا پڑ جائے تو ضروری ہے کہ اُسے نبی کے بجائے راوی کی طرف منسوب کیا جائے۔“

ان کا یہ فرمانا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف کذب کی نسبت نامناسب ہے، بلکہ راوی کو جھٹلایا جائے گا۔ امام رازی سمیت حدیث کے دوسرے ناقدین نے قطعاً اس باب میں غور نہیں کیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن راویوں سے یہ روایت منقول ہے اُنہی راویوں سے اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں' جس عیب [کذب] کی بنا پر زیر بحث روایت کو ردّ کیا جائے گا' لامحالہ اس کا اثر اُن کی باقی تمام احادیث پر بھی پڑے گا' اس لیے یہ انکار نتائج کے اعتبار سے آسان نہیں بلکہ نہایت خطرناک بھی ہے (1)۔

نیز امام رازی کسی حجت و برہان کے بغیر اس کے رُواۃ کو مجہول کہہ رہے ہیں' جب کہ کسی راوی کا مجہول ہونا محتاجِ دلیل ہوتا ہے۔ محض کسی کو مجہول کہنے سے کوئی مجہول نہیں بنتا۔

علامہ قسطلانی (۲) لکھتے ہیں: جواب الإمام له بأنه لماوقع التعارض بين نسبة الكذب إلى الخليل عليه السلام كان من المعلوم بالضرورة أن نسبة الكذب إلى الراوي أولى ' فليس

---

(۱) اس بات کو مولانا مودودی صاحب بھی لے اُڑے ہیں' چنانچہ وہ کسی کتاب پر حوالہ دیے بغیر لکھتے ہیں کہ:

''بد قسمتی سے حدیث کی ایک روایت میں یہ بات آگئی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین مرتبہ جھوٹ بولے ہیں ان میں سے ایک ''جھوٹ'' تو یہ [بتوں کو توڑنے کے واقعہ میں: بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا کہنا] ہے اور دوسرا ''جھوٹ'' سورۃ الصافات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قول: ''اِنِّیْ سَقِیْمٌ'' ہے اور تیسرا ''جھوٹ'' اُن کا اپنی بیوی کو بہن کہنا ہے جس کا ذکر قرآن میں نہیں بلکہ بائبل کی کتاب پیدائش میں آیا ہے۔ ایک گروہ روایت پرستی میں غلو کر کے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اُسے بخاری اور مسلم کے چند راویوں کی صداقت زیادہ عزیز ہے اور اس بات کی پروا نہیں ہے کہ اس سے ایک نبی پر جھوٹ کا اِلزام عائد ہوتا ہے۔''

[تفہیم القرآن ۳:۱۶۷' بذیل سورۃ الانبیاء ۲۱:۶۳' حاشیہ:۶۰]

مزید لکھتے ہیں کہ: ''لیکن ہمارے لیے اِن راویوں کو جھوٹا ماننا جس قدر مشکل ہے اس سے بدرجہا زیادہ مشکل یہ باور کرنا ہے کہ ایک نبی نے جھوٹ بولا ہوگا' یا نبی ﷺ نے معاذ اللہ' ایک نبی پر دروغ گوئی کا جھوٹا الزام لگایا ہوگا' اس لیے لامحالہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس معاملہ میں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جس کی بنا پر نبی ﷺ کا ارشاد صحیح طور پر نقل نہیں ہوا۔...... رہا تیسرا جھوٹ تو وہ دراصل اُن مہمل افسانوں میں سے ایک ہے جو کہ بائبل میں انبیاء کے نام پر گھڑے گئے ہیں۔ بائبل کی کتاب پیدائش میں یہ واقعہ ایک جگہ نہیں بلکہ دو جگہ بیان کیا گیا ہے۔''

[رسائل ومسائل ۲:۳۵-۳۶' چودھویں اشاعت: اکتوبر ۱۹۸۲: ۸۲۵-۸۲۹' اپریل ۲۰۱۵ء]

(۲) احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک' قسطلانی' قتیبی' مصری۔ ۸۵۸ھ = ۱۴۴۸ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ حدیث' سِیَر اور تجوید و قراءت میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ علمِ حدیث کے چوٹی کے علماء میں شمار کیے جاتے ہیں قاہرہ ہی میں ۹۲۳ھ = ۱۵۱۷ء کو وفات پائی۔ [البدر الطالع ۱:۱۰۲' الاعلام ۱:۲۲۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشيء' إذ الحديث صحيحٌ ثابتٌ' وليس فيه نسبة محض الكذب إلى الخليل عليه السلام و كيف السبيلُ إلى تخطئة الراوي مع قوله: إِنِّى سَقِيمٌ' وبَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا' وعن سارة أختي' إذ ظاهر هذه الثلاثة بلاريب غير مراد. [ارشاد الساری ۵:۳۴۸]

''اور امام رازی کا یہ اِرشاد کہ کسی نبی کو جھوٹ کی نسبت کرنے کی بجائے بہتر بات یہ ہے کہ حدیث کے راوی کو جھوٹا قرار دیا جائے' سواُن کی یہ بات بالکل نا قابلِ اِلتفات ہے' اس لیے کہ یہ حدیث صحیح ہے' پھر اس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف محض کذب کی نسبت نہیں کی گئی ہے' اور حدیث کے راوی کو کس بِناء پر جھوٹا کہا جاتا ہے' جب کہ اُن کے ارشادات میں: ''إِنِّي سَقِيمٌ' بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا اور سارةُ أختي'' موجود ہے' ہمارے نزدیک اِن کے ظاہری معنی ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ ہم انہیں توریہ اور معاریض کے مد میں داخل مانتے ہیں۔''

اَنوارُ التنزیل واَسرارُ التأویل = تفسیر البیضاوی

عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی' شیرازی' ابوسعید' بیضاوی' قاضی [Judge] اور مفسر تھے۔ فارس کے شہر شیراز کے قریبی گاؤں ''بیضاء'' میں پیدا ہوئے۔ عرصہ تک شیراز کے قاضی رہے ہیں۔ تبریز میں ۶۸۵ھ = ۱۲۸۶ء کو وفات پائی۔ [طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۵:۵۹' الاعلام ۴:۱۱۰]

حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ تفسیر الکشاف کی اَن گنت طریقوں سے خدمت کی گئی۔ اس کے احادیث کی تخریج کی گئی' بعض علماء نے اس کی بلاغت سے کلام کیا اور بعض نے اس کے مختصرات تیار کیے اور: وسيدُ المختصراتِ منه كتاب أنوار التنزيل وأسرار التأويل للقاضي ناصر الدين البيضاوي' لَخَّصَهُ فأجادَ' وأتى بكل مستجاد' ومَازَ منه أماكن الإعتزال' وطَرَحَ مواضع الدَّسائسِ وأزال' وحرر مهمات' واستدرك تتمات' فبرز كأنه سُبَيكة نُضار' واشتهر اشتهارَ الشمس في وسط النهار' وعكف عليه العاكفون' ولهج بذكر محاسنه الواصفون' وذاق طعم دقائقه العارفون' فأكَبَّ عليه العلماء والفضلاء تدريساً ومطالعةً وبادروا إلى تلقيه بالقبول رغبةً فيه ومسارعةً. [نواہد الابکار وشوارد الافکار ۱:۱۳]

''ان میں سب سے عمدہ خلاصہ قاضی ناصر الدین بیضاوی کا ہے جس سے معتزلی نظریات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھانٹ دیا ہے۔اب یہ تفسیر آبِ زر کی طرح تابندہ ودرخشندہ اور آفتاب نصف النہار کی طرح معروف ومشہور ہے۔لوگوں نے اس کو مرکزِ توجہ بنالیا ہے اور ثناخواں اس کی مدح وتوصیف میں رطب اللسان ہیں۔علماء اس کے درس ومطالعہ میں منہمک ہیں اور اسے بہت ذوق وشوق کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔''

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: و تفسیره هذا كتابٌ عظيم الشان غنيٌّ عن البيان لَخَّصَ فيه من الكشاف مايتعلق بالإعراب والمعاني والبيان ومن التفسير الكبير ما يتعلق بالحكمة و الكلام ومن تفسير الراغب مايتعلق بالإشتقاق وغوامض الحقائق ولطائف الإشارات وضَمَّ إليه ماوري زناد فكره من الوجوه المعقولة التصرفات المقبولة.

[کشف الظنون ۱:۱۸۷]

''اُن کی یہ تفسیر مدح وتوصیف سے بالاتر اور عظیم الشان کتاب ہے۔اس میں جو مباحثِ اعراب اور معانی وبیان سے متعلق ہیں وہ تفسیر کشاف سے ماخوذ ہیں۔حکمت وکلام سے وابستہ معلومات التفسیر الکبیر سے لیے گئے ہیں۔اشتقاق سے متعلقہ مسائل راغب اصفہانی کی تفسیر سے مستفاد ہیں۔جو نکات ودقائق بیضاوی نے اپنی فکرِ رسا سے اختراع کیے ہیں وہ اس پر مزید ہیں۔''

ہر درست ونادرست میں علامہ زمخشری کی اِتباع

امام بیضاوی نے بڑی حد تک اپنی تفسیر کو علامہ زمخشری کے اعتزالی نظریات سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے مگر کئی مقامات میں وہ اپنے دامن کو آلودگی سے نہ بچا سکے۔مثلاً:

۱: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۴]

''تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن بنیں گے آدمی اور پتھر۔''

اس آیت کریمہ میں الْحِجَارَةُ کی تین تفسیریں کی گئی ہیں: بُت، سونا چاندی اور گندھک کے پتھر۔ اس کی تفصیل کرتے ہوئے امام بیضاوی لکھتے ہیں: وقيل: حجارةُ الكبريت و هو تخصيصٌ بغير دليلٍ و إبطالٌ للمقصود. [تفسیر البیضاوی ۱:۵۸]

''کہا گیا ہے کہ اس سے مراد گندھک کے پتھر ہیں حالانکہ یہ بلا دلیل تخصیص اور مقصود کا اِبطال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

امام بیضاوی نے یہ جو کچھ لکھا ہے' اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ علامہ زمخشری کی اس عبارت کا چربہ ہے جو اُنھوں نے اس آیت کریمہ کے تحت ان الفاظ میں درج کیا ہے: وقيل: هي حجارةُ الكبريت، وهو تخصيصٌ بغير دليلٍ وذِهابٌ عما هو المعنى الصحيح الواقع المشهود له بمعاني التنزيل. [الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۱:۱۰۳]

"کہا گیا ہے کہ اس سے مراد گندھک کے پتھر ہیں حالانکہ یہ بلا دلیل تخصیص اور اس صحیح معنیٰ کو چھوڑنا ہے جس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں حِجَارَةُ الْكِبْرِيْتِ مراد لینا جمہور مفسرین کا قول ہے' چنانچہ امام بغوی لکھتے ہیں: قال ابن عباس وأكثر المفسرين يعني: حجارة الكبريت لأنها أكثر التهاباً.

[معالم التنزیل ۱:۲۷]

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ گندھک کے پتھر مراد ہیں کیوں کہ یہ بہت جلد آگ پکڑتی ہے۔"

اور سید آلوسی لکھتے ہیں: والمرادُ بها على ما صَحَّ عن ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ عنہما - ولمثل ذلك حُكمُ الرفع - حجارةُ الكبريت. [روح المعانی ۲:۴۲]

"اس سے مراد گندھک کے پتھر ہیں جیسا کہ سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ یہ تفسیر حکماً مرفوع ہے۔"

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ تفسیر صحیح سند کے ساتھ تفسیر ابن جریر ۱:۲۰۴' فقرات: ۵۰۳' ۵۰۴' ۵۰۵' تفسیر عبد الرزاق ۱:۴۰ اور مستدرک حاکم ۲:۵۳ میں موجود ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ علامہ زمخشری اور امام بیضاوی کا یہ کہنا کہ هو تخصيصٌ بغير دليلٍ سراپا غلط ہے اس لیے کہ اس کے خلاف صحابی کی ماثور تفسیر سے ثابت ہے۔

امام قرطبی اور امام رازی نے اس بارے میں بتوں کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے کہ اس کی تائید قرآن مجید سے ہو رہی ہے۔ اس تفسیر کے بارے میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ: وهذا الذي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاله ليس بقوي، وذلك أنَّ النار إذا أضرمت بحجارةِ الكبريت كان ذلك أشد لِحَرِّها و أقوى لسعيرها، ولا سيما على ما ذكره السلف من أنها حجارةٌ مِن كبريتٍ مُعِدَّةٌ لذلك.

[تفسیر ابن کثیر ۱:۳۱۷]

''ان مفسرین کا یہ قول کچھ زیادہ قوی نہیں اس لیے کہ جب گندھک کے پتھر سے آگ لگادی جائے تو اُس کی گرمی اور حرارت بہت تیز ہوتی ہے اور جب کہ بالخصوص سلف نے اس کی تفسیر اُن گندھک کے پتھروں سے کی ہے جو اِس مقصد کے لیے تیار کی گئی ہیں اس تفسیر کی کمزوری کو واضح کرتی ہے۔''

۲- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۷۵]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے مگر اُس شخص کے مانند جس کو شیطان نے اپنی چھوت سے پاگل بنایا ہو۔''

اس آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں: والمَسُّ: الجنونُ. ورجُلٌ ممسوسٌ، وهذا أيضاً مِن زعماتهم، وأنَّ الجني يمسه فيختلط عقله. [الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل ۱:۳۲۰]

''مَسُّ: جنون کو کہتے ہیں۔ مجنون شخص کو رجُلٌ ممسوسٌ کہا جاتا ہے۔ یہ اُن [کفار] کا زعم تھا کہ شیطان کسی کو اپنی چھوت سے پاگل بنالیتا ہے۔''

اس اعتزالی غلط تفسیر کو امام بیضاوی نے بھی من وعن قبول کرلیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: وهو واردٌ على ما يزعمون أن الشيطان يخبط الإنسان فيصرع......مِنَ الْمَسِّ، أي: الجنون، وهذا أيضاً مِن زعماتهم أن الجني يمسه فيختلط عقله، ولذلك قيل: جُنَّ الرَّجُلُ.

[تفسیر البیضاوی ۱:۱۶۲]

''یہ مضمون لوگوں کے اِس زعم کے مطابق لایا گیا ہے کہ شیطان جب انسان کو چھوتا ہے تو وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ مِنَ الْمَسِّ کا معنیٰ ہے: جنون۔ یہ بھی اُن [کفار] کا زعم تھا کہ شیطان کسی کو اپنی چھوت سے پاگل بنالیتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴:اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: وَاِنِّیْ اُعِیْذُھَاوَ ذُرِّیَّتَھَامِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ [سورۃ آل عمران۳:۳۶]

''اور میں اس کو اوراس کی اولاد کو شیطانِ رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

اس آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں: وما یُروی من الحدیث: مَا مِن مَّولودٍ یُولَدُ إلّا والشَّیطَانُ یَمَسُّہٗ حِیْنَ یُوْلَدُفَیَسْتَھِلُّ صَارِخاً مِّنْ مَسِّ الشَّیطَانِ إیَّاہُ إلّامَریَمَ وَابنَھَا' فاللّٰہ أعلمُ بصحتہ' فإن صَحَّ فمعناہ: أنَّ کل مولودٍ یطمعُ الشیطان في إغوائہ إلّامریم و ابنھا فإنھما کانامعصومَیْنِ' و کذلك کُلُّ مَن کان في صفتھما کقولہ تعالی: لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ' واستھلالہ صارخاًمن مَسّہٖ تخییلٌ و تصویرٌلطمعہ کأنہ یمسہ ویضرب بیدہ علیہ ویقول: ھذاممن أغویہ...... وأمَّا حقیقۃ المَسّ و النَّخسِ کما یَتَوَھَّمُ أھلُ الحَشوِ فکَلّاً' و لو سُلِطَ ابلیسُ علی الناسِ ینخسھم لامتلأتِ الدنیا صراخاً وعیاطاً مما یبلونا بہ من نخسہ. [الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۱:۳۵۶-۳۵۷]

''حدیث میں جو مروی ہے کہ: مَا مِن مَّولودٍ یُولَدُ إلّاو الشَّیطَانُ یَمَسُّہٗ حِیْنَ یُوْلَدُفَیَسْتَھِلُّ صَارِخاً مِّنْ مَسِّ الشَّیطَانِ إیَّاہُ إلّامَریَمَ وَابنَھَا(۱)۔

''جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اُسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے' چنانچہ شیطان کے چھونے سے بچہ چلانے لگتا ہے' البتہ مریم اور اُن کے بیٹے کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوا۔''

اللہ تعالیٰ کو اس حدیث کی صحت کا علم ہوگا۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر بچے کے بارے میں شیطان پُر امید ہوتا ہے کہ وہ اُسے اِغواء کرے گا مگر سیدہ مریم اور اُن کے فرزند سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کو وہ اس لیے گمراہ نہیں کرسکتا کہ یہ دونوں معصوم ہیں جب کہ سارے معصومین کی یہی حالت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ. [سورۃ ص ۳۸:۸۲-۸۳]

(۱) صحیح بخاری' کتاب احادیث الانبیاء [۶۰] باب قول اللہ: وَاذْکُرْفِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ [۴۴] حدیث:۳۴۳۱' کتاب التفسیر [۶۵] باب: وَاِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَامِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ [۲] حدیث:۴۵۴۸' صحیح مسلم' کتاب الفضائل [۴۳] باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام [۴۰] حدیث:۱۴۶' ۱۴۷-[۲۳۶۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں ان سب کو گمراہ کر کے رہوں گا بجز تیرے اُن بندوں کے جن کو تو نے ان میں خاص کر لیا ہو۔''

شیطان کے چھونے سے بچے کا چلانے لگنا اس بات کا تخیل وعلامت ہے کہ شیطان اپنا ہاتھ اس پر پھیر کر اس امید کا اِظہار کر لیتا ہے کہ وہ اسے اِغوا کر لے گا......اس سے مراد حقیقتاً چھو لینا مراد نہیں جیسا کہ حشویہ[1] کا خیال ہے اس لیے کہ اگر اس سے حقیقتاً کسی کا چھونا مراد ہوتا تو آج دنیا میں چاروں طرف چیخ وپکار ہوتا۔''

آپ نے دیکھا کہ علامہ زمخشری نے ایک صحیح روایت کا مذاق کیسے اُڑایا اور کتنی دلیری کے ساتھ اہل السنۃ والجماعۃ کو حشویہ کے نام سے یاد کیا۔ قاضی بیضاوی نے اُن کی اتباع کرتے ہوئے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے: ومعناهُ: أنَّ الشيطان يطمعُ في إغواءِ كل مولودٍ يتأثر منه إلَّا مريم وابنها فإنَّ اللّٰه تعالى عصمهما ببركة هذه الإستعاذة. [تفسیر البیضاوی ۲:۱۴]

''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر بچے کی پیدائش کے وقت شیطان اُس سے یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اسے گمراہ کرے گا بجز سیدہ مریم اور اُن کے فرزند کے' کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دعاء کی برکت سے محفوظ رکھا۔''

علامہ خفاجی کو امام بیضاوی کے یہ الفاظ کچھ اچھے نہیں لگے اس لیے اُنہوں نے لکھا کہ:

وأمَّا تأويله بما ذكر فقد اتفق أهل الأثر على خلافه وإن تابعه المصنف.

[حاشیۃ الشہاب المسماۃ عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی علی تفسیر البیضاوی ۳:۲۳]

''علامہ زمخشری نے اس حدیث کی جو تاویل کی ہے' حدیث وآثار کا علم رکھنے والے علماء اس کے خلاف کرنے پر متفق ہیں اگرچہ مصنف [امام بیضاوی] نے اُن [علامہ زمخشری] کی اِتباع کی ہے۔''

---

(۱) حشویہ یا اہل الحشو: ایک اصطلاح ہے' جسے اُن لوگوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو ظواہر پر انحصار کر کے تجسیم کے قائل ہو گئے۔ حافظ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسن لالکائی لکھتے ہیں: وعلامة الزّنادقة: تسميتهم أهل السنة حشوية' يريدون إبطال الآثار. [شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ۱:۱۰۷]

''زنادِقہ [بے دینوں] کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ کو حشویہ کہتے ہیں جس سے اُن کا مقصد احادیث وآثار کا بطلان ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ زمخشری کے اس اعتراض کو لکھ کر اس کا یہ جواب دیا ہے کہ:

و كلامه مُتعَقَّبٌ من وجوهٍ'و الذي يقتضيه لفظ الحديث لا إشكال في معناه'و لا مخالَفَةَ لماثَبَتَ من عصمة الأنبياء'بل ظاهر الخبر أنَّ إبليس ممكن مِن مَسِّ كل مولود عند ولادته'لكن مَن كان مِن عبادِ اللهِ المُخلَصِينَ لم يضره ذلك المَسُّ أصلاً'واستثنى من المُخلَصِينَ مريم وابنها فإنه ذهب يَمسُّ على عادته فحِيلَ بينه و بين ذلك'فهذا وجه الإختصاص'ولا يلزم منه تسلطه على غيرهما من المُخلَصِين.

[فتح الباری ۸:۲۱۲'بذیل حدیث:۴۵۴۸]

''اور اس کے کلام کا کئی وجوہ سے جواب دیا جا سکتا ہے۔ الفاظ حدیث جس معنی کا تقاضا کرتی ہے اُس میں کوئی اِشکال ہی نہیں اور اس میں عصمۃ الانبیاء کے مسلّمہ عقیدے کا کوئی خلاف نہیں بلکہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر بچے کو شیطان سے یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی اسے چھولے' لیکن جو اللہ تعالیٰ کے مخلَص بندے ہیں اُنہیں وہ چھو نہیں سکتا اور ان مخلَصین میں سے سیدہ مریم اور اُن کا فرزند بھی ہے جن کے پیدا ہوتے ہی شیطان اُنہیں چھو لینے کے ارادہ سے اُن کے پاس گیا مگر اُسے ایسا کرنے نہیں دیا گیا۔ یہی وجہِ اختصاص ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان دونوں کے علاوہ دوسرے مخلَصین کو چھو سکتا ہے۔''

۴- اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ. [سورۃ الکافرون ۱۰۹:۵]

''اور نہ تم عبادت کرنے والے ہوئے اُس کی جس کی میں عبادت کرتا آ رہا ہوں۔''

اس آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں: أي: و ما عبدتُّم في وقتٍ ما أنا على عبادته.

فإن قلتَ: فهلاَّ قيل: ما عَبَدْتُّ كما قيل: ما عَبَدْتُّم ؟ **قلتُ:** لأنهم كانوا يعبدون الأصنام قبل المَبعثِ'و هو لم يكن يعبد الله تعالى في ذلك الوقت.

[الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل ۴:۸۰۹]

''تم نے کسی بھی وقت اُس کی عبادت نہیں کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ جس طرح ما عَبَدْتُّم فرمایا اسی طرح ما عَبَدْتُّ کیوں نہیں فرمایا؟ میں [علامہ زمخشری] کہتا ہوں کہ ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے نہیں فرمایا کہ کفار تو بعثتِ نبوی کے وقت بتوں کی عبادت کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔''

اس مضمون کو امام بیضاوی نے ان الفاظ میں لکھا ہے: وإنما لم يقل: ما عَبَدْتُ لِيُطابِقَ مَا عَبَدْتُمْ، لأنهم كانوا موسومين قبل المَبعثِ بعبادةِ الأصنام، وهو لم يكن حينئذٍ موسوماً بعبادة الله. [تفسیر البیضاوی ۵:۳۴۳]

''ماعَبَدْتُمْ کی طرح ما عَبَدْتُ نہیں فرمایا اس لیے کہ وہ تو بعثت نبوی کے وقت بت پرستی سے متصف تھے لیکن رسول اللہ ﷺ اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت سے متصف نہیں تھے۔''

یہ دونوں عبارتیں قطعی طور پر غلط ہیں اس لیے کہ صحیح حدیث میں وارِد ہے کہ:

كانَ يَخلو بِغَارِ حِراءَ فَيَتَحَنَّثُ فيهِ -وهو التَّعَبُّدُ- اللَّيالِيَ ذَوَاتِ العَدَدِ.

[صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی[۱] باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ[۱] حدیث:۳]

''آپ غارِ حرا میں خلوت اختیار فرماتے اور کئی کئی رات گھر تشریف لائے بغیر مصروفِ عبادت رہتے۔''

اور خود امام بیضاوی کو تسلیم ہے کہ: الخامسة: أنَّهُ ﷺ قبلَ النُّبوَّةِ تَعَبَّدَ بِشرعٍ.

[منہاج الاصول الی علم الاصول مع الشرح ۲:۵۱۵]

''چھٹا مسئلہ: رسول اللہ ﷺ نے نبوت سے قبل شرع کے مطابق عبادت کی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نبوت ملنے سے پہلے شریعت کے مطابق عبادت کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں معلوم نہیں کہ آپ نے کسی سابق نبی کی شریعت کی اِتباع میں عبادت کی، یا کسی خاص شریعت پر عامل تھے لیکن یہ بات بہر حال طے ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمائی۔

تفسیر البیضاوی اور ضعیف و موضوع احادیث

تفسیر البیضاوی میں سورتوں کے فضائل سے متعلق جتنی روایتیں ہیں وہ ساری کی ساری علامہ زمخشری کی الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل سے ماخوذ ہیں جن کا اکثر حصہ ضعیف اور موضوع ہے، مثلاً:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔۱:سورۃ الحجرات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:مَنْ قرأ سورۃ الحجرات أُعطِيَ من الأجر بعدد مَن أطاعَ الله وعصاه. [الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۴:۳۷۹'تفسیر البیضاوی ۵:۱۳۸]

''جس نے سورۃ الحجرات پڑھی اُسے اللہ تعالیٰ کے فرمان برداروں اورنافرمانوں کی تعداد کے برابر اجر دیا جائے گا۔''

علامہ خطیب شربینی (۱) لکھتے ہیں: یہ روایت موضوع ہے۔[السراج المنیر ۴:۶۴]

۔۲:سورۃ ق کی تفسیر میں لکھا ہے:مَنْ قرأ سورۃ ق هَوَّنَ الله عليه تاراتُ الموتِ وسكراته.

[الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۴:۳۹۴'تفسیر البیضاوی ۵:۱۴۵]

''جس نے سورۃ ق پڑھی تو اس کے لیے موت کی سختیاں آسان کر دی جاتی ہیں۔''

علامہ خطیب شربینی لکھتے ہیں: یہ روایت موضوع ہے۔[السراج المنیر ۴:۸۳]

۔۳:سورۃ النجم کی تفسیر میں لکھا ہے:مَن قرأ سورۃ النجم أعطاهُ الله عشر حسنات بعدد مَن صَدَّقَ بمحمدﷺ وجَحَدَ به بمكة.

[الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۴:۴۳۰'تفسیر البیضاوی ۵:۱۶۳]

''جس نے سورۃ النجم پڑھی تو اُسے کفار مکہ کی تعداد سے دس گنا زیادہ اجر دیا جائے گا۔''

علامہ خطیب شربینی لکھتے ہیں: یہ روایت موضوع ہے۔[السراج المنیر ۴:۱۳۹]

www.KitaboSunnat.com

(۱) محمد بن احمد شربینی' شمس الدین' شافعی فقیہ ہیں۔ مفسر ہیں۔ قاہرہ سے تعلق تھا۔ کئی مفید کتابیں لکھیں۔ ۹۷۷ھ=۱۵۷۰ء کو وفات پائی۔[شذرات الذہب ۱۰:۵۶۱'الاعلام ۶:۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارک التنزیل وحقائق التأویل=تفسیر النّسفی

مصنف کا نام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی ' ابوالبرکات ہے۔ آپ حنفی فقیہ اور مفسر قرآن تھے۔ ان کی نسبت نَسَف [(۱)] کی طرف ہے جو دریائے جیحون اور سمرقند کے درمیان واقع ہے تفسیر کے علاوہ انہوں نے کنز الدقائق' المنار' کشف الاسرار' الوافی اور الکافی جیسی مفید کتابیں لکھیں۔ ۷۱۰ھ= ۱۳۱۰ء کو وفات پائی اور علاقہ کردستان کے مقام ایذج میں مدفون ہوئے۔

[تاج التراجم :۱۷۴-۱۷۵' ترجمہ :۱۲۲' الجواہر المضیئۃ ۱: ۲۷۰' الفوائد البہیۃ :۱۷۲' ترجمہ :۲۱۸' الاعلام ۴: ۶۷]

مصنف نے اس تفسیر کی تالیف کا سبب ان الفاظ میں لکھا ہے:

قد سألني من تتعيَّنُ إجابته كتاباً وسطاً في التأويلات' جامعاً لوجوه الإعراب و القراء ات' متضمناً لدقائق عِلمَي البديع والإشارات' حالياً بأقاويل أهل السنةِ والجماعة خالياً عن أباطيل أهل البدع والضلالة' ليس بالطويل الممل' ولا بالقصير المخل.

[مدارک التنزیل ۱: ۱۳-۱۴]

''مجھ سے کچھ ایسے لوگوں نے یہ فرمائش کی جن کی فرمائش پوری کرنا ضروری تھا کہ میں تأویل و تفسیر میں ایک متوسط کتاب لکھوں جو وجوہِ اِعراب اور قراءات کی جامع ہو۔ علم بدیع واشارات کی متضمن ہو۔ اس میں اہل سنت وجماعت کے اقوال اور حوالے درج ہوں۔ اہل بدعت وضلال کی اباطیل سے خالی ہو اور وہ نہ بہت طویل ہو اور نہ زیادہ مختصر۔''

اس مقصد کو حاجی خلیفہ نے ان الفاظ میں لکھا ہے: وهو كتابٌ وسطٌ في التأويلات' جامعٌ

---

(۱) علمی اور ادبی ذوق رکھنے والا ہر شخص ماہِ نخشب سے واقف ہے' وہی ماہِ نخشب جس کو دوسری صدی ہجری کے نقاب پوش مدعیٔ نبوت نے جادوگر حکیم بن عطاء المعروف بہ مقنع نے اپنے معجزے کے طور پر پیش کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مقنع کا شعبدے سے بنایا ہوا یہ چاند رات کے وقت ایک کنوئیں سے نکلتا اور اس کی روشنی چار میل تک پھیلتی اور صبح ہوتے ہی اسی کنوئیں میں غروب ہو جاتا تھا۔ [اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۲: ۱۵۷]

ماہ نخشب سے واقفیت کے باوجود عام طور سے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہی نخشب' نسف بھی کہلاتا تھا اور اسلام کی تاریخ میں جتنی بھی نامور ''نسفی'' ہستیاں گزری ہیں وہ اسی شہر نخشب کی زائیدہ و پروردہ تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوجوه الإعراب و القراآت متضمناً لدقائق علم البديع و الإشارات' حالياً بأقاويل أهل السنة و الجماعة ' خالياً عن أباطيل أهل البدع و الضلالة ' ليس بالطويل الممل ' و لا بالقصير المخل. [کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۲:۱۶۴۱]

''تاویلات میں ایک متوسط تفسیر ہے۔ وجوہِ اِعراب اور قراآت کی جامع ہے۔ علم بدیع و اشارات کی متضمن ہے۔ اس میں اہل سنت و جماعت کے اقوال کے حوالے درج ہیں۔ اہل بدعت وضلال کی اباطیل سے خالی ہے۔ نہ بہت طویل ہے اور نہ زیادہ مختصر۔''

امام نَسَفی نے اپنی اس کتاب کو تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی سے اخذ کیا ہے۔ البتہ کشاف کے معتزلی عقائد کو اس میں دَر آنے نہیں دیا اور اہل سنت و جماعت کی راہ پر جمے رہے ہیں۔ یہ کتاب نہایت عام اور متداول ہے۔

امام نسفی کا عقیدہ

امام نسفی، ماتریدی العقیدۃ (۱) اور حنفی المسلک تھے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مختلف بدعی عقائد کی تردید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کی تفصیل ذیل میں پڑھیے۔

---

(۱) عقائد کے اعتبار سے دو بڑے مکاتب فکر ہیں:

-اشاعرہ: جس کے بانی امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اَشعری [وفات: ۳۲۴ھ] ہیں۔ امام اشعری تقریباً چالیس سال تک معتزلی تھے اور کچھ بدعی عقائد میں ''کلابیہ'' سے بھی متاثر رہے ہیں۔ چالیس سال کے بعد اعتزالی عقائد سے رجوع کر لیا۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ اُنہوں نے ''کلابیہ'' کے عقائد سے بھی رجوع کیا تھا لیکن محققین کو اس بارے میں اختلاف ہے۔ اُن کے ہاں ''کلابیہ'' کے عقائد سے اُن کی واپسی نہیں ہوئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے خالد بن علی المرضی الغامدی کی کتاب: نقضُ عقائد الأشاعرة و الماتريدية.

چونکہ امام ابوالحسن اشعری شافعی المسلک تھے اس لیے شوافع کی اکثریت اشعری العقیدۃ تھے۔

-ماتریدیہ: جس کے بانی امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی [وفات: ۳۳۳ھ] ہیں۔ امام ماتریدی چونکہ حنفی المسلک ہیں اس لیے تقریباً سارے اَحناف ماتریدی العقیدۃ ہیں۔ امام ماتریدی نے براہ راست ''ابن کلاب'' سے علم حاصل نہیں کیا مگر اُن کے ایک استاذ ''کلابیہ'' عقائد سے متاثر تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرامیہ (۱) کا رد

[۱] آیت کریمہ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۸] کے تحت لکھتے ہیں: والآیةُ تُنفي قولَ الکرامیَّةِ : أنَّ الإیمانَ هو الإقرارُ باللسانِ' لا غیرُ' لأنه نفَی عنهم اسم الإیمان مع وجود الإقرار منهم' و تؤیِّدُ قول أهل السنة: إنه إقرارٌ باللسان و تصدیقٌ بالجنان. [تفسیر النسفی ۱: ۳۴]

''آیت کریمہ، کرامیہ کے اس عقیدہ کی نفی کرتی ہے کہ ایمان صرف زبانی اِقرار کا نام ہے اس لیے کہ قرآن مجید نے اُن کے زبانی اِقرار کے باوجود اُن سے ایمان کی نفی کر دی اور اسی طرح یہ اہل السنۃ والجماعۃ (۲) کے اس عقیدہ کی تائید کرتی ہے کہ ایمان زبان سے اِقرار اور دل کی تصدیق

---

(۱) ابو عبد اللہ محمد بن کرّام کے متبعین و پیروکار' جن کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالی عرش پر قرار کیے ہوئے ہے اور وہ جوہر ہے: محمد بن کرّام' کشدّاد' إمام الکرامیة' القائلُ بأن معبوده مُستَقِرٌّ علی العرش' وأنه جوهرٌ.
[القاموس المحیط ۲: ۱۵۱۹' مادۃ: کرم]

صفاتِ الٰہیہ پر عقیدہ رکھنے والی ایک جماعت ہے جو اس عقیدہ میں تجسیم و تشبیہ کی حد تک غلو کرتی ہے۔ یہ فرقہ آپس میں بارہ حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ [الملل والنحل' شہرستانی: ۸۷' و مابعد]

(۲) أهل السُّنَّة و الجماعة تین لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل کے معنی: اَشخاص' اَتباع اور پیروکار کے ہیں۔ سنت عربی زبان میں راستہ کو کہتے ہیں اور مجازاً اُصولِ مقررہ' دستور' قانون' عادت' رَوِشِ زندگی اور طرزِ عمل کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ [صحاح' جوہری: ۲۱۳۹]

ابن سیدۃ لکھتے ہیں: و السُّنَّة: السیرةُ' حسنةً کانت أو قبیحةً. [المحکم والمحیط الاعظم' ابن سیدۃ ۸: ۴۱۷]

''یہ اصول و قوانین اچھے ہوں یا بُرے' سنت ہی کہلائیں گے۔''

پھر اس کا اِستعمال نبی اکرم ﷺ کی سنت کے لیے کثرت سے شروع ہوا' اور سنت سے مراد وہی طریق و دستور لیا گیا جو محمود و مستقیم ہو: السنة: الطریقةُ المستقیمةُ المحمودةُ' ولذلك قیل: فلانٌ من أهل السنة.
[تہذیب اللغۃ' ازہری ۱۲: ۲۱۰]

شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی فرماتے ہیں: فَعَلَی الْمُؤْمِنِ اتِّبَاعُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ' فَالسُّنَّةُ مَا سَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ الْجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِيْ خِلَافَةِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ. [الغُنْیَةُ لِطَالِبِیْ طَرِیْقِ الْحَقِّ ۱: ۸۰]

''مومن پر لازم ہے کہ سنّت و جماعت کی پیروی کرے' سنّت وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے [قولاً و فعلاً]......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام ہے۔''

[۲] آیت کریمہ: فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا [سورۃ المائدۃ۵:۸۵] کے تحت لکھتے ہیں: وفيه دليلٌ على أنَّ الإقرار داخِلٌ في الإيمان كما هو مذهب الفقهاءِ، وتعلَّقتِ الكراميَّةُ في أنَّ الإيمان مجردُ القولِ بقوله: بِمَا قَالُوْا!!! لكن الثناء بفيضِ الدمع في السياق وبالإحسان في السياق يدفع ذلك، وأنّى يكون مجرد القول إيماناً، وقد قال الله تعالى: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ. [سورۃ البقرۃ۲:۸] نفَى الإيمان عنهم مع قولهم: اٰمَنَّا بِاللّٰهِ لعدم التصديق بالقلب وقال أهلُ المعرفة: الموجود منهم ثلاثةُ أشياء: البُكاءُ على الجفاءِ، والدُّعاءُ على العطاء والرضاءُ بالقضاءِ، فمَنِ الدَّعى المعرفةَ ولم يكن فيه هذه الثلاثة فليس بصادقٍ في دعواه. [التفسیر النسفی ۱:۴۱۸]

''اس میں اِس بات کی دلیل ہے کہ اِقرار، ایمان میں داخل ہے جب کہ کرامیہ نے ''بِمَا قَالُوْا'' سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایمان صرف زبانی اقرار کا نام ہے لیکن سیاق سباق میں اُن کے رونے اور اُن کے محسن ہونے کا ذکر اُن کے اس نظریہ کی تردید کرتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف زبانی اقرار کو ایمان کہا جائے جب کہ ارشاد ربانی ہے کہ:

...... مسنون قرار دی ہو اور جماعت وہ احکام ہیں جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت میں اتفاق کیا ہو۔''

حافظ ابن کثیر ابوالفداء اسماعیل لکھتے ہیں: وأمّا أهل السُّنَّةِ والجماعة فيقولون في كل فعلٍ وقولٍ لم يثبت عن الصحابة رضی اللہ عنہم هو بدعةٌ، لأنه لو كان خيراً لَسبقونا إليه لأنهم لم يتركوا خصلةً من خصال الخير إلّا وقد بادروا إليها. [تفسیر ابن کثیر ۱۲:۱۲، تفسیر سورۃ الاحقاف ۴۶:۱۱]

''أهل السُّنّة والجماعة کہتے ہیں کہ جو قول و فعل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو اس کو سرانجام دینا بدعت ہے اس لیے کہ اگر وہ کوئی نیک کام ہوتا تو سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے سرانجام دیتے اور اس پر عمل کرتے، اس لیے کہ انہوں نے نیکی کے کسی پہلو اور کسی نیک اور عمدہ خو اور خصلت کو تشنہ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر نیک کام میں کوئے سبقت لے گئے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۸]

''اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور روزِ آخر پر حالانکہ وہ مؤمن نہیں ہیں۔''

اس آیت میں اُن کے ''اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ'' کے زبانی اقرار کے باوجود اُن سے ایمان کی نفی کی گئی ہے اس لیے کہ اُن کا قلبی تصدیق موجود نہیں تھا۔ اہل معرفت کہتے ہیں: اُن کی طرف سے تین چیزیں موجود ہیں: گناہ پر ندامت، احسانات الٰہیہ کا شکریہ اور فیصلہ الٰہی پر رضا مندی!! پس جو عارِف ہونے کا دعویٰ کرے اور وہ ان اوصافِ ثلاثہ سے عاری ہو تو وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔''

[۳] آیت کریمہ: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ [سورۃ الحجرات ۴۹:۱۴] کے تحت لکھتے ہیں: والآيةُ تنقض على الكرامية مذهبهم أنّ الإيمان لايكون بالقلبِ، ولكن باللسان. [تفسیر النسفی ۳:۱۸۴]

''اس آیت میں کرامیہ کا رد ہے جو ایمان کا تعلق دل سے نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ صرف زبانی اقرار کو ایمان کہتے ہیں۔''

معتزلہ[1] کا رد

[۱] آیت کریمہ: وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ [سورۃ البقرۃ ۲:۴۸] کے تحت لکھتے ہیں: وَتَشَبُّثُ المعتزلةِ بالآيةِ في نفي الشفاعةِ للعُصاةِ مردودٌ لأنَّ المنفي الكفار، وقد قال عليه السلام: شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي، مَن كَذَّبَ بها لم ينلها[2].

[تفسیر النسفی ۱:۶۸]

---

(۱) معتزلہ: اس فرقے کا تعارف اس جلد میں پہلے کیا گیا ہے۔

(۲) سنن ابی داود، کتاب السنۃ [۳۹] بابٌ فی الشفاعۃ [۲۰-۲۱] حدیث: ۴۷۳۹، سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع [۳۸] باب [۱۱] احادیث: ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد [۳۷] باب ذکر الشفاعۃ [۳۷] حدیث: ۴۳۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''گنہگاروں کے لیے انکارِ شفاعت کے سلسلہ میں معتزلہ کا اس حدیث سے استدلال درست نہیں اس لیے کہ یہاں کفار سے اس کی نفی کا بیان ہو رہا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے کہ میری شفاعت میری امت کے اُن لوگوں کے لیے ہوگی جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔''

[۲] آیت کریمہ: لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ [سورۃ البقرۃ ۲:۵۵] کے تحت لکھتے ہیں: تَعَلَّقَتِ المعتزلةُ بهذه الآيةِ في نفي الرؤيةِ لأنه لو كان جائز الرؤية لما عُذِّبُوا بسؤال ماهو جائز الثبوت؟ قلنا: إنما عوقبوا بكفرهم لأنهم قالوا: إنك رأيتَ الله فلن نؤمن لك حتى نرى الله جهرةً كفرٌ منهم، ولأنهم تَمَنَّعُوا عن الإيمان بموسى بعد ظهور معجزته حتى يروا ربهم جهرةً ...... ولأنهم لم يسألوا سؤال استرشادٍ بل سؤال تعنت وعناد. [تفسیر النسفی ۱:۷۱]

''رؤیت باری تعالیٰ کی نفی کے سلسلے میں معتزلہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اگر رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس معاملے میں عذاب سے دوچار نہ کرتے جب کہ اُنھوں نے دیدارِ الٰہی کی استدعاء کی تھی؟ ہم کہتے ہیں کہ اُنھیں اُن کے کفر کی وجہ سے عذاب سے دوچار کیا گیا اس لیے کہ اُنھوں نے اعتراض یہ کیا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے فیض یاب ہو چکے۔ یہ بات ہم تب مانیں گے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں۔ اُن کے اس کفر کے بعد اُنھیں سزا دی گئی۔ یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے بعد از ظہورِ معجزہ ایمان سے انکار کیا اور یہ بھی عذاب کا سبب ہے کہ اُن کا سوال ضد و عناد پر مبنی تھا۔ حق اور صداقت کی تلاش پر مبنی نہ تھا۔''

[۳] آیت کریمہ: بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۸۱] کے تحت لکھتے ہیں: ﴿مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً﴾ شركاً، عن ابن عباس و مجاهد وغيرهما ﷺ ﴿وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ﴾ و سُدَّت عليه مسالك النجاة بأن مات على شركه، فأمّا إذا مات مؤمناً فأعظم الطاعات وهو الإيمان معه فلا يكون الذنب محيطاً به، فلا يتناوله النصُّ، وبهذا التأويل يبطل تشبث المعتزلة والخوارج.

[تفسیر النسفی ۱:۸۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا ابن عباس اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ کی تفسیر کے مطابق ''سَیِّئَۃً'' سے مراد شرک ہے اور ''اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْئَتُہٗ'' کا مطلب یہ ہے جب کسی کے لیے نجات کے سارے راستے بند کر دیے جائیں اور کوئی شرک پر مرے تو وہی لوگ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے اور جو شخص ایمان کی حالت میں وفات پا جائے جو تمام نیکیوں میں سے بڑھ کر نیکی ہے تو اب کوئی دوسرا گناہ اس کا احاطہ کر کے اُس کا راستہ جنت جانے سے نہیں روک سکتا پس یہ نص مؤمن گنہگاروں کو شامل ہی نہیں ہوتا اور اس تأویل سے معتزلہ اور خوارج کا استدلال باطل ہو جاتا ہے۔''

[۴] آیت کریمہ: قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۲۴] کے تحت لکھتے ہیں:

قالتِ المعتزلةُ: هذا دليلٌ على أنَّ الفاسق ليس بأهل للإمامةِ، قالوا: و كيف يجوز نصب الظالم للإمامةِ، و الإمامُ إنما هو لِكفِّ الظَّلَمَةِ، فإذا نُصِبَ مَن كان ظالمًا في نفسه فقد جاءَ المَثَلُ السائرُ: مَن استرعى الذئب ظَلَمَ. و لكنَّا نقولُ: المرادُ بالظالمِ: الكافرُ هنا إذ هو الظالمُ المطلَق. [تفسیر النسفی ۱:۱۰۵]

''معتزلہ کہتے ہیں: اس آیت میں اس کی دلیل ہے کہ کوئی فاسق امامت کا اہل نہیں ہے اور وہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ امام کا تقرر اور تعین تو اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ظالموں کا ہاتھ پکڑ لے اور جب کسی ظالم کو امام بنا کر مقرر کیا جائے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کسی بھیڑیے کو ریوڑ کی رکھوالی کے لیے رکھا جائے، جو ظاہر ہے کہ ظلم ہی ہوگا؟ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہاں ظالم سے مراد کافر ہے جو ظالمِ مطلق ہے۔''

جہمیہ (۱) کا رد

[۱] آیت کریمہ: وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [سورۃ البقرۃ ۲:۲۵] کے تحت لکھتے

---

(۱) جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں جس کا شمار خالص جبریۃ میں ہوتا ہے۔ اس نے اپنی بدعت کا اظہار ترمذ میں کیا تھا۔ بعض صفاتِ ازلیہ الٰہیہ میں معتزلہ کے ہم نوا ہیں۔ سلم بن احوز مازنی نے اسے ''مرو'' میں قتل کیا تھا۔ جہم بن صفوان، جعد بن درہم کا شاگرد تھا جسے خالد بن عبداللہ القیسری نے ۱۲۴ھ میں قتل کیا تھا۔ جہم ہی وہی شخص ہے جس نے سب سے پہلے ''عقیدہ خلق قرآن'' کی بدعت ایجاد کی تھی۔ [الملل والنحل، مع الہوامش: ۶۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں: الخُلدُ و الخُلُودُ: البقاءُ الدائِمُ الذي لا ينقطعُ، وفيه بُطلانُ قول الجهمية، فإنهم يقولون بفناء الجنةِ و النار. [تفسیر النسفی ۱:۵۳]

''الخلدُ اور الخُلُودُ کا معنیٰ وہی بقا اور دوام ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اس میں جہمیہ کے قول کا بطلان ہے جو جنت اور جہنم کے فنا ہونے کے قائل ہیں۔''

[۲] آیت کریمہ: عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ [سورۃ ہود ۱۱:۱۰۸] کے تحت لکھتے ہیں:

أي: عطاءٌ غيرمقطوع ولكنه مُمتَدٌّ إلى غير نهايةٍ كقوله: لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ...... قيل: كفرت الجهميَّةُ بأربع آياتٍ: عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ، اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَظِلُّهَا، وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ، لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ. [تفسیر النسفی ۲:۲۴۶]

''عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ عطا کبھی منقطع نہیں ہوگی اور ایک نہ ختم ہونے والے زمانے تک اسے جاری رکھا جائے گا۔ یہ بات مشہور ہے کہ جہمیہ نے اس سلسلے میں چار آیات سے انکار کیا ہے:

—عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ. [سورۃ ہود ۱۱:۱۰۸]

''غیر منقطع عطیہ الٰہی!''

—اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَظِلُّهَا. [سورۃ الرعد ۱۳:۳۵]

''اس کا پھل بھی دائمی اور اس کا سایہ بھی [دائمی]۔''

—وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ. [سورۃ النحل ۱۶:۹۶]

''اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

—لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ. [سورۃ الواقعۃ ۵۶:۳۳]

''نہ کبھی منقطع ہونے والے، نہ کبھی ممنوع!''

[۳] آیت کریمہ: خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَّا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا [سورۃ الاحزاب ۳۳:۶۵] کے تحت لکھتے ہیں: هذا يَرُدُّ مذهب الجهميةِ لأنهم يزعمون أنَّ الجنة و النار تفنيان.

[تفسیر النسفی ۳:۱۳۸۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ جہمیہ کے مذہب کی تردید ہے جو جنت اور دوزخ کی فنا کے قائل ہیں۔''

مرجئہ (۱) کا رد

[۱] آیت کریمہ: وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ [سورۃ آل عمران ۳:۱۳۲] کے تحت لکھتے ہیں: فیہ رَدٌّ علی المرجئۃِ في قولھم: لا یضُرُّ مع الإیمان ذَنْبٌ، و لا یُعَذَّبُ بالنارِ أصلاً، و عندنا غیر الکافرین من العُصاۃِ قد یدخلھا و لکن عاقبۃ أمرہ في الجنۃ. [تفسیر النسفی ۱:۲۵۲]

''اس میں مرجئہ کا رد ہے جن کا خیال ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ مضر نہیں اور گناہ گار کو سرے سے عذاب ہی نہیں دی جائے گی جب کہ ہمارے ہاں بات یہ ہے کہ کافروں کے علاوہ دوسرے قسم کے گناہ گار بے شک جہنم میں جائیں گے لیکن بالآخر وہ اس سے نجات پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔''

[۲] آیت کریمہ: ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا [سورۃ مریم ۱۹:۷۲] کے تحت لکھتے ہیں: فیہ دلیلٌ علی دخول الکل لأنہ قال: وَنَذَرُ، و لم یقل: و ندخلُ، و المذھبُ أنَّ

---

(۱) مُرجِئہ: اِرجاء کے معنی تاخیر کے ہیں، محدثین کے ہاں اس کی دو قسمیں ہیں:
- وہ لوگ جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کی لڑائیوں میں حصہ لینے والے فریقین میں سے کسی ایک فریق پر صائب الرائے ہونے یا غیر صائب الرائے ہونے کا حکم نہیں لگاتے۔
- وہ گروہ جو اُن لوگوں پر جہنم میں داخل ہونے کا حکم نہیں لگاتے جو ایمان لانے کے باوجود کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں اور فرائض دینیہ سے پہلوتہی کرتے ہیں، اس لیے کہ اُن کے ہاں اقرار و اعتقاد کا نام ایمان ہے اور وہ ایمان کے ساتھ گناہ کا کوئی کام مضر تسلیم نہیں کرتے۔ [الھدی الساری: ۴۵۹]

امام زبیدی اور علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: ''مُرجئہ مسلمانوں کا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ ایمان کا تعلق محض قول اور زبان سے ہے۔ عمل کو اس میں دخل نہیں، گویا کہ انہوں نے قول [اقرار ایمان] کو مقدم کر دیا اور عمل کو مؤخر رکھا یہ اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ نماز نہ بھی پڑھیں اور روزہ نہ بھی رکھیں تو بھی اُن کا ایمان اُن کو نجات دلا دے گا اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت [گناہ] کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے محض دعویٔ اطاعت [محض نیکی بلا عقیدہ راسخ] کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا وہ اس عقیدے کی بنا پر مُرجئہ کہلائے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتے ہیں۔ یا غفوری اور رحیمی کی بنا پر گناہوں کی سزا ملتوی کرتے ہیں۔'' [تاج العروس ۱:۶۹، لسان العرب ۵:۱۳۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبَ الکبیرۃِ قد یُعاقَبُ بقدر ذنبه ثم ینجو لا محالة ' و قالت المرجئةُ الخبیثةُ: لا یُعاقَبُ'لأنّ المعصیة لاتَضُرُّ مع الإسلام عندهم'وقالت المعتزلة:یُخلد.

[تفسیرالنسفی ۲:۹۹۰]

''اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ سارے گناہ گار جہنم میں داخل ہوں گے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے وَنَذَرُ فرمایا ہے'وندخلُ نہیں فرمایا۔صحیح مذہب یہی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو اُن کے گناہ کے مطابق جہنم میں سزا دلوا کر بالآخر اس سے نجات دی جائے گی جب کہ مرجئہ خبیثہ کہتے ہیں کہ مسلمان گناہ گار کو بالکل سزا نہیں ہوگی اس لیے کہ اُن کے نزدیک اسلام کے ساتھ کوئی بھی گناہ نقصان دِہ نہیں ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ صاحبِ گناہِ کبیرہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔''

روافض (۱) کا رد

[۱] آیت کریمہ: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا [سورۃالنساء۴:۸۲] کے تحت لکھتے ہیں: والتَّفکُّرُ:تصرُّف القلبِ بالنظر في الدّلائل'وهذا یَرُدُّ قول مَن زعم من الروافضِ أنّ القرآن لا یُفهَمُ معناهُ إلّا بتفسیرالرسولﷺ والإمام المعصوم'ویدُلُّ علی صحةِ القیاس'وعلی بطلان التقلید. [تفسیرالنسفی۱:۳۳۲]

''تفکر: دلائل میں سوچ و بچار کو کہتے ہیں اور اس میں روافض کے اس قول کا رد ہے کہ قرآن مجید کا

---

(۱) روافض: رافضی کی جمع ہے۔رفض سے نکلا ہے'جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں۔کوفی شیعوں کے ایک گروہ کا نام ہے'ان لوگوں نے زید بن علی کے سامنے صحابہ کرام ﷢ کو برا بھلا کہا'جس پر اُنھوں نے ناراضی کا اظہار کیا اس پر یہ لوگ اُن کے درپے ہوئے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے براءت کا اعلان کریں مگر اُنھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ وہ میرے ناناﷺ کے وزیر اور ساتھی ہیں اس لیے انھوں نے زید بن علی سے الگ ہو جانے کا اعلان کیا'اس لیے روافض کہلائے۔[تہذیب اللغۃ۱۲:۱۳'المصباح المنیر :۸۹]

امام شعبی فرماتے ہیں: روافض یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں'اس لیے کہ جب اُن سے پوچھا جائے کہ تمھارے ہاں سب سے بہتر لوگ کون ہیں؟ تو اُن کا جواب ہوتا ہے: اصحابِ سیدنا موسیٰ اور اصحاب سیدنا عیسیٰ علیہما السلام اور جب روافض سے پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے نزدیک بدترین لوگ کون ہیں؟ تو اُن کا جواب ہوتا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ﷢ [التبصیر فی الدین:۴۱-۴۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم یا تو رسول اللہ ﷺ کی تفسیر سے حاصل ہوتا ہے اور یا کسی امام معصوم کی تفسیر سے!! یہ آیت قیاس کے جواز کی دلیل بھی ہے اور اس میں تقلید [جامد] کا بطلان بھی ہے۔"

[۲] آیت کریمہ: وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ [سورۃ النحل ۱۶:۶۸] کے تحت لکھتے ہیں:

ومن بدع الرّوافض أنّ المراد بالنحل: عليٌّ وقومه. [تفسیر النسفی ۲:۸۷۴]

"روافض کی بدعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُن کے ہاں نحل سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اُن کی قوم ہے۔"

[۳] سورۃ الاحزاب کی ابتدا میں لکھتے ہیں: وأمّا ما يُحكٰى أنّ تلك الزيادة كانت في صحيفة في بيت عائشة رضي الله عنها فأكلها الدّاجن فمن تأليفات الملاحدة و الرّوافض. [تفسیر النسفی ۳:۱۳۵۷-۱۳۵۸]

"یہ جو کہا جاتا ہے کہ کچھ زائد آیتیں ایک صحیفہ میں لکھی ہوئی موجود تھیں جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رکھا ہوا تھا اور یہ کہ ایک پالتو بکری آکر اسے کھا گئی تھی، یہ بات ملاحدہ اور روافض کی تصنیفات میں سے ہے۔"

[۴] آیت کریمہ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [سورۃ الاحزاب ۳۳:۵۶] کے تحت لکھتے ہیں: وإن صَلّى على غيره على سبيل التبع كقوله: صَلَّى اللّٰه على النبي و آله فلا كلام فيه، وأما إذا أفرد غيره من أهل البيت بالصلاة فمكروهٌ وهو من شعار الروافض. [تفسیر النسفی ۳:۱۳۸۵]

"اگر کسی پر تبعاً رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درود پڑھا جائے تو اس میں کوئی کلام نہیں یعنی اگر کوئی اس طرح پڑھے: صَلَّى اللّٰه على النبي و آله [تو کوئی مضائقہ نہیں] البتہ اگر انفرادی طور پر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے بغیر صرف اہل بیت پر درود پڑھا جائے تو مکروہ اور روافض کا شعار ہے۔"

[۵] آیت کریمہ: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا [سورۃ الفتح ۴۸:۲۹] کے تحت لکھتے ہیں: وهذه الآيةُ تردُّ قول الروافضِ: إنّهم كفروا بعد وفات النبي ﷺ إذِ الوعد لهم بالمغفرة والأجر العظيم إنما يكون أن لو ثبَتُوا على ما كانوا عليه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

في حياته. [تفسیر النسفی ۳:۱۶۷]

''یہ آیت کریمہ روافض کے اس قول کی تردید کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام ؓ نے مرتد ہو کر کفر اختیار کیا تھا۔ اُن کی یہ بات اس لیے غلط ہے کہ اُن کی مغفرت اور اُن سے اجرِ عظیم کا وعدہ اس صورت میں وفا پا سکے گا جب وہ اُس دین پر ثابت قدم رہیں جس پر اُن کی زندگی میں قائم تھے۔''

لباب التأویل فی معانی التنزیل = تفسیر الخازن

اسے عرف عام میں تفسیر الخازن کہا جاتا ہے۔ مصنف کا تعارف یہ ہے:

علی بن محمد بن ابراہیم الشِّیحِي علاء الدین المعروف بالخازن' تفسیر و حدیث کے بڑے عالم تھے۔ شافعی فقیہ اور صوفی تھے۔ حلب کے ایک علاقے شیحہ سے منسوب ہو کر شیحی کہلائے۔ ۶۷۸ھ = ۱۲۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصہ تک دمشق میں مقیم تھے جہاں کے مدرسہ سمیساطیہ میں کتب خانہ کے خازن تھے۔ ۷۴۱ھ = ۱۳۴۱ء کو حلب میں وفات پائی اور مقبرۂ صوفیا میں مدفون ہوئے۔ [الدرر الکامنۃ ۳:۹۷' الاعلام ۵:۵]

ابن قاضی شہبہ (۱) لکھتے ہیں: الشَّيْخُ الصَّالِحُ الخَيِّرُ و كان من أهل العلم' و أَلَّفَ أشياء.

[تاریخ ابن قاضی شہبہ' جلد اول' جزء اول: ۱۷۱]

''بہت بڑے استاذ' صالح' اہل خیر اور اہل علم میں سے تھے۔ کئی کتابیں لکھیں۔''

مفسر خازن نے اپنی اس کتاب میں تفسیر معالم التنزیل کو مختصر کر کے لکھا اور متقدمین کی تفاسیر سے اس پر مفید اضافے کیا ہیں۔ روایات کی اسانید حذف کر دی ہیں اور بے جا طوالت سے احتراز کیا ہے۔ اس کا اعتراف اُنہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ ۱:۳-۴ میں کیا ہے۔ یہ تفسیر ایسی اسرائیلی

---

(۱) ابوبکر بن احمد بن محمد بن عمر اسدی شہبی دمشقی' تقی الدین۔ ۷۷۹ھ = ۱۳۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابن قاضی شُہبہ سے اس لیے شہرت پائی کہ اُن کے جد امجد نجم الدین عمر اسدی حوران کے علاقہ شُہبَہ میں چالیس سال تک عہدۂ قضاء پر فائز رہے تھے اس لیے یہ ابن قاضی شُہبہ کہلائے۔ اپنے زمانے میں شام کے بہت بڑے عالم اور مؤرخ تھے۔ ۸۵۱ھ = ۱۴۴۸ء کو وفات پائی۔ [الضوء اللامع ۱۱:۲۰' ترجمہ: ۶۱' الاعلام ۲:۶۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات، قصص اور اخبار سے پُر ہے جو علم صحیح اور عقل سلیم کے ترازو میں پورے نہیں اُترتے اور یہ بھی نہایت تعجب انگیز ہے کہ مؤلف کوئی قصہ نقل کر کے اس کے ضعف و کذب پر بہت کم روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً: اصحاب کہف کا جو طویل اور عجیب و غریب واقعہ انہوں نے نقل کیا ہے اُس پر بالکل کوئی تنقید نہیں کی۔ [دیکھیے لباب التأویل ۳:۱۵۳-۱۵۸]

کبھی کبھار وہ اس قسم کے واقعات نقل کر کے اس کی تکذیب بھی کر لیتے ہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے: وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ.

[سورۃ ص ۳۸:۲۱-۲۲]

''اور کیا تمہیں فریقوں کے معاملہ کی خبر پہنچی ہے جب کہ وہ دیوار پھاند کر محراب میں داخل ہو گئے؟ جب کہ وہ داؤد کے پاس پہنچے تو وہ اُن سے ڈرا۔''

اس کی تفسیر میں صوفی خازن لکھتے ہیں: ''ایک شیطان سیدنا داود علیہ السلام کے پاس سونے کی کبوتری کی شکل میں آیا۔ اُس کے پر زبرجد کے تھے۔ وہ کبوتری اُڑ کر آپ کے پاؤں پر آ بیٹھی اور آپ کو نماز سے غافل کر دیا اس ضمن میں اُنہوں نے ایک عورت کا ذکر کیا ہے جس کو سیدنا داود علیہ السلام نے دیکھا اور اُس کے حسن و جمال پر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ فریفتہ ہو گئے۔ اس عورت کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اُس کے خاوند کو مروا دیا......'' [دیکھیے لباب التأویل ۴:۳۴]

لیکن اُنہوں نے اس واقعہ کو نقل کرنے سے قبل یہ تنبیہ بھی لکھی ہے: ساذکر ماقاله المفسرون ثم أتبعه بفصل فيه ذِكر نزاهة داود علیہ السلام عما لا يليق بمَنصَبه لأن منصب النبوة أشرف المناصب وأعلاها فلا يُنسبُ إليها إلّا مايليق بها. [دیکھیے لباب التأویل ۴:۳۴]

''میں مفسرین کے اقوال کو ذکر کیے دیتا ہوں جس کے بعد سیدنا داود علیہ السلام کی عصمت و نزہت پر مشتمل ایک مستقل فصل لکھوں گا اس لیے کہ نبوت کا منصب نہایت اعلیٰ و اشرف منصب ہے اس لیے غیر مناسب باتیں اُن کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔''

ڈاکٹر محمد حسین ذہبی لکھتے ہیں: وهكذا نجد هذا التفسير يطرق موضوعات كثيرة في نواح من العلم مختلفة و لكن شهرته القصصية ' و سِمَته الإسرائيلية أساءَت إليه كثيراً ' و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كادت تصد الناس عن الرجوع إليه و التعويل عليه ، و لعل الله يُهَيِّئُ لهذاالكتاب مَن يعلق عليه بتعليقات توضح غَثَّهُ من سمينه، وتستخلص صحيحه من سقيمه، والكتاب مطبوعٌ في سبعة أجزاء متوسطة الحجم، وهومتداولٌ بين الناس خصوصاًمن له شغفٌ بالقصص وولوع بالأخبار. [التفسیر والمفسر ون ۱:۳۰۷]

''اور اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تفسیر مختلف و متنوع علوم وفنون کی جامع ہے لیکن اسرائیلیات کے ذکر و بیان میں جو شہرت اس کو حاصل ہو چکی ہے اس نے اس کی ساکھ کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس تفسیر پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اس کے مواد کو چھانٹ کر اس کے صحیح و سقیم کو ممیز اور ممتاز کر دے۔ کتاب سات اجزاء میں مطبوع اور لوگوں میں متداول ہے۔ قصہ کہانیوں سے دلچسپی لینے والے لوگ اس سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔''

تفسیر الخازن اور اسرائیلی روایات

علامہ خازن کے یہاں اسرائیلی روایات بڑی تعداد میں ہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ انہوں نے متعدد ایسی روایات کی تردید کی ہے جو عقیدہ سے متعلق ہیں جب کہ دیگر مفسرین خاموشی کے ساتھ انہیں نقل کرتے چلے گئے ہیں۔

اگر ہم اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ تمام اسرائیلی روایات اپنی زہرناکی اور خطرناکی کے لحاظ سے یکساں نہیں اور ان میں سے جو عقائد سے متعلق نہیں بلکہ بعض مجمل آیات کی تشریح یا بعض واقعات کی تفصیل بیان کرتی ہیں اُنہیں ان روایات کے برابر نہیں قرار دیا جاسکتا جو عقائد سے متعلق ہیں اور جن کے وضع کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ عقائد و شریعت اسلامیہ کی عمارت کو زمین بوس کر دی جائے۔ تفسیر خازن اس پہلو سے بعض ان تفاسیر سے بہت بہتر ہے جن میں مفسرین نے اسرائیلی روایات کو نقل کر دیا ہے لیکن ان کی تردید ضروری نہیں سمجھی کیوں کہ امام خازن ایسی روایات ذکر نے کے بعد ان پر تنقید کرتے ہیں اور انہیں باطل قرار دیتے ہوئے متعلقہ آیات کی صحیح تفسیر کرتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں ان میں چند کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصہ ہاروت وماروت

بہت سی اسرائیلی روایات ایسی ہیں جنہیں بیشتر مفسرین نے بلا کسی تنقید کے اپنی تفاسیر میں جگہ دی ہے لیکن علامہ خازن نے انہیں باطل قرار دیا ہے اور ان روایات کو ماننے والوں پر تنقید کی ہے ان میں ہاروت وماروت کی طرف منسوب ایک عجیب وغریب واقعہ بھی ہے۔ علامہ خازن نے یہاں عصمت ملائکہ پر ایک فصل قائم کی ہے اور عصمت ملائکہ کے قائلین علماء سے نقل کیا ہے کہ اس قصہ میں نبی سے منسوب کوئی بات صحیح نہیں ہے بلکہ یہ قصہ یہودی مآخذ سے لیا گیا ہے پھر اس کے باطل ہونے کا مختلف وجوہات ذکر کی ہیں اور لکھا ہے کہ ان وجوہ سے اس قصہ کی کمزوری واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے صحیح یا غلط ہونے کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ ملائکہ کو ان تمام اشیاء سے محفوظ تسلیم کیا جائے جو ان کے شایان شان نہیں ہیں۔

[تفسیر الخازن ۱:۶۶-۶۷]

قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام

ایسی اسرائیلی روایات بڑی تعداد میں ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام پر افترا پردازی کی گئی ہے، مثلاً سیدنا داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے متعلق من گھڑت روایات جن کے ذریعہ یہود نے ان پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کی ہیں۔ علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں ایسی بہت سی روایات نقل کی ہیں جن سے سیدنا داؤد علیہ السلام کی کردار کشی ہوئی ہے اور ان کی عصمت پر حرف آتا ہے۔ مثلاً اس شیطان کا قصہ جو اُن کے سامنے کبوتر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس کے دونوں بازو موتی اور زبرجد کے تھے۔ اس نے اڑان بھری اور آپ کے قدموں پر آ گرا۔ اس کی خوب صورتی میں محو ہو کر آپ نماز سے غافل ہو گئے۔

اسی طرح اوریا کی بیوی کا واقعہ جس پر ایک مرتبہ اتفاقاً آپ کی نظر پڑ گئی تو آپ اس کے حسن پر فریفتہ ہو گئے اور آپ نے ایسی چال چلی کہ اس کا شوہر جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کی بیوی کو جس کے حسن نے آپ کا دل موہ لیا تھا اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔ ان اسرائیلی روایات کو انہوں نے ﴿هَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ﴾ [سورۃ ص ۳۸:۲۱-۲۳] کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر میں ذکر کیا ہے۔اس کے بعد ایک فصل اس عنوان سے قائم کی ہے:

في تنزيه داؤد عليه السلام عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهٖ وَمَا يُنْسَبُ اِلَيْهِ

''سیدنا داود علیہ السلام کی براءت اُن کی جانب منسوب بعض نازیبا واقعات سے''

اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں: إعلم أنَّ مَن خصَّهُ اللّٰه تعالى بِنُبُوَّتِهٖ وأكرمه برسالته وشرَّفَهٗ على كثيرٍ من خلقه وائْتَمَنَهٗ على وحيهٖ وجعله واسطةً بينه وبين خلقه لايَلِيقُ أن يُنْسَبَ إليه ما لونُسِبَ إلى آحادِ النَّاس لَاسْتَنْكَفَ أن يحدث به عنه فكيف يجوزُ أن يُنْسَبَ إلى بعضِ أعلام الأنبياء والصَّفوةِ الأمناء ذلك. [تفسیر الخازن ۳۶:۴]

''جان لو کہ جسے اللہ تعالیٰ نبوت کے لیے منتخب کرلیتا ہے۔منصب رسالت کے ذریعہ اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔وحی کی امانت اس کے سپرد کرتا ہے۔تبلیغ رسالت کے لیے اسے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان واسطہ بناتا ہے۔اس کی جانب ایسی اشیاء منسوب کرنا صحیح نہیں جو اگر کسی عام انسان کی جانب بھی منسوب کردی جائیں تو اسے بھی ناگوار ہو۔پھر ایسی بات ایک جلیل القدر پیغمبر کی جانب منسوب کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟''

پھر جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ: مَنْ حَدَّثَكُم بحديث داود عليه السلام على ما يرويه القصاص جَلَدْتُهٗ مائةً وستين جلدةً وهو حَدُّ الفريةِ على الأنبياء. [تفسیر الخازن ۳۶:۴]

''جو شخص سیدنا داود علیہ السلام سے متعلق وہ قصہ بیان کرے گا جسے داستان گو سناتے ہیں تو میں اسے ایک سو ساٹھ کوڑے لگواؤں گا۔انبیاء علیہم السلام پر الزام تراشی کی یہی سزا ہے۔''

اس کے بعد قاضی عیاض [کی الشفا فی حقوق المصطفیٰ ﷺ ۱۶۹:۲] کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

لا يجوزُ أن يُلْتَفَتَ إلى ما سطره الأخباريون من أهل الكتاب الذين بَدَّلُوا وغَيَّرُوا ونَقَلَهٗ بعضُ المفسرين ولم ينصَّ اللّٰه تعالى على شيءٍ من ذلك، ولا وَرَدَ في حديثٍ صحيحٍ، والذي نَصَّ عليه اللّٰه في قصة داود: وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ، وليس في قصة داود وأوريا خَبَرٌ ثابتٌ، ولا يُظَنُّ بنبيٍ محبة قتل مسلم (۱) وهذا هو الذي ينبغي أن يعول عليه

---

(۱) قاضی عیاض لکھتے ہیں: قال الدَّاودي: وليس في قصة داود وأوريا خَبَرٌ يَثْبُتُ، ولا يُظَنُّ بنبيٍ مَحَبَّةَ قَتْلِ مُسْلِمٍ. [الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ۱۶۹:۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من أمر داود. [تفسیر الخازن ۴:۳۶]

''اہل کتاب مؤرخین نے جو کچھ لکھا ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اسے نقل کیا ہے لیکن وہ درخورِ اعتنا نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی صراحت نہیں کی ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ سیدنا داوٗد علیہ السلام کے واقعہ میں قرآن میں صرف اتنی صراحت ملتی ہے: وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ. ''داوٗد سمجھ گیا کہ یہ تو دراصل ہم نے اس کی آزمائش کی ہے۔'' اور اوریا کے متعلق جو باتیں بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی اور کسی نبی کے متعلق یہ گمان کرنا صحیح نہیں کہ وہ کسی مسلمان کے ناحق قتل کا خواہاں ہوگا۔ سیدنا داوٗد علیہ السلام کے واقعہ کی مناسب ترین توجیہ یہی ہے۔''

پھر اس بات کی تائید اور سیدنا داوٗد علیہ السلام کی پاک دامنی کے سلسلہ میں امام رازی اور دیگر محقق مفسرین کے اقوال نقل کیے ہیں۔

علامہ خازن نے ان واقعات وروایات کی تردید پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آیت کی صحیح تفسیر بھی بیان کی ہے اور اس کے متعدد پہلو ذکر کیے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: إنّ ذنب داود الذي استغفر منه ليس هو بسبب أوريا والمرأة، وإنما هو بسبب الخصمين وكونه قضى لأحدهما قبل سماع كلام الآخر. وقيل: هو قوله لأحد الخصمين: لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ، فحكم على خصمه بكونه ظالماً بمجرد الدعوى، فلما كان هذا الحكم مخالفاً للصواب اشتغل داود بالاستغفار والتوبة. [تفسیر الخازن ۴:۳۷]

''اس کی ایک تاویل یہ کی گئی ہے کہ سیدنا داوٗد علیہ السلام کی وہ غلطی جس پر آپ نے استغفار کیا تھا اوریا اور اس کی بیوی کا واقعہ نہیں بلکہ وہ ان دو اشخاص کی وجہ سے تھی جو اپنا مقدمہ آپ کے پاس لے کر آئے تھے تاکہ آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں۔ آپ نے ان میں سے صرف ایک کا بیان سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے ایک فریق کا محض دعویٰ سن کر دوسرے فریق کی بات سنے بغیر اس کے ظالم ہونے کا فیصلہ کر دیا: لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ. جب کہ آپ کا ایسا کرنا صحیح نہیں تھا لہٰذا اس پر آپ نے توبہ کی۔''

پھر آخر میں جا کر لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فثبتَ بهذه الوجوه نزاهة داود ﷺ مِمَّا نُسِبَ اليه. [تفسیر الخازن ۴:۴۷]

''اس طرح سیدنا داوٗد ﷺ کی طرف باتیں منسوب کی جاتی ہیں ان سے آپ کی براءت ثابت ہو جاتی ہے۔''

یہ توجیہ اس آیت کریمہ کے سیاق سے بالکل ہم آہنگ ہے:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. [سورۃ ص ۳۸:۲۶]

''اے داوٗد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گا۔''

علامہ خازن کی اس توجیہ سے اوریا اور اس کی بیوی کے واقعہ کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ بلا شبہ یہ سیدنا داوٗد ﷺ پر ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ خازن اس قصہ کو باطل اور من گھڑت قرار دے رہے ہیں جب کہ دیگر متعدد مفسرین نے اس کو اپنی تفاسیر میں ذکر تو کر دیا ہے لیکن اس میں موجود ناپسندیدہ باتوں پر کسی تنقید یا تبصرہ کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

قصہ سیدنا سلیمان ﷺ

آیت کریمہ: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ. [سورۃ ص ۳۸:۳۴]

''اور سلیمان کو بھی ہم نے آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک جسد لا کر ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا۔''

کی تفسیر کے ضمن میں مفسرین نے سیدنا سلیمان ﷺ کے متعلق جو اسرائیلی روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک واقعہ اس سرکش جن کا ہے جو آپ کا روپ دھار کر آپ کی سلطنت اور آپ کے حرم پر مسلط ہو گیا تھا۔ علامہ خازن نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے پھر اس کی تردید کرتے ہوئے قاضی عیاض [کی الشفاء بحقوق المصطفیٰ ﷺ ۲:۱۷۲-۱۷۳] اور دیگر محققین سے نقل کیا ہے کہ:

لا یصِحُّ ما نقله الأخباریون من تشبیه الشیطان به وتسلیطه علی ملکه وتصرفه في

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أمته بالجور في حكمه، وإنّ الشياطين لايُسَلَّطونَ على مثله هذا، وقد عصم الله تعالى الأنبياء من مثل هذا، و الذي ذهب إليه المحققون أن سبب فتنته ما أخرجاه في الصحيحين من حديث أبي هريرة ﷺ قال:قال رسول الله ﷺ :قال سليمان:لأطوفنَّ الليلةعلى تسعين امرأة كلهن تأتي بفارِس يُجاهدُ في سبيل الله تعالى فقال له صاحبه قل إن شاء الله ، فلم يقل إن شاء الله، فطاف عليهن جميعاً فلم تحمل منهن إلّا امرأةً واحدةً جاء ت بشِقِّ رَجُلٍ، وأيمُ الله الذي نفسي بيده لوقال:إن شاء الله لجَاهَدُوا في سبيل الله فرساناً أجمعين.وفي روايةٍ : لأطوفنَّ بمائة امرأةٍ فقال له المَلَك قل إن شاء الله،فلم يقل،ونسي.[تفسیر الخازن ۴:۴۳]

''یہ سب باتیں صحیح نہیں ہیں کیونکہ انبیاء کا روپ دھارنا یا اُن کی سلطنت پر قابض ہو جانا شیطان کے بس میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کا سبب صحیحین میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ آج کی رات میں سو یا ننانوے بیویوں سے صحبت کروں گا جن میں سے ہر ایک کے بطن سے ایک شہ سوار مجاہد ہو گا۔ آپ کے ساتھی نے یاددہانی کی کہ ان شاء اللہ کہہ لیجئے لیکن آپ نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ نتیجۃً صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اور اس سے بھی ایک ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب شہ سوار مجاہد پیدا ہوتے ایک اور روایت کے مطابق سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: آج میں سو بیویوں سے صحبت کروں گا تو فرشتہ نے کہا ان شاء اللہ کہیے لیکن آپ بھول گئے۔''

عصمۃ الانبیاء علیہم السلام

علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں بہت سے مقامات پر انبیاء علیہم السلام کا دفاع اور ان کی عصمت کا اثبات کیا ہے مثلاً: وَاِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ.

[سورۃ الاعراف ۷:۲۰۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر کبھی شیطان تمہیں اُکسائے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو' وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''
کی تفسیر کے ذیل میں ایک فصل قائم کی ہے اور اس میں عصمت انبیاء پر طعن کرنے والوں کا رد اور ان کے شبہات کا ابطال کیا ہے' پھر قاضی عیاض [کی الشفا ۲:۱۲۵] کا یہ قول نقل کیا ہے:

واعلم أنّ الأمة مجتمعةٌ على عصمة النبي ﷺ من الشيطان في جسمه و خاطره و لسانه. [تفسیر الخازن ۲:۲۸۵]

''جان لو کہ اس بات پر ساری امت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا جسم' دل اور زبان، شیطان کے شر سے محفوظ تھے (۱)۔''

اسی طرح آیت کریمہ: وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ [سورۃ الانفال ۸:۶۷] پر ایک فصل قائم کی ہے اور اس سلسلے میں عصمۃ سے متعلق جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان کا ذکر کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ [تفسیر الخازن ۲:۳۲۷]

اور آیت کریمہ: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ. [سورۃ التوبۃ ۹:۴۳] پر بھی ایک فصل قائم کر کے عصمۃ الانبیاء سے متعلق شبہات کے جواب دیے ہیں۔ [تفسیر الخازن ۲:۳۶۷-۳۶۸]

آیت کریمہ: فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ. [سورۃ ہود ۱۱:۱۲]
''تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان چیزوں میں سے کسی چیز کو [بیان کرنے سے] چھوڑ دو جو تمہاری طرف وحی کی جا رہی ہیں اور اس بات پر دل تنگ ہو۔''

اس آیت کے تحت نبی اکرم ﷺ کی عصمۃ کے سلسلے میں بہت عمدہ بحث کی ہے۔
[تفسیر الخازن ۲:۴۷۴]

اسی طرح سیدنا نوح علیہ السلام کے واقعہ میں: اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ.
[سورۃ ہود ۱۱:۴۶]
''وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے۔''

---

(۱) قاضی عیاض لکھتے ہیں: واعلم أنّ الأمة مجتمعةٌ على عصمة النبي ﷺ من الشيطان و كفايته منه' لا في جسمه بانواع الأذى' ولا على خاطره بالوساوس. [الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ۲:۱۲۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عصمت انبیاء کے عنوان سے ایک فصل قائم کی ہے۔[تفسیر الخازن ۲: ۴۸۶-۴۸۷]

سیدنا لوط علیہ السلام کے واقعہ میں: هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ. [سورۃ ہود ۱۱: ۷۸]

''یہ میری بیٹیاں موجود ہیں' یہ تمہارے لیے پاکیزہ تر ہیں۔''

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: أراد ببناته نساء قومه، وأضافهنَّ إلى نفسه لأن كل نبي أبو أمته، وهو كالوالد لهم، وهذا القول هو الصحيح وأشبه بالصواب. [تفسیر الخازن ۲: ۴۹۶]

''بَنَاتْ [بیٹیاں] سے مراد آپ کی قوم کی عورتیں ہیں اور انہیں آپ نے اپنی بیٹیاں اس لیے کہا کہ ہر نبی اپنی امت کے لیے باپ کا درجہ رکھتا ہے۔ یہی قول صحیح اور اقرب الی الصواب ہے۔''

پھر اس کے دلائل ذکر کیے ہیں اور دیگر اقوال کا ضعف واضح کیا ہے۔

اسی طرح آپ نے سورۃ یوسف کی تفسیر میں سیدنا یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی کے متعلق بعض باطل واقعات اور اقوال کو نقل کیا ہے جو سلف سے منسوب ہیں اس کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی اور عصمت ثابت کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ ''جو باتیں اس کے علاوہ ان کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں وہ صریح جھوٹ ہیں اور ان اقوال کی نسبت صحابہ یا تابعین کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے۔'' [تفسیر الخازن ۲: ۵۲۲]

قصہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

علامہ خازن نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے نکاح کے سلسلہ میں ایک فصل قائم کی اور واضح کیا کہ بعض مفسرین [1] کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر پڑی تو آپ ان پر فریفتہ ہو گئے' نہ صرف غلط ہے بلکہ شان نبوی میں بہت بڑی جسارت اور آپ ﷺ کے مقام و منصب سے ناواقفیت کی دلیل ہے [2]۔[تفسیر الخازن ۳: ۴۲۷]

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: وكيف يقالُ راها فأعجبتهُ وهي بنت عمته، ولم يزل يراها مُنذُ

---

(۱) ان میں ابن جریر طبری بھی شامل ہیں۔ دیکھئے تفسیر طبری ۱۰: ۳۰۲

(۲) علامہ خازن کی اپنی عبارت یہ ہے: قلتُ: هذا إقدامٌ عظيمٌ من قائله وقِلّةِ معرفةٍ بحق النبي ﷺ وبفضله. [تفسیر الخازن ۳: ۴۲۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: وكيف يقالُ راها فاعجبتهُ وهي بنت عمته‘ولم يزل يراها مُنذُ ولدت‘ولا كان النساء يحتجبن منه ﷺ وهو زَوَّجها لزيدٍ‘فلا يُشَكُّ في تنزيه النبي ﷺ عن أن يأمر زيداً بإمساكها وهو يحبُّ تطليقه إياها كما ذُكِرَعن جماعة من المفسرين.

[تفسیر الخازن ۳:۴۲۷]

”یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو فوراً آپ کے گرویدہ ہو گئے جب کہ وہ آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ پیدائش سے لے کر اس وقت تک ہمیشہ آپ ان کو دیکھتے رہے ہیں۔ عورتیں آپ سے پردہ نہیں کیا کرتی تھیں پھر آپ ہی نے تو ان کا نکاح سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کروایا تھا لہٰذا اس بات میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ آپ کی شان اس سے بہت بالاتر ہے کہ آپ کے دل میں یہ خواہش ہو کہ وہ انہیں طلاق دے دیں۔ جیسا کہ مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔“

علامہ خازن اس غلط قول کی تردید پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ حسب عادت اس کی صحیح توجیہ بھی کرتے ہیں چنانچہ اس فصل میں انہوں نے ایک روایت نقل کی ہے: إنَّ الله عز وجل قد أعلمه أنها ستكون من أزواجه وأنَّ زيداً سيطلقها‘فلما جاء زيدٌ قال: إني أريدُ أن أطلقها قال له: أمسك عليك زوجك فعاتبه الله تعالى. [تفسیر الخازن ۳:۴۲۷]

”اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو پیشگی اس بات سے مطلع کر دیا تھا کہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ عن قریب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں گے اور وہ آپ کی زوجیت سے مشرف ہوں گی لیکن جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا۔“

اس کے بعد لکھا ہے کہ: فَدَلَّ على أنه إنما عُوتِبَ على إخفاءِ ما أعلمه الله أنها ستكون زوجته وإنما أخفى ذلك استحياءً أن يخبر زيداً أنَّ التي تحتك وفي نكاحك ستكون زوجتي‘ وهذا قولٌ حسنٌ مرضِيٌّ‘ وكم من شيئٍ يتحفظ منه الإنسانُ ويستحي من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاع الناس علیه' وهو في نفسه مباحٌ مُتَّسَعٌ' و حلالٌ مطلقٌ' لامَقال فيه ولا عيب عند الله و ربما كان الدخول في ذلك المباح سُلَّماً إلى حصول واجبات يعظم أثرها في الدين' وهو إنما جعل الله طلاق زيد لها' و تزويج النبي ﷺ إياها لإزالة حرمة التَّبَنِّيْ و إبطال سنته. [تفسیر الخازن ۳:۴۲۷-۴۲۸]

''یہی بات انبیاء علیہم السلام کے حالات سے زیادہ مطابق اور بیان قرآنی سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔اس وضاحت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ پر عتاب کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے یہ بات سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو نہیں بتائی تھی کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جلد ہی آپ کے عقد میں آنے والی ہیں کیوں کہ آپ کی فطری حیا اس سے مانع تھی کہ آپ خود سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع دیں کہ جو آج تمہاری بیوی ہے وہ جلد ہی میرے حرم میں داخل ہوگی۔بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں دوسروں کو بتاتے ہوئے انسان شرماتا ہے حالانکہ وہ جائز اور حلال ہوتی ہیں۔وہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بری ہوتی ہیں اور نہ معاشرہ ہی میں انہیں قابل اعتراض سمجھا جاتا ہے بلکہ بسا اوقات اس سے بہت دوررس دینی فائد حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے طلاق اور آپ سے نکاح کو عربوں میں رائج متبنیٰ کی رسم کو ختم کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔''

اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ ذہنی چاہیے کہ علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں ہر جگہ اسرائیلیات سے متعلق اس طریقہ کا التزام نہیں کیا ہے بلکہ وہ بعض اوقات ایسے واقعات بھی بغیر کسی تبصرہ اور تردید کے بیان کردیتے ہیں جن سے عقیدہ مجروح ہوتا ہے اور جو دین کے معروف اصول کے منافی ہیں۔اس سلسلہ کی ایک مثال آیت کریمہ: وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ [سورۃ الانبیاء ۲۱:۸۳] کی تفسیر ہے۔علامہ خازن نے یہاں وہب بن منبہ کے حوالہ سے ایک قصہ نقل کیا ہے جو اصول شرعیہ کے منافی اور ناقابل قبول ہے۔

[تفسیر الخازن ۳:۲۳۴-۲۳۹]

قصہ غرانیق

علامہ خازن نے جن اسرائیلی روایات کی تردید کی ہے ان میں سے ایک غرانیق کا قصہ بھی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے نقل کرنے کے بعد پوری شدت سے اس کی تردید کردی اور واضح کر کے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی صداقت اور امانت ایک مسلمہ امر ہے اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ تبلیغ رسالت کے سلسلے میں معصوم تھے۔ اس میں عمداً یا سہواً کسی غلطی کے در آنے کا امکان ہی نہیں اور نہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ایسا ہوسکتا ہے۔ پھر متعدد وجوہ سے اس افترا پردازی کی حقیقت واضح کرنے کے بعد آیت متعلقہ کی صحیح تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقد تقدّمَ أنّ التمني يكون بمعنى حديث النفس، وبمعنى التلاوة، فعلى الأول يكون معنى قوله: إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ، أي: خطر ببَالهِ و تمنّى بقلبه بعض الأمور، ولا يُبعدُ أنه إذا قوي التَّمنِّي اشتغل الخاطرُ فحصل السهو في الأفعال الظاهرةِ، وعلى الثاني: وهو تفسير التَّمنّي بالتلاوةِ فيكون معنى قوله: إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ، أي: تَلَا، وهو ما يقع للنبي ﷺ من السهو في إسقاط آيةٍ أو آياتٍ أو كلمة أو نحو ذلك ولكنه لا يقر على هذا السهو بل ينبه عليه ويذكر به للوقت والحين كما صَحَّ في الحديث: لقد أذكرني كذا كذا آية كنتُ أنسيتها من سورة كذا (1) وحاصل هذا أنَّ الغرضَ من هذه الآية أنَّ الأنبياء و الرسل وإن عصمهم الله عن الخطأ في العلم فلم يعصمهم من جواز السهو عليهم بل حالهم في ذلك كحال سائر البشر.

[تفسیر الخازن ۲:۲۶۲]

”یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ لفظ تمنیٰ کے دو معنی ہیں: حدیث النفس یعنی: خیال اور دوسرا معنیٰ ہے تلاوت۔ پہلے معنیٰ کے لحاظ سے مطلب ہوگا کہ آپ کے دل میں بعض چیزوں کا خیال پیدا ہوا اور یہ بات بعید نہیں ہے کہ جب وہ خیال دل میں آجائے تو اس کی وجہ سے تھوڑی سی غفلت طاری ہو جائے اور اس طرح ظاہری افعال میں سہو ہو جائے۔ دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی کا مطلب یہ ہوگا کہ جب آپ نے تلاوت کی۔ بعض مرتبہ تلاوت میں آپ سے کوئی ایک حرف یا

(1) قالت عائشة رضي الله عنها: سمع النبي ﷺ رَجُلاً يقرأ في المسجد فقال: يرحمه الله، لقد أذكرني كذا و كذا آيةً من سورةِ كذا.

[صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن [۶۶] باب نسیان القرآن [۲۶] حدیث: ۵۰۳۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کلمہ یا ایک یا چند آیات سہواً چھوٹ جاتی تھیں' لیکن بھول چوک کی یہ حالت برقرار نہ رہتی بلکہ آپ کو فوراً ہی متنبہ کر دیا جاتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فلاں نے مجھے یہ اور یہ آیتیں یاد کرا دیں جنہیں میں بھول گیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء اور رسل کو اللہ تعالیٰ نے خطاً فی العلم سے معصوم رکھا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بھول چوک بھی نہیں ہو سکتی بلکہ اس معاملہ میں وہ بھی دیگر انسانوں کی طرح ہیں۔''

البحر المحیط

اس تفسیر کے مصنف کا تعارف یہ ہے: محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان' اثیر الدین' ابو عبداللہ' اندلسی' غرناطی' ۶۵۴ھ = ۱۲۵۶ء کو غرناطہ میں پیدا ہوئے۔ مالقہ اور دیگر شہروں میں گھومنے پھرنے کے بعد قاہرہ میں رہائش اختیار کی' جہاں ۷۴۵ھ = ۱۳۴۴ء کو وفات پائی۔ عربیت' تفسیر' حدیث' تراجم اور لغات کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ [الدرر الکامنۃ ۴: ۳۰۲' الاعلام ۷: ۱۵۲]

تفسیر البحر المحیط آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ وجوہِ اعراب سے مصنف کو خصوصی دلچسپی ہے اس لیے اس سلسلے میں یہ اولین اور اہم ترین ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مصنف جب کسی نحوی مسئلہ پر اظہارِ خیال کرتے ہیں تو اُن کی براعت و مہارت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے لیکن اس تفسیر میں نحوی مسائل و اختلافات کی اتنی بھرمار ہے کہ یہ تفسیر کے بجائے علم نحو کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔

ابو حیان کو اعتراف ہے کہ: واعتمدتُ في أكثر نقول كتابي هذا على كتاب التحرير والتحبير لأقوال أئمة التفسير من جمع شيخنا الصالح القدوة الأديب جمال الدين أبي عبدالله محمد بن سليمان بن حسن بن حسين المقدسي عرف بابن النقيب' إذ هو أكبر كتاب رأيناهُ صُنِّفَ في علم التفسير يبلغ في العدد مائة سفر أو يكادُ إلّا أنه كثير التكرير. [البحر المحیط ۱: ۱۱]

''میں نے استاذ محترم جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن سلیمان المقدسی المعروف بابن النقیب کی کتاب ''التحرير والتحبير لأقوال أئمة التفسير'' سے بہت استفادہ کیا ہے۔ یہ علم تفسیر میں ضخیم ترین کتاب ہے اور قریباً یک صد جلدوں پر مشتمل ہے مگر اس میں تکرار کی بھرمار ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسر ابوحیان اندلسی ضعیف وکمزور اور جھوٹی روایتوں کی بڑی سختی کے ساتھ تردید کردیتے ہیں' مثلاً قصۃ الغرانیق کے بارے میں لکھتے ہیں: وهي قصة سُئل عنها محمد بن إسحق جامع السيرة النبوية فقال: هذا من وضع الزنادقة وصنف في ذلك كتاباً. و قال الإمام الحافظ أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي: هذه القصة غير ثابتة من جهة النقل' و قال ما معناه: أن رُواتها مطعون عليهم' وليس في الصحاح ولا في التصانيف الحديثية شيءٌ مما ذكروه فوجب إطراحه. [البحر المحیط ۶:۳۸۱-۳۸۲]

''محمد بن اسحاق- جو سیرۃ کے جامع ہیں (۱)- سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ زنادقہ کا گھڑا ہوا ہے اور اس بارے میں ایک کتاب لکھی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: سند کے لحاظ سے یہ روایت ثابت نہیں' اس لیے کہ اس کے راوی مطعون ہیں' پھر صحاح اور احادیث کی کتابوں میں یہ روایت موجود نہیں اس لیے اس کو دور پھینکنا ہی لازم ہے۔''

صوفیا کے اقوال کی سختی سے تردید کر جاتے ہیں' مثلاً: رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ [سورة الرحمٰن ۵۵:۱۷] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولسهل التستري كلامٌ في المشرقين و المغربين شبيه بكلام الباطنية المحرفين مدلول كلام الله' ضربنا عن ذكره صفحاً' و كذلك ما وقفنا عليه من كلام الغلاة الذين ينسبون للصوفية لأنا لا نستحلُّ نقل شيءٍ منه' وقد أولَغَ صاحب كتاب التحرير و التحبير بحسب ما قاله هؤلاء الغلاة في كل آيةٍ و يسمى ذلك الحقائق و أرباب القلوب' وما ادعوا فهمه في القرآن فأغلوا فيه لم يفهمه عربي قطُّ و لا أراده الله بتلك الألفاظ' نعوذ بالله من ذلك. [البحر المحیط ۸:۱۹۱]

''مشرقین اور مغربین کے بارے میں سہل تستری نے جو کلام کیا ہے وہ باطنیہ کے کلام کے مشابہ ہے جو کلام اللہ کے مدلول کو بدلتے ہیں اس لیے ہم نے اُسے بالکل نقل نہیں کیا اسی طرح ہم کچھ

(۱) ابوحیان اندلسی تسامح اور اشتباہ کے باعث ابن اسحاق کو صاحبِ سیرت بتاتے ہیں مگر یہ صاحب سیرت ابن اسحاق نہیں ہیں بلکہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالی قسم کے صوفیا کے کلام سے بھی واقف ہیں جس کو نقل کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے۔ التحریر والتحبیر کے مصنف ایسے اقوال کو جمع کرنے کے حریص ہیں جن کو غالی صوفی ہر ہر آیت کے تحت بیان کرتے ہیں، جسے ارباب قلوب کے حقائق کا نام دیا جاتا ہے۔ جس فہم قرآن کے وہ مدعی ہیں اور اس میں وہ غلو کی حد تک چلے جاتے ہیں کوئی عربی دان اس کا قائل نہیں اور نہ اُن الفاظ سے وہ مراد ہے جو ان صوفیوں نے لیا ہے۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

غرائب القرآن و رغائب الفرقان = تفسیر نیشاپوری

مصنف کا تعارف: نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری نظام الدین اعرج۔ مفسر تھے۔ حکمت و ریاضیات سے بھی شغل رکھتے تھے۔ "قم" میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور میں پلے بڑھے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں۔ کئی مفید کتابیں لکھیں۔ ۸۵۰ھ = ۱۴۴۶ء کے بعد وفات پائی۔ [کشف الظنون ۲: ۱۱۹۵، الاعلام ۲: ۲۱۶]

تفسیر کا انداز

تفسیر نیشاپوری امام فخر الدین رازی کی تفسیر کا خلاصہ ہے۔ مفسر نے اس میں دوسری تفاسیر سے مفید اضافے کیے ہیں۔ جن آیات کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، پہلے اُن کو ذکر کر کے التزام کے ساتھ قراءتیں تحریر کرتے ہیں۔ ہر قراءت کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ یہ کس قاری کی طرف منسوب ہے۔ قراءات لکھنے کے بعد مقاماتِ وقف کی نشان دہی کر کے اُس کی وجہ بتاتے ہیں۔ تفسیر کے تحت سب سے پہلے سابقہ آیات کے ساتھ موجودہ آیات کا ربط لکھتے ہیں اس میں بالکل امام رازی جیسا طریقہ کرتے ہیں۔

آپ اپنی اس تفسیر میں وہ سب کچھ ذکر کرتے ہیں جن کا تفسیر کے طالب علم کو ضرورت ہوتی ہے۔ فصاحت و بلاغت کے مسائل سے لے کر فقہی مذاہب کی تفصیل اور اُن کے دلائل و براہین تک کا ذکر کرتے ہیں۔ مفسر نے اپنی کتاب کے مصادر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وقد تضمَّنَ كتابي هذا حاصل التفسير الكبير الجامع لأكثر التفاسير جُلَّ كتاب الكشاف الذي رُزِقَ له القبول مِن أساتذة الأطراف و الأكناف، واحتوى مع ذلك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

على النكت المستحسنة الغريبةِ والتأويلات المحكمة العجيبة مما لم يوجد في سائر تفاسير الأصحاب‘أو وُجِدَت متفرقة الأسباب أو مجموعة طويل الذيول و الأذناب.

[غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۶:۲۰۶]

’’میری یہ کتاب امام رازی کی تفسیر کبیر کا خلاصہ ہے جو اکثر کتبِ تفسیر کی جامع ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں نے اس میں تفسیر کشاف کے اکثر مباحث کو سمولیا ہے جسے اَطراف واَکناف کے اساتذہ سے قبولیت کا درجہ حاصل ہے۔اور یہ ایسے پسندیدہ‘محکم اور عجیب نکات وتأویلات پر مشتمل ہے جس سے دیگر تفاسیر کا دامن یا تو بالکل خالی ہے‘یا وہ اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے منتشر طور پر ملتے ہیں اور یا اُن کی عبارت بڑی طویل ہیں۔‘‘

احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں: أمّا الأحاديثُ فإمّا من الكتب المشهورة كجامع الأصول و المصابيح وغيرهما‘وإمّا من كتاب الكشاف و التفسير الكبير ونحوهما إلّا الأحاديث الموردة في الكشاف في فضائل السورة فإنّا قد أسقطناها لأن النُّقَّاد قد زَيَّفُوها.[غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۶:۲۰۶]

’’جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ میں نے حدیث کی مشہور کتب سے لی ہیں جیسے جامع الاصول (۱) اور المصابیح (۲) وغیرہ۔بعض احادیث کشاف اور تفسیر کبیر سے مأخوذ ہیں۔البتہ تفسیر کشاف میں جو احادیث سورتوں کے فضائل سے متعلق مذکور ہیں میں نے اُن سے احتراز کیا ہے اس لیے کہ ناقدین حدیث نے اُسے کمزور قرار دیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:’’علاماتِ وقف سے متعلق مباحث امام سجاوندی (۳) سے منقول ہیں البتہ میں

---

(۱)جامع الأصول من أحاديث الرسول ﷺ:امام ابن الاثیر الجزری[۵۴۴-۶۰۶ھ]کی تصنیف ہے جو گیارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور محمد حامد الفقی کی تحقیق کے ساتھ دست یاب ہے۔

(۲)مصابیح السُّنّة:امام بغوی ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد[۴۳۳-۵۱۶ھ]کی تصنیف ہے۔چار جلدوں پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر یوسف عبدالرحمن مرعشلی کی تحقیق کے ساتھ دست یاب ہے۔

(۳) محمد بن طیفور غزنوی سجاوندی ابوعبداللہ۔مفسر اور قاری تھے۔وقف وابتداء‘علل القراآت اور تفسیر......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔اسبابِ نزول میں نے جامع الاصول اور واحدی کی تفسیر سے لیے۔لغوی مباحث امام جوہری کی صحاح سے اور تفسیر کشاف و کبیر سے ماخوذ ہیں۔ اور معانی، بیان اور دیگر ادبی مسائل و مباحث المفتاح (۱) اور دیگر عربی کتب سے لیے گئے ہیں۔

[غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۶:۶۰۶-۶۰۷]

آگے لکھتے ہیں: و إني لم أمل في هذا الإملاء إلّا إلى مذهب أهل السنة و الجماعة، فَبَيَّنْتُ أصولهم و وجوه استدلالاتهم بها و ما ورد عليها من الإعتراضات و الأجوبة عنها. و أمّا في الفروع فذكرتُ استدلال كل طائفةٍ بالآية على مذهبه من غير تَعَصُّبٍ و مِراءٍ و جِدالٍ و هِراء. [غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۶:۶۰۷]

''اپنی اس تفسیر کے لکھنے کے دوران میں نے صرف اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کی ترجمانی کی ہے۔میں نے اہل السنۃ کے اصول اور وجوہِ استدلال اس میں ذکر کیے ہیں اور اُن اعتراضات کے جواب دیے ہیں جو اِس مسلک پر وارد کیے جاتے ہیں۔جہاں تک فقہی فروع کا تعلق ہے تو جو استدلال جس جماعت نے کسی آیت سے کیا ہے اُسے میں نے بلانزاع وجدال، بغیر کسی تعصب کے بلاکم وکاست بیان کر دیا ہے۔''

اس تفسیر کی تکمیل کتنے عرصہ میں ہوئی؟ مفسر خود اس کا جواب دیتے ہیں اور لکھتے ہیں: و لقد وفقتُ لإتمام هذا الكتاب في مدةِ خلافةِ علي ﷺ، و كنا نُقَدِّرُ إتمامه في مدة خلافة الخلفاء الراشدين وهي ثلاثون سَنَةً، و لو لم يكن ما اتفق في أثناء التفسير من وجودِ الأسفارِ الشّاسعةِ و عدم الأسفار النّافعة، و مِن غمومٍ لا يُعَدُّ عديدها و هُمومٌ لا يُنادي وليدها لكان يُمكنُ إتمامه في مُدَّةِ خلافةِ أبي بكر ﷺ كما وقع لجار الله العلامة.

[غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۶:۶۰۷]

.....قرآن مجید سے متعلق نہایت مفید کتابیں لکھیں۔۵۶۰ھ = ۱۱۶۵ء کو وفات پائی۔

[الوافی بالوفیات ۳:۱۴۷، ت:۱۱۵۴، الاعلام ۶:۱۷۹]

(۱) مفتاح العلوم: علامہ ابویعقوب یوسف بن ابی بکر محمد بن علی السکاکی [وفات: ۶۲۶ھ] کی نہایت مفید اور قابلِ قدر کتاب ہے۔عام طور پر نہیں ملتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے یہ تفسیر اتنی مدت میں تحریر کی جتنی مدت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تھی (۱)۔ میرا اندازہ تھا کہ میں اس کتاب کی تکمیل خلافتِ راشدہ کی مجموعی مدت یعنی تیس برس میں کروں گا (۲)۔ تفسیر لکھنے کے دوران جو طویل اَسفار اور نا مساعد حالات پیش آئے اور بے شمار غموم و ہموم

---

(۱) یعنی: چار سال اور نو مہینے۔

(۲) حدیث میں وارد ہے: الخلافةُ في أمتي ثلاثون سنة ثم مُلكٌ بعد ذلك ثم قال لي سفينة: أمسك خلافة أبي بكر رضي الله عنه، ثم قال: و خلافة عمر رضي الله عنه و خلافة عثمان رضي الله عنه ثم قال لي: أمسك خلافة عليٍّ رضي الله عنه، قال: فوجدناها ثلاثين، قال سعيد: فقلتُ له: إن بني أمية يزعمون أن الخلافة فيهم، قال: كذبوا بنو الزرقاء، بل هم ملوكٌ من شر الملوك.

[سنن ترمذی، کتاب الفتن [۳۴] باب ماجاء فی الخلافۃ [۴۸] حدیث: ۲۲۲۶]

''میرے بعد خلافت ۳۰ سال تک رہے گی، اس کے بعد ملوکیت ہو جائے گی، پھر سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ آپ خلافتِ سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ، خلافتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، خلافتِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور خلافتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حساب کر لیں۔ ہم نے جب حساب کیا تو وہ ۳۰ سال بنتے ہیں۔ سعید [حدیث کے راوی] نے کہا: کہ میں سے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنو امیہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اُن میں بھی خلافت ہے، اس پر سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ وہ برے بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں۔''

لیکن یہ روایت شدید ضعیف ہے، اس لیے کہ اس کے ایک راوی سعید بن جمہان مختلف فیہ راوی ہیں۔ کچھ محدثین نے اُن کی توثیق کی ہے لیکن امام ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: شیخ ہیں، اس کی روایت لکھی جائے مگر اُس سے استدلال نہیں پکڑی جا سکتی۔ [الجرح والتعدیل ۴: ۱۰، ترجمہ: ۳۰]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام ابن معین فرماتے ہیں: [رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا] سفینہ رضی اللہ عنہ سے بعض ایسی احادیث نقل کرتے ہیں، جو اُن کے سوا کسی اور نے نقل نہیں کیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اُن کی حدیث میں عجیب باتیں ہوتی ہیں۔ امام ساجی فرماتے ہیں کہ اُن کی روایت کا کوئی شاہد و متابع نہیں ہوتا۔

[تہذیب التہذیب ۴: ۱۳، ترجمہ: ۲۳۷۲]

جب کہ صحیح حدیث میں سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

[صحیح بخاری، کتاب الاحکام [۹۴] باب، حدیث: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ [۳۳] باب: الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش [۱] احادیث: ۵-۹ [۱۸۲۱] سنن ابی داوٗد، کتاب المہدی [۳۰] باب [۱] ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوچار ہونا پڑا۔ معاونِ کتب کا فقدان اور عدم دستیابی اس پر مستزاد ہے۔ اگر یہ مشکلات پیش نہ آتیں تو میں یہ تفسیر اتنی مدت میں ختم کر لیتا جس قدر مدتِ خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۱) کی تھی جیسا کہ علامہ جار اللہ نے ایسا ہی کیا تھا۔''

تنبیہ

اَن گنت خوبیوں کے ساتھ اس تفسیر میں غلط تفسیر بھی کی جاتی ہے، مثلاً: آیت کریمہ: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ [سورۃ البقرۃ۲:۲۵۵] کے تحت لکھتے ہیں:

......احادیث: ۴۲۷۹-۴۲۸۰ سنن ترمذی، کتاب الفتن [۳۴] باب ماجاء فی الخلفاء [۴۶] حدیث: ۲۲۲۳]

''اسلامی حکومت اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی [اور خلافت کا نظام چلتا رہے گا] جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ ہوں۔ [سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ] پھر رسول اللہ ﷺ نے آہستہ آواز سے کوئی بات کہی جس کو میں نہ سن سکا لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟ اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔''

امام ابن ابی العز دمشقی حنفی [ولادت: ۷۳۱ھ=۱۳۳۱ء- وفات: ۷۹۲ھ=۱۳۹۰ء] نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: وكان الأمر كما قال النبي ﷺ و الاثناعشر الخلفاء الراشدون الأربعة، و معاوية رضي الله عنه وابنه يزيد، وعبدالملك بن مروان، وأولاده الأربعة، وبينهم عمر بنُ عبدالعزيز ثم أخذ الأمر في الإنحلال. وعند الرافضة أنَّ أمر الأمة لم يزل في أيام هؤلاء فاسداً مُنَغَّصاً، يتولى عليهم الظالمون المعتدون، بل المنافقون الكافرون، وأهلُ الحقِّ أذلُّ من اليهود!! وقولُهم ظاهرُ البُطلانِ، بل لم يزل الإسلامُ عزيزاً في ازدِيادٍ في أيام هؤلاء الاثني عشر.

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ ۲: ۷۳۶-۷۳۷، شرح الفقہ الاکبر، ملا علی قاری: ۷۰]

''جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہی واقع بھی ہوا اور بارہ خلفاء میں: چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، اُن کے بیٹے یزید، عبدالملک بن مروان اور اُن کے چار بیٹے [ولید، سلیمان، یزید اور ہشام] اور اُن کے درمیان عمر بن عبدالعزیز ہیں اور روافض کے نزدیک امت کا حال ان خلفاء کے زمانہ میں فاسد اور گدلا رہا اور ان پر حد سے تجاوز کرنے والے ظالم مسلط رہے، بلکہ منافق اور کافر مسلط رہے اور اہلِ حق یہود سے بھی زیادہ ذلیل رہے اور ان [روافض] کا یہ قول واضح طور پر باطل ہے، بلکہ اصل حقیقت اور واقعی بات یہ ہے کہ ان بارہ خلفاء کے زمانہ میں اسلام برابر معزز رہا اور برابر ترقی کرتا رہا۔''

(۱) یعنی: دو سال تین مہینے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَعْلَمُ﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ﴾ مِن أَوَّلِيَّاتِ الأمورِ قبل خلقِ الخلائق كقوله ﷺ: أَوَّلُ ما خلق الله نوري، أَوَّلُ ما خلق الله العقلَ، وأنَّ الله خلق الأرواح قبل الأجساد بالفي عامٍ. [غرائب القرآن ورغائب الفرقان ۱۹:۲]

"﴿يَعْلَمُ﴾ جانتے ہیں محمد ﷺ ﴿مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ﴾ مخلوق کی پیدائش سے پہلے اولیاتِ اُمور جیسا کہ حدیث میں ہے: أَوَّلُ ماخلق الله نوري (۱)۔

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔"

اور: أَوَّلُ ما خلق الله العقلَ (۲)۔

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا۔"

اور: أنَّ الله خلق الأرواح قبل الأجساد بالفي عامٍ (۳)۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اَرواح کو اَجساد سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا۔"

---

(۱) مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: وقد اشتهر بين القصاص: أول ما خلق الله نوري، وهو حديث لم يثبت. [الآثار المرفوعة في الاخبار الموضوعة: ۱۰۰]

"قصہ گو واعظین میں "أول ما خلق الله نوري" مشہور ہے حالانکہ یہ حدیث ثابت نہیں۔"

(۲) پوری حدیث اس طرح ہے: أول ماخلق الله العقل فقال له: أقبل، فأقبل ثم قال له: أدبر فأدبر ثم قال: وعزتي وجلالي ماخلقت خلقاً أكرم عليَّ منك بك آخذ وبك أعطي، وبك أثيب، وبك أعاقب. [إحياء علوم الدين ۱:۸۳، ۴:۳]

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کر کے اُسے فرمایا: میرے سامنے آ، وہ سامنے آ گئی پھر فرمایا: چلی جا وہ چلی گئی، پھر فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے تجھ سے زیادہ عزیز کوئی چیز پیدا نہیں کی، تیری وجہ سے میں لوگوں کو پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے اُن کو عذاب دوں گا۔"

اس روایت کے بارے میں حافظ عراقی لکھتے ہیں: اس کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں سیدنا ابوامامہ ؓ سے اور امام ابو نعیم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً نقل کیا ہے لیکن دونوں کی سند میں ضعف و کمزوری ہے۔ [المغنی عن حمل الاسفار ۱:۸۳]

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: حدیث جاننے والے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ [جامع الرسائل ۱:۱۶۸]

(۳) قاضی شوکانی لکھتے ہیں: اس کی اسناد میں عبداللہ بن ایوب بن ابی علاج ہے اور یہ دونوں باپ بیٹے کذاب ہیں۔ [الفوائد المجموعۃ: ۳۸۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر الجلالین

تفسیر جلالین درس نظامی (۱) میں پڑھائی جانے والی کتاب ہے' جسے دو علماء نے ترتیب دیا ہے:

۔۱: جلال الدین محمد بن احمد المحلی [پیدائش ۷۹۱ھ=۱۳۸۹ء' وفات: ۸۶۴ھ=۱۴۵۹ء]

۔۲: جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی [پیدائش ۸۴۹ھ=۱۴۴۵ء' وفات: ۹۱۱ھ=۱۵۰۵ء]

جلال الدین محمد بن احمد المَحلِّی

جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد المحلی ۔۷۹۱ھ=۱۳۸۹ء کو مصر میں پیدا ہوئے۔ فقہ' کلام' اصول اور نحو و منطق وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ بہت زیادہ ذہین تھے اور کہا کرتے تھے کہ

أنا فهمي لا يقبل الخطأ. [حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ ۱:۲۷۱' ت:۲۰۰]

''میرا ذہن غلط بات کو قبول نہیں کرتا۔''

اسی ذکاوت اور ذہانت کے باوجود اُن کا حافظہ بڑا کمزور تھا۔ ایک چھوٹا سا جزو حفظ کیا تو بخار چڑھ گیا۔ سلفی المشرب اور فقید المثال تھے۔ بڑے اور مال دار لوگوں کو اپنے پاس آنے نہ دیتے۔ مدرسہ نویدیۃ میں فقہ کے استاذ تھے۔ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ تجارت ذریعہ معاش تھا۔ بہت سی مفید کتابیں لکھیں۔ وفات ۸۶۴ھ=۱۴۵۹ء کو ہوئی۔

[حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ ۱:۲۷۱' ت:۲۰۰' الاعلام ۵:۳۳۳]

---

(۱) اس سلسلہ درس کے بانی ملا قطب الدین شہید سہالوی ہندی ہیں جن کی شہادت ۱۱۰۳ھ کو زمین کے تنازعہ میں ہوئی۔ اُن کے چار بیٹے ہوئے جو سب کے سب عالم و فاضل تھے۔ اپنے والد کے وضع کردہ نظام درس میں سب نے بھرپور حصہ لیا جس میں بڑا حصہ اُن کے فرزند ملا نظام الدین سہالوی کا ہے جو ایک متبحر عالم دین' فقیہ' فلسفی' شارح اور ایک ممتاز مدرس تھے۔ ملا نظام الدین کی وفات ۱۱۶۱ھ=۱۷۴۸ء کو ہوئی۔

[الاعلام ۸:۴۴' تذکرہ علمائے ہند: ۳۹۰' ت: ۴۳۷' ۵۲۵' ت: ۶۰۸' اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۲:۳۵۵]

☆سہالی: لکھنؤ کے قریب ایک قصبہ ہے۔ [تذکرہ علمائے ہند: ۳۹۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر الجلالین کا قضیہ

جلال الدین المحلی نے تفسیر الجلالین کو سورۃ الکہف سے سورۃ الناس تک تحریر کی پھر سورۃ الفاتحۃ سے آغاز کیا اور ابھی یہ سورۃ ہی ختم کر پائے تھے کہ وفات پا گئے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں:

وأجَلُّ كتبه التي لم تكمل تفسير القرآن' كتب منه من أول الكهف إلى آخر القرآن في أربعة عشر كُرَّاساً...... وكتب على الفاتحةِ وآياتٍ يسيرةٍ من البقرة' وقد أكملته بتكملةٍ على نمطِه من أول البقرة إلى آخر الإسراء. [حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ ۱:۳۷۱' ت:۲۰۰]

''اُن کی نامکمل کتابوں میں بڑی اور جلیل القدر کتاب ''تفسیر القرآن'' ہے جسے انہوں نے سورۃ الکہف سے سورۃ الناس تک چودہ اجزاء میں تحریر کی۔ سورۃ الفاتحۃ کی پوری اور سورۃ البقرۃ میں چند آیات کی تفسیر لکھ چکے تھے کہ وفات پائی جس کی تکمیل میں نے اُن ہی کے نمط اور طریقہ پر سورۃ البقرۃ سے لے کر سورۃ بنی اسرائیل کے آخر تک کی (۱)۔''

حافظ سیوطی یہ بھی لکھتے ہیں: هذا ما اشتدَّت إليه حاجة الراغبين في تكملة تفسير القرآن الكريم...... وهو من أول سورة البقرة إلى آخر الإسراء بِتَتِمَّةٍ على نمطه. [تفسیر الجلالین:۲]

''چاہنے والوں کی طرف سے امام محلی کی تفسیر کا تکملہ لکھنے کا مطالبہ شدت پکڑ گیا تو میں نے اُن کے نمط اور انداز میں سورۃ البقرۃ سے سورۃ بنی اسرائیل کے آخر تک کا تتمہ لکھا۔''

انہوں نے یہ بھی لکھا کہ: وألَّفْتُهُ في مُدَّةِ قَدرِ مِيعَادِ الكليم...... وهو في الحقيقةِ مستفادٌ من الكتاب المكمل' وعليه في الآي المتشابهة الإعتماد والمعول.

[تفسیر الجلالین: ۲۹۳-۲۹۴]

''میں نے یہ تفسیر اُتنی مدت میں تحریر کی جتنی مدت سیدنا کلیم اللہ علیہ السلام نے طور پر گزاری (۲) اور

(۱) اس تناظر میں ملا کاتب چلپی کی یہ بات نادرست ہے جو لکھتے ہیں:

وكان المحلي لم يفسر الفاتحة. [کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۱:۴۴۵]

''جلال الدین المحلی نے سورۃ الفاتحۃ کی تفسیر نہیں لکھی تھی۔''

(۲) یعنی: چالیس دِن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری یہ تفسیر حقیقت میں اُن کی کتاب سے مستفاد ہے اور میں نے متشابہات کی تفسیر میں اُسی پر اعتماد کیا ہے۔''

تفسیر الجلالین اور اسرائیلیات

[۱] آیت کریمہ: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ [سورة البقرة ۲:۳۵] کے تحت لکھتے ہیں:

وهي الحنطةُ أو الكرم أو غيرهما. [تفسیر الجلالین:۷]

''یہ گندم یا انگور وغیرہ کا درخت تھا۔''

اس درخت کے تعین میں مفسرین نے کئی اور اقوال بھی نقل کیے ہیں لیکن قرآن مجید اور صحیح احادیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ وہ کون سا درخت تھا اس لے مفسر ابن جریر نے لکھا ہے کہ:

ولم يضع الله جل ثناؤه لعباده المخاطَبين بالقرآن دلالةً على أيِّ أشجار الجنة كان نَهيُه آدم أن يقربها 'بنَصٍّ عليها بإسمها' ولا بدلالةٍ عليها...... ولا علم عندنا بأي شجرةٍ كانت على التعيين ' لأنَّ الله لم يضع لعباده دليلاً على ذلك في القرآن ' ولا في السنة الصحيحة فأنَّى يأتي بذلك؟...... وذلك علمٌ إذا عُلِمَ لم ينفع العالم به علمه' وإن جهله جاهلٌ لم يضره جهله به. [تفسیر ابن جریر ا:۲۷۰-۲۷۱' تفسیر ابن کثیر ا:۳۶۵-۳۶۶]

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مخاطبین کو اس بات کی وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کون سا درخت تھا جس سے سیدنا آدم علیہ السلام منع کیے گئے تھے۔ نہ تو اس کا نام معلوم ہے اور اُس کی طرف کوئی اشارہ موجود ہے۔...... ہمارے پاس کوئی بھی علم نہیں جس کی بنیاد پر ہم کہہ سکیں کہ معین طور پر یہ کون سا درخت تھا۔ اس کا ذکر نہ تو قرآن مجید میں ہے اور نہ صحیح احادیث میں!! تو کوئی کہاں سے بتا دے کہ یہ کون سا درخت تھا؟...... یہ ایک ایسا علم جو اپنے جاننے والے کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اسی طرح اس سے بے خبری بھی مضر نہیں۔''

[۲] آیت کریمہ: فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ [سورة البقرة ۲:۵۴] کے تحت لکھتے ہیں: فوفَّقكم لفعل ذلك وأرسل عليكم سَحابَةً سوداءَ لئلا يبصر بعضكم بعضا فيرحمه حتى قُتِلَ منكم نحو سبعون ألفا. [تفسیر الجلالین:۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ کام کرنے کی توفیق دی۔ اُس نے تمہارے اوپر کالے بادل بھیجے تاکہ تم ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکو اور ایک دوسرے پر رحم نہ کر سکو۔ تم میں سے اُس روز ستر ہزار افراد قتل کیے گئے۔''

یہ اسرائیلی روایت قطعاً بے بنیاد اور نا قابل استدلال ہے اس لیے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ بنی اسرائیل کی تعداد اس حد تک پہنچی ہو۔ علامہ ابن خلدون (۱) لکھتے ہیں: فالذي بين موسى و إسرائيل إنما هو أربعةُ آباء على ما ذكره المُحَقِّقُونَ فإنه موسى بن عمران بن يصْهُر بن قاهِث ابن لاوي بن يعقوب، وهو إسرائيل اللّهِ، هكذا نسبه في التوراة، والمُدَّةُ بينهما على ما نقله المسعوديُّ قال: دخل إسرائيل مصرَ مع ولده الأسباط وأولادهم حين أتوا إلى يوسف سبعين نفساً، وكان مَقامهم بمصر إلى أن خرجوا مع موسى عليه السلام إلى التِّيهِ مئتين وعشرين سَنَةً تَتَداوَلُهم مُلوكُ القِبطِ مِن الفراعنةِ، ويَبْعُدُ أن يَتَشَعَّبَ النَّسلُ في أربعةِ أجيالٍ إلى مثل هذا العدد. [مقدمة ابن خلدون ۱:۹۳-۹۵]

''سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا اسرائیل [یعقوب علیہ السلام] کے مابین محققین کی روایت کے مطابق صرف چار پشتوں کا فاصلہ ہے اس طرح کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے ہیں، وہ یصہر کے، وہ قاہث کے، وہ لاوی کے اور وہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے جو اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئے۔ [!] آیت کریمہ: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ [سورۃ البقرۃ ۲:۳۵] کے تحت لکھتے ہیں:۔ توراۃ میں اُن کا نسب اسی طرح مذکور ہے اور اِن چار پشتوں کی مدت مسعودی (۲) نے دو سو بیس

(۱) عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد، ابوزید، حضرمی، اکندی۔ سیدنا وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے تھے۔ فلسفہ تاریخ کے امام تھے۔ تیونس میں ۷۳۲ھ = ۱۳۳۲ء کو پیدا ہوئے، اور یہیں پلے بڑھے۔ حصول علم ومعاش کے سلسلے میں فاس، غرناطہ، تلمسان اور قاہرہ گئے۔ مصر میں دوبار قاضی قضاۃ رہے۔ ۸۰۸ھ = ۱۴۰۶ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔

[الضوء اللامع ۴:۱۴۵، الاعلام ۳:۳۳۰]

(۲) علی بن حسین بن علی ابوالحسن مسعودی، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ بغداد سے تعلق تھا۔ کچھ عرصہ کے لیے مصر میں رہائش پذیر رہے۔ معتزلی تھے۔ مصر میں ۳۴۶ھ = ۹۵۷ء کو وفات پائی۔

[فوات الوفیات ۲:۸۱، ت:۳۳۶، الاعلام ۴:۲۷۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برس کی بتائی ہے۔ یہ اس وقت سے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام مع اوپنی اولاد کے ستر افراد کے ہمراہ مصر میں جا کر اُترے اور یہ وہیں رہتے بستے رہے اور ملوکِ قبطی فراعنہ کے پنجہ میں پھنسے رہے یہاں تک کہ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیشوائی میں میدان تیہ کی طرف نکلے تو کس قدر بعید از قیاس ہے کہ اُن کی نسل محض چار پشتوں میں بڑھ کر اس تعداد تک پہنچ جائے۔''

[مقدمہ ابن خلدون، اردو: ۳۵، مترجم: مولانا سعد خان یوسفی]

[۳] آیت کریمہ: فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا [سورۃ البقرۃ ۲:۷۳] کے تحت لکھتے ہیں:

فضُرِبَ بِلِسَانِها أو عَجْبِ ذَنَبِهَا فَحَيِيَ. [تفسیر الجلالین: ۱۱]

''تو اُسے اُس کی زبان یا دُم سے مارا گیا سو وہ زندہ ہوا۔''

اس میں مفسرین نے کئی قول لکھے ہیں جن کی بنیاد کسی شرعی دلیل پر نہیں ہے اس لیے مفسر ابن جریر لکھتے ہیں: قال أبو جعفر: والصوابُ من القول عندنا في تأويل قوله: فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا أن يقال: أمرهم اللّٰه جَلَّ ثناؤهُ أن يضربوا القتيل ببعض البقرة لِيُحيَا المضروب، ولا دلالة في الآيةِ، ولا في خبرٍ تقومُ به حُجَّةٌ على أيِّ أبعاضها التي أمر القوم أن يضربوا القتيل به...... ولا يضُرُّ الجهلُ بأي ذلك ضربوا القتيل، ولا ينفع العلم به، مع الإقرار بأنَّ القوم قد ضربوا القتيلَ ببعضِ البقرة بعد ذبحها فأحياهُ اللّٰه.

[تفسیر ابن جریر ۱: ۴۰۳-۴۰۴]

''ابوجعفر [مفسر ابن جریر کی کنیت ہے] کہتا ہے: ہمارے نزدیک 'فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا'' کی درست تفسیر و تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حکم دیا کہ گائے کے کسی حصے سے مردے کو مارو تا کہ وہ زندہ ہو جائے۔ آیت کریمہ میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ثابت ہو کہ وہ حصہ کون سا تھا اور نہ اس سلسلے میں کوئی صحیح اور قابل حجت حدیث وارد ہے۔...... اس کا جہل مضر نہیں کہ گائے کے کون سے حصے سے اُسے مارا گیا اور اس کا علم بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا بس صرف یہ اقرار چاہیے کہ لوگوں نے گائے کو ذبح کر کے اُس کے کچھ حصہ سے مردے کو مارا تو اللہ نے اُسے زندہ کیا۔''

[۴] آیت کریمہ: وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۲۴] کے تحت کلمات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قيل:هي مناسك الحجّ‘ وقيل: المضمضةُ و الإستنشاقُ و السِّواكُ‘ وقصُّ الشاربِ‘ وفَرْقُ الشَّعرِ‘ و قلم الأظفارِ‘ ونتفُ الإبط‘ وحلقُ العانة‘ والختان والإستنجاء.[تفسير الجلالين:۱۹]

''کہا گیا ہے کہ اس سے مراد مناسکِ حج ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ چیزیں ہیں: منہ میں پانی ڈالنا‘ ناک میں پانی ڈالنا‘ مونچھیں کاٹنا‘ بالوں میں مانگ نکالنا‘ ناخن کاٹنا‘ بغلیں صاف کرنا‘ زیرناف بال کٹوانا‘ ختنہ اور استنجاء کرنا۔''

حالانکہ مناسکِ حج کے علاوہ باقی سب چیزیں خصائل فطرت میں سے ہیں جس میں ابتلاء کی کوئی حکمت معلوم نہیں ہوتی اس لیے کہ یہ کام تو سارے مہذب انسان کر لیتے ہیں اور خود حافظ سیوطی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کلمات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اُن کی ابتلاء ان اُمور میں کی گئی: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی قوم سے جدائی، جب اُنہیں اس کا حکم دیا گیا۔ نمرود کے سامنے توحید اور حق بات کہنا‘ اللہ تعالیٰ کے لیے آگ کی تکلیف برداشت کرنا‘ ہجرت کرنا اپنے بیٹے کی قربانی دینا وغیرہ۔[الدر المنثور ۱:۲۴۵-۲۴۶]

[۵] آیت کریمہ: اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ [سورۃ البقرۃ۲:۲۴۸] کے تحت لکھتے ہیں:

الصُّندوقُ كان فيه صُوَرُ الأنبياءِ‘ أنزله على آدم واستَمَرَّ إليهم فغلبهم العمالقةُ عليه وأخذوهُ وكانوا يستفتحون به على عدوهم ويقدمونه في القتال.[تفسير الجلالين:۴۰]

''اس صندوق میں انبیاء علیہم السلام کی تصاویر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سیدنا آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اور ہمیشہ سے بنی اسرائیل کے ساتھ آتا رہا یہاں تک کہ عمالقہ نے اُن سے یہ صندوق چھین لیا۔ بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائیوں میں آگے رکھتے اور اس کے ذریعے وہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی کی دعاء کرتے تھے۔''

حافظ سیوطی کی طرح دوسرے مفسرین نے بھی یہی کچھ لکھا ہے لیکن یہ اسرائیلی روایات ہیں۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث اس بارے میں خاموش ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام اور تفسیر الجلالین

سیدنا یوسف علیہ السلام

ارشادِ ربانی ہے: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۴]

''اور اُس عورت نے اُس [سیدنا یوسف علیہ السلام] کا قصد کیا اور وہ [سیدنا یوسف علیہ السلام] بھی اُس [عورت] کا قصد کرتا' اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل و برہان نہ دیکھتا [لیکن رب کا برہان دیکھ لیا' اس لیے قصد تک نہ کیا]۔''

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: قصدتْ منه الجماع 'وَهَمَّ بِهَا قصدَ ذٰلك 'لَوْلَا اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: مُثّلَ له يعقوب علیہ السلام فضرب صدره 'فخرجت شهوته مِن أنامله ' و جوابُ لولا لَجَامَعَهَا. [تفسیر الجلالین: ۲۳۸]

''اس عورت نے سیدنا یوسف علیہ السلام سے جماع کرنے کا ارادہ کیا اور وہ بھی اس کا قصد کرتے اگر اپنے رب کی دلیل و برہان نہ دیکھتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اُنہیں سیدنا یعقوب علیہ السلام دکھائی دیے' جنھوں نے اُن کے سینے پر ہاتھ مارا تو اُن کی شہوت اُن کی انگلیوں میں سے نکل گئی۔ لَوْلَا کا جواب لَجَامَعَهَا محذوف ہے [اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ اُس سے جماع کر لیتے]۔''

اس آیت کا سادہ سادہ مطلب یہ ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی برہان دیکھی اور اس ارادہ فاسدہ سے محفوظ رہے اور برہان عصمتِ نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے نفوسِ طاہرہ کا اخلاقِ ذمیمہ و افعالِ رذیلہ سے پاک پیدا کیا ہے اور اخلاق شریفہ طاہرہ مقدسہ پر اُن کی خلقت فرمائی ہے اس لیے وہ ہر نا کردنی فعل سے باز رہتے ہیں۔

امام ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: والبرهانُ الذي رآه يوسف علیہ السلام هو ما آتاه الله تعالى من العلم الدَّالِّ على تحريم ما حَرَّمه الله' والله لايُمَكِّنُ الهَمَّ به فضلاً عن الوقوع فيه.

[البحر المحیط ۵:۲۹۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا یوسف علیہ السلام نے زنا کے حرام ہونے کی دلیل و برہان پر قانع تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ فعل نہایت قبیح جرم ہے' اُنہوں نے اس کا ارادہ تک نہیں کیا' اس فعل کا وقوع تو درکنار۔''

سید آلوسی بغدادی برہان کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أي: حُجَّتُه الباهِرة الدّالّة على كمال قبح الزنا و سوء سبيله' والمراد برؤيته لها كمال إيقانه بها و مشاهدته مشاهدةً واصلةً إلى مرتبة عين اليقين. [روح المعانی ۱۲:۲۷۲]

''یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ ظاہر باہر برہان وحجت جو زنا کی قباحت پر دال ہے اور یہ کہ یہ نہایت قبیح فعل ہے' اور برہان دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اُنہوں نے اس کا ایسا کامل مشاہدہ فرمایا کہ عین الیقین کے درجہ تک پہنچ گئے۔''

اس اعتراض کا مکمل' مدلل اور کافی شافی جواب آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

زلیخا سے سیدنا یوسف علیہ السلام کا نکاح

ارشاد ربانی ہے: وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ. [سورۃ یوسف ۱۲:۵۶]

''اور اسی طرح ہم نے یوسف [علیہ السلام] کو ملکِ [مصر] میں جگہ دی۔''

اس آیت کے تحت حافظ سیوطی لکھتے ہیں: وفي القصةِ أن الملك تَوَجَّهَ وخَتَّمَهُ وولّاهُ مكان العزيز' وعزله' ومات بعده' فزوجه امرأته زليخا' فوجدها عذراء' وولدت له ولدَيْنِ.

[تفسیر الجلالین:۳۴۲]

''قصہ میں ہے کہ بادشاہِ مصر نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو تاج پہنایا' اُنہیں مہرِ حکومت دی اور عزیز کی جگہ اُنہیں مقرر کیا۔ عزیز کو معزول کیا جو کچھ مدت بعد مر گیا تو انہوں نے عزیز کی بیوہ زلیخا سے شادی کی' جسے پھر سے جوانی دی گئی تھی' اور اُس کے بطن سے اُن کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔''

ناظرین کرام! آپ اس جھوٹی بات کے بارے میں پہلے پڑھ چکے ہیں۔

سیدنا داود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۞ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ....... [سورۃ ص ۳۸:۲۱-۲۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بھلا تمہارے پاس اُن جھگڑنے والوں کی بھی خبر آئی ہے جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے میں داخل ہوئے، جس وقت داؤد [علیہ السلام] کے پاس آئے تو وہ اُن سے گھبرا گیا۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین محلی لکھتے ہیں: كان له تسعٌ وتسعون امرأةً، وطلب امرأةَ شخصٍ ليس له غيرها وتزوَّجها ودخل بها. [تفسیر الجلالین:۴۵۴]

''آپ علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں، اور انہوں نے ایک ایسے شخص سے اُس کی بیوی کا مطالبہ کیا جس کی ایک ہی بیوی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اُس سے نکاح کیا اور مباشرت کی۔''

یہ وہی فرسودہ اسرائیلی روایت ہے، جس کا تفصیلی تذکرہ پہلے کیا گیا ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ: قد ذكر المفسرون ههنا قصةً أكثرها مأخوذٌ من الإسرائيليات ولم يثبت فيها عن المعصوم ﷺ حديثٌ يجب إتِّباعه. [تفسیر ابن کثیر۱۲:۸۱-۸۲]

''مفسرین نے یہاں ایک قصہ نقل کیا ہے، جس کا زیادہ تر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں نبی معصوم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جس کی اتباع لازم ہو۔''

اور جس کے بارے میں مفسرین نے سیدنا علی علیہ السلام کے حوالے سے لکھا ہے کہ: مَن حَدَّثكم بحديث داؤد علیہ السلام على ما يرويه القصاص جلَدْتُه مائة وستين، وهو حد الفرية على الأنبياء. [تفسیر مدارک ۳:۱۴۸۳، تفسیر ابی السعود ۷:۲۲۲، تفسیر بیضاوی ۵:۲۷-۲۸]

''جو شخص سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق ایسی بات کرے جس طرح قصہ گو کیا کرتے ہیں تو میں اُسے ایک سو ساٹھ دُرّے لگاؤں گا، جو انبیاءِ کرام پر افترا پردازی کرنے والوں کی سزا ہے۔''

امام فخر الدین رازی نے اس قصہ کے متعلق فرمایا ہے کہ: والذي أدِينُ به وأذهبُ إليه أنَّ ذلك باطلٌ ويدلُّ عليه وُجوهٌ: **الأول**: أن هذه الحكاية لو نُسِبَتْ إلى أفسق الناسِ و أشدهم فُجُوراً لاستنكف منها، والرجل الحشوي الخبيث الذي يُقرر تلك القصة لو نُسِبَ إلى مثل هذا العمل لبَالَغَ في تنزيه نفسه، وربما لعن من ينسبه إليها وإذا كان الأمر كذلك فكيف يليق بالعاقل نسبة المعصوم إليه. **والثاني**: أنَّ حاصل القصة يرجع إلى أمرين: إلى السعي في قتل رجل مسلم بغير حق وإلى الطمع في زوجته، أمَّا الأولُ فأمرٌ منكرٌ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ﷺ:مَن سعى فی دم مسلمٍ ولو بشطر كلمةٍ جاء يوم القيامة مكتوبًا بين عينيه آيِسٌ من رحمة الله، وأما الثاني فمنكرٌ عظيمٌ قال ﷺ:المسلمُ مَن سلم المسلمون من لسانه ويده، وإنَّ أوريا لم يسلم من داؤد علیہ السلام لافي روحه ولا فی منكوحه. والثالث:أنَّ الله تعالى وصف داؤد علیہ السلام قبل ذِكر هذه القصة بالصفات العشرة المذكورة، ووصفه أيضاً بصفات كثيرةٍ بعدذِكر هذه القصة، وكلُّ هذه الصفات تُنافِي كونه علیہ السلام موصوفاً بهذا الفعل المنكر والعمل القبيح. [التفسير الكبير ۹:۳۷۷]

''میرا عقیدہ اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ سراسر باطل اور لغو ہے، اور اس کے بطلان کی کئی دلیلیں ہیں، جن میں سے پہلی دلیل یہ ہے اگر ایسی حرکت کسی فاسق ترین شخص کی طرف منسوب کی جائے تو وہ بھی اس کو برداشت نہیں کرے گا اور جس بدبخت حشوی نے ایسی فحش بات اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرف منسوب کی ہے اگر خود اُس پر ایسا الزام لگایا جائے تو وہ اپنی کمینگی اور خباثت طبع کے باوجود اس کی پُرزور تردید کرے گا اور بہتان لگانے والے پر لعنت بھیجے گا۔ ایسا گھناؤنا جرم جسے ایک ادنیٰ درجہ کا اُمتی اپنے لیے پسند نہیں کرتا، ایک نبی کا دامنِ عصمت اُس سے کب آلودہ ہوسکتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس قصہ کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو سیدنا داوٗد علیہ السلام پر دو سنگین جرم ثابت ہوں گے: ایک قتلِ بے گناہ اور دوسرا فعل قبیح، جب کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص کسی ادنیٰ کلمے کی بنیاد پر کسی مسلمان کی قتل میں شریک ہوا تو وہ قیامت کے روز اس حالت میں اٹھے گا کہ اس کی آنکھوں کے مابین لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔''

اور یہ بھی اُن ہی کا ارشاد ہے کہ: ''مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے ضرر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ سے پہلے سیدنا داوٗد علیہ السلام کی دس اعلیٰ صفات، اور اس کے بعد بھی کثیر تعداد میں اُن کے اوصاف جمیلہ بیان کئے ہیں، جو سارے کے سارے اس منکر فعل اور قبیح عمل کے خلاف ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح المعانی

سید محمود آلوسی کی تصنیف ہے۔ پورا نسب نامہ اس طرح ہے: محمود بن عبداللہ، حسینی، آلوسی، شہاب الدین، ابوالثناء، مفسر، محدث اور ادیب تھے۔ ۱۲۱۷ھ=۱۸۰۲ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ سلفی العقیدہ اور مجتہد تھے۔ حصول علم کے لیے بڑے سفر کیے۔ بغداد میں ۱۲۷۰ھ =۱۸۵۴ء کو فوت ہوئے۔ [جلاء العینین: ۷-۸، الاعلام ۷:۱۷۶]

اُن کی تفسیر کا نام روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ہے جسے عرف عام میں روح المعانی کہا جاتا ہے۔ مؤلف نے تفسیر زیر قلم کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کا آغاز سولہ شعبان ۱۲۵۲ھ کو بوقتِ شب کیا اُس وقت میری عمر چونتیس برس تھی، یہ سلطان محمود خان بن سلطان عبدالحمید خان کے عہدِ سلطنت کی بات ہے۔ تفسیر کا اختتام منگل کی شب چار ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ کو ہوا، پھر میں نے اس کے نام کے بارے میں سوچنا شروع کیا مگر کوئی پسندیدہ نام ذہن میں نہ آیا۔ میں نے وزیر اعظم علی رضا پاشا کے سامنے اس مشکل کا اِظہار کیا تو انہوں نے فی الفور اس کا نام رُوحُ الْمَعَانِي فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَالسَّبْعِ الْمَثَانِي تجویز کیا۔'' [روح المعانی ۱:۱۰۲]

سید آلوسی نے اپنی اس تفسیر میں سلف و خلف کے اقوال جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اگر اس کو سابقہ تفاسیر کا خلاصہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا وہ علامہ ابوالسعود عمادی کو شیخ الاسلام، علامہ بیضاوی کو قاضی اور امام فخر الدین رازی کو امام کے لقب سے یاد کرتے ہیں ان تفاسیر کے اقتباسات کو پیش کر کے اُن کو جوں کا توں قبول نہیں کرتے بلکہ اُن پر تنقید اور محاکمہ کرتے اور اپنی رائے کا اِظہار کرتے ہیں۔ فقہی مسائل میں امام رازی پر شدید نقد و جرح کرتے اور امام ابوحنیفہ کے مسلک کی حمایت کرتے ہیں۔ منقولہ عبارات میں سے جن کو مبنی بر صواب سمجھتے ہیں اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔

۱: سید آلوسی اپنی تفسیر میں مسلمانوں کے شرکی افعال پر شدت سے تنقید کرتے ہیں چنانچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ربانی ہے: هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْا أَنَّهُمْ أُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. [سورۃ یونس۱۰:۲۲]

''وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور کشتیاں ہوائے موافق سے چل رہی ہوتی ہیں اور وہ اس میں مگن ہوتے ہیں کہ دفعتہً ایک بادِ تند آتی ہے اور ان پر ہر جانب سے موجیں اُٹھنے لگتی ہیں اور وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ہم ہلاک ہوئے تو وہ اللہ کو پکارتے ہیں، خالص اُسی کی اِطاعت کا عہد کرتے ہوئے کہ اگر تو نے ہمیں اس آفت سے نجات دی تو ہم تیرے شکر گزار بندوں میں سے ہو کر رہیں گے۔''

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: الآية دالةٌ على أن المشركين لا يدعون غيره تعالى في تلك الحال‘ وأنت خبيربأن الناس اليوم‘ إذا اعتراهم أمرٌخطيرٌ وخطبٌ جسيمٌ في برٍ أو بحرٍ دعوامَن لايضرو لاينفع‘ ولايرى ولايسمع‘ فمنهم من يدعوالخضرو إلياس ومنهم من ينادي أبا الخميس والعباس ‘ ومنهم من يستغيث بأحد الأئمة ‘ ومنهم من يضرع إلى شيخ من مشائخ الأمة‘ ولاترى فيهم أحد يَخُصُّ مولاه بتضرعه ودعاه‘ ولا يكاد يمرله ببال أنه لو دعا الله وحده ينجوا من هاتيك الأهوال ‘ فبالله تعالى عليك قل لي أي الفريقين من هذه الحيثية أهدى سبيلاً ‘ وأي الداعين أقوم قيلا؟ وإلى الله المشتكى من زمان عصفت فيه ريح الجهالة وتلاطمت أمواج الضلالة ‘ وخرقت سفينة الشريعة‘ واتخذت الإستغاثة بغيرالله تعالى للنجاة ذريعة‘ وتعذرعلى العارفين الأمربالمعروف‘ وحالت دون النهي عن المنكرصنوف الحتوف. [روح المعانی۱۱:۹۲]

''یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ مشرکین اُس [تکلیف دہ] حالت میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو نہیں پکارتے تھے اور تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ آج کل لوگوں کو تری اور خشکی میں جب کوئی بڑی مصیبت پیش آجاتی ہے تو اُن لوگوں کو بلاتے ہیں جو نہ تو ضرر دے سکتے ہیں اور نہ کوئی فائدہ اور نہ کچھ سن سکتے اور دیکھ سکتے ہیں۔ کوئی سیدنا خضر اور سیدنا الیاس علیہما السلام کو پکارتا ہے اور کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالخمیس اور عباس کو۔ان میں سے بعض ایسے ہیں جوائمہ کو پکارتے ہیں جب کہ بعض ایسے بھی ہیں جو بعض بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ اگر وہ ان مشکل حالات میں اللہ تعالیٰ کو پکارے تو وہ انہیں نجات دے گا۔ تجھے اللہ کی قسم! مجھے بتادیجئے کہ اس [غیر اللہ کو پکارنے کی] حیثیت سے ان دونوں [مشرکوں اور غیر اللہ کو پکارنے والے مسلمانوں] میں کون ہدایت یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس زمانے کی شکایت پیش کی جاتی ہے جس میں جہالت کی ہوا چلی ہے۔ ضلال وگمرہی کی متلاطم موجیں ہیں۔ شریعت کی کشتی پھاڑ دی گئی ہے اور غیر اللہ کی پکار کو نجات کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ علماءِ عارفین کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی ہیں۔''

– ارشاد ربانی ہے: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ. [سورۃ یوسف۱۲:۱۰۶]

''اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس طرح کہ ساتھ ہی اس کے شریک بھی ٹھہرائے ہیں۔''

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وقد يُقال نظراً إلى مفهوم الآية: إنهم مَن يندرجُ فيهم كل مَن أقرّ باللّٰه تعالى وخالقيته مثلاً، وكان مرتكباً ما يعد شركاً كيفما كان، ومن أولئك عبدة القبور، الناذرون لها، المعتقدون للنفع والضر ممن اللّٰه تعالى أعلم بحاله فيها، وهم اليوم أكثر من الدُّودِ. [روح المعانی ۱۲:۵۱۷]

''آیت کے مفہوم کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کے تحت ہر وہ شخص داخل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے خالق ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود کسی قسم کے شرک کا مرتکب ہو جائے۔ ان میں قبروں کے پجاری بھی داخل ہیں جو اُن کے نام کی نذر و نیاز اور منت مانتے ہیں اور اُن سے نفع اور ضرر کا عقیدہ رکھتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کو اُن [جن کے لیے یہ منتیں مانتے ہیں] کا خوب علم ہے۔ یہ قبر پرست آج کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ ہیں۔''

– غیر اسلامی نظریات کی تردید بھی کرتے ہیں، مثلاً: قرآن مجید میں وارد ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ. [سورۃ الحجر ۱۵:۹۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ امرِ یقینی تم پر واضح ہو جائے۔"

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: والمعنی: دُم علی العبادة مادُمت حیاً من غیر إخلال بہا لحظةً، ......ولیس المراد به ما زعمه بعض الملحدین ممایسمونه بالکشف والشهود، وقالوا إن العبد متی حصل له ذلك سقط عنه التکلیف بالعبادة، وهولیست إلّا للمحجوبین ولقد مَرَقوابذلك من الدین، وخرجوامن ربقة الإسلام وجماعة المسلمین.

[روح المعانی ۱۳:۵۵۸]

"اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنی ساری عمر عبادت میں لگے رہو اور لحظہ بھر کے لیے اس میں خلل نہ آنے دو۔ کچھ ملحدین کے اُس زعم کا کوئی اعتبار نہیں جسے وہ کشف والہام کا نام دیتے ہیں کہ جب کسی شخص کو یقین کا یہ رُتبہ حاصل ہو جائے تو پھر وہ عبادت کا مکلّف نہیں رہتا جب کہ صرف مجحوبین ہی ایسے ہیں کہ وہ عبادت کے مکلّف نہیں ہوتے۔ ایسا کہنے والے لوگ دین، اسلام اور مسلمانوں کی جماعت سے بالکل باہر نکلے ہیں۔"

۲: فقہی مسائل کی تحقیق بھی کر لیتے ہیں، چنانچہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً. [سورة النحل ۱٦:۸]

"اور [اُسی نے پیدا کیے] گھوڑے، خچر اور گدھے کہ تم ان پر سوار ہو اور زینت بھی ہیں۔"

وفي العمادية أنه [أي: الإمام أبوحنيفة] رجع عن القول بكراهة أكل لحوم الخيل قبل موته بثلاثة أيام، وعليه الفتوى، وقال صاحباهُ والإمام الشافعي: لابأس بأكل لحوم الخيل. [روح المعانی ۱۴:۳۳]

"عمادیہ[(۱)] میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے گھوڑوں کا گوشت کھانے کا جو مسلک اختیار کیا تھا اپنی وفات سے تین دن قبل آپ نے اس قول سے رجوع کیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ صاحبین[(۲)] اور امام شافعی کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔"

(۱) الفُصول العِمادية: عبدالرحیم بن ابی بکر مرغینانی سمرقندی حنفی کی تصنیف ہے۔ [کشف الظنون ۲:۱۲۷۰]
(۲) احناف کے ہاں صاحبین کا اِطلاق امام ابو یوسف اور امام محمد پر ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- مشکل مقامات میں فیصلہ کن بات بھی کر لیتے ہیں' مثلاً ارشاد ربانی ہے:

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا . [سورة الكهف ۱۸:۱۸]

''اگر تو اُنہیں جھانک کر دیکھتا تو تو اُن سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا۔''

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: والذي يميل القلب إليه عدم وجودهم اليوم' وإنهم إن كانوا موجودين فليسوا على تلك الحالة التي أشار الله تعالى إليها' و أن الخطاب الذي في الآية غير معين' و أن المراد منها الإخبار عن إنهم بتلك الحالة في ذلك الوقت.

[روح المعانی ۱۵:۲۴۲]

''میرا قلبی میلان اس طرف ہے کہ آج اصحاب کہف موجود نہیں اور اگر موجود بھی ہوں تو اُس حال میں نہیں ہوں گے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے۔ آیت کریمہ میں خطاب غیر معین لوگوں کو ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اُس وقت اُن کی یہی حالت تھی۔''

۴- بدعات کے جواز کے لیے کچھ لوگ قرآن مجید سے ناجائز استدلال کرتے ہیں۔ سید آلوسی ایسی مقامات پر خاموش نہیں رہتے اور منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا. [سورة الكهف ۱۸:۲۱]

''جو لوگ اپنے کام پر غالب و قادر تھے انہوں نے کہا: ہم تو اُن کے پاس ایک معبد بنا دیں گے۔''

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: واستدل بالآية على جواز البناء على قبور الصلحاء واتخاذ مسجد عليها و جواز الصلوة في ذلك' وممن ذكر ذلك الشهاب الخفاجي في حواشيه على البيضاوي' وهو قولٌ باطلٌ عاطلٌ فاسدٌ كاسدٌ. فقد روى أحمد و أبو داؤد و الترمذي و النسائي و ابن ماجة عن ابن عباس ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: لعن الله زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسُّرُج (۱) ومسلم: ألا وإن مَن كان قبلكم كانوا يتخذون

(۱) مسند احمد ۱:۲۲۹' ۲۸۷' سنن ابی داود' کتاب الجنائز [۱۵] باب فی زیارة النساءِ القبورَ [۸۲] حدیث: ۳۲۳۶' سنن ترمذی' ابواب الصلاة [۲] باب ماجاء في كراهية أن يَتَّخِذَ على القبر مسجداً [۲۳۸] حدیث: ۳۲۰' سنن نسائی' کتاب الجنائز [۲۱] باب التغليظ في اتخاذ السرج على القبور [۱۰۴] حدیث: ۲۰۴۳'............

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبور أنبيائهم مساجد فإني أنهاكم عن ذلك [(١)] وأحمد عن أسامة رضی اللہ عنہ وهو والشيخان والنسائي عن عائشة رضي الله عنها ومسلم عن أبي هريرة ﷺ: لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد [(٢)] وأحمد والشيخان والنسائي: إن أولئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا على قبره مسجداً وصوروا فيه تلك الصور أولئك شرار الخلق يوم القيامة [(٣)]. وأحمد والطبراني: إن من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم أحياء ومن يتخذ القبور مساجد [(٤)]. وعبدالرزاق: مِن شرار أمتي مَن يتخذ القبور مساجد [(٥)]. وأيضاً: كانت بنو إسرائيل اتخذوا القبور مساجد فلعنهم الله [(٦)] إلى غير ذلك من الأخبار الصحيحة والآثار الصريحة. [روح المعانی ١٥: ٢٦٠-٢٦١]

''کچھ لوگوں نے اس آیت صالحین کی قبروں پر عمارت و مسجد بنانے اور وہاں نماز پڑھنے کے جواز کا استدلال کیا ہے' جیسا کہ شہاب خفاجی نے تفسیر بیضاوی کے حواشی میں لکھا ہے لیکن یہ قول باطل' فاسد اور فضول ہے اس لیے کہ امام احمد' ابوداود' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں [(٧)] اور وہاں سجدہ گاہیں بنانے والوں اور دیے جلانے والوں پر'' اور صحیح مسلم

...... سنن ابن ماجۃ' کتاب الجنائز [٦] باب ماجاء فی النہی عن زیارۃ النساءِ القبورَ [٤٩] حدیث: ١٥٧٥.

(١) صحیح مسلم' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ [٥] باب النہی عن بناء المساجد علی القبور [٣] حدیث: ٥٣٢.

(٢) صحیح بخاری' کتاب الصلاۃ [٨] باب [٥٥] حدیث: ٤٣٦' ٤٣٧' صحیح مسلم' المساجد ومواضع الصلاۃ [٥] باب النہی عن بناء المساجد علی القبور [٣] احادیث: ٥٢٩' ٥٣٠' ٥٣١' ٥٣٢.

(٣) صحیح بخاری' کتاب الصلاۃ [٨] باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ [٤٨] حدیث: ٤٢٧' باب الصلاۃ فی البیعۃ [٥٤] حدیث: ٤٣٤

(٤) مسند احمد ١: ٤٠٥' ٤٣٥ (٥) مصنف عبدالرزاق ١: ٤٠٥' حدیث: ١٥٨٦

(٦) مصنف عبدالرزاق ١: ٤٠٦' حدیث: ١٥٩١

(٧) یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے مگر اس میں السُّرُج کا اضافہ منکر ہے اس لیے کہ یہ باذام کی روایت ہے جسے وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں جب کہ ابوصالح باذام متروک الحدیث ہے۔ محدثین اسے دروغ زن یعنی جھوٹا کہتے ہیں۔ اس نے براہ راست سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں سنی۔ [المجروحین ١: ٢١٠' ت: ١٢٨] =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ: ''خبردار رہو تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بناتے ہوئے آئے ہیں' لیکن میں تم کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں''

اور امام احمد نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے، شیخین (۱) نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام مسلم نے

...... امام ترمذی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں: وقد رأى بعض أهل العلم أن هذا كان قبل أن يرخص النبي ﷺ في زيارة القبور' فلمّا رخص دخل في رخصته الرجال والنساء' وقال بعضهم: إنما كُرِهَ زيارة القبور للنساء لقلة صبرهن و كثرة جزعهن. [سنن ترمذی ۳:۳۷۲]

''بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم رخصت دینے کے قبل تھا' جب رسول اللہ ﷺ نے رخصت دے دی تو مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی رخصت ہوگئی اور بعض علماء نے کہا ہے کہ نہیں' بلکہ عورتوں کو زیارتِ قبور بالکل مکروہ ہے کہ ان کو صبر کم ہوتا ہے اور رونا چیخنا بہت۔''

امام سرخسی لکھتے ہیں: والأصح عندنا أن الرخصة ثابتةٌ في حق الرجال والنساء جميعاً.

[المبسوط' کتاب الاشربۃ' الرخصۃ فی زیارۃ القبور ۲۴:۱۰]

''ہمارے نزدیک صحیح ترین بات یہ ہے کہ زیارتِ قبور کی رخصت واجازت میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔''

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: والأصحُّ أن الرخصة ثابتةٌ لهما. [ردالمحتار ۱:۶۶۵]

''زیادہ صحیح یہ ہے کہ زیارتِ قبور کی رخصت میں [مرد اور عورتیں] دونوں داخل ہیں۔''

علامہ ابن نُجیم لکھتے ہیں: وصُرِّحَ في المجتبى بأنها مندوبةٌ' وقيل: تُحرَمُ على النساءِ' والأصحُّ أن الرخصة ثابتة لهما. [بحرالرائق ۲:۱۹۵]

''مجتبیٰ میں تصریح کی گئی ہے کہ زیارتِ قبور مندوب [مستحب] ہے' کہا گیا ہے کہ عورتوں کے لیے حرام ہے' لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ زیارتِ قبور کی رخصت میں [مرد اور عورتیں] دونوں داخل ہیں۔''

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: لابأس بزيارة القبور وهو قول أبي حنيفة' وظاهر قول محمد يقتضي الجواز للنساء لأنه لم يخص الرجال فيه.

[فتاویٰ ہندیہ ۵:۳۵۰' کتاب الکراہیۃ' الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر]

''زیارتِ قبور پر کوئی پابندی نہیں ہے' یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام محمد کے ارشاد کا تقاضا یہ ہے کہ عورتیں بھی زیارتِ قبور کر سکتی ہیں' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے زیارتِ قبور کی اجازت مردوں تک محدود نہیں کی ہے۔''

(۱) شیخ کا تثنیہ ہے' بہت بڑے عالم کو کہتے ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ میں سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو کہتے ہیں۔ محدثین میں سے امام بخاری اور امام مسلم پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ علمِ کلام کی کتابوں میں اس سے مراد امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ: ''یہود ونصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس لیے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے قبور کو سجدہ گاہ بنایا ہے۔'' امام احمد' شیخین اور نسائی کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ: ''ان لوگوں میں جب کوئی صالح اور نیک مرد وفات پا جاتا تو یہ اُس کی قبر پر سجدہ گاہ بنا لیتے اور اُس کی تصویر اُس میں رکھ لیتے۔ قیامت کے روز یہ ساری مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے۔'' احمد اور طبرانی کی روایت میں ہے: ''لوگوں میں سے بدتر وہ ہیں جن کی موجودگی میں قیامت آ جائے اور وہ لوگ جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں'' مصنف عبدالرزاق میں ہے:

''میری امت میں بدترین لوگ وہ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔'' اور اسی طرح یہ بھی وارِد ہے کہ: ''بنی اسرائیل قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کرتے تھے سو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔'' اسی طرح کئی اور صحیح روایات اور آثار میں بھی یہی منع وارِد ہے۔''

۴- : مصنف علام اس تصنیف میں جا بجا عملی بدعات کی تردید بھی کرتے نظر آتے ہیں' چنانچہ آیتِ کریمہ: وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا [سورۃ الکہف ۱۸: ۱۱۰] کے تحت لکھتے ہیں: ویدخل في العموم قراءة القرآن للموتى بالأجرة فلا ثواب فيها للميت' ولا للقارئ أصلاً و قد عمت البلوى بذلك' والناس عنه غافلون' وإذا نبهوا لا يتنبهون' فإنا لِلّٰهِ وإنا إليه راجعون.

[روح المعانی ۱۵: ۶۰۸]

''اس آیت کے عموم میں اُموات کے لیے اجرت پر قرآن پڑھوانا بھی داخل ہے' اس میں نہ تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ میت کو۔ مسلمان اس میں بکثرت مبتلا ہیں اور تنبیہ کے باوجود بیدار نہیں ہوتے' اس سلسلے میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے۔''

۵- : اہل سنت کے مخالفین کی خبر بھی لیتے ہیں' اس لیے کہ مصنف سلفی المشرب اور سنی العقیدہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا.

[سورۃ الجمعۃ ۶۲: ۱۱]

''اور وہ جب تجارت یا کھیل وتفریح کی کوئی چیز دیکھتے ہیں تو تمہیں کھڑا چھوڑ کر اُس کی طرف چل دیتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وطعن الشيعةُ لهذه الآيةفي الصحابة ﷺبأنهم آثروا دنياهم على آخرتهم حيث انفضوا إلى اللهو والتجارة، ورغبوا عن الصلاة التي هي عماد الدين وأفضل من كثيرمن العبادات لاسيما مع رسول الله، وروي أن ذلك وقع مراراً منهم، و فيه أن كبارالصحابة كأبي بكروعمرو سائرالعشرة المبشرة لم ينفضوا، والقصة كانت في أوائل زمن الهجرة، ولم يكن أكثرالقوم تام التحلي بحِلية آداب الشريعةِ بعدُ، وكان قدأصاب أهل المدينةجوعٌ وغلاءٌوسعرٌفخاف أولئك المنفضون اشتدادالأمرعليهم بشراء غيرهم مايقتات به لولم ينفضوا، ولذا لم يتوعدهم الله تعالى على ذلك بالنار أو نحوها بل قُصارَى مافعل الله سبحانه أنه عاتَبَهُم ووعظهم ونصحهم، ورواية أن ذلك وقع منهم مراراًإن أريدبهارواية البيهقي في شعب الإيمان عن مقاتل بن حيان أنه قال بلغني -والله تعالى أعلم- أنهم فعلوا ذلك ثلاث مراتٍ، فمثلُ ذلك لا يُلتفتُ إليه، ولا يعول عندالمحدثين عليه، وإن أريد بهاغيرها فَلْيُبيّنْ ولِتُثْبَتْ صحته ' وأنى بذلك؟وبالجملة: الطعنُ بجميع الصحابة ﷺ لهذه القصة التي كانت من بعضهم في أوائل أمرهم وقد عقبها منهم عباداتٌ لاتُحصَى سَفَهٌ ظاهِرٌ وجَهْلٌ وَافِرٌ. [روح المعانی ۲۷:۱۵۲]

''اس آیت کے پیش نظر شیعہ نے صحابہ کرام ﷺ پر طعن کیا ہے کہ نماز جیسے دین کے ستون کو چھوڑ کر تجارت اور تفریح جیسے کاموں کی طرف چل دیا کرتے تھے' حالانکہ نماز افضل العبادات ہے خصوصاً جب کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت ورفاقت میں ادا کی جائے اور اُن کے قول کے مطابق صحابہ کرام ﷺ سے یہ فعل کئی مرتبہ سرزد ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حرکت کبار صحابہ مثلاً سیدنا ابوبکر وعمر اور عشرہ مبشرہ ﷺ سے صادر نہیں ہوئی تھی۔ دراصل یہ آغازِ اسلام کا واقعہ ہے جب کہ لوگ ابھی اسلامی آداب واخلاق سے آراستہ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ مدینہ منورہ میں گرانی اور قحط سالی کا دور دورہ تھا اس لیے لوگوں نے خیال کیا کہ اگر وہ نہ گئے تو دوسرے لوگ ضروریاتِ زندگی خرید کر لے جائیں گے اور وہ محروم رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے اس غلطی پر ان کو جہنم کی وعید نہیں سنائی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ انہیں سمجھایا بجھایا اور عتاب کیا۔ باقی رہا شیعہ کا یہ الزام کہ یہ فعل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام ﷺ سے کئی مرتبہ صادر ہوا تو یہ ایک بے بنیاد الزام ہے۔ اگر چہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام ﷺ سے یہ فعل تین مرتبہ سرزد ہوا مگر یہ روایت محدثین کے نزدیک قابل التفات نہیں۔ اس کے علاوہ اس ضمن میں کوئی صحیح روایت وارد نہیں ہوئی۔ بنابریں اس واقعہ کو بنیاد بنا کر تمام صحابہ کرام ﷺ کو مطعون کرنا حماقت اور جہالت کے سوا کچھ نہیں، حالانکہ یہ حرکت آغازِ اسلام میں بعض لوگوں سے سرزد ہوئی تھی اور اس کے بعد انہوں نے بے شمار نیک کام کر کے اس کی تلافی کر دی تھی (۱)۔''

(۱) یہ روایت بنیادی طور پر امام بیہقی کی شعب الایمان ۵: ۲۳۵، روایت: ۶۴۹۵ میں ہے جس کا آخری راوی مقاتل بن حیان ہے، جو تابعی ہیں اور آگے کا سلسلہ نہیں بتاتے۔ ان کے بارے میں حافظ ابن حبان لکھتے ہیں:

لا یصح له عن صحابي لَقِيٌّ، إنما تلك أخبار مدلسة. [مشاہیر علماء الامصار: ۲۲۸، ترجمہ: ۱۵۶۶]

''اُن کی ملاقات کسی صحابی سے ثابت نہیں اور ان کی روایتیں مُدلّس ہوتی ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر بالرأي المذموم

[غیر پسندیدہ اور مذموم رائے سے قرآن مجید کی تفسیر]

تفسیر بالرأي کی ناجائز قسم کو تفسیر بالرأي المذموم کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی تفاسیر تو بے شمار ہیں جن میں معتزلہ کی تفاسیر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ معتزلہ کے نزدیک تفسیر قرآن مجید کے سلسلہ میں عربی لغت اولین اصل و اَساس ہے۔ اس سلسلے میں وہ تحریف کی حد تک جاتے ہیں اور بعض اوقات سنجیدہ معتزلی بھی اس تحریف پر خاموش نہیں رہتے بلکہ اس کی بھرپور تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں وارِد ہے: وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا. [سورۃ النساء ۴:۱۶۴]

''اور اللہ نے موسیٰ [علیہ السلام] سے [خاص طور سے] کلام کیا۔''

معتزلہ نے جب دیکھا کہ اُن کا عقیدہ اس آیت کے خلاف ہے اور اس میں کسی مجازی معنیٰ لینے کا احتمال بھی نہیں اس لیے کہ یہاں مصدر سے فعل کی تاکید ہورہی ہے جس نے مجاز کے احتمال کو باقی نہیں رہنے دیا تو اُنہوں نے اس میں یوں تحریف کی کہ لفظ ''اللہ'' کو مفعول بنا کر اسے منصوب اور ''موسیٰ'' کو اس کا فاعل بنا کر مرفوع پڑھا، یعنی: وَ كَلَّمَ اللّٰهَ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا. جس کا معنیٰ اب یہ ہے کہ: ''موسیٰ [علیہ السلام] نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا۔''

جس کی طرف علامہ زمخشری نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: وعن إبراهيم ويحيى بن وثاب أنهما قرآ ''وَ كَلَّمَ اللّٰهَ'' بالنصب. [الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۱:۵۹۱]

کچھ لوگوں نے كَلَّمَ کو زخمی کرنے کے معنیٰ میں لے کر تحریف کی جس پر علامہ زمخشری جیسے معتزلی بھی خاموش نہ رہ سکے اور یوں اس کی تردید کی: ومِن بِدَعِ التفاسير: أنه من الكلم، وأنّ معناه: وَجَرَّحَ اللّٰهُ موسىٰ بأظفار المِحَن ومَخَالِبِ الفِتَنِ. [الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ۱:۵۹۱]

''بِدعی تفاسیر میں ایک یہ بھی ہے کہ كَلَّمَ کو زخمی کرنے کے معنیٰ میں لیا جائے۔ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مسائب و حوادث میں مبتلا کر کے زخمی کیا۔''

یہ حیلہ سازی اس لیے کی گئی ہے کہ اس آیت کا ظاہری مفہوم چونکہ معتزلہ کے عقیدہ کے خلاف ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے وہ اس سے راہِ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

امام ابن قتیبۃ اور معتزلہ

امام ابن قتیبۃ نے معتزلہ کے اس روش پر اپنے غیظ وغضب کا اظہار کیا ہے اس لیے وہ جگہ جگہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں' مثلاً لکھتے ہیں کہ: وفسّروا القرآن بأعجبِ تفسيرٍ، يريدون أن يردوه إلى مذاهبهم ويحملوا التأويل على نحلهم'فقال فريقٌ منهم في قوله تعالى:وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ'أي:علمه'وجاءوا على ذلك بشاهدٍ لايُعرف وهو قول الشاعر:وَلَا يُكَرْسِئُ عِلْمَ اللّٰهِ مَخْلُوْقٌ.

كأنه عندهم:ولا يعلم عند الله مخلوق'والكرسي غير مهموز'ويكرسئ مهموزٌ' يستوحشون أن يجعلوا لِلّٰهِ تعالى كرسياً أو سريراً'ويجعلون العرش شيئاً آخر'والعرب لا تعرف العرش إلّا السرير'وماعُرِشَ من السُّقوفِ والآبار'يقول الله تعالى:وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ'أي:على السرير.[تأویل مختلف الحدیث:۱۱۷-۱۱۸]

''معتزلہ قرآن مجید کی عجیب وغریب تفسیر کرتے ہیں جس سے اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کی تأویل کر کے اُن کو اپنے عقائد کے سانچہ میں ڈھال لیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.[سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۵]

''اُس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سمولیا ہے۔''

معتزلہ کی ایک جماعت نے ''کرسی'' سے علم کا مفہوم مراد لے کر اس کی دلیل میں شاعر کا یہ قول پیش کیا ہے:

وَ لَا يُكَرْسِئُ عِلْمَ اللّٰهِ مَخْلُوْقٌ (۱).

''کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کے علم کا اِحاطہ نہیں کر سکتی۔''

---

(۱) اس شعر کو علامہ ابوحیان اندلسی نے کسی شاعر کو منسوب کیے بغیر اس طرح نقل کیا ہے:

ما لي بأمرك كرسي أكاتمه وَ لَا يُكَرْسِئُ عِلْمَ اللّٰهِ مَخْلُوْقٌ

[البحر المحیط ۲:۲۸۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شعر میں یُکرسِیُ کا معنیٰ یَعلَمُ ہے۔ بنابریں کرسی کا معنیٰ بھی علم ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں اس لیے کہ اس آیت میں جو کرسی کا لفظ آیا ہے وہ غیر مہموز ہے بخلاف ازیں شعر میں جو لفظ ہے وہ مہموز ہے۔ اس لیے دونوں کا مادہ مختلف ہے۔ چونکہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرسی کے اِثبات سے متوحش ہیں اس لیے وہ اس لفظ میں تاؤیل کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عرش کا مفہوم کچھ اور ہے حالانکہ عرب عرش سے چارپائی، تخت اور مسقف [چھت دار] چیز مراد لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ. [سورۃ یوسف ۱۲:۱۰۰]

''اور اُس نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔''

– شاہد کے طور پر جس شعر کو پیش کیا گیا ہے اس کے بارے میں حافظ ابو احمد القصاب (۱) لکھتے ہیں: واحتجُوا بمصراعٍ مُنتَحَلٍ لشاعر لایُعرف ولاالمصراع.

[نکت القرآن الدالۃ علی البیان فی انواع العلوم والاحکام ۱:۱۷۹]

''انہوں نے ایک منحول [خودساختہ] مصرعہ سے استدلال کیا ہے جس کا شاعر بھی معلوم نہیں۔''

پھر آگے لکھا ہے کہ: اس شاہد میں دو بنیادی غلطیاں ہیں ایک یہ کہ قرآن مجید میں ''کرسی'' مشقل

---

(۱) ابو احمد محمد بن علی بن محمد الکرجی، مجاہد تھے۔ مختلف غزوات میں کفار کا خون بڑی مقدار میں بہانے کی وجہ سے قصاب کہلائے۔ تاریخ ولادت اور تاریخ وفات معلوم نہیں۔ ۳۶۰ھ کے لگ بھگ تک زندہ رہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں: وهو القائلُ في كتاب السنة: كلُّ صفةٍ وصف الله بها نفسه أو وصف بها نبيه فهي صفةٌ حقيقةٌ لامجازاً. قلتُ: نعم لو كانت صفاته مجازاً لتحتم تأويلها ولَقِيلَ: معنى البصر كذا، ومعنى السمع كذا، ومعنى الحياةِ كذا، ولَفُسِّرَت بغير السابق إلى الأفهام، فلما كان مذهب السلف إمرارها بلاتأويلٍ عَلِمَ أنها غيرمحمولة على المجاز، وأنها حَقٌّ بَيِّنٌ. [تذکرۃ الحفاظ ۳:۹۳۸-۹۳۹]

''انہوں نے کتاب السنۃ میں یہ قول اختیار کیا ہے کہ ہر وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے بیان کی ہے یا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے تو وہ حقیقی صفت ہے۔ اس میں کوئی مجاز نہیں۔ میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفات میں مجاز ہوتا تو پھر اُس کی ساری صفات میں اسے چلانا پڑتا اور کوئی کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے، سننے اور اُس کی حیات کا مطلب یہ ہے اور ان صفات کی کوئی ایسی تاؤیل کی جاتی جو اس سے پہلے کسی کے ذہن میں نہ آتا۔ جب اسلاف کا اس بارے میں مذہب یہ ہے کہ بغیر کسی تاؤیل کے ان پر عقیدہ رکھا جائے تو اس سے یہ بات خود بخود ثابت ہوگئی کہ انہیں مجاز پر حمل نہیں کیا جائے گا اور یہ واضح اور حق ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غیر مہموز ہے جب کہ مصرعہ میں پیش کردہ لفظ مخفف اور مہموز ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ:

أنَّ الكلمةَ إذا كان لهاظاهرٌ معروفٌ وباطنٌ محتَمَلٌ لم يجز أن تُزالَ عن ظاهرها المعروف إلى باطنها المحتمل إلاَّ بإجماع الأمة أو بِنَصِّ آيةٍ أو سُنَّةٍ.

[نکت القرآن الدالۃ علی البیان فی انواع العلوم والاحکام ۱:۱۷۹-۱۸۰]

''جب کسی کلمہ کا ایک معلوم ومعروف ظاہر ہو اور اس میں یہ احتمال بھی ہو کہ اس کا کوئی باطن بھی ہو تو اسے اُس محتمل باطن پر تب حمل کیا جائے گا جب اس پر اجماع موجود ہو یا قرآن وسنت سے اس کی کوئی مؤید نص موجود ہو۔''

امام ابن قتیبۃ نے معتزلہ کے رویے کی شکایت کرتے ہوئے آگے لکھا ہے کہ: وقال فريقٌ منهم في قول اللّٰه تعالى: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا إنَّها هَمَّت بالفاحشةِ، وهَمَّ هو بالفرار منها أو الضَّربِ لها، واللّٰه تعالى يقول: لَوْلَا أَنْ رَّأَ بُرْهَانَ رَبِّهِ، أفتَراهُ أراد الفرارمنها أو الضرب لها فلما رأى البرهان أقام عندها!! وليس يجوز في اللغةِ أن تقول: هممتُ بفلانٍ وهَمَّ بِيْ، وأنت تريدُ اختلاف الهَمَّينِ حتّٰى تكون أنت تَهِمُّ بإهانته و يَهِمُّ هو بإكرامك، وإنما يجوز هذا الكلام إذا اتَّفَقَ الهَمَّانِ. [تأویل مشکل الحدیث:۱۱۸]

''آیت کریمہ ہے کہ: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۴]

''اور اُس عورت نے اُس [سیدنا یوسف علیہ السلام] کا قصد کیا اور وہ [سیدنا یوسف علیہ السلام] بھی اُس کا قصد کرتا۔''

معتزلہ میں سے بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اُس عورت نے بُرائی کا ارادہ کیا اور سیدنا یوسف علیہ السلام نے بھاگ جانے کا یا اُس عورت کو پیٹنے کا۔ مگر یہ مطلب اس لیے صحیح نہیں کہ اس کے آگے یہ الفاظ ہیں: لَوْلَا أَنْ رَّأَ بُرْهَانَ رَبِّهِ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۴]

''اگر وہ اپنے رب کا برہان نہ دیکھتا [تو وہ بھی برائی کا ارادہ کرتے لیکن جب اُنہوں نے اپنے رب کی برہان دیکھی تو برائی کا ارادہ ہی نہیں کیا]۔''

اور بقول معتزلہ اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بھاگنے یا اُس عورت کو پیٹنے کا ارادہ تو کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا مگر جب اپنے رب کی برہان دیکھی تو اُس کے پاس ٹھہر گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ مفہوم نادرست ہے اور یہ بات از روئے لغت بھی غلط ہے کہ هَمَمْتُ بِفُلَانٍ وَهَمَّ بِيْ ''میں نے فلاں شخص کا ارادہ کیا اور اُس نے میرا'' کا یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ اُس نے میری عزت افزائی کا ارادہ کیا اور میں نے اُس کی تذلیل کا۔ یہ فقرہ اُسی صورت میں درست ہوسکتا ہے جب هَمٌّ ''ارادہ'' کی نوعیت متحد ہو اور اس میں اختلاف نہ ہو۔''

معتزلہ کی تفاسیر

مفسرین سے متعلق لکھی ہوئی کتابوں کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ کے درجِ ذیل شیوخ نے تفسیر کی کتابیں مرتب کی تھیں۔

علامہ ابوبکر اصم

عبدالرحمٰن بن کیسان ابوبکر اصم۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں۔ معتزلی فقیہ اور مفسر تھے۔ نہایت فصیح و بلیغ اور افقہ واورع تھے۔ بہت سے اقوال وافعال میں سیدنا علی المرتضیٰ کو خطا پر اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو صواب پر سمجھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اُنہوں نے ایک عجیب وغریب تفسیر لکھی۔ ۲۲۵ھ = ۸۴۰ء کو وفات ہوئے۔ [طبقات المعتزلۃ: ۵۶-۵۷،طبقہ: ۶،الاعلام ۳: ۳۲۳]

علامہ ابن ندیم نے اُن کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ [الفہرست: ۵۳]

مگر شاید وہ زمانہ کے دست برد سے ضائع ہوگئی اور ہم تک نہیں پہنچی۔ ڈاکٹر خضر محمد نبہا نے متداول مطبوعہ تفاسیر سے اُن کے تفسیری اقوال کو مرتب کر کے ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء کو دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع کی ہے۔

ابن عُلَیَّہ

ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم اسدی ابو اسحاق ابن عُلَیَّہ، مصری۔ محدث اور جہمی تھے۔ ۱۵۱ھ = ۷۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کے مخلوق ہونے کے قائل تھے۔ امام شافعی کے ساتھ اُنہوں نے کئی مناظرے کیے۔ مصر یا بغداد میں ۲۱۸ھ = ۸۳۳ء کو وفات پائی۔ [تاریخ بغداد ۶: ۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۲۲' ت:۳۰۵۴' الاعلام۱:۳۲۲]

ملاحظہ: ڈاکٹر محمد حسین ذہبی نے التفسیر والمفسرون جلد اول' صفحہ:۲۵۲ پر اُن کا ذکر کر کے علامہ ابن الندیم کے الفہرست کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے بھی ایک تفسیر لکھی ہے لیکن یہ اُن کی تسامح ہے اس لیے کہ وہ ایک دوسرے ابن عُلَیَّۃ ہیں جن کا تعارف یہ ہے:

اسماعیل بن عُلَیَّہ [بضم العین' وفتح اللام' والیاء' مع التشدید علی الیاء] عُلَیِّہ [اُن کی والدہ تھی] اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم' اسدی' بصری' ابوبشر' اکابر حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ کوفی الاصل تھے۔ ۱۱۰ھ = ۷۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ تاجر تھے۔ احادیث کے معاملہ میں ثقہ' مامون اور حجۃ تھے۔ صدقات کے والی مقرر ہوئے۔ پھر ہارون الرشید کے دورِ حکومت میں مَظالم کے والی مقرر ہوئے۔ ان کی تفسیر کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے الفہرست :۲۷۹ میں کیا ہے۔

عبداللہ بن مُبارک سے ان کی گہری دوستی تھی' انہوں نے درجِ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے تو اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا:

یا جَاعِلَ العلمِ له بازِیًا یَصطادُ أموالَ المساکین
اِحتَلَت للدُّنیا و لَذَّاتِهَا بِحِیلَةٍ تَذهَبُ بِالدِّین
فصِرتَ مجنونًا بها بعد ماکنتَ دواءً للمجانین
أین روایاتُك فیما مَضٰی عن ابنِ عونٍ وابن سیرین
أین روایاتك في سَرْدِهَا لِتَرکِ أبوابِ السلاطین
إن قلتَ: أُکرِهتُ ذاباطلٌ زَلَّ حِمارُ العلمِ في الطِّین

''اے اپنے علم کو ایسا باز بنانے والے جس سے مساکین کے اموال کا شکار کرتے ہو۔ تم نے دنیا اور اس کی لذتوں کو حاصل کرنے کے لیے ایک ایسا حیلہ تلاش کیا ہے جس سے دین ضائع ہو جاتا ہے۔ تم خود ہی دنیا کی محبت میں دیوانے ہو گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم دنیا کے دیوانوں کے معالج تھے۔ تمہاری وہ روایات کہاں گئیں جو تم ابن عون اور ابن سیرین سے نقل کیا کرتے تھے؟ تمہاری وہ مسلسل روایات کدھر گئیں جن میں سلاطین کے درباروں میں جانے سے روکا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اگر تم کہو کہ مجھے مجبور کیا گیا ہے' تو یہ غلط ہے۔ بلکہ علم کا گدھا دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہے۔"

۱۹۳ھ= ۸۰۹ء کو وفات پائی۔ [تاریخ بغداد ۶:۲۳۶' تذکرۃ الحفاظ ۱:۳۲۲' الاعلام ۱:۳۰۷]

ابوالقاسم بلخی

ان کا پورا نام عبداللہ بن احمد بن محمود کعبی' بلخی' خراسانی ابوالقاسم ہے۔ اس کتاب میں اُن کا تفصیلی تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: تفسيرُ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي الحنفي المعروف بالكعبي المعتزلي ...... وهو كبيرٌ في اثني عشر مجلداً' لم يُسبق إليه. [کشف الظنون ۱:۴۴۱]

"تفسیر ابی القاسم عبداللہ بن احمد بلخی حنفی المعروف کعبی معتزلی...... یہ ایک بڑی تفسیر ہے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ایسی تفسیر پہلے نہیں لکھی گئی ہے۔"

ڈاکٹر خضر محمد نبہانے متداول مطبوعہ تفاسیر سے اُن کے تفسیری اَقوال کو مرتب کر کے ۱۴۲۸ھ= ۲۰۰۷ء کو دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع کی ہے۔

ابوعلی جُبائی

ان کا تفصیلی ترجمہ اس کتاب میں ذکر ہو چکا ہے۔ اُن کی تفسیر کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے الفہرست: ۵۳' حافظ سیوطی نے طبقات المفسرین: ۱۰۲-۱۰۳' ت: ۱۰۰' اور حافظ داوودی نے طبقات المفسرین ۲:۱۹۱-۱۹۳' ت: ۵۲۹ میں کیا ہے۔

ڈاکٹر خضر محمد نبہانے متداول مطبوعہ تفاسیر سے اُن کے تفسیری اَقوال کو مرتب کر کے ۱۴۲۸ھ= ۲۰۰۷ء کو دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع کی ہے۔

ابومسلم اصفہانی

محمد بن بحر اصفہانی' ابومسلم۔ اصفہان اور بلادِ فارس کے والی رہے ہیں۔۔ اصفہان سے تعلق تھا۔ معتزلی اور بہت بڑے لکھاری تھے۔ تفسیر قرآن مجید میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ ۲۵۴ھ= ۸۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ ۳۲۱ھ میں بنو بویہ کے آنے کے ساتھ معزول کیے گئے۔ ۳۲۲ھ= ۹۳۴ء کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پا گئے۔[معجم الادباء ۱۸: ۳۵ ت: ۱۵، الاعلام ۶: ۵۰]

علامہ ابن الندیم نے اُن کی تفسیر کا تذکرہ کیا ہے۔[الفہرست: ۵۳]

ڈاکٹر خضر محمد نبہانے متداول مطبوعہ تفاسیر سے اُن کے تفسیری اَقوال کو مرتب کر کے ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء کو دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع کی ہے۔

ابوالحسن رُمّانی

مصنف کا پورا نام علی بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ ابوالحسن الرُّمّانی ہے۔اس کتاب میں اُن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے۔

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: صَنَّفَ تفسیراً رأیته......له نحو مائة مُصَنَّفٍ، و کان مع اعتزاله شیعیاً. [طبقات المفسرین: ۸۱ت: ۷۴]

"انہوں نے ایک تفسیر لکھی تھی جو میں نے دیکھی ہے۔اِعتزال کے ساتھ تشیع کی جانب مائل تھے۔"

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں: عبدالملک بن علی مؤذن ہروی [وفات: ۴۸۹ھ] نے اس کا خلاصہ لکھا تھا۔

[کشف الظنون ۱: ۴۴۷ - ۴۴۸]

ڈاکٹر خضر محمد نبہانے متداول مطبوعہ تفاسیر سے اُن کے تفسیری اَقوال کو مرتب کر کے ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء کو دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع کی ہے۔

عبیداللہ اسدی

عبیداللہ بن محمد بن جرو، ابوالقاسم اسدی، معتزلی تھے۔موصل سے تعلق تھا۔تاریخ ولادت معلوم نہیں شعر کہا کرتے تھے۔۳۸۷ھ = ۹۹۷ء کو وفات پا گئے۔[معجم الادباء ۱۲: ۶۲، ت: ۲۶، الاعلام ۴: ۱۹۷]

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: و صَنَّفَ کُتُباً منها تفسیر القرآن، ذَکَرَفي بسم الله الرحمٰن الرحیم مائة و عشرین وجهاً. [طبقات المفسرین: ۵۷ت: ۶۵]

"انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں ایک قرآن مجید کی تفسیر بھی تحریر کی تھی۔اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ایک سو بیس وجوہِ اعراب ذکر کیے تھے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی عبدالجبار

عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار، ہمدانی، اسدآبادی، ابوالحسین، قاضی۔ اصولی عالم تھے۔ اپنے زمانے میں شیخ المعتزلۃ تھے۔ معتزلہ انہیں قاضی القضاۃ کہتے ہیں اور اُن کے علاوہ کسی اور کے لیے اس کو استعمال نہیں کرتے۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں۔ "رے" میں قاضی رہے ہیں اور وہاں ۴۱۵ھ = ۱۰۲۵ء کو وفات پائی۔ کئی کتابیں لکھیں۔ [تاریخ بغداد ۱۱: ۱۱۳، الاعلام ۳: ۲۷۳]

انہوں نے تنزیہ القرآن عن المطاعن کے نام سے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ اہل علم کے ہاں متداول ہے مگر یہ تفسیر جملہ آیات قرآنیہ پر مشتمل نہیں۔ دار النہضۃ الحدیثیۃ بیروت سے ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء کو اس کا تازہ اڈیشن شائع ہو چکا ہے جب کہ ڈاکٹر خضر محمد نبہا نے متداول مطبوعہ تفاسیر سے اُن کے تفسیری اقوال کو مرتب کر کے ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء کو دارالکتب العلمیۃ بیروت سے شائع کی ہے۔

تفسیر الکشاف

اس تفسیر کا پورا نام الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل في وجوه التأویل ہے۔

مصنف کا تعارف یہ ہے: محمود بن عمر بن محمد بن احمد، خوارزمی، جار اللہ، ابوالقاسم۔ خوارزم کے مضافاتی گاؤں زمخشر میں ۴۶۷ھ = ۱۰۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ عرصۂ دراز تک مکہ معظّمہ میں رہائش تھی اس لیے جار اللہ کہلائے۔ مکہ سے واپس آ کر مقام جرجانیہ، خوارزم میں ۵۳۸ھ = ۱۱۴۴ء کو وفات پائی۔ لغوی، ادیب، حنفی اور معتزلی تھے[(۱)]۔

معتزلی نظریات سے صرف نظر کر کے دیکھا جائے تو کشاف ایک ایسی تفسیر ہے جس سے پہلے اس قسم کی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ اس میں قرآن مجید کے وجوہِ اعجاز اور قرآنی عبارت و بلاغت پر نہایت عمدہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے مگر اس کے مصنف نے چند ایسی باتوں کا التزام کر رکھا ہے جس کی

---

(۱) الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ: ۳۹۴، ترجمہ: ۱۵۷۴، الاعلام ۷: ۱۷۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے اس کا حسن و جمال بڑی حد تک داغ دار ہو گیا ہے' چنانچہ ابن خلکان [1] لکھتے ہیں:

كان الزَّمَخشَرِي المذكور معتزلي الإعتقاد متظاهراً به' حتى نُقِلَ عنهُ أنه كان إذا قصد صاحباً له و استأذنَ عليه في الدخول يقول لمن يأخذ له الإذن : قل له : أبو القاسم المعتزلي بالباب' و أول ماصَنَّفَ كتاب الكشاف كتب استفتاح الخطبة : الحمد لله الذي خلق القرآن فيقالُ إنه قيل له: متى تركتَه على هذه الهيئة هَجَرَهُ الناس و لا يرغبُ أحدٌ فيه' فغَيَّرَهُ بقوله: الحمدلله الذي جعل القرآن' و جعل عندهم بمعنى خلق' رأيتُ في كثير النسخ: ألحمدلله الذي أنزل القرآن و هذا إصلاح الناس لا إصلاح المصنف [2].

''زمخشری معتزلی تھے اور اپنے عقائد کا برملا اظہار کرتے تھے۔ منقول ہے کہ جب وہ کسی دوست کی ملاقات کے لیے جاتے تو اجازت لیتے وقت نوکر سے کہتے: اپنے آقا سے کہیے کہ ابوالقاسم معتزلی ملنے کے لیے آیا ہے' جب تفسیر کشاف کا آغاز کیا تو خطبہ میں لکھا: ألحمدلله الذي خلق القرآن' ان سے کہا گیا کہ لوگ اس تفسیر کو پسند نہیں کریں گے کیوں کہ آپ نے شروع ہی میں خَلَقَ کے لفظ سے اپنے معتزلی عقیدہ کا اظہار کر دیا ہے' چنانچہ انہوں نے تبدیل کر کے جَعَلَ لکھ دیا جو اُن کے نزدیک خَلَقَ کا مترادف ہے۔ میں نے کشاف کے اکثر نسخوں میں ألحمدلله الذي أنزل القرآن لکھا ہوا دیکھا جو اصل میں لوگوں نے اصلاح کر کے لکھا ہے۔ رہے مصنف سو انہوں نے یہ اصلاح نہیں کی۔''

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: صالحٌ' لكنه داعيةٌ إلى الإعتزال' أجارنا الله منه' فكن حَذِراً من كشّافه [3].

(۱) احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر ابن خلکان البرمکی الاربلی ابوالعباس' مؤرخ' حجۃ اور ماہر ادیب تھے۔ اربل، جو موصل کے قریب دجلہ کے مشرقی ساحل پر ہے، میں ۶۰۸ھ=۱۲۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ مصر منتقل ہوئے اور کچھ عرصہ تک وہیں رہائش اختیار کی' وہاں سے دمشق چلے گئے' جہاں الملک الظاہر نے اُنہیں شام کا قاضی مقرر کیا۔ دس سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۶۸۱ھ=۱۲۸۲ء کو دمشق میں وفات پائی۔ قاسیون کی چوٹی پر دفن کیے گئے۔[فوات الوفیات ۱:۵۳' ترجمہ:۱۴۵' الاعلام ۱:۲۳۰]

(۲) وفیات الاعیان ۵:۱۷۰' ترجمہ:۷۱۱ (۳) میزان الاعتدال ۴:۷۸' ترجمہ:۸۳۶۷' لسان المیزان ۶:۴' ترجمہ:۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روایت حدیث کے سلسلے میں صالح لیکن اعتزال کے داعی تھے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اعتزال سے اپنے حفظ وامان میں رکھے[آمین]لہٰذا اُن کی کشاف کے بارے میں محتاط رہئے۔''

ملا کاتب چلپی لکھتے ہیں:أنه يذكر أهل السنة و الجماعة–وهُم الفرقة الناجية–بعبارات فاحشةٍ‘فتارةً يعبر عنهم بالمجبرة‘و تارةً ينسبهم على سبيل التعريض إلى الكفرو الإلحاد وهذه طريقة السفهاء الشطار‘لا طريقة العلماء الأبرار (۱).

''زمخشری فرقہ ناجیہ اہل السنّت والجماعت کا ذکر نفرت وحقارت کے انداز میں کرتے ہیں۔کہیں ان کو جبریہ اور کہیں کفار وملاحدہ سے تعبیر کرتے ہیں'یہ طرزِ عمل بے حیا سفہاء کا ہے۔یہ طرز وانداز علماء کے شایانِ شان نہیں۔''

علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں:إعلم أن الكشافَ كتابٌ عظيمٌ في بابه‘و مصنفه إمام في فَنِّهِ إلّا أنه رجلٌ مبتدعٌ متجاهرٌ ببدعته‘يضع من قدر النبوة كثيراً و يُسِيئُ أدبه على أهل السنة و الجماعة‘والواجب كشط مافي كتابه الكشاف من ذلك كله.وقد كان الشيخ الإمام يقرئه فلما انتهى إلى الكلام على قوله تعالى في سورة التكوير:اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ أعرضَ عنه صفحاً‘و كتب ورقةً حسنةً سماها:سبب الإنكفاف عن إقراء الكشاف و قال فيها:قد رأيتُ كلامه على قوله تعالى:عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ و كلامه في سورة التحريم في الزَّلَّةِ و غير ذلك من الأماكن التي أساء أدبه فيها على خير خلق اللّٰه تعالى سيدنا رسول اللّٰه ﷺ فأعرضتُ عن إقراء كتابه حياءً من النبي ﷺ مع ما في كتابه من الفوائد و النكت البديعة (۲).

''کشاف اپنے باب میں عظیم کتاب ہے اور اس کا مصنف امامِ فن ہے مگر بدعتی ہے اور علانیہ اپنی بدعت کا اِظہار کرتا ہے۔وہ انبیاء علیہم السلام کا گستاخ ہے اور اہل السنّت کے حق میں بدزبانی سے

---

(۱) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون:۲/۱۴۸۴

(۲) مُعِيدُ النِّعَم و مُبِيدُ النِّقَم:٦٨‘المثال السادس و الأربعون:العلماء.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام لیتا ہے۔ والد محترم علامہ تقی الدین سبکی [(۱)] مجھے کشاف پڑھایا کرتے تھے اور جب آیت کریمہ: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ [سورۃ التکویر ۱۹:۸۱] تک پہنچے تو کشاف پڑھانا بند کر دیا اور ایک رسالہ سبب الإنكفاف عن إقراء الكشاف کے نام سے لکھا اور اس میں لکھا کہ میں نے: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ [سورۃ التوبۃ ۹:۴۳] اور لِمَ تُحَرِّمُ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ [سورۃ التحریم ۶۶:۱] کی تشریح تفسیر کشاف میں پڑھی مصنف نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے اس لیے میں نے اس کتاب کی تدریس نبی اکرم ﷺ سے حیاء کرتے ہوئے ترک کر دی۔''

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: ومِمَّن لايُقبل تفسيره: المبتدعُ خصوصاً الزمخشري في كشّافه فقدأكثرَ فيه مِن إخراج الآيات عن وجهها إلى مُعتقده الفاسد بحيث يسرق الإنسان من حيث لايُشعِرُ وأساءَ الأدبَ على سيد المرسلين ﷺ في مواضع عديدةٍ فضلاً عن الصحابة وأهل السنة [(۲)].

''غیر مقبول تفاسیر میں مبتدعین کی تفاسیر داخل ہیں، خصوصاً زمخشری کی تفسیر کشاف اس لیے کہ اُس نے آیات کو اپنے فاسد عقیدہ کے اِثبات کے لیے توڑ موڑ کر اُن سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ انسان کو اَن جانے میں اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ اُس نے کئی مقامات پر سید المرسلین ﷺ کی ہتک کی ہے۔ صحابہ کرام ﷺ اور اہل سنت کس شمار میں ہیں؟''

زمخشری کو اپنی تفسیر پر بڑا ناز تھا۔ وہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

اِنَّ التَّفَاسِيْرَ فِي الدُّنْيَا بِلَا عَدَدٍ
وَ لَيْسَ فِيْهَا لَعَمْرِي مِثْلَ كَشَّافِيْ

(۱) علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام سبکی انصاری خزرجی ابوالحسن تقی الدین، شیخ الاسلام، مفسر اور مناظر تھے۔ ۶۸۳ھ = ۱۲۸۴ء کو ''سبک'' میں پیدا ہوئے جو مصر کے علاقے منوفیہ میں واقع ہے۔ پہلے قاہرہ اور پھر شام کو نقل مکانی کی۔ ۷۳۹ھ کو شام کے قاضی بھی رہے ہیں۔ بیمار ہوئے اور قاہرہ واپس لوٹ آئے۔ جہاں ۷۵۶ھ = ۱۳۵۵ء کو وفات پائی۔ [المعجم المختص بالمحدثين: ۱۶۶، ترجمہ: ۲۰۴، طبقات الشافعية الكبرى ۱۰: ۱۳۹، ترجمہ: ۱۳۹۴، الاعلام ۴: ۳۰۲]

(۲) التحبیر فی علم التفسیر: ۱۵۳، نوع: ۹۱: من يُقبل تفسيره ومَن يُرَدُّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إنْ كُنتَ تبغي الْهُدَى فَالْزَمْ قِراءَتَهُ
فَالْجَهْلُ كَالدَّاءِ وَالْكَشَّافُ كَالشَّافِي (۱)

''دنیا میں اَن گنت تفاسیر ہیں مگر مجھے عمر دینے والے رب کی قسم! میرے کشاف جیسی ایک کتاب بھی نہیں۔ اگر تو ہدایت کا طلب گار ہے تو اسے پڑھتا رہ اس لیے کہ جہالت ایک بیماری ہے جس سے کشاف شفاء بخشتی ہے۔''

تفسیر الکشاف میں اعتزالی عقائد

-۱: مجازات پر حد سے زیادہ اعتماد: جس لفظ کے حقیقی معنی قدرے بعید یا عجیب نظر آتے ہوں علامہ زمخشری اس کو مجازی معنی پر محمول کرتے ہیں۔ اُن کی ساری تفسیر اس سے بھری پڑی ہے، مثلاً آیتِ کریمہ: وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [سورۃ البقرۃ ۲:۲۵۵] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أنَّ كرسيه لم يضق عن السماوات والأرض لِبَسطته وسعته، وما هو إلّا تصويرٌ لعظمته وتخييلٌ فقط، ولا كرسي ثَمّه ولاقعود ولاقاعد، كقوله: وَمَاقَدَرُو االلّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ، من غير تصور قبضة وطي ويمين، وإنما هو تخييل لعظمة شانه وتمثيلٌ حِسّيٌّ. [الکشاف عن غوامض التنزیل ۱:۳۰۱]

''اس کی کرسی اس قدر وسیع ہے کہ اُس نے آسمان و زمین کو سمولیا ہے اور وہ ان سے تنگ نہیں ہے۔ یہ عظمتِ الٰہیہ کی ایک خیالی تصویر ہے۔ دراصل وہاں نہ بیٹھنے کا سوال پیدا ہوتا ہے، نہ بیٹھنے والے کا اور نہ کرسی کا، جیسا کہ اس آیتِ کریمہ میں فرمایا: وَمَا قَدَرُو االلّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًاقَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِوَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ. [سورۃ الزمر ۳۹:۶۷]

''اور انہوں نے اللہ کی صحیح قدر نہیں جانی! اور زمین ساری اُس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمانوں کی بساط بھی اس کے ہاتھ میں لپٹی ہوئی ہوگی۔''

یہاں مٹھی اور لپیٹنے اور دائیں ہاتھ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بخلافِ ازیں عظمتِ ربّانی کے

---

(۱) معجم الادباء ۱۹:۱۲۹، ترجمہ: ۴۱، بغیۃ الوعاۃ ۲:۲۸۰، ترجمہ: ۲۷۷، نواہد الابکار و شوارد الافکار ۱:۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کے لیے یہ ایک حسین تمثیل ہے۔''

علامہ ابن المُنَیِّر (۱) لکھتے ہیں: أن ذلك تخييل للعظمة سوء أدب في الإطلاق و بعد في الإضرار، فإنّ التخييل إنمايستعملُ في الأباطيل و ما ليست له حقيقةُ صدق، فإن يكن معنى ما قاله صحيحاً فقد أخطأفي التعبير عنه بعبارة موهمة لا مدخل لها في الأدب الشرعي. [الانتصاف ۱:۳۰۱]

''کلام الٰہی کو تخیل پر محمول کرنا زمخشری کی جسارت اور سوء ادب کی دلیل ہے اس لیے کہ تخیل کا لفظ اباطیل اور بے حقیقت اشیاء کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر زمخشری کا بیان کردہ مفہوم درست ہے تو اس کو تخیل قرار دینا شرعی ادب میں کسی طرح بھی درست نہیں۔''

۔۲: مرتکبِ کبیرہ جہنمی ہے؟ زمخشری معتزلی عقائد و نظریات کی تائید و حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اُن کا یہ تعصب پوری کتاب پر چھایا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں وارد ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيهَا. [سورۃ النساء۴:۹۳]

''اور جو کوئی کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو اُس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: هذه الآيةُ فيها من التهديد والإيعاد والإبراق والإرعاد أمر عظيم و خطبٌ غليظ. [الکشاف عن غوامض التنزیل ۱:۵۵۰]

''اس آیت میں [قاتل کے لیے] شدید تہدید، وعید اور تخویف ہے [کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی] اور ایک امرِ عظیم سے روکنے کے لیے سخت خطاب ہے۔''

اس کے بعد اہل السنّت والجماعت کا مذاق اُڑاتے ہوئے لکھتے ہیں: و العجبُ من قومٍ يقرؤونَ هذه الآية أو يرون مافيهاويسمعون هذه الأحاديث العظيمة وقول ابن عباس بمنع التوبة ثم لا تدعهم أشعبيتهم و طماعيتهم الفارغة و اتباعهم هواهم وما يخيل

---

(۱) احمد بن محمد بن منصور ابن المنیّر، السکندری، ۶۲۰ھ=۱۲۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ اسکندریہ کے علما و ادباء میں سے تھے۔ دو بار یہاں کے قاضی اور خطیب رہے ہیں۔ کئی کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے ایک تفسیر بھی ہے۔ ۶۸۳ھ=۱۲۸۴ء کو وفات پائی۔ [فوات الوفیات ۱:۱۸۵، ترجمہ:۵۵، الاعلام ۱:۲۲۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إليهم مُناهم أن يطمعوا في العفوِ عن قاتل المؤمن بغير توبةٍ.

[الكشاف عن غوامض التنزيل ۱:۵۵۱]

''اُس قوم [اہل السنت والجماعت] سے تعجب وحیرت ہے جو اس آیت کو پڑھتے' احادیث کا مطالعہ کرتے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اُس قول کو سنتے ہیں جس میں قاتل کے توبہ کی عدم قبولیت کی تصریح ہے مگر اس کے باوجود تعصبات' خواہشات اور تخیلات کی پیروی کر کے اس کے قائل ہیں کہ قاتل مؤمن کو توبہ کیے بغیر بھی معافی ملے گی۔''

علامہ زمخشری نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس آیت کریمہ کے بالکل خلاف ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ. [سورۃ النساء ۴:۴۸]

''اللہ اس بات کو نہ بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے، اس کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔''

۳۔ رؤیتِ باری تعالیٰ سے اِنکار کے لیے لغت کا سہارا: علامہ زمخشری دیگر معتزلہ کی طرح آخرت میں رؤیتِ باری کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ وہ اس امر کے خوگر ہیں کہ جب کسی قرآنی لفظ کا ظاہری مفہوم اُن کے مسلک سے ہم آہنگ نہ ہو تو وہ لغت میں اس کا کوئی اور معنی تلاش کر کے اس کے ظاہری مفہوم کو رد کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں وارد ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ. [سورۃ القیامۃ ۷۵:۲۲-۲۳]

''کتنے چہرے اُس روز تر و تازہ ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

چونکہ یہ آیت کریمہ اُن کے مسلک کے خلاف ہے اس لیے زمخشری نَاظِرَةٌ میں نظر کے معنی توقع اور امید کے کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: تنظر إلى ربها خاصّةً' لا تنظر إلى غيره' وهذا معنى تقديم المفعول' ألا ترى إلى قوله: اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ...... اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ' كيف دَلَّ فيها التقديم على معنى الإختصاص' و معلومٌ أنهم ينظرون إلى أشياء لا يحيط بها الحصر' و لا تدخل تحت العدد في محشر يجتمع فيه الخلائق كلهم فإن المؤمنون نظارة...... والذي يصحُّ معه أن يكون من قول الناس: أنا إلى فلان ناظرٌ ما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یصنع بي' ترید معنی التوقع و الرجاء. [الکشاف عن غوامض التنزیل ۴:۶۶۲]

''خاص کر اپنے رب سے امید رکھیں گے اُس کے سوا کسی اور سے امید نہیں رکھیں گے۔ اس آیت میں حصر و تخصیص کا مفہوم مفعول کی تقدیم سے اس طرح پیدا ہوا ہے جس طرح ان آیات میں:

—اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ. [سورۃ القیامۃ ۷۵:۱۲]

''اُس روز ٹھکانا صرف تیرے پروردگار کے پاس ہوگا۔''

—اِلٰى رَبِّكَ اِلٰى يَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ. [سورۃ القیامۃ ۷۵:۲۹]

''اُس روز تیرے پروردگار ہی کی طرف جانا ہوگا۔''

ظاہر ہے کہ اہل ایمان روزِ قیامت بے شمار اشیاء کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس وقت سب مخلوق جمع ہوگی اور مؤمن بے خوف و خطر ہونے کی بناء پر سب چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اس لیے یہاں نظر کے یہ معنی درست نہیں کہ وہ صرف ذات الٰہی کو دیکھ رہے ہوں گے۔ بنا بریں یہاں نظر سے وہ مفہوم مراد لینا چاہیے جس کے ساتھ حصر و تخصیص درست ہو اور وہ امید و توقع کا مفہوم ہے۔ عربی میں بولتے ہیں: أنا إلی فلان ناظرٌ مایصنع بي ''میں دیکھ رہا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ فلاں شخص میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔''

علامہ زمخشری اپنے مسلک کی تائید میں یہ بھول گئے کہ جب مؤمن سب کچھ دیکھ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھنے سے کیا چیز مانع ہے؟ اور جب حصری مفہوم ہی مراد ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اپنے رب کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھیں گے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے محبوب کو دیکھتا ہے تو وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اسی طرح مؤمن بھی دیدار الٰہی میں اِدھر اُدھر کی اشیاء سے غافل و بے خبر اور اپنے رب کے دیدار میں منہمک ہوں گے۔''

۴- تاثیر سحر سے انکار: علامہ زمخشری دیگر معتزلہ کی طرح تاثیر سحر کا قائل نہیں چونکہ سورۃ الفلق سے اہل السنّت والجماعت کے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے کہ سحر میں تاثیر موجود ہے اس لیے زمخشری بڑی ہوشیاری کے ساتھ اہل السنّت والجماعت کی گرفت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن کا تمسخر و مذاق بھی اُڑاتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: النفاثاتُ: النساءُ أو النفوس أو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجماعات السواحر اللاتي يعقدن عقداً في خيوط وينفثن عليها ويرقين. والنفثُ: النفخ من ريقٍ، ولا تأثير لذلك، اللهم إلّا إذا كان ثَمَّ إطعامُ شيئٍ ضارٍ، أو سقيه أو إشمامه أو مباشرة المسحور به على بعض الوجوه ولكن الله عزوجل قد يفعل ذلك فعلاً على سبيل الإمتحان الذي يتميز به الثبت على الحق من الحشوية والجهلة من العوام فينسبه الحشو و الرعاع إليهن و إلى نفثهن، والثابتون بالقول الثابت لايلتفتون إلى ذلك ولايعبئون به. [الكشاف عن غوامض التنزيل ۴:۸۲۱]

''النفاثات سے جادوگر عورتیں یا وہ انسانی نفوس اور جماعتیں مراد ہیں جو سحر کاری کے پیشہ میں مصروف رہتی ہیں۔ یہ لوگ دھاگے کو گانٹھ دے کر اس کو دَم کرتے اور پھونکتے ہیں۔ اس میں کچھ تاثیر نہیں۔ تاثیر اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی ضرر رساں چیز کسی کو کھلا پلا دی جائے۔ یا دوسرا شخص اس کو سونگھے یا کسی طرح سے اس کو استعمال کرے۔ کبھی کبھار اللہ تعالیٰ ایسی چیزوں میں اس لیے بھی تاثیر پیدا کر دیتا ہے تا کہ یہ دیکھا جائے کہ دیکھنے والا حشویہ اور جاہلوں کے مقابلے میں حق پر قائم رہتا ہے یا نہیں مگر جاہل لوگ (۱) اس کو دَم جھاڑ پر محمول کرتے ہیں اور جو لوگ حق پر قائم ہوتے ہیں (۲) وہ اس کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتے۔''

اہل السنّت والجماعت پر زمخشری کا طعن

زمخشری اپنی تفسیر میں جا بجا اہل السنّت والجماعت کی تضحیک بلکہ تذلیل کرتے ہیں، اُن کی ساری تفسیر اس قسم کی باتوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ بڑی بے باکی سے ان کو جبریہ، حشویہ، مشبہہ اور قدریہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو تذلیل کی حد کر دیتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱: آیت کریمہ: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ [سورۃ آل عمران ۳:۱۸] کے تحت لکھتے ہیں: **فإن قلتَ:** ما المراد بأولي العلم الذين عَظَّمَهم هذا التعظيم حيث

---

(۱) یہ اشارہ اہل السنّت والجماعت کی طرف ہے جو سحر کی تاثیر کے قائل ہیں۔
(۲) یہ اشارہ معتزلہ کی طرف ہے جو سحر کی تاثیر کے قائل نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعهم معه ومع الملائكة في الشهادة على وحدانيته وعدله؟ **قلتُ:** هم الذين يثبتون وحدانيته وعدله بالحجج الساطعة والبراهين القاطعة، وهم علماء العدل والتوحيد.

[الكشاف عن غوامض التنزیل ۱:۳۴۴]

''اگر تو سوال کرے کہ وہ کون سے اصحابِ علم ہیں جن کی اس آیت میں تعریف کی گئی ہے اور ان کو وحدانیتِ ربانی پر شہادت دینے کے سلسلے میں ملائکہ کا ہم نوا قرار دیا ہے؟ میں کہوں گا کہ اس سے علماءِ عدل و توحید (۱) مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو براہینِ قاطعہ سے ثابت کرتے ہیں۔''

آگے لکھتے ہیں: وفيه أنّ مَن ذهبَ إلى تشبيهٍ أو ما يؤدي إليه كإجازة الرؤيةِ أو ذهب إلى الجبر الذي هو محض الجور لم يكن على دين الله الذي هو الإسلام، وهذا بيّنٌ جليٌّ كما ترى. [الکشاف عن غوامض التنزیل ۱:۳۴۵]

''اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ تشبیہ، جبر اور رویتِ الٰہیہ کا عقیدہ رکھتے ہیں (۲) وہ اللہ تعالیٰ کے اُس دین سے خارج ہیں، جو اسلام ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے۔''

-۲: آیت کریمہ: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا [سورۃ آل عمران ۳:۱۰۵] کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آگے لکھتے ہیں: وقيل: هم مبتدعو هذه الأمة، وهم المشبهة والمجبرة والحشوية وأشباههم. [الکشاف ۱:۳۹۹]

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آیت کا مصداق اس امت کے بدعتی [اہل السنت والجماعت] ہیں جو جبریہ، حشویہ اور مشبہہ اور ان کی طرح دوسرے فرقے ہیں۔''

-۳: آیت کریمہ: لَنْ تَرَانِي [سورۃ الاعراف ۷:۱۴۳] کے تحت اہل السنت والجماعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَجماعةٌ سَمَّوا هواهم سُنّةً وجماعةٌ حُمُرٌ لعَمري مُوكَفةٌ

---

(۱) معتزلی علماء مراد ہیں جو خود کو اس نام سے یاد کرتے ہیں۔

(۲) اہل السنت والجماعت کی طرف اشارہ ہے جو نہ تو جبریہ ہیں، نہ حشویہ اور نہ مشبہہ، مگر معتزلہ انہیں ان ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ شَبَّهُوْهُ بِخَلْقِهٖ وَ تَخَوَّفُوْا شُنَعَ الْوَرٰی فَتَسَتَّرُوْا بِالْبُلْکَفَةِ

[الکشاف عن غوامض التنزیل۲:۱۵۶]

''ایک گروہ ایسا ہے جس نے اپنی خواہش کو سنت و جماعت کا نام دیا ہے۔ مجھے زندگی دینے والے کی قسم وہ ایسے گدھے ہیں جن پر زین کسے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تشبیہ اُس کی مخلوق کے ساتھ دی ہے اور لوگوں کی ڈر سے بلا کیف کے قول سے اسے چھالیا ہے۔''

۔۴: آیت کریمہ: وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى [سورۃ حم السجدۃ ۴۱:۱۷] کے تحت لکھتے ہیں: ولولم يكن في القرآن حجة على القدرية الذين هم مجوس هذه الأمة بشهادة نبيها ﷺ وكفى به شاهداً - إلّا هذه الآية لكفى بها حجة.

[الکشاف عن غوامض التنزیل۴:۱۹۴]

''قدریہ - جو نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس امت کے مجوس ہیں اور اُن کی شہادت کافی ہے - اگر قرآن مجید میں اُن کے خلاف اس آیت کے سوا کوئی اور آیت نہ بھی ہوتی تو یہی دلیل کافی تھی۔''

تفسیر کشاف کے ظہور کے کافی عرصہ بعد علماء نے اس کی بڑی خدمت کی۔ بعض علماء نے اس کے اعتزالی نظریات سے بچتے ہوئے اس کی تلخیصات لکھیں، جس کی تفصیل کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون جلد دوم: ۱۴۷۶-۱۴۸۴ میں پڑھی جاسکتی ہے۔

حافظ زیلعی نے تخریج احادیث الکشاف کے نام سے اس کے احادیث کی تخریج کی ہے، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اور بازار میں خال خال دستیاب ہوتی ہے۔ حافظ صاحب کی اس کتاب کا خلاصہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الكافي الشاف عن أحاديث الكشاف کے نام سے لکھا ہے جو کشاف کے متداول نسخوں پر صفحہ بصفحہ چھپا ہوا ہے۔

اسکندریہ کے علامہ ابنُ المنیّر نے الانتصاف کے نام سے کشاف پر ایک وقیع اور علمی حاشیہ لکھا جس میں انہوں نے زمخشری کے اٹھائے ہوئے بعض نحوی مباحث پر نقد و جرح کی ہے مگر اُن کی توجہات کا مرکز زمخشری کے معتزلی نظریات ہیں جن پر اُنہوں نے شدید ردوقدح کی ہے اور اُن تأویلات کا اِبطال کیا ہے جو اپنے عقائد کے اِثبات کے لیے انہوں نے کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل: ۲۳

تفسیر فقہی = أحکام القرآن

عہدِ رسالت کے مسلمانوں کی مادری زبان چونکہ عربی تھی اس لیے وہ قرآن مجید کے فقہی احکام کو بخوبی سمجھتے تھے۔ اگر کسی بات کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش آتی تو رسول اللہﷺ کی طرف رجوع کرتے۔ رسول اللہﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام بعض ایسے مسائل سے دوچار ہوئے جن کا صحیح شرعی حل مطلوب تھا چنانچہ انہوں نے اس ضمن میں پہلی کوشش یہ کی کہ ان مسائل کے استنباط میں قرآن مجید کی طرف رجوع کیا۔ قرآنی آیات میں فکر و تدبر کے وہ عادی تو تھے ہی اب اس میں مزید منہمک ہوئے۔ اگر طلب و تلاش سے ان مسائل کا حل قرآن مجید میں مل جاتا تو اس پر عمل کرتے ورنہ سنت رسول اللہﷺ کی جانب متوجہ ہو جاتے اگر اس میں بھی اُن کا حل نہ ملتا تو اجتہاد سے کام لیتے اور کتاب و سنت کے قواعدِ کلیہ کی روشنی میں ان کو حل کرتے۔ اس کی کچھ مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱- قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۳۴]

''تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں، وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک [نکاح اور خطبہ یعنی: اس کے مقدمات سے] روکے رکھیں۔''

ایک اور آیت میں ہے: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [سورۃ الطلاق ۶۵:۴]

''اور حمل والیوں کی میعاد اُن کے حمل کا پیدا ہونا ہے۔''

ایک حدیث میں ہے: جاء رجلٌ إلی ابن عباس' وأبو هريرة جالسٌ عنده فقال: أفتني في امرأةٍ وَلَدَت بعدَ زوجها بأربعين ليلةٍ ' فقال ابن عباس: آخر الأجلين' قلتُ أنا: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ' قال أبو هريرة: أنا مع ابن أخي يعني أباسلمة' فأرسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس غلامه كريباً إلى أم سلمة يسألها فقالت: قُتِلَ زوجُ سُبَيْعَة الأسلميَّة وهي حُبلَى فوضعت بعد موته بأربعين ليلةً فخُطِبَت فأنكحها رسولُ اللهِ ﷺ وكان أبو السنابل فيمن خطبها. [صحیح بخاری، کتاب التفسیر [۶۵] تفسیر سورۃ الطلاق [۶۵] باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعنَ حملهن [۲] حدیث:۴۹۰۹]

''ایک شخص سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بھی اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتائیے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کا خاوند فوت ہو وہ عدت کی دو مدتوں میں جو لمبی مدت ہو اُس کی رعایت کرے۔ [ابوسلمہ (۱) کہتے ہیں] میں نے عرض کیا کہ [قرآن مجید میں اُن کی عدت کا حکم] ''حمل والیوں کی عدت اُن کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔'' سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں۔ ان کی مراد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے تھی۔ آخر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سیدنا کریب رضی اللہ عنہ (۲) کو ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ ام المؤمنین نے فرمایا کہ سیدہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا (۳) کے شوہر [سیدنا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ (۴)] شہید کر دیے گئے تھے، وہ

---

(۱) عبداللہ/ اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زہری مدنی۔ ثقہ، فقیہ اور کثیر الحدیث تھے۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: ثقہ اور امام تھے۔ ۹۴ ہجری کو ۷۲ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
[تہذیب الکمال ۳۳: ۳۷۰، ترجمہ: ۷۴۰۹]

(۲) کریب بن ابی مسلم قرشی ہاشمی ابورشدین حجازی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ثقہ تابعی تھے۔ ۹۸ ہجری کو فوت ہوئے۔ [تہذیب الکمال ۲۴: ۱۷۲، ترجمہ: ۴۹۷۰]

(۳) سُبَیْعَۃ بنت حارث الاسلمیۃ رضی اللہ عنہا، صحابیہ ہیں۔ سیدنا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ مدینہ منورہ اور کوفہ کے فقہاء نے اُن سے روایتیں لی ہیں۔ [تہذیب الکمال ۳۵: ۱۹۳، ترجمہ: ۷۸۵۶]

(۴) سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ بنو مالک بن حسل بن عامر بن لؤی سے ولاء کا تعلق تھا۔ بنیادی تعلق یمن سے تھا۔ سابقون اولون سے ہیں۔ ہجرتِ حبشہ ثانیہ میں شریک تھے۔ مکہ معظمہ میں حجۃ الوداع میں فوت ہوئے۔

[اسد الغابۃ ۲: ۲۴۶، ترجمہ: ۱۹۸۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس وقت حاملہ تھیں۔شوہر کی موت کے چالیس روز بعد اُن کے یہاں بچہ پیدا ہوا پھر اُن کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے اُن کا نکاح کر دیا۔سیدنا ابو السنابل رضی اللہ عنہ بھی اُن کے پاس پیغامِ نکاح بھیجنے والوں میں سے تھے۔''

-۲: اسی قسم کا اختلاف سیدنا ابن مسعود اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین بھی اس مسئلہ میں رونما ہوا تھا جس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:أنّ الحامل تخرُجُ من هذه العدةِ إذا وضعت و إن كان زوجُها على السرير حتى قال ابن مسعود : مَنْ شاءَ باهَلْتُهُ 'إنّ قوله تعالى:وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ 'نزَلَ بعد قوله:اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ' وقال عليٌّ:عدةُ الحامل المتوفّى عنها زوجهاتنقضِي بأبعد الأجلين.

[تأویلات اہل السنۃ ۱۰:۶۱'تفسیر سورۃ الطلاق'تفسیر الطبرانی ۱:۴۲۴'تفسیر سورۃ البقرۃ]

''حاملہ عورت اپنی عدت سے وضع حمل کے ساتھ ہی نکل جاتی ہے اگرچہ اُس کا شوہر ابھی چارپائی پر ہو اور دفن نہیں ہوا ہو۔سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:میں مباہلہ کرتا ہوں کہ آیت کریمہ: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ آیت کریمہ:اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا کے بعد نازل ہوئی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ مباہلہ کے بغیر فرمایا کرتے تھے:اس عورت کی عدت ابعد الاجلین ہے[یعنی وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں سے جو عدت دور تر ہو وہی اس کی عدت ہے]۔''

-۳:اس قسم کا اختلاف سیدنا ابن عباس اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے مابین اُس شخص کی میراث کے سلسلہ میں رونما ہوا تھا جو مر جائے اور اس کے ورثاء میں سے اُس کی بیوی اور والدین بقیدِ حیات ہوں۔اس مسئلہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ دیا کہ اُس کے ترکہ میں سے بیوی کو نصف'ماں کو ایک تہائی اور باقی ماندہ رقم باپ کو بحیثیت عصبہ کے ملے گی جس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ.[سورۃ النساء۴:۱۱]

''اگر اُس[میت]کی اولاد نہ ہو اور اُس کے والدین اُس کے وارث ہوں تو اُس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے۔''

بخلاف ازیں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف یہ ہے کہ میت کے والدین کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ ادا کرنے کے بعد جو باقی بچے گا اس کا ایک تہائی بیوی کو ملے گا۔ [السنن الکبریٰ' بیہقی ۶:۲۲۸]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ائمہ اربعہ کے وقت تک بالعموم یہی کیفیت رہی کہ ہر امام نو پیدا حوادث کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور جوبات دلائل و براہین پر مبنی ہوتی اسے لے لیتے اُن کے فیصلے کبھی تو متفقہ ہوتے اور کبھی ایک دوسرے سے مختلف۔ تاہم کثرتِ اختلاف کے باوجود اُن کے ہاں جمود' تعصب اور ہٹ دھرمی کا نام و نشان تک نظر نہ آتا تھا۔ وہ طلب و تحقیق میں مشغول رہتے اور جب بھی کہیں مخالف جانب میں انہیں حق کہیں نظر آتا تو بلا توقف اور بغیر کسی جھجک کے اسے قبول کرتے۔

امام ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے: إذا صَحَّ الحديث فهو مذهبي. [ردالمختار ۱:۲۸۳]

''جب کسی حدیث کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔''

امام شافعی فرمایا کرتے تھے: إذا وجدتم في كتابي خلاف سنة رسول الله ﷺ فقولوا بِسُنَّةِ رسول الله ﷺ ودعوا ماقلتُ. [مناقب الشافعی' بیہقی ۱:۴۷۲]

''جب تم میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف کوئی بات پاؤ تو میری بات کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرو۔''

یہ بھی فرمایا کرتے تھے: إذا صَحَّ الحديث فهو مذهبي' وإذا صَحَّ الحديثُ فاضربوا بِقَولي الحائط. [سیر اعلام النبلاء ۱۰:۳۵]

''جب کسی حدیث کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور جب کسی حدیث کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو میری بات کو دیوار پر دے مارو۔''

امام احمد فرماتے ہیں: امام شافعی ہمیں فرمایا کرتے تھے: إذا صَحَّ عندكم الحديثُ عن النبي ﷺ فقولوا حتى أذهب إليه. [مناقب الشافعی' بیہقی ۱:۴۷۶]

''جب تمہارے پاس کوئی صحیح حدیث [میری اجتہاد کے خلاف] موجود ہو تو اسے میرے سامنے لاؤ تاکہ میں بھی اس کے مطابق قول اختیار کروں۔''

یہ قول ان الفاظ میں بھی منقول ہے: إذا صَحَّ الحديثُ عندكم عن رسول الله ﷺ فأخبرونا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرجع إليه. [طبقات الحنابلہ ۲:۱۵' ترجمہ:۵۹۴]

''جب تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی کوئی صحیح حدیث پہنچے تو ہمیں اس سے آگاہ کیجئے تاکہ میں بھی اس کی طرف رجوع کروں۔''

امام شافعی اپنے استاذِ محترم امام مالک کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

إذا ذُكرَ الحديثُ فمَالِكُ بن أنسٍ النَّجمُ. [العقيدة' رواية الخلال:۱۲۷]

''جب حدیث نبوی کا ذکر کیا جائے تو امام مالک [درخشندہ] ستارہ ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاءِ کرام کی تفسیری خدمات

-فقہائے احناف-

امام طحاوی

امام طحاوی نے احکام القرآن سے متعلق اپنی تصنیف لطیف میں اپنا علمی سکہ جما دیا ہے اس لیے کہ اُنہوں نے دین کے اصلی مصادر: قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے اور اُن سے سیرِ حاصل بحث کی ہے۔ بحث کرتے کرتے وہ دلائل و براہین کا جائزہ بھی لیتے ہیں اور ان میں سے اُن کے علم کے مطابق اقرب الی النص ہو اُس کو ترجیح دیتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ تابعین اور اتباع تابعین تک کا ذکر مع دلائل کرتے ہیں اور اُن کے اقوال کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تطبیق ناممکن ہو تو پھر نسخ 'اولیٰ اور غیر اولیٰ کی بحث کرتے ہیں۔

جس آیت سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا چاہتے ہوں اس کو تاویل قول اللہ کے عنوان کے تحت نقل کر کے اُس کی تفسیر لکھ لیتے ہیں۔ اگر اپنے موقف کے لیے قرآن مجید کی کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی تائیدی حدیث موجود ہو تو اُسے بھی لکھ لیتے ہیں اور آیت کی وضاحت کر لیتے ہیں۔

کسی مسئلہ کے استنباط کے لیے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے بعد صحابہ کرامؓ کے اقوال کی کی طرف رجوع کرتے ہیں[1]۔

جہاں ضرورت ہو وہاں آیت کا سبب نزول بھی بیان کر لیتے ہیں۔ اُن کی یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب ہے۔ کتاب الحج تک کا حصہ دو جلدوں میں مطبوع ہے اور باقی حصہ اب تک مفقود ہے۔

(۱) اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا طرزِ استدلال ہے جیسا کہ حافظ ابن عبدالبراُن کی زبانی لکھتے ہیں: آخُذُ بكتابِ اللهِ، فما لم أجد فبِسُنَّة رسول الله ﷺ فما لم أجد في كتاب الله ولا في سنة رسول الله ﷺ أخذتُ بقول أصحابه، آخُذُ بقولِ مَن شئتُ منهم وأدَعُ مَنْ شِئتُ منهم، ولا أخرُجُ من قولهم إلى قول غيرهم.
[الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء: ۲۶۱-۲۶۲؛ ۲۶۴-۲۶۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوبکر جصاص رازی

علماءِ اَحناف کے نزدیک ان کی تفسیر نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اس کی اساس حنفی فقہ کے دفاع پر رکھی گئی ہے۔ اس میں قرآن مجید کی ساری سورتیں زیر بحث لائی گئی ہیں مگر جن آیات کا فقہی اَحکام سے کوئی تعلق نہیں اُن سے تعرض نہیں کیا گیا۔ مؤلف قرآن مجید سے مستنبط اَحکام ہی بیان نہیں کرتے بلکہ کثرت کے ساتھ ایسے اختلافی مسائل ودلائل بھی بیان کرتے ہیں جن کا آیت سے بہت معمولی تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً ارشادِ ربّانی ہے: وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۵]

''اور بشارت دو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے اس بات کی کہ اُن کے لیے ایسے باغ ہوں گے جن میں نہریں جاری ہوں گی۔''

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: من قال: أيُّ عبدٍ بَشَّرني بولادةِ فلانة فهو حُرٌّ فبشَّروه جماعةٌ واحداً بعد واحدٍ إنَّ الأول يعتق دون غيره لأن البشارة حصلت بخبره دون غيره. [احکام القرآن ۱:۳۰]

''جس شخص نے اپنے غلاموں سے کہا کہ جو مجھے فلاں عورت کے بچہ جننے کی خوش خبری دے گا میں اُسے آزاد کردوں گا چنانچہ یکے بعد دیگرے بہت سے غلاموں نے اس کو ایسی بشارت سنادی تو پہلا غلام آزاد ہوگا دوسرے نہیں اس لیے کہ خوشی تو پہلے کی خبر سے مل گئی تھی۔''

ارشادِ ربانی ہے: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ. [سورۃ یوسف ۱۲:۲۶]

''اور عورت کے خاندان والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو تو وہ سچی ہے۔''

اس آیت کے تحت مؤلف نے اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ذکر کیا ہے کہ جب لُقطة [گری پڑی چیز] کا دعویٰ کرنے والا اس کی نشانیاں ذکر کردے، نیز یہ کہ اگر دو شخصوں کو ایک گرا پڑا بچہ مل جائے اور دونوں اس کے دعویٰ دار ہوں اور ایک اس کے جسم میں کوئی نشانی بتلائے۔ علاوہ ازیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب میں فقہاء کا اختلاف ذکر کیا جب کہ خاوند اور بیوی دونوں کسی گھریلو چیز کے بارے میں دعویٰ کریں اور ان میں سے ہر ایک یہ کہے کہ یہ چیزیں میری ملکیت ہے۔ [احکام القرآن ۲:۱۷۱]

اور اس قسم کے دیگر اختلافی مسائل جن کا تعلق آیت کے ساتھ کچھ بھی نہیں۔

مؤلف علام بسا اوقات حنفی مسلک کی تائید میں حد سے زیادہ آگے بڑھتے ہیں اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اپنے مذہب کی حمایت اور جنبہ داری میں غلو سے کام لیتے ہیں بلکہ بعض جگہ تاویل میں اس لیے کھینچا تانی سے کام لیتے ہیں تا کہ مخالف اس سے اپنے نظریہ کے اثبات میں استدلال نہ کر سکے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱:۔ ارشاد ربانی ہے: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۷]

''پھر روزوں کو رات تک پورا کرو۔''

امام جصاص نے اس آیت کے تحت لکھا ہے: يدلُّ على أنَّ مَن دخلَ في صوم التطوع لزمه إتمامه. [احکام القرآن ۱:۲۳۴]

''اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص ایک دفعہ نفلی روزہ کو شروع کر دے تو اُسے پورا کرنا اُس پر واجب ہو جاتا ہے۔''

۲:۔ ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ. [سورۃ البقرۃ ۲:۲۳۲]

''جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو اُنہیں اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو۔''

اس آیت کریمہ سے امام جصاص نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عورت، ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔ [احکام القرآن ۱:۳۹۹-۴۰۰]

امام جصاص معتزلی عقائد سے متاثر تھے

اسی رجحان ومیلان کا صاف اور صریح ثبوت ان کی تفسیر میں جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے' چنانچہ قرآن مجید میں ہے: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۰۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اُن [ہزلیات] کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان [علیہ السلام] کے عہد [سلطنت] میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔''

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ومتی أطلق فھو إسم لکل أمر مموہ باطل 'لا حقیقة له ولا ثبات. [احکام القرآن ۱:۴۲]

''سحر کا اطلاق ہر باطل اور بے حقیقت چیز پر ہوتا ہے جس کا کوئی وجود نہ ہو۔''

صحیح روایت ہے کہ لبید بن اعصم نے رسول اللہ ﷺ پر سحر کر ڈالا تھا۔

[صحیح بخاری' کتاب بدء الخلق [۵۹]' باب صفة ابلیس وجنودہ [۱۱] حدیث:۳۲۶۸' کتاب الطب [۷۶] باب ہل یستخرج السحر [۴۹] حدیث:۵۷۶۵' کتاب الدعوات [۸۰] باب تکریر الدعاء [۵۷] حدیث:۶۳۹۱]

اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ومثل ھذہ الأخبار من وضع الملحدین.

[احکام القرآن ۱:۴۹]

''اس قسم کی روایتیں ملاحدہ کی وضع کردہ ہیں (۱)۔''

۞ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن مؤمن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے بہرہ ور اور محظوظ ہوں گے' اسی سلسلہ میں کافی آیات و احادیث بھی موجود ہیں لیکن امام ابوبکر جصاص اس

---

(۱) بہت سے لوگ جصاص کے اس قول سے استشہاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کفار کی طرف منسوب کر کے کہا گیا ہے: اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا [سورۃ الفرقان ۲۵:۹] چونکہ سحر والی روایت میں کفار کے اس نظریے کی بظاہر تصدیق ہو جاتی ہے اس لیے انہوں نے اس روایت ہی کو غلط قرار دیا حالانکہ یہ استدلال ایسا ہی بے بنیاد ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہے کہ کفار کو یہ بات اچنبھے والی لگی کہ کوئی بشر رسول اور نبی کیونکر ہو سکتا ہے اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بشریت ہی کا انکار کر دیا چنانچہ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ [سورۃ البقرۃ ۲:۸] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اُس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لیے قرآن پاک میں جا بجا انبیائے کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔

[تفسیر سید نعیم الدین مراد آبادی: ۵]

یہ دونوں باتیں تفسیر بالرای المذموم کے زمرے سے ہیں اس لیے نادرست ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ کی دھجیاں یوں بکھیرتے ہیں کہ: لاتدركه الأبصار' معناه: لاتراه الأبصار' وهذا تمدح ينفي رؤية الأبصار كقوله تعالى: لاتأخذه سنة ولا نومٌ وما تمدح الله بنفيه عن نفسه فإن إثبات ضده ذمٌ ونقصٌ' فغير جائز إثبات نقيضه بحالٍ' كما لو بطل إستحقاق الصفة بلا تأخذه سنة ولا نوم لم يبطل إلا إلى صفةِ نقصٍ' فلما تمدح بنفي رؤية البصر عنه لم يجز اثبات ضده ونقيضه بحالٍ إذ كان فيه إثبات صفة نقص ولا يجوز أن يكون مخصوصاً بقوله تعالى: وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ لأن النظر محتمل لِمعانٍ: منه إنتظار الثواب' كما روي عن جماعة من السَّلف' فلما كان ذلك محتملا للتأويل لم يجز الإعتراض عليه بما لامَسَاغَ للتأويل فيه' والأخبار المروية في الرؤية إنما المراد بها العلم لو صحت' وهو علم الضرورة الذي لا تشوبه شبهة ولا تعرض فيه الشكوك' لأن الرؤية بمعنى العلم مشهورة في اللغة. [احکام القرآن ۳:۴-۵]

''اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنکھیں ذاتِ باری تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتیں' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح ان الفاظ میں بیان فرمائی کہ آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں' جس طرح دوسری آیت میں فرمایا کہ اس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ اس آیت میں نیند اور اونگھ کا نہ آنا اللہ تعالیٰ کی مدح اور تعریف وتوصیف پر مشتمل ہے' جب اللہ تعالیٰ نے رؤیتِ بَصَری کی نفی کو مدح قرار دیا ہے تو اس کی ضِد کا اثبات نقص وعیب ہوگا' اس لیے یہ کہنا اللہ تعالیٰ کی مذمت ہے کہ آنکھیں اس کو دیکھ سکتی ہیں۔ جہاں تک سورۃ القیامۃ کی اس آیت اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کا تعلق ہے تو یہاں نَاظِرَةٌ کا لفظ انتظار سے مشتق ہے' اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اجر وثواب کے منتظر ہوں گے۔ علماءِ سلف کی ایک جماعت سے یہی منقول ہے' جب اس آیت میں تأویل کی گنجائش موجود ہے تو اس کی بنا پر آیت لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ پر اعتراض نہیں کیا جا سکے گا جس میں تأویل کا سرے سے احتمال ہی موجود نہیں' باقی رہیں وہ احادیث جن میں رؤیتِ باری تعالیٰ کا ذکر ہے تو اس میں رؤیت سے مراد علم ہے۔ رؤیت کا لفظ علم کے معنی میں عربی لغت میں عام طور سے معروف ہے۔''

آپ نے دیکھا کہ امام ابوبکر جصاص شد ومد کے ساتھ معتزلہ کے بہی خواہ ہیں ان کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل اکٹھے کرتے ہیں اور اہلِ سنت کے مسلک کو دلیلِ باطل سے غلط بتانے پر مصر ہیں' ان کی یہ بات جڑ مول ہی سے غلط اور بے بنیاد ہے اور اس میں کوئی وزن نہیں کیونکہ اضافت وتعدیت اور صِلات کے لحاظ سے نظر کے استعمالات اور معانی میں فرق آتا رہتا ہے' مثلاً:

[۱] جب اس کا صلہ اِلیٰ آجائے تو اس وقت اس کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے ہوتے ہیں' جیسے:

اُنْظُرُوْا اِلٰی ثَمَرِهٖ اِذَا اَثْمَرَ وَ يَنْعِهٖ. [سورۃ الانعام ۶:۹۹]

''یہ چیزیں جب پکتی ہیں تو اُن کے پھلوں پر اور [جب پکتی ہیں تو] اُن کے پکنے پر نظر کرو۔''

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۞ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ. [سورۃ القیامۃ ۷۵:۲۲-۲۳]

''اُس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے [اور] اپنے پروردگار کے محوِ دیدار ہوں گے۔''

[۲] جب اس کا صِلہ فِیْ آجائے تو اس وقت اس کے معنی سوچ وفکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے ہوتے ہیں جیسے:

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. [سورۃ الاعراف ۷:۱۸۵]

''کیا اُنہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں غور وفکر نہیں کیا۔''

[۳] اور جب یہ متعدی بنفسہٖ ہو تو اس وقت اس کے معنی توقف اور انتظار کرنے کے ہوتے ہیں' جیسے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ. [سورۃ الحدید ۵۷:۱۳]

''ہمارے لیے ذرا ٹھہریئے' کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔''

اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے الابانۃ عن اصول الدیانۃ: ۵۸-۶۲ اور شرح العقیدۃ الطحاویۃ ۱:۲۰۹-۲۱۸ کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

۞ امام ابوالحسن الاشعری اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ [سورۃ الانعام ۶:۱۰۳] سے رؤیت باری تعالیٰ کی نفی پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس رؤیت سے مراد دنیا میں دیکھنا نہیں بلکہ آخرت میں دیکھنا رؤیت کہلاتا ہے جب کہ سورۃ الانعام کی یہ آیت دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کی نفی کرتی ہے اور جو سورۃ الانعام والی آیت اس باطل مذہب کے لیے بطور دلیل پیش کرتا ہے وہ خود اپنی بے علمی کا اقرار کرتا ہے۔'' [الابانۃ: ۶۰' تفسیر ابن کثیر ۶:۱۲۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار چودھویں کے چاند کی طرف دیکھ کر صحابہ کرام سے فرمایا:

إنکم ستَرون ربکم کماترون ھذا القمر لیلةَ البدر تضامون في رؤیتہ.

[صحیح بخاری' کتاب تفسیر القرآن [۶۵] تفسیر سورۃ ق [۵۰-۲] حدیث:۴۸۵۱' کتاب التوحید [۹۸] باب قول اللہ: وجوہ یومئذ ناضرۃ [۲۴] احادیث:۷۴۳۴-۷۴۳۵' صحیح مسلم' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ [۵] باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما [۳۷] حدیث:۲۱۱-[۶۳۳]

''تم اپنے رب کو اس طرح بلا کسی تکلیف کے دیکھو گے جس طرح اس کامل چاند کو بغیر کسی مشقت و تکلیف کے دیکھتے ہو۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر جصاص کا حملہ

امام ابوبکر جصاص کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں' وہ جابجا اپنی تفسیر میں اس کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ [سورۃ الحج ۲۲:۴۱] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ھذہ صفة المھاجرین' لأنھم الذین أخرجوا من دیارھم بغیر حق' فأخبر اللہ أنہ إن مکناھم فی الأرض أقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وأمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر' وھو صفة الخلفاء الراشدین الذین مکنھم اللہ في الأرض وھم: أبوبکر وعمر وعثمان وعلي رضی اللہ عنہم وفیہ الدلالة الواضحة علی صحة إمامتھم لإخبار اللہ بأنھم إذا مکنوا في الأرض قاموا بفروض اللہ علیھم وقد مکنوا في الأرض فوجب أن یکونوا أئمة قائمین بأوامر اللہ' منتھین عن زواجرہ و نواھیہ' ولا یدخل معاویة رضی اللہ عنہ في ھؤلاء' لأن اللہ إنما وصف بذلك المھاجرین الذین خرجوا من دیارھم' ولیس معاویة رضی اللہ عنہ من المھاجرین بل ھو من الطلقاء. [احکام القرآن ۳:۲۴۶]

''اس آیت میں مہاجرین کی توصیف کی گئی ہے کیونکہ وہی ناجائز طور پر اپنے گھروں سے مجبور کر کے نکالے گئے تھے اور اس میں خلفائے راشدین کے اوصاف ذکر کئے گئے ہیں جو ابوبکر' عمر' عثمان اور علی رضی اللہ عنہم تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی امامت جائز اور درست تھی اس لیے کہ آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو جب زمین کا اقتدار سونپا جائے تو وہ اللہ کے فرائض و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجبات کو قائم کریں گے اس میں شبہ نہیں کہ خلفا کو اقتدار عطا کیا گیا تھا اس لیے خلفائے راشدین اللہ تعالیٰ کے اوامر و احکام کو نافذ کرنے والے اور شرعی منہیات و محرمات سے باز رہنے والے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس زمرہ میں شامل نہیں کیونکہ وہ مہاجر نہ تھے بلکہ طلقاء میں سے تھے جب کہ اس آیت میں مہاجرین کا ذکر کیا گیا ہے۔''

آپ نے امام ابوبکر جصاص کا بغض دیکھ لیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفائے راشدین سے خارج کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں حالانکہ آپ بنصِ قرآن مجید ''راشد'' ہیں۔ قرآن عزیز میں أُولَـٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ کی سند سنہری الفاظ کے ساتھ لکھی ہوئی ہے' رہی یہ بات کہ وہ مہاجرین میں سے نہ تھے بلکہ طلقاء میں سے تھے' سو اس سلسلے میں عرض ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قطعاً طلقاء میں سے نہیں تھے اس لیے کہ آپ حدیبیہ کے سال ایمان لائے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت بھی کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اور سیدنا حتات بن بشر رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات و بھائی چارہ بھی قائم کیا تھا۔ [الاصابۃ ۱:۳۱۱' رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۲:۳۶۴]

امام ابن اثیر لکھتے ہیں: آخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینه وبین معاوية بن أبي سفيان رضی اللہ عنہ.

[اسد الغابۃ ۱:۴۷۳' ترجمہ سیدنا حُتات بن یزید رضی اللہ عنہ: ۱۰۷۷]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حُتات بن یزید اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے مابین مؤاخات قائم کیا تھا(۱)۔''

اس مفسر کی وہ تفسیر بھی ملاحظہ ہو' جو انہوں نے آیت: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا

(۱) امام ابن اثیر اس اقرار کے باوجود لکھتے ہیں: إنه أسلم عام القضية' وإنه لقي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مسلماً و كتم إسلامه من أبيه وأمه وكان هو وأبوه من المؤلفة قلوبهم.

[اسد الغابۃ ۴:۳۰۵-۳۰۶' ترجمہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ: ۴۹۸۶]

''آپ نے عمرۃ القضاء کے سال اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام ہی کی حالت میں ملاقات کی مگر اپنے اسلام کو اپنے والدین سے چھپائے رکھا اور آپ اور آپ کے والد مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔''

سوال یہ ہے کہ جو شخص ہجرت کر کے عہد مؤاخات میں شریک ہو' اُس کا ایمان کیونکر چھپارہ سکتا ہے' اور اُس کا شمار مؤلفۃ القلوب یا طلقاء میں کس دلیل کی بناء پر کیا جاتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ [سورۃ النور ۲۴: ۲۵] کے تحت بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:
فيه الدلالة على صحة إمامة الخلفاء الأربعة أيضاً لأن الله استخلفهم في الأرض ومكّن لهم كما جاء الوعد ولا يدخل فيهم معاوية رضی اللہ عنہ لأنه لم يكن مؤمنا في ذلك الوقت. [احکام القرآن ۳: ۳۲۹]

''اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے اربعہ کی امامت صحیح ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ ان کو خلافتِ ارضی سے نوازا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے زمرہ میں اس لیے شامل نہیں کہ وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔''

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کسی کاتبِ وحی اور صحابیِ رسول کی خلافت صحیح خلافت نہیں تو پھر کسی تابعی اور بعد میں آنے والوں کی خلافت کس قاعدے اور قانون کی رو سے درست اور صحیح تسلیم کی جائے اور کس وجہ سے اُن کی خلافت راشدہ مانی جائے؟

کاش کہ جصاص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس باطل اور خبیث رائے کا اظہار نہ کرتے۔
اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے یہ عبارت بھی پڑھیے: وكان محقاً في قتاله لهم لم يخالف فيه أحدٌ إلَّا الفئة الباغية التي قابلوه وأتباعها. [احکام القرآن ۳: ۴۰۰]

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ لڑائی میں حق پر تھے' اس کے برخلاف وہ باغی تھا جس نے ان کی مخالفت کی اور ان سے لڑے۔''

یہ بات صدفی صد درست ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ (۱) کو باغی ٹولہ نے قتل کیا تھا لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ٹولہ تو باغی نہ تھا بلکہ ان کے ٹولے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا ایک بڑا ٹولہ قرار دیا تھا' جیسا کہ ارشاد ہے: إن إبني هذا سيد' ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين

---

(۱) عمار بن یاسر بن عامر الکنانی المذحجی العنسی القحطانی' ابوالیقظان رضی اللہ عنہ' جلیل القدر صحابی ہیں۔ سابقون اولون میں سے ہیں۔ ۵۷ قبل ہجری = ۵۶۷ء کو پیدا ہوئے۔ بدر و اُحد اور سارے غزوات میں شریک رہے ہیں۔ سب سے پہلے اپنے اسلام کا اِظہار کیا۔ ہجرت کے بعد اسلام کی پہلی مسجد ''قباء'' آپ نے بنائی۔ جمل اور صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شرکت کی۔ ۳۷ھ = ۶۵۷ء کو ۹۳ سال کی عمر میں جنگ صفین میں شہادت پائی۔ آپ سے ۶۲ اَحادیث مروی ہیں۔ [الاستیعاب: ۵۴۷' ترجمہ: ۸۸۰' الاعلام ۵: ۳۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[صحیح بخاری' کتاب الصلح [۵۳] باب قول النبی ﷺ: ابني هذا سيد [۹] حديث: ۲۷۰۴' کتاب المناقب [۶۱] باب علامات النبوۃ فی الاسلام [۲۵] حدیث: ۳۶۲۹' کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ [۶۲] باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما [۲۲] حدیث: ۳۷۴۶ کتاب الفتن [۹۳] باب قول النبی ﷺ: ان ابنی ھذا سید [۲۰] حدیث: ۷۱۰۹]

''بے شک میرا یہ بچہ سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کرے گا۔''

نیز امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں: فأمّا ماجرى بين علي و الزبير و عائشة ﷺ فإنما كان على تأويل و إجتهاد' و عليٌّ ﷺ الإمام ' و كلهم من أهل الإجتهاد ' و قد شهد لهم النبي ﷺ بالجنة و الشهادة' فدل على أنهم كانوا على حق في إجتهادهم' و كذلك ما جرى بين علي و معاوية رضي الله عنهما كان على تأويل و إجتهاد.

[الابانۃ عن اصول الدیانۃ: ۱۷۸-۱۷۹]

''سیدنا علی' سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ ﷺ کے مابین جو مشاجرات تھے وہ تاویل اور اجتہاد کی وجہ سے تھے اگرچہ سیدنا علی ﷺ امام تھے لیکن دوسرے صحابہ کرام ﷺ بھی مجتہد تھے اور ان سب کو رسول اکرم ﷺ نے جنت اور شہادت کی خوش خبری دی تھی' پس یہ اس بات کی دلیل تھی کہ ان سب کا اجتہاد درست تھا اور اسی طرح علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو کچھ ہوا ہے وہ بھی تاویل اور اجتہاد کی وجہ سے تھا۔''

ابوبکر جصاص جب صحابہ ﷺ پر روافض کی طرح طعن و تشنیع کرتے اور معتزلہ کی ہم نوائی کرتے ہیں تو اُن کی حنفیت کس کام کی؟ وہ احناف کی وکالت کریں یا نہ کریں' احناف ان کی وکالت کے محتاج نہیں۔

[احناف میں کئی مبتدع' معتزلی اور کرامی لوگ بھی شامل ہیں' میں اپنی کتاب میں اُن کا ذکر نہ کروں تو تاریخ اُن کے بدعت کی گواہی دے گی۔ علامہ عبدالقادر قرشی کی الجواہر المضیئۃ میں کتنے لوگوں کا ذکر ہے' جو حنفی ہونے کے باوصف معتزلی ہیں' مثلاً: اسماعیل بن علی [ص: ۱۰۵' ت: ۳۴۲] بشر المریسی [ص: ۱۱۰' ت: ۳۶۶] حسن بن عبداللہ بن مرزبان [ص: ۱۲۰' ت: ۴۳۹] حسن بن محمد بن احمد بن علی [ص: ۱۳۲' ت: ۴۶۷] حسن بن محمد بن علی بن رجاء [ص: ۱۳۳-۱۳۴' ت: ۴۶۹] عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی [ص: ۱۷۸' ت: ۶۴۲] عبداللہ بن محمد ابی یزید خلیجی [ص: ۱۹۰' ت: ۶۸۷] عبدالجبار بن احمد [ص: ۱۹۲' ت: ۶۹۹] عبدالسلام بن محمد بن یوسف بن بندار [ص: ۲۰۵' ت: ۷۶۰] عبدالسید بن علی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن محمد بن طیب [ص:۲۰۶ ت:۶۲ ۷] عبیداللہ بن محمد بن احمد [ص:۲۲۱ ت:۸۴۸] علی بن جعد [ص:۲۳۱ ت:۹۰۲] عمر بن احمد بن عمر [ص:۲۵۰ ت:۹۸۴] محمد بن احمد بن اسماعیل ابوسہل [ص:۳۰۲ ت:۱۱۰۲] محمد بن احمد بن عبید بخاری [ص:۳۰۸ ت:۱۱۲۶] محمد بن ابی الحسن قفال [ص:۳۲۲ ت:۱۲۱۶] محمد بن شجاع، من اصحاب الحسن بن زیاد [ص:۳۲۴ ت:۱۲۷۲] محمد بن عبداللہ عسکری [ص:۳۴۱ ت:۱۲۹۶] محمد بن عبدالرحمٰن بن صبر الصمر ی [ص:۳۴۳ ت:۱۳۰۹] مسعود بن محمد بن احمد [ص:۳۹۹ ت:۱۵۹۸] یحییٰ بن طاہر دمشقی [ص:۴۲۷ ت:۱۷۵۰] یوسف بن اسحاق رہاوی [ص:۴۳۳ ت:۱۷۸۲] یوسف بن اسماعیل لمغانی [ص:۴۳۴ ت:۱۷۸۴] الزعفرانی [ص:۴۸۶ ت:۲۲۳۰] یوسف بن قزاعلی رافضی [ص:۴۳۷ ت:۱۷۸۱]

جصاص امام شافعی کے بارے میں بڑی سخت زبان استعمال کرتے تھے۔

— سورۃ النساء میں حرام رشتوں کا ذکر کرتے ہوئے امام جصاص نے احناف وشوافع کے باہمی اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ مسئلہ متنازعہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرے تو کیا وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ پھر اس ضمن میں ایک مناظرے کا ذکر کیا جو امام شافعی اور اُن کے ایک مخالف کے درمیان ہوا۔ اس موقع پر امام شافعی کے بارے میں لکھتے ہیں:

فقد بَانَ أنَّ ماقاله الشافعي وماسلمه له السائل كلامٌ فاوِغٌ لا معنى له تحته في حكم ما سئل عنه. [احکام القرآن ۲: ۱۱۷-۱۱۸]

''اس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ [امام] شافعی نے جو کچھ کہا ہے، بے معنی ہے اور سائل کے سوال کے ساتھ اُس کا کوئی تعلق نہیں۔''

— مخالف کے سوال کے جواب میں امام شافعی نے جو کچھ کہا اُس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ولو كَلَّمَ بذلك المبتدؤن مِن أحدثِ أصحابنا لما خفي عليه عوار هذا الحجاج و ضعف السائل والمسئول فيه. [احکام القرآن ۲: ۱۱۸]

''اگر ہمارے نوخیز اور نوآموز اصحاب بھی اس مسئلہ پر گفتگو کریں تو ان پر یہ حقیقت کھل سکتی ہے کہ [امام] شافعی کس قدر معیوب اور کمزور ہے۔''

— امام شافعی کے نقطہ نگاہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ وضوء کے اعضاء میں ترتیب ضروری ہے، امام جصاص لکھتے ہیں: وهذا القول مما خرج به الشافعي عن إجماع السلف والفقهاء.

[احکام القرآن ۲: ۳۶۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس قول کے مطابق [امام] شافعی علماءِ سلف اور فقہاء کے اجماع سے نکل گئے۔''

ڈاکٹر محمد حسین ذہبی اس قول کو نقل کر کے لکھتے ہیں: كأنّ الشافعي في نظر الجصاص ممن لا يعتد برأيه حتى ينعقد الإجماع بدونه. [التفسير والمفسرون ۲:۳۰۰]

''گویا کہ جصاص کے نزدیک امام شافعی کی رائے کوئی وزن ہی نہیں رکھتی اور اُن کے بغیر بھی اجماع منعقد ہو سکتا ہے۔''

مُلَّا جِیوَنْ

احمد بن ابی سعید بن عبید اللہ بن عبد الرزاق بن خاصہ خدا، حنفی، صالحی، امیٹھوی، عرف: مُلَّا جِیوَنْ. جِیوَنْ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے: زندگی۔ شیخ عبد اللہ مکی کی اولاد میں سے تھے جن کا سلسلہ نسب سیدنا صالح علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ ۱۰۴۷ھ = ۱۶۳۷ء کو لکھنؤ کے قریب امیٹھی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے سایہ عاطفت میں پلے بڑھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید زبانی حفظ کیا اور حصول علم میں منہمک ہو گئے۔ تیرہ سال کے تھے کہ والد نے وفات پائی۔ ۲۲ سال کی عمر میں فراغت ہوئی۔ سولہ سال کی عمر میں التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية لکھی جو قرآنی احکام سے بحث کرتی ہے۔ وہ اُن کے ''حسامی'' پڑھنے کا زمانہ تھا۔ دو بار حرمین شریفین کی زیارت کی۔ کامیاب مدرس تھے۔ چھ سال تک اورنگ زیب عالمگیر کے معسکر میں رہے ہیں۔ ۱۱۳۰ھ = ۱۷۱۸ء کو فوت ہوئے۔

[سبحۃ المرجان: ۹۷، نزہۃ الخواطر ۶: ۲۱، ترجمہ: ۳۶، الاعلام ۱: ۱۰۸، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۷: ۲۰۵]

مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی بن شیخ عبد الحق ۵ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ = ۱۸۶۳ء کو تھانہ بھون [انڈیا] میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں یہیں پڑھیں اور حافظ حسین علی دہلوی سے قرآن مجید حفظ کیا پھر تھانہ بھون واپس آ کر مولانا فتح محمد صاحب سے عربی کی ابتدائی کتابیں اور فارسی کی متوسط کتابیں پڑھیں اور اس کی کچھ انتہائی کتب اپنے ماموں واجد علی سے پڑھیں جو فارسی ادب کے کامل استاد مانے جاتے تھے پھر دیوبند پہنچ کر بقیہ نصاب کی تکمیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا منفعت علی سے کی۔ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور پندرہ سال تک یہاں مشغولِ تعلیم رہ کر شروع ۱۳۱۰ھ میں فراغت حاصل کی' اس وقت آپ کی عمر ۱۹' ۲۰ برس کے لگ بھگ تھی۔عمر بھر دین اسلام کی خدمت میں لگے رہے۔طریقت کا کوچہ کوچہ چھان مارا اور بالآخر ۱۳۶۲ھ=۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔[بیس بڑے مسلمان:۳۰۸-۳۲۵]

آپ نے اپنے تلامذہ کی ایک جماعت سے دلائلُ القرآن علی مسائل النعمان کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھوائی جو احکام القرآن کے نام سے پانچ جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے اور عام و متداول ہے۔

-فقہائے شافعیہ-

امام شافعی

امام شافعی نے احکام القرآن سے متعلق ایک کتاب ترتیب دی۔امام بیہقی لکھتے ہیں:

لَمَّا أرادَ الشافعيُّ أن يُصَنِّفَ أحكامَ القرآن قرأ القرآن مائة مرةٍ.[مناقب الشافعی۲:۲۶۸]

''امام شافعی نے جب''احکام القرآن'' لکھنا چاہا تو سو بار قرآن مجید کا مطالعہ کیا۔''

مگر محققین کے قول کے مطابق یہ کتاب مفقود ہے اور جو کتاب اُن کے نام سے عام متداول ہے وہ امام بیہقی کی تصنیف ہے۔امام بیہقی لکھتے ہیں:

وقد جمعتُ أقاويل الشافعي رحمه الله في أحكام القرآن و تفسيره في جزء ين.

[مناقب الشافعی۱:۲۴۴]

''میں نے امام شافعیؒ کے تفسیری اقوال کو احکام القرآن کے دو جلدوں میں جمع کر دیا ہے۔''

امام الکِیا ہَراسی

مؤلف متعصب شافعی المسلک اور جصاص کی طرح اپنی فقہ کی حمایت اور طرف داری میں معروف ہیں۔کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: رأيتُ مذهب الشافعي أسدها و أقومها و أرشدها و أحكمها حتى كان نظره في كبر آرائه و معظم أبحاثه يترقى عن حد الظن و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التخمين إلى درجة الحق و اليقين، و لم أجد لذلك سبباً أقوى و أوضح و أوفى من تطبيقه مذهبهٔ على كتاب الله الذي لَايَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَامِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ[سورۃ حٰم السجدۃ ۴۱:۴۲] و أنه أُتيح له درك غوامض معانيه و الغوص على تيار بحره لاستخراج مافيه، وأنّ اللهفتح عليه من أبوابه، ويَسَّرعليه من أسبابه، ورفع له من حجابه مالم يسهل لمن سواهُ، ولم يتأت لمن عداه. [احکام القرآن الکیا الہراسی ۱:۲]

''امام شافعی کا مسلک حق وصواب اور راست بازی پر مبنی ہے۔ان کے اکثر افکار ونظریات ظن و تخمین کے بجائے حق ویقین کے آئینہ دار ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی نے اپنی فقہ کی اساس کتاب اللہ پر رکھی ہے جس کے پاس باطل کا گزر نہ آگے سے ممکن ہے اور نہ پیچھے سے۔امام شافعی قرآن مجید کے سمندر میں غواصی کر کے اس کے معانی ومطالب کے موتی نکالتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اُن پر قرآن مجید کے دروازے کھول دیے تھے اور اس کے حجابات کو دور کر دیا تھا جب کہ دوسروں کے حصہ میں یہ چیز نہیں آئی تھی۔''

ڈاکٹر محمد حسین ذہبی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: يقرر صاحبنا هذا و أنا لا أنكر عليه، و لا أغض من مقام الشافعي رحمه الله ولكنني أقول:إنّ تقديم الكتاب بمثل هذا الكلام نطق به الرجل متعصبٌ لمذهبه، و شاهدٌ عليه بأنه سوف يسلك في تفسيره مسلك الدفاع عن قواعد الشافعي وفروع مذهبه وإن أدّى ذلك إلى التعسف في التأويل. و إذا لم يكفك هذا دليلاً على تعصب الرجل فدونك الكتاب، لتقف بعد القراءةِ على مبلغ تعصب صاحبه و تعسفه. [التفسیر والمفسرون ۲:۳۰۲]

''ہمارے یہ صاحب اس قسم کی بات لکھ گئے ہیں۔میں اسے معذور سمجھتا ہوں۔میں امام شافعی کی قدر ومنزلت کو گھٹانا نہیں چاہتا لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ کتاب کے مقدمہ میں ایسی باتیں لکھنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مؤلف اپنے مسلک کی حمایت میں تعصب سے کام لیتے ہیں۔کتاب کا تفصیلی جائزہ لینے سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوبکر جصاص پر تنقید

- جصاص نے آیۃ کریمہ: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ [سورۃ النساء۴:۲۳] سے امام ابوحنیفہ کے موقف پر استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو زانی پر اُس عورت کی ماں اور لڑکی حرام ہو جاتی ہیں۔ [احکام القرآن' جصاص ۲:۱۱۷-۱۱۸]

مؤلف اس کی تردید کرتے ہوئے جصاص کے بارے میں لکھتے ہیں:

فالذي ذكرهٗ يدلُّ على أنه لم يفهم معنى كلام الشافعي ولم يميز بين محل ومحل' و لكل مقام مقالٌ 'ولِتَفَهُّم معاني كلام الله رجالٌ' وليس هومنهم.

[احکام القرآن' ہراسی ۱:۳۸۵]

''جصاص نے جو کچھ ذکر کیا ہے' اس بات کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے امام شافعی کی بات ہی نہیں سمجھی اور نہ ہی عبارت کے موقع ومحل میں فرق وامتیاز کر سکا۔ ہر بات کا ایک موقع ہوتا ہے اور فہم قرآن کے لیے مردانِ کار کی ضرورت ہوتی ہے مگر جصاص اُن کے زُمرہ میں شامل نہیں ہے۔''

- ایک جگہ لکھتے ہیں: وذكر الشافعي مناظرة بينه وبين مسترشد طلب الحق منه في هذه المسألة ' فأورده الرازي متعجباً منها ومُنَبِّهاً على ضعف كلام الشافعي فيها' ولا شيئ أدل على جهل الرازي وقلة معرفته بمعاني الكلام من سياقته لهذه المناظَرةِ و اعتراضاته. [احکام القرآن' ہراسی ۱:۳۸۵]

''جصاص نے امام شافعی اور ایک طالب حق کے مناظرہ کا ذکر کر کے اس پر اِظہارِ حیرت و اِستعجاب کیا اور امام شافعی کے موقف کی کمزوری سے آگاہ کیا ہے۔ جصاص کی کم عقلی اور جہالت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ دراصل جصاص نے امام شافعی کی بات ہی نہیں سمجھی اور یوں آپ کو اعتراضات کی آماج گاہ بنایا۔''

- آگے لکھتے ہیں: ولم يعلم هذاالجاهل معنى كلام الشافعي فاعترض عليه بماقاله و عجب الناس من ذلك:

وَكَمْ مِّنْ عَائِبٍ قَوْلاً صَحِيْحاً وَ اٰفَتُهٗ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيْمِ

[احکام القرآن' ہراسی ۱:۳۸۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بہت سے لوگ صحیح بات میں بھی کیڑے نکالنے لگتے ہیں جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُن کا اپنا فہم ناقص ہوتا ہے۔''

الکیاہراسی کی احکام القرآن دو جلدوں میں بھی دست یاب ہے اور چار جلدوں میں بھی۔

-فقہائے مالکیہ-

امام ابن العربی

امام ابن العربی کی احکام القرآن قرآن مجید کی ساری سورتوں پر مشتمل ہے جس میں وہ صرف آیات الاحکام کی شرح وتفسیر کرتے ہیں۔ کسی سورۃ کے بارے میں ابتداء ہی میں لکھتے ہیں کہ اس میں اس قدر آیات الاحکام ہیں' پھر وہ ان میں سے ایک ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ فلاں آیت میں اتنے مسائل ہیں اور فلاں میں اتنے۔

امام ابن العربی کی انصاف پسندی

ایک جگہ لکھتے ہیں: اختلف العلماء في مسح الرأس علی أحد عشر قولاً......ولکل قول من هذه الأقوال مطلعٌ من القرآن والسنة ...... لیس یَخفَی علی اللبیب عند اطلاعه علی هذه الأقوال و الأنحاء و المطلعات أنَّ القوم لم یخرج اجتهادهم عن سبیل الدلالات في مقصود الشریعة' ولا جاوزوا طرفیها إلی الإفراط.

[احکام القرآن ۲:۵۶۸-۵۷۰'بذیل تفسیر: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوةِ [سورۃ المائدۃ ۶:۵]

''علماء نے سر کے مسح کے بارے میں اختلاف کیا ہے اس ضمن میں ان کے گیارہ اقوال ہیں۔ [چنانچہ ایک ایک کر کے ان اقوال پر روشنی ڈالی پھر بیان کیا ہے کہ] ان میں سے ہر قول کی اَساس کتاب وسنت پر رکھی گئی ہے۔[آگے چل کر فرماتے ہیں کہ] جو شخص بھی ان اقوال کو دیکھتا ہے اس سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی کہ ہمارے علماء بحیثیت مجموعی کتاب وسنت سے باہر نہیں گئے۔ مزید برآں انہوں نے افراط وتفریط کا ارتکاب بھی نہیں کیا۔''

مندرجہ صدر بیان سے مؤلف کے بے تعصبی اور اعتدال پسندی واضح ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید لکھتے ہیں: نزع علماؤنا بهذه الآية أنَّ إزالة النجاسة غيرُ واجبة' لأنه قال: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ ' تقديره: وأنتم مُحْدِثُونَ ' فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ' فلم يذكر الإستنجاء و ذكر الوضوء' ولو كان واجباً لكان أول مبدوء به ' وهي رواية أشهب عن مالك......و والصحيحُ رواية ابن وهب. و لا حُجَّةَ في ظاهر القرآن لأن الله تعالى إنما بيَّنَ في آية الوضوء خاصة ' وللصلاة شروطٌ: من استقبال الكعبة ' وسترُ العورة وإزالة النجاسة ' و بيان كل شرط منها في موضعه.

[احکام القرآن ۲: ۵۸۰-۵۸۱' بذیل تفسیر: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا [سورۃ المائدۃ ۵: ۶]

''ہمارے علماء [علماءِ مالکیہ] نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لیے ازالہ نجاست ضروری نہیں اس لیے کہ استنجاء کا ذکر نہیں کیا گیا اگر نجاست کا ازالہ واجب ہوتا تو وضو سے پہلے اس کا ذکر کیا جاتا چنانچہ اشہب نے امام مالک سے یہی روایت کیا ہے مگر آیت کریمہ میں اس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ آیت میں صرف وضو کا طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔ نماز کے اور بھی شرائط ہیں جو یہاں مذکور نہیں مثلاً قبلہ رُخ ہونا' ستر پوشی اور ازالہ نجاست' یہ شرائط اپنے موقع ومحل پر بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں ان کا تذکرہ ضروری نہ تھا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے اشہب کی روایت کو۔ جو امام مالک سے منقول ہے۔ قبول نہیں کیا اس سے مؤلف کی انصاف پسندی کھل کر سامنے آتی ہے۔

امام ابن العربی کا تعصب

امام ابن العربی لکھتے ہیں: ولكن أعجب لأبي حنيفة......وهو كثيراً مايترك الظواهر و النُّصوص للأقيسة. احکام القرآن ۱: ۴۲۱' بذیل: وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا [سورۃ النساء ۴: ۳۵]

''مجھے ابوحنیفہ پر تعجب ہوتا ہے جو ظواہر نصوص کو نظر انداز کر کے قیاس کی پیروی کیا کرتے تھے۔''

ایک جگہ لکھتے ہیں: وظَنَّ الشافعيُّ ۔ وهو عند أصحابه معد بن عدنان في الفصاحة بَلْهَ أبي حنيفة و سواه ۔ أنَّ الغَسلَ صَبُّ الماء على المغسول من غير عَرْكٍ' وقد بيَّنَّا فسادُ ذلك في مسائل الخلاف' و حققنا أنَّ الغَسلَ مَرُّ اليدِ مع إمرارِ الماء أو ما في معنى اليد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[احکام القرآن ۲:۵۶۲ بذیل تفسیر: اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا [سورۃ المائدۃ ۵:۶]

"[قرآن مجید میں وضوء کے سلسلے میں فَاغْسِلُوْا کے الفاظ ہیں]۔ امام شافعی جن کو ان کے مقلدین، امام ابوحنیفہ کے برخلاف فصاحت بلاغت میں عدیم النظیر سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ غَسْلٌ کے معنی کسی عضو پر پانی انڈیلنے کے ہیں جس میں ملنا شامل نہیں۔ ہم اس کا بطلان قبل ازیں واضح کر چکے ہیں۔ ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ غَسْلٌ کے معنی عضو پر پانی ڈالنے اور ہاتھ سے ملنے کے ہیں۔"

ایک جگہ لکھتے ہیں: هُوَ يُثبتها بالأحاديث الضعيفةِ ولكنه سكن دارالضَّربِ فكثُر عنده المُدَلَّسُ ولو سكن المَعدنَ كماقيَّضَ اللّٰهُ لمالك لماصدر عنه إلّا إبريز الدين و إكسير الملة كما صدر عن مالك.

[احکام القرآن ۲:۷۷۱ بذیل: وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ [سورۃ الانعام ۶:۱۵۲]

"وہ [امام ابوحنیفہ] ان [مقدرات] کو ضعیف احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ وہ کوفہ میں سکونت پذیر تھے جو حدیث کی ٹکسال تھا اسی لیے آپ کی اکثر روایت میں تدلیس کا عیب پایا جاتا ہے۔ اگر آپ امام مالک کی طرح حدیث کی کان [مدینہ منورہ] میں بود و باش رکھتے ہوتے تو آپ سے امام مالک کی طرح دین کے جواہر ریزے صادر ہوتے۔"

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ امام ابن العربی دیگر ائمہ اور ان کے اتباع کے بارے میں نرم لہجہ اختیار کرنے کے عادی نہ تھے۔

اسرائیلیات سے شدید نفرت

ارشادِ ربانی: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً [سورۃ البقرۃ ۲:۶۷] کے تحت لکھتے ہیں:

كثُر استرسال العلماء في الحديث عنهم في كل طريق وقد ثبت عن النبي ﷺ أنه قال: حَدِّثُوا عن بني اسرائيل ولاحرجَ (۱) ومعنى هذاالخبرِ: الحديثُ عنهم بما يُخبرون به عن أنفسهم وقصصهم لا بِمايُخبرون به عن غيرهم لأنَّ أخبارهم عن غيرهم مفتقرةٌ

(۱) سنن ابی داوٗد کتاب العلم [۱۹] باب الحدیث عن بنی اسرائیل [۱۱] حدیث: ۳۶۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إلى العدالةِ و الثبوت إلى منتهَى الخبر ' وما يُخبرون به عن أنفسهم فيكون من باب إقرار المرءِ على نفسه أوقومه'فهو أعلم بذلك'وإذا أخبروا عن شَرع لم يلزم قولُهُ.

[احکام القرآن ۱:۲۳]

علماء اسرائیلی روایات بکثرت بیان کرتے ہیں' حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل سے سن کر روایت کرو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ بنی اسرائیل جو اپنے واقعات بیان کریں ان پر اعتماد کیجیے۔ اس کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ جو کچھ وہ دوسروں کے بارے میں بتائیں اس پر بھروسا کیا جائے اس لیے کہ دوسروں کے بارے میں جو کچھ کہیں گے اس کے ثابت کرنے کے لیے دلیل و برہان کی ضرورت ہے' البتہ اپنے بارے میں جو کچھ کہیں گے وہ اسی طرح لائق اعتماد ہوگا جیسے کوئی شخص بذات خود کسی بات کا اعتراف کرے۔ اس لیے کہ اس بات کا اسے بخوبی علم ہے اور جب وہ کسی شرعی مسئلے کے بارے میں بات کریں تو اس کی پیروی لازم نہیں۔''

ضعیف اَحادیث سے شدید نفرت

امام ابن العربی احادیث ضعیفہ کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان سے احتراز کرنے کی تلقین کرتے ہیں چنانچہ وہ ایک ضعیف حدیث کا ذکر کرتے ہیں جو اس مضمون پر مشتمل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے وقت اپنے اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور فرمایا: کہ جو شخص وضو کرتے وقت اپنے اعضاء کو دو دفعہ دھوئے گا اللہ تعالیٰ اُسے دوگنا اجر ثواب عطا کریں گا پھر تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ میرے وضو کرنے کا طریقہ ہے اور انبیائے سابقین اور میرے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ۔ اس حدیث کا ضعف واضح کرنے کے بعد ابن العربی نے اپنے اصحاب وتلامذہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا لکھتے ہیں:

قلنا: هذه الأحاديثُ لم تصح' وقد ألقيتُ إليكم وصيتي في كل وقتٍ و مجلسٍ ألّا تشتغلوا من الأحاديث بما لايصِحُّ سنده' فكيف ينبغي مثلُ هذاالأصل على أخبارٍ ليس لهاأصلٌ. [احکام القرآن ۲:۵۸۳ بذیل تفسیر: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا [سورۃ المائدۃ ۵:۶]

''ہم کہتے ہیں کہ یہ اَحادیث صحیح نہیں اور میں نے ہر مجلس میں اور ہر لحہ تمہیں اس بات کی نصیحت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جن اَحادیث کی سندیں صحیح نہ ہوں اُن سے وابستگی چھوڑ دیجیے' تو یہ کیوں کر درست ہوگا کہ کسی بے اصل روایت کو بنیاد بنا کر اُسے قابل عمل بنالیا جائے۔''

- قرآن مجید میں وارِد ہے: اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ. [سورۃ الدخان ۴۴:۳]

''بے شک ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا ہے۔''

لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شب قدر ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور قرآن مجید کا شب قدر میں نازل ہونا قرآن کی سورۃ القدر میں تصریح کے ساتھ آیا ہے: اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ [سورۃ القدر ۹۷:۱] اس سے ظاہر ہوا کہ سورۃ الدخان میں بھی لَیۡلَةٌ مُّبٰـرَكَةٌ سے مراد شب قدر ہی ہے۔ عکرمہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس آیت کریمہ میں لَیۡلَةٌ مُّبٰـرَكَةٌ سے مراد شب براءت یعنی پندرھویں شعبان کی رات مراد لیا ہے مگر اس رات میں نزول قرآن دوسری نصوص قرآن اور روایاتِ حدیث کے خلاف ہے۔ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ [سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۵] اور اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ جیسی کھلی نصوص کے ہوتے ہوئے بغیر کسی قوی دلیل کے نہیں کہا جا سکتا کہ نزول قرآن شب براءت میں ہوا۔

امام ابن العربی المالکی لکھتے ہیں: وجمهور العلماء على أنها ليلة القدر، ومنهم مَن قال: إنها ليلة النصف من شعبان، وهو باطلٌ، لأن الله تعالى قال في كتابه الصادق القاطع: شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ، فنَصَّ على أن ميقات نزوله رمضان، ثم عبَّرَ عن زمانية الليل ههنا بقوله: فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ، فمَن زعم أنه في غيره فقد أعظم الفِرية على الله، وليس في ليلة النصف من شعبان حديث يُعَوَّلُ عليها، لا في فضلها ولا في نسخ الآجال فيها فلا تلتفتوا إليها. [احکام القرآن: ۱۶۹۰ بذیل تفسیر سورۃ الدخان ۴۴:۳]

''جمہور علماء کے نزدیک لیلۃ مبارکۃ سے مراد شب قدر ہے' جن لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد شعبان کی پندرہویں رات ہے' اُن کا قول باطل ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی محکم و فیصلہ کن کتاب میں فرماتے ہیں کہ ''رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا'' پھر اسی آیت میں بتایا کہ اس کا نزول بابرکت رات میں شروع کیا گیا تھا' پس اگر اب بھی کسی کا خیال ہو کہ رمضان اور شب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر کے علاوہ کسی اور رات میں اس کا نزول شروع ہوا تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا' اور شب براءت کی فضیلت اور اس میں آجال لکھنے سے متعلق کوئی صحیح روایت موجود نہیں اس لیے اس جھنجھٹ سے دور رہنا چاہیے۔''

تنبیہ

علامہ ابن العربی کبھی تحقیق کیے بغیر بھی تنقید کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں وارِد ہے کہ:

عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی. [سورۃ عبس ۸۰:۱-۲]

''اُس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا کہ اُس کے پاس نابینا آیا۔''

اس کی تفسیر میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں اَعْمٰی سے اشارہ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ یہ ایک نادار اور نابینا صحابی تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ قریش کے لیڈر امیہ (۱) وغیرہ سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے اُس کے سامنے اسلام پیش کیا تھا اور وہ اپنے اعتراضات وشکوک پیش کر رہا تھا اسی اَثناء میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور موقع کی نزاکت کا اندازہ نہ کرسکنے کے باعث وہ بھی مجلس میں پہنچ گئے۔ اُن کا یہ بے موقع آنا رسول اللہ ﷺ کو ناگوار گزرا۔ اس ناگواری کی وجہ - والعیاذ باللہ تعالیٰ - یہ تو نہیں ہوسکتی کہ وہ نادار یا نابینا تھے۔ ناداروں اور نابیناؤں کی قدر نبی کریم ﷺ سے زیادہ کون کرسکتا تھا البتہ اُن کو یہ اندیشہ ہوا ہوگا کہ اِن وحشیوں کو ذرا مانوس کرنے کا جو موقع میسر آیا ہے، سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بے موقع آجانے سے وہ ضائع ہوجائے گا۔ یہ بدک جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تم نے اس طرح کے مفلسوں اور قلاّشوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کیا ہے تو تمہاری مجلس میں کون اپنی عزت گنوائے گا؟

---

(۱) امیہ بن خلف بن وہب۔ بنو لوئ سے تھا۔ اس کا شمار قریش کے جبابرہ میں سے ہوتا ہے۔ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بہت اذیتیں دیں۔ غزوۂ بدر میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی قید میں تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ قید میں ہے تو مسلمانوں کو آواز دی اُنہوں نے مل کر اسے قتل کیا۔

[الکامل فی التاریخ ۲:۲ ' الاعلام ۲:۲۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ واضح امر ہے کہ قریش کے فراعنہ کو رسول اللہ ﷺ پر جو اعتراضات تھے اُن میں ایک بڑا اور اہم اعتراض یہی تھا کہ آپ کے ساتھی قلاش اور مفلس ہیں۔ اس چیز کو وہ آپ کی نبوت کے خلاف ایک دلیل بنائے بیٹھے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے لیے یہ خیال بھی باعثِ تردد ہوا ہوگا کہ ممکن ہے یہ اپنی بڑائی کے نشہ میں آپ کے ایک محبوب صحابی کی کوئی توہین یا دِل آزاری کر بیٹھیں جس سے مزید بدمزگی پیدا ہو۔ اسی واقعہ کو۔ جو بالکل اتفاق سے پیش آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ تعلیم دینے کا ذریعہ بنالیا کہ آپ اپنی توجہ کا اصل مرکز اپنے اِن صحابہ کو بنائیں جو اپنی اصلاح و تربیت کے طلب اور شوق وذوق سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اُن لوگوں کے زیادہ درپے نہ ہوں جو بے نیاز ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ اُن کی ناز برداری کریں۔

تفسیر کی کتابوں کے علاوہ سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن [۴۸] تفسیر سورۃ عبس [۷۲] حدیث: ۳۳۳۱ میں بھی یہی شانِ نزول منقول ہے جس کی سند صحیح ہے۔ امام ابن العربی کو بھی یہی شانِ نزول تسلیم ہے البتہ اُنہیں اس پر اعتراض ہے کہ یہاں کفار میں سے کون تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا؟ چنانچہ وہ [اور اُن کی پیروی کرتے ہوئے امام قرطبی] لکھتے ہیں کہ:

وأمّا قول علمائنا: إنه الوليد بن المغيرة. وقال آخرون: إنه أمية بن خلف، فهذا كله باطلٌ وجهلٌ من المفسرين الذين لم يَتَحَقَّقُوا الدِّينَ، وذلك أنَّ أمية والوليد كانا بمكة وأم مكتوم كان بالمدينة، ماحضر معهما ولا حَضَرَ امعه، وكان موتهما كافِرَيْنِ، أحدهما قبل الهجرةِ والآخَرُ في بدر، ولم يقصد قطُّ أمية المدينة، ولا حَضَرَ عنده مفرداً، ولا مع أحدٍ. [احکام القرآن ۴: ۱۹۰۵-۱۹۰۶، تفسیر القرطبی ۱۹: ۱۸۵]

''ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ ولید بن مغیرہ [1] تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ امیہ بن خلف تھا۔ یہ

---

(۱) ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ابوعبدشمس۔ زعیم وزندیق قریش، ۸۵ قبل ہجری = ۵۳۰ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوا۔ سارے قریش کے برابر جانا جاتا تھا اس لیے کہ وہ سب مل کر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاتے تھے اور یہ اکیلا غلاف چڑھاتا تھا اس لیے عِـــدل یعنی برابر کے نام سے شہرت پائی۔ جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی۔ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ یکم ہجری = ۶۲۲ء کو مر گیا۔ [الکامل فی التاریخ ۲: ۱ے، الاعلام ۸: ۱۲۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں باتیں باطل ہیں اور اُن مفسرین کا جہل ہے جنہوں نے دین کی تحقیق نہیں کی اس لیے کہ امیہ بن خلف اور ولید دونوں مکۃ المکرّمۃ میں تھے اور سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں!! نہ تو یہ دونوں اُن کی معیت میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور نہ وہ اِن کی معیت میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آئے۔ یہ دونوں کفر پر مرے۔ ایک ہجرت سے قبل مرگیا اور دوسرا غزوۂ بدر میں۔ امیہ کبھی مدینہ منورہ نہیں آیا' نہ تو سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی معیت میں اور نہ کسی اور کی معیت میں!!''

میں اس بارے میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے امام ابوحیان اندلسی کی عبارت لکھتا ہوں جنہوں نے اپنی تفسیر میں سورۃ عبس کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ:

والغلطُ من القرطبي' كيف ينفي حضور ابن أم مكتوم - وهو وهمٌ منه - و كلهم من قريش' و كان ابن أم مكتوم بها ' والسورة كلها مَكِّيَّةٌ بالإجماع' و كيف يقول: وابن أم مكتوم بالمدينة' كان أوّلاً بمكة ثم هاجر إلى المدينة' و كانوا جميعهم بمكة حين نزول هذه الآية. [البحر المحيط ۸: ۴۲۷]

''غلطی اصل میں امام قرطبی [اور امام ابن العربی نے کی ہے] وہ کیوں کر ان سب کے ایک جگہ جمع ہو جانے سے انکار کرسکتے ہیں- اور شاید یہ اُن کا وہم ہو- جب کہ یہ سارے کے سارے قریش ہیں یہ سورۃ بالاجماع مکی ہے [یعنی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے] اور سیدنا ابن ام مکتوم اس آیت کے نزول کے وقت مکۃ المکرّمۃ میں تھے۔ وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ میں تھے۔ ہجرت کرنے سے پہلے مکۃ المکرّمۃ میں تھے اور یہ سارے اس آیت کی نزول کے وقت مکۃ المکرّمۃ میں تھے۔''

امام قرطبی

محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری خزرجی اندلسی ابوعبداللہ قرطبی' تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔ بہت بڑے مفسر اور صالح وعابد تھے۔ قرطبہ [اندلس] سے تعلق تھا۔ شرق اوسط کے اَسفار کیے۔ مصر شمال میں اسیوط کے مضافات میں منیۃ ابن خصیب میں اقامت پذیر رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہیں ۶۷۱ھ=۱۲۷۳ء کو وفات پائی۔ سادہ اور متقشفانہ زندگی گزارتے تھے۔ ایک ہی کپڑا زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ [نفح الطیب ۱:۴۲۸' الاعلام ۵:۳۲۲]

تفسیر کا انداز

[۱] امام قرطبی نے اپنی تفسیر کے لیے ایک بسیط مقدمہ لکھا ہے جس میں ان عنوانات کے تحت مفصل مَباحث لکھے ہیں: فضائل قرآن مجید' قاری اور سامع کے فضائل' تلاوت کرنے کا طریقہ' تاثیرِ قرآن مجید' قرآن مجید پڑھنے والے کی ذمہ داریاں' اِعرابِ قرآن مجید' تفسیرِ قرآن مجید کے فضائل' حاملِ قرآن مجید کون؟ تفسیر بالرای کی مذمت' سنت سے قرآن مجید کی تفسیر' قرآن وسنت کی تعلیمات کے حصول کا طریقہ' سبعۃ احرف' جمع قرآن' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع قرآن کا سبب' کیا حروف و اَصوات قدیم ہیں؟ روافض کے طعن کا جواب' ترتیبِ سور وآیاتِ قرآن مجید' سورۃ، آیت اور حرف کا معنیٰ' قرآن مجید میں معرب' اعجازِ قرآن مجید' معجزہ کی قسمیں' سورتوں کے فضائل میں موضوع روایتیں اور مصحفِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین کا رد۔

[۲] انہوں نے مقدمہ میں اپنی تفسیر کے بارے میں لکھا ہے کہ: وشرطي في هذا الكتاب:

إضافةُ القول إلى قائليها' والأحاديث إلى مصنفيها' فإنه يُقال: من بركة العلم أن يضاف القولُ إلى قائله (۱). [تفسیر القرطبی ۱:۲۹]

''میری اس کتاب میں میری شرط یہ ہے کہ میں ہر قول کو اس کے قائل کے ساتھ اور احادیث کو اُن کے مصنفین کے ساتھ نقل کروں گا اس لیے کہ [علماء کے ہاں مشہور ہے کہ] علم کی برکت اس میں ہے کہ کسی قول کو اُس کے قائل کی اضافت کے ساتھ بیان کیا جائے۔''

اور امام قرطبی نے اس علمی امانت کا حق پوری طرح ادا کیا ہے۔ ساری کتاب میں کوئی بات بلاحوالہ درج نہیں بلکہ سلف کے تفسیری اَقوال نقل کر کے قائل کا نام ذکر کرتے ہیں اور بعض

---

(۱) امام ابن عبدالبر [وفات: ۴۶۳ھ] لکھتے ہیں: يُقال: إنّ مِن بَرَكَةِ العِلم أن تضيف الشيئ إلى قائله. [جامع بیان العلم وفضلہ ۲:۱۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات میں اُن کے اَقوال پر تنقید و تبصرہ بھی کرتے ہیں۔
[۳] جب کسی حدیث کو نقل کرتے ہیں تو ساتھ ہی اُس کا رُتبہ و درجہ بھی نقل کرتے ہیں' مثلاً:
فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا [سورۃ الاعراف ۷:۱۸۹] کے تحت مفسرین نے یہ روایت لکھی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حوا کو حمل ٹھہرا تو ابلیس نے ان کا چکر لگایا اور حوا کے یہاں کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا۔ شیطان نے حوا سے کہا کہ آئندہ جو بچہ ہو اس کا نام عبدالحارث رکھنا تو وہ زندہ رہا اور یہ نام شیطان نے حوا کو وحی کیا تھا اور اسی نے نام رکھنے کا حکم دیا تھا(۱)۔
امام قرطبی لکھتے ہیں: وقال قوم: إنَّ هذا راجعٌ إلى جنس الآدميين والتبيين عن حال المشركين من ذرية آدم علیہ السلام وهو الذي يُعَوَّلُ عليه' فقوله: جَعَلَا لَهُ يعني: الذَّكر والأنثى الأنثى الكافِرَين' ويعنى به: الجنسان' ودلَّ على هذا: فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ' ولم يقل: يشركان' وهذا قولٌ حسنٌ. [تفسیر القرطبی ۷:۲۹۷]
''ایک جم غفر کا بیان ہے کہ اس سے مراد اولاد آدم میں مشرک قسم کے لوگ ہیں' جس کی دلیل آیت کے آخر میں فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ کا جملہ ہے اور یہی صحیح قول ہے۔''
یعنی صحیح بات یہ ہے کہ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا سے روئے سخن بنی آدم کی طرف ہو گیا ہے اور تثنیہ کے صیغوں

(۱) سنن ترمذی' کتاب تفسیر القرآن [۴۸] باب: تفسیر سورۃ الاعراف [۸] حدیث: ۳۰۷۷
مفسرین نے اس پر حاشیہ آرائی بھی کی ہے کہ الحارث چونکہ شیطان کا نام ہے اس لیے یہ شرك في التسمية [نام رکھنے میں شرک] کے مرتکب ہو گئے' اور اس کے لیے قرآن عزیز کی درج ذیل آیات استشہاد کے طور پر پیش کی جاتی ہیں: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۞ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۞ [سورۃ الاعراف ۷:۱۸۹-۱۹۰]
''وہی ہے جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اُسی کا جوڑا بھی اُسی سے پیدا کیا کہ وہ اس سے تسکین پائے' تو جب وہ اُس پر چھا جاتا ہے تو وہ ایک ہلکا سا حمل اٹھا لیتی ہے' پھر وہ اُس کو لیے کچھ وقت گزارتی ہے تو جب بوجھل ہوتی ہے تو دونوں اپنے پروردگار سے دعاء کرتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد بخشی تو ہم تیرے شکر گزاروں میں ہوں گے تو جب اللہ تعالیٰ اُن کو تندرست اولاد دے دیتا ہے تو اُس کی بخشی ہوئی چیز میں وہ اُس کے لیے دوسرے شریک ٹھہراتے ہیں۔ اللہ برتر ہے اُن چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اولادِ آدم میں سے مشرک خاوند اور بیوی مراد ہیں کہ وہ پہلے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر اُن کے گھر میں صحیح اور تندرست بیٹا پیدا ہوا تو وہ اُس کا شکر ادا کریں گے لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کو نرینہ اولاد عطا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ بیٹا تو فلاں بزرگ اور فلاں قبر کی برکت سے ملا ہے پھر اسی بزرگ کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بعض اس کا نام مشرکانہ ہی تجویز کرتے ہیں: مثلاً عبدالکعبہ عبد مناف، عبدالعزیٰ، عبدود، عبد یغوث، نبی بخش، پیراں دتہ، حسین بخش، غلام علی اور غلام حسین وغیرہ۔

امام قرطبی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: و نحو هذا مذكور من ضعيف الحديث في الترمذي وغيره، وفي الإسرائيليات كثير ليس لها ثبات، فلايعول عليها مَن له قلب، فإن آدم و حَوّا عليهما السلام و إن غرّهما بالله الغرور فلا يُلدَغ المؤمن من جُحر مرتين. [تفسیر القرطبی ۷:۲۹۶]

''یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں ترمذی وغیرہ کی ضعیف روایات ہیں، اور اسرائیلیات میں ایسی بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں۔ صاحبِ عقل آدمی ان روایات کو قبول نہیں کرتا کیونکہ آدم و حوا علیہما السلام کو شیطان ایک بار دھوکہ دے چکا تھا اور مؤمن ایک بھٹ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا ہے۔(1)''

[۴] قصص، واقعات اور اسرائیلی روایات کا تذکرہ شاذ و نادر کرتے ہیں اور جب کرتے ہیں تو اسے اسرائیلی کہہ کر نقل کرتے ہیں، مثلاً وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ [سورۃ ہود ۱۱:۷۱] کے تحت لکھتے ہیں:

وقد جاء في الإسرائيليات: أنّ إبراهيم عليه السلام كان لا يأكلُ وحده، فإذا حضر طعامه أرسل يطلُبُ من يأكل معه، فلقي يوماً رجلاً، فلما جلس معه على الطعام قال له

---

(1) سنن ترمذی کی سند میں عمر بن ابراہیم ابو حفص عبدی بصری ہے جس کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں: قتادہ سے منکر اور ثقات کے مخالف روایات نقل کرتا ہے۔ [اور زیر نظر روایت بھی قتادہ ہی کی سند سے ہے]۔
[الضعفاء الکبیر ۳:۱۴۶، تہذیب التہذیب ۷:۳۷۳]
حافظ ابن عدی فرماتے ہیں: قتادہ کی سند سے مضطرب روایات نقل کرتا ہے۔
[الکامل فی ضعفاء الرجال ۶:۸۶، ترجمہ: ۲۴۴-۱۲۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إبراهيم عليه السلام: سَمِّ اللّٰه، قال الرجل: لا أدري ما اللّٰه؟ فقال له: أخرج عن طعامي فلما خرج نزل إليه جبرئيل عليه السلام فقال له: يقول اللّٰه: إنه يرزقه على كفره مُدى عمره وأنت عليه بلقمةٍ، فخرج إبراهيم عليه السلام فزعاً يَجُرُّ رداءَهُ، وقال: إرجع، فقال: لا أرجعُ حتى تُخبرني لم تردني لغير معنى؟ فأخبره بالأمر، فقال: هذا رَبٌّ كريمٌ، آمنتُ، ودخل وسمَّى اللّٰه وأكل مؤمناً. [تفسیر القرطبی ۹:۶۱]

''اسرائیلی روایات میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اکیلے بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتے تھے' یہاں تک کہ کسی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتے تو تب کھاتے۔ ایک روز جب اُن کا کھانا آیا تو کوئی شخص نہیں تھا جسے آپ اپنے کھانے میں شریک کرتے اس لیے کسی کو باہر بھیج کر کسی فرد کو تلاش کرنے لگے۔ ایک شخص ملا۔ آپ نے اُنہیں بٹھا کر اُسے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ' وہ شخص کہنے لگا: اللہ کون؟ اس پر آپ نے اُسے کھانے سے اُٹھوایا' جب وہ شخص باہر نکلا تو سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اُنہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اُس کے کافر ہونے کے باوجود ساری عمر اُسے رزق دیتا رہا ہوں اور تو نے اسے ایک وقت کا کھانا دینے میں بخل سے کام لیا؟ آپ علیہ السلام چادر کھینچتے ہوئے خوف کی حالت میں اُس شخص کی تلاش میں خود باہر نکلے' اسے تلاش کیا اور اسے واپس آنے کا فرمایا۔ اُس نے وجہ بتائے بغیر آنے سے انکار کیا۔ آپ علیہ السلام نے اُسے سارا ماجرا سنایا جس پر وہ کہنے لگا: یہ تو بڑا کریم رب ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں۔ وہ اندر آیا۔ بِسْمِ اللہ پڑھی اور ایمان کی حالت میں کھانا کھایا۔''

[۴] اکثر وبیشتر لغت کی جانب رجوع کرتے اور عربی اَشعار سے اِستشہاد کرتے ہیں' مثلاً:
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ [سورۃ البقرۃ ۲:۳] کے تحت لکھتے ہیں: الصَّلاةُ أصلها في اللغة الدُّعاءُ، مأخوذةٌ مِن صَلّى يُصَلِّي إذا دَعَا، ومنه قوله ﷺ: إذا دُعِيَ أحدكم إلى طعامٍ فليُجِبْ فإن كان مفطراً فليطعم وإن كان صائماً فليُصَلِّ[1] أي: فَلْيَدْعُ. [تفسیر القرطبی ۱:۲۱۴]

''لغت میں صلاۃ کا معنیٰ دعاء ہے۔ صَلّٰى يُصَلِّي سے ماخوذ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب

(۱) سنن ابی داود' کتاب الصوم [۸] باب فی الصائم یُدعیٰ الیٰ ولیمۃ [۷۵] حدیث: ۲۴۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرے۔ اب اگر روزہ سے نہیں ہے تو کھانا کھائے اور اگر روزہ سے ہے تو [دعوت دینے والے کے لیے] دعاء کرے۔''

[۵] امام قرطبی کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ مالکی مسلک سے وابستگی کے باوجود گروہی تحزب و تعصب سے پاک اور حریتِ فکر و نظر سے متصف تھے۔ آیت کریمہ: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۸۵] کے تحت اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ذکر کرتے ہیں کہ عید الفطر کی نماز اگلے روز ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ امام ابن عبد البر نے امام مالک اور اُن کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ عید کی نماز صرف عید ہی کے دن ادا کی جا سکتی، دوسرے کسی دن نہیں اور:

لو قُضِيَت صَلاةُ العيد بعد خروج وقتها لأشبهتِ الفرائضَ، وقد أجمعوا في سائر السنن أنها تُقضَى، فهذه مثلها. [الاستذکار ۳: ۲۸۳، تفسیر القرطبی ۲: ۲۹۹-۳۰۰، مسئلہ: ۱۷]

''اگر عید کی نماز اصلی وقت گزر جانے کے بعد بھی ادا کی جا سکتی ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ وہ فرائض کی طرح ہو جاتی حالاں کہ اس بات پر [علماء کا] اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ سنتوں کی قضا نہیں دی جاتی۔ ظاہر ہے کہ عید الفطر کی نماز بھی سنت ہے لہٰذا اس کی قضا بھی نہیں۔''

امام قرطبی مالکی ہونے کے باوجود امام ابن عبد البر کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''میری رائے میں دوسرے روز عید کی نماز ادا کرنا جائز، درست اور حدیث نبوی کے بالکل مطابق ہے، اگرچہ عموماً سنتوں کی قضا نہیں دی جاتی تاہم شارع علیہ السلام ان میں سے بعض سنتوں کو مستثنیٰ کر کے اُن کی قضا کا حکم دے سکتے ہیں، چنانچہ حدیث میں وارد ہے:

مَن لم يُصلِّ ركعتي الفجر فليُصلهما بعد ماتطلع الشمس.

[سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ [۲] باب ما جاء فی اعادتہما بعد طلوع الشمس [۳۱۴] حدیث: ۴۲۳]

''جس نے نمازِ فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ طلوع آفتاب کے بعد ان کو ادا کر لے۔''

علماءِ مالکیہ نے اس رائے کا اِظہار کیا ہے کہ جس شخص نے وقت کی تنگی کے پیش نظر نمازِ فجر کی دو سنتیں ادا نہ کی ہوں تو وہ طلوع فجر کے بعد ادا کر سکتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرسکتا۔ اگر پہلی بات کو درست مان کر اسے طلوع آفتاب کے بعد سنتیں ادا کرنے کی اجازت دی جائے تو سوال یہ پیدا ہوگا کہ کیا وہ سنتوں کی قضا دے رہا ہے یا اس لیے کہ دو رکعتیں ادا کرنے سے فجر کی سنتوں کا اجر وثواب اسے مل جائے گا۔ شیخ ابوبکر (۱) کہتے ہیں کہ مالکی فقہ وا ساس پر اس کی اجازت ہے۔'' [تفسیر القرطبی۲:۳۰۰]

امام قرطبی لکھتے ہیں: ''میری رائے میں اسی قاعدہ کے پیش نظر عید کی نماز دوسری روز پڑھی جا سکتی ہے۔ عید کی نماز دوسرے روز ادا کرنے کی اجازت اس لیے بھی ہونی چاہیے کہ یہ سال بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ اس کی دلیل سنن نسائی کی یہ روایت ہے:

إنَّ قوماً رأوُا الهلالَ فأتوا النبيﷺ فأمرهم أن يُفطروا بعدما ارتفع النهارُ وأن يخرجوا إلى العيدِ من الغَدِ.

[سنن نسائی' کتاب صلاۃ العیدین [۱۹] باب الخروج الی العیدین من الغد [۲] حدیث: ۱۵۵۷]

''چند لوگوں نے عید کا چاند دیکھا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اس وقت دن کافی چڑھ چکا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو روزہ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگلے روز عید کے لیے نکلیں۔'' [تفسیر القرطبی۲:۳۰۱]

[۶] مصنف کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ معتزلہ' قدریہ' شیعہ اور فلاسفہ کے آراء کا تذکرہ کر کے اُس کی تردید کرتے ہیں۔ اس کی کئی مثالیں ہیں' مثلاً:

۱۔ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ [سورۃ النساء ۴:۱۰۱] کے تحت لکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں قصر نہیں کیا کرتی تھیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں؟ اس سوال کے کئی احتمالی جواب لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

وأضعفُ من هذا قولُ مَن قال: إنها حيث أتمَّتْ لم تكن في سفرٍ جائزٍ' وهذا باطلٌ قطعاً' فإنها كانت أخوف لِلّٰهِ تعالى وأتقى مِن أن تخرج في سفر لا يرضاهُ' و هذا التأويل عليها من أكاذيب الشيعةِ المبتدعةِ وتشنيعاتهم' سبحانك هذا بهتانٌ عظيمٌ!

---

(۱) قاضی ابوبکر بن العربی مالکی صاحب احکام القرآن مراد ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وإنماخرجت رضي اللہ عنهامجتهدة محتسبة تريدأن تطفئ نارالفتنة،إذهي أحقُّ أن يُستَحيا منهافخرجت الأمور عن الضبط. [تفسیر القرطبی ۵:۳۴۱]

''اِن اَقوال میں کمزور ترین قول اُن کا ہے جو کہتے ہیں کہ اُنھوں نے ایک ناجائز سفر میں نماز پُوری پڑھی اور قصر نہیں کیا۔ سو یہ قول بالکل باطل ہے اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والی اور متقی و پرہیزگار تھیں اس لیے وہ گناہ کے سفر کے لیے نکل ہی نہیں سکتیں، یہ تاویل بدعتی شیعہ کی تشنیعات سے ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا تو [جنگ جمل میں] اس لیے نکلی تھی کہ فتنہ کی آگ بجھا سکے اس لیے کہ وہ اس لائق تھیں کہ آپس میں لڑنے والے اُن کی حیا کے پیش نظر باز آ جائیں۔ یہ الگ بات ہے کہ حالات اُن کے ہاتھ سے باہر نکلے۔''

- آیت کریمہ: وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي [سورۃ الاعراف ۷:۱۴۲] کے تحت لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا کر اُن سے فرمایا:

أماترضى أن تكون مِنِّي بمنزلة هارون من موسى إلَّا أنه لا نبي بعدي.

[صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ [۴۴] باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [۴] حدیث: ۳۰-۲۴۰۴]

''کیا تو اس سے خوش نہیں کہ تو مجھ سے ایسا خلیفہ بنے جیسا کہ ہارون، موسیٰ [علیہما السلام] سے تھے؟ البتہ یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

آگے لکھتے ہیں: فاستدلَّ بهذا الروافض والإمامية وسائر فرق الشيعة على أن النبي ﷺ استخلَفَ عَلِيًّا على جميع الأمة حتى كَفَّرَ الصحابةَ الإماميةُ قبّحهم الله لأنهم عندهم تركوا العمل الذي هو النص على استخلاف عَلِيٍّ رضي الله عنه و استخلَفُوا غيره بالاجتهاد منهم. و منهم مَن كَفَّرَ عَلِيًّا إذ لم يقم بطلب حقه، و هؤلاء لاشكَّ في كفرهم و كفر مَن تبعهم على مقالتهم، ولم يعلموا أنَّ هذا استخلافٌ في حياةٍ كالوَكالَةِ التي تنقضي بعزلِ المُوَكِّلِ أو بموته، لايقتضي أنه متمادٍ بعد وفاته، فينْحَلُّ على هذا ما تَعَلَّقَ به الإمامية وغيرهم. وقد استخلف النبي ﷺ على المدينة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن أم مكتوم وغيره، ولم يلزم من ذلك استخلافه دائماً بالإتفاق، على أنَّه قد كان هارون شُرِّكَ في أصل الرسالة، فلايكون لهم فيه على ما راموه دِلالة، والله الموفق للهداية. [تفسیر القرطبی ۷: ۲۴۵-۲۴۶]

''روافض، امامیہ اور شیعہ وغیرہ سارے فرقوں نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جمیع امت کے لیے خلیفہ مقرر کیا ہے، یہاں تک کہ امامیہ نے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دے دیا اس لیے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے نص پر عمل نہیں کیا اور اجتہاد کر کے کسی اور کو خلیفہ بنا لیا ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے کہ اُنہوں نے اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا ان [صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے والوں] اور اس قول کے اختیار کرنے والے پیروکاروں کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ زندگی میں یہ استخلاف وکالت کی طرح ہے جو مؤکل کے معزول ہو جانے یا مر جانے سے ختم ہو جاتی ہے۔ یہ اس کا متقاضی تو نہیں کہ اُس کے وفات کے بعد بھی یہ استخلاف اور وکالت جاری رہیں گے۔ اس سے وہ عقدہ حل ہو جاتا ہے جس سے امامیہ نے استدلال کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑا تھا جو اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ ابدی خلیفہ ہیں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ سیدنا ہارون علیہ السلام کو بنیادی طور پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا شریک بنایا گیا تھا [جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نہیں] اس لیے شیعہ اس سے جو چیز ثابت کرنا چاہتے ہیں اس میں اُس کی کوئی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت کی توفیق دینے والے ہیں۔''

[۷] یہ کتاب بنیادی طور پر فقہی استنباطات اور مسائل سے متعلق ہے اس لیے مصنف علام بعض فقہی مسائل و اَحکام اور اُن کے دلائل و براہین کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہیں مثلاً: سورۃ البقرۃ میں سیدنا آدم علیہ السلام کے واقعہ کے تحت خلافتِ صغریٰ اور خلافتِ کبریٰ کا مسئلہ نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[۸] مصنف، غالی صوفیا کی تردید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے مثلاً: آیت کریمہ: وَ اَلْقَی الْاَلْوَاحَ [سورۃ الاعراف ۷:۱۵۰] کے تحت لکھتے ہیں: قد استدلّ بعض جُهَّالِ الصوفية بهذا على جواز رَمْيِ الثيابِ إذا اشتدَّ طربُهُم على المَغْنَى، ثم منهم مَن يرمي بها صحاحاً، ومنهم من يَخرقُها ثم يرمي بها، قال: هؤلاء في غيبةٍ فلا يُلامون، فإن موسى عليه السلام لما غلب عليه الغم بعبادة قومه العجلَ، رَمَى الألواحَ فكسرها ولم يدرِ ما صنعَ. قال أبو الفرَج الجَوزِي: من يصحح عن موسى عليه السلام أنه رماها رَمْيَ كاسرٍ، والذي ذُكِرَ في القرآنِ: ألقاها، فمن أين لنا أنها تَكسَّرَتْ؟ ثم لو قيل: تَكسَّرَتْ، فمن أين لنا أنه قصد كسرها؟ [تفسیر القرطبی ۷:۲۵۵]

"بعض بے علم صوفیوں نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ غنا سننے کے وقت کپڑے پھاڑنا اور پھینکنا جائز ہے اور کہتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ حالتِ غیب [وجذب] میں ہوتے ہیں اس لیے قابلِ ملامت نہیں اس لیے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کی بچھڑے کی عبادت پر شدتِ غم کی وجہ سے تختیاں پھینک کر توڑ دیا تھا۔ ابو الفرَجْ جوزِی [1] کہتے ہیں: کون اسے صحیح کہہ سکتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے توڑنے کے ارادہ سے تختیاں رکھی تھیں؟ قرآن مجید میں تو صرف اس قدر ہے کہ اُنہوں نے تختیاں بسرعت رکھ دیں۔ قرآن مجید میں یہ کہاں ہے کہ وہ تختیاں ٹوٹ بھی گئیں؟ اگر کہا جائے کہ تختیاں ٹوٹ گئیں تو سوال یہ ہے کہ یہ کہاں موجود ہے کہ اُنہوں نے ارادۃً ایسا کیا تھا۔"

www.KitaboSunnat.com

(۱) حافظ ابن جوزی مراد ہیں۔ اُن کی یہ عبارت اُن کی کتاب "تلبیس ابلیس" کے صفحہ: ۲۶۰ پر موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل:۲۴

تفسیر بالإشارة = تفسیرِ اشاری

تفسیر اشاری کا معنی ومفہوم

اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر ظاہری الفاظ کو چھوڑ کر ان کے اشارات کی روشنی میں کی جائے جو اَرباب ِصفا پر منکشف ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم کے ظاہری معانی کا انکار نہ کیا جائے۔ اس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

التفسیر الإشاري:هو تأویل القرآن علی خلاف ظاهره'لإشارةٍ خفیةٍ تظهر لأرباب السلوك و التصوف ویمکن الجمع بنیها وبین الظاهر المراد أیضاً .

[مناہل العرفان' محمد عبدالعظیم زرقانی:۳۸۶]

''تفسیر اشاری یہ ہے کہ قرآن مجید کے ظاہر کے برخلاف ان خفیہ اشارات کی روشنی میں قرآن مجید کی شرح کی جائے جو اہل سلوک وتصوف کے قلب وذہن پر وارد ہوتے ہیں اوراس اشاری تفسیراور قرآن مجید کی ظاہری مراد میں جمع وتطبیق بھی ممکن ہوتی ہے۔''

تفسیر اشاری کی تعریف یوں بھی کی جاتی ہے:هو تأویل القرآن علی خلاف ظاهره' لإشاراتٍ خفیةٍ تظهر لبعض أولي العلم أو تظهر للعارفین باللّٰہ من أرباب السلوك و المجاهَدة للنفس ممن نوَّرَاللّٰہ بصائرَهم فأدرکوا أسرارالقرآن العظیم'أو انقدحت في أذهانهم بعض المعاني الدقیقة بواسطة الإلهام إلهي, أو الفتح الرباني مع إمکان الجمع بینها وبین الظاهر المراد من الآیات الکریمات.[التبیان فی علوم القرآن' محمد علی صابونی:۱۹۱]

''اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن مجید کی تأویل وتوضیح اس کے ظاہری الفاظ کے بجائے ان مخفی اشارات کو سامنے رکھتے ہوئے کی جائے جو اہل علم یا معرفت الٰہیہ رکھنے والے ارباب سلوک اور مجاہدۂ نفس میں منہمک اولیاء وصالحین کے لیے ظاہر ہوتے ہیں۔ باری تعالیٰ ان نفوس قدسیہ کو نور بصیرت عطا فرماتے ہیں جس سے قرآن کریم کے اَسرار وحکم تک ان کی رسائی ہو جاتی ہے یا الہام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فتح ربانی کے ذریعے ان کے قلوب واذہان میں بعض دقیق نکات اِلقا ہو جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ اہل معرفت کی نکتہ سنجیوں اور آیات مبارکہ کے ظاہری مفہوم میں جمع و موافقت کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔"

قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے علوم و معارف کے اخذ و استنباط کا بنیادی اُصول یہ ہے کہ ان میں تامل وتدبر کیا جائے' چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا. [سورۃ محمد ۴۷:۲۴]

" کیا یہ قرآن مجید میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔"

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعىٰ لَهُ مِنْهُ.

[صحیح بخاری' کتاب العلم[۳] باب قول النبی ﷺ: رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعىٰ مِنْ سَامِعٍ[۱۰] حدیث:۶۷]

"حاضر کو چاہئے کہ [میری بات] غائب کو پہنچا دے اس لیے کہ ایسا ممکن ہے کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچا دے جو اس سے [حدیث کا] زیادہ یاد رکھ لینے والا ہو۔"

وحی الٰہی کا فیضان ہر فرد وبشر کے لیے عام ہے لیکن یہ امر بھی معلوم ہے کہ اس سے کسب فیض کرنے والے یکساں حیثیت کے حامل نہیں بلکہ اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا. [سورۃ الرعد ۱۳:۱۷]

"اسی نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس قرآنی ارشاد کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً' قال: قرآناً. فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا. قال: الأودية: قلوبُ العبادِ.

[الجامع لاحکام القرآن' قرطبی ۹:۲۶۰]

" اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً میں آسمان سے قرآن مجید مراد ہے اور فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا میں وادیوں سے بندوں کے قلوب واذہان مراد ہیں۔"

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: أي: أخذ كلُّ وادٍ بحسبه فهذا كبيرٌ وسيعٌ كثيراً من الماء' وهذا صغيرٌ وسع بقدره' وهو إشارةٌ إلى القلوب وتفاوتها' فمنها ما يسع علماً كثيراً ومنها

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من لا يتسعُ لكثير من العلوم' بل يضيق عنها. [تفسیر ابن کثیر ۸: ۱۳۰-۱۳۱]

''یعنی ہر نالی میں اپنی وسعت کی حیثیت سے پانی بہتا ہے۔ بعض میں کم پانی اور بعض میں زیادہ۔ اس میں قلوب اور اس کی استعدادِ اخذ وقبول کے تفاوت کی جانب اشارہ ہے۔ بعض دل علوم و معارف کی کثیر مقدار سمیٹ لیتے ہیں جب کہ دل ایسے ہوتے ہیں جو تنگئی داماں کی بنا پر بہت کم علم حاصل کر پاتے ہیں۔''

تفسیر بالإشارۃ کے متعلق علماء کی رائے

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: لا ريبَ أنَّ الله يفتح على قلوب أوليائه المتقين وعباده الصالحين بسبب طهارة قلوبهم لمايكرهه واتباعهم مما يحبه' ما لايفتح على غيرهم وهذا كماقال علي رضی اللہ عنہ: إلاّ فَهماً يؤتيه الله عبداً في كتابه. [مجموع الفتاویٰ ۱۳: ۱۰۹]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی دوستوں اور صالح بندوں کے دلوں پر' جو اس کی ناپسندیدہ چیزوں سے اپنے قلوب کو پاک رکھتے اور اس کے پسندیدہ احکام واوامر کی پیروی کرتے ہیں' ایسے علوم و معارف کے دروازے کھول دیتا ہے جن سے دوسروں کو محروم رکھتا ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی اسی حقیقت کی جانب اشارہ کناں ہے کہ ''ہاں! مگر جو اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی کتاب کا فہم عطا فرمادے۔''

حافظ ابن قیم، فہم شریعت میں لوگوں کے مختلف مراتب ومدارج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والمقصودُ تفاوت الناس في مراتب الفهم في النصوص وإن منهم من يفهم من الآية حكماً أو حكمين' ومنهم من يفهم منها عشرة أحكام أو أكثر من ذلك ومنهم من يقتصر في الفهم على مجرد اللفظ دون إيمائه وإشارته وتنبيهه واعتباره.

[اعلام الموقعین: ۲۷۰-۲۷۱]

''مقصود یہ ہے کہ نصوص شریعت کے مراتب فہم میں لوگوں میں فرق وتفاوت پایا جاتا ہے چنانچہ بعض لوگ کسی آیت سے ایک یا دو احکام اخذ کرتے ہیں جب کہ بعض اسی آیت سے دس یا اس سے بھی زائد نکات مستنبط کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ فہم کے باب میں محض ظاہر الفاظ کی حد تک محدود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں' ان کا ذہن نہ اس کے سیاق وسباق اور ایماء واشارہ کی جانب ملتفت ہوتا ہے اور نہ وہ اس کے اعتبار وتنبیہ ہی کی طرف متوجہ ہو پاتے ہیں۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: وأما إشارات الصوفية واعتباراتهم فليست في الحقيقة من فن التفسير' وإنما يظهر على قلب السالك عند استماع القرآن أشياء' وتتولد له في نظم القرآن. ومثل ما يتصف به السالك من حالة أو معرفة حصلت له كمثل مَن سمع مِن العشاق قصة ليلى و المجنون فتذكر له فيستحضر ما كان من المعاملة بينه و بين محبوبته. [الفوز الکبیر: ۸۰]

''صوفیا کے اشارات اور اُن کی تعبیرات حقیقت میں فن تفسیر سے تعلق نہیں رکھتے البتہ کسی سالک کے دل میں، جب وہ قرآن مجید سنتا ہے، کچھ چیزیں ظاہر ہوتی ہیں' جن کے لیے نظم قرآن میں بھی مناسب جگہ ہوتی ہے [یہی چیز اشاری تفسیر کہلاتی ہے] کسی سالک کو کوئی حال اور معرفت بالکل اس طرح حاصل ہوتی ہے جیسا کہ کوئی عاشق جب لیلیٰ اور مجنون کا قصہ سنتا ہے تو اُسے بھی وہی معاملہ یاد آجاتا ہے جو کبھی اس کے درمیان اور اس کے محبوب کے درمیان پیش آیا تھا۔''

امام ابو عبدالرحمٰن السلمی (۱) ایک مشہور محدث اور بزرگ صوفی گزرے ہیں' انہوں نے حقائق التفسیر کے نام سے ایک کتاب لکھی' جس کے بارے میں امام ابن صلاح سے پوچھا گیا تو اُنہوں نے سائل کو جو جواب دیا اسے امام بدرالدین زرکشی اور حافظ سیوطی نے نقل کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا:

كلام الصوفية في تفسير القرآن' فقيل ليس تفسيراً' وإنما هي معانٍ و مواجيد يجدونها عند التلاوة. [البرہان فی علوم القرآن ۲: ۱۷۰-۱۷۱' الاتقان فی علوم القرآن ۴: ۱۷۵]

''تفسیر قرآن کے سلسلے میں صوفیا کے کلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ تفسیر نہیں بلکہ یہ کچھ معانی اور وِجدانی باتیں ہوتی ہیں جس کا تلاوت کے وقت انہیں اِدراک ہوتا ہے۔''

حافظ سیوطی نے ابو عبدالرحمٰن السلمی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: وإنما أوردته في هذا القسم لأن تفسيره غير محمود. [طبقات المفسرین: ۹۸' ترجمہ: ۹۴]

---

(۱) ان کا ترجمہ [حالات زندگی] آگے متن میں آرہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میں نے اُن کا ذکر یہاں اس حیثیت سے کیا ہے کہ اُن کی تفسیر غیر محمود ہے۔‘‘

تفسیر بالاشارہ کی قبولیت کی شرائط

تفسیر اشاری کے جواز وقبول کی شرائط بیان کرتے ہوئے حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

وتفسيرٌ على الإشارةِ والقياس وهوالذي ينحو إليه كثيرمن الصوفية وغيرهم'وهذا لا بأس به بأربعة شرائط:أن لايناقض معنى الآية 'وأن يكون معنًى صحيحاً في نفسه' و أن يكون في اللفظ إشعارٌ به 'وأن يكون بينه وبين معنى الآية وتلازم 'فإذا اجتمعت هذه الأمور الأربعة كان استنباطاً حسناً.[التبیان فی أقسام القرآن:۱۰۸]

’’تفسیر اشارہ وقیاس جسے بہت سے صوفیا نے اپنی توجہات کا مرکز ٹھہرایا ہے' چار شرائط کے ساتھ قابل قبول ہے:

[۱] آیت کے معنی ومفہوم سے متصادم نہ ہو۔

[۲] بطریق اشارہ بیان کردہ نکتہ فی نفسہٖ درست ہو۔

[۳] الفاظ سے ذہن اس کی جانب ملتفت ہوتا ہو۔

[۴] اشاری نکتے اور آیت کے معنی میں تلازم ومناسبت پائی جائے۔ جب یہ چاروں امور جمع ہوں تو یہ اچھا استنباط قرار پائے گا۔‘‘

علامہ عبدالعظیم زرقانی (۱) نے لکھا ہے:مما تَقَدَّمَ أن التفسيرالإشاري لايكون مقبولاً إلاَّ بشروطٍ خمسةٍ:ألَّا يتنافي مايظهرمن معنَى النظم الكريم'ألَّا يُدَّعَى أنه المراد وحدَهُ دون الظاهر'ألَّا يكون تأويلاً بعيداً سخيفاً كتفسيربعضهم قوله تعالى:وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ 'بجعل كلمة"لَمَعَ"فعلاً ماضياً وكلمة"المحسنين"مفعوله'ألَّا يكون له معارِضٌ شرعي أوعقلي'أن يكون له شاهدٌ شرعي يؤيِّدهُ.[مناہل العرفان:۳۸۸]

(۱) محمد عبدالعظیم الزُّرقانی' جامعہ ازہر مصر کے علماء میں سے تھے۔کلیۃ اصول الدین کے فاضل تھے اور وہیں علوم قرآن مجید اور حدیث کے مدرس مقرر ہوئے۔تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔ ۱۳۶۷ھ = ۱۹۴۸ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔[الاعلام ٦:٢١٠]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سابقہ بحث سے معلوم ہوا کہ تفسیر اشاری درج ذیل پانچ شرائط کے بغیر مقبول نہیں:

[۱] قرآن مجید کے نظم سے حاصل شدہ ظاہری معنی کے منافی نہ ہو۔

[۲] یہ دعویٰ نہ کیا جائے کہ ظاہری مفہوم کے بجائے یہی باطنی معنی اصلاً مراد ہے۔

[۳] اشاری معنی بعید از عقل اور نامعقول، کمزور یا لچر قسم کا نہ ہو جیسا کہ بعض لوگوں نے آیۃ کریمۃ

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ. [سورة العنکبوت ۶۹:۲۹]

میں لَمَعَ کو فعل ماضی اور اَلْمُحْسِنِيْنَ کو اس کا مفعول قرار دیا ہے۔ یعنی: اللہ تعالیٰ نے محسنین کو چمکا دیا ہے۔

[۴] اس کا کوئی عقلی اور شرعی معارض نہ ہو۔ [۵] کوئی شرعی دلیل اس کی تائید کرے۔''

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ: ''علماء نے یہ شرطیں اسی طرح بیان کی ہیں لیکن دیکھا جائے تو یہ ایک دوسرے میں داخل ہیں، چنانچہ پہلی شرط کی موجودگی میں تیسری کی ضرورت نہیں رہتی اور پانچویں کو ملحوظ رکھا جائے تو چوتھی شرط کا خاص فائدہ نہیں۔ مناسب ہے کہ ان کے بجائے دو اور شرائط کا خیال رکھا جائے:

أحدهما: بيان معنى الموضوع له اللفظ الكريم أوّلاً. **ثانيهما:** ألّا يكون من وراءِ هذا التفسير الإشاري تشويشٌ على المفسَّر له. [مناہل العرفان: ۳۸۸]

''ایک یہ کہ پہلے وہ مفہوم بیان کیا جائے جس کے لیے قرآنی لفظ وضع کیا گیا ہے۔ دوسری یہ کہ سننے والے کا قلب و ذہن اس تفسیر اشاری سے اضطراب و تشویش کا شکار نہ ہو جائے۔''

یہ ہیں تفسیر اشاری کے مقبول ہونے کے شرائط۔ مقبول ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کو رد نہیں کیا جائے گا اور بس۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کی اتباع لازم ہوگئی ہے یا اسے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اسے مسترد اس لیے نہیں کریں گے کہ یہ ظاہر قرآن کے منافی نہیں۔ مزید برآں تعلیمات شریعت میں اس کا شاہد بھی موجود ہے جو اس کی تقویت کا باعث ہے اور اس طرح کی کسی بھی شے کا انکار مناسب نہیں۔ رہا یہ امر کہ اسے ماننا واجب نہیں تو یہ اس بنا پر ہے کہ نظم قرآنی اس مفہوم پر دلالت کے لیے وضع نہیں ہوا بلکہ یہ الہامات کے قبیل سے ہے جو صاحب الہام پر منکشف ہوتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن نہ زبان وبیان کے ضابطوں کے پابند ہوتے ہیں اور نہ انہیں کسی قسم کے قوانین سے مقید کیا جا سکتا ہے۔

تفسیر بالاشارہ پر مشتمل اہم کتب

۱۔ تفسیر القرآن العظیم: سہل بن عبداللہ تستری، وفات: ۲۷۳ھ

۲۔ حقائق التفسیر: محمد بن حسین سُلَمی، وفات: ۴۱۲ھ

۳۔ تفسیر ابن عربی صوفی: محمد بن علی بن محمد ابن عربی ابوبکر الحاتمی الطائی الاندلسی، عرف محیی الدین، وفات: ۶۳۸ھ

۴۔ روح البیان فی تفسیر القرآن: اسماعیل حقی (۱)۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں دستیاب ہے۔

۵۔ البحر المدید از ابن عجیبہ (۲)۔ اُن کی یہ تفسیر ۱۴۱۹ھ کو ڈاکٹر حسن عباسی کی تحقیق کے ساتھ قاہرہ سے چھ جلدوں کے اندر چھپ چکی ہے۔

۶۔ روح المعانی، سید محمود آلوسی بغدادی، وفات: ۱۲۷۰ھ

۔ تفسیر القرآن العظیم ۔

تَفْسِیْرُ التُّسْتُرِيِ کے نام سے مشہور ہے۔

یہ تفسیر سہل بن عبداللہ بن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رفیع تستری ابو محمد کے فرمودات پر مشتمل ہے۔ سہل تستری ایک نامور سنی متکلم اور صوفی ہیں، جن کی زبان عربی تھی۔ وہ ۲۰۳ھ = ۸۱۸ء کو اور

---

(۱) اسماعیل حقی بن مصطفیٰ اسلامبولی حنفی خلوتی۔ صوفی، مفسر اور ترکی مستعرب تھے۔ آیدوس [Aidos] میں پیدا ہوئے۔ قسطنطنیہ میں رہائش تھی جہاں سے بروسہ منتقل ہوئے۔ تصوف کے طریقہ خلوتیہ سے تعلق تھا جس کے باعث ملک بدر کیے گئے اور تکلیف ومشقت سے واسطہ پڑا۔ بروسہ واپس آئے اور وہاں ۱۱۲۷ھ = ۱۷۱۵ء کو وفات پائی۔ [ایضاح المکنون ا:۵۸۵، الاعلام ا:۳۱۳]

(۲) احمد بن محمد بن مہدی، ابن عجیبہ، حسنی انجری، صوفی اور مفسر ہیں۔ ۱۱۶۰ھ = ۱۷۴۷ء کو اُعْجَبِیْش میں پیدا ہوئے۔ ان گنت کتابیں لکھیں۔ اہل مغرب سے تھے۔ ۱۲۲۴ھ = ۱۸۰۹ء کو وفات پا گئے۔ طنجہ اور تطوان کے درمیان میں واقع قصبہ انجرہ میں دفن ہوئے۔ [الیواقیت الثمینہ: ۷۰، الاعلام ا:۲۴۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقول مؤرخ ابن خلکان ۲۰۰ھ = ۸۱۵ء میں تُستُر [اہواز] کے مقام پر پیدا ہوئے اور ۲۷۳ھ یا ۲۸۳ھ میں جلاوطنی میں وفات پائی۔ اُن کی زندگی بہت خاموشی اور عزلت نشینی میں گزری۔

[وفیات الاعیان ۲:۴۲۹‘ ترجمہ:۲۸۱‘ تاریخ الاسلام ۷:۳۰۴-۳۰۵‘ طبقات الاولیاء:۲۰۱‘ ترجمہ:۴۳]

یہ تفسیر چھپ چکی ہے۔ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ یہ پورے قرآن مجید کی تفسیر نہیں ہے بلکہ مؤلف نے اس میں چیدہ چیدہ قرآنی آیات کی تفسیر کی ہے۔ کتاب پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تفسیر کو درحقیقت سہل نے مرتب نہیں کیا بلکہ سہل تستری نے مختلف مواقع پر جن آیات کی تفسیر کی تھی اُس کو اُن کے عزیز شاگرد ابوبکر محمد بن احمد بلدی نے یک جا کر دیا۔ اس کتاب میں ابوبکر اکثر یوں کہتے ہیں کہ سہل سے فلاں آیت کی تفسیر دریافت کی گئی اور اُنہوں نے یوں فرمایا۔ سہل تستری حدیث وسنت کے بڑے شیدائی تھے‘ اُن سے پوچھا گیا: إلى متى يكتب الرجل الحديث؟ قال: حتى يموتَ‘ ويُصَبُّ باقي حبره على قبره. [تاریخ الاسلام ۷:۳۰۴‘ ترجمہ:۹۰۶۹]

”کوئی شخص کب تک حدیث لکھنے کا شغل رکھے گا؟ آپ نے فرمایا: مرتے دم تک! اور اُس کی باقی ماندہ روشنائی اُس کی قبر پر انڈیل دی جائے۔“

ایک دفعہ فرمایا: مَن أراد الدنيا و الآخرة فليكتب الحديث‘ فإنَّ فيه منفعةَ الدنيا و الآخرة.

قلتُ: هكذا كان مشايخ الصوفية في حرصهم على الحديث و السنة ‘ لا كمشايخ عصرنا الجَهلَة البَطَلَةُ الأَكَلَةُ الكَسَلَةُ. [تاریخ الاسلام ۷:۳۰۴-۳۰۵‘ ترجمہ:۹۰۶۹]

”جو دنیا اور آخرت کا طالب ہو تو اسے چاہئے کہ حدیث لکھے [اور اس میں سمجھ بوجھ پیدا کرے] اس لیے کہ اس میں دنیا اور آخرت کی منفعت ہے۔ میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں: کسی زمانے میں صوفیا اور مشایخ حدیث اور سنت کے بہت حریص تھے۔ رہے ہمارے زمانے کے مشایخ! بس وہ جاہل‘ باطل پرست‘ پیٹو اور سست و کاہل ہیں۔“

مصنف نے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں ظاہر‘ باطن اور حد و مطلع کا مفہوم بیان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: و ما من آيةٍ في القرآن إلاَّ ولها أربعةُ معانٍ: ظاهرٌ و باطنٌ و حدٌّ و مطلعٌ‘ فالظاهرُ: التلاوةُ‘ والباطنُ: الفهمُ‘ والحدُّ: حلالها و حرامها‘ والمَطْلَعُ: إشرافُ القلبِ على

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المراد بها فِقهاً من الله تعالى. فالعلمُ الظاهرُعلمٌ عامٌّ والفهمُ لباطنه والمرادبه خاص' قال تعالى:فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَايَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا.أي:لايفقهون خطاباً.

[تفسير التُّستُري:۷۶]

''ہر قرآنی آیت چار معانی کی متحمل ہوتی ہے: ظاہر' باطن' حد اور مطلع ۔ ظاہر سے اس کی تلاوت مراد ہے اور باطن سے اس کا فہم و ادراک ۔ حدّ سے حلال و حرام مقصود ہے جو [اس میں مذکور ہیں] اور مطلع سے وہ فہم و ادراک مراد ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ودیعت کیا جاتا ہے۔

ظاہری علم ایک عام چیز ہے جو ہر کس و ناکس میں پائی جاتی ہے بخلاف ازیں باطنی علم مخصوص و محدود ہے۔ قرآن مجید میں ہے: فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَايَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا.

[سورۃ النساء۴:۷۸]

''اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات ہی نہیں سمجھتی؟''

یعنی خطاب اور بات تک کو نہیں سمجھتی۔''

ایک جگہ لکھتے ہیں: إنّ الله تعالى ماتولّى وليًّا من أمة محمدﷺ إلّا علّمه القرآن' إمّا ظاهراً أو إمّا باطناً. قيل له: إنّ الظاهر نعرفه' فالباطنُ ماهو؟ قال: فهمه' وإنّ فهمه هو المراد.

[تفسير التُّستُري:۸۲]

''امتِ محمدی میں کوئی ولی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نہ سکھایا ہو' خواہ وہ ظاہر ہو یا باطن' ان سے کہا گیا کہ ظاہر تو ہمیں معلوم ہے باطن سے آپ کی کیا مراد ہے؟ سہل نے کہا: باطن سے قرآن مجید کا فہم و ادراک مقصود ہے۔''

تفسير التُّستُري کے مطالعہ سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ مؤلف نے صرف باطنی معانی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض اوقات وہ ظاہری معانی بیان کر کے اس کے بعد باطنی معانی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس تفسیر میں جو اشاری معنی بیان کیے گئے ہیں وہ ہر جگہ واضح نہیں ہوتے۔ بسا اوقات اس قسم کے عجیب و غریب اور بعید از قیاس معانی بھی بیان کرتے ہیں جنہیں کتاب اللہ کی مراد قطعاً قرار نہیں دیا جا سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تفسیر میں بعض بے بنیاد اور بے اصل واَساس چیزیں بھی موجود ہیں، جیسے:

—۱: **قال سہل:** بسم الله: الباءُ بهاءُ الله، والسين سناء الله، والميم مجد الله، والله هو الإسم الأعظم الذي حوى الأسماء كلها و بين الألف و اللام منه حرف مكنى غيب من غيب إلى غيب، وسرٌّ من سرٍ إلى سِرٍ، وحقيقةٌ من حقيقةٍ إلى حقيقةٍ، لايَنالُ فَهْمُه إلّا الطاهرُمن الأدناس، الآخذمن الحلال قواماًضرورة الإيمان؛ والرحمن اسم فيه خاصية من الحرف المكنى بين الألف و اللام؛ والرحيم هو العاطف على عباده بالرزق في الفرع، والإبتداء في الأصل رحمة لسابق علمه القديم. [تفسير التُّستُرِي: ۸۵]

''بسم اللہ کی باء سے بہاء اللہ، سین سے سناء اللہ اور میم سے مجد اللہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ لفظ اللہ اسم اعظم ہے جو سب اسماء کو شامل ہے۔ اس کے الف ولام کے درمیان ایک حرف پوشیدہ ہے جس کے راز سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو مَیل کچیل سے پاک اور حلال روزی پر قناعت کرنے والا ہو۔ رحمٰن ایک اسم ہے جس میں الف ولام کے مابین پوشیدہ حرف کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ رحیم کے معنی ہیں: اپنے بندوں کو رزق دے کر اُن پر رحم کرنے والا، ان کا پیدا کرنے والا اور اپنے قدیم علم کے مطابق ان کو شفقت کی نگاہ سے دیکھنے والا۔''

اس تفسیر کی پشت پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل موجود نہیں اس لیے یہ ناقابل قبول ہے۔

—۲: **قال سہل:** بلغني عن ابن عباس أنه قال: أقسم الله تعالى أن هذا الكتاب الذي أنزل على محمد ﷺ هو الكتاب الذي هو من عند الله، فقال: الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ: الألف: الله، و اللام: جبريل عليه السلام، و الميم محمد ﷺ فاقسم الله تعالى بنفسه و جبريل و محمد عليهما السلام. [تفسير التُّستُرِي: ۸۸]

''مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائی ہے [اور شاہد کے طور پر فرمایا]: الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ [سورۃ البقرۃ ۲:۲] میں الف سے مراد اللہ تعالیٰ، لام سے سیدنا جبریل علیہ السلام اور میم سے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہیں۔ گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی، سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور سیدنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام کی قسم کھائی ہے۔"

اس تفسیر کو تسلیم کرنا نہایت دشوار ہے اس لیے کہ:

-ایک تو سہل تستری اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان کے راوی غائب ہیں۔

-اور دوسرا یہ کہ عرب میں حروف کے ذریعے کلمات کی جانب اشارہ کرنے کا رواج نہیں ہے۔

حروف سے کلمات کی طرف اشارہ صرف اُس وقت کیا جاتا ہے جہاں کوئی لفظی یا حالی قرینہ موجود ہو جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

فَقُلْتُ لَهَا قِفِي فَقَالَتْ:قَافْ

"میں نے اُس عورت سے ٹھہر جانے کو کہا تو اُس نے کہا: میں ٹھہر گئی۔"

—۳:قال سہل:ولقد بلغني أن اللّٰه أوحى إلى داود علیہ السلام:یاداود!أنظر'لاأفوتك أنا فيفوتُك كل شيء'فإني خلقتُ محمداً ﷺ لأجلي'وخلقتُ آدم علیہ السلام لأجله.

[تفسیر التُّستُري:۹۰]

"سہل کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داود علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ: داود! دیکھو کہیں میں تم سے فوت نہ ہو جاؤں ورنہ تیرے ہاتھ سے ہر چیز جاتی رہے گی۔ میں نے محمد ﷺ کو اپنے لیے پیدا کیا اور آدم [علیہ السلام] کو اُن کے لیے۔"

سہل کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی؟ دین کا دارومدار نقل و اسناد پر ہے جو یہاں مفقود ہے۔

—۴:قال:إنّ اللّٰه تعالى خلق آدم علیہ السلام من طين العزة من نور محمد ﷺ.

[تفسیر التُّستُري:۹۱]

"اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم کو عزت کی مٹی سے پیدا کیا جو سیدنا محمد ﷺ کے نور سے اُٹھائی گئی تھی۔"

معلوم نہیں کہ یہ تفسیر کی کون سی قسم ہے' جس کی بنیاد نہ کسی عقلی دلیل پر ہے اور نہ کسی نقلی دلیل پر؟

اس تفسیر کے مؤلف کا مقصد بڑی حد تک نفوسِ انسانی کی اصلاح و تزکیہ اور انہیں اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ و پیراستہ کرنا معلوم ہوتا ہے' اُن کی تفسیر کے دو نمونے ملاحظہ ہوں:

—۱: وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا [سورۃ الاعراف ۷:۱۴۸] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: عِجلُ كلِّ إنسانٍ ماأقبل عليه'فأعرض به عن اللّٰه من أهلٍ وولدٍ'ولايتخلص من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك إلّا بعد إفناءِ جميع حظوظه من أسبابه، كما لم يتخلص عَبَدَة العجل من عبادته إلّا بعد قتل النفوس. [تفسير التُستَرِي: ۱۵۰]

''بچھڑے سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ لے مثلاً: اہل و اولاد اور مال وغیرہ۔ اس سے خلاصی و نجات اس صورت میں ممکن ہے جب انسان تمام خواہشات کو ختم کر دے جس طرح بچھڑے کے پجاریوں نے اُس وقت چھٹکارا پایا جب انہوں نے اپنی جانوں کو تلف کر دیا۔''

۲۔ ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ [سورۃ الصافات ۳۷:۱۰۷] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: قال: إبراهيم عليه السلام لما أحبَّ ولده بطبع البشرية تَدَارَكه من الله فضله وعصمته حتى أمره بذبحه، إذ لم يكن المراد منه تحصيل الذبح، و إنما كان المقصود تخليص السر من حب غيره بأبلغ الأسباب، فلما خلص السر له ورجع عن عادة الطبع فَدَاهُ بذبح عظيم.

[تفسير التُستَرِي: ۲۲۹]

''سہل نے کہا: سیدنا ابراہیم علیہ السلام چونکہ بتقاضائے بشریت اپنے بیٹے سے محبت کرتے تھے اس لیے آزمائش کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا۔ منشائے الٰہی دراصل یہ نہ تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر ڈالیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ غیر اللہ کی محبت [وخُلت] کو دل سے نکال دیا جائے۔ جب یہ بات پوری ہوگئی اور وہ اپنی عادت سے باز آئے تو اُن [سیدنا اسماعیل علیہ السلام] کے عوض ''ذبح عظیم'' عطا ہوئی۔''

۔حقائق التفسیر۔

محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ ازدی سلمی نیشاپوری، ابو عبدالرحمٰن کی تصنیف ہے جو ۳۲۵ھ = ۹۳۶ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے میں صوفیا کے شیخ تھے۔ طبقات الصوفیۃ کے نام سے اُن کی تاریخ لکھی۔ صوفیا کے لیے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ ایک سو دس کے لگ بھگ کتابیں لکھیں۔ ۴۱۲ھ = ۱۰۲۱ء کو نیشاپور ہی میں وفات پائی۔

[تذکرۃ الحفاظ ۳:۱۰۴۶، ترجمہ: ۹۶۳، میزان الاعتدال، الاعلام ۶:۹۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی تفسیر کے بارے میں امام ابن الصلاح لکھتے ہیں:

وجدتُ عن الإمام أبي الحسن الواحدي المفسر–رحمه الله–أنه قال:صَنَّفَ أبو عبد الرحمن السلمي حقائق التفسير،فإن كان قد اعتقد أن ذلك تفسيرٌ فقد كفر وأنا أقولُ الظنُّ بمن يوثق به منهم أنه إذا قال شيئاً من أمثال ذلك أنه لم يذكر تفسيراً ولا ذهب به مذهب الشرح للكلمة المذكورة في القرآن العظيم،فإنه لو كان كذلك كانوا كانوا قد سلكوا مسالك الباطنية،وإنما ذلك ذكر منهم لنظير ما ورد في القرآن.

[فتاوی ومسائل ابن الصلاح ۱:۱۹۶–۱۹۷،سوال:۴۴]

”مجھے امام ابوالحسن الواحدی کے بارے میں پتا چلا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابوعبدالرحمٰن السلمی نے حقائق التفسیر نامی کتاب تحریر کی ہے۔ اگر انہوں نے یہ کتاب تفسیر قرآن ہونے کے اعتبار سے مرتب کی ہے تو کفر کا ارتکاب کیا۔ میں [حافظ ابن الصلاح] حسن ظن کی بنا پر کہتا ہوں کہ وہ قرآن کی تفسیر نہیں کرتے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر باطنیہ اور ایسے لوگوں میں کوئی فرق و امتیاز نہ ہوتا۔“

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: كان وافرَ الجلالة، لَهُ أملاكٌ ورثها من أمه،وورِثَتْها من أبيها، وتصانيفه يقال: أنها ألف جزأ، وله كتابٌ سمَّاهُ حقائق التفسير، ليته لم يصنفه، فإنه تصحيفٌ وقرمطة،فدونك الكتاب فسترى العجب. [تاریخ الاسلام ۹:۳۶۸،ترجمہ:۱۵۲۴۳]

”جلیل القدر تھے۔ اپنی والدہ سے میراث میں بڑی ملکیت ملی تھی جو اُن کی والدہ کو اپنے والد سے میراث میں حاصل ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کی کتابیں ہزار اجزاء پر مشتمل ہیں۔ انہوں نے حقائق التفسیر کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ کاش! وہ اسے نہ لکھتے۔ اس میں غلطیاں اور قرمطہ ہے۔ آپ کو اُن کی کتاب پڑھنی چاہئے، جس میں آپ عجائب پائیں گے۔“

حافظ صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں: ألَّفَ حقائقَ التفسير فأتى فيه بمصائب وتأويلات الباطنية،نسأل الله العافية. [تذکرۃ الحفاظ ۳:۱۰۴۶،ترجمہ:۹۶۳]

”انہوں نے حقائق التفسیر لکھی جس میں مصیبتیں ڈھادیں اور باطنیہ کی تأویلات کیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن صلاح نے اُن کے حوالے سے اس کی ایک مثال اس طرح پیش کی ہے:

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ' قالوا:أمرنا أن بقتال من يلينا من الكفار لأنهم أقربُ شرًّا إلينا ' وأقربُ شراً إلى الإنسان نفسه ؛ فكأنه قال:أمرنا بقتال النفس و مَن يلينا من الكفار' ومع ذلك فياليتهم لم يتساهلوا بمثل ذلك لمافيه من الإبهام.

[فتاویٰ ومسائل ابن الصلاح ۱:۱۹۶-۱۹۷' سوال:۴۴]

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ. [سورۃ التوبہ ۹:۱۲۳]

''ایمان والو! تمہارے قریب جو کفار رہتے ہیں اُن سے لڑو۔''

اس آیت کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ: ''اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے قریب ترین کفار سے لڑیں اس لیے کہ اُن کا شر ہمارے بہت قریب ہے جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ انسان سب سے زیادہ اپنے نفس کے شر سے متاثر ہوتا ہے تو گویا کہ اس آیت میں ہمیں حکم دیا جا رہا ہے کہ ہم اپنے نفس اور قریب ترین کافر سے لڑیں۔ کاش! وہ اس قسم کے تساہل سے کام نہ لیتے اس لیے کہ اس سے غلط فہمیاں اور توہمات پیدا ہوتے ہیں۔''

۱- وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا عَلَیْھِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِکُمْ مَّا فَعَلُوْہُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْھُمْ [سورۃ النساء ۴:۶۶] کے تحت لکھتے ہیں: اُقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ بمخالفة هواها' اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِکُمْ يعني: أخرجوا حُبَّ الدنيا مِن قلوبكم' مَّا فَعَلُوْہُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْھُمْ في العدد كثير في المعاني وهم أهل التوفيق و الولايات الصادقة. [حقائق التفسیر ۱:۱۵۴]

'' اُقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ: خواہش کی پیروی ترک کر کے اپنی نفوس کو قتل کرو۔ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِکُمْ: یعنی اپنے دلوں سے حب دنیا کو نکال پھینکو۔ مَّا فَعَلُوْہُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْھُمْ: ان میں سے جو تعداد میں کم اور معانی [معرفت] میں زیادہ ہیں [وہ یہ کام کر سکیں گے] جو اہل توفیق اور ولایات صادقہ کے مالک ہیں۔''

۲- وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ [سورۃ الرعد ۱۳:۳] کے تحت لکھتے ہیں:

قال بعضهم: هو الذي بسط الأرضَ وجعل فيها أوتاداً من أوليائه وسادةٍ من عبيده

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فإليهم الملجأو بهم الغياث‘فمن ضرب في الأرض يقصدهم فازَو نجاومَن كان سعيه لغيرهم خاب و خسر.[حقائق التفسير۱:۳۲۶]

''بعض صوفیوں کا کہنا ہے کہ وہی ذات ہے جس نے اپنے اوتاد اور منتخب بندوں کو دنیا کے لیے باعثِ قرار و تمکین بنایا۔یہی اولیاء لوگوں کے لیے ملجا اور ذریعہ نجات ہیں اس لیے جو اِن کا قصد کرتا ہے وہ کامیاب اور ناجی ہوا اور جس نے انہیں چھوڑ کر دوسروں کو اپنی امیدوں کا مرکز بنایا وہ نقصان اور خسارے میں رہا۔''

۳: اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً [سورة الحج ۲۲:۶۳] کے تحت لکھتے ہیں: أنزل مياه الرحمة مِن سحائب القربة ففتح إلى قلوب أوليائه و عباده عيو نأمن ماء الرحمة فأنبتت المعرفةفاخضرت القلوب بزينة المعرفةو أثمرت الإيمان و أينعت التوحيد‘و أضاء ت بالمحبة فهامت إلى سيدها ‘و اشتاقت إلى ربها ‘ فطارت بهمتهافأناخت بين يديه‘و عطفت عليه‘و أقبلت إليه‘و انقطعت عن الأكوان أجمع ‘إذ ذاك آواها الحق إليه ‘ و فتح لها خزائن أنواره ‘ و أطلق لها القترة في بساتين الأنس‘و رياض الشوق و القدس.[حقائق التفسیر۲:۲۶-۲۷]

''قرب[الٰہیہ] کے بادلوں سے رحمت کا پانی برسایا اور اس آبِ رحمت کے چشمے اپنے [خاص] بندوں کے دلوں میں کھول دیتا ہے جس سے وہ اگنے کا عمل شروع کرتے ہیں۔معرفت کی زینت سے سرسبز ہو جاتے ہیں۔ایمان کا پھل شروع ہو جاتا ہے جس سے توحید کو چنا جاتا ہے۔محبت کی روشنی حاصل ہو جاتی ہے تو اپنے مالک کی محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں۔اپنے رب کے [دیدار کے] مشتاق ہو جاتے ہیں۔اپنی ہمت اور جستجو سے اُڑ جاتے ہیں اور اُس [رب تعالیٰ] کے سامنے سربسجود ہو کر معتکف ہو جاتے ہیں۔ساری کائنات سے رشتہ توڑ لیتے ہیں اور حق تعالیٰ کے ہاں ڈیرے ڈال دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی انوارِ معرفت کے خزانے اُن کے لیے کھول دیتا ہے۔اُنس کے باغات اور شوق و قدس کے باغیچوں میں انہیں کھلا چھوڑ دیتا ہے۔''

۴: فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ[سورة الرحمٰن ۵۵:۱۱] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعل الحق تعالى في قلوب أوليائه رياض أنسه فغرس فيها أشجار المعونة ' أصولها ثابتةٌ في أسرارهم وفروعها قائمة بالحضرة في المشهد'فهم يجنون ثمار الأنس في كل أوانٍ'وهو قوله:فِيهَا فٰكِهَةٌ وَّالنَّخلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ'أي:ذات الألوان'كلٌّ يجتني منه لوناً على قدر سعته'وما كوشف له من بوادي المعرفة و آثار الولاية.[حقائق التفسیر۲:۲۹۳]

''اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں میں اپنی محبت کے باغیچے لگوائے۔اُس میں معرفت الٰہیہ کے درخت لگائے'جن کی جڑیں اُن کے اَسرار میں مضبوط ہیں اور اُن کی شاخیں حضیرۃ القدس میں قائم ہیں۔وہ ہر وقت اُنس ومحبت کے پھل چنتے ہیں۔فِيهَا فٰكِهَةٌ وَّالنَّخلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ کا یہی معنی ہے کہ وہ اپنی وسعت وطاقت کے مطابق الوان واقسام کے وہ پھل حاصل کرتے ہیں جواُن پر وادیٔ معرفت اور آثارِ ولایت میں ظاہر ہوتے ہیں۔''

۔تفسیر ابن عربی صوفی۔

محمد بن علی بن محمد ابن عربی ابو بکر الحاتمی الطائی الاندلسی'عرف محی الدین بن عربی'لقب:شیخ اکبر'صوفی اور فلسفی تھے۔رمضان ۵۶۰ھ=۱۱۶۵ء کو مرسیہ[اندلس] میں پیدا ہوئے۔اشبیلیہ منتقل ہوئے۔رحلۃ میں قیام پذیر ہوئے۔شام'روم'عراق اور حجاز مقدس کے سفر کیے۔کچھ شطحیات (۱)

---

(۱)شَطَح کی جمع ہے۔تصوف کی ایک اصطلاح ہے جس سے عالم سکر میں کہے گئے الفاظ مراد ہیں؛نیز خلاف شرع کلمات زبان پر لانا اور بروئے کشف یہ وہ کلمات ہیں جو ذوق ومستی کی حالت میں بے اختیار بعض واصلین کی زبان پر آجاتے ہیں۔[اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱:۴۲۸]

مولانا محمد علی تھانوی لکھتے ہیں: عبارةٌ عن كلام غير متزنٍ بدون التفات أو مبالاة كما هو حال بعض الناس في وقت غلبة الحال أو السكر' فلا يُقبل كلامهم و لا يُرَدُّو لا يؤخذمنهم و لا يؤاخذون عليه كقول ابن عربي: أنا أصغر من ربي بسَنَتين' أو قول أبي يزيد البسطامي : سبحاني ما أعظم شأني' أو الحلاج القائل:أنا الحق ' و أما علة عدم قبول مثل هذا الكلام هو أن غير الأنبياء لا عصمة لهم' فربما قالوا كلاماً باطلاً .[كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم۱:۱۰۳۸]

''یہ وہ غیر مناسب کلام ہے جو کسی التفات وہوشیاری کے بغیر عدم توجہی میں کیا جائے جیسا کہ بعض لوگوں سے غلبہ حال اور سکر میں اس کا صدور ہو جاتا ہے'پس اُن کا ایسا کلام قابل قبول نہیں'لیکن اسے بالکلیہ رد بھی......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے اہل مصر نے اُنہیں قید میں ڈال کر پھانسی چڑھانے کا فیصلہ کیا مگر علی بن فتح بجائی کی کوششوں سے رہائی ملی' وہاں سے جا کر دمشق میں رہائش اختیار کی' جہاں ۶۳۸ھ = ۱۲۴۰ء کو وفات پائی۔ [فوات الوفیات ۲: ۳۹۷' ترجمہ: ۴۸۴' الاعلام ۶: ۲۸۱]

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: فإنّ ابن عربي وأمثاله -وإن ادَّعَوا أنهم من الصوفية- فهُم مِنْ صوفية المَلاحِدَةِ الفلاسفةِ' ليسوا من صوفية أهل الكلام والسنة' كالفضيل بن عياض وإبراهيم بن أدهم' وأبو سليمان الداراني' ومعروف الكرخي' والجنيد بن محمد وسهل ابن عبدالله التستري وأمثالهم' رضوان الله عليهم أجمعين.

[الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان: ۱۴۱-۱۴۲]

''ابن عربی اور اُن کی طرح کے دوسرے صوفیا تصوف کا دعویٰ کرنے کے باوجود اہل کلام اور اہل السنۃ کے صوفیا میں سے نہیں تھے' بلکہ ملحد اور فلسفی صوفیا تھے۔ ان کا مشائخ اہل کتاب میں سے ہونا یا مشائخ سنت میں سے ہونا تو دور کی بات ہے۔ اہل کلام اور اہل السنۃ صوفیا یہ تھے: فضیل ابن عیاض (۱) ابراہیم بن ادہم (۲) ابوسلیمان دارانی (۳) معروف کرخی (۴) جنید بن محمد (۵) اور

......نہیں کیا جائے گا۔ ان کے ایسے اقوال پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ ایسے اقوال پر اُن کا مؤاخذہ بھی نہیں ہوگا جیسا کہ ابن عربی کا یہ قول کہ: ''میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔'' یا ابویزید بسطامی کا یہ قول کہ: ''میرے لیے بڑی پاکیزگی ہے اور میری شان بڑی ہے۔'' اور حلاج کا ''انا الحق'' کہنا۔ اُن کی ایسی بات قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ [یہ انبیاء تو ہے نہیں جو معصوم ہوتے ہیں] انہیں عصمۃ حاصل نہیں اس لیے بسا اوقات یہ باطل کلام بھی کر سکتے ہیں۔''

(۱) فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی' یربوعی' ابوعلی' شیخ الحرم۔ عابد اور صالح تھے۔ حدیث میں ثقہ تھے۔ امام شافعی کے استاذ رہے ہیں۔ ۱۰۵ھ = ۷۲۳ء کو سمرقند میں پیدا ہوئے۔ ابیورد میں پلے بڑھے۔ جب بڑے ہوئے تو کوفہ چلے گئے۔ بنیادی طور پر تعلق کوفہ ہی سے تھا۔ مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں ۱۸۷ھ = ۸۰۳ء کو وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۴: ۴۷-۵۰' ت: ۵۳۱' الاعلام ۵: ۱۵۳]

(۲) ابراہیم بن ادہم بن منصور تمیمی بلخی ابواسحاق۔ مشہور زاہد ہیں۔ تاریخ ولادت نامعلوم ہے۔ حصول علم کے لیے عراق' شام اور حجاز مقدس کے سفر کیے۔ ۱۶۱ھ = ۷۷۸ء کو روم میں وفات پائی۔

[تہذیب تاریخ دمشق ۲: ۱۶۷' الاعلام ۱: ۳۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہل بن عبداللہ تستری رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔"

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: هذاالرجل كان قد تَصَوَّفَ وانعزلَ وجاعَ وسَهِرَ وفُتِحَ عليه بأشياءَ امتَزَجَت بعالَمِ الخَيال و الخَطَرات و الفكرة' فاستَحْكَم به ذلك حتى شاهَدَ بقوة الخيال أشياءَ ظَنَّهَا موجودةً في الخارج حتى إنه قال : لم يكُنِ الحقُّ أوقفَني على ما سَطَّرَهُ لي في توقيع ولايتي أمور العالم حتى أعلمني بأني خاتم الولاية المحمدية بمدينة فاس سنة خمس وتسعين' فلما كانت ليلة الخميس في سنة ثلاثين وست مائة أوقفني الحقُّ على التوقيع في ورقةٍ بيضاء فرسمْتُهُ بنصِّه: هذا توقيع إلٰهي كريم من الرء وف الرحيم إلى فلان' وقد أجزلَ له رِفدَهُ' وما خَيَّبْنَا قَصدَهُ' فلينهض إلى ما فُوِّضَ إليه' ولا تَشْغَلُهُ الوِلايةُ عن المُثُولِ بأيدينا شهراً بعد شهرٍ إلى انقضاء العمر.

[تاریخ الاسلام ۱۳: ۶۶۲' ترجمہ: ۲۵۳۸۵]

''یہ شخص تصوف کی راہ پر چل پڑے۔ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے لگے۔ مستقل فاقے کرنے لگے اور مسلسل شب بیداری شروع کی اس لیے اُن کے عالم خیال' خطرات اور فکر میں کئی چیزیں آنے لگیں جو مستحکم اور مضبوط ہوتی چلی گئیں یہاں تک کہ قوتِ خیال کی وجہ سے کئی ایسی چیزوں کا

حواشی صفحہ سابقہ

(۳) عبدالرحمٰن بن عطیہ' داران دمشق کا ایک گاؤں کا نام ہے۔ اُنہوں نے ۲۱۵ھ کو وفات پائی۔

[رسالہ قشیریہ: ۴۰]

(۴) معروف بن فیروز کرخی ابومحفوظ۔ صوفی اور زاہد تھے۔ علی رِضا بن موسیٰ کاظم کے موالی میں سے تھے۔ بغداد کے علاقہ ''کرخ'' میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے اور وہیں ۲۰۰ھ = ۸۱۵ء کو وفات پائی۔ امام احمد اُن کے پاس آجایا کرتے تھے۔ حافظ ابن جوزی نے ان سے متعلق ایک کتاب لکھی ہے۔

[وفیات الاعیان ۵: ۲۳۱-۲۳۲' ت: ۷۲۹' الاعلام ۷: ۲۶۹]

(۵) سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد' ان کا تعلق نہاوند سے تھا۔ عراق میں پیدا ہوئے' ان کے والد شیشہ فروش تھے' اس لیے قواریری سے مشہور ہوئے۔ امام ابوثور کے مذہب کے فقیہ تھے اور اُن کی موجودگی میں اُن ہی کے حلقہ درس میں فتویٰ دیا کرتے تھے' اُس وقت اُن کی عمر بیس سال کی تھی۔ ۲۹۷ھ تاریخ وفات ہے۔

[وفیات الاعیان ۱: ۳۷۳-۳۷۴' ت: ۱۴۴' رسالہ قشیریہ: ۵۰-۵۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں تھا] خارج میں مشاہدہ کیا اور ذہنی فتور سے کئی ایسی باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانا جن کا خارج میں کوئی وُجود ہی نہیں تھا یہاں تک کہ کہنے لگے کہ حق تعالیٰ نے جب امور عالم کو میری ولایت کے تحت کیا تو مجھے ۵۹۵ھ کو شہر فاس میں اس بات سے آگاہ کیا کہ میں ولایتِ محمدیہ کا خاتم ہوں۔ ۶۳۰ھ کو جمعرات کی رات مجھے ایک سفید دستخط شدہ ورق دیا گیا میں نے جس میں اُس کے الفاظ سے لکھا: یہ اللہ کریم' رءوف ورحیم کی دستخط ہے۔ اس نے اپنی پوری کوشش کی ہے۔ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہے جو چیز اسے سپرد کی گئی ہے اس کے لیے تیار رہے اور اس کی ولایت ساری عمر ماہ بماہ ہماری حاضری سے اسے مشغول نہ کرے۔"

حافظ ذہبی یہ بھی لکھتے ہیں: ومن أرْدَإِ تواليفه كتاب الفُصوص' فإن كان لا كفر فيه فما في الدنيا كفرٌ' وقد عَظَّمَهُ جماعةٌ وتَكَلَّفُوا الماصدَرَ منه ببعيد الإحتمالات' وقد حكى العلامة ابن دقيق العيد شيخُنا أنه سمع الشيخ عزالدينِ ابنَ عبدِالسلام يقول عن ابن العربي: شيخٌ سوءٌ كذابٌ' يقول بقِدَمِ العالم ولا يُحَرِّمُ فرجاً. قلتُ: إن كان محيي الدين رجع عن مقالاته تلك قبل الموت فقد فاز' وماذلك على الله بعزيز...... وله شعرٌ رائقٌ' وعلمٌ واسعٌ وذهنٌ وَقَّادٌ' ولا ريب أنّ كثيراً من عباراته له تأويلٌ إلّا كتابَ الفُصوص.

[سیر اعلام النبلاء ۲۳: ۴۸-۴۹' ترجمہ: ۳۴]

''اُن کی سب سے بری کتاب فصوص الحکم ہے۔ اگر اس کتاب میں کفر نہیں تو پھر دنیا میں کہیں بھی کفر نہیں۔ ایک جماعت نے اُن کی تعظیم کرتی ہے اور اُن سے جو کچھ غلطیاں صادر ہوئی ہیں وہ اُن میں بعید تاویلات بھی کرتے ہیں۔ ہمارے شیخ علامہ ابن دقیق العید[1] نے شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے حوالے سے کہا ہے کہ ابن عربی شیخ تھے۔ برے اور کذاب تھے۔ عالم کو قدیم جانتے تھے اور کسی بھی عورت کو حرام کہنے کے قائل نہیں تھے۔ میں [حافظ ذہبی] کہتا ہوں اگر انہوں [ابن عربی] نے مرجانے سے قبل اپنے ان افکار واقوال سے توبہ کی ہے تو کامیابی تک پہنچے اور یہ اللہ

---

(۱) محمد بن علی بن وہب بن مطیع' ابوالفتح' تقی الدین' قشیری منفلوطی الاصل ہیں۔ بحر احمر کے ساحل ینبع میں ۶۲۵ھ = ۱۲۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ مجتہد اور اصول کے ماہر عالم تھے۔ دمشق میں تعلیم پائی۔ ۶۹۵ھ کو دیار مصریہ کے جج کے عہدے پر فائز ہوئے' قاہرہ میں ۷۰۲ھ = ۱۳۰۲ء کو وفات پائی۔ [الدرر الکامنہ ۴: ۹۱' الاعلام ۶: ۲۸۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں۔اثر انگیز شعر کہا کرتے تھے۔وسیع علم اور تیز ذہن رکھتے تھے۔ان کی اکثر عبارات کی تاویل کی جا سکتی ہے مگر فصوص الحکم کی کوئی تاویل ممکن نہیں۔''

شیخ ابن عربی کی طرف منسوب تفسیر دو جلدوں میں الگ بھی طبع ہوئی ہے اور عرائس البیان في حقائق القرآن از ابونصر شیرازی کے حاشیہ پر بھی اور لباب التاویل في معاني التنزیل المعروف بالخازن کے حاشیے پر بھی۔ان نسخوں کی نسبت شیخ ابن عربی کی طرف کی گئی ہے۔کچھ لوگ اس نسبت کو درست سمجھتے ہیں لیکن کچھ لوگوں کی تحقیق اس کے خلاف ہے اس لیے کہ:

[۱] ملا کاتب چلپی لکھتے ہیں: تأویلات القرآن:المعروف بتأویلات الکاشاني'هو التفسیر بالتأویل علی اصطلاح التصوف إلی سورة صٓ للشیخ کمال الدین أبي الغنائم عبدالرزاق بن جمال الدین الکاشي السمرقندي المتوفّٰی سنة سبع و ثمانین و ثمانمائة.أوّلهٗ:الحمد لله الذي جعل مَنَاظِمَ کلامنا مظهر حسن صفاته.

[کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون۱:۳۳۶]

''تاویلات القرآن جو تاویلات الکاشانی سے معروف ہے۔صوفیا کے اندازِ تفسیر پر مشتمل تفسیر بالتاویل ہے۔سورۃ ص تک کی تفسیر ہے۔اس کو شیخ کمال الدین ابوالغنائم عبدالرزاق بن جمال الدین کاشی سمرقندی نے مرتب کیا ہے جن کی وفات ۷۳۰ھ میں ہوئی۔اس کا آغاز الحمدلله الذي جعل مَنَاظِمَ کلامنا مظهر حسن صفاته کے الفاظ سے ہوتا ہے۔''

اور جو تفسیر ابن عربی کی طرف منسوب ہے اس کے شروع میں بعینہ یہی عبادت ہے۔

[۲] شیخ ابن عربی کی طرف جو تفسیر منسوب ہے' اس میں ایک جگہ یہ عبارت بھی درج ہے:

وقد سمعتُ شیخنا المولٰی نورُالدِّین عبدُ الصَّمَد.

[تفسیر ابن عربی۲:۱۲۲' تفسیر ابن عربی بر ہامش لباب التاویل۳:۴۹۴' بذیل سورۃ القصص ۲۸:۳۲]

''میں نے اپنے استاذ نورالدین عبدالصمد سے سنا۔''

نورالدین سے یہاں نورالدین عبدالصمد بن علی نَطَنْزِي اصفہانی ہیں جن کی وفات ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں ہوئی۔یہ عبدالرزاق کاشانی [وفات:۷۳۰ھ] کے استاذ تھے[1]۔

---

(۱) جیسا کہ نفحات الانس:۵۳۴ سے معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورالدین مذکور شیخ ابن عربی کے استاذ نہیں ہو سکتے اس لیے کہ ابن عربی کی وفات ۶۳۸ ہجری میں ہوئی ہے۔

[۳] علامہ سید رشید رضا مصری لکھتے ہیں: مایسمونہ إشارة ' وقد اشتبه علی الناس فیه کلام الباطنیة بکلام الصوفیة. و من ذلك التفسیر الذي ینسبونه للشیخ الأکبر محیي الدین ابن عربي' وإنما هو للقاشاني الباطني الشهیر' وفیه من النزعات مایتبرأ منه دین اللّٰه.

[تفسیر المنار۱:۱۸' مقدمہ]

''تفسیر اشاری کے ضمن میں صوفیا اور باطنیہ کے افکار و نظریات آپس میں گڈمڈ ہو جاتے ہیں اور ان میں کوئی فرق و امتیاز باقی نہیں رہتا۔ جس تفسیر کو ابن عربی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اسی قبیل سے ہے۔ یہ تفسیر دراصل مشہور باطنی قاشانی کی تحریر کردہ ہے۔ اس میں ایسے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا دین اور اُس کی کتاب دونوں پاک ہیں۔''

شیخ ابن عربی کی طرف منسوب یہ کتاب ۱۳۱۷ھ کو نظارۃ المعارف مصر کی جانب سے تفسیر الخازن کے ہامش پر چھپ چکی ہے اور ۱۴۲۲ھ=۲۰۰۱ء کو دار إحیاء التراث العربي بیروت سے دو جلدوں میں علیحدہ بھی چھپ چکی ہے۔

شیخ ابن عربی کی طرف منسوب اس تفسیر میں کیا ہے؟ آپ بھی پڑھیے:

—۱: وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ [سورۃ البقرۃ۲:۸۷] کے تحت لکھتے ہیں:

والظاهرُ أن جبرئیل هو العقل الفعَّالُ' و میکائیل هو روح الفلك السادس' و عقله المفیض للنفس النباتیة الکلیة الموکلة بأرزاق العباد و إسرافیل هو روح الفلك الرابع و عقله المفیض للنفس الحیوانیة الکلیة' الموکلة بالحیوانات' و عزرائیل هو روح الفلك السابع الموکل بالأرواح الإنسانیة کلها 'یقبضها بنفسه أو بالوسائط التي هي أعوانه و یسلمها إلی اللّٰه تعالی. [تفسیر ابن عربی۱:۴۶-۴۷]

''ظاہر ہے کہ جبرئیل [علیہ السلام] سے عقلِ فعال مراد ہے۔ میکائیل [علیہ السلام] فلک ششم کی روح ہے اور نباتات کا ظہور اُس سے وابستہ ہے۔ اسرافیل [علیہ السلام] فلک چہارم کی روح ہے اور حیوانات اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق ہیں۔ عزرائیل [علیہ السلام] فلک ہفتم کی روح ہے اور اس کا تعلق ارواحِ انسانی کے ساتھ ہے۔ وہ یا تو خود اُن کے ارواح قبض کرتا ہے یا اُن اعوان وانصار کے ذریعے جو اس کے ساتھ مقرر کیے گئے ہیں اور انہیں قبض کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حوالے کیے جاتے ہیں۔''

۲: لکھتے ہیں: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا : الصدر الذي هو حرم القلب. بَلَدًا اٰمِنًا: من استيلاء صفات النفس واغتيال العدو اللعين، وتخطف جن القُوى البدنية أهله. وَارْزُقْ اَهْلَهٗ: من ثمرات معارف الروح أو حكمه وأنواره، مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ منهم وعلم المعاد. [تفسیر ابن عربی ۱: ۵۳، بذیل تفسیر سورۃ البقرۃ ۲: ۱۲۶]

''جب ابراہیم نے کہا: اے رب! اس سینے کو جو دل کا حرم ہے امن والا شہر بنا دے کہ اس پر نفسانی خواہشات کا غلبہ نہ ہو۔ لعین دشمن اس پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ قُوائے بدنیہ کا جنّ اس پر غالب نہ آ سکے۔ اس کے رہنے والوں کو روحانی معارف وانوار کے پھل عطا کر اُن میں سے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو اور آخرت کا یقین رکھتا ہو۔''

۳: لکھتے ہیں: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا: الخلقَ، بَاطِلًا أي: شيئاً غيرك، فإنّ غير الحق هو الباطل، بل جعلته أسماءَ كَ ومَظاهر صفاتك، سُبْحٰنَكَ: نُنَزِّهُكَ أن يوجد غيرك.

[تفسیر ابن عربی ۱: ۱۴۴، بذیل تفسیر سورۃ آل عمران ۳: ۱۹۲]

''اے رب! تو نے اپنے سوا کوئی چیز ہی پیدا نہیں کی اس لیے کہ تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب باطل ہے۔ دنیا کی سب چیزیں تیرے ہی اَسماء اور تیری ہی صفات کے مَظاہر ہیں۔ ہم تجھے اس بات سے پاک سمجھتے ہیں کہ تیرے سوا بھی کچھ موجود ہو۔''

۴: لکھتے ہیں: نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ: بإظهاركم بوجودنا وظهورنا في صوركم.

[تفسیر ابن عربی ۲: ۳۱۴، بذیل تفسیر سورۃ الواقعۃ ۵۶: ۵۷]

''ہم نے تم کو پیدا کیا یعنی اپنے وجود کے ساتھ تم کو ظاہر کیا اور تمہاری صورتوں میں ہمارا صدور ہوا۔''

۵: لکھتے ہیں: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ: الذي هو أنت، أي: إعرف نفسك واذكرها ولا تنساها

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فينساك الله ' واجتهد لتحصيل كمالها بعد معرفة حقيقتها. وَ تَبَتَّلْ: و انقطع إلى الله بالإعراض عما سواه انقطاعاً تاماً معتداً به. رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ' أي:الذي ظهر عليك نوره فطلع من أفق وجودك بإيجادك' والمغرب الذي اختفى بوجودك وغرب نوره فيك. [تفسیرابن عربی۲:۳۸۲' بذیل تفسیر سورۃ المزمل ۷۳:۸-۹]

''اپنے رب کے نام کا ذکر کرو' جوتو خود ہی ہے' یعنی اپنے آپ کو پہچان۔ اسے یاد رکھ اور فراموش نہ کر' ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے بھلا دے گا۔ نفس کی حقیقت معلوم کر کے اس کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کر۔ تجھ پر اُسی [اللہ تعالیٰ] کا پرتو پڑا ہے اور وہ تیرے وجود کے اُفق سے طلوع ہوا ہے۔ وہ تیرے وجود میں چھپ گیا ہے اور اس کا نور تجھ میں آ کر غروب ہو گیا ہے۔''

ڈاکٹر محمد حسین ذہبی (۱) لکھتے ہیں: هذه بعضُ النَّماذِجِ التي تكشفُ لك عن روح هذا التفسير' ولو أنَّك تَصَفَّحْتَ هذاالكتاب لوجدته يقوم في الغالب على مذهب صاحبه في وحدة الوجود' و لعل هذا هو السِّرُّ الذي مِن أجله نسب الكتاب لابن عربي' فإن ابن عربي يقولُ بوحدة الوجود' و يبني كثيراً من تفسيره لبعض الآيات على هذا المذهب' فلاتحاد المذاهبِ و تَشابُهِ التفسير وقعَ الالتباسُ' فنُسِبَ التفسيرلابن عربي' أو قُصِدَتِ النسبةُ ليروج الكتاب كماقلنا. [التفسيروالمفسرون۲:۲۷۶]

''یہ نمونہ ہائے تفسیر اس کتاب کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کتاب کی ورق گردانی سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ تفسیر ابن عربی کے وحدۃ الوجود (۲) کی آئینہ دار ہے۔ غالباً کتاب کو ابن عربی کی جانب منسوب کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ابن عربی وحدۃ الوجود کے قائل تھے اور

---

(۱) علماءِ ازہر میں سے تھے۔ مفسر اور وزیر اوقاف تھے۔ ۱۳۹۷ھ = ۱۹۷۷ء کو شہادت پائی۔
[تکملہ معجم المؤلفین:۴۹۷' معجم المؤلفین المعاصرین۲:۵۷۸]

(۲) وحدۃُ الوجود: تصوف کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں اور جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے وہ سب ذاتِ الٰہیہ کے مظہر ہیں۔
اس عقیدہ کے ردِ عمل میں کچھ لوگ وحدۃُ الشہود کے قائل ہوئے۔ اس نظریے کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کی چیزیں موجود ہیں لیکن ان کے اندر اللہ تعالیٰ ہی کی صفات پائی جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی آیات کی تفسیر اسی نظریہ کی روشنی میں کرتے تھے۔اب دو صورتیں ممکن ہیں۔ایک یہ کہ اتحادِ نظریات کی بناء پر اِلتباس پیدا ہوا اور اس تفسیر کو ابن عربی کی جانب منسوب کر دیا گیا۔دوسری صورت یہ ہے کہ کتاب کو مقبول بنانے کے لیے جھوٹ موٹ اس کی نسبت ابن عربی کی طرف کر دی گئی اور اس طرح جس شخص نے اس کا اِرتکاب کیا تھا اس کا پردہ فاش نہ ہو سکا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ابن عربی کے نظریات بھی یہی تھے۔''

—ابن عربی کا اپنا کلام بھی کچھ ایسا ہی ہے—

شیخ ابن عربی کا اپنا کلام بھی اس قسم کی چیزوں سے پاک نہیں' چنانچہ لکھتے ہیں:

—اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۞ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِهِمۡ وَعَلٰی اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۞ [سورۃ البقرۃ ۲: ۶-۷] کے تحت لکھتے ہیں: یامحمد! اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا: ستَرُوا محبتهم فِيَّ عنهم فسَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ بوعيدك الذي أرسَلْتُك به اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بكلامك فإنهم لايعقلون غيري' وأنتَ تُنذرهم بخلقي وهم ماعقلوهُ ولاشاهَدوهُ' وكيف يؤمنون بك و قد خَتَمْتُ على قلوبهم فلم أجعل فيها مُتَّسَعاً لغيري' وعلى سمعهم فلايسمعون كلاماً في العالم إلّا مني' وعلى أبصارهم غشاوة من بَهَائِي عندمشاهدتي فلايبصرون سوايَ' وَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ عندي أردُّهُم بعد هذاالمشهَد السني إلى إنذارك.

[الفتوحات المکیۃ ۱: ۱۸۷]

''اے محمد [ﷺ]! کفر کرنے والوں کو چھوڑیے' انہوں نے اپنی محبت کو میرے اندر چھپا رکھا ہے۔ برابر ہے کہ آپ ان کو اس وعید کے ساتھ ڈرائیں جو دے کر ہم نے آپ کو بھیجا ہے' یا نہ ڈرائیں' وہ ایمان نہیں لائیں گے' اس لیے کہ میرے سوا وہ کسی چیز کا شعور ہی نہیں رکھتے۔وہ آپ پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں جب کہ میں نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور اپنے سوا کسی اور کے لیے گنجائش ہی باقی نہیں چھوڑی اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے وہ میرے سوا کسی کی بات سن ہی نہیں سکتے' اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے چنانچہ وہ میرے بغیر اور کسی کو دیکھتے ہی نہیں اور اُن کے لیے میرے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذابِ عظیم ہے کہ اس بڑی مشہد سے انہیں آپ کی اِنذار کی طرف لوٹا دوں گا۔''

کون باہوش مسلمان کہہ سکتا ہے کہ یہ اشاری تفسیر ہے؟ یہ تو کلام الٰہی کی خالص تحریف ہے، جس کی بنیاد کسی عربی یا شرعی قاعدہ اور قانون پر نہیں۔

۲:۔ قرآن مجید میں ہے: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ. [سورۃ البقرۃ ۲:۱۶۳]

''اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔''

شیخ ابن عربی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: أنَّ الله تعالى خاطَبَ في هذه الآية المسلمين و الذين عبدوا غير الله قربةً إلى الله فما عبدوا إلاَّ الله...... والإله الذي يطلب اليه بعبادة هذا الذي أشرك به لواحدٌ...... كأنكم ما اختلفتم في أحديته فقال : وَاِلٰهُكُمْ فجمعنا و إياهم اِلٰهٌ وَّاحِدٌ. [الفتوحات المکیۃ ۸:۱۵۰]

''اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اہل اسلام اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو مخاطب کیا ہے چونکہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کے پیش نظر بھی اللہ تعالیٰ ہی کا تقرب ہوتا ہے اس لیے گویا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ جب اُنہوں نے بذاتِ خود اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم غیر اللہ کی عبادت تقرب الٰہی کے حصول کے لیے کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اِلٰہ اور مشرک کا اِلٰہ جس کے توسط سے وہ اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے ایک ہی ہوئے۔''

۳:۔ قرآن مجید میں ہے: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ. [سورۃ فاطر ۳۵:۱۵]

''لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی [ہر لحاظ سے] غنی ہے۔''

شیخ ابن عربی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: و معلومٌ أنَّ لنا افتقاراً من بعضنا لبعضنا، فأسماؤنا أسماء الله تعالى، إذ إليه الإفتقار بلاشكٍ، و أعياننا في نفس الأمر ظله، لا غيره، فهو هويتنا، لا هويتنا. [فصوص الحکم:۶۵]

''یہ بات ظاہر ہے کہ ہم لوگوں میں بعض کو بعض کی حاجت ہے اس لیے ہمارے اسماء اللہ تعالیٰ ہی کے اسماء ہیں اس لیے کہ صرف ان ہی کو صرف احتیاج و افتقار ہے اور ہماری ذاتیں نفس الامر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس [اللہ] ہی کے پرتو ہیں‘ اُس سے غیر نہیں ہیں‘ پس وہ [حق تعالیٰ] ہماری عین ذات بھی ہے اور عین ذات بھی نہیں۔“

۴- قرآن مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے:

وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ. [سورۃ النساء ۴:۱۷۱]

”اور اُس کا کلمہ ہیں جس کو اُس نے مریم کی طرف اِلقاء فرمایا اور اُس کی جانب سے ایک روح ہیں۔“

اس آیت کو نقل کر کے شیخ ابن عربی لکھتے ہیں: فسَرَتِ الشهوةُ في مريم‘ فخُلِقَ جسمُ عيسى من ماء محقق من مريم ومن ماء متوهم من جبريل‘ سرى في رطوبة ذلك النفخ لأن النفخ من الجسم الحيواني رطبٌ لما فيه من ركن الماء‘ فتكوّنَ جسم عيسى من ماءٍ متوهَّمٍ وماءٍ مُحَقَّقٍ‘ وخرج على صورة البشر من أجل أمه‘ ومن أجل تمثُّلِ جبريل في صورة البشر حتى لا يقع التكوين في هذا النوع الإنساني إلا على الحكم المعتاد.

[فصوص الحکم: ۱۰۰]

”خواہش فرزند سیدہ مریم علیہا السلام میں سرایت کر گئی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدنا جبریل علیہ السلام کے خیالی اور وہمی پانی سے پیدا ہوئے۔ نفخ میں ایک قسم کی رطوبت ہوتی ہی ہے کیوں کہ جسم حیوانی کی نفخ اور پھونک میں اجزائے مائیہ ہوتے ہی ہیں۔ بہر حال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا جسم ماءِ متوہم و خیالی اور ماءِ محقق دونوں سے پیدا ہوا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بشری صورت میں اس لیے نمودار ہوئے کہ اُن کی ماں بشر تھیں اور سیدنا جبریل علیہ السلام کا تمثل بھی صورتِ بشری تھا تاکہ خلق و تکوین نوع انسانی کی حسبِ عادت جاری ہو۔“

۵- قرآن مجید میں سیدنا ہارون علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے: اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ. [سورۃ طہٰ ۲۰:۹۴]

”مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا تم یہ کہو کہ میں نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہ کیا۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابن عربی لکھتے ہیں: كان موسى أعلمَ بالأمر من هارون‘لأنه علم ماعبده أصحاب العجل‘لعلمه بأن الله قد قضى ألَّا يُعبَدَ إلَّا إياه‘وما حكم الله بشيءٍ إلَّا وقع‘فكان عتب موسى أخاه هارون لِمَا وقع الأمر في انكاره وعدم اتساعه‘فإن العارف مَن يرى الحق في كل شيء‘بل يراه عين كل شيء‘فكان موسى يُرَبِّي هارون تربية علم وإن كان أصغر منه في السن. [فصوص الحکم:۱۵۵-۱۵۶]

''سیدنا موسیٰ علیہ السلام بہ نسبت سیدنا ہارون علیہ السلام کے حقیقت نفس الامری سے زیادہ واقف تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ گوسالہ پرستوں نے حقیقت میں کس کی پرستش کی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکمِ ازلی ہے کہ تم اُس [اللہ تعالیٰ] کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ جس چیز کا حکم دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ لہٰذا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عتاب اپنے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام پر اس لیے تھا کہ انہوں نے گوسالہ پرستی پر نکیر کی تھی اور اُن کے دل میں اتنی وسعت بھی نہ تھی جتنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دل میں تھی کیوں کہ عارف کامل تو وہ ہے جو ہر شے میں حق تعالیٰ کو دیکھے بلکہ اس کو ہر شے کا عین دیکھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سیدنا ہارون علیہ السلام کی علمی تربیت فرما رہے تھے اگرچہ عمر میں اُن سے چھوٹے تھے۔''

۶- قرآن مجید میں سیدنا ادریس علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے:

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔ [سورۃ مریم ۱۹:۵۷]

''اور ہم نے اسے بلند رُتبہ پر پہنچا دیا۔''

اس آیت کے بارے میں شیخ ابن عربی لکھتے ہیں: وعليُّ الأمكنة: المكانُ الذي تدور عليه رحى عالم الأفلاك وهو فلك الشمس‘ و فيه مقام روحانية إدريس علیہ السلام و تحته سبعة أفلاك...... وأمّا علو المكانة فهو لنا أعني: المحمديين‘قال الله تعالى: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ في هذا العلو. [فصوص الحکم:۳۳]

''بلند ترین جگہ وہ ہے جس پر عالمِ افلاک کی چکی گھومتی ہے اور وہ فلکِ شمس ہے۔ وہاں سیدنا ادریس علیہ السلام کی روح مقیم ہے۔ سات آسمان اس کے نیچے ہیں [چودہ افلاک کی تفصیلات بیان کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد لکھتے ہیں کہ]سب سے بلند مرتبہ امت محمدیہ کا ہے جس کی شان میں ''وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ [سورۃ محمد ۴۷:۳۵]'' وارد ہوا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کا رتبہ سیدنا ادریس علیہ السلام سے بھی بڑھ کر ہے جو بداہۃً غلط ہے۔

ارشاد ربانی ہے: لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ. [سورۃ الشعراء ۲۶:۲۹]

''اگر تو میرے سوا کسی اور کو معبود بنائے گا تو میں تجھ کو قید کر دوں گا۔''

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: والسين في السجن من حروف الزوائد' أي: لأسترنك فإنك أجبتَ بما أيّدتّني به أن أقول لك مثل هذا القول' فإن قلتَ لي: فقد جهلتَ يافرعون بوعيدك إيايَ' والعين واحدة فكيف فرقت؟. [فصوص الحکم: ۱۷۲]

''سجن میں سین حروف زائد سے ہے(۱) یعنی میں تجھ کو چھپا دوں گا کیوں کہ تو نے وہ بات کی ہے جس سے میری تائید ہوتی ہے کہ میں تجھ سے یہ بات کہوں! اگر تو زبانِ توحید سے مجھ سے کہے: او فرعون! تو بڑا نادان ہے۔ ایک ہی ذات کے جلوے بھی سمجھتا ہے اور پھر مجھے ڈراتا دھمکاتا بھی ہے۔ توحید اور پھر تفریق کیسی؟''

۷: شیخ ابن عربی نے فرعون کے بارے میں لکھا ہے کہ: لم يتيقّن فرعون بالهلاك إذ آمَنَ' بخلاف المحتضر حتى لايلحق به' فآمن بالذي آمنت به بنو إسرائيل على التيقن بالنجاة' فكان كما تيَقّنَ' لكن على غير الصورة التي أرادَ' فنجاهُ اللّٰهُ من عذاب الآخرةِ في نفسه' ونَجّى بدنه كماقال: فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً [سورۃ یونس ۱۰:۹۲] لأنه لوغابَ بصورته ربماقال قومه: احتجبَ' فظهر بالصورة المعهودة ميتاً لِيُعلَمَ أنه هو' فقد عمته النجاة حِسّاً ومعنىً' ومن حَقّت عليه كلمة العذاب الأخروي لايؤمِنُ ولو جاء ته كل آيةٍ حتى يروا العذاب الأليم' أي: يذوقوا العذاب الأخروي' فخرج فرعون من هذا الصنف' هذا هو الظاهر الذي ورد به القرآن. [فصوص الحکم: ۱۷۴-۱۷۵]

---

(۱) سین کے جانے کے بعد ''جنٌ'' رہ گیا جب کہ علماءِ ادب کے نزدیک ''سین'' زاید نہیں بلکہ ''فا'' کلمہ زاید ہوتا ہے۔ ''جنٌ'' کا مادہ ''جنن'' ہے نہ کہ ''سجن''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''فرعون کو اپنے مرنے کا یقین نہ تھا جب کہ وہ ایمان لایا بخلاف قریب الموت شخص کے، اس لیے فرعون کو قریب الموت پر قیاس نہ کیا جائے گا لہٰذا فرعون اُس رب پر ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے تھے۔ اس کو نجات کا یقین تھا اور اسے نجات مل بھی گئی مگر جس طرح فرعون چاہتا تھا اس طرح نجات اسے نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو عذابِ آخرت سے نجات دی اور اس کے بدن کو ڈوبنے سے بچایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''آج ہم تیرے بدن کو غرق سے بچا لیں گے تا کہ تو پیچھے والوں کے لیے عبرت کی نشانی ہو۔'' اگر وہ اپنے بدن کے ساتھ غائب ہو جاتا تو شاید لوگ کہتے کہ فرعون کہیں چھپ گیا ہے لہٰذا اپنی معہود و معلوم صورت کے ساتھ مردہ ظاہر ہوا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہی فرعون ہے۔ فرعون کو ظاہراً و باطناً نجات حاصل ہوئی اور جس پر عذاب آخرت ثابت ہو جاتا ہے وہ ایمان نہیں لاتا اگر چہ اُس کے پاس ہر قسم کی نشانی آ جائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لے۔ فرعون اس صنف سے نکل گیا۔ قرآن مجید کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔''

یہ ہے شیخ ابن عربی کی تفسیر اشاری، جو صحیح معنوں میں تحریف قرآن مجید اور خالص باطنیت ہے۔

آیئے میں آپ کو بتادوں کہ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً [سورۂ یونس ۱۰:۹۲] کا مطلب کیا ہے؟ امام قرطبی لکھتے ہیں: ﴿ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ ﴾ أي: نُلقيك على نجوةٍ مِن الأرض. و ذلك أنّ بني إسرائيل لم يُصَدِّقُوا أنّ فرعون غَرِقَ، وقالوا: هو أعظَمُ شأناً مِن ذلك، فألقاهُ اللّٰه على نَجْوَةٍ من الأرضِ، أي: مكانٍ مرتفعٍ من البحر حتى شاهدوه.

[تفسیر القرطبی ۸: ۳۲۷]

''﴿ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ ﴾: یعنی آج ہم تمہیں ایک ٹیلہ [اونچی جگہ] پر پھینک دیتے ہیں اور یہ اس لیے کہ بنی اسرائیل یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھے کہ فرعون غرق ہو گیا ہوگا بلکہ وہ اسے اُس کی شان سے بعید سمجھتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُسے زمین میں ایک اونچی جگہ پر پھینک دیا تا کہ بنی اسرائیل اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھ سکیں [اور یہ تسلیم کریں کہ وہ بھی غرق ہو گیا ہے]۔''

فرعون کے نجات یا بالفاظ دیگر اُس کے مؤمن ہونے کے بارے میں خود شیخ ابن عربی کی عبارتیں متضاد ہیں چنانچہ وہ اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: وهؤلاء المجرمون أربع طوائف، كُلُّهَا في النار، لا يخرجون منها وهم المتكبرون على اللّٰه كفرعون وأمثاله ممن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادَّعَی الربوبیة لنفسه و نفاها عن اللّٰه......و المشرکون' و المعطلة و المنافقون.

[الفتوحات المکیة ۲:۵۲' باب ۶۲: في مراتب أهل النار]

''وہ مجرم جو جہنم میں جائیں گے اور کبھی اُس سے نہیں نکلیں گے، چار قسم کے ہیں: وہ متکبر جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے ربوبیت کی نفی کی اور خود اس کا دعویٰ کر بیٹھے' جیسے فرعون اور نمرود وغیرہ۔ مشرکین' معطلہ، جو سرے سے اِلٰہ کے قائل نہیں اور [عقیدہ کے] منافق۔''

شیخ ابن عربی کی اسی عبارت کے پیشِ نظر امام شعرانی: عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی [وفات: ۹۷۳ھ] نے لکھا ہے کہ: و مِن دعوَی المنکر أنَّ الشیخ یقول بقبول إیمان فرعون' و ذلك کذبٌ و افتراءٌ علی الشیخ' فقد صَرَّحَ الشیخ في الباب الثاني و الستین من الفتوحات بأنَّ فرعون من أهل النار الذین لا یخرجون منها أبد الآبدین' و الفتوحات من آخر مؤلفاته فإنه فرغ منها قبل موته بنحو ثلاث سنین......و دلیلُ جمهور السلف و الخلف علی کفره أنه آمن عند الیأس' و إیمان أهل الیأسِ لا یُقبل. [الیواقیت والجواہر ا:۳۳]

''شیخ ابن عربی پر اعتراض کرنے والوں نے اُن پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ انہوں نے فرعون کی ایمان کی صحت کا قول کیا ہے' حالانکہ یہ شیخ پر افترا اور جھوٹ ہے اس لیے کہ شیخ نے الفتوحات المکیۃ کے باب باسٹھ میں لکھا ہے کہ فرعون اُن جہنمیوں میں سے ہے جو کبھی بھی جہنم سے نہیں نکلیں گے اور ابدالآباد تک وہیں ہوں گے۔ الفتوحات المکیۃ اُن کی آخری تصانیف میں سے ہے جس کی تألیف کے تین سال بعد انہوں نے وفات پائی۔......جمہور سلف اور خلف کا قول یہ ہے کہ فرعون کافر ہو کر مرا تھا اس لیے کہ اُس نے زندگی سے مایوس اور نا امید ہو کر ایمان کا اِظہار کیا تھا حالانکہ اُس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا[1]۔''

---

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی نے یہاں اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ''اور بعض اکابر سے جو فرعون کے ایمان کی صحت منقول ہے وہ کسی شخص نے اُن کی تصنیف میں اِلحاق کر دیا ہے چنانچہ الیواقیت والجواہر میں اس کی تفصیل موجود ہے۔'' [بیان القرآن ۲:۱۹۸]

اور مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: ''حیرت ہے کہ قرآن کی ان تصریحات کے باوجود بھی بعض صوفیا غیر محققین کو فرعون کی نجات اور صحتِ ایمان پر اصرار ہے۔'' [تفسیر عبدالماجد دریابادی ۳:۴۵۳' حاشیہ: ۱۳۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر ہیثمی نے شیخ ابن عربی سے اس سلسلے منسوب عبارات اور اُن کے استدلالات لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ: **قلتُ**:ليس هذاالكلام مقرّراً وإن كُنّا نعتقدُ جلالة قائله فإنّ العصمةَ ليست إلّا للأنبياء ولقد قال مالكٌ رحمه الله وغيره:ما من أحدٍ إلّا مأخوذٌ من قوله و مردودٌ عليه إلّا صاحب هذاالقبر يعني:النبي ﷺ على أنّهٗ قد نقل عن بعض كتب ذلك الإمام أنه صَرَّحَ فيها بأنّ فرعون مع هامان وقارون في النار و إذا اختُلِف كلام إمام فيؤخذ منه بما يُوافقُ الأدلّةَ الظاهرة ويعرض عما خَالَفَها. [الزواجر عن اقتراف الکبائر ۱:۵۲]

''میں [حافظ ہیثمی] کہتا ہوں: یہ درست کلام نہیں اگر چہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ یہ ایک جلیل القدر اور اونچے پائے کے عالم کا قول ہے اس لیے کہ عصمۃ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے لیے ہے اور امام مالک بن انس کا اِرشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ باقی لوگوں کے بعض اقوال پر عمل کیا جائے گا اور بعض کو چھوڑا جائے گا نیز یہ بھی ہے کہ شیخ ابن عربی نے اپنی دوسری کتاب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ فرعون دوسرے کفار مثلاً قارون اور ہامان کے ساتھ جہنم میں ہوگا اور قاعدہ ہے کہ جب کسی امام کی دو باتیں آپس میں متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں تو اُن میں سے وہی بات قابل قبول ہوگی جو ظاہری نصوص کے مطابق ہے اور جو بات نصوص کے خلاف ہو وہ مردود ہوگی۔''

حافظ ابن حجر نے الزواجر عن اقتراف الکبائر ۱:۵۱ میں فرعون کے کافر ہونے پر مسلمانوں کے اِجماع کا قول نقل کیا ہے اور الفتاویٰ الحدیثیۃ: ۳۸۰، ۳۸۳ میں لکھا ہے کہ فرعون کافر ہو کر مرا اور اس سلسلے میں احادیث بھی نقل کی ہیں۔

علامہ خفاجی نے لکھا ہے کہ: وأمّا ماوقع في الفصوص مِن صحةِ إيمانه وأنّ قوله:اٰمَنْتُ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ : إيمان بموسى عليه السلام فمخالفٌ للنصِّ و الإجماع وإن ذهب إلى ظاهره الجلال الدواني رحمه الله وله رسالةٌ فيه طالعتُها وكنتُ أتعجّبُ منها حتى رأيتُ في تاريخ حلب للفاضل الحلبي : أنّها ليست له و إنما هي لرجلٍ يسمي محمد بن هلال النحوي وقد ردَّها القزويني ، و شَنَّعَ عليه وقال:إنما مثاله مثال رجل خامل الذِّكْرِ لما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدم مكة بَالَ في زمزم ليشتهر بين الناس' كما في المثل: خالِفْ تُعْرَفْ.

[حاشية الشهاب المسماة عناية القاضي وكفاية الراضي على تفسير البيضاوي ۵: ۵۷' روح المعانی ۱۱: ۲۸۷]

''فصوص الحکم میں فرعون کے ایمان کا جو قول لکھا گیا ہے کہ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ سے مراد یہ ہے کہ اُس کا ایمان درست تھا سو یہ قول نص اور اجماع کے خلاف ہے اگرچہ جلال الدین دوانی (۱) نے اُن کی اتباع کرتے ہوئے اس موضوع سے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے جس کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اسے پڑھا تو بڑی حیرانگی ہوئی' یہاں تک کہ میں نے فاضل حلبی کی ''تاریخ حلب'' میں یہ بات پڑھی کہ یہ رسالہ محقق دوانی کا نہیں بلکہ کسی اور شخص کا ہے جس کا نام محمد بن ہلال نحوی ہے۔ امام قزوینی نے بہت سخت الفاظ میں اس کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ اس شخص کی مثال اُس غیر معروف شخص کی طرح ہے جو مکہ مکرمہ آیا تو زمزم میں اس خیال سے پیشاب کر ڈالا کہ اسے شہرت حاصل ہو (۲)۔ اور عربی ضرب المثل ہے کہ ''اختلاف کرو تاکہ پہچانے جاؤ۔''

محقق دوانی کی طرف منسوب یہ مختصر رسالہ چودہ صفحات پر ''ایمان فرعون'' کے نام سے چھپ گیا ہے جس کی تردید ملا علی قاری نے ''فِرُّ العون مِن مُدّعي إيمانِ فرعون'' کے نام سے کر دی ہے جو نہایت مفید معلومات پر مشتمل ہے اور پڑھنے کی چیز ہے۔

بفضل الله تعالى ومنّه وكرمه آج ۲ شوال ۱۴۳۶ھ = ۱۸ جولائی ۲۰۱۵ء کو کتاب کی نظر ثانی کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے، میرے والدین، دوست واحباب اور معاونین کے لیے اجر آخرت کا ذریعہ بنائے۔

وأنا العبد الضّعيف النّحيف

الدكتور سراج الإسلام حَنيف

تَغَمّدَهُ اللهُ برَحْمَتِهِ ورِضْوانِهِ

---

(۱) محمد بن اسعد الصدیق الدوانی' جلال الدین' قاضی' باحث اور فلسفی تھے۔ گازرون کے دوان نامی گاؤں میں ۸۳۰ھ = ۱۴۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ شیراز میں رہائش اختیار کی۔ فارس میں قاضی رہے ہیں اور فارس ہی میں ۹۱۸ھ = ۱۵۱۲ء کو وفات پائی۔ [البدر الطالع ۲: ۱۳۰' الاعلام ۶: ۳۲]

(۲) اردو میں کہتے ہیں: بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی فہارس

ترتیب

خواہرزادہ محمد قاسم حفظہُ اللہ ورعاہُ
ایم۔فل [علوم اسلامیہ،حدیث]

– فہرسِ آیات: ٦٦٠
– فہرسِ اَحادیث وآثار: ٦٦٥
– فہرسِ اَعلام: ٦٦٩
– فہرسِ رُواۃ: ٦٧٣
– فہرسِ مصطلحات واَماکن: ٦٧٧
– فہرسِ اَشعار: ٦٧٨
– فہرسِ مصادر ومراجع: ٦٧٩

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرسِ آیات

[چونکہ اس کتاب میں آیات کی تعداد نہایت زیادہ ہے اس لیے اگر اُن کے الفاظ فہرس میں لکھ دیے جائیں تو کتاب کی ضخامت ناقابلِ برداشت حد تک بڑھ جائے گی اس لیے آیات درج نہیں کی گئیں اور فہرس اس طرح تیار کی گئی کہ اَعداد کے اوپر لکیر لگا دیا گیا ہے جو آیات کے نمبر ہیں۔]

۱:سورۃ الفاتحہ ـــ ۳:۱۸۲؛۳۶۹؛ ۶:۱۰۰؛۳۱۱؛۴۲۲؛ ۷:۳۱۱؛۳۶۷؛۴۴۶

۲:سورۃ البقرۃ ـــ ۱-۲:۶۳۶؛ ۲:۲۲۹؛۲۶۰؛ ۳:۶۲۱؛ ۴:۱۷۷؛ ۵:۲۶۰؛ ۶-۷:۶۵۰؛ ۷:۳۶۵؛ ۸:۵۲۱؛ ۵۲۲؛۵۲۳؛۵۹۸؛ ۱۵:۴۱۲؛ ۱۶:۲۳۳؛۲۳۴؛ ۲۲:۲۶۳؛۳۴۳؛ ۲۴:۴۸۲؛۵۱۱؛ ۲۵:۵۲۵؛۵۹۶؛ ۲۶: ۲۵۳؛ ۲۷:۲۰۴؛ ۳۳:۴۹۸؛ ۳۴:۳۱۲؛ ۳۵:۲۲۶؛۲۶۰؛۳۴۳؛۵۵۳؛۴۸۲؛۵۵۴؛ ۳۶:۲۰۶؛۳۷۱؛ ۳۷:۳۱۲؛۴۴۴؛ ۴۰:۳۱۳؛ ۴۲:۲۱۵؛ ۴۳:۲۷۵؛ ۴۶:۲۴۰؛۲۴۱؛ ۴۸:۵۲۳؛ ۵۰:۳۱۴؛ ۵۲:۲۰۴؛ ۵۴: ۲۰۸؛۵۵۳؛ ۵۵:۵۲۴؛ ۵۷:۲۳۷؛ ۵۸:۸۸؛۱۷۹؛۴۴۷؛ ۶۱:۱۱۷؛ ۲۱۳:۳۸۲؛۲۱۵؛ ۶۳:۱۰۷؛ ۶۵: ۲۹۶؛۴۴۵؛ ۶۷:۱۹۳؛۴۴۸؛۶۱۲؛ ۷۳:۵۵۵؛ ۷۵:۲۵۹؛ ۷۷:۲۳۲؛ ۸۰:۴۸۲؛ ۸۱:۵۲۴؛ ۸۵:۲۰۵؛ ۸۷:۶۴۷؛ ۹۰:۲۳۴؛ ۳۶۷؛ ۹۸:۱۴۳؛ ۱۰۱:۲۶۵؛ ۱۰۲:۱۴۸؛۱۷۷؛۳۷۲؛۵۹۷؛ ۱۰۴:۷۷؛ ۱۱۱:۶۲؛ ۱۱۴:۳۸۳؛ ۱۱۶:۴۴۷؛ ۱۱۷:۲۵۸؛ ۱۲۴:۵۰۱؛۵۲۵؛۵۵۵؛ ۱۲۵:۴۲۱؛ ۱۲۶:۶۴۸؛ ۱۳۳:۳۵؛۱۷۸؛ ۱۳۵: ۱۵۳؛ ۱۴۴:۹۹؛۲۱۵؛ ۱۶۱:۳۸۲؛ ۱۶۳:۶۵۱؛ ۱۷۰:۱۷۸؛ ۱۸۴:۳۲۴؛۴۲۴؛ ۱۸۵:۱۰۰؛۴۲۴؛۶۱۴؛۶۲۲؛ ۱۸۶:۳۸۵؛ ۱۸۷:۳۸۳؛۴۱۰؛۵۹۷؛ ۱۸۸:۲۶۰؛ ۱۸۹:۱۷۹؛۲۷۶؛ ۱۹۰:۲۲۸؛ ۲۰۰:۲۵۸؛ ۲۰۶:۴۰۶؛ ۲۰۷:۲۳۳؛۲۳۴؛ ۲۱۳:۳۸۲؛ ۲۱۶:۲۴۵؛۲۴۶؛ ۲۱۸:۲۲۲؛ ۲۲۲:۲۰۸؛ ۲۲۴:۴۳۹؛ ۲۲۸:۲۵۷؛ ۲۳۰: ۲۴۰؛۲۴۱؛ ۲۳۲:۵۹۷؛ ۲۳۴:۵۹۰؛ ۲۳۷:۲۶۴؛ ۲۳۸:۳۶۳؛ ۲۴۷:۱۰۵؛ ۲۴۸:۵۵۶؛ ۲۴۹-۲۵۰: ۴۷؛ ۲۵۵:۱۲۷؛۲۰۷؛۲۴۹؛۵۴۹؛۵۷۲؛۵۸۳؛ ۲۵۶:۱۸۲؛ ۲۵۹:۲۰۲؛ ۲۶۰:۱۰۱؛۲۳۵؛۳۴۸؛ ۲۷۵: ۵۱۳؛ ۲۸۶:۲۶۲

۳:سورۃ آل عمران ـــ ۲:۱۲۷؛ ۷:۲۷۰؛۳۹۸؛ ۸:۱۹۴؛ ۱۸:۱۲۱؛۵۸۷؛ ۱۹:۱۸۲؛ ۳۴:۲۰۶؛ ۳۶:۵۱۴؛ ۳۷:۱۳۴؛ ۴۱:۸۲؛ ۴۹:۱۹۷؛۴۲۲؛ ۵۱:۳۱۱؛ ۶۴:۴۶۰؛ ۷۵:۷۶؛۱۲۶؛۲۲۸؛ ۷۹:۷۷؛ ۸۱:۵۵؛ ۸۳: ۱۸۳؛ ۸۵:۱۸۳؛ ۹۶:۳۱۶؛ ۱۰۲:۴۰۶؛ ۱۰۵:۵۸۸؛ ۱۲۱:۴۰۸؛ ۱۳۲:۵۲۷؛ ۱۴۶:۸۰؛ ۱۵۴:۲۰۰؛۴۶۱؛ ۱۵۶:۱۹۵؛ ۱۶۹:۴۰۶؛ ۱۸۷:۲۶۵؛ ۱۹۲:۶۴۸؛ ۱۹۳:۱۲۸

۴:سورۃ النساء ـــ ۲:۷۳؛۲۵۹؛ ۳:۳۶۸؛ ۱۷۱:۶۵۲؛ ۱۱:۳۷۸؛۵۹۲؛ ۲۳:۶۰۹؛ ۳۵:۶۱۱؛ ۴۲:۱۹۴؛ ۴۳: ۲۳۶؛۳۶۲؛۳۷۸؛ ۴۶:۷۷؛ ۴۸:۵۸۵؛ ۵۱:۱۰۴؛۵۹؛۲۷۱؛ ۶۴:۵۰۲؛ ۶۶:۶۴۰؛ ۶۹:۳۱۱؛ ۷۸:۶۳۵ ۸۲:۵۲۸؛ ۹۲:۲۵۹؛ ۹۳:۵۸۴؛ ۱۰۰:۲۵۹؛ ۱۰۱:۶۲۳؛ ۱۰۳:۲۵۹؛ ۱۱۷:۲۰۰؛ ۱۲۸:۲۱۹؛ ۱۶۴:۵۷۱

۵:سورۃ المائدۃ ـــ ۱:۳۱۵؛۳۶۷؛۴۴۵؛ ۳:۳۱۵؛۴۴۵؛ ۶:۴۹۵؛۶۱۰؛۶۱۱؛۶۱۲؛۶۱۳؛ ۹:۲۶۷؛ ۱۳:۱۱۹؛

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰:۱۹۴؛ ۲۳:۱۰۹؛ ۳۲:۱۲۲؛ ۲۵۴؛ ۳۳:۷۷؛ ۵۵:۳۳۱؛ ۲۶۶؛ ۶۳:۷۷؛ ۶۷:۳۶۷؛ ۷۱:۲۱۱؛
۷۷:۳۶۷؛ ۸۲: ۱۲۳؛ ۴۹۹؛ ۸۵:۵۲۲؛ ۱۰۵:۳۸۴؛ ۱۱۶:۱۹۳؛

۶:سورۃ الانعام- ۱:۳۳۵؛ ۷:۱۲۰؛ ۴۴:۱۸۰؛ ۶۰:۳۳۵؛ ۷۴:۳۶؛ ۱۷۷؛ ۳۸۳؛ ۸۵:۱۳۰؛ ۹۱:۱۳۰؛
۹۴:۲۰۷؛ ۹۹:۲۰۹؛ ۲۰۰؛ ۱۰۳:۲۰۰؛ ۱۰۵:۷۴؛ ۱۰۹:۲۶۰؛ ۱۲۶:۳۱۱؛ ۱۳۴:۲۶۸؛ ۱۵۲:۲۱۲؛ ۱۶۰:۴۴۵

۷:سورۃ الاعراف — ۱۲:۲۶۰؛ ۳۱۲؛ ۲۳:۳۱۲؛ ۴۴۴؛ ۴۰:۱۸۰؛ ۴۴:۲۶۸؛ ۸۵:۱۳۱؛ ۸۶:۱۹۳؛ ۲۶۸؛
۱۱۶:۲۲۷؛ ۱۳۳:۱۲۶؛ ۱۳۶:۱۶۰؛ ۱۴۱:۲۲۴؛ ۱۴۳:۵۸۸؛ ۱۴۶:۲۲۹؛ ۱۴۸:۲۳۷؛ ۱۵۰:۲۲۶؛ ۱۵۶:۱۵۳؛
۱۶۰:۲۳۷؛ ۱ ۳:۴۴۵؛ ۱۷۶:۴۵؛ ۱۷۹:۶۱۹؛ ۱۸۵:۲۹۹؛ ۲۰۰؛ ۱۸۹–۱۹۰:۶۱۹، ۲۰۰:۳۹۷،۳۹۸؛
۵۳۷؛ ۲۰۱:۹۸

۸:سورۃ الانفال- ۲۶:۱۷۷؛ ۶۰:۳۶۷؛ ۴۴۸؛ ۶۷:۵۳۸

۹:سورۃ التوبۃ — ۲:۱۸۳؛ ۳۳:۱۸۳؛ ۳۷:۲۷۵؛ ۴۰:۱۹۳؛ ۴۳:۵۳۸؛ ۵۸۲؛ ۵۱:۲۶۲؛ ۶۷:۲۶۴؛
۷۲ ۱۰۹؛ ۹۱:۲۲۹؛ ۱۰۶:۲۲۲؛ ۱۰۷:۲۰۱؛ ۱۱۱:۲۳۳؛ ۱۱۴:۳۶؛ ۶۱؛ ۱۱۸:۲۴۱؛ ۲۴۲؛ ۱۲۳:۶۴۰

۱۰:سورۃ یونس— ۱:۱۹۵؛ ۲۲:۲۴۷؛ ۵۶۲؛ ۲۴:۲۰۲؛ ۳۳:۲۶۹؛ ۳۹:۴۹۸؛ ۵۴:۲۳۰؛ ۲۳۱؛ ۲۳۲؛
۹۰ ۹۲:۳۱۴؛ ۹۲:۶۵۵

۱۱:سورۃ ہود— ۱:۳۸؛ ۱۰:۲۴۷؛ ۱۲:۱۳۰؛ ۵۳۸؛ ۳۲:۲۲۳؛ ۲۲۲؛ ۴۴:۴۲؛ ۱۱۴؛ ۴۶:۵۳۸؛ ۷۳:۳۱۷؛
۷۵ :۶۱؛ ۷۸:۵۳۹؛ ۸۹:۳۱۹؛ ۹۲:۲۴۲؛ ۹۵:۲۶۶؛ ۱۰۶:۲۲۲؛ ۱۰۱:۲۳۷؛ ۱۰۸:۵۲۶

۱۲:سورۃ یوسف — ۲:۴۰؛ ۳:۲۱؛ ۲۳؛ ۲۰۱؛ ۱۴:۳۱۱؛ ۲۰:۷۵؛ ۳۳۶؛ ۲۳:۱۵۴؛ ۲۴:۳۴۹؛ ۳۵۲؛ ۳۷۰؛
۵۰۲؛ ۵۵۷؛ ۵۷۴؛ ۲۵:۹۷؛ ۱۲۶؛ ۲۶:۳۵۰؛ ۵۵۹۲؛ ۲۶–۲۸:۳۵۱؛ ۲۸–۲۹:۳۵۱؛ ۳۱:۱۳۲؛ ۳۲:
۳۵۱؛ ۳۳:۳۵۰؛ ۴۲:۳۸۶؛ ۴۴۰؛ ۵۱:۳۵۱؛ ۵۳:۳۴۹؛ ۵۵:۳۸۶؛ ۵۶:۵۵۸؛ ۶۵:۶۳؛ ۶۷:۱۸۰؛
۶۹:۱۷۷؛ ۷۱:۶۱۰؛ ۷۶:۱۸۴؛ ۸۸:۱۳۷؛ ۱۰۰:۵۷۴؛ ۱۰۶:۵۶۴؛ ۱۰۸:۲۲۹

۱۳:سورۃ الرعد- ۲:۶۴۰؛ ۱۷:۲۳۶؛ ۶۲۸؛ ۲۶:۲۴۷؛ ۲۹:۱۰۷؛ ۳۵:۵۲۶

۱۴:سورۃ ابراہیم — ۴:۴۰؛ ۱۲:۲۶۶؛ ۱۷:۲۶۶؛ ۲۲:۲۰۰؛ ۲۶۷؛ ۲۷:۱۷۷؛ ۳۵:۱۰۳ ؛ ۳۷:۲۶۱؛
۴۰:۳۸۷؛ ۴۳ ۲۵۵

۱۵:سورۃ الحجر— ۱:۱۸۰؛ ۲۲:۳۴۹؛ ۴۴:۸۰؛ ۸۷:۳۱۷؛ ۹۹:۵۶۳

۱۶:سورۃ النحل— :۳۴۷؛ ۸:۳۴۷؛ ۵۶۴؛ ۳۸:۴۳۶؛ ۴۴:۱۷۷؛ ۳۱۸؛ ۴۴۶؛ ۵۲:۱۸۳؛ ۶۲:۲۴۹؛
۶۶ :۱۱۴؛ ۶۷:۹۳؛ ۶۸:۴۳۷؛ ۵۲۹؛ ۶۹:۴۰۷؛ ۹۶:۵۲۶؛ ۱۲۰:۱۹۷

۱۷:سورۃ بنی اسرائیل— ۴:۴۴۱؛ ۶:۳۱۲؛ ۷:۶۵؛ ۸:۲۴۶؛ ۱۲:۴۰۹؛ ۲۳:۲۵۸؛ ۲۸:۲۲۱؛ ۲۲۲؛ ۲۹:۳۱۶؛
۳۵:۱۲۲؛ ۱۷۱؛ ۵۳:۱۷۱؛ ۵۷:۲۲۱؛ ۲۲۲؛ ۷۱:۳۱۲؛ ۷۷:۴۷۷؛ ۷۹:۲۹۷؛ ۴۲۱؛ ۸۸:۲۱۱؛ ۹۷:۱۷۷؛ ۲۱۷؛
۳۱۲؛ ۱۰۱:۴۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸: سورۃ الکہف — ۹:۸۱؛ ۱۰:۳۷۹؛ ۱۶:۱۷۷؛ ۱۸:۶۵؛ ۱۹:۲۰۲؛ ۲۱:۵۶۵؛ ۲۸:۲۳۹؛ ۲۹:۹۱؛۱۳۲؛ ۳۱:۹۷؛
۳۳:۲۳۷؛ ۴۰:۲۱۲؛ ۵۰:۳۱۲؛ ۵۳:۲۲۸؛۲۳۹؛۲۴۰؛۴۱۳؛ ۷۳:۲۶۵؛ ۷۸:۲۷۱؛ ۷۹:۱۵۴؛۲۶۶؛
۸۲:۲۷۱؛ ۱۰۷:۱۱۵؛ ۱۱۰:۲۲۳؛۵۶۸

۱۹: سورۃ مریم — [illegible]:۴۱۱؛ ۱۶:۱۹۳؛ ۲۴:۶۵؛۹۲؛ ۲۹:۲۵۹؛ ۳۱:۵۰۶؛ ۴۲،۴۳،۴۴،۴۵:۳۶؛ ۵۶:۴۶؛
۵۷:۶۵۳؛ ۶۱:۱۱۰؛۱۱۱؛ ۷۲:۵۲۷؛ ۷۹:۴۱۲

۲۰: سورۃ طٰہٰ — ۱:۱۰۱؛ ۷:۲۳۲؛ ۹:۲۶۹؛ ۱۲:۱۰۸؛ ۱۳:۳۶۲؛ ۱۶:۲۲۳؛ ۲۰:۱۹۵؛ ۴۴:۴۸۳؛ ۴۵:۲۴۹؛
۹۴:۶۵۴؛ ۱۱۵:۲۶۵؛ ۱۲۴:۱۰۴؛ ۱۳۱:۴۰۷

۲۱: سورۃ الانبیاء — ۳:۲۳۱؛۲۳۲؛۲۳۳؛ ۱۹–۲۰:۴۵۵؛ ۲۶:۴۵۵؛ ۲۷:۴۵۵؛ ۲۸:۴۵۵؛ ۵۲:۳۶؛ ۸۳:
۵۴۱؛ ۸۵:۳۶؛ ۸۹:۸۶؛ ۹۲:۱۹۸؛ ۹۵:۶۹؛۲۶۰؛ ۹۶:۷۰؛ ۹۸:۴۱۷؛ ۱۰۴:۸۸؛۴۴۲؛ ۱۰۵:۲۰۴؛۲۰۵

۲۲: سورۃ الحج — ۱-۲:۶۰۱؛ ۱۷:۱۳۳؛ ۲۰:۱۵۹؛ ۲۹:۳۱۶؛ ۳۱:۲۱۷؛ ۳۶:۲۵۵؛ ۴۰:۱۰۱؛۲۳۶؛ ۵۲:۳۸۹؛
۴۰۰؛ ۶۳:۶۴۱؛ ۷۶:۲۰۷؛ ۷۸:۱۷۹

۲۳: سورۃ المؤمنون — ۵:۲۶۲؛ ۲۰:۹۸؛ ۵۰:۱۷۷؛ ۵۲:۱۹۸؛ ۷۷:۱۸۰؛ ۱۰۰:۲۶۶

۲۴: سورۃ النور — ۲:۱۸۳؛ ۲۵:۶۰۳؛ ۳۱:۴۶۲؛ ۳۲:۲۰۳؛ ۳۵:۷۵؛۱۳۸؛ ۴۳:۹۶

۲۵: سورۃ الفرقان — ۹:۵۹۸؛ ۱۲:۴۱۳؛ ۱۳:۴۱۳؛ ۲۸:۶۵۶؛ ۳۸:۸۱؛ ۵۵:۲۴۲؛ ۶۱:۹۰؛ ۶۳:۱۵۳

۲۶: سورۃ الشعراء — ۲۲:۱۰۹؛ ۲۹:۶۵۴؛ ۶۳:۳۱۴؛ ۶۴:۲۲۵؛ ۷۰:۳۶؛ ۸۶:۳۶؛ ۱۱۳:۲۱۳؛ ۱۸۲:۱۲۲

۲۷: سورۃ النمل — ۱۷:۲۶۷؛ ۱۹:۲۶۷؛ ۲۳:۱۹۸؛ ۸۴:۳۳۶؛ ۸۶:۲۲۲؛ ۸۷:۲۵۲

۲۸: سورۃ القصص — ۱۷:۲۲۳؛ ۳۳:۲۲۴؛ ۵۴:۱۲۹؛ ۶۱:۲۶۸؛ ۷۶:۲۲۸؛ ۸۲:۴۰۹؛ ۸۶:۲۲۱

۲۹: سورۃ العنکبوت — ۲:۲۱۲؛ ۳:۲۱۳؛ ۲۵:۳۸۲؛ ۴۵:۳۲۰؛ ۶۹:۶۳۲

۳۰: سورۃ الروم — ۱-۴:۸۳؛ ۴:۲۰۰؛ ۲۵:۱۹۵؛ ۲۸:۲۶۹؛ ۳۸:۱۹۵؛ ۵۵:۱۸۶

۳۲: سورۃ الم سجدۃ — ۱۳:۳۱۷

۳۳: سورۃ الاحزاب — ۵:۳۸۵؛ ۳۳:۳۱۶؛ ۳۷:۳۲۰؛ ۵۱:۲۲۲؛ ۵۶:۵۲۹؛ ۶۵:۵۲۶؛ ۶۷:۱۷۷؛ ۶۹:
۳۸۵؛ ۷۲:۴۲۲

۳۴: سورۃ سبا — ۹:۲۰۷؛ ۱۰–۱۱:۹۱؛ ۱۴:۱۴۰؛ ۱۶:۱۱۱؛ ۱۹:۳۶۹؛ ۲۳:۲۵۲؛ ۲۴:۲۰۲؛ ۳۱:۱۹۳؛ ۳۳:۲۳۰؛
۲۳۱؛ ۴۷:۳۵۹؛ ۵۱:۱۹۳

۳۵: سورۃ فاطر — ۱۵:۶۵۱

۳۶: سورۃ یٰس — ۱-۲:۱۵۸؛ ۱۲:۴۱۲؛ ۳۱:۴۶۱؛ ۵۶:۴۷؛ ۶۳:۲۶۸

۳۷: سورۃ الصافات — ۵:۴۱۳؛ ۴۵:۱۲۷؛ ۷۹:۴۸۹؛ ۸۵:۳۶؛ ۹۱:۲۲۰؛ ۹۳:۲۲۰؛ ۹۴:۴۴۶؛ ۱۰۷:
۶۳۸؛ ۱۵۸:۲۰۹؛۲۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸: سورۃ ص - ۳: ۱۴۰؛ ۷: ۳۱؛ ۶۱؛ ۱۶: ۱۴۳؛ ۵۰۵؛ ۲۱: ۲۶۹: ۳۳۴؛ ۴۴۳؛ ۲۲: ۲۵۲؛ ۲۱-۲۲: ۵۳۱؛ ۵۵۸؛
۲۱-۲۳: ۵۳۳؛ ۲۴: ۲۴۰؛ ۲۶: ۵۳۶؛ ۲۹: ۴۷۱؛ ۳۴: ۵۳۶؛ ۵۰: ۱۸۰؛ ۸۲-۸۳: ۳۵۲؛ ۵۱۴؛ ۸۳: ۳۴۹

۳۹: سورۃ الزمر - ۲: ۱۸۴؛ ۱۱: ۱۸۴؛ ۴۵: ۳۸۸؛ ۶۳: ۱۳۹؛ ۶۷: ۵۸۳؛ ۷۱: ۳۱۷؛ ۷۳: ۱۸۰

۴۰: سورۃ حم المؤمن - ۱۴: ۱۸۴؛ ۱۶: ۱۸۱؛ ۲۸: ۲۰۶؛ ۷۵: ۲۴۸

۴۱: سورۃ حم السجدۃ - ۳: ۲۱؛ ۱۷: ۵۸۹؛ ۲۳: ۲۲۳؛ ۴۲: ۶۰۸؛ ۴۴: ۲۲؛ ۲۳

۴۳: سورۃ الزخرف - ۳: ۲۱؛ ۲۳؛ ۲۴؛ ۲۲: ۱۷۹؛ ۱۹۸؛ ۲۶: ۳۶؛ ۳۹: ۱۹۴؛ ۲۲۷؛ ۴۳: ۳۱۱؛ ۵۷: ۱۵۹؛ ۶۳:
۲۰۶؛ ۷۱: ۵۵؛ ۷۶: ۲۳۷؛ ۸۰: ۲۱۳

۴۴: سورۃ الدخان - ۳: ۶۱۴؛ ۴۴: ۸۲؛ ۲۲۵؛ ۵۳: ۹۷

۴۵: سورۃ الجاثیۃ - ۱۰: ۲۶۶؛ ۲۴: ۲۳۸؛ ۲۳۹؛ ۳۲: ۲۴۰

۴۶: سورۃ الاحقاف - ۲۶: ۲۰۱؛ ۳۱: ۲۶۱

۴۷: سورۃ محمد - ۱۵: ۲۶۱؛ ۲۴: ۱۲۴؛ ۴۷۱؛ ۶۲۸؛ ۳۵: ۶۵۴

۴۸: سورۃ الفتح - ۱۲: ۲۴۰؛ ۲۴۱؛ ۲۰: ۲۶۸؛ ۲۸: ۱۸۳؛ ۲۹: ۲۶۱؛ ۵۲۹

۴۹: سورۃ الحجرات - ۹: ۲۵۴؛ ۱۴: ۵۲۳

۵۰: سورۃ ق - ۱۲: ۸۱؛ ۳۰: ۲۶۹

۵۱: سورۃ الذاریات - ۶: ۱۸۲؛ ۲۴: ۲۶۹؛ ۲۶: ۲۲۰؛ ۳۸-۴۰: ۳۱۵

۵۲: سورۃ الطور - ۶: ۲۲۹؛ ۲۲: ۴۱۲

۵۳: سورۃ النجم - ۱: ۱۹۶؛ ۱۵: ۱۷۷؛ ۱۹-۲۰: ۳۸۸

۵۴: سورۃ القمر - ۲: ۲۲۷؛ ۱۳-۱۴: ۳۸۰

۵۵: سورۃ الرحمٰن - ۱۱: ۶۴۱؛ ۱۲: ۴۰۹؛ ۱۷: ۴۱۳؛ ۵۴۴؛ ۲۲: ۱۳۵؛ ۳۷: ۱۵۵؛ ۳۹: ۲۱۱؛ ۴۴: ۳۷؛ ۵۴: ۶۲؛
۵۸: ۱۵۷؛ ۷۴: ۲۱۱؛ ۷۸: ۴۱۱

۵۶: سورۃ الواقعۃ - ۱۷-۱۸: ۴۱؛ ۲۴: ۴۹۴؛ ۳۳: ۵۲۶؛ ۵۷: ۶۴۸

۵۷: سورۃ الحدید - ۱۳: ۲۹۹؛ ۶۰۰؛ ۲۳: ۲۴۸؛ ۲۸: ۱۲۹

۵۸: سورۃ المجادلۃ - ۱: ۲۲۶؛ ۲: ۲۰۱؛ ۷: ۴۹۸

۵۹: سورۃ الحشر - ۵: ۱۳۲

۶۰: سورۃ الممتحنۃ - ۴: ۳۶؛ ۸: ۲۵۴

۶۱: سورۃ الصف - ۹: ۱۸۳؛ ۱۴: ۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۲: سورۃ الجمعۃ — ۵:۵۳؛ ۱۱:۱۹۶؛ ۵۶۸

۶۵: سورۃ الطلاق — ۴:۵۹۰

۶۶: سورۃ التحریم — ۱:۵۸۲؛ ۵:۲۴۶؛ ۲۴۷؛ ۶:۳۱۲؛ ۶۵۶

۶۷: سورۃ الملک — ۱۳:۲۳۲؛ ۲۰:۲۰۱

۶۸: سورۃ القلم — ۱:۱۲۵؛ ۱۴۷؛ ۱۳:۲۰۵

۶۹: سورۃ الحاقۃ — ۲۰:۲۴۱

۷۰: سورۃ المعارج — ۳۰:۳۱۳

۷۲: سورۃ الجن — ۱:۲۰۹؛ ۵:۲۱۱؛ ۱۲:۲۳۸؛ ۲۳۹؛ ۲۴۰؛ ۱-۱۴:۲۰۹؛ ۱۵:۱۲۲؛ ۲۵۴

۷۳: سورۃ المزمل — ۶:۱۴۴؛ ۸-۹:۶۴۹؛ ۹:۳۱۳؛ ۱۷-۱۸:۱۴۱

۷۴: سورۃ المدثر — ۲۶-۲۹:۹۳؛ ۵۰-۵۱:۱۲۳

۷۵: سورۃ القیامۃ — ۱۱-۱۲:۱۵۵؛ ۵۸۶؛ ۲۲-۲۳:۲۹۸؛ ۵۸۵؛ ۶۰۰؛ ۲۸:۲۴۱؛ ۲۹:۵۸۶

۷۶: سورۃ الدہر — ۱:۲۶۹؛ ۵:۱۲۸؛ ۱۳:۸۶؛ ۱۷:۸۷؛ ۱۸:۹۴؛ ۲۱:۹۷

۷۸: سورۃ النبا — ۲۴-۲۶:۱۱۳؛ ۳۷:۲۱۳

۷۹: سورۃ النازعات — ۲۵:۳۱۵؛ ۳۰:۲۰۵

۸۰: سورۃ عبس — ۱-۲:۶۱۵؛ ۱۵-۱۶:۹۲؛ ۳۱:۳۷

۸۱: سورۃ التکویر — ۱:۱۳۰؛ ۱۹۶؛ ۵:۲۱۴؛ ۶:۲۳۰؛ ۱۵-۱۶:۳۳۱؛ ۱۷:۲۴۴؛ ۱۹:۵۸۲؛ ۲۴:۲۳۸؛ ۲۳۹

۸۳: سورۃ المطففین — ۷-۸:۸۹؛ ۹:۱۳۶؛ ۱۵:۲۹۹؛ ۲۰:۱۳۶؛ ۲۶:۱۳۷

۸۴: سورۃ الانشقاق — ۱۴:۱۵۷

۸۶: سورۃ الطارق — ۶:۲۴۴

۸۷: سورۃ الاعلیٰ — ۱:۴۱۱؛ ۴-۵۵:۱۹۱؛ ۹:۲۰۱

۸۸: سورۃ الغاشیۃ — ۱:۲۶۹؛ ۵:۳۷؛ ۱۵:۱۴۴؛ ۱۶:۸۵

۸۹: سورۃ الفجر — ۲۲:۴۸۴

۹۲: سورۃ اللیل — ۱-۲:۱۹۶؛ ۱۱:۲۲۴

۹۵: سورۃ التین — ۱-۳:۶۶؛ ۲:۹۸

۹۶: سورۃ العلق — ۱۸:۸۴

۹۷: سورۃ القدر — ۱:۶۱۴

۹۸: سورۃ البینۃ — ۵:۲۱۷

۹۹: سورۃ الزلزال — ۴:۱۹۴

۱۰۵: سورۃ الفیل — ۱:۱۱۷؛ ۴:۸۹

۱۰۹: سورۃ الکافرون — ۵:۵۱۶

۱۱۰: سورۃ النصر — ۱-۲:۳۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس احادیث وآثار

-إجتمعت يهودُ يوماً تُخَاصِمُ النبي ﷺ فقالوا:لَن تَمَسَّنَا النَّارُ...... :۴۸۳

-إذا جمع الله الأولين والآخرين يوم القيامة ...... :۴۷۷

-أرحَمُ أُمّتي بأمّتي أبوبكرٍ‘وأشدُّهُم في أمرالله عُمَرُ...... :۲۸۸

-إستقرءوا القرآنَ مِن أربعةٍ:من عبدالله بن مسعود .... :۲۸۶

-ألا إنّ القوةَ الرّميُ‘ألا إنّ القوةَ الرّميُ :۴۴۸

-اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هي السبعُ المثاني والقرآنُ العظيم :۳۱۸

-أللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ التّاوِيلَ‘وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ :۳۲۴

-اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ في الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ :۴۷۳

-إن إبني هذا سيد‘ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين :۶۰۳

-أنَا رَبّانِيُّ هذه الأمةِ :۷۸

-إنا قد سألنا عن ذلك رسولَ الله ﷺ فقال:أرواحهم كطيرٍ خضرٍ:۴۰۶

-أنّ الله خلق الأرواح قبل الأجساد بألفي عام [موضوع]:۵۵۰

-إنّ أمَامَكُم حَوضاً كما بَيْنَ جَرْباً وأذْرُحَ :۴۱

-إن أولئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا على قبره مسجداً ...... :۵۶۶

-إن عبدالله بنَ عمرَ ؓ مكث على سورة البقرة ثمانيَ سنينَ يتعلّمُها :۳۲۰

-إن عيسى ابن مريم [عليهما السلام] أسلمته أمه إلى الكُتّابِ ليعلمه [موضوع]۳۴۲

-أنّ في الجنة قصراً له خمسة آلاف باب :۱۱۰

-إنّ قوماً رأوُا الهلالَ فأتوا النبي ﷺ فأمرهم أن يُفطروا :۶۲۳

-إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر ليلةَ البدر تضامون في رؤيته :۶۰۱

-إنّ لكل نبي حواريٌّ وحوارِيَّ الزُّبيرُ بن العوم :۷۱

-إنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ :۴۶۱

-إنّ مِن أكبر الذنبِ عندالله أن يقال للعبد ...... :۴۰۶

-إن مِن شرار الناس من تدركهم الساعة وهم أحياء‘ومن يتخذ القبورمساجد :۵۶۶

-إنّ موسَى كان رجلاً حَيِيًّا سِتِيرًا مايُرَى مِن جلده شيئٌ ...... :۴۸۵

-أن النبي ﷺ خرج من بيته وقد نزلت عليه الآيةُ فوجد مسكيناً فقال له....... :۴۳۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-أنَّ النبي ﷺ قرأ على المنبر: وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم :٣٦٧

-إِنَّ هٰذَا الأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً...... :٥٤٨

-إِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كِذْبَاتٍ :٤٩٠

-اَلأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا :٢٠٣

-أماترضى أن تكون مِنِّي بمنزلة هارون من موسى إلّا أنه لا نبي بعدي:٦٢٣

-أوَّلُ ما خلق الله العقلَ [موضوع]:٥٥٠

-أوَّلُ ماخلق الله نوري [موضوع]٥٥٠

-أوَّلُ ماخلق الله نوري، أوَّلُ ما خلق الله العقل ...... [موضوع]:٥٥٠

-بَيْنَما أنا أَسِيرُ في الجَنَّةِ فإذا بِنَهْرٍ حافَتَاهُ من اللؤلؤ المُجَوَّفِ :٣٦٨

-بينما رجل يسوق بقرة، قد حمل عليها فالتفتُ إليه فكلمته :٣٤٨

-تَعَلَّمَها عمر ﷺ بفقهها، وما تحتوي عليه في اثنتي عشرة سنة :٣٢٠

-جاء رجلٌ إلى ابن عباس، وأبو هريرة جالسٌ عنده:٥٩٠

-حُبُّ الدُّنيا رَأْسُ كلِّ خطيئةٍ :٥٠٣

-حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ :٣٧٠،٤٥٣،٦١٢

-خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ فِيْ الصُّفَّةِ :٢٠

-الخلافةُ في أمتي ثلاثون سنة، ثم مُلكٌ بعد ذلك ...... :٥٤٨

-خمس صلوات افترضهن الله تعالى، مَن أحسنَ .... : ٤٩١

-خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ القُرْآنَ وَعَلَّمَهُ :٤١٠

-الدُّعاءُ مُخُّ العبادة [نہایت کمزور]:٣٨٧

-الدِّين: الجزاء في الخير والشر :١٨١

-رحم الله يوسف، لولا الكلمة التي قالها : أذكرني عند ربك [ضعيف جداً]:٣٨٦

-رحم الله يوسف لولم يقل: اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْأَرْضِ [ساقط الاعتبار]:٣٨٦

-الزُّبيرُ ابنُ عمتي و حواريَّ من أمتي :٧١

-سأَلَ بعضُ الصَّحابةِ النبيَّ ﷺ: أقريبٌ رَبُّنا فَنُنَاجِيهِ أم بعيدٌ فَنُنَادِيهِ؟ :٣٨٥

-سُئِلَ عن زيد بن عمرو بن نُفَيل فقال: يُبْعَثُ يومَ القيامةِ أُمَّةً وحده :١٩٧

-سمعتُ النبي ﷺ يقول: الأجدع شيطانٌ :٣٠٦

-سمع النبي ﷺ رَجُلاً يقرأ في المسجد فقال: يرحمه الله، ...... :٥٤٢

-سَلُوني فواللّٰهِ لاتسألوني عن شيء يكون إلى يوم القيامة إلّا حدَّثتُكم به :٢٨٤

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-شفاعتي لأهل الكبائرمن أمتي'مَن كَذَّبَ بهالم ينلها :٥٢٣

-صدق الله و كذب بطن أخيك :٣٩٣

-صلاة الأوَّابين حين ترمض الفصال :٥٩

-عدنٌ دارُاللّهِ تعالى لم ترها عينٌ ولم تخطرعلى قلب بشر [ضعيف]:١١٠

-العسلُ شفاءٌ من كل داءٍ ...... [سيدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ]:٣٠٧

-فأتاهُ فقرع الباب فقام إليه رسول اللهﷺ عرياناً يَجُرُّ ثوبه...... :٢٨٨

-كانت بنو إسرائيل اتخذوا القبور مساجد'فلعنهم الله :٥٦٦

-كان الرجلَ إذا قرأ البقرةَ وآلَ عمرانَ جَدَّ فِينَا :٣٢٠

-كان النبيﷺ قد زَوَّجَ زيد بن حارثة زينب بنت جحش'ابنة عمته [موضوع]:٣٥٩

-كانَ يَخلو بغارِ حِراءَ فيَتَحَنَّثُ فيهِ-وهو التَّعَبُّدُ-اللَّيالِيَ ذَوَاتِ العَدَدِ:٥١٧

-كَذَبَ سعدٌ'ولكِن هذا يومٌ يُعظِّمُ اللّهُ فيه الكعبة :٣٩١

-كُلُّ مَوضِعٍ يُتَعَبَّدُ فِيْهِ فهو مسجدٌ :٣٨٣

-كُنَّا نقرأُ على عهدِ رسول اللهﷺ:يَاأَيُّهَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ اِلَيْكَ ...... :٣٦٨

-الكرسيُّ:موضع القَدَمَين :٣٨٣

-الكوثرُنهرٌفي الجنةِ'حافتاهُ الذهبُ'ومَجراهُ على الدُّرِ والياقوت :٣٦٧

-لاَتَقُوْلُوْارَاعِنَا'وذلك أنَّهاسُبَّةٌ بِلُغَةِ اليهود :٧٦

-لايُحافِظ على صلاة الضُّحى إلَّا أوَّابٌ :٥٩

-لعن الله زائرات القبور والمتخذين عليهاالمساجد والسُّرُج :٥٦٥

-لعن اللهاليهود والنصارىاتخذواقبورأنبيائهم مساجد:٥٦٦

-لقد عرفتُ النظائرالتي كان النبيﷺ يقرن بهن :١٦٣

-لَمَّا أذنب آدم الذنب الذي أذنبه رفع رأسه [شديدضعيف،موضوع]:٤٥٢

-لم يكذب إبراهيمُ علیہ السلام إلَّاثلاث كذبات ...... :٥٠٦

-لولم يقل الكلمة التي قال مالبث في السجن طولَ مالبث [ضعيف جداً]:٤٤٠

-لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ :١٢٨

-مَا مِن مَّولودٍ يُولَدُ إلَّا والشَّيطَانُ يَمَسُّهُ حِيْنَ يُوْلَدُفَيَسْتَهِلُّ صَارِخاً ...... :٥١٤

-مَن أرادَ العلمَ فليثور القرآن [سيدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ]:١٢٩

-مَنْ حَلَفَ عَلَى يمينٍ قطيعةِ رَحِمٍ ومعصيةٍ فَبِرُّهُ أن يحنث فيها [ضعيف]:٤٣٩

-مِن شرارأمتي مَن يتخذالقبورمساجد :٥٦٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-مَن عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ورَّثهُ اللّٰه علمُ مالَم يَعلَمُ [موضوع]:٧٩ء

-مَنُ قَالَ فِي الْقُرْآنِ[كتاب اللّٰهِ] برأيه فَاصَابَ فَقَدُ أخطأً :٧١ء

-مَنُ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيرِعِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ :٧١ء

-مَن قرأ الٓمٓ تنزيل وتبارك الملك أعطي من الأجر كأنما أحيي ليلة القدر :٣٦٢

-مَنُ قرأ سورة الحجرات أُعطِيَ من الأجر بعدد مَن أطاعَ اللّٰه وعصاه [موضوع]:٥١٨

-مَنُ قرأ سورة ق هَوَّنَ اللّٰه عليه تاراتُ الموتِ وسكراته.[موضوع]:٥١٨

-مَن قرأ سورة النجم أعطاهُ اللّٰه عشرحسنات بعدد مَن بصَدَّق بمحمدﷺ ...... [موضوع]:٥١٨

-مِن كرامتي على اللّٰه أني ولدتُ مختوناًولم يَرَ سوأتي أحداً :١٧٢

-مَن لم يستعزَّ بعزِّاللّٰهِ تَقَطَّعَت نفسه حسرات [سيدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ]:٤٠٧

-مَن لم يُصلِّ ركعتي الفجر فليُصلهما بعد ماتطلع الشمس :٦٢٢

-الْمَاهِرُ بالقرآن مع السَّفَرَةِ الكِرام البَرَرَةِ :٣١٠

-الناسُ ثلاثةٌ:عالمٌ ربَّانيٌّ ومتعلمٌ على سبيل النجاة :٧٩

-هذاالرجل يهديني السبيل :٤٩٣

-هل تعلمون أن إسرائيل يعقوب؟ :٥٢

-واللّٰه الذي لاإله غيره‘ماأُنزلت سورةٌ من كتاب اللّٰهِ إلَّا أنا أعلم أين نزلت :٣٢٠

-وقع في نفس موسىؑ هل ينام اللّٰه تعالى ذِكره؟ [ضعيف]:٤٢٩

-وُلِدَ رسول اللّٰه ﷺ مسروراً مختوناً :١٧٢

-وُلِدَ رسول اللّٰه ﷺ مسروراً مختوناً :١٧١

-والذي لاإله غيره‘مانزلت آية في كتاب اللّٰه إلاّ وأناأعلم ...... :٢٨٦

-ياأباسفيانُ اليومُ يومُ المَلحَمَةِ‘اليومَ تُستَحَلُّ الكعبة :٤٩١

-يا رَجل :١٠٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرسِ اَعلام

[جن کے مختصر تراجم [اَحوالِ زندگی] اس کتاب میں لکھے گئے]

- ابراہیم بن ادہم: ۶۴۳
- ابن ابی حاتم: ۳۶۳
- ابن ابی الدنیا: ۴۵۱
- ابن ابی شیبۃ: ۱۲۲
- ابن اثیر: علی بن محمد بن عبدالکریم: ۳۴۰
- ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ: ۴۶۳
- ابن جریر طبری: ۳۳۹
- ابن حجر ہیثمی: ۳۸۱
- ابن خزیمہ: ۳۴۱
- ابن خلدون: ۵۵۴
- ابن خلکان: ۵۸۰
- ابن درستویہ: ۱۸۷
- ابن درید: ۲۲۴
- ابن دقیق العید: ۶۴۵
- ابن صلاح: ۳۲۱
- ابن عجیبہ: ۶۳۳
- ابن عدی: ۷۶
- ابن عربی صوفی: ۶۴۲
- ابن عرفہ: ۴۳
- ابن عطیہ: ۴۲۵
- ابن علیہ: ۵۷۵
- ابن عمر رضی اللہ عنہما: ۳۲۰
- ابن فرحون: ۴۲۵
- ابن قطان: ۴۶۵
- ابن کثیر، قاری: ۳۶۹
- ابن کیسان: ۴۰۹
- ابن ماجہ: ۳۳۶
- ابن الدہان البغدادی: ۱۹۰
- ابن السکیت: ۱۸۸
- ابن الجزری: ۱۷۰
- ابن المنذر: ۳۶۱
- ابن المُنَیِّر: ۵۸۴
- ابواحمد القصاب: ۵۷۳
- ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق اَنماطی: ۳۷۶
- ابوبکر اصم: عبدالرحمٰن بن کیسان: ۵۷۵
- ابوبکر برقانی: ۴۲۷
- ابوبکر قفال: ۳۷۵
- ابوبکر برقانی: ۴۲۷
- ابوجعفر عباسی: ۴۳۷
- ابوحاتم: ۸۰
- ابوحاتم، المعروف خاموش: ۳۳۷
- ابوحامد اسفرائینی: ۳۴۱
- ابوحامد المقری: ۳۷۵
- ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ: ۲۸۶
- ابوحنیفہ: ۳۲۷
- ابوحیان اندلسی: ۵۴۳
- ابوداؤد: ۳۸۹
- ابوزرعہ: ۳۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-ابوذکوان: ۱۸۸
-ابوسلمۃ: ۵۹۱
-ابوسلیمان دارانی: ۶۴۳
-ابوعبدالرحمٰن السلمی: ۶۳۰
-ابوعلی الفارسی: ۲۱۲
-ابوعلی مسکویہ: ۵۱
-ابوعمرو حمزہ: ۲۱۲
-ابوعوسجہ: ۴۸۱
-ابومحمد ؓ: ۴۹۱، ۴۹۲
-ابومحمد عبداللہ اصفہانی: ۳۷۷
-ابومسلم اصفہانی: ۵۷۷
-ابونعیم: ۴۵۱
-ابویعقوب بن ابراہیم حنظلی: ۳۷۶
-ابوالبقاء العکبری: ۱۰۵
-ابوالحسن رُمانی: علی بن عیسیٰ: ۵۷۸
-ابوالشیخ: ۴۳
-ابوالطیب: ۱۸۹
-ابوالعالیہ ریاحی: ۳۰۲
-ابوالعباس احمد بن عمار مہدوی تمیمی: ۴۲۸
-ابوالفضل قرشی: ۴۷۱
-ابوالکلام آزاد: ۱۵۶
-ابواللیث سمرقندی: ۳۶۶
-احمد مصطفیٰ المراغی: ۳۹۶
-ازرعی: ۲۸
-اسحاق بن ابراہیم: ۲۹۳
-اسحاق بن منصور: ۳۵۴
-اسلم جے راجپوری: ۴۸۶
-اسماعیل حقی: ۶۳۳
-اسود بن یزید نخعی: ۳۰۶
-اشرف علی تھانوی: ۶۰۶
-اصفہانی: ۳۷۴
-اعشیٰ [میمون بن قیس]: ۲۱۰
-اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، اُمّ المؤمنین: ۴۶۳
-اُمیہ بن خلف بن وہب: ۶۱۵
-اوزاعی: ۳۲۹
-اوس بن الصامت ؓ: ۲۲۶
-بغوی [ابومحمد حسین بن مسعود]: ۴۰۲
-بلخی، کعبی خراسانی، ابوالقاسم: ۳۷۴
-بیضاوی: عبداللہ بن عمر بن محمد: ۵۱۰
-تأبّط شرًّا: ۱۹۱
-تاج الدین السبکی: ۴۹
-تقی الدین سبکی: ۵۸۲
-تورپشتی: ۲۵۵
-التوزی: ۱۸۸
-جُبائی: ابوعلی: ۳۷۴
-جعفر بن محمد: ۴۳۶
-جلال الدین دوانی: ۶۵۸
-جلال الدین سیوطی: ۴۵۰
-جلال الدین محلی: ۵۵۱
-جمال الدین اسنوی: ۲۸
-جنید بن محمد: ۶۴۳
-جوالیقی، ابومنصور: ۲۴
-حُتات بن بشر/یزید: ۶۰۲
-حذیفہ بن یمان ؓ: ۴۴۱
-حسان بن ثابت ؓ: ۲۶۳
-حسن بن علی رضی اللہ عنہما: ۴۷۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- حسین بن علی رضی اللہ عنہما: ۴۷۷
- حفظ الرحمٰن سیوہاروی: ۳۴
- حمزۃ فتح اللہ: ۳۰
- حمید الدین فراہی: ۳۹
- حمیدی: ۲۹۴
- خازن: علی بن محمد بن ابراہیم: ۵۳۰
- خفاجی: شہاب عراقی: ۳۳۳
- رازی: محمد بن عمر بن حسن بن حسین: ۴۹۴
- ربیع بن سلیمان: ۴۲۴
- ربیعۃ الرائی: ۴۷۰
- زمخشری: محمود بن عمر بن محمد: ۵۷۹
- زید بن اسلم عدوی: ۳۰۳
- زید بن عمرو بن نُفیل: ۱۹۷
- زین العابدین: ۲۸۶
- سالم ؓ: ۲۸۶
- سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا: ۵۹۱
- سجاوندی: ۵۴۶
- سعد بن خولہ ؓ: ۵۹۱
- سعد بن عبادۃ ؓ: ۴۹۱
- سہل بن عبداللہ تستری: ۶۳۳
- شاہ عبدالعزیز: ۱۷۴
- شبلی نعمانی: ۳۹۳
- شربینی: محمد بن احمد خطیب: ۵۱۸
- شُریح: ۳۰۶
- شُعبہ بن حجاج: ۲۰۸
- شُعبی [عامر بن شراحیل]: ۳۰۷
- شہبہ، قاضی ابوبکر بن احمد بن محمد: ۵۳۰
- شوکانی: محمد بن علی بن محمد: ۴۶۶
- الصغانی: ۱۹۰
- طاوس بن کیسان یمانی: ۳۰۰
- طبرانی: ۴۵۱
- عبداللہ بن زبعری ؓ: ۴۱۸
- عبداللہ بن سلام: ۳۲۳
- عبدالجبار: ۵۷۹
- عبدالرزاق: ۳۲۹
- عبدالعظیم زرقانی: ۶۳۱
- عبدالماجد دریابادی: ۳۴
- عبیداللہ اسدی: ۵۷۸
- عطاء بن ابی رباح: ۳۰۱
- علقمہ بن قیس: ۳۰۴
- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما: ۶۰۳
- عمرو بن شُرحبیل: ۵۸
- عینی [بدرالدین محمود بن احمد]: ۱۴۶
- غلام احمد پرویز: ۴۸۷
- فضل بن عباس رضی اللہ عنہما: ۴۶۴
- فضیل بن عیاض: ۶۴۳
- فیومی: ۱۳۸
- قتادہ بن دعامہ: ۳۰۸
- قرشی: عبدالقادر بن محمد: ۴۸۱
- قرطبی، مفسر: محمد بن احمد بن ابی بکر: ۶۱۷
- قسطلانی: ۵۰۹
- قطب الدین شہید سہالوی: ۵۵۱
- کریب ؓ: ۵۹۱
- کسائی: ۲۱۲
- کعب الاحبار: ۳۳۲
- کلبی: محمد بن السائب: ۳۴۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-کیاالہراسی:٦٠٧
-لحیانی:علی بن مبارک:٤١
-ماتریدی:٤٨١
-ماوردی:١٩٨
-محمد بن کعب قرظی:٣٠٣
-محمد بن مَسلمۃ ﷺ:٢٧٨
-محمد ثناءاللہ پانی پتی:٤٥٨
-محمد حسین ذہبی:٦٤٩
-محمد حسین شاہ نیلوی:١٨١
-محمد رشید رضا:٣٥
-محمد زکریا کاندھلوی:٢٨٠
-محمود آلوسی:٥٦١
-مرزا مظہر جانِ جاناں:٤٥٩
-مُرۃ ہمدانی:٣٠٧
-مسروق بن اجدع:٣٠٥
-مسعودی:٥٥٤
-مُطَرِّزِيُ:ناصر بن عبدالسید:٤٧٠
-معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما:٦٠١؛٦٠٢
-معروف کرخی:٦٤٣
-معمر بن راشد:٣٢٩
-مقاتل بن بکیر:٣٤١
-مکی بن ابی طالب:٤٢٨
-ملاجیون:احمد بن ابی سعید:٦٠٦
-ناصر الدین البانی:٣٩٤
-نافع بن جبیر بن مطعم:٣٠٤
-نجاشی:اصحمہ:٤٩٩
-نَسَفی:عبداللہ بن احمد:٥١٩
-نیشاپوری:نظام الدین حسن بن محمد:٥٤٥
-نیشاپوری:محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ:٦٣٨
-ہبۃ اللہ بن حسن طبری:٤٢٨
-ہشام بن عبدالملک:٣٠١
-ہلال الرأي بن یحیٰ بصری:٤٧٠
-ہمام بن نافع:٣٢٩
-واقدی:٣٦٠
-ولید بن مُغیرہ:٦١٦
-وہب بن منبہ:٤٢
-یعقوب حضرمی بصری:٣٦٩
-یوسیبیس[Eusebius]:٣٥

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرسِ رُواۃ

[جن کی جرح وتعدیل کی گئی ہے]

- ابراہیم: ۱۶۳
- ابراہیم بن ابی یحییٰ [مجہول]: ۴۶۷
- ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی [جھوٹا' قدری' رافضی' جھوٹ بولنے سے متہم تھا' اس میں ہر برائی اور ہر مصیبت موجود تھی]: ۴۸۸
- ابراہیم بن یزید الخوزی [أضعف من سفیان بن وکیع]: ۴۴۰
- ابن ابی داؤد [کذاب' متہم بالکذب' عند البعض ثقہ تھے لیکن بکثرت خطاء ہوتے تھے]: ۱۶۴
- ابن جریج: عبدالملک بن عبدالعزیز [مدلس]: ۱۷۲
- ابن زید: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم [اپنے باپ سے موضوع روایات نقل کرنے والا، آگے کا سلسلہ نہیں بتاتے۔ منقطع روایات بیان کرتا ہے۔]: ۳۶۰
- ابوعوانہ: وضاح بن عبداللہ [ثقہ ہونے کے باوجود اوہام کے شکار تھے]: ۱۶۳
- ابومعشر نجیح [منکر الحدیث' ضعیف شدید]: ۳۸۹
- ابوالعالیہ: رُفیع بن مہران: ۳۹۱
- اسماعیل بن علی استرابازی [حدیث کے سلسلے میں ثقہ نہیں]: ۴۱۸
- اسماعیل بن یحییٰ بن عبیداللہ تیمی مدنی کوفی [وضاع' کذاب]: ۳۴۲
- باذام: ابوصالح [متروک الحدیث' دروغ زن]: ۵۶۶
- جابر بن یزید جعفی [کذاب' سبائی ورافضی تھا، صحابہ کو گالیاں دیتا تھا]: ۱۵۰
- جعفر بن عبدالواحد ہاشمی [وضاع' سارق الحدیث' یقلب الحدیث]: ۱۷۱
- حارثہ بن ابی الرجال محمد بن عبدالرحمٰن [متروک الحدیث، ضعیف]: ۴۳۹، ۴۴۰
- حسن بن عطیہ بن سعد [حدیث کے سلسلے میں ضعیف' لیس بشیء]: ۳۶۶، ۳۹۲
- حسن بصری [مراسیل نقل کرنے والا]: ۵۰۳
- حسین بن حسن بن عطیہ عوفی [ضعیف' منکر الحدیث' غیر متبوع اور مقلوب روایات نقل کرتا ہے' مراسیل و موقوفات کو مرفوع بنا کر بیان کرتا ہے]: ۳۶۵، ۳۹۲
- حصین [مجہول]: ۱۶۳
- خالد بن زید عمری [کذاب، منکر الحدیث]: ۴۳۱، ۴۳۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-زہیر بن محمد مروزی تمیمی عنبری [سچا تھا لیکن اس کا حافظہ کمزور تھا]:١٤٩
-زیادۃ بن محمد انصاری [منکر الحدیث]:١١٠
-سدی [اپنے اساتذہ کا نام نہیں لیتا کہ کون تھے' متہم بالکذب]:١٤٧
-سدی صغیر: محمد بن مروان [متروک' متہم بالکذب]:٢٨٧، ٣٥٨، ٤٣٢
-سدی کبیر: اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ [ثقہ عندالاکثر، وہم کا شکار ہوا کرتے تھے، ان پر تشیع کا الزام بھی ہے]:٢٨٧، ٤٦٧
-سعد بن محمد بن الحسن بن عطیہ العوفی [جہمی' اگر جہمی نہ بھی ہو تب بھی اس قابل نہیں کہ اس کی روایات نقل کی جائیں]:٣٦٥، ٣٩٢
-سعید بن جبیر:٣٩١
-سعید بن جمہان [مختلفٌ فیہ]:٥٤٨
-سفیان بن سعید:٥٠٤
-سفیان بن محمد فزاری مصیصی [سارق الحدیث' مسروق روایات کے لیے اسانید وضع کیا کرتا تھا]:١٧٢
-سفیان بن وکیع [ضعیف]:٤٤٠
-سلام بن سلیم طویل [ضعیف' ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روایات بیان کرنے والا]:١٥٠
-سلمۃ بن فضل ابرش [منکر روایات نقل کرنے والا]:٣٥٥، ٣٩٠
-سلمہ بن محارب [مجہول]:١٧٣
-سلیمان بن سفیان جُہنی [اس کی روایات منکر ہوتی ہیں، منکر الحدیث، متروک]:٤١٧
-سلیمان بن سلمۃ خبائری ابوسلمۃ حمصی [متروک الحدیث' کذاب]:١٧٢
-سماک بن حرب [عکرمہ سے روایت کرنے میں اضطراب کا شکار]:٣٥٢
-سعید بن داؤد [لیس بشیءٍ]:١٤٩
-ضحاک [کسی بھی صحابی سے اُس کا سماع ثابت نہیں' ان کی سند منقطع وضعیف ہوتی ہے]:٢٨٨، ٢٩١، ٣٩٣
-طلحہ بن عمرو بن عثمان حضرمی مکی [متروک الحدیث]:٤٥٤
-عبداللہ بن ابی ایوب بن ابی علاج [وہ اور اس کا باپ دونوں کذاب ہیں]:٥٥٠
-عبداللہ بن لہیعہ [اختلاط کا شکار تھا' مدلس' غریب]:٣٨٧
-عبداللہ بن محمد بن عقیل [سچے تھے لیکن ان کے حافظے پر اعتراض تھا]:٢٩٣
-عبداللہ بن مسلم فہری [مجہول]:٤٥٣
-عبداللہ بن مسلم بن ہرمز مکی [ضعیف]:١١٠
-عبداللہ بن مصعب [مجہول]:٥٠٤

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-عبداللہ بن وہب بن مسلم [ثقہ]: ۳۶۰
-عبدالاعلیٰ بن عامر [ضعیف]: ۲۷۲
-عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم [شدید ضعیف، روایات میں ہیر پھیر کیا کرتا تھا، مدلس کو مرفوع اور موقوف کو مسند بنالیتا تھا]: ۴۵۲
-عبدالواحد [بصرہ کا قصہ گو واعظ' بدمذہب' دروغ گو]: ۴۷۹
-عطاء بن سائب [مختلط]: ۳۵۱
-عطیۃ بن سعد العوفی [ضعیف، غیر مقبول، مدلس' کلبی کذاب کی کنیت ابوسعید سے لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے اور لوگ اس سے سیدنا ابوسعید خدری ﷺ مراد لیتے تھے]: ۲۹۱، ۳۹۲، ۴۶۸
-عکرمہ بربری [اوپر کی سند نہیں بتاتے]: ۱۷۲
-علی بن ابی طلحہ [سالم] بن المخارق الہاشمی' ابوالحسن [اُن کا سیدنا ابن عباس ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں]: ۲۸۹
-علی بن صالح [مستور]: ۲۷۹
-علی بن عابس اسدی الازرق [سخت غلطیاں کرتا رہتا تھا' اکثر مرویات میں وہم کا شکار ہو جاتا]: ۴۶۷
-علی بن محمد مدائنی مؤرخ [احادیث کے معاملے میں قوی نہیں]: ۱۷۳
-عمر بن ابراہیم ابوحفص عبدی بصری [قتادہ سے منکر اور ثقات کے مخالف روایات نقل کرتا ہے]: ۶۲۰
-فرج بن فضالہ [حدیث میں قلب یعنی ہیر پھیر کرتا تھا' صحیح اسانید کے ساتھ کمزور متون لگاتا تھا]: ۱۵۰
-محمد بن احمد الحکیمی [ثقہ ہیں' لیکن منکر روایات نقل کرتے ہیں]: ۴۳۰
-محمد بن اسحاق [ثقہ' مدلس]: ۳۵۵، ۳۹۰
-محمد بن حمید رازی [بدمذہب' غیر ثقہ' کذاب]: ۳۵۴، ۳۸۵، ۳۹۰
-محمد بن سائب کلبی [جھوٹ بولنے اور رفض سے بدنام تھا]: ۴۳۲
-محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن عطیہ العوفی [کان لیناً فی الحدیث]: ۳۶۵، ۳۹۱، ۳۹۲
-محمد بن عمر علقمہ [منکر]: ۳۸۶، ۴۴۰
-محمد بن قیس مدنی: ۳۹۰
-محمد بن کعب قرظی [قیل: وُلِد في حياة النبي و لم يصح ذالك]: ۳۸۹
-مسلم بن زیاد [موضوع روایت نقل کرنے والا]: ۱۷۳
-مطلب بن زیاد بن ابی زہیر ثقفی کوفی [بکثرت وہم کا شکار ہوا کرتا تھا]: ۴۶۷
-معاویہ بن صالح بن حُدَیر بن سعید بن سعد بن فہر [ثقہ' صالح]: ۲۸۹
-مقاتل بن حیان [آگے کا سلسلہ نہیں بتاتے' اُن کی ملاقات کسی صحابی سے ثابت نہیں' ان کی روایات مدلس ہوتی ہیں]: ۵۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-مقاتل بن سلیمان ازدی خراسانی:۲۹۲
-موسیٰ بن جبیر انصاری مدنی [مستور الحال غلطیاں کرتا ہے ثقہ راویوں کے برخلاف الفاظ حدیث نقل کرتا ہے]
:۱۳۹
-موسیٰ بن عبداللہ:۲۷۹
-موسیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی صنعانی [شیخ، دجال وضاع، منکر الحدیث، ثقہ نہیں]:٦٧
-موسیٰ بن یسار [مراسیل نقل کرنے والا]:۵۰۳
-نقاش: ابوبکر محمد بن الحسن [حدیث میں جھوٹا، قصہ گوئی اس پر غالب تھی، منکر احادیث بیان کرتا تھا]:۴۲۷
-نہیک بن سنان سلمی [ابن حبان کے نزدیک ثقہ باقی ائمہ جرح وتعدیل نے ان کا نام تک نہیں لیا]:۱٦۴
-نوح بن محمد ایلی [کسی نے بھی انہیں ثقہ نہیں کہا]:۱۷۲
-واقدی [کذاب وضاع]:۳٦۰
-ولید بن محمد موقری ابوالبشر بلقاوی [کذاب، متروک، ناقابل احتجاج، منکر الحدیث]:۳۰۲
-یحییٰ بن سلام بن ابی ثعلبۃ تیمی، بصری، افریقی [ضعیف]:۱٦۸
-یحییٰ بن سلمۃ کہیل [متروک، منکر الحدیث، ضعیف الحدیث]:۱۵۱
-یزید الفارسی [مجہول، ضعیف]:۴۱۵، ۴۱٦
-یونس بن عبداللہ صدفی [ثقہ]:۳٦۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرسِ مصطلحات واماکن وغیرہ

- استخدام: ۱۸۴-۱۸۵
- اسرائیلیات: ۳۷۰
- اشاعرہ: ۵۲۰
- اہل السنۃ والجماعۃ: ۵۲۱
- بَحِیْرَۃ: ۲۷۵
- بلاذُر: ۲۷
- تجسیم وتشبیہ: ۱۶۶
- تدلیس: ۳۸۷
- تدلیس التسویہ: ۳۸۸
- تَعَسُّف: ۳۲
- توریہ: ۱۸۵
- جہمیہ: ۳۶۴، ۵۲۵
- جھوٹ کی لڑی: ۲۹۳
- الجناس التام: ۱۸۵
- حشویہ/اہل الحشو: ۵۱۵
- حنفیہ میں مبتدعین ومعتزلہ: ۶۰۴
- خارجی: ۳۰۰
- درس نظامی: ۵۵۱
- روافض: ۵۲۸
- زنادقہ: ۳۵۸
- زیدیہ: ۱۶۶
- سَائِبَۃ: ۲۷۵
- سجن: ۶۵۴
- سہالی: ۵۵۱
- سوفسطائیہ: ۳۵۸
- شاذ قراءتیں: ۱۶۷
- شطحیات: ۶۴۲
- شیخین: ۵۶۷
- صاحبین: ۵۶۴
- ظہار: ۲۲۶
- عبادلہ: ۳۰۱
- غریب: ۲۷۴
- غیر منصرف: ۴۴
- قزوین: ۳۳۶
- کرّامیہ: ۱۶۹
- ماتریدیہ: ۵۲۰
- مُرجئہ: ۱۶۶
- مستور: ۲۷۹
- معتزلی: ۱۶۷
- معتزلہ: ۵۲۳
- مُعَرَّب: ۲۱
- مفصل: ۱۶۳
- مقارب الحدیث: ۲۹۴
- نَسَف/نخشب: ۵۱۹
- نَسِیْئَۃ: ۲۷۵
- نہروان: ۳۰۵
- نیسابور: ۳۷۳
- وحدۃ الوجود: ۶۴۹
- وَصِیْلَۃ: ۲۷۵
- وَیْ، کَاَنَّ: ۴۰۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرسِ اشعار

أتھجوهُ و لَستَ لهُ بِنِدٍّ فَشرُّ كما لِخيرِ كُما الفِداءُ صفحہ:۳۴۳،۲۶۳

إذا نَزَلَ السَّحابُ بأرضِ قومٍ رَعَيناهُ و إن كانوا غِضاباً صفحہ:۱۸۶

إذا لَم يَكُنْ مَلِكٌ ذاهِبَةٍ فَدَعهُ فَدَولَتُهُ ذاهِبَةٌ صفحہ:۱۸۶

اِنَّ التَّفَاسِيرَ فِي الدُّنيَا بِلَا عَدَدٍ صفحہ:۱۸۶
وَ لَيسَ فِيهَا لَعَمرِي مِثلَ كَشَّافِي
اِنْ كُنتَ تَبغِي الْهُدَى فَالزَمْ قِرَاءَتَهُ
فَالْجَهلُ كَالدَّاءِ وَالْكَشَّافُ كَالشَّافِي

تَرَّاكُ أمْكِنَةٍ إذَا لَم أرضِهَا أويَعْتَلِقْ بَعضُ النُّفُوسِ حِمَامُهَا صفحہ:۲۰۶

تَمَنَّى كِتَابَ اللّٰهِ اَوَّلَ لَيْلَةٍ و اٰخِرُهَا لَاقَى حِمَامَ الْمَقَادِرِ صفحہ:۳۹۸

صُرهُنَّ اِصْرِيْ وِغِيْضَ الْمَاءُ مَعَ وِزْرٍ صفحہ:۹۶
ثُمَّ الرَّقِيمُ مَنَاصٍ و السَّنَا النُّورُ

فقالَتْ : رُحْ بِرَبِّكَ مِنْ أمَامِي فقلتُ لها:بِرَبِّكِ أنتِ رُوحِي صفحہ:۱۸۵

فَقُلْتُ لَهَا قِفِي فَقَالَتْ:قَافْ صفحہ:۶۳۷

لَجَمَاعَةٌ سَمُّوا هَوَاهُم سُنَّةً وَ جَمَاعَةٌ حُمُرٌ لَعَمرِيْ مُوْكَفَةٌ صفحہ:۵۸۸
قَدْ شَبَّهُوهُ بِخَلْقِهِ وَ تَخَوَّفُوا شَنْعَ الْوَرَى فَتَسَتَّرُوا بِالْبَلْكَفَةِ

ما لِي بأمرِك كرسي أكاتمه وَ لَا يُكَرْسِيُّ عِلْمَ اللّٰهِ مَخْلُوق صفحہ:۵۷۲

مُسْبِلٌ فِي الحَيِّ، أحْوَى، رِفَلٌّ و إذا يَغزوا فَسِمعٌ أزَلُّ صفحہ:۱۹۱

وسَخَّرِ مِن جِنِّ الملائك شِيعةً قِياماً لَّدَيْه يعملونَ بلا أجر صفحہ:۲۱۰

وصالحُ الحديثِ أو مقارِبُهُ جَيِّدُهُ حَسَنُهُ مقارِبَهُ صفحہ:۲۹۴

وَكَمْ مِّنْ عَائِبٍ قَوْلاً صَحِيْحاً وَ آفَتُهُ مِنَ الفَهمِ السَّقِيمِ صفحہ:۶۰۹

يا جَاعِلَ العلمِ له بازِيًا يَصطادُ أموالَ المساكين صفحہ:۵۷۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس مصادر و مراجع

[اس کتاب کے علمی منابع]

– آداب الشافعی ومناقبہ' ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۴ھ=۲۰۰۲ء

– الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ' عبدالحی لکھنوی' تحقیق: ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف' دارالقرآن والسنۃ' ہوتی' مردان' پاکستان' ۱۴۳۱ھ=۲۰۱۰ء

– إبرازُ المعانی من حرز الامانی فی القراءات السبع' عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم ابوشامۃ دمشقی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ

– إحکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' بدون تاریخ

– احکام القرآن' ابوبکر الجصاص' الرازی' الحنفی' سہیل اکیڈمی' لاہور

– احکام القرآن' ابن العربی' المالکی' دارالجیل' بیروت' ۱۴۰۷ھ=۱۹۸۷ء

– احکام القرآن' عماد الدین بن محمد طبری الکیا الہراسی' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۰۳ھ=۱۹۸۳ء

– احوال الرجال' ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب' جوزجانی' المکتبۃ الاثریۃ' سانگلہ ہل' بدون تاریخ

– إحیاء علوم الدین' محمد بن محمد بن محمد غزالی' دارالمعرفۃ بیروت' بدون تاریخ

– اخبار اِصبہان' ابونعیم احمد بن عبداللہ اِصبہانی' مدینۃ لیڈن' ۱۹۳۱ء

– أخبارُ النحویین البصریین' قاضی ابوسعید حسن بن عبداللہ السیرافی' تحقیق: طٰہ محمد الزینی' مصطفی البابی الحلبی مصر' ۱۳۷۴ھ=۱۹۵۵ء

– ادب الاملاء والاستملاء' عبدالکریم سمعانی' دارالباز مکۃ المکرمۃ' ۱۴۰۱ھ=۱۹۸۱ء

– ادب الکاتب' ابن قتیبۃ: عبداللہ بن مسلم' تحقیق: محمد محی الدین عبدالحمید' بدون نام طابع وناشر وتاریخ اشاعت

– اردو دائرہ معارف اسلامیہ' دانش گاہ پنجاب' طبع اول: ۱۳۹۱ھ=۱۹۷۱ء

– ارشاد طلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق' ابوزکریا یحی بن شرف نووی' مکتبۃ الایمان' مدینہ منورہ تحقیق: عبدالباری فتح اللہ السلفی' طبع اول: ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۷ء

– ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب = معجم الادباء

– ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم' ابوالسعود محمد بن محمد العمادی' دار إحیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۱۴ھ=۱۹۹۴ء

– الارشاد في معرفۃ علماء الحدیث' ابویعلیٰ خلیل بن عبداللہ بن احمد خلیلی' تحقیق: ولید متولی محمد'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر' القاہرۃ' ۱۴۳۱ھ = ۲۰۱۰ء

–ارشاد الساری شرح صحیح البخاری' قسطلانی' دار المعرفۃ بیروت' بدون تاریخ

–إرواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل' محمد ناصر الدین البانی' المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء

–أسُدُ الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ' ابن الاثیر' دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

–اصول السنۃ' ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بابن ابی زمنین الاندلسی' مکتبۃ الغرباء الاثریۃ' المدینۃ النبویۃ سعودی عرب' ۱۴۱۵ھ

–اصول السنۃ: شرح أصول اعتقاد أهل السُّنَّة و الجماعة' ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور لالکائی' تخریج: محمد عبدالسلام شاہین' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۲

–اِعجاز القرآن، ضمن: تالیفاتِ عثمانی' شبیر احمد عثمانی' ادارہ اسلامیات' لاہور' ۱۴۱۱ھ = ۱۹۰۰ء

–اِعجاز القرآن' مصطفیٰ صادق رافعی' دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۳۹۳ھ = ۱۹۷۳ء

–اِعراب ثلاثین سورۃ من القرآن الکریم' ابوعبداللہ الحسین بن احمد المعروف بابن خالویہ' دار السرور' بیروت' بدون تاریخ

–اِعراب القرآن' ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل ابن النحاس' عالم الکتب' بیروت' ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء

–اعلام الموقعین عن رب العالمین' ابوعبداللہ محمد بن قیم الجوزیۃ' دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء

–أعیانُ الشیعۃ' سید محسن الامین' تحقیق: حسن الامین' دار التعارف للمطبوعات' بیروت' ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۳ء

–أقرَبُ المَوَارِد في فُصحِ العربية و الشَّوَارِد' مکتبۃ لبنان' ۱۹۹۲ء

–اَکابر علماءِ دیوبند' حافظ محمد اکبر شاہ بخاری' ادارہ اسلامیات' لاہور' ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء

–اِکمالُ تہذیب الکمال فی اَسماء الرجال' علاء الدین مغلطائی' الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر' القاہرۃ ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء

–اِکمال المعلم شرح صحیح مسلم' قاضی عیاض بن موسیٰ' دار الوفاء بیروت' ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۸ء

–اِملاء مامَنّ بہ الرحمٰن = التبیان فی اِعراب القرآن

–انوار التنزیل واسرار التأویل المعروف بتفسیر البیضاوی' ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی' دار احیاءِ التراث العربی بیروت' ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء

–ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون' اسماعیل باشا ابن محمد امین البابانی البغدادی' المکتب الاسلامی استانبول' ۱۳۶۴ھ = ۱۹۴۵ء

–الابانۃ عن اصول الدیانۃ' ابوالحسن الاشعری' مکتبۃ المؤید' مکۃ المکرمۃ' ۱۹۹۰ء

–الاتقان فی علوم القرآن' سیوطی' تحقیق: عبدالرحمٰن فہمی زواوی' دار عد الجدید' مصر' ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

–الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان‘ تحقیق: شعیب ارنووط‘ مؤسسۃ الرسالۃ‘ بیروت‘ ۱۹۸۷ء

–الاستذکار‘ ابن عبدالبر قرطبی‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت‘ ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۰ء

–الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب‘ ابوعمر یوسف بن عبدالبر قرطبی‘ تحقیق: ڈاکٹر خلیل مأمون شیما‘ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

–الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة‘ ملا علی قاری‘ تحقیق: محمد الصباغ‘ المکتب الاسلامی‘ بیروت‘ ۱۴۰۶ھ = ۱۹۰۶ء

–الاسماء والصفات‘ ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی‘ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت‘ بدون تاریخ

–الاشتقاق‘ ابوبکر محمد بن الحسن بن دُرید‘ تحقیق: عبدالسلام محمد ہارون‘ مکتبۃ الخانجی‘ مصر‘ بدون تاریخ

–الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ‘ ابن حجر عسقلانی‘ دار إحیاء التراث العربی‘ بیروت‘ بدون تاریخ

–الاصل والبیان لمعرب القرآن‘ شیخ حمزہ فتح اللہ‘ دار العلوم العلیا‘ مصر‘ بدون تاریخ

–الاضداد‘ ابن السکیت‘ تحقیق: ڈاکٹر اگست ہوفنر‘ المطبعۃ الکاثولیکیۃ‘ بیروت‘ ۱۹۱۷ء

–الاضداد‘ اصمعی‘ تحقیق: ڈاکٹر اگست ہوفنر‘ المطبعۃ الکاثولیکیۃ‘ بیروت‘ ۱۹۱۷ء

–الاضداد‘ سجستانی‘ تحقیق: ڈاکٹر اگست ہوفنر‘ المطبعۃ الکاثولیکیۃ‘ بیروت‘ ۱۹۱۷ء

–الاضداد‘ قطرب: ابوعلی محمد بن المستنیر قطرب‘ تحقیق: ڈاکٹر حنّا الحدّاد‘ دار العلوم الریاض‘ سعودی عرب ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۴ء

–الاضداد‘ محمد بن القاسم الانباری‘ تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم‘ المکتبۃ العصریۃ بیروت‘ ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء

–الإعلام بأصول الأعلام الواردة في قصص الأنبياء عليهم السلام‘ ڈاکٹر عبدالرحیم‘ دار القلم دمشق ۱۴۱۳ھ = ۱۹۹۲ء

–الأعلام قاموس تراجم لأشهر الرجال والنساء‘ خیرالدین زِرِکلی‘ دار العلم للملایین‘ بیروت ۱۹۷۴ء

–الإكسير في علم التفسير‘ سلیمان بن عبدالقوی بن عبدالکریم‘ طوفی‘ صرصری‘ بغدادی‘ تحقیق: ڈاکٹر عبدالقادر حسن‘ مکتبۃ الآداب‘ قاہرہ‘ بدون تاریخ

–الانساب‘ عبدالکریم بن محمد سمعانی‘ دار الکتب العلمیۃ‘ بیروت‘ ۱۴۰۸ھ = ۱۹۸۸ء

–الإنتصاف‘ أحمد بن المنيّر‘ برہامش تفسیر الکشاف‘ مکتبۃ الشیخ‘ کراچی‘ بدون تاریخ

–الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء‘ ابن عبدالبر‘ تحقیق: عبدالفتاح ابوغدۃ‘ المکتبۃ الغفوریۃ‘ کراچی

–الأوسط = کتاب الأوسط

–بائبل‘ کتاب مقدس‘ بائبل سوسائٹی‘ لاہور‘ بدون تاریخ

–بحر العلوم‘ نصر بن محمد بن احمد ابواللیث السمرقندی‘ تحقیق: ڈاکٹر محمد مطرجی‘ دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-بدائع الفوائد'ابوعبداللہ محمد بن قیم الجوزیہ' دارالفکر بیروت'بدون تاریخ

-بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز' مجدالدین فیروزآبادی'تحقیق:استاذ محمد علی النجار'دارالکتب العلمیہ بیروت'بدون تاریخ

-بُغیَۃُ الوُعَاۃِ فِي طَبَقَاتِ اللُّغوِیِّینَ وَالنُّحَاۃِ'سیوطی'المکتبۃ العصریۃ'بیروت'بدون تاریخ

-بلوغ الارب'محمود شکری آلوسی'ترجمہ وحواشی:ڈاکٹر پیر محمد حسن'اردو سائنس بورڈ'لاہور'۲۰۰۱ء

-بیان القرآن'اشرف علی تھانوی'مکتبہ رحمانیہ'لاہور'اکتوبر ۲۰۱۱ء

-بیان القرآن'محمد علی لاہوری قادیانی'مطبع کریمی'لاہور'۱۳۴۰ھ

-بیس بڑے مسلمان'عبدالرشید ارشد'مدرسہ رشیدیہ'ساہیوال

-الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث'احمد محمد شاکر'جمعیۃ التراث الاسلامی'کویت'۱۴۱۴ھ=۱۹۹۴ء

-البحر الرائق شرح کنز الدقائق'ابن نجیم الحنفی'سعید ایچ ایم کمپنی'کراچی

-البحر الزخار المعروف بمسند البزار'تحقیق:ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن زین اللہ'مکتبۃ العلوم والحکم'مدینہ منورہ ۱۴۰۹ھ

-البحر المحیط'ابوعبداللہ محمد بن یوسف ابوحیان اندلسی'دار احیاء التراث العربی'بیروت'۱۴۱۱ھ=۱۹۹۰ء

-البدء والتاریخ'مطہر بن طاہر المقدسی'مکتبۃ الثقافۃ الاسلامیۃ'بدون ذکر مقام وتاریخ اشاعت

-البدایۃ والنہایۃ'ابن کثیر'دار احیاء التراث العربی'بیروت'۱۴۲۲ھ=۲۰۰۱ء

-البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن التاسع'محمد بن علی شوکانی'مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۴۸ھ

-البرہان فی علوم القرآن'بدرالدین زرکشی'دارالمعرفۃ بیروت'بدون تاریخ

-البلاغ کا مفتی اعظم نمبر'دارالعلوم کراچی

-البلاغۃ،تطور وتاریخ'ڈاکٹر شوقی ضیف'دارالمعارف'القاہرۃ'مصر'بدون تاریخ

-البُلغَۃ في تراجم أئمۃ النّحو واللُّغۃ'مجدالدین محمد بن یعقوب الفیروزابادی'تحقیق:محمد المصری' دار سعدالدین'دمشق'۱۴۲۱ھ=۲۰۰۰ء

-تاج العروس من جواہر القاموس'محمد مرتضی الزبیدی'منشورات مکتبۃ الحیاۃ بیروت'بدون تاریخ

-تاج التراجم'قاسم بن قطلوبغا'تحقیق:محمد عمیر رمضان یوسف'دارالقلم دمشق'۱۴۱۲ھ=۱۹۹۲ء

-تاریخ ابن جریر طبری'محمد بن جریر طبری'مؤسسۃ الاعلمی'بیروت'۱۹۸۳ء

-تاریخ ابن قاضی شہبۃ'ابوبکر احمد بن قاضی شہبۃ اسدی دمشقی'تحقیق:عدنان درویش'المعہد الفرنسی للدراسات العربیۃ'دمشق'۱۹۹۴ء

-تاریخ مدینۃ دمشق الکبیر'ابوالقاسم علی بن ہبۃ اللہ ابن عساکر'تحقیق:محب الدین ابوسعید عمر بن غرامۃ العمروی' دارالفکر بیروت'۱۴۱۳ھ=۱۹۹۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– تاریخ الاسلام' ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا' دار الکتب العلمیۃ' بیروت' ١٤٢٦ھ = ٢٠٠٥ء

– تاریخ التراث العربی' فؤاد سیزگین' وزارۃ التعلیم العالی' سعودی عرب' ١٤٠٤ھ = ١٩٨٤ء

– تاریخ بغداد' خطیب بغدادی' دار الکتب العربیۃ' بیروت' بدون تاریخ

– تاریخ قضاۃ مصر = کتاب الولاۃ وکتابۃ القضاۃ' ابوعمر محمد بن یوسف الکندی المصری' مطبعۃ الآباء الیسوعیون بیروت' ١٩٠٨ء

– تاریخ الثقات' عجلی: احمد بن عبداللہ بن صالح' تحقیق: ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی' دار الباز' مکۃ المکرمۃ' ١٤٠٥ھ = ١٩٨٤ء

– تاریخ الطبری = تاریخ الامم والملوک' محمد بن جریر' مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت' بدون تاریخ

– تاریخ القرآن الکریم' محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی المکی' مطبعۃ الفتح' جدۃ' الحجاز' ١٣٦٥ھ = ١٩٤٦

– تاریخ الیعقوبی' احمد بن اسحاق بن جعفر یعقوبی بغدادی' دار الکتب العلمیۃ' بیروت' ١٤٢٣ھ = ٢٠٠٢ء

– تأویل مختلف الحدیث' ابن قتیبۃ: ابومحمد عبداللہ بن مسلم' تحقیق: ابوالمظفر سعید بن محمد السناری' دار الحدیث القاہرۃ ١٤٢٧ھ = ٢٠٠٦ء

– تأویل مشکل القرآن' ابن قتیبۃ: ابومحمد عبداللہ بن مسلم' تحقیق: سید احمد صقر' دار التراث' القاہرۃ' بدون تاریخ

– تأویلات اہل السنۃ' ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی' تحقیق: ڈاکٹر مجدی باسلوم' دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤٢٦ھ = ٢٠٠٥ء

– تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان بعض مایشیر إلی إعجاز القرآن المعروف بتفسیر المہائمی' علی مہائمی' مطبعۃ بولاق' مصر' بدون تاریخ

– تجلیاتِ صحابہ' عامر عثمانی' مکتبۃ الحجاز' کراچی

– تُحفَۃُ المودود بأحکام المولود' شمس الدین محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیۃ' دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤٠٣ھ = ١٩٨٣ء

– تخریج احادیث الکشاف = تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی تفسیر الکشاف للزمخشری' جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف الزیلعی' تحقیق: سلطان بن فہد الطبیشی' ادارۃ الشئون الاسلامیۃ' مکۃ المکرمۃ' ١٤٢٤ھ = ٢٠٠٣ء

– تدبر قرآن' امین احسن اصلاحی' فاران فاونڈیشن لاہور' ١٤٢١ھ = ٢٠٠٠ء

– تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی' سیوطی' دار الکتاب العربی' بیروت' ١٤١٩ھ = ١٩٩٩ء

– تذکرہ علمائے ہند' تالیف: مولوی رحمان علی' ترتیب وترجمہ: محمد ایوب قادری' پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی' کراچی' ١٩٦١

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– تذکرۃ الحفاظ، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، دار إحیاء التراث العربی بیروت، بدون تاریخ
– تذکرۃ المفسرین، محمد زاہد الحسینی، دار الارشاد اٹک، طبع سوم ۱۴۲۵ھ
– تسہیل بلغۃ الحیران، ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف، اشاعت اکیڈمی پشاور، رمضان ۱۴۲۹ھ = ستمبر ۲۰۰۸ء
– تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس، ابن حجر عسقلانی، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۴ء
– تفسیر ابن ابی حاتم، تحقیق: اسد محمد الطیب، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء
– تفسیر ابن جریر طبری، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء
– تفسیر ابن عربی، محی الدین بن علی بن محمد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء
– تفسیر ابن کثیر = تفسیر القرآن العظیم
– تفسیر ابو السعود = ارشاد العقل السلیم
– تفسیر احسن الکلام، عبدالسلام رستمی، جامعہ عربیہ لاشاعۃ التوحید والسنۃ، بڈھ بیر پشاور، بدون تاریخ
– تفسیر بیضاوی = انوار التنزیل واسرار التأویل
– تفسیر حبیبی، حبیب الرحمٰن، دار التصنیف، رستم، مردان، مختلف اوقات میں پارہ پارہ شائع ہوتی رہی۔
– تفسیر روح المعانی، سید محمود آلوسی بغدادی، تحقیق: جماعۃ من العلماء، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۳۱ھ = ۲۰۱۰ء
– تفسیر زاد المسیر فی علم التفسیر، ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی، تحقیق: عبدالرزاق مہدی، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء
– تفسیر الجلالین، جلال الدین محلی، جلال الدین سیوطی، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء
– تفسیر السراج المنیر فی الاعانۃ علیٰ معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر، محمد بن احمد الخطیب الشربینی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء
– تفسیر سید نعیم الدین مراد آبادی، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور
– تفسیر شبیر احمد عثمانی، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، بدون تاریخ
– تفسیر عبدالرزاق الصنعانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، بدون تاریخ
– تفسیر عبدالماجد دریابادی، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، بدون تاریخ
– تفسیر فتح القدیر = فتح القدیر
– تفسیر کتاب اللہ العزیز، ہود بن مُحَکَّم ہُوّاری، تحقیق: الحاج بن سعید شریفی، دار الغرب الاسلامی بیروت، ۱۹۹۰ء
– تفسیر ماجدی، انگریزی، عبدالماجد دریابادی، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، بدون تاریخ
– تفسیر مظہری، اردو، عبدالدائم جلالی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، بدون تاریخ
– تفـ... ابو الخیر عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، دار احیاء التراث العربی بیروت،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۱۸ھ=۱۹۹۸ء
– تفسیر التستری=تفسیر القرآن العظیم، ابومحمد سہل بن عبداللہ تستری، تحقیق: طٰہ عبدالرؤف، دار الحرم للتراث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ=۲۰۰۴ء
– تفسیر الخازن، علاء الدین علی بن محمد، وحیدی کتب خانہ، پشاور، بدون تاریخ
– تفسیر السمرقندی=بحر العلوم
– تفسیر السمعانی، ابوالمظفر السمعانی، تحقیق: ابوتمیم یاسرین ابراہیم، دار الوطن، ریاض، سعودی عرب، ۱۴۱۸ھ=۱۹۹۷ء
– تفسیر الطبرانی: التفسیر الکبیر، تحقیق ہشام البدرانی، دار الکتاب الثقافی، الاردن، ۲۰۰۸ء
– تفسیر القرآن العزیز، ابن ابی زمنین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی زمنین، تحقیق: ابوعبداللہ حسن بن عکاشۃ، الفاروق الحدیثیۃ للطباعۃ والنشر، القاہرۃ، ۱۴۲۳ھ=۲۰۰۲ء
– تفسیر القرآن العظیم=تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، تحقیق: مصطفٰی سید محمد، دار عالم الکتب، ریاض، ۱۴۲۵ھ=۲۰۰۴ء
– تفسیر القرطبی=الجامع لاحکام القرآن، قرطبی: محمد بن احمد، تحقیق: عبدالرزاق المہدی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۸ھ=۱۹۹۷ء
– تفسیر القرآن، سرسید احمد خان، دوست ایسوسی ایٹس، لاہور، ۱۹۹۸ء
– تفسیر الکشاف، جاراللہ محمود بن عمر زمخشری، مکتبۃ الشیخ، کراچی، بدون تاریخ
– تفسیر الماوردی=النکت والعیون
– تفسیر المنار=تفسیر القرآن الحکیم، سید محمد رشید رضا، دار المنار، قاہرہ، ۱۳۶۶ھ=۱۹۴۷ء
– تفسیر النسفی المعروف مدارک التنزیل، عبداللہ بن احمد، دار القلم، بیروت، ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۹ء
– تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء
– تقریب التہذیب، ابن حجر عسقلانی، تحقیق: محمد عوامہ، دار الیسر للنشر، مدینہ منورہ، ۱۴۳۰ھ=۲۰۰۹ء
– تکملۃ معجم المؤلفین، محمد خیر رمضان یوسف، دار ابن حزم، بیروت، ۱۴۱۸ھ=۱۹۹۷ء
– تلبیس ابلیس، ابن جوزی، دار الفکر، بیروت، بدون تاریخ
– تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی، تحقیق: شیخ عادل وعلی محمد معوض، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۷ھ=۲۰۰۶ء
– تلخیص المستدرک، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، دار الکتاب العربی، بیروت، بدون تاریخ
– تلقیح فھوم أھل الأثر في عیون التاریخ و السیر، ابن جوزی، ادارہ احیاء السنۃ، گھر جاکھ، بدون تاریخ
– تنشیط الاذہان فی اصول تفسیر القرآن، سید عبدالسلام رستمی، الجامعۃ العربیۃ، بڈھ بیر، پشاور، ۱۴۲۵ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– تمییز الطیب من الخبیث، عبدالرحمٰن بن علی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۳ء
– تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ابن عراق کنانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۰۱ھ = ۱۹۸۱ء
– توجیہ النظر الی اصول الاثر، طاہر بن صالح الجزائری، دارالباز مکۃ المکرمۃ، بدون تاریخ
– تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ابن زیدان، دار إحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ = ۱۹۸۴ء
– تہذیب الاسماء واللغات، نووی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء
– تہذیب التہذیب، ابن حجر عسقلانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۵ھ = ۱۹۹۴ء
– تہذیب السنن، ابوعبداللہ محمد بن قیم الجوزیۃ، دارارقم، مکتبۃ المعارف، ریاض، ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء
– تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، مزی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۱۳ھ = ۱۹۹۲ء
– تہذیب اللغۃ، ابومنصور محمد بن احمد ازہری، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۱ء
– التاریخ، یحیٰی بن معین، جامعۃ الملک عبدالعزیز، مکۃ المکرمۃ، ۱۳۹۹ھ = ۱۹۷۹ء
– التاریخ الاوسط، محمد بن اسماعیل بخاری، دارالصمیعی، سعودی عرب، ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء
– التاریخ الصغیر، محمد بن اسماعیل بخاری، دارالمعرفۃ بیروت، ۱۴۰۶ھ = ۱۹۸۶ء
– التاریخ الکبیر، محمد بن اسماعیل بخاری، دارالباز، مکۃ المکرمۃ، بدون تاریخ
– التَّبصِیرُ فِي الدِّین و تَمییزُ الفِرقَۃِ النَّاجِیَۃ: ابوالمظفر اسفرائینی، تحقیق: کمال یوسف الحوت عالم الکتب، بیروت، بدون تاریخ
– التبیان فی إعراب القرآن، المعروف إملاء مامن بہ الرحمٰن، ابوالبقاء العکبری، تحقیق: سید کریم الفقی، دارالیقین، المنصورۃ، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء
– التبیان فی أقسام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن قیم الجوزیۃ، دار إحیاءِ العلوم بیروت، ۱۴۰۹ھ = ۱۹۸۸ء
– التبیان فی علوم القرآن، محمد علی صابونی، مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ۱۹۸۳ء
– التَّحبِیر في علم التَّفسِیر، جلال الدین سیوطی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۲ء
– التَّذکار في أفضل الأذکار، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الانصاری القرطبی، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۵ء
– التَّذکِرَۃُ في الأحادیث المشتَہَرَۃ، بدرالدین زرکشی، دارالباز مکۃ المکرمۃ، ۱۴۰۶ھ = ۱۹۸۶ء
– التَّعریف و الإعلام فیما أبہِمَ من الأسماء والأعلام في القرآن الکریم، ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۰۷ھ = ۱۹۸۷ء
– التَّعلِیق المُمَجَّد علی موطأ محمد، ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی، تحقیق: ڈاکٹر تقی الدین ندوی، دارالقلم دمشق، ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء
– التَّعلِیق المُمَجَّد علی موطأ محمد، ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی' ۱۳۸۱ھ=۱۹۶۱ء
—التفسیر البسیط' ابوالحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی' تحقیق: لجنة من المحققین' وزارة التعلیم العالی' المملکة العربیة السعودیة' ۱۴۳۰ھ
—التفسیر الکبیر' فخر الدین رازی' دار إحیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۱۵ھ=۱۹۹۷ء
—التفسیر الوسیط' ابوالحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی' تحقیق: لجنة من المحققین' دار الکتب العلمیة' بیروت' ۱۴۱۵ھ=۱۹۹۴ء
—التَّفْسِيرُ الْمَظْهَرِي' قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی' بلوچستان بک ڈپو' کوئٹہ' ۱۴۰۴ھ=۱۹۸۳ء
—التفسیر والمفسرین' ڈاکٹر محمد حسین ذہبی' آوند دانش' نام شہر و سن طباعت ندارد
—التَّقْيِيد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصَّلاح' عبدالرحیم بن حسین عراقی' المکتبة السلفیة' مدینہ منورہ ۱۳۸۹ھ=۱۹۶۹ء
—التَّكملة لكتاب الصِّلَةِ' ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر ابن الابار القضاعی' دار الکتب العلمیة' بیروت ۱۴۲۹ھ=۲۰۰۸ء
—التَّكملة لِوَفياتِ النَّقَلَة' زکی الدین ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری' تحقیق: ڈاکٹر بشار عواد معروف' مؤسسة الرسالة' ۱۴۰۵ھ=۱۹۸۴ء
—التَّلويح على التَّوضيح لِمَتن التَّنقيح' سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی' مکتبہ فاروقیہ' پشاور ۱۴۱۶ھ=۱۹۹۶ء
—التَّنبيه والرَّدُّ على أهل الأهواء والبدع' ابن عبدالرحمٰن ملطی' تحقیق: محمد زینہم محمد عرب' مکتبة مدبولی' القاهرة ۱۴۱۳ھ=۱۹۹۳ء
—الثقات' ابن حبان: محمد' دار الفکر' بیروت' ۱۳۹۳ھ=۱۹۷۳ء
—جامع بیان العلم وفضله' ابن عبدالبر قرطبی' دار ابن الجوزی' الدمام' سعودی عرب ۱۴۲۷ھ
—جامع الرسائل' ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیة' تحقیق: ڈاکٹر محمد رشاد سالم' دار المدنی' جدة' ۱۴۰۵ھ=۱۹۸۴ء
—جزء القراءة خلف الامام' محمد بن اسماعیل بخاری' المکتبة التجاریة' مکة المکرمة' بدون تاریخ
—جَلاءُ العَينَين بمُحَاكَمَةِ الأَحْمَدَين' سید نعمان خیر الدین الشہیر بابن الآلوسی البغدادی' مطبعة المدنی' القاهرة' ۱۴۰۱ھ=۱۹۸۱ء
—جمالُ القُراء وكمالُ الإقراء' علم الدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالصمد السخاوی' دراسة وتحقیق: عبدالحق عبدالدائم سیف القاضی' مؤسسة الکتب الثقافیة' بیروت' بدون تاریخ
—جمع الوسائل شرح الشمائل' ملا علی قاری' نور محمد کارخانہ تجارت کتب' آرام باغ کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– جمہرۃ انساب العرب' ابن حزم' المکتبۃ الاثریۃ' لاہور' ۱۹۸۱ء
– جمہرۃ اللغۃ' ابن دُرَید: ابوبکر محمد بن الحسن' تحقیق: ڈاکٹر رمزی منیر بعلبکی' دار العلم للملایین' نومبر ۱۹۸۷ء
– جوامع السیرۃ النبویۃ' ابومحمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم اندلسی' تصحیح: عبدالکریم سامی الجندی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۴ھ = ۲۰۰۳ء
– جواہر القرآن' غلام اللہ خان' مکتبہ رشیدیہ' راولپنڈی' بدون تاریخ
– الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر' سیوطی' دار المعرفۃ بیروت' بدون تاریخ
– الجامع لاحکام القرآن = تفسیر القرطبی
– الجرح والتعدیل' ابوحاتم رازی' المکتبۃ العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ
– الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ' عبدالقادر قرشی' دار الکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء
– حاشیۃ الشہاب المسماۃ عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی علی تفسیر البیضاوی' احمد بن محمد بن شہاب الدین خفاجی مصری دار صادر بیروت' بدون تاریخ
– حُجَّۃُ اللّٰہِ البالِغَۃُ' شاہ ولی اللہ دہلوی' میر محمد کارخانہ کتب' آرام باغ' کراچی' بدون تاریخ
– حدائق الحنفیۃ' فقیر محمد جہلمی' المیزان لاہور' ۲۰۰۵ء
– حُسنُ المُحَاضَرَۃ في أخبار مصر والقاھرۃ' جلال الدین عبدالرحمٰن بن محمد سیوطی' تحقیق: خلیل المنصور' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۷ء
– حقائق التفسیر = تفسیر السلمی' ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین ازدی سلمی' تحقیق: سید عمران' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۱ء
– حلبی کبیر = غنیۃ المتملی
– حِلیۃ الاولیاء' ابونعیم اصفہانی' دار الفکر بیروت' بدون تاریخ
– حیاتِ جاوید' خواجہ الطاف حسین حالی' شاہ کار فاونڈیشن کراچی' بدون تاریخ
– الحُجَّۃ للقُرَّاءِ السبعۃ' ابوعلی حسن بن احمد بن عبدالغفار الفارسی' تحقیق: کامل مصطفیٰ الہنداوی' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۱ء
– خزانۃ الادب ولب لباب لسان العرب' عبدالقادر بن عمر البغدادی' مکتبۃ الخانجی' مصر' بدون تاریخ
– خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر: محمد محبی' دار الکتب المصریۃ' مصر' ۱۲۸۴ھ
– خلافت وملوکیت' سید ابوالاعلیٰ مودودی' ادارہ ترجمان القرآن' اچھرہ' لاہور' جنوری ۱۹۷۹ء
– الخطط' احمد بن علی مقریزی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء
– الخصائص الکبریٰ' جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ
– درسِ ترمذی' تقریر مولانا محمد تقی عثمانی' مکتبۃ الرشد' کراچی' ۱۴۱۴ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– دلائل النبوۃ' بیہقی' المکتبۃ الاثریۃ' لاہور' بدون تاریخ
– دیوان تأبّط شرًا' تحقیق: عبدالرحمن المصطاوی' دارالمعرفۃ بیروت' ۱۴۲۴ھ=۲۰۰۳ء
– دیوان محمود وراق' موسسۃ الفنون' عجمان' ۱۹۹۱ء
– دیوان الحماسۃ' ابوتمام حبیب بن اوس الطائی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ
– دیوان الضعفاء والمتروکین' وخلق من المجہولین وثقات فیہم لین' ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' مکتبۃ النہضۃ الحدیثۃ' مکۃ المکرمۃ بدون تاریخ
– الدرر فی اختصار المغازی والسیر' ابن عبدالبر' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۹۸۴ء
– الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ' ابن حجر عسقلانی' دارالجیل بیروت' ۱۴۱۴ھ=۱۹۹۳ء
– الدر المنثور فی التفسیر بالماثور' جلال الدین سیوطی' تخریج: شیخ نجدت نجیب' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۱ھ=۲۰۰۱ء
– الدلیل المفہرس لالفاظ القرآن الکریم' ڈاکٹر حسین محمد فہمی' دارالسلام' القاہرۃ' ۱۴۲۲ھ=۲۰۰۲ء
– ذیل الاحادیث الموضوعۃ' جلال الدین سیوطی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۹۷۴ء
– ذیل الاضداد' صغانی' تحقیق: ڈاکٹر اگست ہوفنر' المطبعۃ الکاثولیکیۃ' بیروت' ۱۹۱۷ء
– ردالمحتار علی درالمختار' حاشیۃ ابن عابدین: محمد امین الشہیر بابن عابدین الشامی' مکتبہ ماجدیہ' کوئٹہ
– رسالۃ المسترشدین' ابوعبداللہ حارث بن اسد المحاسبی البصری' تحقیق: عبدالفتاح ابوغدۃ' مکتب المطبوعات الاسلامیۃ' حلب' ۱۴۱۶ھ=۱۹۹۵ء
– رسائل ومسائل' سید ابوالاعلیٰ مودودی' اسلامک پبلی کیشنز' لاہور' اکتوبر ۱۹۸۲ء
– رسائل ومسائل' سید ابوالاعلیٰ مودودی' اسلامک پبلی کیشنز' لاہور' اپریل 2015ء
– روضات الجنات فی أحوال العلماء والسادات' محمد باقر موسوی خوانساری اصبہانی' بدون نام طابع' ۱۳۴۷ھ
– الرَّدُّ علی الزَّنادقۃ والجَھمِیَّۃ فیما شَکَّتْ فیہ من متشابہ القرآن وتأَوَّلَتْہُ علی غیر تأویلہ' احمد بن محمد ابن حنبل' دراسۃ وتحقیق: دغش بن حبیب العجمی' دارالقبس' الریاض' مکۃ المکرمۃ' ۱۴۲۱ھ
– الرسالۃ القشیریۃ'' عبدالکریم بن ہوازن قشیری' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۹۹۸ء
– الروض الانف فی تفسیر ما اشتمل علیہ احادیث السیرۃ النبویۃ لابن ہشام' سہیلی: عبدالرحمن بن عبداللہ' داراحیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۲۱ھ=۲۰۰۰ء
– زادالمسیر فی علم التفسیر= تفسیر زادالمسیر
– زادالمعاد فی ہدی خیر العباد ﷺ' ابوعبداللہ محمد بن قیم الجوزیۃ' تحقیق: شعیب ارنووط' موسسۃ الرسالۃ' بیروت' ۱۴۱۲ھ=۱۹۹۲ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– زبور = بائبل
– زہر الربیٰ علی المجتبیٰ، جلال الدین سیوطی، دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، ۱۴۰۹ھ = ۱۹۸۸ء
– سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، سید غلام علی آزاد بلگرامی، مطبوعہ ہند
– سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، محمد ناصر الدین الالبانی، مکتبۃ المعارف، الریاض، سعودی عرب، ۱۴۲۰ھ = ۲۰۰۰ء
– سنن ابن ماجۃ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی، دار السلام، الریاض، سعودی عرب، ۱۴۳۰ھ = ۲۰۰۹ء
– سنن ابی داوٗد، اِعداد: عزت عبید الدعّاس، دار الحدیث بیروت، ۱۳۸۸ھ = ۱۹۶۹ء
– سنن ترمذی: محمد بن عیسیٰ، ترقیم: محمد فواد عبد الباقی، دار الکتاب العلمیۃ بیروت، بدون تاریخ
– سنن دارقطنی، علی بن عمر، دار ابن حزم، بیروت، ۱۴۳۲ھ = ۲۰۱۱ء
– سنن دارمی، تحقیق: فواد احمد زمرلی، دار الریان قاہرہ، ۱۴۰۷ھ = ۱۹۸۷ء
– سنن کبریٰ نسائی، تحقیق: ڈاکٹر عبدالغفار سلیمان بنداری، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۱ء
– سنن نسائی، تحقیق: عبدالفتاح ابوغدۃ، دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، ۱۴۰۹ھ = ۱۹۸۸ء
– سیر اعلام النبلاء، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء
– سیرۃ النبی ﷺ، شبلی نعمانی، دار الاشاعت کراچی، بدون تاریخ
– السنن الکبریٰ، بیہقی، نشر السنۃ ملتان، بدون تاریخ
– شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید قاسم محمود، الفیصل، لاہور، بدون تاریخ
– شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ابن عماد، دار الکتب العلمیۃ بیروت، بدون تاریخ
– شرح شُذُورُ الذَّهَبِ في معرفة كلام العرب، ابن ہشام الانصاری، منشورات دار الہجرۃ، قم، ایران بدون تاریخ
– شرح صحیح مسلم، نووی، دار الفکر بیروت، بدون تاریخ
– شرح مسند احمد، احمد محمد شاکر، دار الحدیث، قاہرہ، مصر، ۱۴۱۶ھ = ۱۹۹۵ء
– شرح مشکل الآثار، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ طحاوی، تحقیق: شعیب ارنوؤط، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۳۱ھ = ۲۰۱۰ء
– شرح نخبۃ الفکر، ابن حجر عسقلانی، مکتبۃ الغزالی دمشق، بدون تاریخ
– شرح السنۃ، حسین بن مسعود البغوی، المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۳ء
– شرح السیر الکبیر، املاء: محمد بن احمد السرخسی، المکتبۃ السحابیۃ، کوئٹہ، پاکستان، ۱۴۱۷ھ = ۱۹۹۷ء
– شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ابن ابی العز حنفی، تحقیق: ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰۸ھ = ۱۹۸۸ء

– شرح المہذب ' ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی ' تحقیق : لجنۃ من المحققین ' دار الکتب العلمیۃ بیروت ' ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۲ء

– شروط الائمۃ الخمسۃ ' ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی ' مندرج در : ثلاث رسائل فی علم مصطلح الحدیث مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب ' ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۷ء

– شعب الایمان ' بیہقی ' دار الکتب العلمیۃ بیروت ' ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء

– شِفَاءُ الغَلِيلِ فيما في كلام العربِ مِنَ الدَّخِيلِ ' شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر ' شہاب الدین خفاجی مصری ' تحقیق : ڈاکٹر محمد کشاش ' دار الکتب العلمیۃ ' بیروت ' ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء

– الشعر والشعراء ' ابن قتیبۃ ' تحقیق : احمد شاکر ' دار المعارف ' مصر ' بدون تاریخ

– الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ' قاضی عیاض ' مصطفیٰ بابی الحلبی ' مصر ' ۱۳۶۹ھ = ۱۹۵۰ء

– الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ' قاضی عیاض ' تحقیق : حسین عبدالحمید نیل ' شرکۃ دار الارقم ' بیروت ' بدون تاریخ

– صحیح ابن حبان ' تحقیق : شعیب ارنووط ' مؤسسۃ الرسالۃ ' بیروت ' ۱۹۸۷ء

– صحیح بخاری : محمد بن اسماعیل ' تحقیق : ابن باز ' دار الفکر بیروت ' ۱۴۱۴ھ = ۱۹۹۴ء

– صحیح مسلم بن حجاج ' ترقیم : محمد فواد عبدالباقی ' مصطفیٰ البابی الحلبی ' مصر ' بدون تاریخ

– صراح ' ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد ' جمالہ ' قرشی ' مکتبہ فاروقیہ ' پشاور ' بدون تاریخ

– صفۃ صلاۃ النبی ﷺ ' محمد ناصر الدین البانی ' مکتبۃ المعارف ' الریاض ' ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۱ء

– صفۃ الصفوۃ ' ابن جوزی ' دار المعرفۃ بیروت ' بدون تاریخ

– الصحاح : تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ ' اسماعیل بن حماد جوہری ' تحقیق : احمد عبدالغفور عطار ' دار العلم للملایین بیروت ' ۱۳۷۶ھ = ۱۹۵۶ء

– الصِّلَۃُ ' ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود ابن بشکوال ' تعلیق : جلال الاسیوطی ' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۹ھ = ۲۰۰۸ء

– الضعفاء الکبیر ' عقیلی ' دار الکتب العلمیۃ بیروت ' بدون تاریخ

– الضعفاء والمتروکین ' دارقطنی ' دار القلم بیروت ' ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء

– الضعفاء والمتروکین ' نسائی ' دار القلم بیروت ' ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء

– الضوء اللامع لاہل القرن التاسع ' محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ' دار الکتب العلمیۃ بیروت ' ۱۴۲۴ھ = ۲۰۰۲ء

– طبقات الحنابلۃ ' ابن ابی یعلیٰ ' دار الکتب العربیۃ بیروت ' بدون تاریخ

– طبقات الشافعیۃ ' عبدالرحیم اسنوی ' جمال الدین ' دار الباز للنشر والتوزیع ' مکۃ المکرمۃ ۱۴۰۷ھ = ۱۹۸۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

–طبقات الشافعیۃ الکبریٰ' عبدالوہاب بن علی سبکی' فیصل عیسی البابی الحلبی' مصر' بدون تاریخ

–طبقات المعتزلۃ' احمد بن یحییٰ بن المرتضیٰ' المطبعۃ الکاثولیکیۃ' بیروت' ۱۳۸۰ھ=۱۹۶۱ء

–طبقات المفسرین' محمد بن علی بن احمد داوودی' دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۳ھ=۱۹۸۳ء

–طبقات ابن سعد = الطبقات الکبریٰ' ابن سعد' دار صادر بیروت' بدون تاریخ

–عصمۃ الانبیاء' فخرالدین رازی' دارالکتب العلمیۃ' بیروت

–علل الحدیث' ابن ابی حاتم' المکتبۃ الاثریۃ' سانگلہ ہل' بدون تاریخ

–علوم القرآن' گوہر رحمٰن' مکتبہ تفہیم القرآن' مردان' اگست ۲۰۰۲ء

–عُمدۃُ الحُفّاظ في تفسیر أشرف الألفاظ' احمد بن یوسف بن عبدالدائم السمین الحلبی' تحقیق: محمد باسل عیون السود' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۱۷ھ=۱۹۹۶ء

–عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری' محمود بن احمد عینی' مصطفیٰ البابی الحلبی مصر' ۱۳۹۲ھ=۱۹۷۲ء

–عمل الیوم واللیلۃ' حافظ ابوبکر احمد بن محمد الدینوری ابن السنی' تحقیق: بشیر محمد عیون' مکتبۃ دارالبیان' دمشق ۱۴۰۷ھ=۱۹۸۷ء

–عمل الیوم واللیلۃ' امام نسائی' تحقیق: ڈاکٹر فاروق حمادۃ' المکتب التعلیمی السعودی بالمغرب' ۱۴۰۱ھ=۱۹۸۱ء

–عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر' محمد بن محمد بن محمد بن سیدالناس یعمری تحقیق: ڈاکٹر محمد العید الخطر اوی' مکتبۃ دارالتراث' الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۳ھ=۱۹۹۲ء

–العُجاب في بیان الأسباب' ابن حجر عسقلانی' تحقیق: ابوعبدالرحمٰن فواز احمد زمرلی' دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۳ھ=۲۰۰۲ء

–العِبَرُ فِي خَبَرِ مَنْ غَبَرَ' ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ

–العقیدۃ' روایۃ الخلال' احمد بن محمد بن حنبل' تحقیق: عبدالعزیز عزالدین السیروانی' دار قتیبہ' دمشق' ۱۴۰۸ھ

–العلل ومعرفۃ الرجال' امام احمد' تحقیق: وصی اللہ عباس' المکتب الاسلامی بیروت' ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۸ء

–غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء' ابن الجزری' مکتبۃ الخانجی مصر' ۱۳۵۱ھ=۱۹۳۲ء

–غرائبُ التفسیر وعجائب التأویل' محمود بن حمزۃ الکرمانی' تحقیق: ڈاکٹر شمران سرکال یونس العجلی' دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ' جدۃ' ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۸ء

–غرائبُ القرآن ورغائب الفرقان' نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیسابوری' دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۶ھ=۱۹۹۶ء

–غریبُ الحدیث' ابوعبید قاسم بن سلّام ہروی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۰۶ھ=۱۹۸۶ء

–غریبُ القرآن' ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۳۹۸ھ=۱۹۷۸ء

–الغریبَین في القرآن والحدیث' ابوعبید احمد بن محمد الہروی' تحقیق: احمد فرید المزیدی' المکتبۃ العصریۃ بیروت'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۱۹ھ=۱۹۹۹ء
–غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، شیخ ابراہیم الحلبی، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۹ھ=۱۹۷۹ء
–الغُنیۃ لِطَالِبِي طریقِ الحَقِّ، عبدالقادر بن موسی بن عبداللہ الجیلانی، تحقیق: محمد خالد عمر مکتبۃ اسامۃ بن زید، حلب، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۶ھ=۱۹۹۶ء
–فتاویٰ ہندیہ [عالم گیری] شیخ نظام، مکتبہ علوم اسلامیہ، چمن ۔
–فتاوی ومسائل ابن الصلاح، فی التفسیر والحدیث والاصول والفقہ، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۶ھ=۱۹۸۶ء
–فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ابن حجر عسقلانی، دارنشر الکتب الاسلامیۃ لاہور، ۱۴۰۱ھ=۱۹۸۱ء
–فتحُ القدیرِ الجامعُ بین فنی الرِّوَایۃوالدِّ رایۃفي علم التفسیر، محمد بن علی بن محمد الشوکانی، دالکتاب العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ=۲۰۰۰ء
–فتح القدیر شرح الہدایۃ، ابن ہمام: محمد بن عبدالواحد، دارالفکر بیروت، بدون تاریخ
–فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث، عبدالرحیم بن حسین عراقی، دارالفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ=۲۰۰۰ء
–فصوص الحکم، شیخ اکبر محیی الدین ابن عربی، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ، ۱۴۲۵ھ=۲۰۰۵ء
–فضائل اعمال، محمد زکریا، خواجہ محمد اسلام، لاہور، بدون تاریخ
–فضائل القرآن، عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تحقیق: ابو اسحاق الحوینی الاثری، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ ۱۴۱۶ھ
–فضائل القرآن، ابو عبید قاسم بن سلام، تحقیق: وہبی سلیمان، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ=۲۰۰۵ء
–فقہ اللغۃ وسر العربیۃ، ابو منصور اسماعیل الثعالبی، اسماعیلیان، قم، بدون تاریخ
–فنون الافنان فی عجائب علوم القرآن، ابوالفرج جمال الدین ابن الجوزی، تحقیق: خالد مصطفی طرطوسی، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۲۶ھ=۲۰۰۵ء
–فہرس الفہارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی، تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس، دارالغرب الاسلامی بیروت، ۱۴۰۲ھ=۱۹۸۲ء
–فوات الوفیات، محمد بن شاکر بن احمد کتبی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۱ھ=۲۰۰۰ء
–فیض الباری علی صحیح البخاری، محمد انور شاہ کشمیری، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ=۲۰۰۵ء
–فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، محمد عبدالرؤوف مناوی، دارالفکر بیروت، بدون تاریخ
–الفتاوی الحدیثیۃ، ابن حجر ہیتمی، دار إحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۹ھ=۱۹۹۸ء
–الفتحُ السَّماوِي بتخریج أحادیث تفسیر القاضي البیضاوي، زین الدین عبدالرؤوف المناوی، تحقیق: احمد مجتبیٰ بن نذیر عالم السلفی، دارالعاصمۃ، الریاض، سعودی عرب، ۱۴۰۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

–الفتوحات المَكِّيَّة في معرِفة الأسرار المالكية والملكية' شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی ابن عربی' تحقیق: محمد عبدالرحمٰن المرعشلی' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۳۱ھ=۲۰۱۰ء

–الفردوس = مسند الفردوس بماثور الخطاب' ابوشجاع ابن شیرویہ دیلمی' تحقیق: بسیونی زغلول' دار الباز مکۃ المکرمۃ بدون تاریخ

–الفَرْقُ بينَ الفِرَقِ' عبدالقاہر بغدادی' دار المعرفۃ' بیروت' بدون تاریخ

–الفرقان بين أولياءِ الرحمٰن و أولياء الشيطان' احمد بن عبدالحلیم بن تیمیۃ' تحقیق: ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالکریم' مکتبۃ دار المنہاج' الریاض' سعودی عرب' ۱۴۲۸ھ

–الفَصْل في المِلَل والأهواء والنِّحَل' ابن حزم الظاہری' المکتبۃ المثنیٰ' بغداد' بدون تاریخ

–الفَقيه والمُتَفَقِّه' ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی' تحقیق: ابوعبدالرحمٰن عادل بن یوسف' دار ابن الجوزی' بیروت' ۱۴۲۰ھ

–الفوز الکبیر فی اصول التفسیر' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' قدیمی کتب خانہ' کراچی' بدون تاریخ

–الفہرست' ابن الندیم' دار المعرفۃ بیروت' ۱۴۱۵ھ=۱۹۹۴ء

–الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ' محمد عبدالحی لکھنوی' تحقیق: احمد الزعبی' دار الارقم بن ابی الارقم' بیروت' ۱۴۱۸ھ=۱۹۹۸ء

– قانون التأویل' محمد بن عبداللہ بن العربی' دراسۃ و تحقیق: محمد سلیمان' مؤسسۃ علوم القرآن' بیروت ۱۴۰۶ھ=۱۹۸۶ء

– قصص الانبیاء' عبدالوہاب نجار' دار الجیل' بیروت' ۱۴۰۵ھ=۱۹۸۵ء

– قصص القرآن' حفظ الرحمٰن سیوہاروی' مکتبہ مدنیہ لاہور' بدون تاریخ

– قواعد فی علوم الحدیث' ظفر احمد عثمانی' تحقیق: عبدالفتاح ابوغدۃ' مکتب المطبوعات الاسلامیۃ' حلب ۱۴۰۴ھ=۱۹۸۴ء

– القاموس المحیط' محمد بن یعقوب فیروز آبادی' دار احیاء التراث العربی' ۱۴۱۷ھ=۱۹۹۷ء

– القرطین' ابن مطرف الکنانی' دار المعرفۃ بیروت' بدون تاریخ

–القند في علماء سمرقند' نجم الدین عمر بن محمد بن احمد نسفی' تحقیق: نظر محمد الفاریابی' مکتبۃ الکوثر' سعودی عرب ۱۴۱۲ھ=۱۹۹۱ء

– کبیری = غنیۃ المتملی

– کتاب مقدس = بائبل

– کتاب الام' محمد بن ادریس شافعی' تحقیق: محمود مطرجی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۳ھ=۱۹۹۳ء

–کتاب الأوسط من السنن والإجماع والإختلاف' ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق: لجنۃ من المصنفین' دار الفلاح' الفیوم' مصر' ۱۴۳۱ھ=۲۰۱۰ء
- کتاب العین' خلیل بن احمد الفراہیدی' تحقیق: ڈاکٹر عبد الحمید ہنداوی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۴ھ=۲۰۰۳ء
- کتاب المصاحف' ابوبکر عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث المعروف بابن ابی داود' تحقیق: ڈاکٹر محب الدین عبد السبحان واعظ' دار البشائر الاسلامیۃ بیروت' ۱۴۲۳ھ=۲۰۰۲ء
- کتاب المفردات' المعروف: خواص الادویہ' حکیم مظہر حسین اعوان' شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور' ۱۹۹۶ء
- کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم' محمد علی تھانوی' مکتبۃ لبنان' بدون تاریخ
- کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون' کاتب چلپی' نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی' بدون کراچی
- کلیات اقبال' فارسی' علامہ ڈاکٹر محمد اقبال' اسد پبلی کیشنز لاہور' بدون تاریخ
- الکاشف عن حقائق السنن' طیبی' مکتبۃ نزار مصطفی' مکۃ المکرمۃ' ۱۴۱۷ھ=۱۹۹۷ء
- الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ' ذہبی' دار الکتب الحدیثیۃ قاہرہ' ۱۳۹۲ھ=۱۹۷۲ء
- الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف' ابن حجر عسقلانی' دار الکتب المصریۃ' مصر
- الكَافِيَةُ الشَّافِيَةُ فِي الانتصارِ لِلْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ المعروف بالقَصِيدَةِ النُّونِيَّةِ' شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیۃ' المکتب الاسلامی' بیروت' ۱۴۲۵ھ=۲۰۰۴ء
- الکامل فی التاریخ' ابن الاثیر' قم' ایران' بدون تاریخ
- الکامل فی اللغۃ والادب' ابوالعباس محمد بن یزید المبرد' تحقیق: ڈاکٹر عبد الحمید ہنداوی' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ=۱۹۹۹ء
- الکامل فی ضعفاء الرجال' ابن عدی: عبد اللہ جرجانی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۸ھ=۱۹۹۷ء
- الکشاف = تفسیر الکشاف
- الکشف والبیان المعروف: تفسیر الثعلبی' ابواسحاق احمد ثعلبی' تحقیق: محمد بن عاشور' دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۲ھ=۲۰۰۲ء
- الکفایۃ فی علم الروایۃ' خطیب بغدادی: احمد بن علی' المکتبۃ العلمیۃ' مدینہ منورہ' بدون تاریخ
- لباب التاویل فی معانی التنزیل = تفسیر الخازن' علاء الدین علی بن محمد' وحیدی کتب خانہ پشاور' بدون تاریخ
- لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ' تقی الدین محمد بن فہد مکی' دار احیاء التراث العربی بیروت' بدون تاریخ
- لسان العرب' ابن منظور افریقی' دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۸ء
- لسان المیزان' ابن حجر عسقلانی' دار الفکر بیروت' بدون تاریخ
- لغات القرآن' پرویز' ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور' ۱۹۸۴ء
- لغات القرآن' عبد الرشید نعمانی' ادارہ اسلامیات لاہور' نومبر ۱۹۸۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-لوقا = بائبل
-لیس في کلام العرب' حسین بن احمد بن خالویہ' تحقیق: احمد عبدالغفور عطار' مکۃ المکرمۃ ۱۳۹۹ھ = ۱۹۷۹ء
-اللباب في تأویل ألفاظ أشکلت في الکتاب' ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف' دار القرآن والسنۃ' ہوتی' مردان' پاکستان' ۱۴۳۵ھ = ۲۰۱۳ء
- مباحث فی علوم القرآن' مناع القطان' مکتبۃ القاہرۃ' مصر' بدون تاریخ
- مجاز القرآن' ابوعبیدۃ معمر بن مثنی تمیمی' تحقیق: ڈاکٹر محمد فؤاد سزکین' مکتبۃ الخانجی' مصر' بدون تاریخ
- مجمع الزوائد' نور الدین ہیثمی' دار الفکر بیروت' ۱۴۰۸ھ = ۱۹۸۸ء
- مجمل اللغۃ' ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا رازی' دار الفکر بیروت' ۱۴۱۴ھ = ۱۹۹۴ء
- مجموع الفتاوی' ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیۃ' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۰ء
- مجموعہ تفاسیر فراہی' حمید الدین فراہی' ترجمہ: امین احسن اصلاحی' فاران فاؤنڈیشن لاہور' ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۱ء
- مختار الصحاح' محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی' دراسۃ وتقدیم: ڈاکٹر عبدالفتاح البرکاوی' دار المنار مکۃ المکرمۃ' بدون تاریخ
- مختصر قیام اللیل وکتاب الوتر' محمد بن نصر مروزی' حدیث اکادمی' فیصل آباد' ۱۴۰۸ھ = ۱۹۸۸ء
- مدارک التنزیل = تفسیر النسفی: عبداللہ بن احمد' دار القلم بیروت' ۱۴۰۸ھ = ۱۹۸۹ء
- مذاہب التفسیر الاسلامی' گولڈزیہر' ترجمہ: ڈاکٹر عبدالحلیم النجار' مکتبۃ الخانجی' مصر' ۱۳۷۴ھ = ۱۹۵۵ء
- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح' ملا علی قاری' المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ' بدون تاریخ
- مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا' محمد علی چراغ' نذیر سنز پبلشرز لاہور' ۲۰۰۵
- مسند ابی داود الطیالسی' مکتبۃ المعارف' الریاض' بدون تاریخ
- مسند احمد بن محمد بن حنبل' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۳۹۸ھ = ۱۹۷۸ء
- مسند بزار = البحر الزخار
- مسند الشہاب' قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ القضاعی' تحقیق: حمدی عبدالمجید السلفی' مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء
- مشارق الانوار علی صحاح الآثار' قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی المالکی' تخریج: ابراہیم شمس الدین' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۲ء
- مشاہیر علماء الامصار' ابوحاتم محمد بن احمد بن حبان بستی' دار الکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۱۶ھ = ۱۹۹۵ء
- مشکوٰۃ المصابیح' خطیب تبریزی' ترقیم: سعید اللحام' دار الفکر بیروت' ۱۹۹۱ء
- مشکل اعراب القرآن' مکی بن ابی طالب' تحقیق: اسامہ عبدالعظیم' دار الکتب العلمیۃ' بیروت' ۲۰۱۰ء
- مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجۃ' بوصیری: احمد بن ابی بکر' مطبعۃ حسان' قاہرۃ' بدون تاریخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– مُصَنّف ابن أبي شيبة، تحقيق: محمد عوامة، المجلس العلمي، جوہانسبرگ، افریقہ، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

– مُصَنّف عبدالرزاق، تحقیق: حبیب الرحمٰن اعظمی، إدارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی، ۱۴۱۶ھ = ۱۹۹۶ء

– معارف السنن، شرح سنن الترمذی، شیخ محمد یوسف بنوری، ایچ - ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی

– معارف القرآن، محمد ادریس کاندھلوی، فرید بک ڈپو، دہلی، ہند، ۲۰۰۱ء

– معارف القرآن، محمد شفیع دیوبندی، ادارۃ المعارف کراچی، بدون تاریخ

– معالم التنزیل = تفسیر البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۴ھ = ۱۹۹۳ء

– معالم السنن، شرح سنن ابی داؤد، خطابی، دار الحدیث بیروت، ۱۳۸۸ھ = ۱۹۶۹ء

– معانی الآثار، طحاوی، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۷ھ = ۱۹۸۷ء

– معانی القرآن، ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء، تحقیق: احمد یوسف نجاتی، محمد علی النجار، مطبعۃ دار الکتب المصریۃ القاہرۃ ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء

– معانی القرآن، ابوجعفر النحاس، تحقیق: ڈاکٹر یحییٰ مراد، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء

– معانی القرآن واعرابہ المسمی: المختصر فی إعراب القرآن ومعانیہ، زجاج: ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن السری البغدادی، تحقیق: استاذ ڈاکٹر فتحی عبدالرحمٰن حجازی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء

– معجم مقاییس اللغۃ، ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء

– معجم الادباء، یاقوت بن عبداللہ حموی، دار إحیاء التراث العربی بیروت، بدون تاریخ

– معجم البلدان، یاقوت بن عبداللہ حموی، دار إحیاء التراث العربی، ۱۳۹۹ھ = ۱۹۷۹ء

– معجم المؤلفین، عمر رضا کحالۃ، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۱۴ھ = ۱۹۹۳ء

– معجم المؤلفین المعاصرین، محمد خیر رمضان یوسف، مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ، ریاض، ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء

– معجم ما استُعجم من أسماء البلاد والمواضع، ابوعبید عبداللہ البکری الاندلسی، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۸ء

– معرفۃ علوم الحدیث، ابوعبداللہ الحاکم، دار الکتب المصریۃ، ۱۹۳۷ء

– معرفۃ علوم الحدیث، ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف، دار النوادر، لاہور، ۲۰۱۱ء

– معرفۃ التذکرۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۰۶ھ = ۱۹۸۵ء

– معرفۃ السنن والآثار، بیہقی، تحقیق: سید کسروی حسن، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۱ء

– معرفۃ الصحابۃ، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق ابونعیم اصبہانی، تحقیق: محمد حسن محمد حسن اسماعیل، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۲ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– معرفة القراء الكبار على الطبقات والاعصار' ابو عبدالله محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' تحقیق: ڈاکٹر طیار آلتی قولاج' منشورات مرکز البحوث الاسلامیة' استانبول' ترکی' ۱۴۱۶ھ = ۱۹۹۵ء

– مُعِیدُ النِّعَمِ و مُبِیْدُ النِّقَمِ' تاج الدین عبدالوہاب بن علی السبکی' المکتبة العصریة' بیروت' ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء

– مغني اللبيب عن كتب الأعاريب' ابن ہشام الانصاری' المکتبة العصریة' صیدا' بیروت' ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۱ء

– مفتاح دار السعادۃ ومنشور ولایة العلم والارادۃ' ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم' دار نجد' ریاض ۱۴۰۲ھ = ۱۹۸۲ء

– مفہوم القرآن' پرویز' طلوع اسلام گلبرگ' لاہور' مئی ۲۰۰۴ء

– مقالات الالبانی' جمع وتدوین: نور الدین طالب' دار اطلس ریاض' ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۱ء

– مقام حدیث' ادارہ طلوع اسلام لاہور' بدون تاریخ

– مقامات مظہری' شاہ غلام علی دہلوی' تحقیق وترجمہ: محمد اقبال مجددی' اردو سائنس بورڈ' لاہور' ۲۰۰۱ء

– مقدمہ ابن خلدون' عربی ایڈیشن: مؤسسة جمال بیروت' بدون تاریخ

اردو ایڈیشن: ترجمہ: سعد حسن خان' نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی' بدون تاریخ

– مقدمة ابن الصلاح' المکتبة السلفیة' مدینہ منورہ' ۱۳۸۹ھ = ۱۹۶۹ء

– مقدمة التفسیر' راغب: حسین بن محمد اصفہانی' نور محمد کارخانہ تجارت کتب' آرام باغ' کراچی' بدون تاریخ

– مکتوبات امام ربانی' مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی' مکتبة القدس' کوئٹہ' پاکستان' بدون تاریخ

– مناقب الشافعی' بیہقی' تحقیق: احمد الصقر' دار التراث' قاہرہ' بدون تاریخ

– مناہل العرفان فی علوم القرآن' محمد عبدالعظیم زرقانی' دار احیاء التراث العربی' ۱۴۱۶ھ = ۱۹۹۵ء

– منہاج الاصول الی علم الاصول' قاضی بیضاوی' مکتبة الرشد' الریاض' ۱۴۲۰ھ = ۱۹۹۹ء

– منہاج السنة النبویہ فی نقض کلام الشیعة والقدریة' ابو العباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیة' تحقیق: ڈاکٹر محمد رَشَاد سالم' مؤسسة الریان' بیروت' ۱۴۲۴ھ

– موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان' نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی' دار الکتب العلمیة بیروت' بدون تاریخ

– موطا مالک بن انس' ترقیم: محمد فواد عبدالباقی' مصطفی البابی الحلبی مصر' بدون تاریخ

– مواقع العلوم فی مواقع النجوم' جلال الدین عبدالرحمن بن عمر بن رسلان البلقینی' تحقیق: ڈاکٹر انور محمود مُرسی خَطّاب' دار الصحابة للتراث بطنطا' بدون تاریخ

– میزان الاعتدال فی نقد الرجال' ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' دار المعرفة بیروت' بدون تاریخ

– المَبسُوط' امام سرخسی' ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیة' کراچی

– المَثَلُ السائر في آداب الكاتب والشاعر' نصر اللہ بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم ابن الاثیر الجزری دار الکتب العلمیة بیروت' ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۸ء

– المجروحین من المحدثین' ابن حبان' دار الصمیعی' سعودی عرب' ۱۴۲۰ھ = ۲۰۰۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

—المُحرّرُ الوَجيزفي تفسيرالكتاب العزيز 'ابومحمدعبدالحق بن غالب بن عطیہ الاندلسی' تحقیق: عبدالسلام عبدالشافی محمد' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۲۰۱۱ء

—المُحكَم والمُحِيطُ الأعظَم 'ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سِیدَۃ المرسی دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۱ھ=۲۰۰۰ء

—المُحلّى بالآثار 'علی بن حزم' ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ' ازہر' مصر' ۱۳۵۲ھ

—المَدخَل إلى الصَّحِيح 'ابوعبداللہ الحاکم' ڈاکٹر ابراہیم آل کلیب' مکتبۃ العبیکان بیروت ۱۴۲۳ھ=۲۰۰۲ء

—المُستَدرَك علَى الصَّحِيحَين 'ابوعبداللہ الحاکم' دارالکتاب العربی بیروت' بدون تاریخ

—المصباح المنير 'احمد بن محمد بن علی الفیومی' مکتبۃ لبنان' ۱۹۸۷ء

—المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع' ملا علی قاری' مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب' ۱۴۱۴ھ=۱۹۹۴ء

—المُعجَم الأوسَط 'طبرانی: سلیمان بن احمد' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۲۰ھ=۱۹۹۹ء

—المُعجَم الصَّغير 'طبرانی: سلیمان بن احمد' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۳۴ھ=۲۰۱۳ء

—المُعجَم الكبير 'طبرانی: سلیمان بن احمد' دار إحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۰۴ھ

—المُعجَم المُختَص بالمحدثين 'ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' مکتبۃ الصدیق' الطائف' ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۸ء

—المُعَرَّب في القرآن الكريم' ڈاکٹر محمد سید علی بلاسی' جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیۃ' لیبیا' ۱۳۶۹ھ=۲۰۰۱ء

—المُعَرَّب من الكلام الأعجمي على حروف المعجم 'ابومنصور موہوب بن احمد الجوالیقی' تحقیق: ڈاکٹر عبدالرحیم' دارالقلم' دمشق' ۱۴۱۰ھ=۱۹۹۰ء

—المُعَرَّب والدَّخِيل 'ڈاکٹر محمد التونجی' دارالمعرفۃ بیروت' ۱۴۲۶ھ=۲۰۰۵ء

—المعرفۃ والتاریخ 'فسوی' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۱۹ھ=۱۹۹۹ء

—المغازی' واقدی: محمد بن عمر بن واقد' تحقیق: ڈاکٹر مرسدن جُونس' عالم الکتب' بیروت' ۱۴۲۷ھ=۲۰۰۶ء

—المُغني عن حمل الأسفارفي تخريج مافي الأحياء من الأسفار 'برہامش إحیاء علوم الدین' زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی' دارالمعرفۃ بیروت' بدون تاریخ

—المُغني في الضُّعَفاء 'ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' بدون نام طابع وتاریخ طبع

—المفردات فی غریب القرآن' راغب: حسین بن محمد اصفہانی' دارالمعرفۃ بیروت' بدون تاریخ

—المُفَصَّل في الألفاظ الفارسية المعربة ڈاکٹر صلاح الدین المنجد' انتشارات بنیاد فرہنگ' ایران ۱۳۹۸ھ=۱۹۷۸

—المُهَذَّب فيما وقع في القرآن من المُعَرَّب 'جلال الدین سیوطی' تحقیق: استاذ عبداللہ الجبوری مجلۃ المورد بغداد' ۱۳۹۱ھ=۱۹۷۱ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

–المُفهم لما أُشكل من تلخيص كتاب مسلم 'احمد بن عمر قرطبی' دار ابن کثیر دمشق' ۱۴۲۰ھ=۱۹۹۹ء
–المِلَل والنِحَل 'ابوالفتح محمد عبدالکریم بن ابی بکر شہرستانی' دارالفکر بیروت' ۱۴۲۲ھ=۲۰۰۲ء
–المُنتَظَم في تاريخ الأمم والمُلوك 'ابن جوزی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۲ھ=۱۹۹۲ء
–الموافقات فی اصول الشریعۃ' شاطبی: ابراہیم بن موسیٰ غرناطی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ
–الموضوعات' ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی' تخریج: توفیق حمدان' دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۴ھ=۲۰۰۲ء
–الموقظۃ فی علم مصطلح الحدیث' ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی' مکتب المطبوعات الاسلامیۃ' حلب' ۱۴۲۰ھ
–المُیَسَّر: الکتابُ المُیَسَّر في شرح مصابیح السنۃ 'ابوعبداللہ فضل اللہ بن الحسن التوربشتی' تحقیق: ڈاکٹر عبدالحمید الھنداوی' مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز' مکۃ المکرمۃ' ۱۴۲۲ھ=۲۰۰۱ء
–نُزهَةُ الخَواطِر وبَهجَةُ المَسَامِع والنَّواظِر 'عبدالحی حسنی' طیب اکادمی ملتان' ۱۴۱۲ھ=۱۹۹۱ء
–نفح الطِّیب من غُصن الأندلس الرطیب 'احمد بن محمد المقری تلمسانی' تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس دارصادر بیروت' ۱۴۰۸ھ=۱۹۸۸ء
–نوادِرُ الأصول في معرفة أحادیث الرسول ﷺ 'ابوعبداللہ محمد الحکیم الترمذی' تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۱۳ھ=۱۹۹۲ء
–نواہد الابکار وشوارد الافکار: ۱۳' حافظ سیوطی' دراسۃ وتحقیق: احمد حاج محمد عثمان' رسالۃ الدکتوراۃ' جامعہ ام القریٰ' ۱۴۲۳-۱۴۲۴ھ
–نکت القرآن الدالۃ علی البیان فی انواع العلوم والاحکام' محمد بن علی الکرجی القصاب' تحقیق: ڈاکٹر علی بن غازی التویجری' دارابن القیم' الدمام' سعودی عرب' ۱۴۲۴ھ=۲۰۰۳ء
–نیل الابتھاج بتَطریز الدِّیباج 'احمد بابا التنبکی' کلیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ' طرابلس' ۱۳۹۸ھ=۱۹۸۹ء
–النُجومُ الزَّاهِرةُ في ملوك مصرَ والقاهرة 'ابن تغری بردی' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۳ھ=۱۹۹۲ء
–النکت علی کتاب ابن الصلاح' ابن حجر عسقلانی' الجامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ' ۱۴۰۴ھ=۱۹۸۴ء
–النکت والعیون: تفسیر الماوردی' ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی' تحقیق: سید عبدالمقصود بن عبدالرحیم دارالکتب العلمیۃ بیروت' بدون تاریخ
–النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر' ابوالسعادات مبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری' دارالکتب العلمیۃ بیروت' ۱۴۱۸ھ=۱۹۹۷ء
–النہر المادمن البحر' ابوعبداللہ محمد بن یوسف ابوحیان اندلسی' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۱۱ھ=۱۹۹۰ء
–النور السافر عن اَخبار القرن العاشر' عبدالقادر بن عبداللہ العیدروس' تحقیق: لجنۃ من المحققین' دارصادر بیروت' ۲۰۰۱ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

– ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری' ابن حجر عسقلانی' دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور ۱۴۰۱ھ = ۱۹۸۱ء
– ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین' اسماعیل باشا البغدادی' منشورات مکتبۃ المثنی بغداد ۱۹۵۱ء
– ہمارے دینی علوم' اسلم جے راج پوری' مکتبہ اخوت لاہور' بدون تاریخ
– وجوہ القرآن' ابو عبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد الحیری النیسابوری' تحقیق: جلال الدین الاسیوطی' کتاب ناشرون بیروت' ۱۴۳۲ھ = ۲۰۱۱ء
– وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان' احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان' منشورات الرضی' قم' ایران ۱۳۶۴ش
– الوجوہ والنظائر فی القرآن الکریم' مقاتل بن سلیمان' تحقیق: احمد فرید مزیدی' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۹ھ = ۲۰۰۸ء
– الوجوہ والنظائر لالفاظ الکتاب العزیز' ابوعبداللہ حسین بن محمد دامغانی' تحقیق: عربی عبدالحمید علی' دار الکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۴۲۴ھ = ۲۰۰۲ء
– الوشيُ المَرقوم في بيان أحوال العُلوم = أبجد العلوم' نواب صدیق حسن القنوجی' دار الکتب العلمیۃ بیروت' ۱۹۷۸ء
– یاقوتۃ الصراط فی تفسیر غریب القرآن' ابوعمر محمد بن عبدالواحد البغدادی المعروف: غلام ثعلب' ڈاکٹر محمد یعقوب ترکستانی' مکتبۃ العلوم والحکم' المدینۃ المنورۃ' ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۲ء
– يَتِيمَةُ البيان في شيء من علوم القرآن' محمد یوسف البنوری' مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی کراچی ۱۳۹۶ھ = ۱۹۷۶ء
– اليواقيت الثمينة في أعيان مذهب عالم المدينة' محمد بشیر ظافر ازہری' مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۲۴ھ
– الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر' عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی' دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۸ھ = ۱۹۹۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی [۶۵۴-۷۵۴ھ]

کہتے ہیں:

أَرَحْتُ نَفْسِيَ مِن الإيناسِ بالنَّاسِ
لَمَّا غَنِيتُ عَنِ الأكياسِ بِاليَاسِ
وَصِرتُ في البيتِ وَحْدِيَ لاأرَى أحَداً
بَنَاتُ فِكْرِي وَ كُتُبِي هُنَّ جُلاَّسِي

[نقلَها السَّخاوي في وجيز الكلام في الذيل علَى دُوَلِ الإسلام ۱:۹]

''میں جب سے ہوشیار اور دانا لوگوں سے مایوس ہو چکا ہوں تب سے میں نے اپنے نفس کو لوگوں سے محبت کرنے سے راحت دلائی ہے۔ میں اپنے گھر میں تنہا ہو کر بیٹھا ہوں۔ کسی سے ملاقات نہیں کرتا اور میرے افکار اور میری کتابیں میرا ہم نشین ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حافظ ابن تیمیہ [احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم، حرانی، دمشقی، حنبلی، ابوالعباس، تقی الدین،

پیدائش: ۶۶۱ھ = ۱۲۶۳ء، وفات: ۷۲۸ھ = ۱۳۲۸ء] نے لکھا ہے کہ:

اَلْمَطْلُوْبُ مِنَ الْقُرْاٰنِ هُوَ فَهْمُ مَعَانِيْهِ وَالْعَمَلُ بِهٖ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ هٰذِهٖ هَمَّةُ حَافِظِهٖ لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالدِّيْنِ.

[مجموع الفتاویٰ ۲۳: ۳۱، باب صلاۃ التطوع، سوال: ۵۰۸]

''قرآن مجید کا مطلوب [مقصود] یہ ہے کہ اس کے معانی [ومطالب] کا علم وفہم حاصل ہو اور اُس پر عمل کیا جائے اور اگر کسی حافظ کی کوشش ان دونوں کا حصول نہ ہو، وہ اہل علم اور اہل دین میں سے نہیں ہے۔''

دَارُ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّة
هوسئ ○ شہباز گڑھی ○ مردان